بعون ملک المنان و بفضل خلاق انس و جان

کتاب عوارف المعارف مصنفہ قطب الاقطاب حضرت شیخ شہاب الدین ابی حفص عمر بن محمد سہروردی قدس سرہ

اردو ترجمہ

اردو ترجمہ عوارف المعارف

کامل

ترجمہ کاشف معارف رموز طریقت ماہر اسرار معرفت مولانا مولوی ابو الحسن صاحب مرحوم

بمطبع نامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ مین طبع ہوا

اس کتاب کا حق تصنیف بحق مطبع منشی نولکشور محفوظ ہے

اطلاع - اس مطبع میں ہر علم و فن کی کتب کا ذخیرہ معقول وافر موجود ہے جسکی فہرست مطول ہر ایک شائق کو چھاپہ خانہ سے بلا قیمت مل سکتی ہے جسکے دیکھنے سے شائقان اصلی حالات کتب کے معلوم فرما سکتے ہیں قیمت بھی ارزان ہے - اس کتاب کے ذیل میں کے تین صفحے جو سادے ہیں انہین بعض کتب تصوف اردو وغیرہ کی درج کرتے ہیں تاکہ جس فن کی یہ کتاب ہے اُس فن کی اور بھی کتب موجود کارخانہ سے قدردانون کو آگاہی کا مزید ذریعہ حاصل ہو

قیمت	نام کتاب
	کتب اخلاق و تصوف اردو
۵ روپیہ	جامع الاخلاق - ترجمہ اخلاق جلالی
۱ روپیہ	تہذیب النفوس - از سید فخر الدین حسین
۲	باب دانش - مولفہ مولوی محمد کریم بخش
۱ روپیہ	ذخیرۂ سعادت - ترجمہ کیمیائی خاص کی پیشک دو فصل اول و آخر کا ترجمہ تہذیب اخلاق میں مولفہ لالہ لالجی صاحب -
[illegible]	گیان دیپک مولفہ منشی گنگا سہائے دہلوی جسمین عمدہ عمدہ مضمون وغیرہ مندرج ہیں -
[illegible]	اوقات عزیزی از سید غلام حیدر خان
۲ روپیہ	بستان تہذیب - جامع اخلاق و آداب مرتبہ نواب حاجی محمد عمر علیخان بہادر فیروز جنگ مطبوعۂ نظامی -

قیمت	نام کتاب
[illegible]	تحریر الحقیقت - اصلاح نفس میں -
[illegible]	آبحیات - اخلاق و موعظت میں مصنفہ منشی کاشی ناتھ صاحب
[illegible]	پیرایۂ اوستی - اردو ترجمہ مثنوی مولانا روم کا نظم شعر بشعر اردو جا بجا شعر اردو میں حاصل مطلب مع فوائد تصوف کامل دو جلدوں میں - بتفصیل ذیل -
[illegible]	(جلد اول) ترجمہ دفتر اول و دوم -
[illegible]	(جلد دوم) ترجمہ دفتر ۳ و ۵ و ۶ -
[illegible]	اخلاق رضی مصنفہ قاضی محمد رضی
[illegible]	شجرۂ معرفت عشق - منتخبات مثنوی مولانا روم مترجمہ غلام حمید صاحب
[illegible]	شان رحمت منظوم - عبرت انگیز و دلچسپ مضمون ہے -

فہرست عوارف المعارف کے پہلے حصہ کی

صفحہ	مضمون
۲	کتاب کا دیباچہ
۱۱	پہلا باب۔ علوم صوفیہ کی پیدائش کے بیان مین۔
۲۲	دوسرا باب۔ خوب سُننے کے ساتھ صوفیہ سے مختص کرنے مین ہی۔
۳۸	تیسرا باب۔ علوم صوفیہ کی فضیلت مین اور اُسکے نمونہ کی طرف اشارہ کرنے مین ہی
۶۲	چوتھا باب۔ صوفیہ کے حال اور اُنکے طریق کے اختلاف مین ہی۔
۷۱	پانچوان باب۔ تصوف کی حقیقت کے بیان مین ہی۔
۷۶	چھٹا باب۔ صوفیہ کے وجہ تسمیہ کے بیان مین ہی۔
۸۷	ساتوان باب۔ متصوف اور متشبہ کے بیان مین ہی۔
۹۲	آٹھوان باب۔ ملامتی کے ذکر اور اُنکے حال کے بیان مین ہی۔
۱۰۰	نوان باب۔ اُسکے بیان مین ہی جو صوفی کہلایا اور صوفی ہی نہین۔
۱۰۹	دسوان باب۔ رتبہ شیخی کے بیان مین
۱۱۹	گیارھوان باب۔ خادم اور اُسکے مشتبہ کے حال کے بیان مین ہی۔
۱۲۳	بارھوان باب۔ مشایخ صوفیہ کے خرقہ کے بیان مین ہی۔
۱۳۵	تیرھوان باب۔ خانقاہ کے رہنے والون کی فضیلت مین ہی۔
۱۴۰	چودھوان باب۔ اہل صفہ کے ساتھ اہل خانقاہ کی مشابہت کے بیان مین ہی
۱۴۵	پندرھوان باب۔ اہل خانقاہ اور صوفیہ کے بیان خصوصیات مین اُسکی بابت جسکا باہم دو برتاؤ کرتے ہین اور اُسکے ساتھ مخصوص ہین۔
۱۵۵	سولھوان باب۔ سفر او مقام مین مشایخ صوفیہ کے اختلاف احوال کے بیان مین ہی

صفحہ	مضمون
۱۶۹	سترھوان باب۔ آن چیزون کے بیان مین ہی جسکی احتیاج صوفی کو اپنے سفر مین فرائض اور فضائل سے ہو۔
۱۷۹	اٹھارھوان باب سفر سے آنے اور خانقاہ مین داخل ہونے اور اسمین ادب کے ساتھ رہنے مین ہو۔
۱۸۰	انیسوان باب۔ حال صوفی متسبب کے بیان مین ہو۔
۱۹۶	بیسوان باب فتوح سے کھانے والے کے ذکر مین ہو۔
۲۱۱	اکیسوان باب صوفیہ مجرد و اہل قبیلہ دار کے حال اور انکی صحت مقاصد کے بیان مین ہو۔
۲۲۰	بائیسوان باب۔ سماع کے قبول اور اختیار کے قول مین ہو۔
۲۴۰	تیئیسوان باب۔ سماع کے رد اور انکار کے قول مین ہو۔
۲۵۴	چوبیسوان باب سماع ترفع اور استغنار
۲۵۰	کے قول مین ہو۔
۲۲۴	پچیسوان باب سماع ادب اور توجہ کے قول مین ہو۔
۲۷۴	چھبیسوان باب۔ اس اربعین یعنی چلہ کی خاصیت مین ہو جو صوفیہ کھینچتے ہین
۲۸۳	ستائیسوان باب۔ فتوح اربعین کے بیان مین ہو۔
۲۹۴	اٹھائیسوان باب۔ اربعین مین داخل ہونے کی کیفیت کے بیان مین ہو۔
۳۰۵	انتیسوان باب صوفیہ کے اخلاق اور خلق کے بیان مین ہو۔
۳۱۹	تیسوان باب۔ اخلاق صوفیہ کی تفصیلون کے بیان مین ہو۔
۳۴۹	اکتیسوان باب تصوف کے آداب اور اسکے مکان کے ذکر مین ہو۔
۳۷۵	بتیسوان باب۔ حضرت الٰہیہ کے آداب مین اہل قرب کے واسطے ہو۔

فہرست عوارف المعارف کے دوسرے حصے کی

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۳۸۴	تینتیسواں باب طہارت اور اُسکے مقدمات کے آداب مین ہے۔	۴۳۶	اُنتالیسواں باب روزہ اور اُسکے حُسن اثر کی فضیلت کے بیان مین ہے۔
۳۹۰	چونتیسواں باب وضو اور اُسکے اسرار کے آداب کے بیان مین ہے۔	۴۴۰	چالیسواں باب صوم اور افطار کے احوال صوفیہ کے اختلاف کے بیان مین ہے۔
۳۹۵	پینتیسواں باب وضو کے اندر آداب خاصہ اور صوفیہ کے بیان مین ہے۔	۴۴۶	اکتالیسواں باب روزہ کے آداب اور ضروریات کے بیان مین ہے۔
۴۰۰	چھتیسواں باب فضیلت نماز اور اُس کی بزرگی شان کے بیان مین ہے۔	۴۵۲	بیالیسواں باب طعام اور اُن چیزون کے بیان مین ہے جو صلاح وفساد اُسمین ہے۔
۴۰۸	سینتیسواں باب اہل قرب کی نماز کے وصف کے بیان مین	۴۵۹	تینتالیسواں باب کھانے کے آداب کے بیان مین ہے۔
۴۲۴	اڑتیسواں باب نماز کے اندر آداب اور اسرار کے بیان مین ہے۔	۴۶۷	چوالیسواں باب صوفیہ کے آداب لباس اور اُنکے نیات اور اُنمین اُنکے مقاصد کے بیان مین ہے۔

صفحہ	مضمون
۴۷۸	پینتالیسوان باب قیام لیل کی فضیلت کے ذکر مین ہے۔
۴۸۴	چھیالیسوان باب اُن اسباب کے ذکر مین ہے جو قیام شب اور آداب کے خواب کے مددگار ہین
۴۹۰	سینتالیسوان باب نیند سے جاگنے اور رات کو عمل کرنے کے بیان مین ہے۔
۴۹۸	اڑتالیسوان باب قیام شب کی تقسیم مین ہے۔
۵۰۴	انچاسوان باب دن کے استقبال اور اسمین ادب اور عمل کے بیان مین ہے۔
۵۱۵	پچاسوان باب عمل کے ذکر مین ہے جو تمام دن مین ہون اور تقسیم اوقات مین ہے۔
۵۳۱	اکیاونوان باب شیخ کے ساتھ آداب مرید کے بیان مین ہے۔
۵۴۹	باونوان باب شیخ کے آداب اور اُس چیز کے بیان مین جسکا وہ برتاؤ یارون وشاگردون کے ساتھ کرے۔
۵۵۹	باب ترپنوان صحبت کی حقیقت اور اُسکے بیان مین جو کچھ خیر و شر سے اسمین ہے۔
۵۷۱	باب چونوان صحبت اور اخوت فی اللہ کے حقوق اداکرنیکے بیان مین ہے۔
۵۷۹	باب پچپنوان صحبت اور اخوت کے آداب کے بیان مین ہے۔
۵۸۵	ترجمۃ فی الشعر
۵۸۸	باب چھپنوان معرفت نفس اور اُس سے جو مکاشفات صوفیہ ہوتے ہین اُن کے بیان مین ہے۔
۶۱۳	باب ستاونوان خطرون کی

صفحہ	مضمون
	شناخت اور اُنکی تفصیل اور تمیز کے بیان مین ہے۔
۶۳۶	باب اٹھاونوان حال اور مقام اور اُن دونون کے فرق کے بیان مین ہے۔
۶۴۴	باب انسٹھوان مقامات کی طرف بطور اختصار و ایجاز کے اشارات کے بیان مین ہے
۶۵۰	ساٹھوان باب اشارات مشائخ کے بیان مین جو کہ ترتیب وار مقامات مین ہے حضرات صوفیہ کا قول توبہ مین
۶۵۲	قول اُن کا ورع مین۔
۶۵۴	قول اُن کا زہد مین۔
۶۵۶	قول اُن کا صبر مین۔
۶۶۱	قول اُن کا فقر مین۔
۶۶۴	قول اُنکا شکر مین۔
۶۶۵	قول اُن کا خوف مین۔

صفحہ	مضمون
۶۶۷	قول اُن کا رجا مین۔
۶۶۸	قول اُن کا توکّل مین۔
۶۷۰	قول اُن کا رضا مین۔
۶۷۴	اکسٹھوان باب احوال اور شرح احوال کے بیان مین ہے
۶۸۴	بعض احوال سنیہ سے محبت مین شوق ہے۔
۶۹۴	اور بعضے احوال سے اتصال ہے
۶۹۶	اور اُن احوال سے قبض اور بسط ہین۔
۷۰۰	اور بعض احوال سے فنا اور بقا ہے۔
۷۰۴	باسٹھوان باب اُن کلمات کی شرح مین ہے جو اصطلاح صوفیہ سے بعض احوال کے مشیر ہین
۷۰۸	اور بعض اُنکا قول تجلی اور استتار ہے۔
۷۰۹	اور بعضے اُن مین سے تجرید اور

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
تفرید ہے۔		اور اُن میں سے ذوق اور شرب اور ری ہے۔	۱۴۷
اور بعضے اُن میں سے وجد اور تواجد اور وجود ہے۔	۱۰۷	اور اُنہیں سے محاضرہ مکاشفہ مشاہدہ ہے۔	۔
اور بعضے شرح اُن کلمات سے غلبہ ہے۔	۱۱۷	اور بعض اُن میں سے طوارق اور بوادی اور بادہ اور واقع اور قادح اور طوالع اور لوامح اور لوائح ہے۔	۔
اور بعضے اُنہیں سے مسامرہ ہے	۔		
اور بعضے اُن اشارات سے سکر اور صحو ہے۔	۔		
اور بعضے اُن میں سے محو اور اثبات ہے۔	۱۲۷	اور اُن میں سے تلوین اور تمکین ہے۔	۱۵۷
اور بعضے اُن میں سے علم الیقین اور عین الیقین اور حق الیقین ہے	۔	تریسٹھواں باب کسی قدر بدایات اور نہایات اور اُن کی صحت کے بیان میں ہے۔	۱۶۷
اور بعض اُن اشارات سے وقت ہے۔	۱۳۷		
اور اُنہیں سے غیبت اور شہود ہے	۔		

بمع مضامین حکمیہ و مکاشفات فضائل و حقائق [illegible]

کتاب عوارف المعارف مصنفہ عارف باللہ حضرت شیخ شہاب الدین ابی حفص عمر بن محمد سہروردی قدس سرہ

اسم تاریخی

ترجمہ عوارف المعارف

کامل

بترجمہ کاشف رموز طریقت ماہر اسرار معرفت الیٰ مولوی ابو الحسن صاحب مرحوم

مطبع منشی نولکشور واقع لکھنؤ میں [illegible] طبع ہوا

اعلان حق ترجمہ اس کتاب [illegible] مطبع منشی نولکشور [illegible]

MUSLIM UNIVERSITY LIBRARY ALIGARH

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پہلا حصہ کتاب عوارف المعارف کا تصوف میں تصنیف عارف باللہ تعالے
شہاب الدین ابی حفص عمر بن محمد بن عبد اللہ سہروردی کی اللہ تعالے
اسکی روح کو پاک اور اسکی قبر کو منور کرے اور ہمکو اس سے نفع بخشے آمین ۔

ترجمہ مؤلف

مصنف ابو حفص عمر بن محمد بن عبد اللہ بن محمد بن عمویہ اور اسکا نام عبد اللہ
بکری لقب شہاب الدین سعد بن حسین بن قاسم بن نضر بن قاسم بن نضر بن
عبد الرحمن بن قاسم بن محمد بن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ فقیہ شافعی مذہب شیخ
صالح اہل عبادت اور ریاضت میں بڑی کوشش کرنے والے اور راہ صواب
کی تعلیم کرنے والے تھے اور صوفیہ سے ایک گروہ عظیم تھا جو خلوت میں اسپر
ہجوم کیا اور آخر عمر میں اسکا مثل اور نظیر نہ تھا اور آپنے چچا ابو النجیب سے
صحبت رکھی اور تصوف اس سے اخذ کیا اور شیخ ابو محمد عبد القادر بن ابی صالح

حنبلی سے صحبت رکھی اور ایک معقول حصہ علم فقہ و خلاف کا حاصل کیا اور علم ادب
پڑھا اور برسوں مجلس وعظ آراستہ کی اور بغداد میں شیخ الشیوخ تھا اور اسکی
تصنیفات اچھی اچھی ہیں منجملہ انکے کتاب عوارف المعارف ہے جو ان
تصنیفات میں سب سے زیادہ مشہور ہے اور اسکے کلام صوفیہ میں بہت
اشعار ہیں سہرورد میں رجب کے آخر یا شعبان کے اوائل میں ۵۳۹ ہجری میں
پیدا ہوا اور محرم ۶۳۲ ہجری کے آغاز میں بغداد کے اندر وفات پائی اور صبح کو
وردیہ میں دفن ہوا جیسا کہ تاریخ ابن خلکان میں ہے اور اسی میں عمویہ کی ہے
عین مہملہ کے زبر اور میم مضموم کی تشدید اور واو کے سکون اور یائے مثناۃ تحتانی
کے زیر سے اور سہرورد سین کے پیش اور ہائے ہوز کے سکون اور را کے
فتحہ اور واو ہوز کے زبر اور دوسری را کے فتحہ کے سکون سے اور اسکے
آخر میں دال مہملہ ہے اور وہ ایک شہر زنجان کے
پاس عراق عجم سے ہے۔

M.A.LIBRARY, A.M.U.

PE16959

اللہ

تمام حمد وثنا اللہ تعالیٰ کے لیے ہے جو بڑی اُسکی شان ہے قوی اُسکی قدرت ہے اُسکا احسان ظاہر اور اُسکی حجت اور برہان روشن ہے جلال مین اپنے مستور اور کمال مین اپنے یکتا ازل اور ابد مین عظمت کی ردا سے ملبوس ہے نہ وہم وخیال اُسکا مصور ہوتا ہے اور نہ حد ومثال اُسکا حصر کرتا ہے ہمیشہ کی عزت والا اور دائمی قائم ملک والا اور ایسی قدرت رکھنے والا جسکی حقیقت کا پانا محال ہے اور ایسی سطوت رکھنے والا جسکی پوری صفت کا رستہ چلنا دشوار ہے تمام کائنات قائل ہے کہ وہ صانع نو ایجاد ہے اور ذرات وجود کے چہروں سے ظاہر ہے کہ وہ انکا پیدا کرنے والا ہے عقل انسانی عجز اور نقصان سے نشان دار ہے اور فصیح زبانین بیان کی آراستگی مین وصف درماندگی کو اپنے ذمے لازم کیے ہوے ہین اُسکے انوار جلال ذات کریم نے طائر فہم کے پروبال کو جلادیا اور عزت وجلال نے وہم کے رستون کو بند کردیا اور اندازہ نظر بصیرت نے عظمت وبزرگی کے سبب سر جھکا لیا اور فضاے جبروت مین وفا ہیبت سے مجال نہین پائی تو بصر تھک کر الٹی پھر آئی اور عقل نے جو اُسکی کنہ کبریا مین راہ نہ پائی تو درماندہ ہوکر واپس آئی جس منزہ اور پاک ہے وہ ذات کہ اگر اُسکی تعریف نہوتی تو معرفت اُسکی مشکل تھی اور اُسکی تحدید اور تکییف عقلون متعذر اور متعسر ہوتی بعد ازان اپنے بندون کے قلوب صافی کو لباس عرفان پہنایا اور خصائص احسان سے اپنے بندون کے انھین مخصوص کیا سو انکے قلوب تجلیات انس سے مملو ہوگئے اور انکے دلون کے آئینے نور قدس سے روشن ہوگئے ہو سطے امداد مزید کے قبول کو مہیا اور انوار علویہ کے ورود کے لیے مستعد ہوگئے اور انفاس معطر باذکار سے ہم نشینی اختیار کی اور ظاہر وباطن پر پرہیزگاری اور تقوی سے نگہبان مقرر کیے اور

ظلمت بشری مین چراغ یقین روشن کیا اور دنیا کے فوائد اور لذات کو حقیر جانا اور
ہوا کے شکار اور اُسکے لوازم سے انکار کیا اور رغبت اور رہبت کی سواریون پر بیٹھے
اور بساط ملکوت کو اپنی علو ہمت سے فرش بنایا اور معارج و معالی کی جانب اپنی گردنون کو
بلند کیا اور لمعات علوی کی طرف نگاہین ڈالین اور ملاء اعلی سے اپنا افسانہ خوانی
اور ہم کلامی اختیار کیا اور نور عزیز درجہ قصوی سے زیارتگاہ اور مقام قرب کو اختیار کیا ارضی
اجسام ہین مگر آسمانی قلوب اُنہین ہین صورتین فرشی مگر ارواح عرشی ہین اُنکے نفوس
خدمت کی منزلون مین سیر کر رہی ہین اور اُنکی ارواح فضاے قرب مین اُڑ رہی ہین بندگی مین
اُنکے راستے مشہور اور نشان سکے پھریرے اُنکے اطراف زمین مین پھیلے ہوے ہین آثار و صفت
اُنکے احوال سے کہتے ہین کہ وہ گم ہوگئے تا آنکہ وہ گم نہین ہوے مگر اُنکے احوال بلند
ہوگئے سو انھون نے نہ پایا اور مقامات اُنکے اونچے چڑھ گئے سو اُنکے تئین نہ پہونچ سکے
ابدان کے ساتھ دنیا مین ہین اپنے قلوب کے ساتھ مقام حدوث سے جدا ہین
ارواح کو عرش کے اردگرد طواف ہی اور اُنکے دلون کو نیکی کے خزانون سے حاجت روائی
ہی خدمت سے شب ہاے تاریک مین چین کرتے ہین اور طلب کی آتش سے
دوپہر کی پیاس سے مزہ اُٹھاتے ہین نمازون کے ساتھ منجانب شہوات مبتلی
ہین اور تلاوت کی شیرینی کے ساتھ لذات کا معاوضہ لیا ہی اُنکے چہرون سے
نضرہ سے وجدان کے حسان سے بشاشت ٹپکتی ہی اور اُنکے باطن مین اسرار پر
نضارت عرفان ظاہر ہی ہمیشہ ہر ایک زمانہ مین علماء حقانی نہین ہین خلق کی دعوت
کرتے ہین حسن متابعت سے اُنکو یہ دعوت ملا ہی اور متقین کے لیے وہ لوگ پیشوا
بنائے گئے ہین اسلیے ہمیشہ خلق مین اُنکے آثار ظاہر ہوتے ہین اور انوار

انکے مشرق اور مغرب مین چمکتے رہے ہین جس نے انکی اقتدا کی وہ سیدھی راہ پا گیا
اور جسنے انکا انکار کیا وہ گمراہ ہوا اور حد سے تجاوز ہوا تو البتہ اسی کے لیے حمد و سپاس ہی
کہ اُسنے کیا کیا بندون کے لیے مہیا کیا اپنی بارگاہ کی خوبی کے برکات سے جو ازل در ازل مین
آفرین اور درود و رحمت اُسکے نبی اور رسول محمد پر اور اُسکے آل و اصحاب پر جو بڑے بزرگ ہین
بعد ازین اس قوم کے لیے جو ہدیہ پیش کرنا تھا اور انکی محبت جو مجھے انکے شرف
احوال جان کر تھی اور انکی صحبت جو کتاب و سنت پر ہی گی اور ان دونو کے
سبب جو اللہ کریم سے فضل و کرم اُسپر تھے ان سب باتون نے مجھے برانگیختہ کیا کہ
اس گروہ سے اس مختصر کے ساتھ برائی دور کرون اور چند باب حقائق اور آداب
مین تالیف کرون کہ وجہ صواب سے آشکار ہون ان مقاصد مین جنپر انھون نے
اعتماد کیا اور علم صریح کی شہادت سے انکے لیے مشعر ان مطالب مین ہون جنکا انھون
نے اعتقاد کیا اسواسطے کہ تشبیہ کرنے والے بہت ہو گئے ہین احوال
انکے طرح طرح کے ہین اور انکے لباس مین بہت پردہ دار چھپے ہوے ہین اور اعمال
انکے فاسد ہو گئے ہین اور جو لوگ انکے بزرگون کے اصول نہین جانتے انکے دلون
مین بدگمانی پہونچ گئی اور قریب تھا کہ وہ تسلیم کرین انکی وقعت کو اور طعن کرین
اس طرح سے کہ انکا حاصل صرف رسم کی طرف راجع ہی اور انکا تخصص محض اسم کی
جانب عائد ہی اور مجھمین جو میری نسبت ہوگی وہ یہ ہی کہ قوم کا سواد زیادہ انکے
طریقے کی نسبت سے اور انکے طرف اشارہ سے ہوا ہی اور بیشک حدیث مین وارد
ہوا ہی کہ جسنے ایک قوم کی تعداد کو بڑھایا وہ انہین سے ہی اور مجھے انہین اسرار کے
صحبت کی امید ہی اور یہ کیفیت نفس کے تقاضون سے خالص ہوا اور جو کچھ

اسمین مجھے اللہ تعالی نے صواب کی ہی وہ اللہ تعالی کی طرف سے عطیہ ہی اور موہبت ہی اور عطیات سے بزرگتر عوارف المعارف ہی اور یہ کتاب تین اوپر ساٹھ باب پر مشتمل ہی اور اللہ تعالی مددگار ہی پہلا باب علوم صوفیہ کی نشا مین دوسرا باب حسن اجتماع کے ساتھ تخصیص صوفیہ کے بیان مین ہی تیسرا باب علم صوفیہ کی فضیلت کے بیان مین اور اسکے نمونہ کی طرف اشارہ ہی چوتھا باب احوال صوفیہ کی شرح اور انکے طریق مین جو اختلاف ہی پانچوان باب تصوف کے ذکر مین ہی چھٹا باب وجہ تسمیہ کے بیان مین کہ صوفیہ کس لیے کہتے ہین ساتوان باب متصوف اور متشبہ کے ذکر مین ہی آٹھوان باب خرقہ ملامتی کے ذکر اور اسکے حال کی شرح مین ہی نوان باب ان لوگون کے بیان مین ہی جو منسوب بصوفیہ ہین اور صوفی نہین ہین دسوان باب رتبہ مشیخت کی شرح مین ہی گیارھوان باب خادم شرح احوال اور اسکے مرتبہ کے بیان مین بارھوان باب مشائخ صوفیہ کے خرقہ کے بیان مین تیرھوان باب باشندگان خانقاہ کی فضیلت مین چودھوان باب اسکے بیان مین کہ اہل خانقاہ کو اہل صفہ کے ساتھ مشابہت ہی پندرھوان باب اہل خانقاہ کی خصوصیات مین ہی جو انکے باہمی معاہدون مین واقع ہی سولھوان باب سفر و مقام کے بیان مین جو اختلاف کہ اہل مشائخ مین ہی سترھوان باب ان چیزون کے بیان مین ہی جو فرائض اور نوافل اور فضائل سے جنکی طرف مسافر کو حاجت ہی اٹھارھوان باب اسکے اندر کہ کس طرح سے سفر سے آئے اور خانقاہ مین داخل ہو اور اسکے ادب کیا ہین انیسوان باب صوفی کے احوال مین ہی بیسوان باب اس شخص صوفی کے بیان مین جو فتوح سے کھائے اکیسوان باب صوفی مجرد و متاہل کے

بیان میں بائیسوان باب سماع کے بابت جو قول کہ قبول اور اختیار کیے ہیں تئیسوان
باب سماع کی بابت جو قول کہ انکار و تردید کے لیے ہیں چوبیسوان باب سماع کی بابت
جو ترجیح اور استغنا کی رو سے ہیں پچیسوان باب سماع کی بابت جو بر روے ادب و اعتبار
کے ہیں چھبیسوان باب اُن چلّون کی خاصیت میں کہ التزام صوفیہ نے کیا ہی ستائیسوان
باب چلّون میں فتوح کے بیان میں ہی اٹھائیسوان باب اسکے بیان میں کہ چلّون کے اندر
کس طرح دخل ہوا انتیسوان باب اخلاق صوفیہ و شرح خلق میں ہی تیسوان باب
تفصیل اخلاق کے ذکر میں اکتیسوان باب ادب اور اُسکے مرتبہ میں تصوف سے ہی بتیسوان
باب آداب حضرت میں جو اہل قرب کے واسطے ہی تینتیسوان باب طہارت کے آداب
اور اُسکے مقدمات کے بیان میں چونتیسوان باب وضو کے آداب اور اسکے اسرار کے
بیان میں ہی پینتیسوان باب آداب اہل خصوص وضو کے بیان میں چھتیسوان باب
نماز کی فضیلت اور اسکی بزرگی شان میں سینتیسوان باب اہل قرب کی نماز کے وصف میں ہی
اڑتیسوان باب آداب صلوٰۃ اور اسکے اسرار کے بیان میں انتالیسوان باب روزہ
کی فضیلت اور اسکے حسن اثر کے بیان میں ہی چالیسوان باب احوال صوفیہ کے جو روزہ
اور افطار کے اندر ہی اکتالیسوان باب روزہ کے آداب و ضروریات روزہ کے ذکر
میں ہی بیالیسوان باب طعام کے ذکر اور اسکی اصلاح و فساد میں تینتالیسوان باب
کھانے کے آداب میں چوالیسوان باب لباس اور صوفیہ کی نیات اور انکے مقاصد کے
بیان میں جو لباس کے اندر میں پینتالیسوان باب قیام شب کی فضیلت کے ذکر
میں ہی چھیالیسوان باب اُن اسباب کے بیان میں جو قیام شب کے مددگار
ہیں سینتالیسوان باب نیند سے جاگتے اور رات کے

عمل شب کے آداب میں ہے اڑتالیسواں باب قیام شب کی تقسیم میں ہے انچاسواں باب دن کے استقبال اور اسکے ادب کے بیان میں ہے پچاسواں باب اُن اعمال کے بیان میں جو تمام دن کیے جائیں اور تقسیم اوقات کی شرح میں باب اکاونواں آداب کے بیان میں جو مرید کو شیخ کے ساتھ ہیں باب باونواں اُن امر کے بیان میں جنکا برتاؤ شیخ اپنے اصحاب اور تلامذہ سے کرے باب ترپنواں صحبت کی حقیقت اور اسکے خیر و شر کے بیان میں ہے باب چونواں صحبت اور اخوۃ فی اللہ کے حقوق کے ادا میں باب پچپنواں آداب صحبت اور اخوت میں ہے باب چھپنواں اسکے بیان میں کہ انسان معرفت اپنے نفس کی کرے اور صوفی کے جو اسکا انکشافات کہ صوفیہ کو ہوے باب ستاونواں خطرات کی معرفت اور انکی تفصیل اور تمیز کے بیان میں ہے باب اٹھاونواں شرح حال و مقام اور انکے درمیانی فرق میں ہے باب انسٹھواں مقامات کی طرف اشارے میں جو بطور اختصار ہو باب ساٹھواں اشارات مشائخ کے ذکر میں جو مقامات میں علی الترتیب ہے باب اکسٹھواں احوال اور انکی شرح کے ذکر میں باب باسٹھواں کلمات اصطلاحی صوفیہ کے اندر جو احوال کی طرف مشیر ہیں باب ترسٹھواں مرید کی ابتدا و نہایات اور انکی صحت کے بیان میں تو مجموعہ ابواب تریسٹھ ہیں بعون الٰہی اسکے جو بعض علوم اور احوال اور مقامات اور آداب اخلاق اور عجائب وجدان اور حقائق معرفت اور توحید اور اشارات دقیق اور لطیف اصطلاحات صوفیہ پر مشتمل ہیں انکے اعلام منتشر ہو رہے تھے اور سبب جو ہوا اور ذوق تحقیق بصدق حال کے ساتھ رہا اور مقام و کمال کی گفتگو و بیان میں آئے اسوجہ سے کہ وہ عطیات ربانی اور مواہب حقانی ہیں جنکو صفائی باطن اور خلوص ضمیر نادر ہو وہ تیسر کرتے اشارہ کرنیوالے

گناہ جان کر عبارت پر جھک پڑا اور اُنکا یہ ہے ارواح نے مؤانست اور ائتلاف سے
کیا اور اُنکے حقایق دریاے الطاف سے پانی نوش کیا ہے اور حال یہ ہے کہ بہت سے
علوم دقیق اُنکے پوشیدہ ہوگئے بسطرح کہ حقائق اُنکی رسوم کے مٹ گئے اور جنید
رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ ہمارے اس علم کی بساط اتنے برسوں سے تہہ ہوکر لپیٹ گئی اور
ہم اُسکے حواشی میں کلام کرتے ہیں یہ اُسکا قول اُسکے وقت میں پیدا ہوا حالانکہ علماء
سلف اور صلحاء تابعین کے قریب تھا پھر ہمارا کیا حال ہے کہ اس قدر زمانہ گذر گیا
اور علماء زاہدین اور حقایق علوم دین کے عارف کم ہوگئے اور اللہ تعالی سے
امید ہے حسن قبول سے جہد اور سعی قلیل البضاعۃ کو پسند کرے اور تمام حمد و ثنا
خدا سے پروردگار عالم کے لیے ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پہلا باب علوم صوفیہ کے منشا اور مبدا کے بیان مین ہی

حضرت ابو موسی اشعری رضی اللہ تعالے عنہ سے باسناد روایت ہی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ ہر آئینہ میرے مثل اور اُس چیز کے جسکے ساتھ اللہ تعالے نے مجھے بھیجا اُس شخص کی سی مثل ہی جو ایک قوم کے پاس آیا اور کہا اے میری قوم واقعی مین نے اپنی آنکھون سے لشکر دیکھا ہی اور تحقیق مین برہنہ ڈرانے والا ہون ہان جلد بھاگو اور بچو یہان ذرا نہ ٹھہرو تو اُسکا کہنا ایک گروہ نے اُسکی قوم سے مان لیا اور سر شام وہان سے چل کھڑی ہوئی اور دھیرے دھیرے روانہ ہوگئی اور بچ گئی اور ایک گروہ نے انمین سے تکذیب کی اور جہان تھے وہین انکو صبح ہوئی تو صبح ہی لشکر اُنکے سر پر جا پہونچا اور اُنکو ہلاک کیا اور بیخ و بن سے انہین اکھیڑ ڈالا - پس یہ مثل اُن لوگون کی ہی جنھون نے میری فرمانبرداری کی اور جو چیز مین لایا اُسکی پیروی کی اور مثل اُنکی ہی جنھون نے میرا کہنا نہ مانا اور جو چیز مین لایا حق سے اُسکو جھٹلایا - اور فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مثل اس شی کے ہدایت اور علم سے کہ اللہ تعالی نے اسکے ساتھ مجھے بھیجا ایک بھاری مینہ کی سی مثل ہی جو زمین کو پہونچا تو ایک قطعہ

اُس زمین کا اچھا قابل زراعت تھا پانی کو پی گیا اور اُسمین خوب گھانس پیدا ہوئی اور سبزہ اُگا اور ایک قطعہ اُسمین کا جھیل اور تالاب تھا اُسمین پانی رُکا اور جمع ہوا تو اللہ تعالی نے خلق کو اُس سے نفع پہونچایا اور لوگون نے خود بھی پانی پیا اور اورون کو بھی پلایا اور کھیتی باڑی کی اور ایک قطعہ اُسمین کا دشت تھا نہ پانی اُسمین ٹھہرا اور نہ سبزہ اُسمین جما پس یہ مثل اُسکی ہے جو دین الٰہی مین فقیہ ہوا اور اُسکو نفع اُس چیز نے دیا جسکے ساتھ اللہ تعالی نے مجھے بھیجا پھر وہ خود صاحب علم ہوا اور دوسرون کو بھی علم سکھلایا اور مثال اُس شخص کی ہے جو اُس سے متنبہ و بیدار نہوا اور نہ اللہ تعالے کی ہدایت کو مانا جسکے ساتھ مین بھیجا گیا شیخ رحمہ اللہ نے کہا کہ اللہ تعالی نے قلوب صافی اور نفوس قدسی اُسکی پذیرائی کو بنائے جو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم لائے تب صفائی کا تفاوت اور طہارت کا اختلاف فائدہ اور نفع مین ظاہر ہوا پس بعضے قلوب تو زمین اچھی قابل زراعت کے مثال مین ہین کہ گھانس اور سبزہ پیدا ہوتا ہے اور یہ اُسکے مثل ہین کہ نفس علم سے نفع اُٹھایا اور ہدایت پائی اور اُسکو نفع اُسکے علم نے دیا اور متابعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے طریق مستقیم کی طرف اُسکی رہنمائی کی اور بعضے قلوب وہ ہین جو اہل زہد و تقوی یا الاون کے مثال مین ہین افادت جمیع افادہ کی ہے اور وہ تال اور جھیل ہے کہ جسمین پانی جمع ہوتا ہو صوفیا و مشایخ سے علما و زہاد کے نفوس اور قلوب پاک صاف ہو گئے اور وہ مزید انتاج کے ساتھ مختص ہو گئے اور جھیل تالاب بن گئے حضرت مسروق رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا کہ مین اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت مین رہا تو اُنکو مین نے جھیل تالاب کی مثال پایا اسواسطے کہ دل اُنکے حافظ اور نگہبان تھے اور علوم کے ظروف بن گئے اُس صفائی

کی بدولت جو انکو روزی اور نصیب ہوئی حضرت عبد اللہ بن حسن رضی اللہ عنہما
نے کہا کہ جب یہ آیت نازل ہوئی وَتَعِيَهَا أُذُنٌ وَاعِيَةٌ یعنی سنیں اسکو یاد رکھنے والے
کان تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے فرمایا کہ میں نے
اللہ سے چاہا ہے اے علی کہ اسے تیرے کان بنا دے حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ
نے فرمایا کہ میں اسکے بعد کسی چیز کو نہ بھولا اور بھول مجھے نہیں تھی ابوبکر واسطی رحمۃ اللہ
نے کہا کہ ایسے کان جنہوں نے اللہ سے اسکے اسرار سنے اور اسی لئے کہا واعیہ اپنے
اپنے معادن میں ہے کوئی شے اسمیں سوا اسکے نہیں ہے جسکو مشاہدہ سے لیا پس خالی
اسکے ماسوا سے ہے دریچ صورت طبیعتوں کا اضطراب ایک قسم کے جہل سے سوا اور کچھ
نہیں ہے پس صوفیہ کے قلوب حافظ ہیں اس لیے کہ دنیا کی طرف انھوں نے رغبت
کم کی بعد از انکہ تقوے کی جڑ بنیاد کو خوب مضبوط اور مستحکم کر لیا تو پھر ازبسکہ تقوی سے
انکے نفوس پاک اور زہد سے انکے قلوب صاف ہو گئے پھر جب دنیا کے کاروبار کو زہد
کی تحقیق سے نیست و نابود کر دیا تو انکے باطنوں کے مسامات کھل گئے اور گوش
دل سے انھوں نے سنا اور اسمیں مدد انکی دنیا کے زہد نے کی پس علماء تفسیر اور ائمہ حدیث
اور فقہاء اسلام نے علم کتاب اور سنت کا احاطہ کیا اور دونوں سے احکام کا استنباط
کیا اور نئے معاملوں کو اصول نصوص کی جانب مرجع کیا اور اللہ تعالی نے
انکے باعث دین کی حمایت اور حفاظت کی اور علماء تفسیر نے شناخت کرا دیے وجوہ
تفسیر اور علم تاویل اور عرب کے طریقے لغت میں اور صرف نحو کے عجائب غرائب اور
اصول قصص اور اختلاف وجوہ قرأت کے اور اسمیں بہت کتابیں بنا ڈالیں تب
انکے طفیل سے معنی مرضی بر علوم قرآنی وسیع اور فسیح ہو گئے اور ائمہ حدیث

سنت۔ احادیث صحیح اور حسن میں تمیز کی اور راویوں کے اسماء الرجال کی معرفت کے
سبب باطنا سے ان ہو گئے اور جرح اور تعدیل کے ساتھ علم لگا تے تاکہ صحیح سقیم سے
جدا ہو جاے اور صحیح درست سے تمیز ہو کہ اسکے طریقے سے روایت اور سند کا طریقہ حفظ
سنت کا محفوظ اور مصئون رہے اور فقہا نے ایسی کوشش کی وجد و جہد کیکہ احکام
کا استنباط کریں اور مسائل کی تفریع اور معرفت تعلیل اور فروع کو اصول کی طرف پھیر لائیں
علتہاے جامعہ سے اور نئے مسائل کو نصوص کے حکم سے کامل کریں اور علم فقہ و احکام
سے علم اصول فقہ اور علم خلاف پیدا ہوا اور علم خلاف سے علم جدل نکلا اور علم اصول
دین کا سب سے زیادہ محتاج علم اصول فقہ کا ہی اور انکے علم سے علم فرائض ہوا اور
اس سے علم حساب اور جبر و مقابلہ وغیر ذلک لازم آیا پھر تو شریعت خوب پھیل گئی اور
مضبوط و استوار ہو گئی اور سیدھا سچا دین مستقیم اور قائم ہو گیا اور رہ ہدیٰ نبوی
مستقیم ہی پیدا ہوا اور شاخ در شاخ ہوئی تب قلوب علما کے زمین نے اس وجہ سے کہ
ہدایت اور علم کا آب حیات پی لیا تھا خوب سے چراگاہ اور سبزہ زار پیدا کیے قال
اللہ تعالیٰ انزل من السماء ماء فسالت اودیۃ بقدرہا فرمایا اللہ تعالیٰ نے نازل کیا
آسمان سے پانی پھر چلے رودخانے اپنے اندازے سے ابن عباس رضی اللہ
عنہما نے کہا پانی علم ہی اور رودخانہ قلوب ہیں ابوبکر واسطی نے کہا اللہ اس
سے راضی ہو اللہ تعالیٰ نے ایک جوہر موتی صاف شفاف پیدا کیا پھر اسے چشم جلال
سے نظارہ کیا تب وہ حیا کے مارے پانی پانی ہو گیا اور بہ نکلا پس فرمایا انزل
من السماء ماء فسالت اودیۃ بقدرہا تو دلوں کو یہ پانی پہونچا تو وہ صاف اور اجلا
ہو گئے اور ابن عطا نے کہا انزل من السماء ماء یہ ضرب المثل اللہ تعالیٰ نے

بندہ کے لیے فراخی بخشی اور یہ اسلیے کہ جب سیلاب رودخانوں میں آتی ہی تو اُنمین
کسی نجاست کو بغیر صاف کیے نہیں رہتی اور سب اپنے ساتھ بہا لیجاتی ہی اسیطرح
جب نور کا سیلان ہوتا ہی جسے بندہ کے لیے فی نفسہ اللہ تعالی نے تقسیم کیا ہی تو اُسمین
کوئی غفلت باقی رہتی ہی اور نہ کوئی ظلمت رہتی ہی انزل من السماء ماء یعنی اُتارا
آسمان سے حصہ نور کا فسالت بقدرہا یعنی قلوب میں انوار بہ نکلے جسقدر کہ اُنکے لیے
روز ازل میں اللہ تعالی نے تقسیم کیا تھا فاما الزبد فیذہب جفاء سو اگر کف ہی تو جاتا
رہیگا باطل پھر قلوب روشن اور منور ہوجاتے ہیں کہ اُنمین کسی طرح کا میل اور
کوڑا باقی نہیں رہتا واما ما ینفع الناس فیمکث فی الارض ناحق اور ناحق جاتے رہتے ہیں
اور حقیقتین باقی رہتی ہیں اور بعضوں نے کہا انزل من السماء ماء یعنی اُتارا ہی آسمان
سے انواع اقسام کی کرامات تو ہر ایک قلب نے اپنے حصہ اور نصیب کو لے لیا
پھر بہ نکلے رودخانہ قلوب علماء تفسیر و حدیث اور فقہ کے اپنے اپنے اندازہ سے
پاکر بہ نکلے رودخانے قلوب صوفیہ کے جو علماء تارک الدنیا ہیں و حقائق تقوی کو
مضبوط پکڑے ہوئے ہیں اپنے اندازہ سے پھر جسکے باطن میں لوث دنیا کی محبت کی ہو
زیادہ مال و جاہ اور طلب مناصب اور رفعت کی تو اُسکے دل کا رودخانہ اپنے
موافق بہتا ہی اور علم ایک جزو حاصل کیا اور حقائق علوم سے اُس نے حصہ
نہ پایا اور جسنے دنیا کی طرف رغبت نہیں کی تو اُسکے دل کا وادی کشادہ ہوگیا اور
اُسمین علم کا پانی بہ نکلا اور جمع ہوگیا اور دریا اور جدول بن گیا حضرت حسن بصری رحمہ اللہ
سے کہا گیا کہ ایسا ہی کہا ہی فقہا نے آپ نے فرمایا کہ تم نے کوئی فقیہ بھی دیکھا ہی
فقیہ وہی ہی جسکو دنیا کی طرف رغبت نہو پس صوفیہ نے علم دین سے حصہ پایا

کیا پس انکو علم درست نے فائدہ عمل کا علم کے ساتھ دیا پھر جب انھون نے عمل کیا اُن
چیزون پر جنکا انھین علم ہوا تو عمل نے انکو علم وراثت کا فائدہ دیا پس وہ سب
علما کے شریک اُنکے علوم مین ہین اور زیادہ علوم کے سبب اُنسے ممتاز ہو گئے اور
اور وہ علوم وراثۃ ہین اور علم وراثت تفقہ علم دین ہے قال اللہ تعالی فلولا نفر من کل
فرقۃ منھم طائفۃ لیتفقہوا فی الدین ولینذروا قومھم اذا رجعوا الیھم یعنی اللہ تعالے
نے فرمایا سو کیون نہین نکلے اُنکے ہر ایک فرقہ مین سے ایک جماعت تا کہ تفقہ حاصل
کرین دین مین اور تاکہ ڈراوین اور خوف دلاوین اپنی قوم کو جبکہ واپس آوین اُنکے پاس پس وہ
آدمی پس انذار تفقہ سے مستفاد ہوا اور انذار زندہ کرنا اُن لوگون کا ہو جو مردہ
گئے ہین علم کے سبب جہل سے اور علم کے ساتھ زندہ کرنا اس شخص کا ہو جو دین
مین فقیہ ہو تفقہ دین مین [illegible] اور [illegible] ہے اور وہ علم ہے جو عالم
کا ہو [illegible] کی طرف [illegible] اور [illegible] نہین کا ہو [illegible] علم کے واسطے تو
انذار کو [illegible] ہوا اس سے پایا گیا کہ علم اور ہدایت کے دل [illegible] رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم مین کہ علم اور ہدایت [illegible] وہ کی طرف سے وہ [illegible] کے ساتھ
وہ کونا اور ہونا [illegible] ظاہر ہوا باطن مین ہو گیا اور اُنکی [illegible] اور [illegible]
دین قوی [illegible] ہو گیا اور دین [illegible] اور [illegible] اور اُن [illegible]
سے مختص ہوا یس جو چیز کہ ثابت ہوئی واسطے اُن کے تو دین ہی ہے کہ انسان اپنے
نفس کو ثابت اپنے رب کے واسطے کرے اللہ تعالی نے فرمایا شرع لکم من الدین ما وصی
بہ نوحا یعنی مقرر کیا تمہارے واسطے دین مین وہ کہ جو نوح علیہ السلام کو اسکے ساتھ نصیحت کی اور جو کچھ
کہ وحی بھیجی ہم نے تیری طرف اور جو کچھ کہ اسکے ساتھ ابراہیم اور موسی اور عیسے

علیہم السلام کو نصیحت کی کہ دین کو قائم رکھو اور اُسمین تفرقہ نہ ڈالو کہ دین مین تفرقہ
ڈالنے سے لاغری اعضا پر غالب ہو جاتی ہی اور علم کی تر و تازگی اُنسے دور ہوتی ہی
اور نضارۃ جو ظاہر مین ہوتی ہی اعضا کی زیب و زینت سے اسطرح جیسکہ نفس والی
مین انقیاد ہو سو وہ قلب کے تازہ اور توانا ہونے سے حاصل اور مستفاد ہوتی ہی
اور علم سے قلب اپنے تازہ و توانا ہونے مین ایک دریا کی مثال ہی پس قلب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کا علم وہدی کے ساتھ پر مواج ہو گیا پھر اُسکے بحر قلب نے نفس
تلک جا ملا پس اُسکے نفس شریف پر علم وہدی کی تر و تازگی نمایان ہوئی تب نفس
کے صفات اور اخلاق بدل گئے اُسکے بعد اعضا اور جوارح کی طرف نہر پہونچ کر جاملی
اُسوقت وہ خوب تر و تازہ اور سیراب و شاداب ہو گئے پس ہرگاہ کہ ہر طرح کی تر و
تازگی سے لبریز اور بھرے بھرے ہو گئے تو حق سبحانہ تعالی نے آپ کو خلق کی طرف
بھیجا تب تو آپ امت پر آن پہونچے قلب نے کہ ساتھ علوم کے زور کے پانی سے
لہرین مارنے والا تھا فہوم کی نہرین اُنکے سامنے آئین اور ہر ایک
نہر مین اُسکے دریا سے ایک حصہ پانی کا روان ہوا اور یہ حصہ جو فہوم سے جا ملا
وہی فقہ دین ہی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عبد اللہ بن عمر
رضی اللہ تعالے عنہ نے روایت کی ہی کہ فرمایا نہین عبادت کی گئی اللہ عزوجل
کی کسی چیز سے جو فقہ دین سے اعلی اور افضل ہو اور ہر آئینہ ایک فقیہ تن تنہا
بہت بھاری اوپر شیطان پر ہزار عابد سے ہی اور ہر ایک شے کے لیے ایک ستون
ہی اور اس دین کا ستون فقہ ہی اور امیر معاویہ نے خطبہ پڑھتے ہوے کہا سنا
مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ فرماتے تھے جس شخص کے ساتھ اللہ

خیر کا ارادہ کرتا ہی اسکو دین میں فقیہ کر دیتا ہی اور پہر آئینہ میں فقط قاسم ہون اور اللہ
عطا کرنے والا ہی شیخ نے کہا جب علم دل تک پہونچا تو دل کی آنکھ کھل گئی اور حق و
باطل کو دیکھا اور اسکو ہدایت کی ابتدا غوایت سے ہوئی اور جسوقت رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اعرابی کے سامنے یہ آیت پڑھی فمن یعمل مثقال ذرۃ خیرا
یرہ ومن یعمل مثقال ذرۃ شرا یرہ یعنی پس جسنے ذرہ بھر بھلائی کی وہ دیکھ لیگا اور جسنے
ذرہ بھر برائی کی وہ دیکھ لیگا اعرابی بولا حسبی یعنی بس بس یہ مجھے کافی ہی یہ مجھے
کافی ہی پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ شخص فقیہ ہوگیا اور حضرت عبد اللہ
ابن عباس نے روایت کی کہ افضل عبادت فقہ دین ہی اور حق سبحانہ وتعالے نے
فقہ کو قلب کی صفت کی ہی پس فرمایا لہم قلوب لا یفقہون بہا یعنی انکے دل ایسے
ہین کہ آیات قرآنی کو انکے ساتھ نہین سمجھتے پس جبکہ وہ فقیہ ہوے تو انہین علم ہوا اور
جب انہین علم ہوا تو انہون نے عمل کیا اور جب وہ عامل ہوے تو معرفت حاصل کی
اور جب وہ عارف ہوے تو مہتدی ہوگئے اسواسطے جو کوئی پڑھکر فقیہ ہوا اسکا
تیر سریع الاجابت اور بستہ کی صحیح دین کے معالم اور نشانات اور یقین کا بڑا
حصہ دار ہوا پس علم اللہ تعالی کی طرف سے ایک جملہ وہبی قلوب کیلیے ہی اور معرفت
اس جملہ کا تمیز دینا ہی اور ہدی یعنی راہ راست پانا قلوب کا وجدان ہی پس اسکا
تو حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جبکہ فرمایا مثل ما بعثنی اللہ بہ من الہدی والعلم
یعنی مثل اس شی کی جسکے ساتھ مجھے اللہ تعالی نے بھیجا اور وہ ہدی و علم ہی تو آپ نے
خبر دی کہ ہر آئینہ قلب نبوی نے علم پایا اور تعلیم دی اور ہدایت دی اور علم آنحضرت
علیہ الصلوۃ والسلام کا ان دونون ہدی اور علم سے ایک وراثت ہی کیونکہ حضرت ابو البشر

آدم علیہ السلام سے اسی طرح پر کہ سکھلائے گئے اُنکو سب نام اور نام اور نشان سب اشیا
کے پس مکرم کیا اللہ تعالیٰ نے علم سے اور فرمایا او تعالیٰ نے علم الانسان مالم یعلم یعنی
انسان کو سکھلا دیا جو کچھ وہ نہیں جانتا تھا پھر آدم میں جب علم اور حکمت کو ترکیب
دی تو حاصل اُسے ہوا فہم اور فطنت اور معرفت و رافت و لطف و حب و بغض و فرح
اور غم اور رضا و غضب و کیاست بعد اُسکے ان سب کے استعمال کا اُس سے اقتضا کیا
اور اُسکے قلب کے لیے بینائی دی اور راہ اُسنے پائی اللہ تعالیٰ کی طرف اُس نور سے
جو اُسکو ارزانی فرمایا تب حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم اُمت کی طرف اُس نور کے ساتھ
جو ذرہ میں ملا اور اُس نور کے ساتھ جو خاص آپ کو عطا ہوا اور بعضوں نے کہا ہے کہ جب
اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین سے خطاب اس قول کے ساتھ کیا ائتیا طوعاً او کرہاً
یعنی آؤ تم دونوں خواہ نخواہ کہا اُن دونوں نے اتینا طائعین یعنی آئے ہم فرمانبردار
حکم کے باندھے تو زمین سے مقام کعبہ نے بات کی اور جواب دیا اور آسمان سے اُس
مقام نے جو کعبہ کے مقابل تھا اور حبر امت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے
کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اصل طینت ناف زمین سے مکہ میں تھی پس
بعض علما نے کہا یہ قول اشعار کرتا ہے کہ زمین سے جسنے جواب دیا وہ ذرہ مصطفے
محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور کعبہ کی جگہ سے زمین پھیلائی گئی ہے تو رسول صلی اللہ علیہ
وسلم پیدائش میں اصل ٹھہرے اور سب کائنات اُسکی تبع پیرو ہیں اور اسی کی طرف
اشارہ ہے قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے میں نبی تھا اور آدم پانی اور مٹی کے
درمیان تھے اور بعضے روایت میں ہے روح اور جسد کے درمیان اور کہا گیا اسی واسطے
آپکا نام امی رکھا گیا کہ مکہ ام القریٰ ہے اور ذرہ اُسکا ام الخلیقہ ہے اور تربت

شخص کی مدفن اُسکا ہی پس وہ مقتضی اسکا تھا کہ مدفن اُسکا مکہ مین ہو کہ مٹی اُسکی وہین کی تھی ولیکن یہ قول ہی کہ جب پانی بھر آیا تو کف اطراف وجوانب مین پھینک دیا پس تو جوہر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا وہان واقع ہوا جو مقابل اُنکی تربت کے مدینہ مین ہی اسلیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے مکی مدنی پیدائش آپ کی مکہ مین اور تربت آپ کی مدینہ مین اور جو ہم نے پہلے ذکر کیا ہی اُسمین اشارہ ذرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وہ ہی جو اللہ تعالی نے فرمایا واذ اخذ ربک من بنی آدم من ظہورہم ذریتہم واشہدہم علی انفسہم الست بربکم قالوا بلی یعنی اور جسوقت تیرے پروردگار نے نکالی بنی آدم کے پیٹھون سے ذریات اُنکی اور اقرار لیا اُنکی ذاتون پر کیا مین تمھارا پروردگار نہین ہون وہ بولے ہان البتہ حدیث مین آیا ہی کہ ہر آئینہ اللہ تعالی نے آدم کی پشت پر ہاتھ ملا اور اُس سے نکالی اولاد اُسکی جیسی صورت چیونٹی کی ہو نکلنا چاہا چیونٹیون نے آدم کے بالون کی مسامات سے پس وہ نکلین جیسے پسینا نکلتا ہی اور بعض نے کہا کہ بعضے فرشتون نے ہاتھ ملا تھا تو فعل کی نسبت مسبب کی طرف ہوئی اور بعض کا قول ہی کہ مسح کے معنی مین شمار کیا جسطرح زمین پیمائش سے گنی جاتی ہی اور یہ ماجرا بطن نعمان کا ہی جو ایک وادی عرفہ کے برابر مکہ اور طائف کے بیچ مین ہی پس جب خطاب ذریات سے کیا اور بلی کے ساتھ اُنھون نے جواب دیا تو اقرارنامہ سفید اور روشن ورق پر لکھا گیا اور فرشتون نے اُسپر گواہی لکھی اور حجر اسود مین اُسکو رکھ دیا پس ذرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہی جواب دینے والا تھا زمین سے اور علم وہدی اُسمین دو جز رہے چلے بچون مین تو بھیجا علم اور ہدی کے ساتھ جو موروثی تھے آپ کے اور وہی خداداد تھے اور کہا گیا ہی کہ جب

اسد تعالی نے جبرئیل اور میکائیل کو بھیجا تاکہ وہ دونوں زمین سے مٹی بھر لاوین تو زمین نے انکار کیا حتی کہ اسد تعالی نے عزرائیل کو بھیجا تو زمین سے ایک مٹھی بھر لایا اور ابلیس نے زمین کو اپنے دونوں قدم سے روند ڈالا تو بعضی زمین اسکے دونوں قدم کے درمیان ہو گئی اور بعضی زمین اسکے قدموں کی جگہوں کے درمیانین آ گئی تو نفس اس سے مخلوق ہوا جسے ابلیس کا قدم چھو گیا اور وہ خانہ شر ہو گیا اور بعضی زمین کہ اس تک ابلیس کا قدم نہیں پہونچا تو اس مٹی سے انبیا اور اولیا کی اصل ہے اور ذرہ رسول اسد صلی اللہ علیہ وسلم کا نظرگاہ حق تعالی تھا عزرائیل کی مٹھی میں سے کہ نہیں چھو گیا تھا اسے قدم ابلیس کا پھر اسکو جہل کا حصہ نہیں پہونچا بلکہ وہ مسلوب الجہل اور علم سے کثیر الحظ ہو گیا پس اللہ تعالی نے اسکو علم و ہدی کے ساتھ بھیجا اور اسکے قلب سے اور قلوب کی طرف اور اسکے نفس سے اور نفوس کی طرف منتقل ہوا تو اصل طہارت طینت میں مناسبت واقع ہوئی اور تعارف اول سے تالیف حاصل ہوئی درین حالت جو کوئی طہارت طینت کی نسبت سے قریب تر مناسبت رکھتا تھا وہی زیادہ بہرہ مند علم و ہدی سے ہوا پس قلوب صوفیہ قریب تر مناسبت میں تھے تو انھوں نے بڑا حصہ علم سے حاصل کیا اور باطن انکے جھیل اور تالاب بن گئے پھر علم سیکھا اور اسپر عمل کیا جیسے وہ تالاب کہ انسے پانی پیتے ہیں اور کھیتیاں بھی سینچی جاتی ہیں اور اساس تقوی کے استحکام سے انھوں نے علم درایت اور علم وراثت کے فائدوں کو باہم جمع کر دیا اور جب نفوس پاک اور ذکیہ ہو گئے تو انکے قلوب کے آئینہ تقوی کے صیقل سے مجلا ہو گئے تب انمین صور اشیا اور اپنی ہیئت اور ماہیت پر ظاہر ہو گئین تو دنیا

انکی قبح سے ظاہر ہوئی اُسے ترک کیا اور زینت اپنے حسن کی جلوہ گر ہوئی اُسکے
طلب کیا پھر جبکہ دنیا مین انھون نے کم رغبتی کی تو اُنکے باطنون مین انواع و اقسام
کے علوم خوب ٹوٹ کر گرے اور علم دراست کے ساتھ علم وراثت بھی مل گیا اور
سمجھ لیجیے کہ جو احوال بلند اس کتاب مین تمام صوفیہ کی طرف منسوب کرینگے وہ احوال
مقربین ہین اور اصل صوفی مقرب ہے اور قرآن مین اسم صوفی نہین ہے اور صوفی کا
اسم ترک ہے اور رکھا گیا ہے مقرب کے لیے اس وجہ سے جسکی شرح ہم اسکے باب مین
کرینگے اور یہ نام اہل قرب کے لیے بلاد اسلام کے شرق و غرب مین نہین جانا اور
پہچانا جاتا بلکہ اہل رسم کے لیے معروف ہے اور بہت سے حضرات مقربین بلاد غرب
اور ترکستان اور ما وراء النہر مین موجود ہین اور وہ صوفیہ کے نام سے مشہور نہین ہین
اسواسطے کہ لباس صوفیہ نہین پہنتے اور الفاظ مین کچھ منع اور حذر نہین ہے تو معلوم
رہنا چاہیے کہ صوفیہ سے ہماری مراد مقربین ہین اور مشائخ صوفیہ وہ ہین جنکے اسماء
طبقات اور غیر ذالک کل کتابون مین ہین کہ مقربین کے طریق پر تھے اور انکے علوم
احوال مقربین کے علوم ہین اور جو کوئی منجملہ ابرار مقربین کے مقام کا طالب ہوا تو
وہ متصوف ہے جبتک کہ انکے احوال سے متحقق یعنی صاحب حال نہین ہوا پھر
جسوقت کہ انکے ذوالاحوال ہو گیا تو وہ صوفی بن گیا اور انکے فوق کے سوا جو اس قسم کے
ہین کہ انکے لباس نسبت سے ممتاز ہین تو نسبت مین وہ پھر ایک ہی علم کے اور پیرایک علیم ہے

دوسرا باب حسن استماع کے ساتھ صوفیہ کی تخصیص کے بیان مین

زید بن ثابت سے روایت ہے کہ سنا مین نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے
اللہ تعالی خوش و خرم رکھے اس شخص کو جسنے ایک حدیث مجھ سے سنی پھر اس نے

یا دیکھی جسے کہ دوسرے شخص کو وہ حدیث پہونچائی پس بہت سے حامل ہین کہ
انھون نے جانا اور پوچھا اُس شخص تک کہ وہ بڑا فقیہہ ہی اور بہت سے حامل ہین کہ انھون
نے جانا اور وہ فقیہہ نہین ہین ہر ایک خیر کی بنیاد حسن استماع اور خوب سننا ہی
قال اللہ تعالی ولو علم اللہ فیہم خیرا لاسمعھم یعنی اللہ تعالی نے فرمایا ہی اور اگر جانتا
اللہ تعالی اُنمین خیر اور نیکی تو البتہ اُنکو سُناتا بعض صوفیہ کہتے ہین خیر کی علامت سماع
مین یہ ہی کہ بندہ اُسکے پورے اوصاف کے ساتھ اُسکو سُنے اور حق کے ساتھ اُسے
حق سے سماعت کرے اور بعض نے صوفیہ مین سے کہا ہی اگر اُنکو سماعت کا اہل
اور قابل جانتا تو سُننے کے لیے اُنکے کان کھول دیتا پس جس شخص کے وسوسے
مالک بن گئے اور اُسکے باطن پر حدیث نفس غالب ہوگئی تو وہ حسن استماع پر قدرت
نہین رکھتا تو صوفیا اور اہل قرب نے جب سمجھ لیا کہ ہر آئینہ کلام اللہ تعالی کا اور رسائل
اُسکے اوپر اُسکے بندون کی طرف اور خطابات اُسکے اُنھین کے واسطے ہین تو انھون
نے دیکھا کہ ہر ایک آیت اُسکے کلام سے تعالے شانہ علم کے دریاؤن مین سے
ایک دریا ہی ان باتون کے سبب جنکو وہ متضمن اور مشتمل ہی علم کے ظاہر اور باطن
اور جلی اور خفی سے اور بہشت کے دروازون مین سے ایک دروازہ ہی باین اعتبار کہ
وہ جنت اگاہ اور ہوشیار کرتی ہی یا اسکی طرف سے بلاتی ہی اور دیکھا انھون نے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام کو اس حیثیت سے کہ آپ اپنے ساتھ ہوا سے
نطق نہین فرماتے ہین نہین ہی وہ مگر وحی کہ اللہ کی طرف سے بھیجی گئی ہی استماع
اُسکی طرف متعین ہوتا ہی تو جتنی باتین اُسکے پاس ہین اُنمین سب سے اہم اور مہتم
بالشان استعداد استماع کی ہی اور دیکھا کہ خوب کان دیکر سننا ملکوت کے دروازہ

گھٹ گھٹانا اور رغبت اور خوف کی برکت کا تنزل کرنا ہی اور دیکھا کہ وسوسے دخانات ہین جو نفس امارہ کی آتش سے اُٹھنے والے ہین اور عفونت ہی جو شیطان کی پھونک مارنے سے فراہم ہو جاتی ہی اور حظوظ فانی اور مزہ دنیاوی جو ہوا و ہوس کی لپیٹ اور تباہی کی اسپیٹ ہین ایندھن کی مثال ہین جس سے آگ زیادہ بھڑکے اور قلب آتش کے سبب زیادہ تنگی سے پہونچے تو دنیا کو اُنھون نے چھوڑ دیا اور اپنی رغبت کو اُسکی طرف سے پھیر دیا پس جبکہ آتش نفس سے اُسکی لکڑیان الگ ہو گئین اور شعلہ اُسکے بھڑکنے سے ٹھہرے اور دھوان اُسکا کم ہو گیا تو اُنکے باطن اور قلوب حاضر علوم کے موقعون مین ہوے اور صفائی فہم کی اُسکے کانون پر موجود ہوئی پھر جب کہ وہ حاضر ہوئی تو سماعت کی حق سبحانہ تعالی نے فرمایا ہی آیتہ اسمین پند و نصیحت اُس شخص کے لیے ہین جسکو قلب حاصل ہو یا کان اُسنے لگایا اور وہ حاضر و متوجہ تھا حضرت شبلی رحمہ اللہ نے کہا قرآن کی نصیحت اُس شخص کے لیے ہین جسکا قلب اللہ تعالی کے ساتھ حاضر ہو کہ ایک آن اور ایک لحظہ اُس سے غافل نہین ہوتا حضرت یحیی بن معاذ رازی نے کہا قلب دو قلب ہین ایک قلب ہی جو دنیا کے اشغال سے بھر گیا ہی حتی کہ جب کوئی چیز امور طاعت سے پیش آیا تو وہ صاحب دل نہین جانتا کہ وہ کیا کرے اس باعث کر کہ دل اُسکا دنیا مین مشغول ہی اور ایک قلب وہ ہی کہ آخرت کے احوال سے پر ہو گیا حتی کہ جب کوئی چیز امور دنیا سے سامنے آئی تو وہ صاحب دل نہین جانتا کہ کیا کرے اس وجہ سے کہ اُسکا دل آخرت کی طرف جاتا رہا ہی تو بس دیکھ لے کتنا فرق ہی ان سمجھے ہوے مضمون کی برکت مین اور ان اشغال فانی کی شامت مین جنکے باعث تو مائدہ الٰہی سے محروم رہا بعض صوفیہ

نے کہا ہے لمن کان لہ قلب یعنی سلیم من الاعراض والامراض یعنی اُس شخص کے لیے جسکو
قلب اعراض اور امراض سے سادہ اور سلامت حاصل ہے حسین ابن منصور نے کہا
کہ اُس شخص کے لیے جسکو ایسا قلب حاصل ہو جسمین شہود حق کے سوا کوئی خطرہ
سہو اور پڑھا انی الیک قلوبا طالما ھطلت * سحائب الوحی فیہا ابحر الحکم * یعنے
مین تجھے سناتا ہون ایسے قلبون کی سنا ونی جسنے وحی کے ایسے بادل برسا دیے
کہ اُنھین حکمت کے دریا بھرے ہوے ہین اور ابن عطا رح نے کہا ایک وہ قلب ہے کہ جسنے
ملاحظہ حق تیشم تعظیم سے کیا اور اسکے لیے گداز ہو گیا اور ما سوی اللہ سے قطع کر اللہ تعالی
کی طرف جھک گیا اور واسطی نے کہا الذکری یعنی الفتہ پند و نصیحت اُس قوم کے لیے ہے
جو مخصوص ہین نہ کہ عام آدمیون کے لیے اُن لوگون کے لیے جنکو قلب حاصل ہے یعنی وہ ازلی
ہین اور یہ وہ لوگ ہین جنکے حق مین اللہ تعالی نے فرمایا ہے او من کان میتا فاحیینا ہ
یعنی بھلا وہ جو مردہ تھا پھر ہم نے جلایا اور اُسیکو واسطی نے کہا ہے کہ مشاہدہ غافل کر دیتا ہے
اور یہ وہ اری فہم و ادراک دیتا ہے اسواسطے کہ اللہ تعالی نے جب ایک شی کی تجلی کی تو
وہ شی اُسکے لیے خضوع و خشوع یعنی تواضع اور فروتنی کرتی ہے اور یہ جو واسطی نے کہا
بست قومون کے حق مین صحیح ہے اور یہ آیت اُن قومون کے خلاف دوسری قومون
کو حکم کرتی ہے اور وہ ارباب تمکین ہین جنکے واسطے مشاہدہ اور فہم دونون جمع ہو جاتے
ہین تو موضع فہم کا بات جیت کا محل ہے اور وہ سمع قلب ہے اور موضع مشاہدہ کا بصر
قلب ہے اور سمع کے لیے ایک حکمت اور فائدہ ہے اور بصر کے لیے ایسا ہی ایک فائدہ
پھر جو شخص حال کے سکر اور نشہ مین ہے سمع اُسکی اُسکے بصر مین غائب ہو جاتی ہے اور
جو شخص صحو اور تمکین کے حال مین ہو اُسکی سمع غائب اُسکے بصر [illegible] ہوتی

اسواسطے کہ وہ مالک گردن حال کے ہین اور ظروف وجود ہی سے جوبات سمجھنے کے
قابل ہی سمجھتا ہی سبب یہ ہی کہ فہم الہام وسماع کا ورودگاہ ہی اور الہام وسماع دونون
ظروف وجودی کو چاہتے ہین اور یہ وجود وہی دوسری آفرینش کا پیدایش ہی اُس
شخص کے لیے جو مقام صحو مین تمکین اور مستقر ہی اور یہ علاوہ اُس وجود کے ہی جو نور شہود
کے لمعان سے متلاشی اور منعدم ہوجاتا ہی اُس شخص کے لیے جو فنائی گذرگاہ سے
گذرکر قرارگاہ بقا تک پہونچا اور ابن سمعون نے کہا کہ ہر آئینہ اسمین پند و نصیحت
اُس شخص کے لیے ہی جسکا قلب ایسا ہو کہ ادب خدمت اور آداب قلب کو
جانتا ہو اور وہ تین چیزین ہین تو قلب نے جب عبادت کا مزہ چکھا تو وہ شہوت کی
غلامی سے آزاد ہوا یعنی شہوت سے جو کوئی آزاد ہوا ادب کا ایک تہائی حصہ اُسنے پایا
اور جو کوئی اُس چیز کا خواہش مند ہوا جو اُسے ادب سے نہین آیا بعد ازانکہ وہ مشغول
اُسمین ہوا ہو پایا تو اُسنے ادب کی دو تہائی حصہ ادب کا پایا اور تیسرے قلب کی
بیداری اُس چیز سے جو وفا کے وقت سے جڑ کے پہلے ہی شخص کی آنکھ وقت پورا ادب
پایا ابو محمد بن علی قرشی نے کہا ہی قلب کی موت نفس کی شہوات سے ہی تو جتنا
شہوات کو چھوڑا اُسی قدر حیات کا حصہ پایا اُس سماع زندون کے لیے ہی
مردون کے لیے نہین ہی اللہ تعالے نے فرمایا ہی ہر آئینہ تو مردون کو نہین
سنا سکتا ابو الحسین بندار نے کہا ہی قلب نرم و تنگ ہی اسمین خطرات
وسوسہ الٹے پلٹے ہین اور شیطان کا اثر اُسپر پڑتا ہی اللہ تعالے نے فرمایا ہی ومن
یعش عن ذکر الرحمن نقیض لہ شیطانا فہو لہ قرین یعنی اور جو کوئی اللہ تعالے
کے ذکر سے اندھا اور غافل ہو تو اُسپر ہم ایک شیطان تقدیر کر دیتے ہین

جو اُسی کے ساتھ رہتا ہی پس دل ایک کام کا کرنے والا ہی کہ وہ تھکتا ہی نہین اور نفس جاگتا ہوا ہی کہ وہ سوتا ہی نہین پھر اگر بندہ ہو مستمع اللہ تعالی کی باتون کا تو بہتر ورنہ وہ شیطان اور نفس کا مستمع ہی پس ہر چیز سد باب استماع کی ہی اور نفس کی حرکت سے اور اُسکی جنبش مین شیطان راہ پاتا ہی اور حدیث مین وارد ہی کہ اگر شیطان بنی آدم کے قلوب کے ارد گرد نہ پھرتے تو ضرور وہ آسمان کے مقامات ملائکہ کو دیکھتے اور حسین نے کہا ہی کہ بصرون کی بصارت اور عارفون کی معرفت اور علماء ربانی کا نور اور گذشتہ ناجیون کے طریق اور ازل اور ابد اور جو کچھ ان دونون کے مابین ہی کائنات حادثہ سے وہ سب اُس شخص کے لیے ہی جسکو قلب حاصل ہوا کہ وہ کان سننے کے واسطے لگاتا ہی اور اسی شمار سے کہا وہ ایسا قلب ہی کہ حق کا ملاحظہ کرتا ہی اور شاہد ہو اور اُس سے خطرہ اور ذرہ کے سبب غائب نہین ہوتا تو اُسکے سبب سے سنتا ہی بلکہ اُس سے سنتا ہی اور اُسکے ساتھ حاضر ہوتا ہی بلکہ اُسکی مشاہدت کرتا ہی پھر جبکہ قلب حق کا ملاحظہ چشم جلال سے کرتا ہی ڈرتا ہی اور لرزتا ہی اور جب اُسے دیدۂ جمال سے مطالعہ کرتا ہی سکون اور قرار آ جاتا ہی اور بعضون نے کہا ہی اُس شخص کے واسطے جسکا قلب ہو ایسا تغیر کہ اللہ تعالے کے ساتھ تجرید اور تفرید قوت دیتا ہو یہان تک کہ دنیا او خلق اور نفس سے بھاگ نکلے تب اُسکے غیر کے ساتھ مشغول نہ ہو اور نہ سوا اللہ کی طرف مائل ہو پس قلب صوفی سارے دنیا سے مجرد اور الگ تھلگ ہو کان اپنے لگائے ہوئے اور بصر اُسکی حاضر ہو پھر اُسنے سُنی مسموعات اور دیکھی بصر سے اور سنا ہے ہو مشہودات کی اپنے اللہ کی طرف رسیدگی اور اپنے اللہ کی حضوری مین موجودگی اور کل اشیا اللہ تعالی

کے پاس اور وہ اللہ کے پاس ہی تو سنا اور دیکھا تب اُن سب کو دیکھا اور سنا اور
اُنکی تفصیلون کو نہ سنا اور نہ سنا ہو گیا سو اسواسطے کہ وہ اجمالات چشم شہود کی وسعت
مدرک اور معلوم ہوتے ہین اور تفصیلین ظرف وجود کی تنگی سے ادراک نہین ہوتین اور
اللہ تعالی عالم تمام اجمال اور تفصیل کا ہی اور بعض شیخ حکما نے سماعت مین اقاویل
انسانون کی مثال لکھی ہی اور کہا ہی کہ ایک کسان اپنا بیج لیکر نکلا تو اپنا کف دست
اُس بیج سے بھر لیا تو کچھ اُسمین سے راستہ پر بکھر گیا کچھ بھی دیر نہ لگی کہ اُسپر پرندان گرے
اور اُسے اُچک گئے اور کچھ اُسمین سے ہموار پتھر پر گرے اور وہ سنگ درشتہ کہ جسپر تھوڑی
مٹی اور کچھ نمی تھی پھر جما یہان تک کہ جب اُسکے ریشے پتھر تک پہونچے تو کوئی راستہ اور منفذ
نہ پایا جسمین باسانی اترے تو سوکھ گیا اور اُسمین کچھ بیج زمین مین گرا جسمین کانٹے
اوگے ہوئے تھے پھر وہ جما ہر گاہ کہ وہ بڑھا اور اونچا ہوا تو اُسکا گلا کانٹون نے دبا یا
پھر اُسکو بگاڑا اور خراب کر دیا اور اُس سے جل گیا اور کچھ اُسمین سے بیج زمین مین گرا
کہ زمین پاک تھی اور نہ پتھر پر تھا اور نہ اُسمین کانٹے تھے وہ جما اور بڑھا اور پھولا پھلا تمام
ہوا تو کسان کی مثال ایک عالم کی ہی اور بیج کی مثال جواب کلام کی مثال ہی اور بیج
کے راہ پر گرا اُسکی مثال ایک ایسے شخص کی ہی جو کلام کو سنتا ہی اور اُسکا ارادہ نہ
شخص کا دلمین ہی پھر تھوڑی دیر نہین لگتی کہ شیطان اُسکو اُسکے دل سے لیجاتا ہی اسواسطے تب اور
اُسکو بھلا دیتا ہی اور جو ہموار پتھر پر گرا اُسکی مثال ایک ایسے شخص کی ہی جو اُسکو سنا اور
سمجھتا ہی اسکے بعد کلام قلب تک پہونچتا ہی جسمین کچھ عزم و ارادہ عمل کرنے پر نہین ہی
تب اسکے قلب سے دور کر دیتا ہی اور جو بیج زمین پر گرا جسمین کانٹے ہین اُسکی مثال ایسے
شخص کی ہی جو کلام کو سنتا ہی اور اُسپر عمل کرنیکا ارادہ بھی رکھتا ہی جو وقت اُسکے

شہوت پیش آئیں تو عمل کرنے کے ارادہ سے اسکو روک دیا پھر اسکے عمل کی جو نیت کی
غلبۂ شہوت سے متروک ہو گئی جیسے وہ درخت کہ اسکا گلا کاٹ بیچ دبایا اور پھر زمین میں
جو گڑا اسکی تمثال ایسے مستمع کی ہے جو نیت اسکے عمل کی کرتا ہے اور اسکو سمجھتا ہے اور پھر عمل
کرتا ہے اور ما بنی ہوا ہے نفسانی سے کنارہ اور یہ جیسے ہوا سے علیحدگی اختیار کی اور راہ
رہبانیت کے ذریعے پر چلا وہ صوفی ہے اسواسطے کہ ہوا و ہوس کے اندر حلاوت اور مزہ
ہے اور نفس کو جب ہوا کے چسکے لگ گئے تو اسکی طرف مائل ہوتا ہے اور لذت پاتا ہے
اور ہوا سے استلذاذ وہی ہے جو کھیتی کا گلا کاٹنے کی طرح دبا جاتا ہے صوفی کا قلب تو
اسکے حب صافی کی حلاوت سے صافی ہوتی ہے اور جب صافی ہوتی ہے روح حضرت الوہیت
سے ہے اور حضرت الوہیت کی طرف جو روح منجذب ہو رہی ہے جب سے ہوتی ہے اسکی قوت
سے قلب اور نفس پیچھے اسکے لگے جاتے ہیں اور حضرت الوہیت کی محبت کی حلاوت
ہوا کے مزہ پر غالب آتی ہے اسواسطے کہ حلاوت ہوا کی ایسا پاک درخت کی مثال ہے
جو زمین کے اوپر اوپر سے اکھڑ گیا کسی طرح کا اسے قرار اور ٹھہراؤ نہیں ہے اور اس
سبب سے کہ نفس سے اگے ہوئے ہیں [illegible] اور محبت کی حلاوت ایک پاک
درخت کی مثال ہے جسکی مثال میں [illegible] اصلها ثابت [illegible]
اور وہ دل میں جڑ پکڑے ہوئے ہے جو [illegible] ہے اور [illegible]
اسکے نفس کی زمین میں لگے ہوئے ہیں [illegible] شاخ [illegible] ایک کلمہ
سنا ما مدینہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا [illegible] اسکو روح قلب
اور نفس پی جاتا ہے اور اسمیں [illegible] ہوتا ہے اور لگتا ہے سے

[illegible] السلسلہ اور قم	[illegible] اردنا	

یعنی مین خوشبو لیتا ہون نرم ہوا سے کہ اُس سے واقف نہین ہون میرے گمان
مین وہ ایک سبزہ رنگ ہی کہ اُسنے آستین تجہسے ملی ہین پہر اُسمین کلمہ ہی کلمہ
بس جاتا ہی اور بال بال اُسکا سمع اور ذرہ ذرہ اُسکا بصر ہوجاتا ہی تب وہ حالت
ہوجاتی ہی کہ کل سماعت کل سے اور کل نظارہ کل سے کرتا ہی اور یہ کہتا ہی شعر

	او تذکرتم فکلی قلوب		ان تاملتم فکلی عیون	

یعنی اگر مین نظر تمہاری طرف کرون تو سراپا چشم ہون یا تمہین یاد کرون تو ہمہ تن
دل ہون اللہ تعالی نے فرمایا ہی پس میرے بندون کو بشارت دے جو بات کو
سنتے ہین پہر اُسکی خوب پیروی کرتے ہین یہ وہ لوگ ہین جنکو اللہ تعالی نے ہدایت
کی ہی اور یہی لوگ صاحب خرد ہین بعض صوفیہ نے کہا ہی نماز اور قرآن کے سو جزو
ہین انمین سے ننانوے جزو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین ہین اور ایک جزو تمام
مومنون مین ہی اور وہ جزو جو کل مومنین مین ہی انکے حصون مین تقسیم ہی تو ایک
جسمین سب مومن برابر ہین وہ شہادت اسکی ہی کہ لا الہ الا اللہ و ان محمد رسول اللہ
یعنی نہین ہی کوئی معبود مگر اللہ اور تحقیق محمد رسول اللہ کے ہین اور بعض حصے جو باقی رہتے
وہ گھٹتے بڑہتے ہوتے ہین اپنے اپنے حقائق ایمان کے اندازہ اور مقدار پر بعضون
نے کہا ہی کہ اس آیت مین جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت کا اظہار
ہی یعنی احسن القول وہی ہی جسکو آپ لائے ہو واسطے کہ ہر گاہ اُسکو صحبت تکلیمی کی
قریب استقرار قبل انزال فرش دنیا حاصل ہوا تو سب احوال اُسپر انوار ظاہر ہوے
اور آپکے ہمراہ جسمین مخاطب تھا وہ تمام مقامات مین اُسکو سبقت ہی کیا
تم نہین دیکھتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین نحن الآخرون السابقون

یعنی

یعنی وجود اور پیدائش میں ہم آخر ہیں اور محل قدس کے فضل میں خطاب اول سے
سابق ہیں اور فرمایا ہی اللہ جل شانہ نے یا ایہا الذین امنوا استجیبوا للہ وللرسول اذا
دعاکم لما یحییکم یعنی ای ایمان والو اللہ اور رسول کے لیے استجابت کرو جب تمھیں بلاوین
اُس چیز کے لیے جو تمھاری زندگی کے باعث ہو جنید علیہ الرحمہ نے کہا ہی ان لوگون
نے اپنی طرف دم کھینچا اور خوشبو لی اُس شے کی جس کی طرف انھیں بلایا پس شتابی کی
ان تعلقات کے دور کرنے میں جو انھیں شغل میں لگائے تھے اور یار سائی
کے ملنے پر نفوس سے کوشش کی اور شتاب ہوئے ان کی تجلی اور جمال اللہ سے پیچھے
رہے اور حسن ادب سے ان کاموں میں رہے جس کی طرف انھون نے توجہ کی اور پس ان
پر آسان ہو گئیں اور مقصود کی قدر پہچانی اور اپنے مالک کے سوا دوسرے
کے تذکرہ کی محبت سے اپنی ہمتون کو روک لیا تو وہ حیات ابدی پا گئے اس زندہ
کے ساتھ جو ہمیشہ سے ہی اور ہمیشہ رہے گا اور واسطی رحمۃ اللہ تعالی نے کہا اسکی
حیات صفائی اسکے ہر ایک معنون سے لفظا اور فعلا ہی اور بعض صوفیہ نے کہا ہی
استجابت کرو تم اللہ تعالی کے واسطے اپنے اسرار سے اور رسول علیہ السلام کے
لیے اپنے ظاہر سے پس نفوس کی حیات متابعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
ہی اور قلوب کی حیات مشاہدہ غیوب سے ہی اور جو اللہ تعالی نے ختم کیا تقسیم کر کے
سے تو وہ ان خطاب فرمایا اس آیت میں استجابت چار وجہ پر ہی اس میں اول
توحید کی اجابت ہی اور دوم اجابت تحقیق اور سوم اجابت تسلیم چہارم اجابت تقریب
ہی اور اجابت بقدر سماع اور سماع بقدر فہم اور فہم بقدر معرفت قدر کلام ہی اور
معرفت کلام علی قدر معرفت اور علم متکلم کے ہی اور وجوہ فہم کے مختلف ہیں بیان کی

وجوہ کلام غیر محصور ہین اللہ تعالی نے فرمایا ہی کہو اگر دریا سیاہی کلمات رب میرے
کے لیے بنجائے تو ہر آئینہ دریا کلمات ربانی سے پہلے چک جائین پس اللہ تعالی کے
واسطے ہر ایک کلمہ ہاین قرآن سے اُسکے کلمات ایسے ہین کہ انسے پہلے دریا کے دریا چک
جائین اور ہر ایک کلام ایک کلمہ ہی بنظر ذات توحید کے اور ہر ایک کلمہ کلمات ہین اگر
نظر وسعت علم پر کرین حسن بصری رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ وہ اس حدیث کو حضرت
نبی علیہ السلام کی طرف مرفوع کرتے تھے فرمایا کہ قرآن سے کوئی آیت نازل نہین
ہوئی مگر یہ کہ اُسکے لیے ظاہر اور باطن ہی اور ہر ایک حرف کے لیے ایک حد ہی اور
ہر ایک حد کے لیے ایک مطلع ہی اور وہی انتہا ہی مین نے کہا ای ابا سعید مطلع کیا چیز ہی
کہا مطلع کرتی ہی وہ قوم جو اُسکے اوپر عمل کرتی ہی ابو عبید نے کہا میرا گمان ہی کہ حسن کا
یہ قول اسکے سوا نہین کہ عبد اللہ بن مسعود کے قول کی طرف گیا ہی ابو عبید نے کہا
میرا گمان ہی کہ حجاج نے شعبہ سے اُسنے عمرو بن مرہ سے اُسنے عبد اللہ بن مسعود سے
فرمایا کوئی حرف یا آیت نہین ہی مگر یہ کہ ہر آئینہ اُسپر ایک قوم نے عمل کیا اُسکے لیے
ایک قوم ہی کہ عنقریب اُسپر عمل کرے گی پس مطلع ایک عقبہ اور کمائی ہی کہ اُسپر اپنے
علم کی معرفت سے چڑھتا ہی پس مطلع فہم ہی کہ اللہ تعالی کھولتا ہی قلب پر جسے
[illegible] نور سے دیتا ہی اور ظہر وبطن اُسکی معنی وتاویل ہی اور بعض نے کہا ایک قوم
نے کہا کہ ظہر لفظ قرآن اور بطن اُسکی معنی وتاویل ہی اور بعض نے کہا کہ ظہر قصہ
کی صورت ہی اس چیز سے کہ اللہ تعالی نے خبر دی ہی اپنے عتاب سے کسی قوم
پر اور عقاب سے جو اُنپر ہوگا اور اسکا ظاہر خبر کا اُس سے دیتا ہی اور اُسکا باطن
نصیحت اور تنبیہ ہی اُس شخص کے لیے جو قرأت کرتا اور بہت سے سماعت

کرتا ہی اور بعض نے کہا ظاہر اُسکا اُتارنا اُسکا ہی جسپر ایمان لانا واجب ہی اور باطن اُسکا
عمل اُسپر واجب ہوتا ہی اور بعض نے کہا ظہر اُسکی تلاوت ہی جیسا وہ نازل ہوا فرمایا
حق سبحانہ تعالیٰ نے ورتل القرآن ترتیلا یکسان اور بآرام کھلی تلاوت کر قرآن کی ترتیب
سے اور بطن اُسکا سوچ بچار اور اُسمین فکر کرنا ہی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہی کہ
ایک کتاب ہی جسے تیری طرف ہم نے اُتارا ہی برکت والی ہی تاکہ اُسکی آیتون مین
تامل اندیشی کرین اور نصیحت لین وہ لوگ جو دانش مند ہین اور بعض نے کہا کہ لکل
حرف حد یعنی ہر حرف کے لیے حد ہی تلاوت مین کہ مصحف سے جو امام ہی تجاوز نہ کرے
اور تفسیر مین سُنے ہوے منقول سے نہ بڑھے اور تفسیر اور تاویل مین فرق کیا گیا ہی پس
تفسیر علم ہی آیت کے نزول اور شان اور قصہ کا اور اُن اسباب کا جسکے لیے آیت
اُتری ہی اور یہہ جو تفسیر ہی اُسمین کچھ کا خلق کو کہنا حرام ہی اور ممنوع مگر سماع اور آثار
سلف سے جائز ہی اور تاویل آیت کا پھیرنا ہی ایک معنی کی طرف جسکا احتمال اُسمین
ہو جبکہ معنی محتمل جسکو وہ دیکھتا ہی کتاب اور سنت کے موافق ہو پھر تاویل طرح
طرح کی ہو دل کی طرح طرح کے حال کے ساتھ جو اُس بیان کے برابر جو ہم نے صفاء
فہم اور رتبہ معرفت اور منصب قرب الٰہی سے ذکر کیا ہی ابو الدرداء نے کہا کوئی شخص
پورا فقیہ نہین ہوتا حتی کہ قرآن کے وجوہ کثیر دیکھتا ہو تو کیا ہی اچھے کا قول ہی
عبد اللہ بن مسعود کا کوئی آیت نہین مگر یہہ کہ اُسکے لیے ایک قوم ہی کہ عنقریب اُسپر
وہ لوگ عمل کرینگے اور یہہ کلام ترغیب دیتا اور برانگیختہ کرتا ہی ہر طالب صاف صفت
کو اُسپر کہ اپنے دل سے موارد کلام کو صاف اور ستھرا کرے اور اُسکے معنی دقیق اور
اُسکے بھید پوشیدہ کو سمجھے دریں صورت صوفی کے لیے جو دنیا سے بے غم اور

ماسوا اللہ سے فارغ دل کیا ہے ہر ایک آیت سے ایک مطلع ہے اور ہر مرتبہ تلاوت میں نیا مطلع اور فہم تازہ ترتیب وہ ہے اور اُسکے لیے ہر فہم کے ساتھ عمل نیا لاتا ہے اور اُنکا فہم عمل کی طرف بلاتا ہے اور اُنکا عمل صفائی فہم اور نظر دقیق کو معانی خطاب میں کھینچتا ہے تو فہم سے علم ہے اور علم سے عمل اور یہ علم و عمل کا تو آپس میں باری باری سے آتے ہیں اور یہ عمل اب وہی قلوب کا عمل ہے اور عمل قلوب عمل قالب کے علاوہ ہے اور اعمال قلوب اپنی لطافت اور اسد قیمت سے علوم کے ہم شکل اور ہم صورت ہیں اسواسطے کہ وہ نیات اور ضمیر اور ملقا ردیہ اور تاویات دنی اور افسانہ گوئی مخفی ہیں اور جب کبھی ان اعمال سے کوئی عمل کرتے ہیں علم سے ایک علم اُنکا بلند ہوتا ہے اور ایک مطلع جدید پر فہم آیت سے طلوع کرتے ہیں اور میرے سر باطن میں یہ بات کھٹکتی ہے کہ مطلع سے نہ یہ مراد ہے کہ وہ صفائے فہم کے سبب آیت کے دقیق معنی اور اسرار عجیبہ پر آگاہ ہونے سے ہے ولیکن مطلع سے یہ ہے کہ ہر آیت پر اسکے سبب شہود متکلم پر طلوع کرے اسواسطے کہ آیتیں اوصاف اسکے ایک وصف اور اُسکی صفات سے ایک صفت ارادت رکھتی ہوئی ہے تو اسکے لیے تجلیات آیتوں کی تلاوت اور سماع سے متجدد ہوتے ہیں اور یہ آیتیں اسکے لیے تجلے ہیں جو صفت جلال سے خبر دیتے ہیں اور ہر آئینہ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ آپ نے فرمایا ہے ہر آئینہ اللہ تعالی اپنے بندوں کے لیے اپنے کلام میں متجلی ہوتا ہے مگر وہ نہیں دیکھتے پس ہر ایک آیت کے لیے اس وجہ سے مطلع ہے تو حد حد کلام ہے اور مطلع حد کلام سے شہود متکلم کی طرف ترقی کرتا ہے اور حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ آپ غش کھا کر ایک دفعہ گر پڑے جب کہ وہ نماز میں تھے تو اس حالت سے

سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ مین آیت کو دوہراتا رہا یہان تک کہ اُسکو مین نے
اُسکے متکلم سے سُنا پس صوفی جب کہ اُسکے لیے ناصیہ توحید کا نور چمکا اور اُس نے
وعدہ و وعید کی سماعت پر کان رکھے اور اُسکا قلب ماسوا اللہ سے چھوٹ کر
اللہ تعالی کے سامنے حاضر ہوا تو اپنی زبان یا غیر کی زبان کو تلاوت مین مثل درخت
موسی علیہ السلام کے دیکھتا ہے جہان کہ اُسکو اللہ تعالی نے سُنایا اُس درخت سے
خطاب اپنا حضرت علیہ السلام کو انی انا اللہ یعنی تحقیق مین ہون اللہ تو جب اُسکا سماع
اللہ تعالی سے تھا اور استماع اُسکا اللہ کی طرف سمع اُسکا بصر اُسکے اور اجزا اُسکے
سمع اُسکا اور علم اُسکا عمل اُسکا اور عمل اُسکا علم اُسکا ہو گیا اور پھیرا آخر اُسکا اول کو
اور اول اُسکا اُسکے آخر کو اور اُسکے معنی کیہ تحقیق اللہ تعالی خطاب ذریات کو اپنے
قول سے کیا مین تمھارا رب نہین ہون تو اُنھون نے یہ ندا نہایت صاف
سُنی اُسکے بعد برابر ذریات اصلاب اور ارحام مین منتقل ہوا لیکن فرمایا اللہ تعالے
نے کہ وہ تجھے دیکھتا ہے جب تو قیام کرتا ہے اور تقلب تیرا ساجدین مین یعنی
تقلب تیرے ذرہ ازل جود کے اصلاب مین جو تیرے آبا انبیا ہین پس ہمیشہ
ذرات منتقل ہوتے رہے حتی کہ اپنے اجساد کی طرف بروز کیا پس وہ ظلمت کے
ساتھ قدرت سے اور علم شہادت کے ساتھ عالم غیب سے محجوب ہوگئے اور
اطوار کثیرہ مین ادلتے بدلتے تاریکی اُسکی بہت جمع ہو گئی پس جب کہ اللہ تعالے
کسی بندہ کے حسن استماع کا ارادہ کرتا ہے اسطرح کہ اُسکو صوفی صافی بناتے تو
بحیثیت اُسکے تزکیہ و تجلیہ کے مراتب مین ترقی دیتا ہے حتے کہ وہ عالم ظلمت کی
ضیق مقام سے خلاص پاکر فضاء قدرت مین نکل آتا ہے اور اُسکی چشم باطن سے

جو وار بار ہو جانے والی ہی پردہاے حکمت دور ہو جاتے ہین تو اُسے الست بربکم
سماع کشف اور عیان ہوتا ہی اور توحید و عرفان اُسکا بتیان اور برہان اور
اُسکے خاطر تاریکی فاصلون کی لوامع انوار مین مندرج ہو جاتی ہی بعض نے نہین سے
کہا ہی ہم یاد کرتے ہین کہ خطاب الست بربکم کا اُس سے اشارہ اِس حال کی طرف ہی جو
جس وقت صوفی اِس وصف کے ساتھ متحقق اور موصوف ہوگیا تو اُسکا وقت سرمد
اور شہود اُسکا موبد ہوگیا اور سماع اُسکا متوالی اور متجدد وہ سُنتا ہی اللہ تعالی
اور اُسکے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام کو جیسا کہ حق سُننے کا ہی سفیان
ابن عیینہ نے کہا ہی اول علم استماع ہی پھر فہم پھر حفظ پھر عمل پھر اُسکا پھیلانا اور بعض
صوفیہ نے کہا ہی حسن استماع کا تعلیم پانا ایسا ہی کہ جسطرح حسن کلام کی تعلیم پانا
اور بعض نے کہا ہی کہ حسن استماع سے یہ ہی کہ متکلم کو مہلت دیجائے تا آنکہ وہ اپنی
بات پوری کرے اور ادہر اُدہر کم دہیان دے اور بات کرنے والے اور یاد
رکھنے والے کی طرف منھ اور نظر رکھے اللہ تعالے اپنے نبی علیہ السلام کے لیے
فرماتا ہی مت جلدی کر قرآن کے ساتھ پہلے اس سے کہ وہ تیری طرف ادا
پورا کیا جائے اور فرمایا مت جنبش دے اُسکے ساتھ اپنی زبان کو تا کہ اُسے جلدی
سے پڑہے یہ تعلیم ہی حسن استماع کی اللہ تعالی کی طرف سے اپنے رسول علیہ السلام
کے لیے بعض نے کہا معنی اُسکے یہ ہین کہ مت لکھا اُسے صحابہ کو جبتک کہ تو اُسکے
معانی کو سوچ سمجھ لے تاکہ اول تو وہ نہو جو اُسکے عجائب اور غرائب مین خطا
کرتے ہین اور کہا گیا ہی کہ نبی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب آپ پر جبرئیل
علیہ السلام نازل ہوتے اور وحی انکو پہونچاتے تو قرآن کے پڑھنے مین بھول سے

خوف سے توقف نہ فرماتے تو اللہ تعالی نے اس سے منع فرمایا یعنی شتابی نہ کر
اسکے پڑھنے مین قبل اسکے کہ جبرئیل علیہ السلام آپ تک اسکے القا کرنے سے فارغ
نہو جائے اور کبھو مطالعہ علوم اور اخبار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سماع کے
معنی مین آتا ہی اور مطالعہ کرنے والا علوم و اخبار اور تواریخ اہل صلاح اور اونکے
حکایات اور انواع اقسام کے حکم اور امثال کا محتاج ہوتا ہی جن مین عذاب
آخرت سے نجات ہی کہ ان سب مین وہ ادب فن حسن استماع کا ہوجاتے اسواسطے
کہ یہ ایک نوع اُسی کی ہی اور جس طرح کہ قلب حسن استماع سے کسکے لیے مستعد زہد و تقوی
سے ہوتا ہی یہانتک کہ جو کچھ سنا اُسمین سے جو بہت اچھا ہی اُسے لے لیا پھر وہ
ہر ایک شی سے مطالعہ کے ساتھ اچھی چیز کا انتخاب کرنے والا ہوجاتا ہی اور مطالعہ کے
آداب سے یہ ہی کہ بندہ جب کسی ایک چیز کے مطالعہ کا حدیث و علم سے ارادہ کرے
تو سمجھ لے کہ ہر آئینہ کبھو اُسکا مطالعہ ہوائے نفسانی اور ذکر و تلاوت اور عمل پر
کم صبری سے ہوتا ہی تو وہ مطالعہ سے ایسی ہی راحت پاتا ہی جیسے لوگون کی
صحبت اور اُنکی بات چیت سے آرام پاتا ہی تو چاہیے کہ زیرک آدمی اپنے نفس کو
اس معاملہ مین ٹٹولے اور مطالعہ کتب سے اپنے وقت کی اس حدتک کہ اُسکو
حاصل کرتا ہی غرض نہ رکھے اور حد سے زیادہ کی اُسمین رعایت نہ کرے
پس جب کسی کتاب یا اور کسی علمی بات کا مطالعہ کرنا چاہے تو اُسکی طرف
مبادرت نہ کرے مگر بعد ثبات و قرار اور نماز اور رجوع کے اللہ تعالی کی طرف
اور بعد اسکے کہ اللہ تعالی کی رحمت سے تائید چاہے اسواسطے کہ ہر آئینہ کبھو
مطالعہ سے بھی اللہ تعالی وہ مزید رزق اور نصیب کرتا ہی جو اُسکے حال

کی ترقی ہی اور اسکے لیے استخارہ اپہلے دیکھ لے تو اور بھی اچھا ہی کہ تحقیق اللہ تعالے اُسپر سمجھنے اور سمجھانے کا دروازہ کھول دیتا ہی بخشش کی راہ سے منجانب اللہ مستزاد اُسپر جو صورت علم سے ظاہر ہو پس علم کے لیے ایک صورت ظاہری اور ایک سر باطنی اور وہ فہم ہی اور اللہ تعالی نے شرف فہم پر اپنے قول سے آگاہ کر دیا ہی ففھمنٰھا سلیمان وکلا آتینا حکما وعلما یعنی سمجھا دیا ہم نے اُسے سلیمان کو اور ہر ایک کو ہم نے حکم اور علم دیا اسمین اشارہ فہم کی طرف زیادہ خصوصیت کے ساتھ کیا اور علیحدہ علیحدہ کر دیا حکم اور علم کو اللہ تعالی نے فرمایا ہی ان اللہ یسمع من یشاء یعنی بیشک اللہ تعالی جسکو چاہتا ہی سُناتا ہی پس ہر گاہ سُنانے والا خود اللہ تعالی ہی تو کبھو زبان کے واسطے سے سُناتا ہی اور کبھو اس شے سے جو اُسکو مطالعہ کتب کے ساتھ بیان سے روزی کیا ہی اسی واسطے جو کچھ کہ اللہ تعالی کشود کرتا ہی مطالعہ کتب سے اُس معنی مین وہ مل گیا جو مسموع ہے حسن استماع کی برکت سے نصیب ہوتا ہی تاکہ بندہ اسمین تحقیق اپنے حال کی کرے اور اپنے علم اور ادب کو سیکھے سو اسیلیے وہ ایک بڑا باب رحمت کے ابواب سے ہی اور سلوک آخرت کے سب سے زیادہ نفع دیتا ہی

تیسرا باب علوم صوفیہ کی فضیلت کے بیان مین اور نمونہ ایک کی طرف اشارہ ہی

حکیم ترمذی اسناد سے روایت کرتے ہین کہ ایک شخص نے حضرت نبی علیہ السلام سے سوال کیا کہ شر کیا چیز ہی تو فرمایا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مجھ سے شر کی بابت سوال نکرو اور خیر کی نسبت دریافت کرو تین دفعہ اسکو فرمایا پھر کہا کہ شر سے وہ لوگ ہین کہ شریر علما ہین اور نیکون کے نیک علما ہین کہ علما امت کے رہنما اور دین کے ستون اور جہالت جہل کے ظلمت کے چراغ اور دیوان اسلام کے پیشرو

اور کتاب وسنت کی حکمتوں کے معاون اور اللہ تعالی کے امنا اُسکے خلق ہین اور
بندگان خدا کے طبیب چارہ ساز اولیٹ ستقیم کے نقاذ اور بوجھ امامت کے بار
اُٹھانے والے ہین تو وہ زیادہ حقدار خلق ہین حقائق تقوی اور زہد کے ہین اور
تمام بندگان خدا سے بڑھکر حاجت مند زہد فی الدنیا کے اسواسطے کہ یہ علما اُن
باتون کے محتاج اپنے نفس اور دوسرون کے لیے ہین تو اُنکا فساد و صلاح
متعدی ہی سفیان بن عیینہ نے کہا سب آدمیون مین بڑا جاہل وہ ہی جسنے جانی ہوئی
بات کا عمل ترک کر دیا اور سب سے بڑھا ہوا عالم وہ شخص ہی جسنے عمل اُسپر کیا
جسکا اُسے علم ہوا اور افضل الناس وہ ہی جو سب سے زیادہ اللہ تعالی کے لیے
فروتنی اور تواضع کرنے والا ہو اور یہ قول صحیح ہی محکم اس وجہ سے کہ عالم جب اپنی
معلومات پر عمل نہ کرے تو وہ عالم ہی نہین جانے کہ اُسکی فصاحت اور تکبر اور
حذاقت اور مناظرہ ومجادلہ کی قوت تجھے مغالطہ نہ دے اسواسطے کہ جاہل ہی اور
عالم نہین ہی الا اگر اللہ تعالی برکت علم سے اُسپر بخشش کرے کہ ہر بندہ اسلام مین علم
اپنے اہل کو ضائع نہین کرتا اور عالم کا برکت علم سے پلٹ آنا امید کیا جاتا ہی
اور علم فرض ہی اور فضیلت ہی پس فرض وہ ہی کہ انسان کو اُسکے جانے سے
چارہ نہین ہی تاکہ وہ حق واجب دینے پر قائم ہو اور فضیلت وہ ہی جو مقدار
حاجت پر زیادہ ہو اُن چیزون مین سے جو نفس مین فضیلتا حاصل کرتا ہی اور
کتاب اور سنت کے موافق ہو اور جو علوم کتاب وسنت کے اور جو کچھ ان
دونون سے مستفاد ہوا ہی یا اُن دونون کے سمجھنے پر معین یا اُنکی طرف مستند
ہین خواہ کوئی ہو موافق نہووے تو وہ رذیلت ہی اور فضیلت نہین ہی

اُس سے انسان کی زیادہ خواری ہوتی ہے اور دنیا و آخرت کی فرومایگی ہے پس
جو علم کہ فرض ہے اُسکی نادانستگی کی وسعت انسان کو نہیں یعنی اُسکے جانے بغیرہ
نہیں سکتا بنا بر اسکے کہ حضرت انس بن مالک نے روایت کی کہ فرمایا رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم نے علم کی طلب کرو اگرچہ ملک چین مین ہو اسواسطے کہ ہر اَیک علم کا
طلب کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے اور علما نے اُس علم مین اختلاف کیا ہے جو فرض ہے
بعضون نے کہا کہ وہ علم اخلاص و معرفت آفات نفس اور مفسدات اعمال کا ہے اس لیے
کہ اخلاص کے لیے امر ہے اور اخلاص مامور ہے گھرون کو نفس کا مکر و غرور و اسکا ئند
و شہوات خفیہ خراب اور تباہ کرتے ہین تو اُسکا جاننا فرض ہوگیا اور بعض نے
کہا خطرات اور اُسکی تفصیل کا جاننا فرض ہے اسواسطے کہ خطرہ ہے اصل اور تخم دنیا
فعل کی اور اُسکے مبدا اور منشا ہین اور اسی سے پہچان پڑتا ہے فرق وارد ملکی اور وارد
شیطانی کا تو فعل نہین صحیح ہوتا جبتک کہ اُسکی صحت نہو اور بعضون نے کہا ہے وہ علم
وقت کی طلب ہے اور سہل بن عبد اللہ نے کہا کہ وہ علم حال کی طلب ہے یعنی علم اُس حال کا جو
اُسکے دنیا و آخرت مین اللہ تعالی اور اُسکے درمیان ہے اور بعضون نے کہا کہ وہ علم
حلال کی طلب ہے اس لیے کہ اکل حلال فرض ہے اور ہر آئینہ بعد فریضہ کے فضیلت
طلب حلال کی وارد ہوئی ہے تو اُسکا علم بھی فرض ہوگیا اس قبیل سے کہ وہ فرض ہے
اور بعضون نے کہا وہ علم باطن کی طلب ہے اور وہ اُسکے کہتے ہین کہ بندہ کا یقین اُس سے
زیادہ ہوتا ہے اور یہ وہ علم ہے کہ جو حاصل ہوتا ہے صحبت سے اور صالحین کی
مجالست سے جو علما صاحب یقین اور زہاد مقربین ہین اُنکو اللہ تعالی نے
اپنے لشکر مین داخل کیا ہے کہ اُنکی طرف طالبین کو روانہ کرتا ہے اور اُنکے طریقہ

انکو قوی کردیتا ہی اور انھین کے سبب انکو ہدایت کرتا ہی پس علم نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کے وارث ہین اور اُنسے علم یقین کی تعریف حاصل ہوتی ہی اور بعضے کہتے ہین کہ وہ
علم خرید فروخت او بیاہ اور طلاق کا ہی کہ جب ارادہ اُنمین داخل ہونیکا کسی چیز
مین ان سے کرے تو اُسپر واجب ہی کہ علم اسکا حاصل کرے اور بعض نے کہا کہ وہ یہ
ہی کہ بندہ ایک عمل کا ارادہ کرتا ہی اور نہین جانتا کہ اُسمین اللہ کے واسطے اُسپر کیا حق ہی
تو اُسکے لیے جائز نہین کہ اپنی راے سے عمل کرے اسواسطے کہ وہ جاہل ناواقف
اُن چیزون سے ہی جو اُسمین اُسکے نفع اور نقصان کی ہی تب وہ کسی عالم کی طرف
رجوع کرتا ہی مگر اُس سے پوچھے عمل سے تا کہ وہ اُسکو جواب بصیرت کے ساتھ دے
اور اپنی راے سے عمل نہ کرے اور یہ علم ہی جسکا حاصل کرنا وہان واجب ہی جہان
کوئی جاہل ہی اور بعض نے کہا علم توحید کی طلب فرض ہی کوئی کہتا ہی کہ طریقہ نظر
استدلال ہی اور کوئی کہتا ہی کہ وہ طریقہ نقل ہی اور بعضے صوفیہ نے کہا ہی جبکہ بندہ
علامت باطن اور حسن قبول و انقیاد کے ساتھ اسلام مین ہی اور اُسکے سینہ مین کوئی
شی راسخ نہین ہوئی تو وہ سالم ہی اور اگر اُسکے سینہ مین کوئی بات جم گئی یا کہ کوئی شی عقیدہ
ردو قدح مین وسوسہ ڈالتی ہی یا کسی شبہہ مین گرفتار ہی جسکے نا ہونیسے وہ امن نہین پاتا ہی
کہ اُسے کسی بدعت یا ضلالت کی طرف کھینچ لیجاے تو اُسپر واجب ہی کہ اشتباہ اور
استکشاف کرے اور اہل علم اور اُنکے لوگون کی طرف رجوع کرے جو اُسکو طریق صواب
سمجھاتے اور شیخ ابوطالب مکی رحمہ اللہ نے کہا وہ علم فرائض پنجگانہ ہی جن پر اسلام کی بنا
رکھی گئی اسواسطے کہ وہ سب مسلمانون پر فرض ہین اور جب انکا عمل فرض ہی تو اُسکے
عمل کا علم بھی فرض ہوگیا ہی اور ذکر کیا گیا ہی کہ علم توحید اُنمین داخل ہی

اس لیے کہ اسمین اول دو شہادت ہین اور اخلاص اسمین داخل ہی کیونکہ وہ اسلام
کی ضرورت سے ہی اور علم اخلاص صحت اسلام مین داخل ہی اور جب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے خبر دی کہ وہ ہر ایک مسلمان پر فرض ہی تو وہ اسکی مقتضی ہی کہ مسلمان اسکے
بغیر علم کے نہ رہے اور جسقدر اقوال کہ پہلے بیان ہو چکے اکثر انمین ایسے ہین کہ مسلمان
کو اسکے خیال مین وسعت ہی اسواسطے کہ وہ کبھی من کل الوجوہ علم خواطر اور علم حال
اور علم جلال کا نہین رکھتا اور علم یقین جو علماء آخرت سے حاصل ہوتا ہی جیسے کہ تو
دیکھتا ہی اور اکثر مسلمان ان چیزون سے لاعلم ہین اور اگر یہ سب چیزین ہم پر فرض
ہوتین تو البتہ اکثر خلق اس سے عاجز ہوتین مگر جسکو اللہ چاہے اور میرا میلان ان
اقوال مین شیخ ابو طالب کے قول کی طرف زیادہ ہی اور انکے قول کی طرف جنھنے
کہا ہی کہ پس علم بیع و شرا اور نکاح و طلاق کا واجب ہی جبکہ انمین پڑنا چاہے تو
پس سمجھے ایسے شہر کی علم اسکا مسلم پر فرض ہی اور اسی طرح وہ چیز جو شیخ ابو طالب
نے بیان کی اور میرے نزدیک اس مسئلہ مین تو یہ جامع علم فروض کی طلب کے لیے ہی
اور اسمین حاجت والا ہی پس کہتا ہون علم جسکی طلب ہر ایک مسلمان پر فرض ہی
وہ علم امر و نہی ہی اور امور وہ ہی جسکے کرنے پر ثواب اور اسکے ترک پر عذاب ہی
اور منہی و ممنوع جسکے کرنے پر عذاب اور اسکے ترک پر ثواب ہی اور یہ امورات و
منہیات بعضی وہ ہی ہین جو بندہ کو علم اسلام سے لازم ہین اور بعضے ایسے
ہین جنمین امر و نہی کو دخل اسوقت ہوتا ہی جب کوئی امر حادث ہو پس جو لازم امر ہی
اور اسکا لازم اسلام کے علم سے ہین اور جسکا علم ضرورت اسلام سے واجب ہی
اور جو وقت سے متجدد ہو اور امر و نہی اسمین داخل ہو تو اسکا علم اسکے تجدد کے

وقت فرض ہی کہ مسلمان مطلق اسکے جانے بغیر نہین رہ سکتا اور یہ تعریف ان سب
وجوہ سے زیادہ عام ہے جو اوپر گذرین اور اللہ بڑا جاننے والا ہی بعد اسکے مشائخ
صوفیہ اور علماء آخرت نے جو دنیا سے رغبت نہین رکھتے علم مفروض کی طلب مین
کوشش مین یہانتک چڑھائے کہ اُسکو شناخت کیا اور امر و نہی کو قائم کیا اور اِنہا
کام سے توفیق الٰہی عہدہ برآ ہوے پھر جب وہ آئین مستقیم اور مستقر ہوے پیروی
کرتے ہوے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جہان اُنکو اللہ تعالیٰ نے استقامت
کا حکم دیا ہی تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا پس مستقیم ہو جیسے تو مامور ہوا اور وہ شخص جسنے
تیرے ساتھ توبہ کی تو اللہ تعالیٰ نے اُنپر دروازے اُن علوم کے کھولدیے جنکا پہلے
ذکر ہوا بعضون نے کہا کون ہی جو اس خطاب استقامت کی طاقت رکھے مگر وہ شخص
جو مشاہدات قوی اور انوار ظاہرہ اور آثار صادقہ سے مدد دیے گئے ہین جنکو ہم عزم کی
ثابت قدمی ہی جیسا اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہی اور اگر ہم تجھے ثابت نرکھتے پھر حفاظت
کیا گیا مشاہدہ اور مشافہہ خطاب کے وقت مین اور وہ ثابت استوار ہوا قرب کے
مقام مین اور مخاطب ہی بساط انس پر محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور اُسکے بعد مخاطب قول اللہ
تعالیٰ کے ساتھ ہوا فاستقم کما امرت یعنی پس مستقیم ہو جیسے تو مامور ہی اور اگر نہ ہوتے
یہ مقدمات تو نہ پاتے طاقت استقامت کی جسکے ساتھ مامور ہوے اور ابو حفص سے
پوچھا گیا کونسا عمل افضل ہی کہا کہ استقامت ہو واسطے کہ حضرت نبی صلی اللہ علیہ و
سلم نے فرمایا ہی قائم اور مستقیم ہو حالانکہ اسکے گنا نہ سکوگے اور امام جعفر صادق
نے اس علم کی تفسیر مین فاستقم کما امرت کہا ہی کہ یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف صحت عزم
سے بنا زور فتنہ کے اور بعض صالحین نے خواب مین جناب رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم کو دیکھا کہا مین نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ سے روایت کیا گیا ہی کہ حضرت نے
آپ نے فرمایا ہی شیبتنی سورۃ ہود و اخواتہا یعنی سورہ ہود و اسکے اخوات نے
مجھے بوڑھا اور ضعیف کر دیا تو فرمایا ہان کیا پھر مین نے کہا کس چیز نے انمین سے آپکو
بوڑھا کر دیا آیا انبیا کے قصص ور امتون کی ہلاکت نے آپ نے فرمایا کہ نہین ولیکن
اسکے قول نے فاستقم کما امرت پس جسطرح کہ حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم بعد از فقدان
مشاہدات اس خطاب سے مخاطب ہوے اور حقائق استقامت کے ساتھ مطالب
کیے گئے اسی طرح علما ء آخرت جو دنیا سے بے رغبت ہین اور مشایخ صوفیہ جو مقرب ہین
اللہ تعالی نے انکو حصہ اور نصیب اسمین سے عطا کیا ہی پھر انپر الہام مطالبہ اسکا کیا کہ وہ بھی
حق استقامت کے لیے آمادہ او مستعد ہون اور استقامت کو بڑا مقصود اور اعلی مطلوب جانا
ابو علی جوزجانی نے کہا ہی کہ طالب استقامت ہو نہ طالب کرامت اسواسطے کہ ہر آئینہ تیرا
نفس طلب کرامت مین حرکت کر رہا ہی اور تجھ سے تیرا پروردگار استقامت چاہتا ہی اور یہ جو
اسنے بیان کیا بڑی اصل او بڑا گر اس باب مین ہی اور ایک راز ہی جسکی حقیقت سے
اکثر اہل سلوک وطلب نے غفلت کی ہی اور بات یہ ہی کہ مجتہد اور عابد لوگون نے
سنا ہی صالحین سلف کے سینہ کا حال اور جو انکو کرامات اور خوارق عادات سے عطا ہوا
تو ہمیشہ انکے نفوس کسی ایک نہ ایک چیز کی طرف انمین جھانکتے اور تاکتے ہین اور
چاہتے ہین کہ تھوڑا بہت انمین سے ہمین بھی نصیب ہو اور کیا عجب ہی کہ کوئی انمین سے
شکستہ خاطر رہ جاتا ہی تہمت اپنے نفس پر لگاتا ہو اگرچہ عمل مین سچا ہی اسلیے کوئی بات
انمین سے کشف نہین ہوئی اور جو اسکا سر انکو معلوم ہوتا تو انکے معاملہ مین آسانی ہو جاتی
تب وہ جان لیتا کہ حق سبحانہ وتعالی کبھی اسکا دروازہ بعضے سچے مجتہدون پر

مفتوح کرتا ہی اور اسمین حکمت یہ ہی کہ خوارق عادات و آثار قدرت سے جو وہ دیکھتا ہی
یقین کو ترقی ہوتی ہی تب اُسکا عزم دنیا مین زہد کرنے کا اور جذبات دنیوی سے
نکل جانے کا قوی ہو جاتا ہی اور کبھو اُسکے بعضے بندے ایسے ہوتے ہین کہ اُنکو مکاشفہ
صرف یقین سے ہوتا ہی اور پردے اُسکے دل کے اُٹھائے جاتے ہین اور جسکو فقط یقین
سے کشف ہو تو اُسکی بدولت وہ خوارق عادات کے مطالعہ سے بے نیاز ہوتا ہی اسلیے
کہ مراد اُس سے یقین کا حصول ہوتا ہی اور ہر آئینہ یقین کلی حاصل ہو گیا اور جسکو
صرف یقین نصیب ہو اسمین سے کسی شی کا کشف ہو تو ازدیاد یقین نہین ہوتا پس
حکمت مقتضی اسکی نہین ہی کہ اُسکے لیے خوارق عادات سے کشف قدرت ہو اسلیے
کہ یہ موقع استغنا کا ہی اور حکمت دوسرے کے لیے مقتضی اُسکے کشف کی ہی اسواسطے
کہ موقع اُسکی حاجت کا ہی تو یہ دوسرا شخص استعداد اور لیاقت مین اکمل و اتم اول شخص
سے ہی اس حیثیت سے کہ حاصل اُسکا یعنی یقین خالص اُسکو نصیب ہوا بدون اسکے کہ
قدرت کو معائنہ کرے اسواسطے کہ اسمین ایک آفت ہی وہ کیا کہ عجب ہی پس وہ اُسکے
سبب کسی چیز کے دیکھنے سے مستغنی ہو گیا اسواسطے طالب صادق کی راہ یہ ہی کہ مطالبہ
نفس استقامت سے کرے کہ وہ کل کرامت ہی پھر اگر اُسکی راہ مین کوئی شی اُسمین کی
آجاوے تو جائز ہی اور اچھی ہی اور جو نہ پیش آوے تو اُسکی کچھ پروا نہین کرتا اور
اس سے اُسکا کچھ نقصان نہین ہی اور نقص ہی تو یہی کہ حق استقامت وجہی مین خلل
اور فرق پڑے پس چاہیے کہ یہ مسئلہ اچھی طرح سمجھ لیا جائے اسواسطے کہ وہ طالبین کے لیے
بڑی اصل اور اعلی قاعدہ ہی تو علما و زہاد و مشایخ صوفیہ اور مقربین اس صورت سے
کہ واجب حق استقامت کے قیام سے مشرف اور مکرم ہوے تو وہ تمام علوم غیب

اُنکے ہوئے جنکا اشارہ متقدمین نے کیا ہے جیسا کہ ہم ذکر کر چکے ہیں اور اُنھوں نے زعم کیا ہے کہ وہ فرض ہے تو اُنہیں کا علم حال اور علم قیام اور علم خواطر ہے عنقریب علم اُنکا اور اُسکی تفصیلوں کو ایک باب خاص میں بیان کرینگے انشاءاللہ تعالیٰ اور علم یقین اور علم اخلاص اور علم نفس اور معرفت اُسکی اور اُسکے اخلاق کی اور نفس کا علم و معرفت علوم قومی میں سب سے بڑھکر عزیز اور بزرگ ہے اور مقربین صوفیہ کے طرق سے راست اور درست ترین آدمیوں میں وہی ہے جو اُن سب سے زیادہ راست اور درست تر معرفت نفس میں ہے اور علم معرفت اقسام دنیا اور وجوہ دقائق ہوے اور مخفی شہوات نفس اور حرص اُسکی اور علم ضرورت اور مطالبۂ نفس وقوف بر ضرورت قول اور فعل اور کپڑے پہننے اور اُتارنے میں کھانے میں اور سونے میں اور حقائق توبہ کی معرفت اور چھپے ہوئے گناہوں کا علم اور اُن سیئات کا علم جو ابرار کے حسنات ہیں اور نفس کا مطالبہ غیر مطلوب کی ترک سے اور باطن کا مطالبہ خطرات معصیت کے روکنے سے پھر فضول خطروں کے روکنے سے پھر علم مراقبہ اور علم اُن اشیا کا جو مراقبہ میں خلل ڈالے اور علم محاسبہ و رعایت اور علم حقائق التوکل اور متوکل کے اُسکے توکل میں اور مراقبہ میں جو چیزیں مانع اور مخل ہیں اور جو چیزیں کہ مانع اور مخل نہیں ہیں اور فرق اُس توکل میں کہ علم ایمان واجب ہیں اور اُس توکل خاص میں جو اہل عرفان کے ساتھ مختص ہے اور علم رضا اور مقام رضا کے منشا اور علم زہد اور اُسکی حد بندی اور لوازم ضرورت سے اُن باتوں سے جو اُسکی حقیقت کی قادح نہیں ہیں اور معرفت زہد فی الزہد اور زہد فی الزہد کے بعد معرفت مرتبہ الف کی اور علم انابت و التجا اور معرفت اوقات دعا اور سکوت عن الدعا اور علم محبت و تفاوت محبت عاشقین جسکی تفصیل انشاءاللہ

کی گئی اور محبت خاصہ اور پھر اُنکے ایک گروہ نے علماء الدنیا سے انکار کیا دعویٰ علماء
آخرت کا محبت خاصہ سے جسطرح کہ رضا سے اُنہوں نے انکار کیا ہی اور کہا وہ بجز صبر کے نہین ہی
اور محبت خاص کا تقسیم ہونا محبت ذات اور محبت صفات مین اور تفاوت محبت قلب
اور محبت روح اور محبت عقل اور محبت نفس مین اور فرق محب اور محبوب اور مرید و مراد
کے مقام مین پھر علوم مشاہدات جسطرح ہیبت اور انس اور قبض و بسط اور قبض اور
ہم اور بسط و نشاط مین فرق اور علم فنا و بقا اور تفاوت احوال فنا و استتار اور تجلی و جمع
و فرق و لوامع و طوالع اور بوادی اور صحو و سکر وغیر ذلک اگر وقت مین گنجایش
ہوتی تو انکو ہم بیان کرینگے اور انکو متعدد جلدون مین شرح و بسط سے لکھینگے ولیکن
عمر کوتاہ ہی اور وقت عزیز ہی اور اگر غفلت اسمین شریک نہوتی تو اس سے زیادہ وقت
تنگ ہوتا اور یہ مختصر تالیف علوم قوم صوفیہ کی متاع نیک کو محتوی ہی خدا سے کریم سے
ہمین امید ہی کہ اُس سے نفع حاصل ہو اور ہمارے فائدہ کے لیے حجت ہو نہ ہمارے
نقصان کے لیے اور یہ سب علوم ہین کہ اُنکے ماورا اور علوم ہین کہ اُنکے مقتضا پر عمل
کیا اور انہین کے ساتھ علماء آخرت زہاد و متقیان ہوئے اور علماء دنیا طلب پر حرام
ہوگئے ہین اور وہ علوم ذوقیہ ہین کہ اُنکی طرف نہین قریب ہی کہ نظر پہونچے مگر ذوق
اور وجدان سے جسطرح کہ حلاوت شکر کی کیفیت کا علم کہ وصف سے حاصل نہین ہوتا
تو صفت سے علماء نے اسے جانا اور شرف علم صوفیہ اور زہاد و علماء کا سبب انکا یہ ہی
کہ وہ اور سب علوم کی تحصیل محبت دنیا اور حقائق دنیا کے مثل زندگی کے ساتھ تو ستودہ
و خوشنود نہین ہی اور بسا اوقات محبت دنیا اُسکے حصول کی مدد و معاون ہو جاتی ہی اسواسطے
کہ نفوس پر اشتغال اُن علوم مین شاق ہی تو جاہ و رفعت کی محبت اُنکی سرشت مین

داخل کی گئی جبکہ ان مدارج کا حصول علم کے حصول سے سمجھ لیے تو زحمت کا تحمل اور
شب بیداری اور مسافری اور غربت اور اشکال لذت اور شہوات کا اپنے اوپر گوارا
اور قبول کیا اور اس قوم کے علوم دنیا کی محبت کے ساتھ نہیں حاصل ہوتے اور بلا تجردگی
ہو اُسکے انکشاف اُنکا نہیں ہوتا اور اُسکا درس بھی بجز مدرسۂ تقویٰ کے نہیں ہوتا
قال اللہ تعالیٰ واتقوا اللہ ویعلمکم اللہ یعنی اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور ڈرو تم اللہ تعالیٰ سے
اور اللہ تمکو تعلیم دیتا ہے علم کو میراث تقویٰ بنایا اور اس قوم کے علوم کے سوا آسمان
ہیں بلا شک اسکے تجربے سے پس علماء الآخرۃ کے علم کا فضل معلوم ہوا اس حیثیت سے
کہ اولو الالباب کے سوا دوسرے کے لیے نقاب نہیں کھولتا اور اولو الالباب وہ دانشمند
درحقیقت وہی لوگ ہیں جنہوں نے دنیا کی طرف رغبت نہیں کی بعض فقہا نے کہا ہے
جبکہ کوئی شخص اپنے مال کی وصیت اعقل الناس کے لیے کرے تو وہ مال زہاد
کے لیے خرچ کیا جائے اسواسطے وہ تمام خلق سے زیادہ عقل والے ہیں کہا ہے سہل
بن عبد اللہ تستری نے کہ عقل کے ہزار نام ہیں اور ہر ایک نام کے ہزار نام ہیں
اور ہر اسم کا اول ترک دنیا ہے ابو عبد اللہ محمد سے روایت ہے اور یہ اصحاب حاتم
سے ہیں کہا ایک دفعہ میں ابو عبد الرحمن حاتم اصم کے ساتھ شہر رے میں پہونچا
اور تین سو بیس آدمی اسکے ساتھ تھے جنکا ارادہ حج کا تھا اور سب کمل اوڑھے ہوئے
ہوئے تھے اُسکے پاس کھانا تھا اور نہ توشہ دان تھا تو ہم شہر رے میں ایک شخص
سوداگر کے یہاں اُترے جو متعبد درویش دوست تھا اور ہم شب کی رات اُسکے دعوت
کی جب صبح ہوئی تو حاتم سے کہا یا ابا عبد الرحمن آیا تجھے کسی چیز کی حاجت ہے کہ میں عیادت
کو اپنے ایک فقیہ کی جایا چاہتا ہوں کہ بیمار ہے اُسپر حاتم نے کہا اگر تمہارا فقیہ

بیمار ہو تو فقیہ کی بیمار پرسی ہمارے لیے فضل ہے اور فقیہ کی طرف نظر کرنا عبادت ہے پس
مین بھی تمھارے ساتھ چلتا ہون اور محمد بن مقاتل قاضی شہر رے علیل تھے پھر کہا کہ
ہم ابو عبد الرحمن کے ساتھ ہو گئے اور دروازہ پر پہونچے تو دیکھا ایک اونچا دروازہ
خوشنما ملا تو حاتم متفکر ہو کر رہا کہتا تھا کہ عالم کا دروازہ اس طرح کا بعد ازان اُن سب کے لیے
اجازت ہوئی تو سب گھر مین گئے تو دیکھا کہ ایک مکان پاکیزہ فرش بچھا ہوا اور نوکر
چاکر اور پردے پڑے ہوے اور خلقت جمع ہے پھر حاتم فکر مین ہو گئے بعد ازان اُس مجلس
کی طرف چلے جہان وہ قاضی علیل تھا دیکھیں تو نفیس فرش اُسمین بچھے تھے اور
اُنپر قاضی سو رہا تھا اور اُسکے سرھانے ایک لڑکا سبزہ آغاز ہاتھ مین اُسکے
چونری تھی پھر رازی تو بیٹھکر حال پوچھنے لگا اور حاتم کھڑا رہا کہ اسمین ابن مقاتل نے
اُسکی طرف اشارہ کیا کہ بیٹھ جاؤ وہ بولا کہ مین نہین بیٹھتا تو ابن مقاتل نے اُس سے
کہا کہ آیا تجھے کسی چیز کی حاجت ہے کہا ہان کہا وہ کیا ہے کہا ایک مسئلہ ہے جو تجھ سے پوچھنا
چاہتا ہون کہا اچھا پوچھ کہا تو اٹھ بیٹھ تاکہ مین تجھ سے وہ مسئلہ پوچھون تب آپ نے
نوکرون سے کہا تو انھون نے تکیہ لگا دیا اُسوقت حاتم نے اُس سے کہا کہ تیرا علم کہان
سے تو نے حاصل کیا کہا ثقات نے اُسکی حدیث مجھ سے کی ہے کہا کس سے کہا اصحاب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا اور اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کس سے
کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا اور رسول اللہ نے کہان سے لائے کہا جبرئیل
سے حاتم نے کہا پس وہ چیز جسکو اللہ سے جبرئیل لائے اور رسول اللہ تک پہونچایا
اور رسول اللہ نے اپنے صحابہ کو اور صحابہ نے ثقات کو اور ثقات نے تم تک
پہونچائی آیا تو نے سنا کسی کو جو اپنے گھر مین امیر ہو اور اُسکے نوکر چاکر بہت ہون

تو اسکا درجہ بھی اللہ تعالی کے نزدیک بہت ہو کہا نہین کہا پھر کس طرح تونے سُنا تو کہا
جس شخص نے دنیا کی طرف زہد کیا ہو اور آخرت مین رغبت کی ہو اور مساکین کو دوست
رکھا ہو اور آخرت کے لیے پہلے سے بھیجا ہو اُسکا مرتبہ اللہ تعالی کے نزدیک زیادہ ہی
حاتم نے کہا پھر تونے کسکی اقتدا اور پیروی کی آیا نبی علیہ السلام اور اُسکے صحابہ اور
صالحین کی یا کہ فرعون ونمرود کی جنھون نے پہلے پہل چونہ اور پختہ اینٹ کی عمارت بنوائی
اے علماء بد تم ایسون کو جاہل جو دنیا کا طالب اور اُسکا راغب ہو دیکھتے تو کہتے عالم اور یہ
حالت مین اس سے بدتر نہین ہون اور اُسکے پاس سے چلا گیا تو ابن مقاتل زیادہ بیمار ہو گیا
پھر اہل رے کو ابن ماجرے کی جو اُسکے اور ابن مقاتل کا تھا خبر پہونچی اُسپر سب لوگون
نے اس سے کہا یا ابا عبدالرحمن قزوین مین اس سے بڑی شان کا عالم ہے اور طنافسی
کی طرف اس سے ایما کیا کہا تو اُسکی طرف قصداً روانہ ہوا اور اُسکے پاس پہنچے تب
کہا اللہ تجھ پر رحم کرے مین ایک عجمی شخص ہون چاہتا ہون کہ تو مجھے سکھلا دے
جو دین کی سب سے پہلی چیز ہے اور میری نماز کی کنجی ہے مین کسطرح نماز کے لیے وضو کرون
کہا ہان بہت اچھا صاحبزادے اور برتن جسمین پانی تھا پھر وہ برتن لے آیا جسمین
پانی تھا پھر طنافسی بیٹھ گیا اور دھویا تین تین بار ہر عضو کو تب کہا اسطرح وضو کرو تو حاتم بیٹھا
اور تین تین بار دھویا یہان تک کہ وہ ہاتھون کے دھونے تک پہونچا تو چار دفعہ انکو
دھویا اسپر طنافسی نے اس سے کہا اے اسراف تونے کیا اسپر حاتم نے اس سے کہا کس
چیز مین کہا تونے اپنے دونون ہاتھ چار بار دھوئے حاتم نے کہا اے سبحان اللہ مین نے
ایک چلو پانی مین اسراف کیا اور آپ نے اس کل جمع مین اسراف نہین کیا تو طنافسی
سمجھ گیا کہ اس نے قصد اعتراض کا اس سے کیا اور اس سے سیکھنے کا ارادہ کیا

اور گھر مین گھس گیا اور چالیس دن تک لوگون سے ملاقات نہ کی پھر جب بغداد مین
پہونچا تو اہل بغداد اُسکے پاس آکر جمع ہوے اور اُس سے کہا یا ابا عبد الرحمن
تو ایک عجمی شخص گُند زبان ہی کوئی تجھسے کلام نہین کرتا مگر یہ کہ اُسکو قطع کر دیتا ہی
کہا مجھمین تین خصلتین ہین جنکی قوت سے مین اپنے خصم پر غالب آتا ہون لوگون
نے کہا وہ کیا ہین کہا جب میرا خصم فائز المرام ہو تو مین خوش ہوتا ہون اور
جب خطا کرے تو مین غمگین ہوتا ہون اور مین اپنے نفس کی حفاظت اس سے
کرتا ہون کہ اُسپر جہل اور سختی کرون یہ بات احمد بن حنبل تک پہونچی اور اُسکے
پاس آیا اور کہا سبحان اللہ کیا ہی عاقل ہی پھر اُسکے پاس آئے کہا یا ابا عبد الرحمن
دنیا سے سلامت کیا ہی حاتم نے کہا یا ابا عبد اللہ دنیا سے تو سلامت رہیگا جبتک
کہ تجھمین چار خصلت نہون کہا وہ کیا ہین یا ابا عبد الرحمن کہا جہالت جو قوم کرے
اُس سے تو درگذر کر اور اپنی جہالت کو اُنسے باز رکھ اور اُنکے لیے اپنی چیز خرچ کر اور
اُنکی چیزون سے تو مایوس ہو جسوقت یہ برتاؤ تیرا ہوگا تو سلامت رہیگا پھر مدینہ کو گیا
اللہ تعالی نے فرمایا ہی انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء یعنی بجز اُسکے نہین کہ اللہ سے
ڈرتے وہی بندہ ہین جو عالم ہین انما کے کلمہ کے ساتھ ذکر کیا تو علم کا انتفا اُن لوگون سے
ہوتا ہی جو اللہ سے نہین ڈرتے ہین مثل اسکے کہ جسوقت کہا انما یدخل الدار بغدادی
یعنی سوا اسکے نہین کہ گھر مین بغدادی داخل ہو تو بغدادی کے سوا دوسرے کسی کا
گھر مین آنا منتفی ہوتا ہی پس علماء آخرت کے لیے یہ بات واضح ہو گئی کہ مقامات
قرب اور مواقع عرفان کی راہ مسدود ہی مگر جبکہ زہد اور تقوی ہو ابو یزید نے کہا مین نے
ایک دن اپنے یارون سے کہا کہ کل شب کو مین صبح تک کوشش کرتا رہا کہ کہون لا الہ الا اللہ

مگر مین نے اُسپر قدرت نہ پائی پوچھا گیا کہ یہ کیونکر کہا مین نے اپنے لڑکپن مین ایک
کلمہ کہا تھا تو اب اُس کلمہ کی وحشت مجھپر آپہونچی اور مجھے اُس سے روک دیا اور مجھے
اُس شخص سے تعجب ہی جو اللہ تعالی کا ذکر کرتا ہی اور وہ کسی شے کے ساتھ اُسکی صفات
سے متصف ہی پس صفات تقوی اور کمال بے رغبتی دنیا سے بندہ علم مین راسخ ہوتا ہی
واسطی نے کہا علم مین راسخ وہ لوگ ہین جو اپنی ارواح سے غیب الغیب مین سر السر کے
اندر راسخ ہوگئے ہین پس پہچانا انھین جسنے انھین پہچانا اور دریاے علم مین فہم کے ساتھ
ڈوب گئے تاکہ ترقی حاصل کرین پھر انکے لیے خزاین جمع شدہ کھل گئے جو فہم سے ہر ایک
حرف کے نیچے کلام اور عجائب خطاب سے تھے پھر علم کے ساتھ گفتگو کی اور بعض صوفیہ
نے کہا کہ راسخ وہ شخص ہی جو خطاب کے محل مراد سے واقف ہوا اور کہا خراز نے کہ
یہ وہ لوگ ہین جو تمام علوم مین کامل ہین اور انکی معرفت حاصل کی اور تمام خلائق
کی ہمتون پر مطلع ہوے ہین اور یہ ابو سعید کا قول ہی جسکی یہ مراد نہین ہی کہ راسخ
فی العلم کے سزاوار یہ بات ہی کہ علوم کی جزئیات سے واقف ہو اور انھین کمال
رکھتا ہو اسواسطے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ راسخین فی العلم سے تھے اور
اس قول اللہ تعالی کے معنی مین توقف کیا وفاکھۃ وابا اور کہا اب کیا چیز ہی پھر کہا یہ
تجھپر تکلیف نہین ہی اور منقول ہی کہ یہ توقف اب کے معنی مین حضرت ابو بکر رضی اللہ
تعالی عنہ سے تھا اور اس سے صرف ابو سعید کی مراد وہی ہی جسکی تفسیر اسکے قبل کلام سے
آخر کلام کے ساتھ کی اور وہ یہ قول ہی اطلعوا علی ہمم الخلائق کلہم یعنی وہ آگاہ ہی ساری
خلق کی ہمتون پر اسواسطے کہ ہر آئینہ متقی نے اثبات تقوی کا و زاہد حق نے زہد کا
دنیا مین کر دیا اسکا باطن صاف اور اسکے قلب کا آئینہ روشن ہو گیا اور لوح محفوظ سے

اُسکو کچھ بھی قدر سامنا اور مجاہدات ہوگئی تو اُسنے صفائی باطن سے حصول و امہات
علوم کا ادراک کرلیا پس یہ وہ منتہا اقدام علما کا انکے باہم مین جانتا ہی اور ہر ایک کے
فائدہ کو سمجھتا ہی اور علوم جزئیہ تعلیم و مشق سے نفوس مین متجزی اور منقسم ہین اسواسطے
علم کلی انکا اس سے مستغنی نہین کرتا کہ جزئی مین رجوع کرے اُسکے اہل وہی ہین جو اُسکے
ظروف ہین پس ان لوگون کے نفوس جزئی سے بھر گئے اور اُسی مین مشغول ہوے اور
جزئی کے سبب وہ کلی سے منقطع اور علیحدہ ہوگئے اور علماء زاہدین کے نفوس نے
بعد اسکے کہ ضروری چیزین انہین کی جو اصل دین مین ہین اور دنیا و اُسکی تفرع سے ہٹ کر
اللہ تعالی کی طرف رُخ کیا اور اشیاء سے اُسکی طرف جھک گئے اور ارواح انکی قرب
الٰہی کے مقام سے واصل ہوگئی تب انکی ارواح نے انکے قلوب پر انوار پہونچائے جسکے
سبب سے وہ مستعد اور مہیا ادراک علوم کے لیے تھے پس انکی ارواح نے عالم ازلی
کی توجہ کے سبب ادراک علوم کی حد سے ترقی کی اور ایسے وجود سے مجرد اور منفرد
ہوگئین جو ظرفیت علم کے لیے صلاحیت رکھتا تھا اور انکے قلوب اس وجہ کی نسبت
سے جو نفوس سے ساتھ رکھتے ہین ظروف وجودی ہوگئے جو وجود علم کے مناسب
نسبت وجودیہ سے تھے تو وہ علوم سے اور علوم اُنسے باہم مل جل گئے اس سبب
سے کہ انفصال علوم کا اُنسے بوجہ اتصال لوح محفوظ کے ہوگیا اور انفصال سے
مراد صرف یہ ہی کہ انتقاش انکا لوح محفوظ مین ہی دوسرے مین نہین اور انفصال قلوب
کا ارواح کے مقام سے اسواسطے ہی کہ قلوب متجذب نفوس کی طرف ہوتے ہین تو ان
دونون منفصل یعنی علوم اور قلوب مین ایک نسبت اشتراکی ہی جو باعث تالف اور
امتزاج کے ہی تو علوم اسواسطے حاصل ہوگئے اور عالم ربانی راسخ فی العلم ہوگیا

اللہ تعالی نے بعض کتابون مین جو نازل کی گئین وحی کی کہ اے بنی اسرائیل مت کہو
کہ علم آسمان مین ہی کون اُسے اُتارے اور نہ یہ کہو کہ زمین کے اطراف اور کنارون مین ہی
کون اُسے چڑھائے اور نہ دریاؤن کے اُس پار ہے کون دریا اُتر کر جائے کہ اُسکو لے آئے
علم تمھارے قلوب مین رکھا گیا ہی فرشتون کے آداب سے میرے سامنے ادب
کرو اور صدیقین کے اخلاق سے میرے ساتھ پیش آؤ علم کو تمھارے قلوب سے
اُسپر اونگا حتی کہ تمکو چھپالے گا اور دبالے گا پس فرشتون کے آداب سے مودب ہونا
نفس کو اُسکی طبعی امور کی خواہشون سے باز رکھنا ہی اور صریح علم سے اُنکا جڑ سے
اُکھیڑ ڈالنا خواہ کسی قول سے ہو یا کسی فعل مین ہو اور یہ اُنھی کے لیے صحیح اور درست ہی
جنھے جانا اور قرب حاصل کیا اور حضوری کا رستہ حق سبحانہ تعالی کے سامنے پایا تب
وہ حق کے واسطے حق کے ساتھ محفوظ ہوتا ہی حسان بن عطیہ سے روایت ہی کہا مجھے
خبر پہنچی کہ شداد بن اوس رضی اللہ عنہ ایک منزل مین اُترے اور کہا دسترخوان
ہمارے سامنے لاؤ تاکہ اُسکے ساتھ بازی کرین یہ بات اُن سے مکروہ سمجھی گئی تو
کہا جب سے مسلمان ہوا ہون کوئی کلمہ میری زبان سے کلام مین نہین نکلا مگر یہ
کہ مہار اسکی مین نے لگائی پھر دوسری لگام دیتا ہون تم اُسکے سبب میرے اوپر
غصہ نہو یہ اسی کی مثال فرشتون کے آداب سے ادب حاصل کرنا ہی انجیل مین
لکھا ہوا ہی جو چیز تم نہ جانتے ہو اُسکا علم طلب کرو جب تلک کہ تم اُسپر عمل نکرلو جو تم
جان چکے ہو اور بیشک ایک حدیث مین جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
وارد ہوا ہی کہ شیطان اکثر علم کے ساتھ تمپر سبقت لے گیا ہی ہم نے کہا
یا رسول اللہ کسطرح علم سے ہمارے اوپر وہ سبقت لے گیا فرمایا کہ وہ کہتا ہی علم طلب کر

اور عمل ہنکر جب تک کہ علم تو نہ پڑھے اسواسطے ہمیشہ بندہ علم ہی پڑھتا ہی اور عمل کو ٹالتا ہی یہان تک کہ مر جاتے اور عمل نہ کیا اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا ہی علم کثرت روایت سے نہین ہوتا علم خوف ہی ہی اور حسن نے کہا ہی کہ ہر آئینہ اللہ تعالے ذی علم و روایت کی پروا نہین کرتا اگر پروا کرتا ہی تو صاحب علم و درایت کی کرتا ہی تو علوم وراثت علم وراثت سے نکلے ہوے ہین اور علوم وراثت خالص دودھ کی مثال ہین جو پینے والون کے حلق سے باسانی اُترتا ہی اور علوم وراثت کی مثال مسکہ ہی جو اُس سے نکلتا ہی اگر دودھ نہ ہو تو مسکہ بھی نہ ہو مگر مسکہ دُہنیت و چکنائی ہی جو دودھ سے مقصود ہی اور مائیت اور پانی پن دودھ مین ایک جسم ہی جسکے ساتھ روح دُہنیت قائم ہی اور مائیت کے ساتھ قوام ہی اللہ تعالی نے فرمایا اور پانی سے ہم نے ہر ایک شی زندہ کی اور فرمایا بھلا وہ شخص مردہ تھا پھر اُسکو ہم نے زندہ کیا یعنی کفر کے سبب مردہ تھا پس اسلام سے اُسکو زندہ کیا تو اسلام سے زندہ کرنا وہی قوام اول اور اصل اول ہی اور اسلام کے لیے بہت علم ہین و مبانی اسلام کے علوم ہین اور اسلام بعد ایمان ہی کہ صرف تصدیق کی نظر سے ہی و لیکن ایمان کے لیے بعد ازان کہ اسلام کے ساتھ متحقق ہو بہت فروع ہین اور وہ مراتب ہین جیسے علم الیقین اور عین الیقین اور حق الیقین کہ وہ ہر آئینہ کبھو توحید اور معرفت اور مشاہدہ کے لیے مستعمل ہوتے ہین اور ایمان کے لیے ہر ایک فرع ہین اُسکے فروع سے بہت علم ہین تو علوم اسلام علوم اللسان ہین اور علوم الایمان علوم القلوب ہین پھر علم قلوب کے لیے وصف خاص اور وصف عام ہی پھر وصف عام علم الیقین ہی اور اُسکی طرف کبھو بحث اور استدلال سے وصول اور ملاپ ہوتا ہی اور اسمین علماء دنیا علماء آخرت کے ساتھ شریک ہوتے ہین اور ایک وصف

خاص ایمان ہی جس سے علماء آخرت مخصوص ہین اور وہ سکینہ اور ایک آرام کی چیز ہی جو مومنین
کے قلوب مین نازل کی گئی ہی تاکہ وہ اپنے ایمانون پر اور بھی ایمان زیادہ کرین پس ایمان
تمام مراتب کو اسم ایمان مشتمل اپنے وصف خاص سے ہی اور اپنے وصف عام سے
مشتمل ہین ہی تو بنظر وصف عام یقین اور اسکے مراتب علم ایمان سے ہین اور بنظر
وصف عام کے یقین زیادہ علی الایمان ہی اور مشاہدہ وصف خاص یقین مین ہی
اور وہ عین الیقین ہی اور یقین ایقین مین وصف خاص ہی اور وہ حق الیقین ہی
پس حق الیقین بوقت مشاہدہ سے بڑھکر ہی اور حق الیقین کا موطن دار مستقر آخرت
مین ہی اور دنیا مین اُس سے ایک لمحہ کا لمعہ اپنے اہل کے لیے ہی اور وہ اُن تمام
چیزون سے اعلیٰ اور افضل ہی جو انسانی علم یا ایسے ہین اسواسطے کہ وہ وجدان
تو علم صوفیہ اور زیادتی علم کی نسبت اُن علماء دنیا کے علم کی طرف جو نظر اور استدلال
کے طریقہ سے درجہ یقین کو پہونچے ہین اُس چیز کی نسبت کی مثال ہی جسکا ذکر ہم نے
علم وراثت اور دراست کیا ہی انکا علم دودھ کی مثال ہی اسواسطے کہ وہ یقین اور
ایمان ہی جو کہ مخبر بنیاد ہی اور علم صوفیہ باللہ تعالیٰ کا مقامات منشاء سے ہی اور عین الیقین
اور حق الیقین مسکہ کے مانند ہی جو دودھ سے نکالا ہوا ہی پس انسان کی فضیلت
علم کی فضیلت سے ہی اور اعمال کی زراعت اور مقدار اُسی قدر ہی کہ جتنا حصہ علم کا
حاصل ہوا ہو اور بیشک حدیث مین وارد ہوا ہی عالم کو ترجیح عابد پر ایسی ہے
کہ جیسے میری امت پر ہی اور اس علم مین اشارت علم بیع وشرا وطلاق
وعتاق کی طرف نہین ہی اور جو اشارہ ہی وہ علم باللہ تعالیٰ اور قوت یقین کی طرف
ہی اور کبھی وہ عالم باللہ ہوتا ہی صاحب یقین کامل اور حال آنکہ اُس کے پاس

فرض کفایات کا علم نہیں ہی اور بہرآئینہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علماء تابعین سے بہت بڑھکر عالم حقایق یقین اور دقائق معرفت کے تھے اور تحقیق علماء تابعین انمین ایسے تھے جو علم فتوی اور احکام کے اندر انمین سے بعض کی نسبت بڑی استوار اور مستقیم تھی روایت ہی کہ حضرت عبد اللہ بن عمر سے کسی چیز کا مسئلہ پوچھا جاتا تو فرماتے کہ سعید بن المسیب سے پوچھو اور حضرت عبد اللہ بن عباس فرماتے کہ جابر بن عبد اللہ سے پوچھو اگر اہل بصرہ اُسکے فتوی پر اُتریں تو اُسکے لیے وسعت او گنجایش ہی اور حضرت انس بن مالک فرماتے کہ مولانا حسن سے دریافت کرو اسواسطے کہ بہرآئینہ اُسے یاد رکہا اور ہم بھول گئے تو اُن صحابہ کا حال یہ تھا کہ علم فتوی اور احکام مین تابعین کی طرف لوگون کو پھیر دیتے تھے اور ان تابعین کو حقایق یقین اور دقائق سکھلاتے تھے اور یہ بات اسواسطے تھی کہ صحابہ اس معاملہ مین زیادہ استوار تابعین سے تھے کہ وحی منزل کی طرف اُنکو پہونچی تھی اور کثرت وفور علم مجمل و مفصل نے اُنکو مستغرق کردیا تھا تو اُن سے ایک گروہ نے مجمل او مفصل کو حاصل کیا اور ایک گروہ نے مفصل بدون مجمل کے سیکھا اور حال یہ ہی کہ مجمل اصل علم ہی اور اُسکا مفصل طہارت قلوب اور قوت اصلی سے الگ کمال استعداد اکتساب کیا گیا او خواص کے ساتھ مختص ہی

اللہ تعالی نے فرمایا ہی اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ادع الی سبیل ربک بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ وجادلہم بالتی ہی احسن یعنی بُلا اپنے پروردگار کی راہ پر حکمت اور اچھی نصیحت کے ساتھ اور اُنکو الزام دے ایسی چیز سے جو نیک ہو اور فرمایا قل ہذہ سبیلی ادعوا الی اللہ علی بصیرۃ یعنی تو کہہ کہ یہ راستہ میرا ہی مین اللہ تعالی کی طرف بصیرت سے بُلاتا ہون تو ان سبیلون کے سالک اور ان دعوتون کے قلوب قابل ہین قرب حقیقی

انمین سے نفوس سرکش اور لاجنب ہین کہ اپنی طبیعت اور جبلت کی گرفتگی پر قائم ہین
تو انکو تخویف کی آتش اور وعظ اور تربیت سے ملائم کیا اور بعضے نفوس پاک صاف
ہین جو پاک مٹی سے بنے ہوے ہین اور قلوب سے زیادہ پاک ہوتے ہین ہین تو جو
شخص کہ اسکا نفس مددگار نہین جان اُسکی قلب کا ہے اُسکو وعظ سے بلاتا ہے اور
جو شخص کہ اُسکا قلب مددگار اسکے نفس کا ہو اُسی حکمت کے ساتھ طلب کرتا ہے تو
جو دعوت وعظ و پند سے تھی ابرار نے اُسے جنھون قبول کیا اور وہ دعوۃ بہشت و دوزخ سے
ہے اور دعوت جو حکمت سے ہے اُسکی اجابت مقربین نے کی اور وہ دعوت ہے عطاء قرب
اور صفائی معرفت اور اشارہ توحید کی تصریح اور اظہار سے ہے پھر جبکہ انھون نے اوسکے
حقائق اور تعریفات ربانی کو پایا تو اپنی ارواح اور قلوب اور نفوس کے ساتھ اجابت
کی تو متابعت اقوال کی ہوگئی انکی اجابت نفس کی اور متابعت اعمال اُنکی
اجابت قلب سے اور مصاحبہ احوال ہو گیا انکی اجابت روح سے ہو گئی تو اجابت
صوفیہ کی بالکل ہے اور اجابت غیر صوفیہ کی بالبعض ہے دیکھا عمر رضی اللہ عنہ نے
کہ اللہ صہیب پر رحم فرمائے اگر اللہ سے خوف نہ کرتا اسکی معصیت نکرتا یعنی اگر اسکے پاس
کتاب ایمان کی آتش دوزخ سے ہوتی تو صرف معرفت امر الٰہی کی عظمت اسکو
باز رکھتی کہ وہ بھی حق عبودیت کی ادا پر قیام کرے اسوجہ سے کہ حق عظمت
اُسنے پہچانا تو اجابت صوفیہ دوستی کے لیے اجابت محبانہ محبوب کے لیے لذت و ولہ
بے تکلفی کی راہ سے ہے اور غیر صوفیہ نے رحمت اور مجاہدہ سے ہو یہ اجابت ایسی ہے
کہ اسکا اثر چھپا کہ استقامت و عبودیت کے حقائق سے قیام ہو گیا ہے ان اور ساتھون
مین ظاہر ہوتا ہے قال اللہ تعالیٰ فاما من اعطی واتقی وصدق بالحسنی فسنیسرہ

للیسریٰ یعنی اللہ تعالیٰ نے فرمایا سو جسنے دیا اور خوف کیا اور نیک بات کو سچ جانا تو قریب ہی کہ ہم اسکو آسانی میں پہونچا دینگے بعضے صوفیہ کہتے ہیں کہ دارین کو دے دیا اور کسی چیز کو نہ دیکھا اور بے فائدہ اور گناہوں سے پرہیز کیا اور صدق بالحسنیٰ کے معنی ہیں طلب قرب پروردگار اور مظاہرہ ہے اور یہ آیت کہتے ہیں کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی اور اس آیت میں دو معنی وجہ ظاہر ہوتی ہے عطی اعمال بہ حسن نیت کے ساتھ عطا کیا اور وسواس شیطانی اور ہواجس نفسانی سے پرہیز کیا اور سچا صدق بالحسنیٰ یعنی باطن کی ملازمت موارد شہود اسے کہ تصفیہ کے تھا تو حضرت نوت وجود سے کی فسنیسرہ للیسریٰ ہم اُسپر سہولت کے دروازے عمل و عیش اور انس میں کھولتے ہیں اور جسنے اعمال سے بخل کیا واستغنیٰ ہو گیا احوال سے وکذب بالحسنیٰ اور نیک بات کو جھٹلایا یعنی ملکوت میں اپنی بصیرت کے نفوذ سے گرد پہونچا تھا فسنیسرہ للعسریٰ اسپر ہم آسانی کا دروازہ اعمال میں بند کر دیتے ہیں اور سستی کا باب اسپر کھول دیتے ہیں پھر جب صوفیہ کے نفوس اور قلوب اور ارواح نے ظاہراً اور باطناً دعوت قبول کی تو اُنکا حصہ علم میں سب سے زیادہ اور معرفت میں اکمل ہوا تو اُنکے اعمال پاکیزہ اور افضل ہوئے معاذ کے پاس ایک شخص آیا کہا مجھے دو شخصوں سے خبر دے کہ ایک تو اُن میں سے عبادت کے اندر مجتہد کثیر العمل کم گناہ ہے مگر یہ کہ وہ ضعیف الیقین ہے سو اکثر اُسکو شک لاحق ہوتے ہیں معاذ نے کہا جو ایسا ہو تو اُسکے عمل کو باطل اسکا شک کرتا ہے کہا تو ایک شخص کم عمل کی خبر دے الا وہ قوی الیقین ہے اور وہ اس حالت میں بس گنہگار ہے تو معاذ ساکت ہوا تو اُس شخص نے کہا واللہ اگر پہلے آدمی کا شک اسکے نیک اعمال کو باطل کرتا ہے تو ضرور اسکا یقین اُسکی کل گناہوں

کو ضائع کرے گا تو معاذ نے اسکا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا میں نے ایسا کوئی شخص نہیں دیکھا جو
اس سے بڑھکر فقیہ ہو اور لقمان کی وصیت میں ہے جو اُسنے اپنے بیٹے کو کی تھی اے فرزند
عمل کی استطاعت یقین ہی کے ساتھ ہوتی ہے اور آدمی نہیں عمل کرتا ہے مگر اسی قدر
کہ اسکا یقین ہے اور عامل اسکا قصر نہیں کرتا جب تک کہ قصر اسکے یقین میں نہ ہو
علم سے افضل ہے اسواسطے کہ اُسنے ارادہ عمل کا کیا اور وہ نہ تھا کہ عمل کا ارادہ کرتا تھا کہ اسنے
ارادہ عبودیت کا کیا اور ارادہ عبودیت کا نہیں کرتا تھا اور تھا کہ ارادہ کیا تھا قیام حق
ربوبیت کے ساتھ اور کمال اتباع کا یقین پس علماء باللہ تعالیٰ کے ساتھ جو سب صوفیہ
اور علماء زاہد کے ہیں تو اس سے فضل انکا اور انکے علم کا ظاہر ہو گیا اب میں اسکے
میں ایک مسئلہ کی صورت بیان کرتا ہوں جس سے وہ فضل عالم زاہد عارف کے جو بزرگ
اپنی صفات نفس سے غیر پر ظاہر ہو جائے ایک عالم کسی مجلس میں آیا اور بیٹھا اور
اسنے اپنے لیے ایک شخص سے کی جگہ [illegible] اپنے عمل و علم کے
اپنے مقام میں بیٹھتا تھا تو کسی کی پھر ایک دوسرا شخص اسکے پیچھے سے آیا اور
اس سے اونچی جگہ بیٹھا جب وہ عالم ہوا تھا اور دیکھا کہ دنیا اسکی آنکھوں میں
تیرہ و تار ہو گئی اگر اس سے ممکن ہوتا تو اس شخص پر حملہ کرتا پس یہ عالم جسکا
جو اسکے لائق ہو اور ایک مرض تھا جس سے ظاہر ہوا اور وہ یہ نہیں جانتا تھا کہ
ایک مرض پوشیدہ ہے اور وہ اس کا علاج ہے اور اس مرض کی پیدائش اسکے اصل میں علم
نہیں رکھتا اور اگر وہ جانتا کہ یہ نفس ہے جو آیا اور اپنی جہالت کے ساتھ ظاہر ہوا
اور جہل اسکا اسکے کبر کی وجہ سے اور کبر اسکا اپنے نفس کو اپنے غیر سے بہتر سمجھنے کے
باعث ہے تو اُسکا علاج بیان کیا گیا وہ بہت [illegible] اپنے غیر سے ہے اور اسکا قوت سے

فعل میں لانا ظاہر ہو تو جب وہ متنبہ ہوا تو اسکے فعل سے ظاہر ہو گیا پس صوفی عالم زاہد
اپنے نفس کو کسی چیز کے ساتھ سوا انکے تمیز نہیں کرتا اور نہ وہ اپنے نفس کو دیکھتا اور
مقام تمیز میں کہ کوئی چیز اسکو مجلس مخصوص کے ساتھ تمیز کرے اور اگر فرض اسکے لیے
کیا جائے کہ اس قسم کے واقعے سے آزمائش کی جائے اور دوسرے شخص کے تقدم و
ترفع سے افسردہ ہوتا ہے نفس اور اسکے ظہور کو دیکھے اور اس بات کو کہ یہ مرض ہے اور
پھر اپنا اس معاملہ میں دخیل ہونا نفس کی طرف شناخت کی اور اسکی افسردگی تو
جو اسکے حال کا گناہ ہو جاتا تو فوراً اپنے مرض کو اللہ تعالیٰ کی طرف پیش کرتا اور اپنے
نفس کے ظہور کی شکایت اسکی طرف کرتا اور خوب توجہ عمل میں لاتا اور ظہور نفس کی قطع
نسل کر دیتا اور قلب کو اللہ تعالیٰ کی طرف پیش کرتا اس حال سے کہ وہ استغاثہ نفس سے
کرے تب مجکا اشتغال مرض سے دیکھنے اور علاج کے طلب کرنے کا اسے چھوڑ دیتا
اس ولیمے کو وہ شخص اوپر اس سے دوچار ہو گیا اور بسا اوقات اس شخص کے ساتھ
جو اس سے دو چار ہو گیا تواضع اور انکسار کے ساتھ پیش آتا اور کھاتا رہتا ہو تو وہ
کھاتا اور وہ اپنے مرض لاحق کا رحمت ہے اب اس سے فرق ظاہر دو شخصوں میں ہو گیا
اور جب کہ اعتبار کرنے والا اعتبار کرے اور اپنے نفس کے حال کو تلاش کرے
اس مقام پر تو اپنے نفس کو اور تمام خلق اور طالب مقاصد دنیا کے مثال دیکھے گا
پھر کون فرق ہے ان میں اور اسکے غیر میں ہو ان لوگوں سے جسکو علم نہیں ہے اور اگر ہم
زیادہ مسائل کی صورتیں بیان کرتے کہ جس سے زاہدین کی فضیلت اور
راغبین کا نقص کھل جاتا بیشک وہ موجب ملال ہوتا اور یہ جو ہے علوم صوفیہ
سے جو ہیں انکے علوم نقلیہ اور مواد فہم کا طرف کیا گمان کرے اللہ توفیق دے

چوتھا باب حال صوفیہ اور اُن کے اختلاف کے بیان مین ہے

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے میرے فرزند اگر تو صبح اور شام ایسی کر سکے کہ تیرے قلب مین کسی کی طرف سے کینہ اور بدخواہی نہو تو کر بعد اسکے فرمایا اے میرے فرزند اور یہ میری سنت ہے اور جسنے میری سنت کو جلایا اسنے مجھے جلایا اور جسنے مجھے جلایا وہ میرے ساتھ بہشت مین ہوگا اور یہ بڑا شرف اور کمال فضل ہے جسکی خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسکے حق مین دی ہے جسنے اُسکی سنت کو جلایا تو یہ صوفیہ وہی لوگ ہین جنھون نے اس سنت کو جلایا اور سینون کے کینہ اور بدخواہی سے صفائی اُنکے کام کی بنائی بلند ہے اور اس سے جوہر اُنکا ظاہر ہوگیا اور فضیلت اُنکی کھل گئی اور وجہ اسکی کہ وہ اس سنت کی احیا پر قادر ہوے اور اسکے حق وہ جسکے ساتھ مستعد ہو گئے صرف یہی ہے کہ اُنھون نے دنیا مین زہد کیا اور دنیا کو دنیا دارون اور اسکے طالبون پر چھوڑ دیا اسواسطے کہ کینہ اور نفاق کا اُٹھان دنیا کے اور اہل دنیا کے نزدیک رفعت اور منزلت کی محبت ہے اور صوفیہ نے اس بارہ مین بالکل بے پروائی اور بے رغبتی کی ہے جیسا کہ بعض صوفیہ نے کہا ہے کہ ہمارا یہ طریق انھین قومون کے لائق ہے جنھون نے اپنی ارواحون کے گھورون کو صاف اور پاک کیا ہے جبکہ اُنکے دلون سے دنیا کی محبت اور رفعت کی چاہت جاتی رہی تو اُنھون نے صبح کی اور شام کی ایسی کہ اُنکے دلون مین کسی کی طرف سے میل اور کینہ تھا نہیں جو قول کہنے والے کا ہے کہ اپنی ارواحون کو گھورون سے پاک صاف کیا اُس سے اشارہ نہایت تواضع کی طرف ہے

اور اسکی طرف کہ وہ اپنے نفس کو ایسا نہین دیکھتا کہ کسی مسلمان پر اسکو اپنے نزدیک
اُسپ کو حقیر جاننے کے سبب ترجیح دے اور ممتاز کرے اور اس حالت مین بغض
اور کینہ کا استدباب ہوجاتا ہی اور یہ حکایت شہرت پا گئی تو بعض فقرا نے ہمارے
اصحاب سے کہا کہ مجھے سمجھ پڑا کہ اسکے معنی اپنی ارواحون سے اُنھون نے گھوڑون کو
پاک صاف کیا یہ ہین کہ گھوڑون کے ساتھ اشارہ نفوس کی طرف ہی سو اسواسطے کہ
وہ گھوڑے کے بشال ہر ایک عفونت اور نجاست کی جگہہ ہی اور نور روح سے جو
اسکے ساتھ ملنے والا ہی پاک اور صاف کردیا اسواسطے کہ ارواح صوفیہ مقامات
قرب مین ہین اور نفوس مین اسکا نور سرایت کرتا ہی اور نور روح کے ملنے سے نفس
پاک اور طاہر ہوتا ہی اور جتنی خراب چیزین بغض اور کینہ اور حبث اور حسد اسمین
ہین سب اس سے زائل ہوجاتے ہین تو گویا وہ نور روح سے پاک صاف ہوتا ہی
اور یہ معنی صحیح ہین اگرچہ قائل نے اپنے قول سے اسکا ارادہ نہ کیا ہو اللہ تعالی
نے بہشتیون کی صفت مین فرمایا ہی ونزعنا ما فی صدورہم من غل اخوانا علے
سرر متقابلین یعنے نکال لیا ہم نے جو اُن کے سینون مین کینہ تھا بھائی بنا کر جو
تختون پر آمنے سامنے بیٹھے ہوے ہین ابو حفص نے کہا جو قلوب اللہ تعالے
کے مالوف اور جو اسکی محبت پر متفق اور اسکی مودت پر مجتمع اور اسکے ذکر سے مانوس
ہوگئے اُنمین کینہ اور حسد کسطرح باقی رہ سکتا ہی بہر نہ یہ قلوب ہوا جس نفسانی
اور ظلمات طبعی سے پاک صاف ہین بلکہ توفیق کے نور سے سرمہ آلودہ ہوگئے
تو وہ سب بھائی بن گئے پس خلق اُنکے حجاب صفات نفوس سے قول
اور فعل اور حال سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ملاتے رہنے سے

ہیں پھر جب انکی نفوس کی صفات بدل گئیں اور حجاب اٹھ گیا اور ارادت صحیح ہو گئے
اور پھر ایک چیز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے موافقت ہوئی اور اس
صورت میں محبت اللہ تعالے کی واجب ہو گئی اللہ تعالی نے فرمایا ہے کہو اگر تم
اللہ تعالی کو دوست رکھتے ہو تو میری متابعت کرو اللہ تعالی تمھیں دوست رکھیگا
جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت کو نشانی بندہ کی محبت کی اپنے رب
کے واسطے بتایا ہے اور بندہ کی جزا کہ وہ خوب پیروی رسول علیہ السلام کی کرے یہ
رکھی کہ اللہ تعالی اُسے دوست رکھے گا تو متابعت رسول علیہ السلام کا جو شخص زیادہ
حصہ دار ہوگا وہی اللہ تعالی کی محبت کا زیادہ حصہ پانے والا ہے اور اسلام کے
گروہوں میں سے صوفیہ حسن متابعت میں کامیاب ہوئے اسواسطے کہ ان حضرات
نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال کی اتباع کی اور جس جس کام کا
حکم آپ نے انکو دیا اُسپر قایم اور ثابت قدم ہوئے اور جس جس چیز سے آپ نے
انکو روکا اُس سے مجتنب رہے اللہ تعالی نے فرمایا ہے اور جو کچھ رسول مقبول
تمہارے پاس لایا اُسکو لو اور قبول کرو اور جن چیزوں سے تمہیں روکا اُس سے
باز رہو بعد اسکے اپنے افعال میں انھوں نے آپکی پیروی و متابعت کی جد و جہد
عبادت اور تہجد اور نوافل میں روزہ اور نماز سے اور جو اسکے سوا ہے اور انکو برکت
اتباع کی روشنی اور نصیب ہوئی اقوال اور افعال میں اور اسکے اخلاق کے ساتھ
متخلق ہوئے یعنی حیا سے اور حلم سے اور صفح اور عفو سے اور رافت اور شفقت اور
مدارات اور نصیحت اور تواضع سے اور اسکے احوال سے ایک حصہ خوف اور سکینہ اور
ہیبت اور تعظیم و رضا و صبر و زہد اور توکل سے انہیں ملا تو متابعت کے تمام

اقسام کو پورا حاصل کیا اور اُسکی نسبت سنت سنیہ کو تمام درجہ کے ساتھ زندہ کیا عبدالواحد
بن زید سے سوال کیا گیا کہ آپ کے نزدیک صوفیہ کون ہیں فرمایا جو لوگ اپنے عقول سے
فہم سنت پر قائم ہیں اور اپنے دلوں سے اُسکی طرف متوجہ ہیں اور اپنے سردار پیشوا کے
ساتھ معتصم اپنے شر نفوس سے ہیں وہ لوگ صوفیہ ہیں اور یہ پورا پورا وصف ہے جسکے
ساتھ اُنکی تعریف کی ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مولا مالک کی طرف
دائم الافتقار تھے یہاں تک کہ آپ فرماتے میرے نفس کی طرف مجھے ایک پلک
مارنے کے برابر مت حوالہ کر اور میری حراست کر جیسے کہ بچے کی کرتے ہیں اور جن
چیزوں میں صوفیہ کامیاب متابعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوئے اشرف
اور اعلیٰ اُنہیں کا یہ وصف ہے اور وہ ہمیشہ کا افتقار ہے اور التجا ہے اور اس وصف
سے صدق افتقار کے ساتھ ایک متحقق و متصف نہیں ہوتا مگر وہ بندہ خود آسکا باطن
صفائے معرفت سے صاحب کشف ہو اور سینہ اُسکا نور یقین سے روشن ہو گیا اور دل
اُسکا ایسا قریب جا پہونچا اور جسم اُسکا ہم کلامی کی لذت سے خلوت نشین ہو گیا
پھر ان تمام چیزوں میں اُسکا نفس عقلی اسپر سلطانی ہو گیا اور با اینہمہ اسکو ہر ایک قدم و
آفت کا کھٹکا رہتا ہے اور وہ مثل آتش ہے کہ اگر ایک تنکا اُسکا باقی رہ جائے ایک عالم
کو جلا دے اور وہ سیماب ہی جلد پلٹنے والا اور بدلنے والا پیچ و تاب کھانے میں شتاب زدہ
کمال ہے تو حق سبحانہ تعالیٰ نے اپنے کمال لطف سے صوفی کو پہونچا دیا اور کسی قدر
انکشاف اُسکا کرا دیا اس قسم کا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے فرمایا
اسواسطے صوفی ہمیشہ اپنے مولا کی طرف اُسکے شر سے استغاثہ کیا کرتا ہے اور گویا کہ وہ
بندہ کے حق میں ایک تازیانہ بنایا گیا ہے کہ اپنے شر سے اُسکی معرفت کے لیے

چلاتا ہی اُس حالت کے ساتھ کہ نظر اُسکی التجا کے آستانہ اور صدق نیاز و دعا کی طرف ہی
تو بس صوفی اسکے مطالعہ سے ایک لحظہ بھی خالی نہیں رہتا جس طرح کہ وہ اپنے رب
سے دم بھر کو غافل نہیں ہوتا اور اُسکی معرفت کو اللہ تعالی کی معرفت کے ساتھ مربوط
اور مضبوط کر دیا اس حدیث میں جو وارد ہوئی ہی کہ جس شخص نے اپنے نفس کو
پہچانا تو بہ تحقیق اپنے پروردگار کو اُسنے پہچانا جیسے رات کی پہچان کو دن کی پہچانتا
سے وابستہ کر دیا ایسا وہ کون شخص ہی جو نسبت ہاے رسول مقبول علیہ الصلوۃ
والسلام سے اس سنت کا اعتبار سے بجز صوفی کے جو عالم باللہ اور زاہد فی الدنیا ہی
تقوی کو مستحکم دست سے پکڑے ہوے ہی اور کون ہی جو اس حال کے فائدہ کا ارادہ
صوفی کے سوا ایسے تو ہمیشہ کی نیازمندی اُسکی اپنے پروردگار کی طرف جناب الٰہی
جل شانہ کے ساتھ تمسک اور درست آویزی اور اُسکے ساتھ پناہ جوئی ہی اور اس پناہ
جوئی میں دل کا استغراق اور دل کا بیدار ہونا محل دعا کی طرف ہی اور دل کے محل دعا
بزبان حال اور اُنھیں سکون کی جانب تشنفس ہوتی ہیں جس کا بعد اپنے مستقر سے جو
اقسام فانی [illegible] اسکا قلب کی طرف [illegible] علم میں ہی جو رعایت
[illegible] تعرف [illegible] نفس اس [illegible] کے ساتھ [illegible]
[illegible] اور تمام خواب عادت کی [illegible]
[illegible] تو یہ صوفی کا حال ہی اور تمام احوال صوفیہ کو [illegible]
[illegible] صوفیہ کا وصف ہی اور حق تعالی کے قول سے ان دونوں
[illegible] اللہ تعالی برگزیدہ اپنی طرف جسکو چاہتا ہی کرتا ہی اور جو
اُسکی طرف رجوع لاتے [illegible] دکھلاتا ہی تو صوفیہ کی ایک قوم

صرف اجتبا کے ساتھ مخصوص ہوئی اور ایک قوم انہین کی ہدایت کے ساتھ
مختص ہوئی مگر انہین پہلے انابت اور رجوع لانے کی شرط ہی پس اجتبا صرف مین
کسی بندہ کی علت نہین ہی اور یہ محبوب مراد کا حال ہی جسکی ہدایت منجانب حق اُسکے
عطا اور بخشش سے ہی بدون اسکے کہ کوئی سابقہ ایسا ہو جسنے اسے کہین کیا ہو اجتہاد
اسکا اُسکے کشف پر مقدم ہوا اور اس صورت مین صوفیہ کے ایک گروہ کا یہ حال ہوا
کہ پردے انکے دلون سے اُٹھ چلے اور نور یقین کے سطوع نے سرعت کی تو حال واردنے
انہین اجتہاد اور اعمال کی خواہش کو برانگیختہ کیا تب اعمال پر ایک بندہ اور عطش
کے ساتھ جسمین انکی آنکھون کی خشکی تھی جھک گئی تو اجتہاد کو پھر کشف نے ہلکا
اور آسان کر دیا جسطرح کہ فرعون کے ساحران پر اُس لذت نے جو صفائی عرفان سے
انپر نازل ہوئی اس بات کو سہل کر دیا کہ وہ فرعون وعدہ عذاب کی برداشت
کرتے تھے اور سب نے کہا کہ ہم تجھے اُس شی پر اختیار اور امتیاز نکرینگے جو ہم کو دلائل
بینہ سے پہونچے ہین حضرت جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہی کہ انکو عنایت
ازلی کی ہوا ہین لگین تو سجدۂ شکر مین گر پڑے اور یک زبان ہو کر سب نے کہا
کہ ہم اہل عالم کے پروردگار پر ایمان لائے ابو موسی رقاق سے روایت ہی کہا
مین نے سنا ابو سعید خراز سے کہ وہ کہتے تھے اہل خالصہ وہ مراد شخص ہین جنکو
اُنکے سوا سے برگزیدہ کیا ہی اور نعمت انکے لیے پوری کی اور کرامت انکے
واسطے مہیا فرمائی تو اُنسے حرکات طلب کو ساقط کر دیا اور عمل اور خدمت مین
اُنکے حرکات بقلت ذکر اور اُسکی مناجات مین چین کرنے اور اُسکے قرب
مین منفرد ہونے پر بنی ہوگئین اور فاطمہ مشہورہ جو شاگرد ابی سعید

کہتے ہیں کہ میں نے خراز سے سُنا ہے کہ وہ کہتے تھے کہ مراد یہ ہے حال میں بھرا ہوا ہے
حرکات سے پر بند دیا ہوا ہے اور خدمت میں اُسکی سعی پوری اور کفایت کی گئی شائبہ اور
نازل سے محفوظ ہے اور یہ وہی ہے جسکو شیخ ابو سعید نے کہا وہ ایسا ہے جسکی حقیقت عامۂ
صوفیہ پر پوشیدہ ہے اور کثرت نوافل کے قائل نہیں ہوئے اور مشائخ کی ایک جماعت
کو دیکھا کہ نوافل میں قلت کرتے تھے تو اُنکو مشتبہ ہوا کہ یہ حال دائمی مطلقاً ہے
اور یہ نہ سمجھے کہ جن لوگوں نے ترک نوافل اور اقتصار فرایض پر کیا اُنکی ابتدائی
بات مریدین کی تھی سو جب وہ عروج درجات حال کو پہونچے اور ریاضت کے بعد کشف
اُنکو حاصل ہوا تو حال سے مملو اور بالا مال ہوگئے پس اعمال کے نوافل اور زوائد کو
چھوڑ دیا مراد لوگوں کے اعمال اور نوافل بدستور باقی رہے اور ان ہر دو میں اُنکی
آنکھوں کی خنکی ہے اور یہ مرتبہ اول سے اتم و اکمل ہے یہ جو ہم نے اُسکی توضیح کی
صوفیہ کے دو طریق میں سے ایک طریقہ ہے اور دوسرا طریق طریق مریدین کا ہے اور
یہ وہ لوگ ہیں جنکے لیے انابت کی شرط لگائی گئی ہے چنانچہ حق تعالیٰ نے فرمایا
ویہدی الیہ من ینیب اور راہ اپنی طرف اُس شخص کو دکھلاتا ہے جو انابت اور
رجوع کرے تو اول جہاد کا مطالبہ اُنسے قبل از کشف ہوا اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ
اور جن لوگوں نے ہماری راہ میں کوشش کی اور جہاد کیا ہے ہم ضرور اُنکو اپنا
رستہ دکھلاوینگے اُنہیں اللہ تعالیٰ مدارج کشف میں مدرج کرتا ہے جسمیں ہر طرح کی ریاضت
اور محنت ہوا کرتی ہے تا ایک کی بیداری اور گرمی دوسرون کی آتش طلب و شوق
کے شعلے اُنمیں بھڑکتے ہیں اور کامیابی کے انوار اُنکے برابر حجاب میں ہوتے ہیں اور
ارادت کی گرم ریگ میں کروٹیں بدلتے ہیں اور ہر ایک عادت و مانوس سے

علیحدہ ہو جاتے ہیں اور یہ وہ انابت ہی جو اللہ تعالی نے اُنکے لیے شرط لگا دی ہی اور ہدایت کو اُسکے ساتھ مقرون کیا اور اب پھر ہدایت خاص ہی اسواسطے کہ یہ اُنکی ہدایت اُس ہدایت عام کے سوا ہی جو اُسکے امر و نہی کی طرف سے غرفۃ دل کی اقتضا سے راہ راست پاتا ہی اور یہ سالک محب مرید کا حال ہی تو انابت ہدایت عام کی غیر ہی لیس وہ ہدایات خاص کی مثمر ہوئی اور سیدھی راہ اُسکی طرف بعد ازان پائی کہ اُسکے لیے محنتوں سے سیدھی راہ پائی اُسوقت عسر کی ضیق سے یسر کی فضا کو پہونچے اور اجتہاد کی سوزش سے احوال کی راحت میں امن و امان پایا تو اُن کی ریاضتیں پہلے اُنکے کشف و کرامات سے تھیں اور مراد لوگوں کے کشف و کرامات اُنکے جد و اجتہاد سے پیشتر تھیں ابو محمد جریری سے روایت ہی کہ میں نے سُنا ہی جنید علیہ الرحمہ کو یہ کہتے ہوے کہ ہم نے قیل و قال سے تصوف نہیں حاصل کیا و لیکن بھوکھ اور دنیا کی ترک اور مالوفات و مستحسنات کی قطع سے پایا تو محمد بن حنیف نے کہا کہ ارادہ و مراد کی طلب میں عروج کرتا ہی اور ارادت کی حقیقت جد و جہد کی مداومت و ترک راحت ہی اور ابو عثمان کا یہ قول ہی کہ مرید وہ ہی کہ دل اُسکا اللہ تعالی کے سوا ہر چیز کی طرف سے مر گیا ہو تو وہ اللہ کو فقط چاہتا ہی اور اُسی کا قرب اور اُسی کا اشتیاق رہتا ہی یہاں تک کہ دنیا کی شہوات شوق الٰہی کی شدت کے سبب اُسکے قلب سے جاتی رہتی ہیں اور اُسی نے کہا ہی کہ مریدون کے دل کا عذاب یہ ہی کہ وہ حیثیت معاملات و مقامات سے محجوب اُنکے اضداد کی جانب ہو جائیں سو یہ دونوں طریقے احوال صوفیہ کے ساتھ جمع ہو جاتے ہیں اور ان دو کے سوا دو اور طریقے ہیں کہ ثبوت و تحقق تصوف کے طریقوں سے نہیں ہیں

اُن دونوں میں سے ایک وہ مجذوب ہے جو اپنے جذبہ پر قائم رہا اور کشف کے بعد اجتہاد کی طرف نہیں رجوع ہوا اور دوم مجتہد مرتاض عابد جو اجتہاد کے پیچھے کشف کو نہیں پہونچا اور صوفیہ کے لیے اُنکے دونوں طریق میں جس متابعت سے صحت اُنکے طریق کی اور وجہ اُنکے فضل کی ہے اور جس کسی نے اس بات کا گمان کیا کہ بدون متابعت کے فائز المرام اور کامیاب ہو تو وہ پس ماندہ اور دھوکے میں آگیا ابو سعید خراز کا قول ہے کہ جو باطن کہ ظاہر اُسکے خلاف ہو وہ باطل اور ناحق ہے اور جنید علیہ الرحمہ کا قول تھا کہ ہمارا یہ علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سے ملا ہوا اور گتھا ہوا ہے اور بعض صوفیہ نے کہا ہے کہ جس شخص نے اپنے نفس پر سنت کو امیر فرمان روا کر دیا قول میں اور فعل میں تو حکمت کے ساتھ اُسنے کلام کیا اور جس کسی نے ہوا کو اپنے نفس پر حاکم قول و فعل میں کیا تو اُسنے بدعت کی گفتگو کی نقل ہے کہ حضرت بایزید بسطامی علیہ الرحمہ نے ایک روز اپنے یار سے کہا ہمارے ساتھ چلو کہ اس شخص کو ہم دیکھیں جسنے اپنے تئیں ولی مشہور کر رکھا ہے اور یہ شخص اپنے گرد و نواح میں زہد اور عبادت کے ساتھ مشہور اور معروف تھا تو ہم اُسکی طرف چلے تو وہ جب اپنے گھر سے مسجد کی طرف نکلا قبلہ کی طرف تھوکا بایزید نے کہا اُٹھو پھر چلو تب واپس آئے اور اُس سے سلام علیک نہ کی اور کہا یہ شخص ادب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ادب کا امین نہیں تو پھر وہ مقامات اولیا و صدیقین کے دعوے کا کیسے امین ہو سکتا ہے اور شبلی علیہ الرحمہ کے خادم سے پوچھا گیا کہ تم نے اُنکے مرنے کے وقت کیا حال اُنکا دیکھا تو کہا جب اُنکی زبان بند ہو گئی اور پیشانی پر پسینا آیا تو مجھے اشارہ

کیا کہ نماز کے لیے مجھے وضو کرا دو تو مین نے اُسے وضو کرایا اُسوقت خلال اُسکی ڈاڑھی کا مین بھول گیا تو میرا ہاتھ پکڑا اور اپنی ڈاڑھی مین میری انگلیان ڈال کر خلال کرتا تھا اور سہل بن عبد اللہ نے کہا جو وجد کہ اُسکی کتاب اور سنت سے شہادت نہ ملے تو وہ ناحق ہے یہ ہے صوفیہ کا حال اور اُنکا طریقہ اور اس صورت کے علاوہ جو شخص دعوی کسی حال کا کرے تو وہ جھوٹا مدعی اور گمراہ ہے

پانچوان باب تصوف کی ماہیت مین ہے۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ہر ایک شی کی کنجی ہے اور جنت کی کنجی مساکین اور فقرا صابر کی محبت ہے کہ وہ قیامت کے دن اللہ تعالی کے ہمنشین ہین پس تصوف کی ماہیت مین فقر موجود ہے اور بنیاد اُسکی اور اُسکا قوام ہے حضرت رویم علیہ الرحمہ کا قول ہے کہ تصوف تین خصلت پر مبتنی ہے تمسک بالفقر اور محتاجی دوم صاحب بذل و ایثار ہونا سوم تعرض اور اختیار کا چھوڑنا اور جنید نے جبکہ تصوف سے پوچھا گیا کہا کہ تصوف یہ ہے کہ اللہ تعالی کے ساتھ تو بے پیوند اسکے کہ کوئی علاقہ ہو اور معروف کرخی علیہ الرحمہ نے کہا تصوف حقائق کا حصول اور خلائق کے مال و متاع سے یاس ہے جو شخص صاحب فقر نہین صاحب تصوف نہین ہے اور شبلی رحمہ اللہ سے پوچھا کہ حقیقت فقر کیا ہے تو کہا کہ حق کے سوا کسی دوسری چیز کی پروا نکرے اور ابو الحسین نوری نے کہا فقیر کی صفت ہے کہ سکون نہ ہونے کے وقت اور بذل و ایثار ہو اور بعض نے کہا ہے فقیر وہ ہے کہ غنا سے احتراز کرے اس خوف سے کہ غنا اُسکے پاس آئے اور اُسکے فقر کو بگاڑ دے جسطرح غنی دولتمند فقیر سے بچتے

کرتا ہی کہ ایسا نہو فقر آجائے اور اُسکے غنا کو فاسد کر دے اور ان سُنا دنے جو
ابو عبد الرحمن نے پہلے گذر چکین کہا مین نے سُنا ابو عبد اللہ رازی سے کہ کہا مین نے
مظفر قرمیسینی سے سُنا ہی کہ وہ کہتا تھا فقر وہ ہی کہ جسے اللہ تعالی کی طرف حاجت نہو
اور مین نے اُس سے سُنا کہ وہ کہتا تھا مین نے ابو بکر مصری سے پوچھا فقر کیا ہی تو کہا فقر
وہ ہی کہ نہ وہ کسی چیز کا مالک ہو اور نہ اُسکا کوئی مالک ہو اور قولہ جسے اللہ تعالی کی طرف
حاجت نہو اُسکے معنی یہ ہین کہ وہ اللہ تعالی کی عبودیت کے وظیفون مین مشغول
اپنے رب کے اوپر اُسکے پورا اعتماد ہو اُسکے حسن تدبیر کا اپنے لیے عالم ہو اُسے
ضرورت اپنی عرض حاجت کی اسواسطے نہین ہی کہ وہ جانتا ہی اللہ میرے حال کا علیم
ہی و سوال کو وہ [illegible] مین فضول سمجھتا ہی اور مشائخ کے اقوال جو ہین اُنکی طرح طرح
کے معنی اور مراد ہین اسواسطے کہ اُنھون نے اشارہ مختلف احوال کی طرف کیا ہی
ایک اوقات مین جو دوسرے اوقات کے علاوہ ہین اور ہین جو بعضی حاجت
ہی کہ اُسکے بعض کو بعض سے جُدا کرین اس لیے کہ بہتر اینہ بہت اشیا کا ذکر صوفی
تصوف کے معنی مین کیا ہی جسکی مثل فقر کے معنی مین بیان کیا اور بہت چیزین
فقر کے معنی مین ذکر کین کہ انکی مثل تصوف کے معنی مین بیان کی ہین اور جہان
[illegible] ہو تو فاضل کا بیان [illegible] اسواسطے کہ معنی اشارات فقر کے زہد
کے معنی [illegible] ہونگے اور کبھی تصوف کے معنی سے ہونگے اور طالب رشد کو ایک
دوسرے سے تمیز نہین ہوتا تو ہم کہتے ہین کہ تصوف غیر فقر ہی اور زہد غیر فقر ہی اور
تصوف غیر زہد ہی پس تصوف ایک اسم ایسا ہی جسمین فقر و زہد کے معانی حاصل
ہین اور اوصاف اور اضافات کے ساتھ جنکے بغیر آدمی صوفی نہین ہوتا خواہ وہ

زاہد اور فقیر ہی کیون نہو ابو حفص نے کہا کہ تصوف بالکل آداب ہین ہر ایک وقت کا ایک ادب ہی اور ہر ایک حال کا ایک ادب ہی اور ہر ایک مقام کا ایک ادب ہی اور جسنے اوقات کے آداب کو اپنے ذمہ لازم کیا تو وہ مردون کے مرتبہ کو پہونچا اور جسنے آداب کو ضائع کیا وہ بعید ہی اس راہ سے کہ ظن قریب رکھے اور مردود ہی اس راہ سے کہ امید قبول اُسسے ہو اور یہ بھی کہا ہی ظاہر کا حسن ادب باطن کے حسن ادب کا عنوان ہی اسواسطے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر اُسکا دل خاشع اور متواضع ہی تو اُسکے اعضا و جوارح خاشع ہین ابو محمد جریری سے تصوف کا سوال کیا گیا تو فرمایا ہر ایک اعلی خلق مین درانا اور ہر ایک ادنی خلق سے نکلنا ہی پس جسوقت تصوف مین یہ معنی حصول اور تبدیل اخلاق سے مفہوم ہوگئے اور اُسکی حقیقت معتبر ہوگئی تو معلوم ہوا کہ تصوف زہد اور فقر دونون سے بڑھکر ہی اور بعض کا قول ہی فقر کی انتہا ساتھ اُسکے شرف کے ابتدا تصوف ہی اور اہل شام تصوف اور فقر مین فرق اور تمیز نہین کرتے وہ کہتے ہین کہ یہ آیت قرآنی للفقراء الذین احصروا فی سبیل اللہ یعنی اُن فقرا کے لیے جو اللہ کی راہ مین محصور ہوے وصف صوفیہ ہی اور حق تعالی نے انکو فقرا کے نام سے ذکر کیا ہی اور ہم قریب اس بات کو واضح کرینگے جس سے تصوف اور فقر کے درمیان فرق ظاہر ہو ہم کہتے ہین کہ فقیر سے فقر مین اُسکی رغبت کے لیے اور اُسکی فضیلت کے ساتھ ثابت ہی غنی اور تونگری پر اُسے ترجیح دیتا ہی اُسکا جو عوض کہ اللہ تعالی کے نزدیک متحقق ہی جیسے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت کے فقیر جنت مین دولتمندون سے آدھے دن پیشتر داخل ہونگے جو پانسو برس کا ہو تو جیسے ہی عوض باقی کو دیکھ لیا

حاصلات فانی سے تمسک رہے اور فقر فاقہ سے گلے میں ہاتھ ڈالکر ملے اور فضیلت
اور معاوضہ کے پانے رہنے کے سبب زوال فقر سے ڈرے وہ وریہ طریق صوفیہ میں عین
اعتلال اور سبب کا الزام ہی اسواسطے کہ اسنے معاوضوں کی طرف نہایتہ آنکھ لگائی ہی کہ
اور جسکے لیے دنیا کو چھوڑ دیا ہی اور صوفی نہ موجودہ چیزوں کے بلکہ موجودہ احوال کے
سبب تمام چیزوں کو ترک کیے ہوتے ہی اسواسطے کہ وہ ابن وقت ہی اور بغیر فقر کا
ترک کرنا نصیب موجود کو اور لوٹنا اسکا نعمت فقر کو ایک ارادہ اور اختیار ہی جسکا
ہی اور ارادہ اور اختیار صوفی کے حال میں ایک علت ہی اس لیے کہ صوفی جو فانی
فی الاشیاء ہو گیا ہی تو ارادہ الٰہی سے ہوا ہی نہ اپنے ارادہ سے پس وہ صورت
جو فقر میں فضیلت اس شے میں دیکھتا ہی اور نہ تونگری کی صورت میں بلکہ فضیلت اس شے
میں دیکھتا ہی جسمیں اسے حق تعالیٰ نے توفیق بخشی ہی اور اسی سے اپنے علم میں داخل
کرتا ہی اور ایک شے میں داخل ہونے کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اذن پاتا ہی
اور وہ کبھی آسودگی کی صورت میں بحکم الٰہی در آتا ہی جو فقر کے برخلاف ہی اور صورت
آسودگی میں ہی فضیلت دیکھتا ہی اسواسطے کہ حکم الٰہی اسی میں رہنے کا ہی اور
اس وسعت میں فسحت نہیں کرتا اور داخل نہیں ہوتا صادقین کا نصیب ہی الا
جبکہ حکم الٰہی کا علم قوی اور مستحکم کرلیں اور اس معاملہ میں پاؤں کی پھسلن ہی اور مدعیوں
کے دعوے کا باب ہی اور کوئی حال ایسا نہیں ہی جسکے ساتھ صاحب حال متحقق ہو
الا یہ کہ اسکی حکایت کو ترکیب بار و شور کرتا ہی لیہلک من ہلک عن بینۃ ویحیی
من حی عن بینۃ یعنی جو ہلاک ہوتا ہی وہ بینہ سے زندہ ہوتا ہی پھر جب یہ ظاہر
ہو چکا تو فقر اور تصوف کے درمیان واضح ہوا اور سمجھا گیا کہ فقر تصوف کی اساس

اور بنیاد ہی اور قوام اسکا اسکے ساتھ ہی اس معنی سے کہ تصوف کے مرتبہ تک پہونچنا
جو ہی فقر اسکا طریق ہے۔ اس معنی سے کہ وجود تصوف سے وجود فقر لازم آتا ہی جنید
علیہ الرحمہ نے کہا ہی کہ تصوف اسکا نام ہی کہ حق تجھے تجھ سے مارے اور اپنے سے آپ
تجھے جلائے اور یہ وہی بات ہی جسکا ہم نے ذکر کیا ہی کہ صوفی قائم فی الاشیا اللہ کے
ساتھ ہی نہ کہ اپنے نفس کے ساتھ اور فقیر اور زاہد دونوں اپنے نفس سے اشیا مین موجود
ہین اپنے ارادت سے واقف ہین اپنے قدر علم کے موافق مجتہد ہین اور صوفی اپنے
نفس کے لیے مستقل اپنی معلومات کی طرف غیر مائل اپنے رب کی مراد سے قائم ہین
نہ کہ اپنے نفس کی مراد سے ذوالنون مصری علیہ الرحمہ کا قول ہی کہ صوفی وہ شخص ہی
کہ نہ طلب اسکو تھکائے اور نہ سلب اسکو جگہ سے ہلائے اور یہ بھی اسکا
قول ہی کہ صوفیہ نے سب چیزون پر اللہ کو برگزیدہ فرمایا تو اسکے اثبات سے یہ کہ
اپنے نفوس کے علم پر انھون نے علم الٰہی کو اور بھی ارادہ نفوس پر ارادہ اللہ کو
پسند کیا ہی بعض صوفیہ سے کہا گیا کہ خود اصناف سے کس گروہ کے ساتھ مین
صحبت رکھون کہا صوفیہ سے اسواسطے کہ برے کے لیے انکے نزدیک ایک وجہ
عذر کی ہی اور جو بڑے بڑے اعمال کرتا ہی اسکی وقعت ان لوگون کے نزدیک
کہ تجھے اس سے بڑھاوا دین کہ پیر نفس تجھے عجب اور غرور مین ڈالے اور یہ علم
ہی کہ نہ فقیر کے پاس پایا جاتا ہی اور نہ زاہد کے پاس اسواسطے کہ زاہد ترک کو بہت
بڑا جانتا ہی اور لینے کو برا سمجھتا ہی اور یہی فقیر کا حال ہی اور یہ حالت اسواسطے
ہی کہ اسکا ظرف چھوٹا ہی اور وہ بے حد علم پر آئے ہوے ہین اور بعض صوفیہ نے
کہا ہی کہ صوفی وہ ہی کہ اسکے سامنے جب اچھے دو حال پیش آوین یا دو اچھے

رو خلق ہون تو وہ احسن اور بہت اچھے کے ساتھ ہو اور فقیر اور زاہد دونون پوری تمیز دو اچھے خلق مین نہین کرتے بلکہ وہ اخلاق سے بھی اچھی کو اختیار کرتے ہین جو مائل ترک کی طرف ہو اور مشاغل دنیا سے باہر ہونے کی طرف داعی ہو اپنے علم سے وہ دونون اس معاملہ مین علم کرنے والے ہون اور صوفی اپنے صدق التجا اور حسن انابت اور حفظ قرب اور لطف دخول و خروج الی اللہ سے باین وجہ کہ اُسکا علم اپنے رب کے ساتھ ہی اور اسکو حظ اپنے رب کی گفتگو اور مکالمہ سے ہی اور اسکا انحراف کا منجانب اللہ خود اسکا ظہور اور انکشاف ہی حضرت رویم نے فرمایا ہی کہ تصوف نفس کا اللہ کے ساتھ اسکی مرضی پر چھوڑ دینا ہی اور عمرو بن عثمان مکی نے کہا ہی کہ تصوف اسکا نام ہی کہ بندہ ہر وقت اس شی مین مشغول ہو جو اُسوقت اولی اور افضل ہو اور بعض صوفیہ کا قول ہی کہ تصوف کا اول علم ہی اور اوسط اسکا عمل ہی اور آخر اسکا عطا من اللہ تعالے ہی اور بعض نے کہا تصوف ہی ذکر با اجتماع اور وجد با استماع اور عمل باتباع اور بعضے کہتے ہین کہ تصوف ترک تکلف ہی اور بذل روح اور سہل بن عبد اللہ صوفی نے کہا جو کدورت سے صاف اور رستی و شوق سے پر ہو اور آدمیون سے اللہ تعالی کی طرف منقطع ہو رہتا اور سونا مٹی اسکی نزدیک برابر ہو اور بعضے تصوف سے سوال کیے گئے تو کہا کہ خلقت کی موافقت اور اخلاق طبعی کی مفارقت سے دل کی صفائی اور صفات بشری سے افسردگی اور نفسانی خواہشون کی دوری اور صفات روحانی کا نزول اور علوم حقیقی سے تعلق اور شریعت مین اتباع رسول مقبول علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی اور ذو النون مصری نے کہا مین نے سواحل شام سے ایک جگہ پر ایک عورت دیکھی

تو میں نے کہا کہ تو کہاں سے آئی وہ بولی اُن قوموں کے پاس سے جو خوابگاہوں سے اپنے پہلوؤں کو علیحدہ رکھتے ہیں پھر میں نے کہا اور کہاں کا تیرا ارادہ ہی بولی اُن مردوں کی طرف جنکو اللہ تعالی کے ذکر سے نہ سوداگری غافل کرتی ہی اور نہ خرید و فروخت کھیل میں ڈالتی ہی تو میں نے کہا کہ اُنکی تعریف کر تو یہ ابیات اُسنے پڑھیں ابیات

قوم همومهم بالله قد علقت	فما لهم همم تسمو الى احد
فمطلب القوم مولاهم وسيدهم	يا حسن مطلبهم للواحد الصمد
ما ان تنازعهم دنيا ولا شرف	من المطاعم واللذات والولد
ولا للبس ثياب فائق انق	ولا لروح سرور حل في بلد
الا مسارعة في اثر منزلة	قد قارب الخطو فيها باعد الابد
فهم رهائن غدران واودية	وفي الشوامخ تلقاهم مع العدد

یعنی وہ ایسی قوم ہی جنکے ارادے اللہ تعالی کے ساتھ متعلق اور آویزان ہیں اور اُنکی ہمتیں ایسی نہیں ہیں جو کسی اور کی طرف بڑھیں اور بلند ہوں پھر ساری قوم کا مطلب اور مقصود اُنکا مولی اور اُنکا سردار ہی تو اللہ پاک یکتا کے لیے کیا ہی اچھا اُنکا مطلب ہی نہ دنیا اُنکو نزاع و جھگڑا میں ڈالتی ہی اور نہ کوئی شرف جو کھانے کی قسم سے ہو اور لذت اور اولاد سے ہو نہ پوشاک عمدہ اور نفیس کے پہننے کے لیے اور نہ کسی خوشی اور آرام کے لیے جو شہر میں آیا ہو مگر یہ کہ مرتبہ کے پیچھے جلدی اور شتابی ہی جسمیں قدم اُنکے قریب ابد کے بعد سے گئے وہ چشموں اور جنگل گاہوں کے اندر بسے ہوئے ہیں اور پہاڑوں کی چوٹیوں پر تُو اُنسے گروہ کے گروہ سے ملاقات کرے گا جنید علیہ الرحمہ نے کہا صوفی زمین کی مثال ہی ایک

سڑی چیز اُسپر ڈالتے ہیں اور زمین سے جو چیز نکلتی ہی وہ اچھی ہوتی ہی اور یہ بھی اُنکا قول ہی کہ صوفی زمین کے مانند ہو کہ نیک و بد سب روندتے ہیں اور ابر کے مانند ہو کہ ہر ایک چیز پر سایہ کرتا ہی اور مینھ ایسا ہو کہ ہر ایک شی کو سیراب کرتا ہی - اور تصوف کی ماہیت میں اقوال مشایخ ہزار قول سے زیادہ ہیں اور اُنکی نقل کرنے میں طول ہی اور ہم ایک قاعدہ بتلا دیتے ہیں جس میں اُسکے معانی آجائیں صوفی ہمیشہ اپنی اوقات کدورت سے پاک کرتا ہی اس ارادہ سے کہ وہ قلب کو نفس کے لوث سے صاف کرتا ہی اور اُسکے اس تصفیہ کو مدد اس سے پہونچتی ہی کہ وہ مدام اپنے مولے کا محتاج رہتا ہی تو ہمیشہ کے افتقار سے وہ کدورتوں سے صاف رہتا ہی اور جب کبھی اُسکا نفس جنبش کرے اور کوئی صفت اپنی صفات سے ظاہر ہو تو وہ اپنی بصیرت نافذہ سے ادراک کرتا ہی اور اپنے پروردگار کی طرف گریز کرتا ہی تو اُسکے دوام تصفیہ سے جمعیت اُسکی ہی اور اُسکے نفس کی جنبش سے تفرقہ اُسکا ہی اور کدورت اُسکی ہی تو اپنے رب کے ساتھ وہ اپنے قلب پر اور اپنے قلب کے ساتھ نفس اپنے پر قائم ہی قال اللہ تعالیٰ کونوا قوامین للہ شہداء بالقسط اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہو تم اللہ کے لیے قائم رہنے والے گواہ عدل کے ساتھ ہو اور یہی قوامیت اللہ کے لیے نفس پر تصوف کے ساتھ متحقق و ثابت ہوتا ہی بعضوں نے کہا تصوف بالکل اضطراب ہی پس جب سکون ہو تصوف بھی نہیں اور بھید اس میں یہ ہی کہ روح درگاہ الٰہی کی طرف کھنچی گئی ہی اور وہ یہ کہ صوفی کی روح منجذب تاک لگائے ہوے قرب کے مقامات کی طرف ہی اور نفس کے لیے اپنی وضع کے سبب سے زمین نشینی اپنے عالم کی طرف ہو اور اپنے پیچھے اُلٹا پلٹتا ہی اور صوفی کے لیے دوام حرکت ضروری ہی اسطرح کہ تمام

ہمیشہ کی محتاجی اور ہمیشہ کی گریز اور نفس کی صواب اندیشی کے موقعوں کی جہان میں ہو اور جو کوئی اس بات سے واقف ہو گا صوفی کے معنی میں بتمام معرفت پائے گا جو اشارات میں ہیں۔

چھٹا باب صوفی کی وجہ تسمیہ کے بیان میں ہی

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ غلام کی دعوت قبول فرماتے تھے اور حمار پر سوار ہوتے اور صوف کا لباس پہنتے تھے تو اس وجہ سے قوم اس طرف گئی کہ ظاہر لباس کی نسبت سے انکا نام صوفیہ رکھا ہی اس واسطے کہ صوف کا لباس انھون نے اختیار کیا کہ وہ لطیف و ملایم ہوتا ہی اور انبیا علیہم السلام کا پہناوا تھا جناب رسول مقبول علیہ الصلوۃ والسلام سے کہ آپ نے فرمایا شہر روحا سے ایک پتھر پر ستر انبیا برہنہ پا صاحب عبا بیت الحرام کے قصد سے گذرے اور کہتے ہین کہ حضرت عیسی علیہ السلام صوف اور پشمینہ پہنا کرتے اور درخت سے پھل کھایا کرتے تھے اور سو رہتے جہان کہیں انکو شام ہو جاتی اور حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہر آئینہ ستر اہل بدر کو میں نے دیکھا ہی کہ انکی پوشاک صوف تھی اور انکی ابو ہریرہ اور فضالہ ابن عبید نے تعریف کی ہی کہ وہ بھوک کے مارے گر پڑتے تھے یہان تک کہ عرب انکو دیوانے خیال کرتے تھے اور پہناوا انکا صوف کا تھا حتی کہ بعضے انمین سے عرق آلودہ اپنے کپڑون میں ہو جاتے تو اس سے بھیڑ کی بو آنے لگتی جب کہ وہ مینھ میں بھیگ جاتا اور انمین سے بعضون نے کہا کہ ہر آئینہ تمھے انکی بو ایذا دیتی ہی کہا آپ کو بھی انکی بو گند پہونچاتی ہی اس کلام سے وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کی طرف خطاب کرتے تو صوف کا لباس اُنھوں نے اسواسطے اختیار کیا کہ وہ زینت
دنیا کے تارک اور سدرمق اور ستر عورت پر قانع اور امر آخرت مین مستغرق اسواسطے
کہ اپنے مولے کی خدمت مین مشغول اور امر آخرت کی طرف صرف ہمت سے انھین لذت
اور راحت نفس کی فرصت و فراغت نہ تھی اور یہ اختیار اشتقاق کی حیثیت سے
بھی مناسب اور موزون ہی اسواسطے کہ جب کوئی صوف پہنتا ہی تو عرب اُسکو
کہتے ہین تصوف یعنی صوف پہنا جسطرح کہ کوئی قمیص پہنے تو اُسکو کہتے تقمص یعنے
قمیص پہنا اور چونکہ سیر و طیر مین اُنکا حال تھا اس لیے کہ احوال مین بدلتے
رہتے تھے اور اُنکو ایک بلندی سے زیادہ بلندی پر عروج تھا کوئی وصف اُنکو مقید
اور کوئی نعت اُنکو محبوس نہین کرسکتی تھی اور ترقی علم اور حال کے باب اُنپر کشادہ
تھے باطن اُنکے حقائق کے معدن اور علوم کے مخزن تھے پس ہرگاہ کسی حال کے
ساتھ مقید اُنکا ہونا تقیید کی رو سے متعذر اور دشوار ہوا کہ وجدان اُنکی
نوع بنوع کی اور ترقی اُنکی ہر جنس کی تھی تو لباس ظاہر کی طرف اُنکو منسوب
کردیا اور یہ امر اشارہ کرتے ہین اُنکی طرف [illegible] اُنکے وصف
مین روئی پہنتا تھا اسواسطے کہ صوف کا پہننا اُنکے سلف متقدمین پر غالب
اور پسندیدہ تھا اور یہ بھی کہ اُنکا حال فقر مین مناسب تر تھا جیسے پہلے ذکر اسکا ہوچکا
اور بہتر نسبت قرب اور عظمت اشارہ قرب الہی کی طرف ایک امر صعب ہی کہ
کشف اسکا اور اشارہ اُنکی طرف عظیم اور بھاری ہی جو کہ غیرت اشارہ اُنکے پیچھا وے
کی طرف بھی ہوتی ہین اُنکا حال چھپا رہے اور اسمین غیرت اُنکے بڑے مقام کی تھی
کہ اشارہ محبت اُنکی طرف ہوتے اور بار بار اسکا ذکر زبانون پر آتا پس

طریق زیادہ مقرون باَدب تھا اور ادب ظاہر و باطن قول اور فعل بین معاملات صوفیہ
کا مدار علیہ ہی اور اسمین ایک بات اور ہی کہ انکے پہناوے کی طرف نسبت مشعر ہی
کہ دنیا کی انکھین قلت ہی اور شہوات نفسانی کی جانب انکو کم رغبت ہی جسکا مقتضا
اچھے اچھے نفیس لباس ہین حتی کہ نیا تو سکھیا مرید جو انکے طریق کو پسند کرتا ہی اور
چاہتا ہی کہ انکے کاروبار مین داخل ہون تو وہ اپنے نفس کو تھوڑے گذران پر رکھتا ہی
اور جانتا ہی کہ کھانا پینا بھی اور جتنے پہننے کے قبیل سے ہی پھر انکے طریق مین
دیکھ بھال کر داخل ہوتا ہی اور یہ امر مبتدی کا سمجھا بوجھا ہی اور انکے حال کا بتلانا
اور اسکے ساتھ انکو موسوم کرنا اہل ہدایت کی فہم سے نہایت بعید ہی پس صوفی
انکا نام رکھنا نافع تر اور اولی ہی اور یہ بھی ہی کہ اس لفظ کے سوا جو کہا جائے کہ
انھون نے صوفیہ نام اسواسطے رکھا ہی ایک قسم کا دعویٰ ہی اور جب یہ کہا جائے
کہ صوفیہ صوف کے پہننے کے سبب نام رکھ لیا ہی تو دعویٰ سے دور ہوگا اور جو
چیز دعویٰ سے زیادہ دور ہو وہی انکے لائق حال ہی اور یہ وجہ بھی ہی کہ صوف کا
پہننا انکے کام سے ظاہر پر چلنا ہی اور انکے کسی حال یا مقام کی طرف منسوب
انکو کرنا علم باطن ہی اور ظاہر کے ساتھ حکم کرنا زیادہ موافق اور بہتر ہی پس یہ کہنا کہ
انھون نے صوفیہ نام صوف پہننے کے سبب سے رکھا تو تواضع اور فروتنی سے زیادہ
قریب اور لائق ہی - اور یہ بھی لائق ہونی بات ہی کہ کہا جائے کہ ہر گاہ ان
لوگون نے افسردگی اور گمنامی اور تواضع اور انکسار اور اوجھل اور آڑ کو
اختیار کیا ہی تو وہ ایسے ہی ہو گئے جیسے پڑے پرانے لتے جن کو پھینکتے
ہیں اور کوئی انکو نہین پوچھتا اور نہ انکی طرف کوئی آنکھ اٹھا کر دیکھتا ہی

تو صوفیہ کی نسبت سے صوفی کہیں جیسے کوفہ کی نسبت سے کوفی کہا کرتے ہیں اور یہ ہی جو بعضے اہل علم نے بیان کیا ہی اور اشتقاق کے قریب اور مناسب معنی مقصود ہیں اور ہمیشہ سے صالحین اور زہاد اور متقین اور عباد کو صوف ہی کا لباس مرغوب اور مطبوع رہا ہی - اور حضرت عبد اللہ ابن مسعود سے روایت ہی کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی جس دن اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے باتیں کیں تو آپ صوف کا جبہ پہنے ہوے تھے اور صوف کی ازار بھی اور چادر بھی صوف کی تھی اور آستین بھی اسکی صوف کی تھی اور آپ کی جوتیاں بغیر ذبح کیے گدھے کی کھال کی تھیں - اور بعضوں نے کہا صوفیہ اس لیے نام رکھا ہی کہ وہ اللہ تعالیٰ کے سامنے صف اول میں اپنی علو ہمت اور اللہ تعالیٰ کی حضور میں بدل وجان حاضر آنے سے اور اسکے سامنے اپنے اسرار باطن کے ساتھ ٹھہرے ہوے ہیں - اور بعضوں نے کہا یہ اسم دراصل صفوی تھا پھر وہ ثقل سے آسان کیا گیا اور صوفی اسکو بنا لیا - اور کہتے ہیں صوفیہ نام صفہ کی نسبت سے رکھا ہی جو عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں فقراء مہاجرین کے لیے مخصوص تھا اور انکے حق میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہی للفقراء الذین احصروا فی سبیل اللہ لا یستطیعون ضربا فی الارض الآیۃ - یعنی ان فقراء کے لیے جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں رکے گئے زمین میں چلنے کی طاقت نہیں رکھتے اور یہ توجیہ ہر چند اشتقاق لغوی کی صورت سے ٹھیک نہیں ہی مگر معنی کے لحاظ سے صحیح ہی اسواسطے کہ صوفیہ کا حال انکے حال کے مشابہ ہی باین وجہ کہ وہ باہم مجتمع اور ملے جلے ایک دوسرے سے صحبت رکھنے والے ہیں اللہ تعالیٰ کے

واسطے اور اللہ کی محبت اور اطاعت مین جیسے اصحاب صفہ کہ چار سو آدمی کے قریب
تھے نہ اُنکے مدینہ مین گھر اور نہ کنبے قبیلے مسجد مین ہو بیٹھے تھے جیسے انکے پچھلے صوفیہ
گوشون اور خانقاہون مین رہا کیے اور وہ نہ کھیتی کیاری کرتے تھے نہ دودھ کے
دینے والے جانور پالتے اور نہ بیوپاری تھے دن کو لکڑیان جمع کرتے اور گٹھلیان
پھوڑتے اور رات کو عبادت اور کلام اللہ کے سیکھنے اور تلاوت مین مشغول ہوتے
اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُنکی غمخواری کرتے اور لوگون کو اُنکی غمخواری
پر برانگیختہ فرماتے تھے اور اُنکے پاس بیٹھتے اور اُنکے ساتھ کھاتے تھے اور اُنکی شان
مین یہ آیت نازل ہوئی ولا تطرد الذین یدعون ربہم بالغداة والعشی یریدون وجہہ
یعنی اور مت نکال اُن لوگون کو جو صبح و شام اپنے رب کو پکارتے اور اُسکی ذات
چاہتے ہین اور یہ آیت واصبر نفسک مع الذین یدعون ربہم بالغداة والعشی
یعنی وہ اپنے نفس کو ان لوگون کے ساتھ جو اپنے پروردگار کو صبح شام پکارتے ہین
اور یہ آیت ابن ام مکتوم کے حق مین نازل ہوئی عبس وتولی ان جاءہ الاعمی
یعنی تیوری چڑھائی اور منھ پھیر لیا کہ اسکے پاس اندھا آیا اور وہ اہل صفہ
سے تھا تو حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم اُسکے باعث معتوب ہوے اور
جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اُنسے مصافحہ فرماتے تو اُن کے
ہاتھون سے اپنا ہاتھ نہ کھینچا کرتے اور مقدورون پر اُنکو بانٹ دیتے ایک
کے ساتھ تین اور دوسرے کے ساتھ چار بھیجا کرتے اور سعد بن معاذ اپنے
گھر مین اُنمین سے اسی آدمیون کو لیجاتے اور کھانا کھلاتے تھے اور ابوہریرہ
رضی اللہ عنہ نے کہا مین نے ستر آدمی اہل صفہ سے دیکھے ہین کہ وہ

ایک کپڑے سے نماز پڑھتے تھے بعضے انمین کے ایسے تھے کہ کپڑا اُنکے زانو تک نہین ہوتا تھا تو جب ایک انمین سے رکوع مین جاتا تھا ہاتھ سے اُسے پکڑ لیتا کہ مبادا اُسکا اندام شرم کھل جائے۔ بعضے اہل صفہ نے کہا ہم ایک جماعت حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہا یا رسول اللہ چھوارون نے ہمارے پیٹ جلا دیے یہ بات جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سُنی اور منبر پر چڑھے بعد ازان فرمایا اُن لوگون کا کیا حال ہی جو کہتے ہین کہ چھوارون نے ہمارے پیٹ جلا دیے کیا تم نہین جانتے کہ یہ چھوارے مدینہ والون کا کھانا ہی اور ہر آئینہ اُسکے ساتھ ہم سے اہل مدینہ نے غم خواری کی اور ہم نے تمھاری غم خواری اُس سے کی کہ جس سے اُنھون نے ہماری غم خواری کی اور مجھے اُسکی قسم ہی جسکے قبضہ مین محمد کی جان ہی ہر آئینہ دو مہینے ہوے کہ رسول اللہ کے گھر مین سے دھوان نہین اُٹھا اور اُنکے پاس پانی اور کھجور کے سوا اور کچھ نہین ہی۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہی کہا ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اہل صفہ پر کھڑے ہوے اور اُنکی محتاجی اور کوشش اور خوشی دلی دیکھی پھر فرمایا ای اصحاب صفہ تمھین بشارت ہو جو تم سے قائم اس صفت پر رہا جسپر تم آج کے دن ہو اور راضی اس چیز کے ساتھ جو اسمین ہی پس وہ ہر آئینہ قیامت کے دن میرا رفیق اور ساتھی ہی۔ اور کہتے ہین کہ انمین سے ایک گروہ خراسان مین تھا جو غارون مین رہا کرتے دیہات اور شہرون مین اُنکی سکونت نہ تھی خراسان مین اُنکو شگفتیہ کے نام سے پکارتے تھے سو اسلیے شگفت غار کا نام ہی بود و باش کی جگہ کے ساتھ اُنکو منسوب کرتے تھے اور اہل شام اُنکو جوعیہ کہا کرتے تھے اور حق تعالی نے اہل خیر و صلاح کا ذکر قرآن شریف مین

فرمایا ہی تو ایک قوم کو ابرار دوسرون کو مقربین اور کنہین سے بعض کو صابرین اور صادقین
اور ذاکرین اور محبین نام رکھا اور یہ جسقدر متفرق نام مذکور ہین اُن سب کو
صوفی کا نام مشتمل ہی اور یہ نام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین نہ تھا
اور بعضون کا قول ہی کہ تابعین کے زمانہ مین تھا - اور حضرت امام حسن بصری رحمہ اللہ
سے منقول ہی کہ آپ نے فرمایا طواف مین ایک صوفی مین نے دیکھا سو جو کچھ اُسے
مین نے دیا تو اُسنے نہین لیا اور کہا میرے پاس چار دانگ ہین مجھے کافی ہی جو میرے
پاس ہی اور اُسکو مضبوط وہ روایت کرتی ہی جو سفیان سے ہی کہ اُسنے کہا ہی اگر
ابو ہاشم صوفی نہ ہوتا تو ریا کے دقیقے مین نہ جانتا اور یہ دلیل اسپر ہی کہ یہ نام معروف
قدیم ہی اور بعضون نے کہا ہی کہ یہ نام دو صدی ہجری عربی تک مشہور نہ تھا اسواسطے
کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین آپ کے اصحاب کو صحابی کے نام
سے کہا کرتے تھے کہ اُنکو شرف صحبت رسول اللہ صلعم کا حاصل تھا اور اُسکی طرف اشارہ اور
سب اشارون سے اولی اور افضل تھا اور جب عہد رسول اللہ صلعم کا آخر ہوا تو جسنے
صحابی سے علم حاصل کیا اُنکا نام تابعی رکھا گیا اسکے بعد جب زمانہ رسالت گذر گیا
اور عہد نبوت کو عرصہ گذرا اور وحی آسمانی بند ہو گئی اور نور مصطفوی چھپ گیا اور
رائین مختلف ہو گئین اور طریقے انواع اقسام کے ہو گئے اور ہر ایک ذی رائے
اپنی رائے مین فرد ہوا اور علوم کے شربت ہواہاے نفسانی کے میل سے گدلے ہو گئے
اور متقین کی بنیاد دین ہل گئین اور زاہدین کے عزم اُلٹ پلٹ ہو گئے اور جہالتین
غالب ہوئین اور حجاب اُنکے کثیف ہوے اور عادتین بڑھ گئین اور اہل عادت کے مختار ہو
اور دنیا نے بناو سنگار کیا اور خطاب اُسکے بڑھ گئے تو ایک گروہ ان سب سے الگ ہو گئے

جنکے اعمال صالح اور احوال کو حسن او صدق انکی عزیمت مین اور قوت انکی دین مین تھی
اور دنیا اور اسکی محبت مین انھون نے کم رغبتی کی اور گوشہ نشینی اور تنہائی کو
غنیمت جانا اور اپنے نفوس کے لیے گوشے حاصل کیے جن مین وہ کبھی [illegible]
اور کبھی جدا ہو جاتے اہل صفہ کے پیرو ہو جا بجا کے تارک رباط اور [illegible]
پس انکے لیے ثمرہ نیک اعمال اور پاکیزہ احوال حاصل ہوے اور علوم کے قبول کے لیے انکے
فہم مین صفائی آگئی اور زبان کے بعد [illegible] ایک اور زبان اور عرفان [illegible]
ایک اور عرفان اور ایمان کے بعد ایک اور ایمان ملا جیسا کہ حارثہ نے کہا اصبحت
انھا مین سچا مومن جب کہ ایمان مین ایک درجہ [illegible] اسکے علاوہ جو اجسکا
انھون نے اقرار کیا تھا تو اسکی اقتضا سے انھین بہت سے علم حاصل ہوے
جنکو وہ پہچانتے ہین اور بہت سے اشارات جنکا انھون نے استنباط کیا ہے پس انکی
خاص ذوقون کے لیے اصطلاحین مقرر کر لی ہین جو ان معانی کی طرف اشارہ کرتی ہین
کہ انکو یہ حضرات جانتے پہچانتے ہین اور بفصاحت ان احوال کو بیان کرتے ہین
جنکو وہ پاتے اور حاصل کرتے ہین تو ان متاخرین نے اسے قدماے سلف سے
اخذ کیا ایسا ہوا کہ وہ ہر ایک عہد اور زمانہ مین ایک اسم تھا اور غیر مستعمر ہو گئی
تو یہ نام ان لوگون مین پھیل گیا اور اسکے ساتھ خود بھی موسوم ہوے اور دوسرون
کا بھی نام رکھا پس اسم انکی نشانی ہے اور علم الٰہی انکی صفت ہے اور عبادت انکا لباس
اور تقوی انکا کمر بند ہے اور حقیقت کے حقائق انکے اسرار ہین کنبے اور قبیلون سے
نکلے ہوے فضیلتون کے مالک غربت کے قبون مین بیٹھنے والے اور حیرت کے
ملکون مین بسنے والے ہین گھڑیون انکے لیے فضل الٰہی سے ترقی ہے اور آگ انکے ۹۰

شوق کی شعلہ زن ہی اور وہ بلا من مزید کہہ رہے ہین اللہ ہمیں انکے گروہ مین
ہمکو اٹھا اور انکے حالات ہمارے نصیب کر واللہ اعلم ۔

ساتوان باب تصوف اور تشبہ کے بیان مین ہی

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہی کہا ایک شخص حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا یا رسول اللہ قیامت کب آئے گی تو آپ نماز کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے جب نماز پڑھ چکے تو آپنے فرمایا وہ شخص کہان ہی جسنے قیامت کی نسبت سوال کیا تھا تو وہ شخص بولا مین ہون یا رسول اللہ آپ نے فرمایا قیامت کے لیے تونے کیا سامان کیا ہی کہا اسکے لیے مین نے نماز روزہ زیادہ نہین جمع کیے کہا مین نے اسکے لیے کوئی بڑے عمل نہین اٹھکیے مگر یہ کہ مین اللہ اور اسکے رسول کو دوست رکھتا ہون اسپر آپنے فرمایا آدمی اسکے ساتھ ہی جسکو وہ چاہتا ہی یا کہ تو اسکے ساتھ ہی جسکو تو چاہتا ہی حضرت انس نے کہا کہ تب مین نے مسلمون کو اسلام کے بعد کسی شئے سے ایسا خوش نہین دیکھا جیسا کہ وہ اس سے خوش ہوئے پس جو شخص صوفیہ کے ساتھ تشبہ کرے کہ اسنے صوفیہ کا تشبہ انکے سوا دوسرے گروہ سے نہین اختیار کیا الا انکی محبت سے حالانکہ وہ قاصر ہی ان باتون پر قائم ہونے سے جو انمین ہین صوفیہ کے ساتھ ہوگا اس لیے کہ تشبہ کو صوفیہ کے ساتھ ارادت و محبت ہی اور پھر آنحضرت اس حدیث سے جو ہم نے اس مسئلہ مین روایت کی ہی واضح تر دوسری حدیث وارد ہوئی ہی عبادہ بن صامت نے ابی ذر غفاری سے روایت کی ہی کہا کہ مین نے عرض کی یا رسول اللہ ہر آئینہ مین اللہ اور اسکے رسول کو دوست

رکھتا ہوں تو فرمایا کہ ہر آئینہ تو اُسکے ساتھ ہی جسکو تو دوست رکھتا ہی کہا کہ ابوذر
نے اُسکو دوبارہ کہا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسکو دوبارہ فرمایا پس
متشبہ کی اُنسے صحبت نہیں ہوتی مگر اسوجہ سے کہ اُسکی روح اُس شی سے آگاہ اور
ہوشیار ہوگئی ہی جس سے ارواح صوفیہ آگاہ اور خبردار ہیں اسواسطے کہ محبت
امر اللہ کی اور اُس شی کی جو اُسکی طرف قرب دے الا اُس شخص کی جو اُسکا مقرب ہو
روح کو بدون اسکے کہ تشبیہ نفس کی ظلمت سے باز رہتا ہی اور صوفی اُس سے رہا
ہو چکا ہی اور متصوف حال صوفی کی طرف تاک لگا رہا ہی اور وہ متشبہ صفات
نفسانی کے بقیہ میں گرفتار ہی - اور طریق صوفیہ سے اول ایمان ہی پھر علم پھر ذوق
اور متشبہ صاحب ایمان ہی اور طریق صوفیہ سے ایمان اصل بزرگ ہی - جنید علیہ الرحمہ
نے کہا ہی کہ ایمان طریقہ کا ولایت ہی اور اسکی وجہ یہ ہی کہ صوفیہ نے اکثر خلائق کے
نزدیک احوال نادرہ کمیاب اور آثار عجیب و غریب کے سبب ممتاز ہوگئے ہیں
اسواسطے کہ یہ حضرت قضا و قدر اور علوم غریبہ کے صاحب مکاشفہ ہیں اور اُنکے
اشارے اُنکے قرب سے امر اور شی کے قرب کی طرف ہیں اور ایمان اسپر ایمان
بالقدرت ہی اور اہل ملت سے ایک قوم نے کرامات اولیا کا انکار کیا ہی اور جان لو کہ
ایمان اسپر ایمان بالقدرت ہی اور اس قسم کے بہت علوم اُنکے پاس ہیں تو اُنکے طریق
ایمان وہی شخص لاتا ہی جسکو حق تعالی نے اپنی مزید عنایت سے مخصوص فرمایا ہی پس
متشبہ صاحب ایمان ہی اور متصوف صاحب علم اسواسطے کہ اُسنے ایمان کے بعد بواسطہ
علم اُنکے طریقے سے حاصل کیا ہی اور اس سبب معلومات اُسکو ہوئیں جس سے
استدلال اُنکے تمام و کمال پر ہوتا ہی اور صوفی صاحب ذوق ہی صوفی کے حال کو

سے متصوف کا حصہ ہی اور متصوف کے حال مین تشبہ کا حصہ ہی اور سنت الٰہی اسی طرح
پر جاری ہی کہ ہر صاحب حال جسکو ایک ذوق اُسمین ہی مقرر اُسے ایک حال معلوم اور
مکشوف ہو جاتا ہی جو اُسکے حال سے بلند تر ہی تو وہ حال اول صاحب ذوق ہی اور
جو حال اُسپر کشف ہوا ہی اسمین وہ صاحب علم ہی اور جو اُس سے بڑھکر حال ہی اسمین
صاحب ایمان ہی تا آنکہ طریق طلب ہمیشہ برابر جاری رہتا ہی تو ذوق کے حال مین
وہ صاحب قدم ہی اور علم کے حال مین وہ صاحب نظر ہی اور جو اس سے بڑھا
چڑھا حال ہی اسمین وہ صاحب ایمان ہی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہی ان الابرار لفی نعیم
علی الارائک ینظرون یعنی بیشک جو نیک لوگ ہین آرام مین تختون پر بیٹھے دیکھتے ہین
ابرار کی اور اُنکی شراب کی تعریف کی ہی بعد اسکے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ومزاجہ من
تسنیم عینا یشرب بہا المقربون پس ابرار کی شراب مین مقربین کی شراب سے
میل ہی اور وہ مقربین کے لیے خالص ہی تو صوفی کے لیے خالص شراب ہی اور
متصوف کی شراب مین اسکا میل ہی اور متصوف کی شراب سے متشبہ کے لیے میل ہی
پس صوفی بساط قرب سے قرارگاہ روح مین بڑھ گیا ہی اور صوفی کی نسبت متصوف
ایسا ہی جیسے کہ زاہد کی نسبت متزہد ہی اسواسطے کہ یہ فعل اور عمل تکلیف کے
ساتھ اُسنے کیا ہی اور سبب پیدا کیا ہی جس سے اشارہ اس بات کی طرف ہی جو
صوفی کے وصف سے اُسمین موجود ہی تو وہ متصوف صوفی کے طریق مین اپنے
رب کی طرف سیر و سلوک کرنے مین جد و جہد کرنے والا ہی - جناب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا ہی سیروا سبق المفردون یعنی چلو اور بڑھو مفردین سبقت
کر گئے ہین صحابہ نے کہا مفردین کون ہین یا رسول اللہ تو فرمایا کہ وہ شیفتگان

ذکر الٰہی میں جنکے بار انسے ذکر نے اتار دیے ہیں اور قیامت کے دن وہ ہلکے سبک
کار آوینگے پس صوفی مفردین کے مقام میں ہیں اور متصوف سائرین کے مقام میں
اپنے سیر میں قرارگاہ قلب میں ذکر الٰہی سے پہونچنے والے ہیں و قلب سے اسکا قرب
ہی اور اپنی نظر سے التلذذ اسکا ہی اسکی نظر کی جانب جو اسکی طرف ہی پس صوفی
صاحب مشاہدہ و روح کے مقام و مستقر میں ہی اور متصوف صاحب مراقبہ قلب
کے مقام میں اور متشبہ صاحب مجاہدہ و محاسبہ نفس کے مقابلہ اور ہمسری میں ہی
تو صوفی کی تلوین اسکے قلب کے وجود میں ہی اور متصوف کی اسکے نفس کے وجود
میں اور متشبہ کو تلوین نہیں ہی اسواسطے کہ تلوین ارباب احوال کے لیے ہی اور متشبہ
ایک سالک مجتہد ہی جو ابھی احوال تک نہیں پہونچا اور ان سب کو جامع دائرہ
اصطفا ہی اللہ تعالی نے فرمایا ہی پھر ہم نے کتاب کا وارث اُن لوگون کو کردیا جنکو
ہم نے اپنے بندون سے برگزیدہ کیا ہی تو بعضے انہین سے اپنے نفس کے ظالم ہیں اور
بعضے انہین سے متوسط اور میانہ رو ہیں اور بعضے انہین کے ہیں جو آگے بڑھ گئے ہیں بعضے
کہتے ہیں کہ ظالم زاہد ہی اور مقتصد عارف اور سابق محب ہی اور بعضون کا قول ہی کہ ظالم
وہ ہی کہ بلا سے زاری اور بے صبری کرتا ہی اور مقتصد وہ ہی جو بلا پر صبر کرتا ہی اور
سابق اسے کہتے ہیں کہ بلا سے لذت پاتا ہی اور بعضون نے کہا ظالم وہ ہی جو
غفلت اور عادت سے عبادت کرے اور مقتصد رغبت سے اور خوف سے اور
سابق جو اپنے پروردگار کو نہ بھولے اور احمد بن عاصم انطاکیہ رحمہ اللہ نے کہا ہی
ظالم صاحب اقوال ہی اور مقتصد صاحب افعال اور سابق صاحب احوال اور
یہ سب قول صوفی اور متصوف اور متشبہ کے حال سے نظرون بہ تناسب ہیں

اور یہ سب اہل صلاح وفلاح سے ہیں کہ انکو دائرہ اصطفا جمع اور یکجا کرتا ہے اور خصوصیت کی نسبت اپنی عطا و بخشش سے انہیں ملا دیتا ہے۔ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالی عنہ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا اس قول میں اللہ تعالی کے فرمایا ہے فمنہم ظالم لنفسہ ومنہم مقتصد ومنہم سابق بالخیرات کلہم بالجنۃ یعنی انہیں سے ظالم اپنے نفس کے اور بعضے مقتصد اور بعضے خیرات میں بڑھے ہوئے یہ سب جنت میں ہیں۔ ابن عطا کا قول ہے کہ ظالم وہ ہے جو اللہ کو دنیا کے واسطے دوست رکھتا ہے اور مقتصد وہ ہے جو اللہ کو عقبے کے لیے دوست رکھتا ہے اور سابق وہ ہے کہ اپنی مراد کو اللہ کی مراد کے ساتھ انہیں ساقط کرے اور یہی صوفی کا حال ہے تو تشبیہ اس قوم کے افرنے کسی شے کے پیش آیا اور یہ انکے قرب کا موجب اسکے لیے ہوتا ہے اور قرب انکا ہر ایک چیز کا مقدمہ اور دیباچہ ہے۔ اپنے شیخ سے میں نے سنا ہے کہ کہتے تھے کہ اہل دنیا سے ایک شخص شیخ احمد غزالی کے پاس آیا اور ہم اصفہان میں تھے یہ شخص ان سے خرقہ چاہتا تھا تو اس سے شیخ نے کہا فلاں کے پاس جاؤ اور یہ میری طرف اشارہ تھا تاکہ وہ خرقہ کے معنی میں تجھ سے کلام کرے پھر آؤ کہ میں تجھے خرقہ پہناؤں کہا پھر وہ میرے پاس آیا تو میں نے اس سے خرقہ کے حقوق بیان کیے اور وہ باتیں جو حق خرقہ کی رعایت سے واجب ہیں اور جو خرقہ پہنے اسکے آداب اور وہ شخص جو اسکے پہننے کی قابلیت رکھے تو اس شخص نے حقوق خرقہ کو بہت بڑا بھاری جانا اور خرقہ کے پہننے سے ہچ کیا اب شیخ کو اس معاملہ کی خبر پہونچی جو طالب کے نزدیک میرے قول سے اسکو پیدا معلوم ہوا تو مجھے بلایا اور میں نے جو اس سے کہا تھا اسپر خفا ہوا اور کہا میں نے

تیرے پاس اُسے اس لیے بھیجا تھا کہ تو اُس سے باتیں ایسی کرے کہ جن سے اُسکی رغبت
خرقہ کی طرف زیادہ ہو۔ اُسپر تو نے وہ باتیں کہیں جن سے ارادہ سُست ہو گیا۔ جو جس
بات کا تو نے ذکر کیا وہ صحیح ہیں اور وہ ایسی ہیں کہ حقوق خرقہ سے واجب ہیں
مگر جب ہم نے مبتدی پر لازم کر دیں تو وہ بھاگا اور اُسپر قیام کرنے سے عاجز آیا
پس ہم اُسے خرقہ پہناتے ہیں تاکہ قوم سے تشبہ ہو جاے اور اُنکے لباس سے ملتبس ہو
تو یہ بات اُسکو مجالس و محافل سے قربت دے گی اور اُنکے ساتھ اختلاط سے اور
اُنکے احوال و سیرت کے دیکھنے سے اُسکی وہ خواہش کرے گا کہ راہ اُنکی چلے اور اسی قسم
سے کچھ اُنکے احوال تک پہونچے گا۔ اور شیخ احمد غزالی نے کہا اس قول سے وہ قول
موافق ہی جو ہمارے شیخ رحمہ اللہ نے ابو القاسم جنید بغدادی سے بواسطات روایت
کیے کہ وہ حضرت کہتے تھے جب کسی فقیر سے تو ملے تو علم سے ابتدا مت کر اور نرمی سے
آغاز کر اس لیے کہ علم اُسے متوحش کرتا ہی اور نرمی اُسے مانوس کرتی ہی اور صوفیہ
طالبوں سے نرمی پیش آتے ہیں کہ مبتدی طالب اُس سے نفع حاصل کرے اور
جو کوئی اُنمیں سے حال میں اکمل اور علم میں علامہ وہ زیادہ تر مبتدی طالب کے
ساتھ نرمی اور رفق کرتا ہی۔ بعض صوفیہ سے حکایت ہی کہ اُسکی صحبت میں ایک
طالب آیا تو اُسنے اپنے نفس کو کثرت معاملات اور مجاہدات میں پکڑا اور اُسکی
ارادہ اُسکا یہ تھا کہ مبتدی اُسے دیکھے اور اُسکے ادب سے ادب سیکھے
اور اُسکے عمل کی اقتدا کرے اور یہ وہ نرمی ہی کہ کسی چیز میں در نہ آئی مگر یہ کہ
اُسکو زینت اور رونق دے دی پس تشبہ حقیقی کے لیے قوم کے طریق سے
بیان ہی اور اُسکے موافق عمل ہی اور سلوک و جہاد ہی اس کے موافق جو

ہم نے ذکر کیا کہ وہ صاحب مجاہدہ اور محاسبہ ہی پھر وہ متصوف صاحب مراقبہ ہو جاتا ہی بعد ازان وہ صوفی صاحب مشاہدہ ہو جاتا ہی ولیکن جو شخص متصوف اور صوفی کے حالی کی طرف تشبہ کے ساتھ نظر نہین کرتا اور نہ وہ اُنکے اوائل مقاصد کا قصد کرتا ہی بلکہ فقط ظاہری کا تشبہ لباس کے تشبہ اور مشارکت حلیہ اور صورت پر بدون سیرت اور صفت کے رہتا ہی تو وہ تشبہ بصوفی نہین ہی اسواسطے کہ اُنکے ابتدائی حالات کے ساتھ اُنکی نقل وحکایت نہین کرتا تو وہ اسوقت تشبہ کا تشبہ ہی جو ایک قوم کی طرف صرف اپنے لباس سے منسوب ہوتا ہی اور اُسکے ساتھ وہ ایسی قوم ہی کہ جو اُنکا جلیس ہو وہ بے نصیب رہتا اور حدیث شریف مین وارد ہی کہ جس نے ایک قوم کی مشابہت کی تو وہ شخص اُسی قوم سے ہی۔ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ ہر آئینہ اللہ تعالی کیلیے بہت سے ملائک ہین فاضل اُن ملائک سے جو کون کے اعمال نامہ لکھتے ہین راستون مین پھرا کرتے ہین اور مجالس ذکر کو ڈھونڈھا کرتے ہین تو جب کسی قوم کو دیکھتے ہین کہ اللہ تعالی کے ذکر مین مشغول ہین تو وہ باہم ایک دوسرے کو پکارتے ہین چلے آؤ اپنے مقصود کی طرف پس قوم کو اپنے بازوون سے ظاہر آسمان تک ڈھانک لیتے ہین تب اللہ تعالی فرماتا ہی حالانکہ وہ خود دانا تر ہی کیا میرے بندے کہتے ہین فرشتے کہتے ہین کہ تیری حمد کہتے ہین اور تیری تسبیح اور تیری تمجید کرتے ہین پھر فرماتا ہی کیا مجھے اُن لوگون نے دیکھا ہی تو فرشتے کہتے ہین کہ نہین پس فرماتا ہی جو مجھے دیکھ پاتے تو کیا ہوتا وہ کہتے ہین اگر تجھے دیکھتے تو اور زیادہ

تسبیح اور تحمید اور تمجید کرتے پھر فرماتا ہی کیا مجھ سے مانگتے ہین یہ کہتے ہین کہ تجھ سے بہشت مانگتے ہین پھر فرماتا ہی کہ کیا بہشت دیکھی ہی وہ کہتے ہین کہ نہین پھر فرماتا ہی کہ کیا ہوتا اگر اُسے دیکھتے تو وہ کہتے ہین اگر اُسے دیکھتے تو اور زیادہ طلب اُنکی اور حرص زیادہ ہوتی فرشتون نے کہا اور دوزخ سے پناہ مانگتے ہین تو فرماتا ہی کہ آیا اُسے دیکھا ہی وہ کہتے ہین کہ نہین پھر فرماتا ہی کیا ہوتا اگر اُسے دیکھتے فرشتون نے کہا اور زیادہ پناہ مانگتے اور اُس سے بھاگتے پھر اللہ تعالی فرماتا ہی مین تمھین گواہ کرتا ہون کہ ہر آئینہ مین نے اُنکو بخشا پھر ایک فرشتہ اُن مین سے کہتا ہی کہ فلانا شخص اُن لوگون مین سے نہین ہی وہ فقط ایک ضرورت سے آیا تھا تب اللہ تعالی فرماتا ہی وہ باہم ہمنشین اور ہم صحبت ہین اُنکا ہم نشین بے نصیب اور بے بہرہ نہین رہتا پس صوفیہ کا جلیس اور اُنکا متشبہ اور محب محروم نہین رہتا

آٹھوان باب ملامتی اور اُسکے حال کی شرح مین ہی

بعض صوفیہ نے کہا ملامتی وہ شخص ہی جو خیر کو ظاہر نہ کرے اور شر کو مخفی نہ کرے اور شرح اُسکی یہ ہی کہ ملامتی کے عروق اخلاص کا ذائقہ لیتے ہین اور صدق سے متحقق ہوا تو وہ نہین چاہتا کہ اُسکے حال اور اعمال پر کوئی مطلع ہو۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا مین نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ اخلاص کیا چیز ہی فرمایا مین نے جبرائیل سے پوچھا کہ اخلاص کیا ہی اُسنے کہا مین نے حضرت رب العزت سے سوال کیا کہ اخلاص کیا چیز ہی فرمایا وہ ایک سر میرے سرون سے ہی جسکو مین اُس شخص کے دل مین اپنے

بندون مین سے امانت رکھتا ہون جسکو مین دوست رکھتا ہون پس بلا تشبیہ
کسکے لیے زیادہ اختصاص اس بات کے ساتھ ہی کہ وہ اخلاص کے ساتھ متمسک
اور معتصم ہین احوال اور اعمال کے اخفا کو اچھا جانتے ہین اور اُسکے چھپانے مین
لذت پاتے ہین حتے کہ اگر انکے اعمال و افعال کسی پر ظاہر ہو جائین تو اُس سے متوحش
ہوتے ہین جس طرح کسی گناہ کے کھل جانے سے گنہگار کو وحشت ہوتی ہی پس
ملامتی نے وقوع اخلاص اور اُسکے مقام کی قدر و منزلت کی اور اُسکا اعتبار اور
شمار کرکے اُسمین ہاتھ مارا اور صوفی اسکے اخلاص مین اپنے اخلاص سے غائب
اور گم ہوگیا - ابو یعقوب سوسی نے کہا جب اپنے اخلاص مین اُنھون نے اخلاص کو
شاہد کیا تو اُنکا اخلاص ایک دوسرے اخلاص کا محتاج ہوا اور ذو النون نے
کہا اخلاص کی علامات سے تین چیزین ہین عوام سے مدح و ذم کی مساوات
اور اعمال مین دید اعمال کا بھول جانا اور ثواب اعمال کی خواہش کو
آخرت مین چھوڑ دینا - ابو عثمان مغربی سے مروی ہی کہ کہا اخلاص وہ چیز ہی
جسمین نفس کو حظ کسی حال کے ساتھ نہ ہو اور یہ عوام کا اخلاص ہی اور خواص
کا اخلاص وہ ہی کہ اُنپر نہ اُنکے ساتھ گذرے اور اُنھین کے منجملہ طاعات مین
جیسے وہ یکسو ہین اور نہ اُنپر اُنکی نظر ہی اور نہ اُنکی کچھ شمار قطار ہی تو یہ اخلاص
خواص ہی اور یہ وہ ہی جسکو شیخ ابو عثمان مغربی نے تفصیل وار لکھا ہی اس
طرح سے کہ صوفی اور ملامتی کے مابین فرق ظاہر کیا اسواسطے کہ ملامتی نے
اپنے عمل اور حال سے خلق کو دور کیا ہی مگر اپنے نفس کو قائم رکھا تو وہ
مخلص ہی اور صوفی نے اپنے نفس کو اپنے عمل اور حال سے دور کردیا

جس طرح کہ اُسکے غیر کو دور کر دیا تو وہ مخلَص ہی اور مخلِص خالص اور مخلِص مین بہت بڑا فرق ہی۔ ابوبکر زقاق نے لکھا ہی اخلاص کا نقص اُسکے اخلاص مین دیکھنا اپنے اخلاص کا ہی تو جب اللہ چاہتا ہی کہ اُسکے اخلاص کو خالص کرے تو اُسکے اخلاص سے دید اُسکی جو اُسکے اخلاص پر ہی ساقط کر دیتا ہی تو وہ مخلَص ہوگا مخلِص۔ ابوسعید خراز نے کہا ہی کہ عارفون کی ریا مریدون کے اخلاص سے افضل ہی اور معنی اُسکے قول کے یہ ہین کہ مریدون کا اخلاص مین رویت اخلاص کی علت ہی اور عارف اُس ریا سے منزہ ہی جو عمل کو باطل کرتے مگر شاید کہ وہ کچھ اپنے حال اور اعمال سے اپنے علم کامل کے ساتھ جو اُنہین اُسکے نزدیک ہی مرید کی کشش یا اخلاق نفس سے ایک خلق کی رنج کشی کے سبب سے ظاہر کرتا ہی اور خواص عارفون کے لیے اس معاملہ مین ایک علم دقیق اور باریک ہی کہ دوسرا اُسکو نہین جانتا تو کم علم ریا کی صورت اُسکو دیکھتا ہی حالانکہ وہ ریا نہین ہی اُسکے سوا نہین ہی کہ وہ صریح علم الہی کو واسطے اللہ کے ساتھ ہی یہ دونون اُنکے اور نفس اُنمین حاضر ہوا کوئی آفت اُنمین موجود ہو۔ رویم نے کہا ہی کہ اخلاص یہ ہی کہ صاحب اخلاص اُسپر دارین مین کسی عوض اور دونون ملکین سے کسی حصہ کی خواہش نکرے۔ بعض صوفیہ نے کہا صدق اخلاص عدم نظر با سے خلق کے دیکھنے کو چھپاتا ہی اور بلاشبہہ خلق کو دیکھتا ہی چہ اپنے عمل اور حال کو چھپاتا ہی اور بعض نے پہلے سے بیان کیا اخلاق صوفی کا وصف ہی اور اسی واسطے زقاق نے کہا ہی کہ ہر ایک مخلِص کے لیے اپنے اخلاص کے دیکھنے سے یا در نہین ہی اور یہ کمال اخلاص کا نقص ہی اور اخلاص وہی ہی کہ اللہ اُسکے

صاحب کا محافظ ہوتا تاکہ تکمیل عملی کرے۔ جعفر خلدی نے کہا کہ ابو القاسم جنید بغدادی سے میں نے سوال کیا کیا اخلاص اور صدق میں کچھ فرق ہے کہا ہاں صدق اصل ہے اور وہ اول ہے اور اخلاص فرع ہے اور وہ تابع ہے اور کہا ان دونوں میں فرق ہے اسواسطے کہ اخلاص جب تک عمل میں نہ آئے نہیں ہوتا پھر کہا کہ وہی اخلاص ہے اور مخالص الاخلاص ہے اور خالصہ ہے جو مخلصین میں ہے تو اس بنا پر اخلاص ملامتی کا حال ہے اور مخالص الاخلاص صوفی کا حال ہے اور خالصہ جو مخلصین میں ہے ایک مخالص الاخلاص کا ثمرہ ہے اور وہ بندہ اپنے رسوم سے اپنا قیام اپنے قیوم کے دیکھنے سے فنا اور جاتا رہتا ہے بلکہ اپنے قیام کی رویت سے اسکا غائب ہونا ہے اور وہ استغراق فی الذات آثار اور لوث اخفا کی آزادی سے ہے اور وہ صوفی کے حال کا گم ہونا ہے اور ملامتی اپنے مقام اخلاص میں مقیم اور اپنے اخلاص کی حقیقت کی طرف نابینا ہے اور یہ ملامتی اور صوفی میں فرق واضح ہے اور خراسان میں البتہ ملامتیوں کا ایک گروہ رہتا ہے اور انکے لیے مشائخ ہیں جو انکی بنیاد کو درست کرتے اور طریق انکے حال کی انہیں بتلاتے تھے وہ ہم نے ہر چند عراق میں دیکھا ان لوگوں کو جو اس ارادہ کے سالک ہیں مگر وہ اس نام سے مشہور نہیں ہیں اور اہل عراق اس نام کو بول چال میں کمتر استعمال کرتے ہیں نقل ہے کہ ایک ملامتی کو سماع میں مدعو کیا تو وہ نہ آیا جب اس سے بابت اسکے کہا گیا تو کہا اسواسطے اگر میں آتا تو مجھے وجد ہوتا اور میں نہیں پسند کرتا کہ کوئی میرا حال معلوم کرے۔ اور منقول ہے کہ احمد بن ابی الحواری نے ابو سلیمان دارانی سے کہا کہ میں جب خلوت میں ہوتا ہوں تو

اپنے معاملہ کی لذت ایسی پاتا ہون جو صحبت خلق مین نہین پاتا تو اُس سے کہا کہ تو
ادب کم طاقت ہی پس ملامتی ہرچند اخلاص کے دستہ کا قابض اور بساط صدق
کا فراش ہی مگر اُنہین بقیہ رویت خلق کا اور اُس نہج کا جو اُنہین کی بہت عمدہ ہی
یعنی بقیہ اخلاص اور صدق کی تحقیق کا موجود ہی اور صوفی اس بقیہ سے پاک
اور صاف ہی جو دونون طرف مین ہی عمل یا ترک عمل سے کہ خلق کے لیے ہی اور بالکل
اُنکو دور دفع کر دیا اور نظر فنا و زوال مین اُنکو دیکھا اور اُسکے لیے ناصیہ توحید
کھل گئی اور اس قول حق سبحانہ تعالی کا بھید پا لیا کل شئے ہالک الا وجہہ ہر ایک
شی فانی ہی مگر ذات اُسکی۔ جیسا کہ بعض صوفیہ نے اپنے غلبات کے بعض
اوقات مین کہا ہی دارین مین اللہ کے سوا کوئی نہین اور کبھی ایسا ہوتا ہی کہ ملامتی
دو وجہ سے اخفاء حال کرتا ہی ان دونون وجہون مین سے ایک وجہ تو اخلاق و تحقیق
کے واسطے ہی اور دوسری وجہ جو کامل تر ہی وہ یہ ہی کہ غیب حال بنوع غیرت
پوشیدہ رہے اس واسطے کہ جو اپنے محبوب کے ساتھ خلوت نشین ہو تو اسکی اطلاع
غیر کو اسکے بھی معلوم ہونی بری بات ہی بلکہ صدق محبت مین آئے یہ بھی برا معلوم ہوتا ہی
کہ کسی کو اطلاع اسکی ہو کہ وہ اپنے محبوب کو چاہتا ہی اور یہ بات اگرچہ بڑی ہی تو بھی
طریق صوفیہ مین علت ہی اور نقص ہی بنابران ملامتی متصوف پر مقدم اور صوفی
سے موخر ہی اور کہتے ہین کہ اصول بلا شبہ یہ ہی کہ ذکر چار قسم کا ہی زبان سے
اور دل سے اور سر سے اور روح سے تو جب ذکر روح صحیح ہو گیا تو سر اور قلب
اور زبان ذکر سے چپ ہو جاتی ہی اور یہ ذکر مشاہدہ ہی اور جب ذکر سر صحیح ہو گیا تو
دل اور زبان ذکر سے چپ ہوتے ہین اور یہ ذکر ہیبت ہی اور جب دل کا ذکر

صحیح ہو تو زبان ذکر سے سست ہو جاتی ہے اور یہ ذکر نعمات الٰہی ہے اور ذکر سے
جب دل غافل ہوا تو زبان ذکر کرنے لگی اور یہ ذکر عادت کا ہے اور انکے نزدیک
ہر ایک کے لیے ان ذکروں میں سے ایک آفت ہے تو ذکر روح کی آفت سر کی اطلاع
اُسپر ہے اور ذکر سر کی آفت اطلاع اُسپر قلب کی ہے اور قلب کے ذکر کے لیے آفت
نفس کی اُسپر اطلاع ہے اور ذکر نفس کی آفت اسکا دیکھنا ہے یا اُسکی عظمت
کرنی یا ثواب وہ جا لگتا ہے یا اُسنے گمان کیا کہ وہ مقامات سے ایک شے تک
پہونچے گا۔ اور کمترین خلائق قدر و قیمت میں انکے نزدیک وہ شخص ہے جو ارادہ
اُسکے اظہار کا کرے اور اس بات کا کہ خلق اُس کے سبب اُسکی خدمت میں
حاضر ہو اور اس اصل کا بھید جسپر ان لوگوں میں جو حکم رکھتے یہ ہے کہ ذکر روح ذکر ذات ہے
اور ذکر سر ذکر صفات اُنکے زعم میں ہے اور ذکر قلب آلاء و نعماء سے اثر صفات کا ذکر ہے
اور ذکر نفس علتوں کا متعرض ہے تو معنی اُسکے قول کے کہ اطلاع سر کی روح پر یہ ہے کہ
وہ اشارہ کرتے ہیں اسکی طرف کہ ذکر ذات کے وقت فنا کے ساتھ ثابت اور متحقق ہے
اور اسوقت ذکر ہیبت ذکر صفات ہے جو خبر ہیبت سے خبر دینے والا ہے اور وہ وجود
ہیبت اور خوف کا ہے اور وجود ہیبت مستدعی وجود باقیہ کا ہے اور یہ خلاف
حال فنا ہے اور اسی طرح ذکر سر ذکر ہیبت ہے اور وہ ذکر صفات نصیب قرب
کا مشعر ہے اور ذکر قلب کا جو ذکر آلاء و نعماء ہے فی الجملہ بعد کا مشعر ہے اسواسطے
کہ وہ ذکر نعمت کے ساتھ اشتغال ہے اور نعمت دینے والے کی طرف سے
ذہول اور غفلت ہے اور بخشش کا دیکھنا بخشنے والے کی طرف سے ایک بعد [illegible]
رو نفس کی اطلاع ثواب کی طرف وجود اعمال کے شمار کرنی ہے اور یہ [illegible]

ہین علت ہی اور یہ اقسام اس طریقہ کے ہین اور نہین ہے بعض بعض سے اعلیٰ ہین واللہ اعلم

نوان باب اُس شخص کے بیان مین ہی جو منسوب بصوفیہ ہی اور اُن مین سے نہین ہی

ایک گروہ انہین سے کہ جو اپنے تئین قلندریہ کہتے ہین اور کبھی ملامتیہ اور ملامتیہ کا حال ہم بیان کر چکے اور وہ حال شریف اور مقام نادر ہی اور انھون نے سنت اور رعایات سے تمسک کیا اور اخلاص وصدق سے متحقق ہین اور وہ اس قسم سے نہین ہین جنکو شرع سے بگڑے ہوے لوگ گمان کرتے ہین پس قلندریہ سے اشارہ اُن اقوام کی طرف ہی کہ اُنکے دلون کی پاکیزگی کی مستی اُنکی مالک بن گئی ہی یہان تک کہ عادت کو انھون نے ویران تباہ کر دیا اور ہمنشینی اور اختلاط کے آداب کی بیڑیان ڈال دین وچھوڑ دین اور اپنے خوش دلی کے میدانون مین سیر کی اور نماز روزہ کی قسم سے انکے اعمال تھوڑے اگر فرض اور لذات دنیا سے کسی چیز کے اٹھانے کی پروا نہین کرتے جو مباح ہین شرع نے اُنکی اجازت دی اور ایسا اوقات فرض کی رعایت پر انھون نے اقتصار اور اختصار کیا ہی اور قلت سے کے حقائق کی طلب نہین کی اور دنیا اور اسکے جمع اور ذخیرہ نہ کرنے اور زیادہ طلبی کے ترک کو کافی سمجھتے ہین اور تھوڑے پر گذر کرنے والون اور دنیا سے کم قسمت والون اور عبادت کے حصون کا برتاو نہین کرتے اور اپنی خوش دلی کے ذوق پر قانع اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہین اور اسی پر انھون نے قصد کو تاہ کیا اور انکو خبر اسکی کہ سیر اپنی خوش دلی سے ہین طلب مزید کی طرف جھانکا

تاکہ نہین اور ملامتی اور قلندری مین فرق یہ ہی کہ ملامتی اخفاء عبادات
مین عمل کرتا ہی اور قلندری عادات کی تخریب مین عمل کرتا ہی اور ملامتی کل
باب خیر و بر کے ساتھ متمسک ہی اور اُنہین فضل اور بزرگی دیکھتا ہی مگر اعمال
و افعال کو چھپاتا ہی اور اپنے نفس کو عوام کے موافق اور ہموار مین اپنی صورت
اور لباس اور حرکات مین اپنا حال چھپانے کیلئے تاکہ واقف کوئی اُس سے
شہود مقام بر روکے اور شہرت سے رکھتا ہی اور اُسکے ساتھ ہی ترقی کی طلب
مین تاک رکھتا ہی اور ہر ایک بات مین جس سے بندہ کو قرب ہو جہد بلیغ کرتا ہی
اور قلندری کسی صورت کے ساتھ مقید نہین ہوتا اور نہ اُسکو پروا ہی
کہ کوئی اُسکے حال سے واقف ہو یا نا واقف ہو اور وہ نہین مائل ہوتا مگر
اپنی خوش دلی کی طرف اور وہی راس المال اور سرمایہ اُسکا ہی اور صوفی اشیاء
کو اُنکے موقعون پر رکھتا ہی اور سب احوال اور اوقات کی اپنے علم سے تدبیر کرتا ہی
خلق کو اُنکے مقام پر اور امر حق کو اُسکی جگہ پر قائم کرتا ہی اور جس چیز کو چھپانا چاہیے
اُسے چھپاتا ہی اور جسکو ظاہر کرنا مناسب ہی اُسکو ظاہر کرتا ہی اور تمام کامون کو
اُنکے مقام پر حضور عقل اور صحت توحید اور کمال معرفت اور رعایت صدق و
اخلاص کے ساتھ لاتا ہی پھر ایک گروہ نے اہل فتنہ و گمراہی سے اپنکو ملامتیہ
کہلایا اور لباس صوفیہ سے متلبس ہوئے تاکہ اُس سے صوفیہ کی طرف منسوب
ہون اور صوفیہ سے وہ کسی بات مین نہین ہین بلکہ وہ دھوکے و غرور اور غلطی مین
پڑے ہین اور وہ صوفیون کا لباس بچاؤ کیلیے اور کبھو دھوکے کے ساتھ
پہنتے ہین اور اہل اباحت کی راہ چلتے ہین اور اُنکا یہ زعم ہوتا ہی کہ ضمائر اُنکے

اللہ تعالیٰ کی طرف خالص اور رجوع ہو گئے اور کہتے ہیں کہ یہی مقصود میں کامیابی ہی
اور شرعی رسوم کا برتنا درجہ عوام اور ان لوگوں کا ہی جنکے فہم قاصر ہیں اور تقلید
سے اقتدار کے پھندے میں پھنسے ہوے ہیں اور یہ عین الحاد اور زندقہ اور ابعاد ہی
تو جو حقیقتیں کہ شریعت نے انکو رد کیا ہی وہ زندقہ ہی اور یہ گروہ مغرور ہوکے
میں پڑے ہوے اس بات سے جاہل اور ناواقف ہیں کہ شریعت حق عبودیت ہی
اور حقیقت ہی حقیقت عبودیت ہی اور جو شخص اہل حقیقت سے ہو گیا وہ حق عبودیت
اور حقیقت عبودیت کا مقید ہو گیا اور ایسے امور اور ترقیات کا مطالبہ اُس سے
ہوا کہ جو اس درجہ تک نہیں پہونچا اس سے مطالبہ اُنکا نہیں ہوتا نہ یہ کہ تکلیف
شرعی کے ڈوپٹے سے اسکی گردن نکل جاے اور اسکا باطن بھی اور تحریف
کو بلا جاوے۔ روایت ہی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ لوگ عہد رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم میں وحی سے مواخذہ کیے جاتے تھے اور ہر آئینہ وحی کا سلسلہ
ٹوٹ گیا اور اب ہم سے مواخذہ تمہارے اعمال کا کرتے ہیں تو جو ہمارے
لیے اظہار خیر کرے اسکو قبول کرینگے اور اس سے قربت کرینگے اور ہمارے ذمہ
اسکے بطون سے کچھ نہیں ہی اللہ اس سے محاسبہ اسکے بطون کا کریگا اور جو
اسکے سوا ہمارے سامنے ظاہر کرے اسکو ہم نہیں قبول کرینگے اگرچہ وہ کہے کہ
میرا باطن اچھا ہی اور اس سے مشغول ہوکے اپنے نفس کو تہمتوں کے لیے سامنے کیا
تو جو کوئی اسکی طرف بدگمانی کرے تو چاہیے کہ اسکو برا بھلا نہ کہے پھر جس وقت ہم
دیکھیں کسی شخص کو جو حدود شرع کا استحقار کرتا ہی صلوٰۃ مفروضہ کو چھوڑ دیتا ہی
تلاوت کلام اللہ اور روزہ نماز کی حلاوت کو شمار و اعتبار میں نہیں لاتا اور

حرام مکروہ مقامات میں ڈرتا ہی ہم اُسکو رد کرینگے اور اُسکو قبول نکرینگے اور اُسکے
دعوی کو کیونکہ اُسکا بطون صالح ہی نہ مانینگے حضرت جنید علیہ الرحمہ سے منقول ہی
کہ وہ ایک شخص سے معرفت کا بیان کرتے تھے تو اس شخص نے کہا کہ عارف باللہ
بر و تقوی کے ترک تک پہونچتے ہیں تو جنید نے کہا کہ یہ قول اُس قوم کا ہی جو
ترک اعمال کا کلام کرتے ہیں اور یہ میرے نزدیک بڑی بات ہی اور جو شخص چوری
اور زنا کرے ایسے شخص سے بہتر ہی اُس شخص سے جو یہ بات کہے اور پھر البتہ عارف
باللہ نے اللہ سے اعمال حاصل کیے ہیں اور اُسی کی طرف اُن اعمال میں یہ لوگ
رجوع کرتے ہیں اور اگر میں ہزار برس زندہ رہوں ایک ذرہ اعمال پر سے کم نکروں
الا جب کہ میرا کوئی حائل ہو وہ اعمال میری معرفت کے موکد و میرے حال کے
لیے موجب قوت ہیں۔ اور انکے منجملہ ایک قوم ایسی ہی جو حلول کے قائل ہیں
اور یہ گمان باطل کرتے ہیں کہ اللہ تعالی انمیں حلول کرتا ہی اور اُن اجسام میں
جنکو وہ انتخاب کرتا ہی اور قول نصاری جو لاہوت اور ناسوت میں ہی اُسکے
معنی اُنکے فہموں کے نسبت کرتا ہی اور انمیں سے بعضے وہ ہیں جو خوبصورت
چیزوں کی طرف نظر کرنا مباح جانتے ہیں جس سے اشارہ اس وہم کی طرف ہی اور
اُنکے یہ خیال میں ہی کہ جس شخص نے اپنے بعض غلبات میں کلمات کے
ہمارے مشہورات اور محجوبات میں سے اُسی کی مین مضمر اور مخفی تھا مثلاً حلاج
نے کہا انا الحق۔ اور جو کچھ ابویزید سے قول اُسکا سبحانی نقل کیا جاتا ہی حاشا
کہ ابویزید کی شان میں ہم اعتقاد کریں کہ اُس نے ایسا کہا مگر حکایت کے
طور پر اللہ تعالے کی طرف سے اور اسی طرح سمجھا ہو کہ حلاج کے قول میں

اعتقاد کیا جاے اور اگر اسکا ہمین علم ہوتا کہ اُسنے یہ قول حلول سے مغمر الشئی بیان
کیا ہی تو اسکو بھی ہم رد کرتے جس طرح اس فرقہ کی ہم نے تردید کی ہی اور ہمارے [illegible]
جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے واسطے ایک شریعت غرا پاک اور
صاف لائے ہین جس سے تمام کجی اور پیچ سیدھے اور مستقیم ہوگئے اور ہمارے
عقلون نے اُن چیزون پر دلالت کی ہی جس سے اللہ تعالیٰ کا وصف جائز ہی اور نا جائز ہی
اور اللہ تعالیٰ پاک ہی اس سے کہ اُسمین کوئی شی حلول کرے یا وہ کسی شی مین حلول
کرے حتی کہ شاید بعض گمراہ مبتلا جو تری دل کا وسوسہ رکھتا ہو اور سُنے ایسے کلمے
سُنے ہون جو اُسکے باطن سے مشتاق ہون پھر وہ اپنی فکر مین ایسے کلمات دل سے
بناوے جنکو اللہ تعالیٰ کی طرف نسبت کرے اور وہ بات جیسے اللہ تعالیٰ کی ذات
سے ہو جیسے وہ کہنے لگے کہا اُس نے اور مین نے اُس سے کہا اور یہ ایک شخص ہی
یا تو اپنے نفس اور حدیث نفس سے نا علم ہو اپنے پروردگار و کیفیت مکالمہ اور
[illegible] الٰہی اور یا اپنے تصرفات کے بطلان کا عالم ہی کہ تو اُسے
[illegible] کیا ہی کہ اسکا وہم ہو کہ ایک شی پر ظفر یاب
ہوگیا اور [illegible] کرنیکا اس بات سے [illegible] بعض
حقیقتون [illegible] ہین کہ حالات
اُنکے ظاہر یا باطن [illegible] اور آخرون نے اصول قوم کے ساتھ صدق تقویٰ
ودلکا [illegible] اور اعتصام کیا ہی تو اس کے اسرار صاف
ہوگئے اُنکے دلون مین خطابون نے شکل حاصل کی کہ قرآن اور حدیث کے
موافق ہین تو اُنکے ساتھ خطاب بحضرت دلون کے وقت نازل ہوے

اور یہ کلام نہیں ہیں جسکو وہ سُنتے ہیں بلکہ ایک حدیث کی مثال ہے جو نفس میں ہو فکر سے
اسکو پاتے ہیں جو کتاب اور سُنت کے موافق اپنے اہل کے پاس آئے ہوئے علم کے
موافق ہو اور یہ اُنکے ساتھ اُنکے اسرار و دلوں کی سرگوشی اور راز گوئی ہے تو اپنے نفوس کے
لیے مقام عبودیت اور اپنے مولا کے لیے ربوبیت ثابت کرتے ہیں تو جو وہ پاتے ہیں اپنے
نفوس اور اپنے مالک کی طرف نسبت کرتے ہیں اور وہ لوگ اسکے ساتھ جانتے ہیں
کہ یہ اللہ کا کلام نہیں ہے اور اسکے سوا نہیں کہ وہ ایک علم حادث ہے جسکو اللہ تعالے
نے اُنکے باطنوں میں پیدا کر دیا ہے پس صحیح اور یکسانی لوگوں کا دین [illegible]
اللہ تعالی کی طرف ان تمام باتوں سے جنکے ساتھ اُنکے نفوس حدیث کرتے ہیں یہاں تک
کہ اُنکا میدان ہوا سے نفسانی سے پاک ہوجاتا ہے اور اُنکے باطنوں میں ایک چیز
الہام کرتی ہے جسے اللہ تعالی کی طرف نسبت کرتے ہیں جیسے ایک حادث کی نسبت
پیدا کرنے والے کی طرف ہوتی ہے وہ نسبت جو کلام کو متکلم کی طرف ہوتا ہے کیونکہ [illegible]
سے متحد نہیں اور انہیں سے ایک گروہ ہے جنکا زعم ہے کہ دریاے توحید میں غرق
ہوتے ہیں اور قرار وثبات اُنکو نہیں ہے اور اپنے نفوس سے لیے اسقاط حرکت و
فعل کرتے ہیں اور اُنکا زعم ہے کہ وہ اشیا پر مجبور ہیں اور کوئی فعل اُن کے لیے
اللہ کے فعل کے ساتھ نہیں ہے اور معاصی اور شہوات نفسانی میں گر پڑتے
ہیں اور بیکاری اور دوام غفلت کی طرف مائل اور اسکے ساتھ دین کی
نسبت سے ابرو ناحدود و احکام حلال اور حرام کو چھوڑ دینا اُن کے مرغوب ہے
اور سہیل علیہ الرحمت سے اُس شخص کی بابت پوچھا گیا جو کہتا تھا کہ میں ایک
دروازہ کے مثال ہوں جنبش میں نہیں کرتا جب تک کوئی مجھے جنبش نہ دے

کہا یہ بات کوئی بجز دو آدمی کے نہین کہتا یا صدیق یا زندیق اس واسطے کہ صدیق جو بات اس اشارہ سے کہتا ہی کہ اشیا کا قوام اللہ کے ساتھ ہی اور اصول کے احکام اور حدود عبودیت کی رعایت اسکے ساتھ ہوتی ہی اور زندیق جو اس قول کو کہتا ہی وہ اعادہ اشیا کا اللہ پر کرتا ہی اور تکلیف اپنے نفس سے ساقط اور دین و رسم دین سے اپنے کو الگ کرتا ہی تو جو کوئی حلال اور حرام اور حدود و احکام کا معتقد اور جب اس سے معصیت صادر ہو تو اسکا معترف ہو اس اعتقاد سے کہ توبہ اس سے واجب ہی تو وہ سلیم صحیح ہی اگرچہ قصور وار اس چیز کے سبب ہو جسکی طرف وہ مائل بطالت سے ہو اور ہوائے نفس کے ساتھ وہ سیر سفر اور شہرون کی آمد و رفت سے راحت پاوے اگر خوب فرحت اٹھاوے اور نفس کے مشتہیات کو پہونچے اس حالت سے کہ اپنے شیخ کا پابند ہو جو اسے ادب دے اور مہذب کرے اور جو عیب ہو اسے دکھلا دے اور اللہ ہی توفیق دینے والا

دسوان باب شیخت کے رتبے کے بیان مین ہی

حدیث مین حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وارد ہوا ہی اس کی قسم جسکے قبضہ مین محمد کی جان ہی اگر تم چاہو تو مین تمہاری قسم کھاؤن ہر آئینہ اللہ تعالے کے بندون [illegible] لوگ ہین جو اللہ کی محبت اسکے بندون سے اور بندون کی [illegible] نصیحت کے ساتھ وہ زمین پر چلتے ہین اور یہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا یہ شیخت اور اللہ تعالی کی طرف دعوت کے رتبے پر دلالت کرتا ہی [illegible] اللہ تعالی کی محبت حقیقت مین اسکے بندون کی طرف کرتا ہی اور اللہ کے بندون کی محبت اللہ تعالی کی طرف اور طریق صوفیہ

۹۴

ہین اعلیٰ مراتب سے مرتبہ مشیخت کا ہی اور دعوت الی اللہ ہین وہ نیابت نبوت کی ہی پس دلیل اسکی کہ شیخ اللہ تعالیٰ کی دوستی اسکے بندون سے کراتا ہی یہ ہی کہ شیخ طریق اقتدا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مرید کو چلاتا ہی اور جسکا اقتدا اور اتباع اسکا صحیح ہو گیا تو اللہ تعالیٰ اسکو دوست رکھتا ہی فرمایا ہی اللہ تعالیٰ نے کہو اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرا اتباع کرو اللہ تمھین دوست رکھیگا اور اسکی وجہ کہ شیخ مین یہ صفت ہی کہ وہ بندگان الٰہی کی محبت اللہ تعالیٰ سے کرا دیتا ہی یہ ہی کہ وہ مرید کو تزکیہ کا رستہ چلاتا ہی اور جب نفس پاک صاف ہو جاتا ہی تو دل کا آئینہ جلا پاتا ہی اور اسمین انوار عظمت الٰہی منعکس ہوتے ہین اور جمال توحید اسمین تابان ہوتا ہی اور چشم بصیرت کی سیاہی انوار جلال قدم اور کمال ازلی کے نظارہ کی طرف منجذب ہوتی ہی تو ضرور بندہ اپنے پروردگار کو دوست رکھیگا اور یہ ورثہ اور ثمرہ تزکیہ کا ہی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہی کہ ہر آئینہ فتحیاب وہ ہوا جس نے نفس کا تزکیہ اور تصفیہ کیا اور فلاح اسکے ظفر کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی معرفت سے ہی اور یہ بھی ہی کہ دل کا آئینہ جب روشن ہوگا تو اسمین دنیا اپنی برائی اور حقیقت اور ماہیت کے ساتھ اور آخرت اپنے نفائس اور لطائف کے ساتھ اپنی کنہ اور غایت سے واضح اور لائح ہو جائیگی تو چشم دل کے سامنے دارین کی حقیقت و ماہیت منکشف ہو جائیگی اسوقت بندہ باقی کو چاہیگا اور فانی کی طرف رغبت کم کریگا پس تزکیہ و تصفیہ و تجلیہ کی بابت کا فائدہ ظاہر ہوگا تو شیخ اللہ تعالیٰ کے لشکر ناصرین مین سے ہی کہ مریدون کو اس سے راہ پر لاتا ہی اور طالبون کو اس سے رہنمائی کرتا ہی۔ عبد اللہ بن عمر صاحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا گیا کہ اس نے کہا کہ پہلے یہ کہا جاتا تھا

جب بیس یا زیادہ آدمی جمع ہوں تو اگر انمیں ایسا کوئی شخص نہوتا تھا جو اللہ عزوجل
سے ڈرتا ہو تو پھر آئینہ کا انمیں خطرہ ہوتا تھا تو مشائخ پر اللہ تعالیٰ کا وفا ہے اور مرید
اُنسے ظاہر و باطن میں ادب حاصل کرتے ہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وہ لوگ ہیں
جنکو اللہ نے ہدایت کی تو انکی ہدایت کی پیروی کر پس جبکہ مشائخ بندگی و راہ پا
ہوئے تو وہ اہل اسکے ہوئے کہ لوگ انکی پیروی کریں اور وہ متقین کے امام اور پیشوا
ہو گئے ہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پروردگار سے حکایت
کی ہے کہ فرمایا جس بندہ کو میری مشغولی میرے ساتھ غالب ہو تو اسکی ہمت اور مراد
اور لذت حاصل اپنے ذکر میں کرتا ہوں اور جب اپنے ذکر میں اسکی ہمت اور لذت
ڈالتا ہوں وہ مجھ سے عشق و محبت کرتا ہے اور میں اس سے محبت و عشق کرتا ہوں
[illegible] اور اسکے درمیان سے حجاب ہوا اسکو میں اٹھاتا ہوں جب دو آدمی بھول
جاتے ہیں [illegible] نہیں بھولتا وہ لوگ ایسے ہیں کہ انکا کلام انبیا کا کلام ہے وہ لوگ
حقیقت میں ابدال ہیں یہ وہ لوگ ہیں کہ جب میں اہل زمین پر عقوبت اور عذاب
کرنا چاہتا ہوں اور انکو [illegible] وہ یاد آتے ہیں تب انکے سبب ان لوگوں سے عذاب
پھیر لیتا ہوں [illegible] حقیقت کو پہنچتے ہیں جیسے [illegible] کہ سالک
نفس کی [illegible] سے پاک ہو [illegible] صفات [illegible] مبتلا [illegible] باطن میں پیدا ہو [illegible]
[illegible] صدق و صفا سے سلوک کرتا ہے یہاں تک کہ اسکا نفس مطمئن ہو اور اسکی
مخالفت کے سبب اس سے سردی و خشکی جو اسکے ساتھ اصل پیدائش میں ہے دور
ہوتی وہ بندگی کی طاعت و انقیاد سے روگردانی اور سرکشی کرتا ہے دور ہو جاتی ہے کہ
اور نفس کو جو گرمی روح کی پہونچتی ہے اس سے لازم ہو جاتا ہے اور یہ وہی نسبت

اور یہ ملینت ہی جسکا اللہ تعالی نے اپنے قول مین بیان کیا ہی ثم تلین جلودہم وقلوبہم
الی ذکر اللہ یعنی اُنکی جلدین اور اُنکے قلوب اللہ تعالی کے ذکر کی طرف ملائم
ہو جاتے ہین اس حالت مین عبادت کی اجابت کرتا ہی اور طاعت کے لیے
لپکتا ہی اور بندہ کا قلب روح اور نفس کے درمیان متوسط ہی جسکے دو رخ ہین
اُسکے دونون رخ سے ایک رخ نفس کی طرف ہی اور دوسرا رخ روح کی جانب ہی روح
سے مدد اُس رخ سے لیتا ہی جو اُسکے قریب ہی اور نفس کو مدد اُس رخ سے دیتا ہی جو
اُسکے قریب ہی یہان تک کہ نفس مطمئن اور تسلی ہو جاے پھر جبکہ نفس سالک مطمئن
ہوا اور سالک اُسکی سیاست سے فارغ ہوا تو اُسکا سلوک انتہا کو پہونچا اور سیاست
نفس پر تمکن اور نفس اُسکا مطیع و منقاد ہوا اور راہ الٰہی کی طرف رجوع کی پھر قلب
کی طرف متوجہ اور مستعد اُس چیز کے باعث ہوتا ہی جو اُسمین نفس کی طرف میلان اور
توجہ سے ہی تو مریدین و طالبین اور صادقین کے نفوس شیخ کے نفس کی جگہ اس کے
نزدیک قائم ہوتے ہین من وجہ اس لیے کہ جنسیت نفسیت مین موجود ہی اور
من وجہ اس لیے کہ تالف الٰہی سے شیخ اور مریدین تابعین موجود ہی اللہ تعالی نے فرمایا ہی
اگر تو وہ سب کچھ خرچ کرتا جو زمین مین ہی تو اُنکے قلوب کو نہ ملا سکتا ولیکن اللہ تعالی نے
اُنکی باہم الفت کر دی تب مریدون کے نفوس کو ایسی ہی سیاست کرتا ہی جیسا کہ
پہلے اپنے نفس کی سیاست کرتا تھا اور اُسوقت شیخ مین تخلق باخلاق اللہ کے قول
الٰہی سے موجود ہوتے ہین الا طال شوق الابرار الی لقائی وانی الی لقائہم
لاشد شوقا یعنی آگاہ ہو شوق ابرار میرے لقا کے واسطے طول پکڑ گیا ہو اور میں یقینا
بھی ان کے لقا کے لیے مشتاق تر ہون اور اللہ تعالے نے صاحب اور

منسوب میں حسن تالیف پیدا کی ہو اُسکی جہت سے مرید شیخ کا جزو بن جاتا ہو جسطرح
کہ ولادت طبعی میں بیٹا باپ کا جزو ہو اور اب یہ ولادت ولادت معنوی ہو جیسا کہ
حضرت عیسیٰ صلوات اللہ علیہ سے وارد ہو جس شخص کی دو مرتبہ ولادت نہیں ہوئی
وہ آسمان کے مقام ملکوت میں ہرگز داخل نہوگا تو پہلی ولادت سے اُسکو عالم ملک
کے ساتھ ارتباط ہوتا ہو اور اس ولادت سے اُسکا ارتباط ملکوت سے ہوتا ہو —

قال اللہ تعالیٰ وکذلک نری ابراہیم ملکوت السموات والارض ولیکون من الموقنین
اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور ایسے ہی ہم دکھلاتے تھے ابراہیم کو آسمانوں اور زمینوں کی
سلطنتیں اور اسواسطے کہ وہ اہل یقین سے ہوجائے اور یقین خالص کمال کے ساتھ
اس ولادت میں حاصل ہوتا ہو اور اسی ولادت سے میراث انبیا کا مستحق ہوتا ہو
اور جسکو انبیا کا ورثہ نہیں پہونچا تو وہ پیدا ہی نہیں ہوا اگرچہ اُسمیں کمال ہی فطنت
اور ذکا ہو اسواسطے کہ فطنت اور ذکا عقل کا نتیجہ ہو اور جب عقل نور شرع سے
خالی اور خشک ہو تو وہ ملکوت میں داخل نہیں ہوتے اور ہمیشہ ملک میں
ڈانواڈول رہتا ہو اور اسی واسطے علوم ریاضی کی دلیل قاطع پر موقوف ہوا
اس لیے کہ وہ ملک میں متصرف ہوا اور ملکوت تک نہیں چڑھا اور ملک ہستی کا ظاہر
اور ملکوت اسکا باطن ہو اور عقل روح کی زبان ہو اور بصیرت جس سے ہدایت کی شعاعیں
پیدا ہوتی ہیں قلب روح ہو اور زبان ترجمان قلب ہو اور جو مضمون کہ ترجمان اسکے
ساتھ بولتا ہو اس شخص کو معلوم ہو جسکی طرف سے وہ ترجمہ کرتا ہو اور جو کچھ اُسکے
پاس ہو جسکی طرف سے وہ ترجمہ کرتا ہو وہ ترجمان پر ظاہر نہیں ہوتا پس یہی سبب ہو
کہ صواب سے وہ لوگ محروم رہے جو ایسے عقل والے ہیں کہ نور ہدایت سے عاری

رہے

اور بینا اور اُنکے تابعین کے پاس موہبت الٰہی اور خدا کی دین ہے اور اُنکے آگے پردہ
پڑ گئے ہیں اسوجہ سے کہ وہ لوگ واقفیت ترجمان سے اور اُنکی محرومی غایت بتیان سے ہے
اور جسطرح ولادت طبعی میں ذرات اولاد باپ کی پشت میں ودیعت رکھے گئے ہیں کہ
وہ اصلاب اولاد کی طرف بتعداد ہر ولد ذرہ کے منتقل ہوتے ہیں اور یہ وہ ذرات
ہیں کہ روز میثاق میں اُنسے اللہ تعالی نے خطاب الست بربکم کیا اور اُنھون نے
بلی کہا جبکہ آدم کی پشت پر ہاتھ پھیرا اور وہ بطن نعمان ہے بلکہ اور لطائف سے
ملے ہوئے تھے تو ذرات اُسکے چشمہ سے روان ایسا ہوئے کہ جیسے عرق موافق ہر ولد
کے اولاد آدم سے ایک ایک ذرہ تھا بعد ازان جبکہ خطاب کیا گیا اور جواب دیا
پشت آدم کی پھیر دی گئی تو بعض آباد ہے وہ ہیں جنکے صلب میں نفوذ ذرات ہوا
یعنی وہ پشت میں اُنکے گھس گئی اور بعضے اُنہیں سے وہ ہیں جنکے صلب میں نہیں
ودیعت ہوئی تو اُنکی نسل قطع ہو گئی اور ایسا ہی مشائخ کا حال ہے تو اُنہیں سے کوئی
شیخ ایسا ہے جسکے اولاد کثرت سے ہوئی اور اُس سے علوم اور احوال حاصل کرتے ہیں
اور ایسے دوسرے کی وراثت میں لیتے ہیں جسطرح پر کہ اُنکو بواسطہ صحبت نبی
علیہ السلام پہنچے ہیں اور اُنہیں سے کوئی ایسا ہے جسکے تھوڑی اولاد ہے اور اُنہیں
سے کوئی ایسا ہے جسکی نسل قطع ہو گئی ہے اور جسکی نسل ہے جیسے اللہ تعالی نے کفار
پر رد کیا ہے جبکہ اُنھون نے کہا محمد ابتر ہیں کوئی اُنکی نسل میں نہیں ہے اللہ تعالی نے
نے فرمایا کہ بیشک تمہارا دشمن وہی ابتر ہے ولکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی نسل قیامت کے قائم ہونے تک باقی ہے اور نسبت معنوی کے اعتبار سے
مسلمان کی بھی نسل اہل علم کو پہنچی ہے حضرت پیغمبر علیہ السلام سے وراثت کی

کہ مین ابی درداؔ کے ساتھ دمشق کی مسجد مین بیٹھا ہوا تھا کہ اُنکے پاس ایک شخص
آیا اور کہا اے ابا درداؔ مین تیرے پاس مدینہ سے جو مدینہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے
ایک حدیث کے لیے آیا ہون جو مجھے تجھ سے پہونچی ہے کہ آپ اُسی جناب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سے حدیث کرتے ہین کہا تو کیا تجھے تجارت کے سبب آنا ہوا کہا نہین
کہا اور کسی دوسرے سبب سے تجارت کے سوا کہا نہین کہا مین نے جناب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے کہ آپ فرماتے تھے جو شخص کہ راستہ چلا
اور راستہ مین طلب کی اُس سے علم کی خواہش اور چاہت تو اللہ تعالیٰ اُسے جنت
کے رستون سے ایک رستہ پر لیجائے گا اور ملائک اپنے بازوون کو طالب علم کی
خوشنودی کے لیے بچھاتے ہین اور طالب علم کے لیے آمرزش چاہتے ہین جو زمین
اور آسمان مین ہین حتی کہ پانی مین مچھلیان بھی چاہتی ہین اور بیشک عالم کی فضیلت
عابد پر اسقدر ہے کہ چاند کی فضیلت تمام ستارون پر ہے اور بیشک علما وارث
انبیا کے ہین جو نہ دینار ورثہ مین دیتے ہین اور نہ درم وہ تو صرف انکا یہی علم ہے تو
جس شخص نے اُسے حاصل کیا اُس نے حصہ پایا اور بڑا حصہ حاصل کیا پس اول شخص
جسکو حکمت اور علم سے بہرہ ور ہوا وہ آدم ابوالبشر علیہ السلام ہین جو مشغول ہوئے اسپر
اس سے نزول اور گناہ مشغول ہوا اور نیز وہ باتین جو بطرف نفس اور شیطان بلاتی
ہین جیسے کہ وارد ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جبرئیل کو حکم دیا کہ زمین کے اجزا سے
ایک مٹھی بھر لاوے تو اللہ تعالیٰ نے نظر ان اجزا مین کی طرف کی جنکو پیدا
اس جوہر سے کیا ہے پہلے مخلوق کیا تو اللہ تعالیٰ کی نظر اسپر پڑنے سے
اسمین خاصیت بجانب اللہ سماع کی ہوگئی اور جب زمین اور آسمان کو کہا تو کہ

خطاب کیا آدم دونوں خواہ مخواہ اسکا یہ جواب دیا کہ اسے ہم فرمانبردار تو زمین کے
اجزا نے اس خطاب سے ایک خاصیت اٹھالی پھر یہ خاصیت اس سے باین طور
لی گئی کہ اسکے اجزا صورت آدم کی ترکیب کے واسطے حاصل کی گئی تب جسم آدم
ان اجزاء زمین سے ترکیب دیا گیا جو اس خاصیت کو مشتمل تھی پھر اجزاء ارضی
کے نسبت سے اسمین آرزو اور ہوس اس میں ڈالی گئی تا آنکہ اس نے درخت فنا
کی طرف ہاتھ بڑھایا اور وہ گیہوں کا درخت اکثر اقوال میں ہے تو اسکے قالب میں
فنا نے راہ پائی اور بعنایت و کرم الٰہی اسمین روح پھونکی گئی جسکی خبر اس آیت
میں ہے فاذا سویتہ و نفخت فیہ من روحی علم اور حکمت کو پہونچا پھر تسویہ سے
صاحب نفس منفوسہ یعنی بچہ زادہ ہوا اور روح کے پھونکنے سے روحانی والا ہوا
اور شرح اسکی طولانی ہے تو قلب اسکا کان حکمت اور قالب اسکا معدن ہوی و
آرزو ہوا پھر اس سے علم اور ہوی منتقل ہوئی اور اسکی اولاد میں میراث اسکی ہوئی
تب ولادت ظاہری کے طریق سے بواسطہ طبائع جو ہوی کا مقام دیا ہوا تو
باپ ہو گیا اور ولادت معنوی کی راہ سے بواسطہ علم باپ بنا تو ولادت ظاہری
میں اسکے فنا نے رستہ پایا اور ولادت معنوی فنا سے محفوظ ہو اسواسطے
کہ وہ شجرہ خلد سے پائے اور وہ شجرہ ظلم ہے جو درخت گندم کا جسے ابلیس نے شجرہ
خلد نام رکھا اسواسطے کہ ابلیس ایک شے کو اسکی ضد سے دیکھتا اور جانتا ہے
اس سے ظاہر ہوا کہ شیخ فی المعنی باپ ہے اور اکثر ہمارے شیخ شیخ الاسلام
ابو النجیب سہروردی علیہ الرحمہ فرمایا کئے میرا بیٹا وہ ہے جو میری راہ چلے اور
میری رہنمائی سے راہ پر آئے تو شیخ جب احوال اسکے طریق سے آگاہ ہو کبھی قید

محبین کے طریق مین روان کیا جاتا ہی اور کبھی محبوبین کے طریق مین اور یہ اسوجہ سے
ہی کہ سالکین اور صالحین کا امر چار قسمون مین منقسم ہی سالک مجرد اور مجذوب مجرد
اور سالک بابعد مجذوب اور مجذوب بابعد سالک تو سالک محض مشیخت کا اہل
نہین اور نہ اسکو پہونچتا ہی اسلیے کہ صفات نفس اسمین باقی ہین تو وہ رحمت الٰہی
کے حصہ لینے کے وقت معاملہ اور ریاضت کے مقام پر ٹھہر جاتا ہی اور اس حال
تک ترقی نہین کرتا جسکے سبب وہ سختی کی سوزش سے آرام پائے اور مجذوب محض
بدون سلوک کے خدا تعالیٰ اسے آیات تعین نہین ظاہر کرتا ہی اور اسکے قلب سے
کچھ حجاب اٹھا دیتا ہی اور معاملہ کے طریق پر نہین چلتا اور حالانکہ معاملہ کا اثر
کامل ہی کہ عنقریب اسکی شرح ہم اسکے مقام پر کرینگے انشاء اللہ تعالیٰ اور
یہ بھی مشیخت کے لیے اہل نہین ہی اور اللہ تعالیٰ سے خلعت لینے کے وقت اپنے
حال مین خوش ہی بدون اسکے کہ اپنے طریق اعمال پر فرض کے سوا چلتا ہو اور
سالک بابعد مجذوب وہ ہی جسکی ابتدا مجاہدہ سے ہو اور رنج کشی اور معاملہ یا
اخلاص [illegible] شرط [illegible] پھر وہ سختی کی جلن سے راحت حال کی طرف نکلا ہو
اور [illegible] اور فضل کی بلندی پر آرام پایا اور تکلیف کی
تنگی سے [illegible] پایا اور قرب کے نفحات سے مانوس ہو اور
[illegible] اسکے لیے کھلا [illegible] پائی اور کاسہ اسکا چھلکنے لگا
اسکے [illegible] قلوب انکی [illegible] قائل ہوے فتوح
غیب [illegible] ظاہر اسکا سیدھا اور باطن اسکا مشاہدہ
ہوا جلوہ کے لائق ہوا اور اسکے جلوہ مین خلوت اس کے لیے ہوگئی پس

سے وہ غالب ہی کہ مغلوب نہو اور تصرف کرتا ہی اُسپر کوئی تصرف نہین کرتا۔ لیکن ایسا شخص
مشیخت کا اہل ہی اسواسطے کہ وہ محبوبون کی راہ چلا ہی اور احوال مقربین اُسکو
حاصل ہوا ہی بعد ازانکہ ابرار صالح کے طریق اعمال سے داخل ہوا اور اُسکے پیرو ہوئے
کہ اُنھین علوم اُن سے منتقل ہون اور اُسکے طریق مین یہ کہ ظاہر ہوتا ہی مگر وہ
ایسے حال مین مقید ہی کہ ہمارے حال اسکا حکم حال کے قید سے رہا نہین
ہوتا اور کمال عطا کو نہین پہونچتا اسیوجہ سے اور درجہ پر ٹھکا رہتا ہی اور وہ
ضمیر روشن ہی اور جو علم دیے گئے ہین اُنکے بموجب درجات ہین لیکن مشیخت مین
مقام اکمل قسم چارم ہی اور وہ مجذوب بعد سالک ہی جسکو پہلے ہی کشف اور
انوار یقین حق تعالی دیتا ہی اور اُسکے قلب سے پردہ اُٹھا دیتا ہی اور مشاہدہ کے
انوار سے منور ہوتا ہی اور اُسکا دل کھلتا اور منشرح ہوتا ہی اور دنیا غرور کے گھر سے
دور ہوتا ہی اور دار الخلد کو رجوع کرتا ہی اور دریاے حال سے سیراب اور کینہ اور
علتون سے نرا ہو جاتا ہی اور علانیہ کہتا ہی کہ ایسے رب کی میری عبادت نہین کرتا
جسے مین نے نہین دیکھا پھر اُسکے باطن سے اُسکے ظاہر کو فیض پہونچتا ہی اور
مجاہدہ اور معاملہ کی صورت بلا وقت اور زحمت جاری ہو جاتی ہی بلکہ لذیذ اور
خوشگوار سے معلوم ہوتی ہی اور قالب اُسکا اُسکے قلب کی صفت پر اسی طرح
ہوتا ہی کہ اُسکا قلب حب الٰہی سے بھر جاتا ہی اور اُسکی جلد مین قلب کی نرمی
آجاتی ہی اور نشانی اُسکے جلد کے نرم ہونے کی یہ ہی کہ اُسکا قالب عمل کی جانب
ایسی ہی کرتا ہی جسطرح اُسکا دل قبول کرتا ہی تو اللہ تعالی اُسے مخصوص
چاہتا ہی اور محبوبان مراد کی محبت سے اُسکو محبت خالص نصیب کرتا ہی اُسے

انقطاع کرتا ہی پھر پلٹتا ہی اور منھ اُس سے پھیر لیتا ہی پھر پیام سلام بھیجتا ہی نفس کی افسردگی اُس سے دور کرتا ہی اور روح کی گرمی سے اُسے گرماتا ہی اور نفس کی یہ گرمیان اُسکے دل سے ایک ہو جاتی ہین قال اللہ تعالی اللہ نزل احسن الحدیث کتابا متشابہا مثانی تقشعر منہ جلود الذین یخشون ربہم ثم تلین جلودہم و قلوبہم الی ذکر اللہ اللہ تعالی نے فرمایا کہ اللہ نے بہت اچھی حدیث کتاب ملتی ہوئی دوہرائی ہوئی اُس سے رونگٹے کھڑے کرتے ہین جلدین اُن لوگون کی جو اپنے پروردگار سے ڈرتے ہین پھر انکی جلدین اور دل اللہ کے ذکر کے لیے پسیجتے ہین - روایت کی گئی ہی کہ جیسے قلوب نرم ہوتے ہین جلدین نرم ہوتی ہین اور یہ محبوب مراد کے سوا دوسرے کا حال نہین ہوتا - اور حدیث مین وارد ہی کہ ابلیس نے قلب کی طرف راستہ مانگا تو اُسکو جواب دیا گیا کہ یہ تیرے اوپر حرام ہی الا تیری راہ اُن عروق کے راستون مین ہی جو نفس کے ساتھ دل کی حد تک ملے چلے ہین پھر جب تو رگون مین داخل ہوگا تو اُسکے تنگ راستون مین پسینے پسینے ہو جائیگا اور تیرا پسینا ایک ہی اس راہ مین اب رحمت سے مل جائیگا جو قلب کی جانب سے منشرح ہوتا ہی اور وہان فریب سے بغیر غلبہ قلب تک پہونچیگا اور جسکو مین نبی یا ولی کرتا ہون اُسکے قلب کے پاس سے یہ رگین قطع کرتا ہون پھر قلب سلیم ہو جاتا ہی کہ جب تو رگون مین داخل ہوگا قلب کی جڑون تک تو نہ پہونچیگا اس لیے قلب تک تیرا تسلط نہ ہوگا پس جو محبوب مراد کہ نہایت کامل ہی اُسکا قلب سلیم و سادہ ہی اور سینہ اُسکا کھلا کشادہ اور جلد اُسکی ملائم ہوئی تو قلب اُسکا ملکوتی روح اور نفس اُسکا طبیعت قلب کے ساتھ ہو گیا اور نفس اُسکا بعد اسکے ۵

وہ نافرمان بدی کا حکم کرنے والا تھا نرم ہو گیا اور نفس کی نرمی سے جلد ملائم ہو گئی اور یافت حال کے بعد صورت اعمال کی طرف پھیر گیا اور ہنگامیکہ اسکی روح حضرت الٰہیہ کی طرف منجذب ہوتی ہی تو قلب روح کا تابع ہو جاتا ہی اور قلب کے تابع نفس اور نفس کا تابع قالب ہو جاتا ہی تو اعمال قلبی و قالبی باہم مل جل جاتے ہیں اور ظاہر و باطن کی طرف اور باطن ظاہر کی طرف پھٹ پڑتا ہی اور قدرت حکمت کی طرف اور حکمت قدرت کی طرف اور دنیا آخرت کی طرف اور آخرت دنیا کی طرف اور اسکے لیے یہ قول صحیح ہوگا کہ اگر پردہ کھولا جاے تو مین زیادہ یقین نکرون پس اس حالت مین حال کی قید سے رہا ہو جاتا ہی اور وہ حال کے اوپر غالب آتا ہی نہ کہ حال مستولی ہو اور وہ ہر وجہ سے آزاد ہو جاتا ہی اور شیخ اول جو محبین کی راہ چلا نفس کی بندگی سے آزاد ہی مگر وہ قلب کی قید مین باقی رہتا ہی اور یہ شیخ محبوبین کے طریق مین بند قلب سے آزاد ہی جیسے بند نفس سے آزاد ہی اور یہ اسلیے ہی کہ نفس ایک تاریک ارضی پردہ ہی کہ اس سے اول چھوٹ گیا اور قلب حجاب نورانی آسمانی ہی اس سے دوسرا رہا ہوا پس وہ اپنے رب کا ہو گیا نہ اپنے قلب کا اور اپنے موقت کا نہ وقت کا تو اسد کو سچ کہا اور دیان اسپر لا یا اور اسد کو سجدہ اسکے سویداء دل او خیال کرتا ہی اور اسپر دل اسکا ایمان لاتا ہی اور زبان اسکی اسکا اقرار کرتی ہی جیسا کہ اپنے بعض سجود مین رسول اسد صلی اسد علیہ وسلم نے فرمایا ہی اور بندگی سے اسکا ایک رودان بھی منہ نہین پھیرتا اور عبادت اسکی فرشتون کی عبادت سے میل کھاتی ہی اور اسد ہی کے واسطے سجدہ جو کچھ آسمان اور زمین مین کرتے ہین اور انکے سایہ صبح و شام

جھکتے ہیں تو اجسام ہیں سایہ سجدہ کرنے والے ہیں ارواح مقربوں کے سایے دنیا عالم
شہادت میں اصل کثیف ہیں اور سایہ لطیف اور عالم غیب میں اصل لطیف ہی اور
سایہ کثیف اور یہ بات اسکے لیے حاصل نہیں ہی جو محبین کی راہ چلا اس لیے
کہ صورۃ اعمال کی پیروی کرتا ہی اور اس چیز سے پیہوتا ہی جو وجدان حال سے حاصل
ہوا اور یہ علم کا قصور ہی اور نصیب کی کمی کرتا ہی اور جو علم اسے بہت ہوتا ہی
اعمال کا میل احوال سے پاتا جیسے روح بدن سے ملی ہوئی ہی اور وہ سمجھا کہ اعمال
سے بے پروائی نہیں ہی جس طرح دنیا میں ابدان سے بے پروائی نہیں تو
جب تک بدن باقی ہیں عمل باقی ہی اور جو شخص اس مقام میں صحیح ہو گیا جسکا
ہم نے ذکر کیا وہ شیخ مطلق اور عارف محقق اور محبوب وارستہ ہی نظر اسکی
دوا ہی اور بات اسکی شفا ہی وہ اللہ کے ساتھ کلام اور اللہ کے ساتھ سکوت
کرتا ہی جیسے کہ وارد ہوا ہی نہیں میری طرف بندہ نوافل سے تقرب کرتا ہی تا آنکہ میں
اسے چاہتا ہوں اور جب میں اسے چاہتا ہوں تو میں اسکا کان آنکھ اور ہاتھ
بن جاتا ہوں میرے ساتھ وہ بولتا ہی اور میرے ساتھ دیکھتا ہی تو حقیقت میں
شیخ اللہ کے ساتھ بخشتا ہی اور اللہ کے ساتھ روکتا ہی تو بیشک اسکے قریب رہنے
میں فائدے ملتے ہیں بلکہ وہ اللہ کی مراد و مرضی کے ساتھ ہی اور اللہ اسے اپنی
مراد معلوم کرواتا ہی تو سب چیزیں اللہ کی مراد سے ہوتی ہیں نہ اسکی نفس کی
مراد سے پاگر اسے علم ہو کہ اللہ نے اسے چاہتا ہی کہ اپنی ستہری صورت میں دے آوے
تو وہ اسمیں مشغول اللہ کی مراد سے ہوتا ہی اس لیے کہ وہ عبودیت اپنی ستہری ہی
بخلاف اس خادم کے جو خدمت عبادت الٰہی پر قائم ہی

گیارھوان باب خادم اور متشبہ کے حال کے بیان مین ہی

داؤد علیہ السلام کو وحی آئی اور کہا اے داؤد جب تو میرا کوئی طالب دیکھے تو اُسکا
خادم بنجا - خادم ثواب کی رغبت سے خدمت مین در آتا ہی اور اُسکی خاطر جو اللہ تعالی
نے بندون کے لیے تیار اور آمادہ کیا ہی اور آرام پہونچانے کے لیے پیش آتا ہی او
اللہ تعالی کی طرف توجہ کرنے والون کی فراغ خاطر اُنکے معاش کے کامون سے
کرتا ہی اور جو اللہ تعالی کے واسطے کرتا ہی نیک نیت کے ساتھ کرتا ہی تو شیخ
اللہ تعالی کی مراد کے ساتھ اور خادم اپنی نیت کے ساتھ قائم ہی پس خادم اللہ
کے واسطے ایک کام کرتا ہی اور شیخ اللہ کے ساتھ ایک کام کرتا ہی تو شیخ مقربین
کے مقام مین اور خادم ابرار کے مقام مین ہی پس خادم بذل و ایثار اور نرمی
اغیار سے اغیار کے لیے اختیار کرتا ہی اور اُسکی اوقات کا وظیفہ یہ ہی کہ بندگان
خدا کی خدمت کے لیے پیش آئے اور اُسمین فضیلت جانتا ہی اور اُسے نوافل
اور اعمال پر ترجیح دیتا ہی اور کبھی خادم کو وہ شخص جو نہین جانتا شیخ کی جگہ قائم
کرتا ہی اور بسا اوقات خادم اپنے نفس سے ناواقف ہی ہوتا ہی تو وہ اپنی ذات
کو شیخ جانتا ہی اسوجہ سے کہ اُس زمانہ مین علم کی قلت ہی اور لوگ صوفیہ کے علوم
نابینا اور بیقید ہوگئے ہین اور بہت سے فقرا مشائخ سے بدون علم و حال
کے لقمہ پر قناعت کی ہی تو جو کوئی زیادہ کھانا کھلاتا ہو اُنکے نزدیک وہی شیخ
کا مستحق ہی اور یہ نہین جانتے کہ وہ خادم ہی شیخ نہین ہی اور خادم حسن اور
حظ صالح اللہ کی طرف سے ہی اور جو اپنے نفس کو خادم پر جو فضل دے تو وہ اس روایت
ابوھریرہ مین ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کھانا لایا گیا آپ نے

ابوبکر اور عمر سے فرمایا کہ کھاؤ تو اُن دونوں نے کہا ہم روزہ دار ہیں تو آپ نے فرمایا
اے لوگو ٹھہرو اپنے دونوں ساتھیوں کے لیے اور اپنے دونوں ساتھیوں کا کام کرو تم نزدیک
آؤ پھر کھاؤ یعنی تم دونوں روزہ داری کے سبب ضعیف ہوگئے ہو خدمت پس
نہیں حاجت اسکی ہے جو تمہاری خدمت کرے تو تم دونوں کھاؤ اور اپنی ذات
کی خدمت کرو پس خادم حصول فضل پر حریص ہوتا ہے تو کبھو کسب کو ذریعہ گردانتا ہے
اور کبھو استقراض اور دریوزہ سے اور کبھو اپنی طرف اس وقف کی کشش سے یہ جان کر
کہ وہ اسکا قائم رکھنے والا اور اسکی صلاحیت رکھتا ہے کہ اسے پہونچائے اُن لوگون
تک جن پر اس وقف کیا گیا ہے اور اسکی وہ پروا نہیں کرتا کہ ہر ایک ایسے مقام
مین جا پہونچے جسکو شرع نے مذموم نہیں کیا تاکہ خدمت کے ساتھ احاطہ فضل
کرے اور شیخ اپنی بصیرت اور قوت علم سے جانتا اور سمجھتا ہے کہ خرچ اور انفاق
کو ضرورت ہے علم کامل کی اور نفس اور چھپی خواہش کے شائبہ سے نیت خالص کرنے
کی ہے اور اگر نیت اسکی خالص ہوتی تو اسمین رغبت نہ کرتا اسلیے کہ اسکی ہر ادا مین موجود
ہے اور حال اسکا ترک مراد اور مراد خلق کا قائم اور برقرار رکھنا ہے۔ جنید بغدادی
علیہ الرحمہ نے کہا کہ مین نے سری سقطی علیہ الرحمہ کو کہتے سنا ہے کہ جنت کے سبب سے
مین ایک شخص سے جانتا ہون جو مین نے کہا وہ کیا ہے کہ کبھی کسی سے
کچھ نہ مانگے اور کسی سے کچھ نہ لے اور نہ جو ساتھ کوئی شے ہے کہ اس سے کسی کو
کچھ دے اور خادم سمجھتا ہے کہ جنت کے راہ سے خدمت ہے اور [illegible] ہے اس
وقت کو نوافل پر خدمت مقدم ہے اور اسکا فضل دیکھتا ہے اور خدمت کو اُن
نوافل پر ترجیح دیتا ہے اور بندہ ثواب حاصل کرنے کے لیے ادا کرتا ہے الا وہ نوافل ۱۳۸

جسکے ساتھ بخری اپنی صحبت حال کی اللہ تعالی کے ساتھ کرتا ہی کہ یہ نقد قبول از وعدہ ہی
اور نوافل پر فضل خدمت کی دلائل سے یہ روایت ہی انس سے کہ کہا ہم رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے تو بعضے ہم میں سے روزہ دار تھے اور بعضے ہم میں سے
افطار کرنے والے تھے تو ہم ایک منزل میں اترے بہت ہی گرمی اُس دن
تھی تو ہم میں سے بعضے دھوپ اپنے ہاتھ سے روکتے تھے اور اکثر ہم میں کمل سے
سایہ کرتے جنکے پاس کمل تھے اُس سے سایہ کیے ہوئے تھے پھر روزہ دار تو
اور روزہ کھولنے والے کھڑے ہوئے پھر خیمے لگائے اور اونٹوں کو پانی پلایا
تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آج روزہ کھولنے والے اجر اڑا
لے گئے اور یہ حدیث دلیل ہی کہ نوافل پر خدمت کو فضل ہی اور خادم کے لیے مقام
نادر ہی جسکی طرف رغبت ہوتی ہی مگر جو شخص نیت کا خالص کرنا نفس کی آمیزش
سے نہیں جانتا اور خادم کا قصد کرتا ہی اور خدمت فقرا کے لیے پیش آتا ہی اور
خادم کے مداخل میں داخل ہوتا ہی حسن ارادت کے ساتھ کہ وہ خدام کی فضیلت چاہتا ہی
تو اسکی خدمت آمیزہ ہوئی ہوتی ہی بعضے آفتوں سے تو ایسے میں کہ خادم
اُن میں اپنے مقصد کو پہنچ جاتا ہی اس سبب سے کہ اُسکے ایمان کی حلاوت اور
اُسکی ارادت قوم کی صدق میں نیک ہی اور بعضے وہ ہیں کہ اُنہوں نے مطلب
کو نہیں پہونچے اس سبب سے کہ اُنہیں ہوائے نفسانی کی آمیزش ہوتی ہی تو
وہ ایک شی کو اسکے غیر موقع میں رکھتا ہی اور وہ کھو اپنی ہوا نفس سے خدمت
اپنے مصارف میں کرتا ہی اور ایسے شخص کی بعض اوقات خدمت کرتا ہی جو خدمت
کا مستحق نہیں ہی اور خلق سے تعریف اور ثنا چاہتا علاوہ اسکے جو ثواب

اور رضائے الٰہی کو چاہتا ہی اور بسا اوقات تعریف کے لیے خدمت کرتا ہی اور بعض
اوقات خدمت سے باز رہتا ہی اس سبب سے کہ ہوائے نفس اُس سے ملتی ہی ایسے
شخص کے حق مین جو اس سے بُری طرح ملاقات کرتا ہی اور وہ جب خدمت کی مراعات
رضا اور رغبت دونون حالت مین نہین کرتا اسواسطے کہ اُسکے قلب کا
مزاج ہوی کے ہونے سے منحرف ہوجاتا ہی اور خادم رضا اور رغبت مین ہوی
کی پیروی خدمت کے اندر نہین کرتا اور اللہ کے کام مین اُس سے مواخذہ
کسی لائم کی ملامت نہین کرتے اور وہ ایک شی کو اُسکی جگہ پر رکھتا ہی تو اب
شخص جسکی ہم نے یہی تعریف کی ہی متخادم یعنی بتکلیف خادم بنا ہوا ہی اور خادم نہین ہی
اور خادم اور متخادم مین اس شخص کے سوا کوئی تمیز نہین کرتا جسکو صحت ثبات کا
اور ثبات کے خالص کرنے کا شوق سب ہوے علم سے ہو اور اصل متخادم اپنے
اکثر معارف مین خادم کے ثواب کو پہونچ جاتا ہی اور اُسکے مرتبہ کو نہین فائز
ہوتا اسواسطے کہ اپنے ہواے نفس کی آمیزش کے سبب حال خادم سے پھرا
ہوا ہی ولیکن جو شخص خدمت فقرا کے لیے مقرر ہی کہ مال وقف اُسکے سپرد ہی
یا اُسکے منافع کو جمع کرتا ہی اور وہ خدمت اس غرض کے لیے کرتا ہی جو اسے
ملتی ہی یا حق اور حصہ کے لیے جو صورت اُسکو حاصل ہوتا ہی پس وہ اپنے نفس کے
لیے خدمت کرتا ہی نہ کہ دوسرے شخص کے لیے کرتا ہی جو اسکا فائدہ موقوف
ہو اور وہ خدمت نہ کرے اور بسا اوقات خدمت کرنے والا دوسرون سے
اپنی خدمت لیتا ہی تو وہ اپنے خود نفس کے ساتھ اُسکی خدمت کرتا ہی جو اسکی
خدمت کرتا ہی اور صوفیون مین اُسکی طرف حاجت اسے ہوتی ہی کہ اُسکی

کثرت ہی اور اس سے اپنے لیے جاہ و حشم جماتا ہی کہ بہت لوگ اسکے توابع اور ساتھی
ہین پس یہ شخص اپنے ہواے نفس کا خادم ہی اور اپنی دنیا کا طالب ہی رات
دن ان چیزون کے حصول مین حریص بنا ہوا ہی جن سے وہ اپنی قدر و منزلت قائم
کرتا ہی اور اپنے نفس اور بی بی اور اولاد کو راضی رکھتا ہی پھر دنیا مین ذی مقدور
ہوتا ہی اور وہ لباس پہنتا ہی جو خدام اور فقرا کا نہین ہی اور حظوظ کے طلب پر
اسکا نفس اٹھتا ہی اور جب ریاست اسپر غالب ہوتی ہی اور جس قدر اسکا
منافع زیادہ ہوتا ہی مادہ اسکے ہوس کا زیادہ ہوتا ہی اور فقرا پر دست درازی
اور تطاول کرتا ہی اور فقرا کو اسکی زیادہ خوشامد کی حاجت پڑتی ہی تاکہ اسکی
رضا حاصل کرین اور اسکے ظلم و حیف سے بچین کہ وظیفہ جو وقت سے
انکو ملتا ہی جاتا نہ رہے پس اسکے مناسب حال یہ ہی کہ مستخدم یعنی خدمت
لینے والا اسکا نام رکھین اور وہ خادم نہین اور یہ شخص خادم ہی اور ان تمام باتون
کے ساتھ اکثر وہ شخص انکی برکات سے کامیاب ہوتا ہی باین وجہ کہ فقرا کی
خدمت کو غیرون کی خدمت پر اختیار اور ترجیح کرتا ہی اور یہ نسبت اغنیا کے
فقرا سے اسکا ساتھ ہوتی ہی اور [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible]
قول ہی یہ وہ لوگ ہین جنکے ساتھی [illegible] اور [illegible]
[illegible]

تیرھوان باب مشائخ صوفیہ کے خرقہ پہنانے کے بیان مین

خرقہ کا پہننا شیخ اور مرید کے درمیان ایک رابطہ اور پیوند ہو اور [illegible]
[illegible] مرید [illegible] شیخ کے [illegible]

میں جاری ہی تو خرقہ پہننے کے لیے منکر کیا انکار کر سکتا ہی ایسے طالب پر جو اپنے
طلب میں صادق ہی وہ ایسے شیخ کا اپنے حسن ظن اور عقیدہ سے قصد کرتا ہی جسکو
اپنے نفس میں مصالح دین کے لیے محکم اور استوار کرتا ہی کہ اُسی پیشوائی اور
ہدایت کرے اور کامیابی کا طریق اُسے شناخت کرا دے اور دکھلاوے کہ نفوس
میں یہ آفات ہیں اور اعمال میں یہ فساد ہیں اور ان دروازوں سے دشمن آتا ہی
تاکہ اپنے نفس کو اُسکے سپرد کرے اور اُسکی راے کو تسلیم و قبول کرے اور اپنی
تمام گردشوں میں اُس سے مشورہ لے اور استصواب کرے پھر شیخ اُسے خرقہ
پہناتا ہی کہ اظہار اُسکے تصرف کا اسمین ہی تو خرقہ کا پہننا علامت اُسکی ہی کہ اُسنے
اپنے کو شیخ کے سپرد کر دیا اور اُسکا شیخ کے حکم میں درآنا اللہ اور اُسکے رسول
کے حکم میں داخل ہونا ہی اور بیعت رسول اللہ کے ساتھ ہونا ایک سنت ہی جسکا تازہ
کرنا ہی عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہی کہا ہم نے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی اس پر کہ سنیں اور اطاعت کریں تنگی اور فراخی خوشی اور
غم میں اور اس بات پر کہ ہم اولی الامر کے حکم میں نزاع نہ کریں اور جہان ہم ہون
حق بات کہیں اور اللہ تعالی کے تعمیل احکام میں کسی لائم کی ملامت سے
نہ ڈریں تو خرقہ میں بیعت کے معنی ہیں اور خرقہ بیعت میں درآنے کے لیے
دہلیز ہی اور پہننا مقصود و معنی صحبت ہی اور صحبت سے مرید کو ہر ایک خیر کی
امید ہی ابو یزید سے روایت ہی کہ جسکا کوئی استاد نہ ہو تو اُسکا امام
شیطان ہی اور استاد ابو القاسم قشیری نے اپنے شیخ ابو علی دقاق سے حکایت
کی ہی کہ میں نے اُن سے کہا ہو درخت جب آپ سے آپ ہی باغبان بغیر اُگتا ہی

تو اُنمین پھول آتے ہین اور وہ پھل نہین لاتا اور وہ ایسا ہی ہی جیسا کہ کہا ہی اور ممکن ہی
کہ وہ پھل لاتے جیسے پہاڑی جنگلی درخت لاتے ہین مگر اُنکے میوون مین باغ کے
میوون کا مزہ نہین ہوتا اور جب ایک جگہ سے دوسری جگہ پود لگائی جاتی ہی تو اُسکی
حالت اچھی ہوتی ہی اور پھل اُسمین زیادہ آتے ہین اس سبب سے کہ اُس مین
تصرف ہوتا ہی اور ہر آئینہ شرع نے تعلیم کا اعتبار تعلیم یافتہ کتے مین کیا ہی اور
اُسکے شکار مارے ہوے کو حلال کیا برخلاف اُسکے جسے تعلیم نہ دی گئی ہو بہت
مشائخ کو مین نے کہتے سُنا ہی کہ جسنے مفلح اور نجات دینے والے کو نہین دیکھا
تو وہ رستگاری نپاویگا اور ہمارے واسطے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
مین وہ خصائل حسنہ ہین جنکی اقتدا اور پیروی کیجاے اور اصحاب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے علوم و آداب حاصل کیے ہین
جیسا کہ بعض صحابہ سے منقول ہی کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہر ایک
چیز کو دیات تک جانا اگر مرید صادق نے شیخ کے تحت حکم دیدیا اور اُسکی صحبت
مین بیٹھا اور اُسکے ادب اور قاعدون سے تربیت یافتہ ہوا تو شیخ کے باطن
سے ایک حال مرید کے باطن مین سرایت اور نفوذ کرتا ہی جس طرح کہ ایک
چراغ دوسرے چراغ سے لیتا ہی شیخ کا کلام مرید کے باطن کو حاملہ
کردیتا ہی اور شیخ کی بات مین حال کے نفائس بھرے ہوتے ہین اور
صحبت داری اور باتون کے سننے سے شیخ کی جانب سے حال منتقل مرید کی طرف
ہوتا ہی اور یہ نہین ہوتا ہی مگر اُس مرید کیلیے جسنے اپنے نفس کو شیخ کے سات
روکا ہی اور اپنے نفس کے ارادے سے علحدہ ہوگیا اور اپنے نفس سے

ترک اختیار سے شیخ میں فنا اور گم ہوگیا تو صاحب اور مصحوب کے درمیان تالیف
الٰہی سے ایک میل اور پیوند نسبت روحی اور طہارت خلقی کے باعث ہوجاتا ہے
بعد ازاں ہمیشہ مرید شیخ کے ساتھ بے اختیاری کے ساتھ با ادب رہتا ہے یہاں تک
کہ شیخ کے ساتھ ترک اختیار سے اسکو ترقی اللہ کے ساتھ ترک اختیار کی حاصل
ہوجاتی ہے اور وہ اللہ سے سمجھتا ہے جیسے وہ پہلے شیخ سے سمجھتا تھا اور اس خیر کل کا
مبدء شیوخ کی صحبت اور ملازمت ہے اور خرقہ اسکا مقدمہ اور آغاز ہے اور خرقہ پہننا
جو سنت ہے اسکی وجہ یہ ہے جو کہ بنت خالد نے روایت کی نبی علیہ السلام کپڑے لائے
کہ جن میں ایک سیاہ چھوٹی کملی تھی پھر فرمایا تم کیا دیکھتے ہو کہ میں پہناؤں یہ تو سب خاموش
ہوگئے پھر فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ام خالد کو میرے پاس لاؤ کہا کہ
میں سامنے لائی گئی تو وہ مجھے اپنے ہاتھ سے پہنایا اور فرمایا کہ تو پہن اور پرانا کر
دو مرتبہ اس قول کو دوہرایا اور آپ اس کملی کے بوٹے زرد اور سرخ کی طرف
نگاہ کرتے تھے اور فرماتے تھے یا ام خالد یہ سنا ہے اور سنا حبش کی زبان
میں اچھی چیز کو کہتے ہیں اور جس بات میں ہم ہیں کہ اس شکل پر خرقہ کا پہنانا جسکو
شیوخ اپنا تا معتاد سمجھتے ہیں زمانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نہ تھا اور
یہ صورت اور [illegible] اسکے لیے [illegible] مشائخ کے [illegible]
[illegible] سے [illegible] کی [illegible] اور [illegible]
لیکن [illegible] اچھی [illegible] اور کسی [illegible] رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی شکل اور ہیئت یاد دلاوے اور جو کوئی اس سے ہے کہ انکی اقتدا کرتے ہیں
ہو کہ خلق کو حق کی طرف دعوت کرے — اور بیشک اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام

قدیم میں امت کی طرف سے حاکم کر دینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بیان فرمایا ہے اور مرید کا شیخ کو حاکم کرنا اُس سنت تحکیم کا تازہ کرنا ہے قال اللہ تعالی

فلا وربک لا یؤمنون حتی یحکموک فیما شجر بینہم ثم لا یجدوا فی انفسہم حرجا مما قضیت ویسلموا تسلیما یعنی اللہ تعالی نے فرمایا سو قسم تیرے رب کی ہے وہ ایمان والے نہیں ہیں جب تک تجھے حکم اور منصف نہ بنائیں اُس معاملہ میں کہ وہ باہم جھگڑا کرتے ہیں پھر بعد ازاں وہ اپنے دلوں میں تنگی نہ پائیں اُس فیصلہ سے جو تو کر دے اور وہ قبول اور تسلیم اچھی طرح کرلیں - اور اس آیت کے نزول کا سبب یہ ہے کہ زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ اور ایک شخص اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جھگڑا کرتے ایک شراج کی بابت سے گئے اور شراج پانی کا چڑھا نالا ہے وہ دونوں اُس سے کھجوروں کی آب پاشی کیا کرتے تھے تو نبی علیہ السلام نے زبیر سے فرمایا اے زبیر آبپاشی کر پھر اپنے ہمسایہ کے لیے پانی جانے دے تو وہ دوسرا شخص غضبناک ہوا اور کہا رسول اللہ نے اپنے پھوپھی زاد بھائی کے لیے فیصلہ کیا تو اللہ تعالی نے یہ آیت نازل کی جس میں ادب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیان کرتا ہے اور تسلیم کی شرط آیت میں لگا دی اور وہ انقیاد ظاہری ہے اور تنگی کی نفی کی اور وہ انقیاد باطنی ہے اور مرید کی شرط بعد تحکیم کے یہ ہے پس خرقہ کی پوشش اسکے باطن سے التیام شیخ کو اسکی تمام گردن میں دور کرتی ہے اور شیخوں پر اعتراض کرنے سے ڈراتی ہے اسواسطے کہ وہ مرید کے حق میں سم قاتل ہے اور یہ بات شاذ و نادر ہے کہ باطن میں مرید شیخ پر اعتراض کرے پھر فلاح اور نجات پائے اور مرید اپنی مشکلات میں تصدیقات شیخ کی نسبت

قصہ موسیٰ علیہ السلام کا خضر علیہ السلام سے یاد کیجئے کہ خضر سے کیا کیا تصدیقات
صادر ہوئیں جنکو موسیٰ علیہ السلام انکار کرتے تھے پھر جبکہ اُسکے معنی کھولے گئے
تو موسیٰ کے لیے آسان وجہ تو اب ظاہر ہوئی تو اسی طرح مرید کو ضرور ہے کہ چاہیے
شیخ سے ہر تصدیق جسکی جو شکل معلوم ہو تو شیخ کے پاس اُسکا بیان اور اُسکی
صحت کی برہان موجود ہی اور شیخ کا ہاتھ خرقہ پہنانے میں رسول اللہ کے ہاتھ کا
نائب ہی اور مرید کی تسلیم اُسکے لیے ایسی ہی اللہ اور اُسکے رسول کے لیے تسلیم ہی

قال اللہ تعالیٰ ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ ید اللہ فوق ایدیہم فمن
نکث فانما ینکث علی نفسہ یعنی اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تحقیق جو لوگ تجھ سے بیعت
لیتے ہیں اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں اللہ کا ہاتھ اُنکے ہاتھوں پر ہی پھر جو کوئی عہد شکنی کرے تو وہ
اپنے ہی نفس کے لیے کرتا ہی اور شیخ سے خرقہ لینا خرقہ کا مرید سے عہد وفا لینا ہی اور آپسے
خرقہ کے عقود بتلاتا ہی یعنی شیخ مرید کے لیے ایک صورت ہی کہ مرید سے طالبات الٰہی
اور خواہشات دنیوی اُن مرید کے جی دیکھتا ہی جس طرح جہانتک ہیں شخص طرف
اور جھکتا دیکھتا ہی اور مرید کا یہ عقیدہ ہی کہ شیخ ایک دروازہ ہی جسکو اللہ تعالیٰ نے
فتح ساتھ کرم کی کشادہ کر دیا ہی اُسی میں سے داخل ہوتا ہی اور
اُسی کی طرف رجوع کرتا ہی اور شیخ کے ساتھ اُسکی دوستی اور محبت شیخ کی دوستی
تارک ہوئی ہی اور دیکھتا ہی کہ شیخ خدا سے کرم کے ساتھ تعارف کرتا ہی
اور محبوب کے ساتھ نازل کیا جاتا ہی وہ اس باب میں اللہ کی طرف
مرید کے لیے رجوع کرتا ہی جس طرح کہ مرید اُسکی طرف رجوع کرتا ہی اور شیخ کے
لیے باب جنت کا دروازہ ہوتے اور جانتا ہی کہ تو شیخ اپنے موسیٰ سے

امانت اُسکے پاس ہی اور اللہ کی طرف مریدکی حاجتون
ی ذرات کے حوائج اور مہمات دین و دنیا کے
ن لبشران یکلمہ اللہ الا وحیا او من وراء حجاب
نے فرمایا ہی اور کسی آدمی کی حد نہین ہی کہ اُس
ہین القا کرے یا پردہ کے پیچھے سے یا کسی رسول
ساتھ مخصوص ہی اور اسی طرح وحی اور پردہ
نہ اور منام وغیرہ سے مشائخ اور متمکنین فی العلم
مریدون کے لیے شیخون کے ساتھ ایک وقت
قت ترک شیرخواری کا ہی اور ولادت
یرخواری کا وقت لزوم صحبت کا وقت ہی اور
کے لائق نہین ہی کہ وہ شیخ سے بلا اُسکی اجازت کے
ت کے ادب دینے کے لیے فرمایا ہی کہ مومن وہی
ایمان لائے ہین اور جب اُسکے ساتھ کسی امر جامع
جبتک اُس سے اجازت نہ لین ہر آئینہ جو لوگ
اللہ اور اُسکے رسول پر ایمان لاتے ہین و جب تجھ سے اپنے
شغل کو جانے تو ان مین سے اجازت دے اور کون
شیخ مفارقت کا حکم مرید کو نہین دیتا مگر جبکہ وہ جانتا
ان پہونچا ہی اور مرید کو قدرت ہو سکتی ہی کہ استقلال نفس
ہی کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اُسکے نفس کا ورود و کشادہ

پھر جب مرید اُس رتبہ کو پہونچ جاتے اور حوائج اور مہمات کو اللہ تعالی کے ساتھ
اتارے اور بعد حق کو ذاکر ہوکر اللہ تعالی سے تعریفات اور تنبیہات حق سبحانہ تعالی
اسکے بندہ سائل محتاج کے لیے سمجھے تو واقعی اُسکے فطام اور دودھ چھوڑانے کا وقت
آپہونچا اور وقت فطام سے پہلے جب وہ جدا ہوجاے تو رستہ مین علتین اُسکے لاحق
ہونگی کہ دنیا کی طرف پھرے اور ہوی کی متابعت کرے جو ولادت طبعی مین غیر وقت
کے دودھ چھوڑانے ہوے کو پہونچتے ہین اور مشائخ کی صحبت کا یہ تلازم مرید حقیقی
کے واسطے ہے اور مرید حقیقی خرقۂ ارادت پہنتا ہے اور جاننا چاہیے کہ خرقہ دو خرقہ
ہین خرقۂ ارادت کا اور خرقۂ تبرک کا اور اصل خرقہ جسکا قصد مشائخ نے مریدون
کے لیے کیا ہے وہ خرقۂ ارادت ہے اور خرقۂ تبرک خرقۂ ارادہ کا تشبہ ہے تو مرید حقیقی
کے لیے خرقۂ ارادت ہے اور خرقۂ تبرک تشبہ کے لیے اور جو شخص ایک قوم کا
تشبہ ہو البتہ وہ اُسی قوم سے ہے اور خرقہ کا سر اور بھید یہ ہے کہ جب طالب
صادق شیخ کی صحبت مین در آیا اور اپنے نفس کو اُسکے تفویض کردیا اور
چھوٹے بچہ کی طرح باپ کے ساتھ ہوگیا کہ اپنے واسطے شیخ اُسکی تربیت کرے جسمین
اللہ تعالی سے صدق و افتقار اور حسن استغاثہ کے ساتھ مدد لی گئی ہے اور
شیخ کے واسطے بصیرت نافذہ کے سبب اشراف اور واقفیت باطنون پر ہوتی ہے
تو کبھی ایسا ہوتا ہے کہ مرید موٹے کپڑے ایسے پہنتا ہے جیسے درویش قانع زاہد
اور یہ شکل اور لباس سے اپنے نفس کے اندر ایک پوشیدہ ہوا سے نفس ہے کہ
جسکی نظر سے چھپایا جاے تو اُسپر ایک نرم کپڑے کا پہننا بہت سخت اور
دوبھر ہو اور اُسکے نفس کی خواہش اور پسندیدگی اسمین ہے کہ کھو

مثلاً گدڑیوں کا لباس اپنے ہوی اور گمان کے موافق ہوتا اور نرم جسکی آستینیں اور دامن کم اور زیادہ ہو پہنے تو ایسی صورت کے چاہنے والے کو شیخ اُس قسم کے کپڑے پہناے جس سے اُسکی ہوی اور غرض نفس کی شکست ہو اور کبھو مرید کے بدن پر ایک قسم کپڑے ہوتے ہیں یا پوشاک میں ایسی صورت ہوتی ہے جسکی طرف عادۃً طبیعت ہوسکتی ہے تو شیخ اُسکو وہ پہناتا ہے جو نفس کو اُسکی عادت سے اور ہوا سے خارج کر دے پس کپڑے میں شیخ تصرف کرتا ہے جیسا کہ کھانے میں کرتا ہے اور جس طرح مرید کے روزہ رکھنے اور نہ رکھنے میں کرتا ہے اور جس طرح کہ اسکے امر دین میں تصرف کرتا ہے جیسی مصلحت دیکھے ہمیشہ ذکر کرنا اور نمازیں نافلوں کا پڑھنا اور کلام اللہ پڑھنا اور خدمت کرنا اور جس طرح وہ تصرف کرتا ہے کہ مرید کسب معاش کرے یا فتوح پر یا اور خیر پر رکھے پس شیخ کو اشراق باطن ہوتا ہے اور اختلاف استعدادات پر اطلاع ہوتی ہے تو ہر ایک مرید کو معاش اور معاد کے لیے حکم کرتا ہے جسمیں اُسکی صلاح حال ہو اور طرح طرح کی استعدادوں کے ہونے کے باعث دعوت کے مراتب بھی انواع اقسام کے ہوتے ہیں۔ اللہ تعالی نے فرمایا دعوت کر اور بلا اپنے رب کے رستہ کی طرف حکمت سے اور پند سودمند سے اور اُنسے مجادلہ کر اُن چیزوں کے ساتھ جو احسن ہوں پس حکمت دعوت میں ایک رتبہ ہے و موعظت کا بھی یہی حال ہے اور مجادلہ کا بھی پھر جسکی دعوت حکمت کے ساتھ چاہیے اُسکو نصیحت اور پند سے محروم نہ کیا جاے اور جو نصیحت کے قابل ہو وہ حکمت کے ساتھ دعوت نہ کیا جاے پس اسی طرح شیخ کو علم ہے کہ کون ابرار کی وضع پر ہے اور کون مقربین کے ڈھنگ پر اور

کسے دوام ذکر کی صلاحیت ہی اور کسکو صلاحیت ہمیشہ نماز پڑھنے کی ہی اور کون شخص
ہی جو موٹے کپڑے یا باریک نرم کپڑے پہننا چاہتا ہی تو مرید کو اسکی عادت سے چھڑاتا ہی
اور ہواے نفس کی تنگی نکالتا ہی اور اپنے اختیار سے اُسے کھلاتا ہی اور اپنے اختیار
سے کپڑا پہناتا ہی اور اُسکے لائق ہو اور اُس ہیئت جو اُسکے لائق ہو اور خاص
خرقہ اور ہیئت سے اُسکے ہوش کے مرض کی دوا کرے اور اس برتاؤ سے مرید کے
رضی برضاء مولی ہونے کا قصد کرے تو سچا مرید جسکا باطن آتش ارادت سے
مشتعل ہو ابتداے کار اور شدت ارادت میں ایک سانپ ڈسے ہوے کی مثال ہی
جو دوا دارو اور جنتر منتر والے کا خواہان اور حریص ہوتا ہی اور جب وہ کسی شیخ کو پا گیا
تو شیخ کے باطن سے توجہ صادق اُسکے لیے برانگیختہ ہوتی ہی کہ وہ اُسپر مطلع ہی اور
مرید کے باطن سے صدق محبت خوشنما کرتا ہی اور یہ تالف قلوب اور تقارب ارواح
دو شخصون میں جو سر ازلی ہی اُسکے ظہور کے باعث اُن دونون کے لئے اور فی ابتدا اور بالبد
یکجائی سے ہوتا ہی پس وہ قمیص جو مرید کو وہ پہناتا ہی ایک خرقہ ہی کہ مرید کو بشارت
اسکی دیتا ہی کہ شیخ کی حسن توجہ اُسکے ساتھ ہی اور مرید کے لیے وہی کام کرتا ہی
جو یوسف علیہ السلام کے قمیص نے یعقوب علیہ السلام کے لیے کیا تھا اور منقول
ہی کہ جب ابراہیم خلیل علیہ السلام آگ میں ڈالے گئے تو آپ کے بدن کے کپڑے
اتار لیے گئے اور برہنہ آتش میں جھونک دیے گئے اُس وقت جبرئیل علیہ السلام
اُنکے لیے ایک کرتہ بہشت کے حریر کا لائے اور اُنھین پہنا دیا اور وہ کرتہ ابراہیم
علیہ السلام کے پاس رہا جب اُنکا انتقال ہوا تو حضرت اسحق علیہ السلام
کو ورثہ میں ملا جب وہ مرے تو یعقوب علیہ السلام کے ورثہ میں آیا اور

یعقوب علیہ السلام نے اُس قمیص کو ایک تعویذ میں رکھا اور یوسف علیہ السلام کے گلے میں ڈال دیا تو یہ کبھی اُسکو اپنے سے جدا نہیں کرتے تھے پھر جب وہ کنوئیں میں برہنہ ڈالے گئے تو حضرت جبرئیل اُنکے پاس آئے اور آپ کے پاس وہ تعویذ تھا تو کرتے کو اُسمیں سے نکالا اور وہ آپ کو پہنا دیا اور مجاہد سے روایت ہے کہ یوسف علیہ السلام وانا تر اللہ کے ساتھ تھے اسوجہ سے کہ وہ نہ جانیں کہ کرتا اُنکا یعقوب علیہ السلام کے بصارت کو پھیر لائیگا مگر یہ قمیص ابراہیم علیہ السلام کا تھا اور مجاہد نے بیان کیا جو ہم نے بیان کیا کہ جبرئیل نے آپ سے کہا کہ اپنا کرتہ بھیج دو اسواسطے کہ بہشت کی اُسمیں خوشبو ہے کسی گرفتار بلا یا مریض کو نہیں بھیجتے کہ اُسے صحیح اور تندرست نہ کر دے تو شیخ مرید کے نزدیک وہ خرقہ اُسکے لیے جنت کے خوشبو سے بسا ہوا ہے باین وجہ کہ اللہ صحبت کے ساتھ اُسکے شمار میں آیا ہے اور خرقہ کا پہننا اس قبیل سے ہے کہ بندہ کی عنایت اُمیر ہے اور اُسکی طرف کا فضل ہے۔ ولیکن خرقہ تبرک کو جو وہ مانگتا ہے تو اُسکا مقصود یہ ہے کہ اس قوم کے لباس سے برکت حاصل کرے اور ایسا شخص شرائط صحبت کے ساتھ مطالبہ نہیں کیا جاتا بلکہ حدود شرعی کے لزوم اور اس گروہ کے ملنے جلنے کے لیے نصیحت کیا جاتا ہے تاکہ اُنکے برکات اس شخص کو پہونچیں اور اُنکے ادب سے متجلی ہو اور عنقریب اُسکو بیان تک دیگا کہ خرقہ ارادت کا اہل ہو جاوے اسی واسطے خرقہ تبرک ہر ایک طالب کے لیے مبذول ہے اور خرقہ ارادت ممنوع ہے الا صادق راغب سے کہ اُنکو دیا جاتا ہے اور خرقوں میں نیلے رنگ کا پہننا مشائخ کے مستحبات سے ہے پس اگر شیخ کی رائے ہو کہ مرید کو دوسرے رنگ کا پہنانے

تو کسی کو حق نہین کہ اُنپر اعتراض کرے اسواسطے کہ مشائخ کی رائین اُنکے افعال
بحکم وتقاضاے وقت ہوتی ہین اور ہمارے شیخ فرمایا کرتے کہ ایک فقیر تھا جو
چھوٹی آستینون کا خرقہ پہنا کرتا تاکہ خدمت کرنے کے لیے اُس سے زیادہ مدد ملے —
اور شیخ کے لیے جائز ہے کہ مرید کو بدفعات خرقے متعدد قسم کے پہنائے جسمین
مرید کے لیے صلاحیت جسقدر دیکھے اور یہ بھی اُس مسئلہ سے ہے جسکا ذکر ہم نے معالجہ
ہوی سے لباس اور رنگ مین کیا ہے پس نیلے رنگ کا پسند کرتا ہے اسواسطے کہ
وہ فقیر کے لیے زیادہ ملائم ہے اور یہ وجہ ہے کہ وہ میل کو اُٹھاتا ہے اور زیادہ شست وشو کا
اسی لیے محتاج نہین ہوتا تو یہی کافی ہے اور اسکے سوا جو وجوہ اس معاملہ مین بعضے
صوفیہ بیان کرتے ہین وہ کلام بناعی ہے کلام اہل تکلف اور صنع سے کہ دین
اور حقیقت سے وہ کچھ بھی نہین ہین شیخ سدید الدین ابو الفخر ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ
سے مین نے سُنا ہے کہا مین ابی بکر شیرازی کے پاس بغداد مین تھا کہ ہماری
طرف سے ایک فقیر اپنے گوشہ سے باہر آیا میلے چلٹ کپڑے پہنے ہوے تھا تو
بعض فقرا نے اُس سے کہا کہ کپڑے کسواسطے نہین دھوتے ہو کہا ہے بھائی مجھے فرصت
نہین ہے پھر شیخ ابو الفخر ہمیشہ فقیر کے اس قول کا کہ مجھے فرصت نہین ہے
یاد کیا کرتے تھے اسواسطے کہ وہ فقیر اس قول مین صادق تھا تو اُسکے قول مین
ایک لذت پاتا ہون اور برکت حاصل کرتا ہون جب اُسے مین یاد کرتا ہون پس یا
اس وجہ سے انھون نے نیلگین خرقہ اختیار کیا اسواسطے کہ وہ ایک ساعت
وقت کے شاغل کے شغل مین ہے دیگر جو لباس چاہے مرید کو پہنا دے سفید
ہو یا کسی رنگ کا ہو پس شیخ کو اسکا اختیار اُسکے حسن مقصد اور امور

عمل سے حاصل ہی اور واقعی مین نے بہت مشائخ دیکھے کہ وہ خرقہ نہین پہناتے
اور بہت قومون کے ساتھ وہ سلوک کرتے ہین بدون اسکے کہ خرقہ پہنتے ہو اور
اُس سے علوم اور آداب حاصل کرتے ہین اور پہلے ایک طبقہ سلف کے صالحین سے
تھا جو خرقہ کو نہین جانتے تھے اور نہ مریدون کو پہناتے تھے پھر جو اُسے پہناتا ہی تو اُسکے
لیے مقصد صحیح اور اصل سنت سے اور شاہد شرع سے موجود ہی اور جو اُسے
نہین پہناتا تو اُسکے لیے رائے اُسکی ہی اور نہین اُسکے لیے مقصد صحیح ہی
اور مشائخ کے تمام تصرفات راستی اور صواب پر محمول ہین اور اس مین
نیک نیتی ضرور ہوتی ہی اور اللہ تعالے اُنکے ساتھ اور اُنکے آثار کے ساتھ نفع
بخشیگا انشاء اللہ تعالے

تیرھوان باب رباط یعنی خانقاہ کے باشندون کی فضیلت مین ہی

قال اللہ تعالی فی بیوت اذن اللہ ان ترفع ویذکر فیہا اسمہ یسبح لہ فیہا بالغدو
والآصال رجال لاتلہیہم تجارۃ ولا بیع عن ذکر اللہ واقام الصلوۃ وایتاء
الزکوۃ یخافون یوما تتقلب فیہ القلوب والابصار یعنی اللہ تعالے نے
فرمایا ہی اُن گھرون مین کہ اللہ نے اُسکا حکم دیا ہی کہ بلند کیے جائین اور اُنمین
اللہ کے نام کا ذکر کیا جائے صبح اور شام اُنمین اللہ کے واسطے تسبیح اور
تقدیس وہ مرد کرتے ہین جنکو نہ تجارت غفلت مین ڈالتی ہی نہ بیع غافل
کرتی ہی اللہ کے ذکر سے اور نماز کے پڑھنے اور زکوۃ کے دینے سے
خوف اُس دن سے کھاتے ہین جسمین قلوب اور آنکھین الٹ پلٹ

جاتینگی بعضے کہتے ہیں کہ یہ بیوت مسجدیں ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ مدینے کے گھر ہیں
اور بعض کا قول ہے کہ رسول علیہ السلام کے گھر ہیں اور روایت ہے کہ جب یہ
آیت نازل ہوئی تو ابوبکر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور کہا یا رسول اللہ ان
بیوت میں سے علی اور فاطمہ کا گھر ہے فرمایا ہاں افضل انہیں کا ہے اور جسنے کہا
وہ زمین کے سب بقعے ہیں جو رسول اللہ علیہ السلام کے لیے سجدہ گاہ بنائی گئی
تو اس بنا پر اعتبار مردان خدا کے ساتھ ہے نہ جگہوں کی چار دیواری کا اور جو
بقعہ کہ مردوں کو اس صفت کے ساتھ اٹھوا اور انحصار کرے وہی گھر ایسے
ہیں کہ اللہ نے انکے رفیع ہونے کا حکم دیا ہے - انس بن مالک رضی اللہ عنہ
نے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا ہے کوئی صبح اور کوئی شام ایسی نہیں ہے مگر یہ
کہ زمین کے بقعے ایک دوسرے کو پکارتے ہیں آیا کوئی تیرے اوپر کوئی شخص
گذرا ہے تیرے اوپر نماز پڑھی یا اللہ کا ذکر تیرے اوپر کیا تو بعضے کہتے ہیں کہ ہاں
اور بعضے کہتے ہیں کہ نہیں تو جسوقت کہا کہ ہاں تو وہ بقعہ جان لیتا ہے کہ اُس بقعے
کو میرے اوپر اسوجہ سے فضل ہے اور کوئی بندہ نہیں جس نے زمین کے کسی ایک
بقعہ پر اللہ کا ذکر کیا یا اللہ کے واسطے اسپر نماز ادا کی مگر یہ کہ وہ بقعہ اسکی
شہادت اسکے لیے اسکے پروردگار کے سامنے دے اور اسپر مرنے کے دن
روز روئے - و بعض کا قول ہے کہ اس آیت میں فما بکت علیہم السماء
والارض سے یہی مرد ہے یعنی آسمان اور زمین اہل اللہ تعالےٰ کی
فضیلت میں اہل طاعت سے تنبیہ اور اشعار ہے اسواسطے کہ زمین ان پر
روتی ہے اور ان لوگوں پر جو دنیا کی طرف راغب اور ہوی کے تابع ہیں

نہین ہوتے تو اہل خانقاہ وہی رجال اور مرد ہین اسواسطے کہ اُن لوگون نے اپنے
نفوس کو اللہ تعالیٰ کی طاعت پر بند کر دیا ہی اور اللہ کی طرف ٹوٹ پڑے تو اللہ نے
اُنکے لیے دنیا کو خادمہ بنا دیا - عمران بن حصین نے روایت کی کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا ہی جو شخص اللہ کا ہو رہا اللہ اُسکو باحتیاج معیشت مین کفایت کرتا ہی
اور اُسکو روزی اسطرح دیتا ہی جسکا وہ حساب نہین کرتا اور جو شخص دنیا کا ہو رہا
اُسے اللہ اُسی دنیا کے سپرد کرتا ہی - اور اصل رباط وہ ہی جسمین گھوڑے باندھے
جائین پھر ہر ایک قلعہ اور دربند کے لیے رباط مستعمل ہوا کہ اُسکے باشندے اپنے
اگلے پچھلے دشمنون کو دفع کرین تو مجاہد مرابط اپنے آس پاس والے کو مدافعت
کرتا ہی اور رباط کا رہنے والا اللہ کی طاعت پر ہی اُسکی ذات اور دعا سے بلا بندگان خدا
اور ملکون سے دور ہوتی ہی حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ کہا
فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر آئینہ نیک مسلمان کے سبب اُس کے
گھر کی اور ہمسایہ کے سو آدمیون سے بلا دور ہوتی ہی - اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے
روایت ہی کہ فرمایا - اگر اللہ کے بندے نماز پڑھتے اور بچے دودھ پیتے اور مویشی
چرتے نہوتے تو ہر آئینہ تمھارے اوپر اللہ عذاب سخت ڈالتا اور پھر خوب کوٹتا اور
پیستا - اور بن عبد اللہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر آئینہ
اللہ تعالیٰ ایک مرد کی صلاح اور نیکوکاری سے اُسکی اولاد اور اولاد کی اولاد
اور گھر والون اور پاس پڑوسیون کو صاحب صلاح و فلاح کرتا ہی اور ہمیشہ اللہ کی
حفاظت اور پناہ مین رہینگے جب تک یہ شخص اُنمین رہیگا - اور داؤد بن صالح
نے روایت کی کہا کہ ابو سلمہ بن عبد الرحمن نے مجھسے کہا اے میرے بھتیجے

کیا تو جانتا ہی کہ یہ آیت اصبروا وصابروا ورابطوا یعنی ثابت رہو اور مقابلہ مین مضبوطی کرو
اور لگے رہو کس چیز کے حق مین نازل ہوئی ہی مین نے کہا کہ نہین کہا اے میرے بھتیجے
زمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین ایسے غزوے اور جہاد نہین تھے جنمین گھوڑے
باندھے جاتے مگر وہ انتظار ایک نماز کا دوسری نماز کے بعد تھا پس رباط نفس کے
جہاد کے لیے تھا اور رابطہ یا رباط کا مرابط مجاہد اپنے نفس کا ہی قال اللہ تعالی وجاہدوا
فی اللہ حق جہادہ یعنی جہاد کرو اسکی راہ مین جو اسکے جہاد کا حق ہی عبد اللہ بن
مبارک نے کہا وہ مجاہدہ نفس اور ہوی کا ہی اور وہ حق جہاد ہی اور وہی جہاد اکبر
ہی اس روایت کے موافق جو حدیث شریف مین وارد ہی کہ آنحضرت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا جبکہ بعض غزوات سے واپس تشریف لائے کہا ہم نے جہاد
اصغر سے جہاد اکبر کی طرف رجوع کی اور منقول ہی کہ ہر آئینہ بعض صحابہ نے اپنے ایک
بھائی کو لکھا آپ وہ غزوہ کے لیے بلاتا تھا تو اُسکو لکھا بھائی میرے کل سرحد اور وہ
میرے لیے ایک گھر ہی اور دروازہ مجھپر بند ہی تو یہ مین اسکے بھائی نے
لکھا اگر کل آدمی ایسے ہوتے کہ جو تو نے اپنے اوپر لازم کیا ہی وہ بھی لازم پکڑتے
تو مسلمانون کے کامون مین خلل پڑتا اور کافر لوگ غالب آتے ہوئے غزوہ اور
جہاد کے چارہ نہین پھر اسنے لکھا کہ اے میرے بھائی جس کام مین ہون اسکو
اگر سب آدمی لازم پکڑتے اور اپنے گوشون مصلون کے اور اللہ اکبر کہتے تو
قسطنطنیہ لیلیتے یعنی فتح ہو جاتا ہی عبادت خانون مین بیٹھنا اور صفائی باطن کے
ساتھ آواز کا بلند کرنا اُن مقصدون کو حل کر دیتا ہی جنکو افلاک دوار بھی مین ڈالتے
ہین تو رباط کا جماؤ بلاد و عباد کو موجب برکات ہوتا ہی جبکہ تحلیک اس

طریقہ پر ہو جسکے لیے ربط موضوع اور مقرر ہوا اور ارباب ریاضت معاملہ اور رعایت اوقات کے ساتھ ثابت ہوں اور اعمال کے تباہ کرنے والوں سے حفظ اور احوال کے اصلاح کرنے والوں پر اعتماد ہو سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا اس آیت کے معنی ہیں اصبروا وصابروا ورابطوا کہ دنیا سے بامید سلامت صبر کرو اور لڑائی جہاد کے وقت ثبات اور استقامت کے ساتھ شکیبائی دو نفس امارہ کی ہوا و ہوس کی بندش کرو اور جو بات تمہارے پیچھے آتی ہے اس سے خوف کرو شاید کہ بساط کرامت پر کل کے دن تم فلاح پاؤ اور یہ معنی بھی بیان کیے گئے ہیں کہ میری بلا پر صبر اور سکون کرو اور میری نعمتوں پر بازداشت نفس اور میرے دشمنوں کے گھر میں گھوڑے باندھو اور میرے غیر کی محبت سے بچو شاید کہ کل میری بقا سے تم فلاح اور ظفر پاؤ اور رباط یعنی خانقاہ کے باشندوں کی شرطیں یہ ہیں خلق سے ساتھ معاملہ الفت اور معاملہ کا حق کے ساتھ جاری کرنا اور حصول معاش کو سبب الاسباب کے بھروسے پر چھوڑ دینا اور تہمتوں سے نفس کو باز رکھنا اور برے انجام سے پرہیز کرنا اور اپنے رات دن کو عادت قدیم کے عوض عبادت سے وصل کرنا۔ اوقات کا بچانا اور وظائف سے لگے رہنا اور نمازوں کا منتظر رہنا اور غفلت سے پرہیز کرنا تاکہ اس کے سبب وہ مرابط مجاہد ہو جاوے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کا مکروہات میں پورا کرنا اور قدموں کا مساجد کی طرف بڑھانا اور ایک نماز کا دوسری نماز کے بعد انتظار کرنا خطاؤں کو خوب ہی دھو ڈالتا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ شغل میں اس بات کی

تمھین خبر دیتا ہون جس سے اللہ تمھاری خطائین معاف اور درجے تمھارے بڑھائے

صحابہ نے کہا ہان یا رسول اللہ فرمایا اسباغ الوضوء فی المکارہ وکثرۃ الخطا

الی المساجد وانتظار الصلاۃ بعد الصلوۃ فذلکم الرباط فذلکم الرباط فذلکم الرباط

یعنی تکلیفات مین اچھی طرح وضو کرنا اور مسجدون کو زیادہ چلنا اور ایک

نماز کے بعد دوسری نماز کی راہ دیکھنی پس یہ رباط ہی پس یہ رباط ہی پس یہ رباط یعنی

جہاد کیطرح اسمین ثواب ہی

چودھوان باب اہل صفہ سے خانقاہ والون کی مشابہت کے بیان مین ہی

قال اللہ تعالی لمسجد اسس علی التقوی من اول یوم احق ان تقوم فیہ فیہ رجال یحبون ان یتطہروا واللہ یحب المطہرین یعنی اللہ تعالی نے فرمایا ہر آئینہ وہ مسجد جسکی بنیاد تقوی پر رکھی گئی پہلے ہی دن سے اسکے مستحق تھے کہ اسمین تو قیام کرے اسمین ایسے مرد ہین جو چاہتے ہین کہ خوب ہی صاحب طہارت ہون اور اللہ اہل طہارت کو دوست رکھتا ہی ۔ یہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصف ہی آپ نے پوچھا کہا کہ تم لوگ کیا عمل کرتے ہو جو اللہ نے تمھاری تعریف اس خلق کے ساتھ کی ان صحابہ نے کہا کہ ہم ڈھیلون سے کے لینے کے بعد ابدست لیتے تھے اور یہ اور اسکے مثل جو آداب ہین صوفیہ کا روزمرہ ہی رباط کی ملازمت اور اسکا عہد کرتے ہین اور رباط انکا گھر اور خیمہ خرگاہ ہی اور ہر قوم کا ایک گھر ہی اور رباط انکا گھر ہی اور ہر آئینہ اہل صفہ سے اس برتاو مین مشابہ ہوگئے ہین اس حدیث کے موافق جو طلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہا ایک شخص تھا کہ وہ جب مدینہ

مین آتا اور مدینہ مین اُسکا کوئی شناسا ہوتا تو اُسکے یہان اُترتا پھر اگر وہان کوئی جان
پہچان نہوتا تو صفہ مین اُترتا اور مین اُن لوگون مین سے تھا جو صفہ مین اُترتے تو قوم جو
رباط مین تھی باہم اُنکے ربط ضبط تھا ایک ارادہ اور عزم اور یکسان احوال پر متفق
تھے اور اس معنی کے لحاظ ربط موضوع ہوا کہ باشندے اُسکے موصوف اُس صفت
مین ہون جو اس آیت مین ہو قال اللہ تعالیٰ ونزعنا ما فی صدورہم من غل
اخوانا علی سرر متقابلین یعنی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہو اور نکال دیا ہم نے
اُنکے سینون مین سے جو کچھ کینہ تھا بھائی بنا کر اُنکے سامنے تختون پر بیٹھے ہوے
اور یہ مقابلہ باطن اور ظاہر کے برابر اور یکسان ہونے سے ہو اور جس نے اپنے
بھائی کے لیے دل مین کینہ رکھا تو وہ اُسکے مقابل نہین ہو اگرچہ منہ اُسکا اُسکی
طرف ہو پس اہل صفہ اس طرح کے تھے وجہ یہ کہ کینہ اور حسد کا جوش وجود دنیا ہو
اور دنیا کی محبت کل خطاؤن کی اصل ہو تو اہل صفہ نے دنیا کو ترک کردیا اور وہ
کھیتی کرتے تھے اور نہ دودھ کے جانور پالتے تھے پس اُنکے باطنون سے کینہ اور
بغض دور ہوگیا اور اسی طرح اہل ربط نے ظاہر اور باطن کے ساتھ متقابل اور
الفت اور مودت پر متفق تھے اور کلام اور طعام کے لیے اکٹھے ہوتے ہین اور
اجتماع کی برکت کو جانتے ہین - وحشی بن حرب نے اپنے باپ سے اور اُسنے
اپنے دادا سے روایت کی کہ حضرت کینہ اہل صفہ نے کہا یا رسول اللہ ہم کھاتے ہین
اور سیر نہین ہوتے فرمایا شاید کہ تم علیحدہ علیحدہ اپنے کھانے پر بیٹھتے ہو
تم جمع ہو اور اللہ تعالیٰ کو یاد کرو اللہ تمھارے لیے اُسمین برکت دے گا
اور انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

نہ خوان پر کھانا کھایا اور نہ چھوٹے پیالے مین اور نہ اُنکے لیے باریک چپاتی پکائی گئی تو
پوچھا کہ کس چیز پر کھانا کھاتے تھے کہا کہ دسترخوان پر پس جیسا داود زیاد نے تنہائی
چاہی اسوجہ سے کہ اجتماع سے اُنپر آفت آتی گی اور اس سبب سے کہ اُنکے نفوس
ہوا و ہوسون کو جمع کرتے ہین اور غیر مقصود چیزون مین غور کرتے ہین تو سلامتی
اُنھون نے تنہائی مین دیکھی اور صوفیہ نے اپنے قوت علم اور صحت حال کی وجہ
سے اسکو دور ہی سے کردیا اور جماعت خانون مین مصلے پر جمع ہونا اچھا جانا
پس ہر ایک کا سجادہ اسکا گوشہ ہی اور ہر ایک نے اپنے مقصود کے لیے
قصد اور کوشش کی اور شاید ایک بھی ایسا نہو کہ قصد اسکا اپنے سجادہ
سے قدم بڑھانے اور اُنکے لیے مصلے اختیار کرنے مین ایک وجہ سنت سے ہی
ابو سلمہ بن عبد الرحمن نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہا کہ مین
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے بوریا پوست خرما سے بنایا کرتی تھی آپ
رات کی نماز پڑھا کرتے تھے اور میمونہ زوجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روایت
کی کہا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت تھی کہ وہ مسجد مین اپنے لیے
بچھونا بچھا لیتے تھے تاکہ اسپر نماز پڑھین اور رباطون مین جوان اور بوڑھے
اور مرید و منتہی اور صاحب حال سب ہر قسم کے ہوتے ہین تو مشائخ ضعیف
گوشہ نشینی کے لیے زیادہ لائق ہین اس نظر سے کہ نفس خواہشمند خواب و آرام
کا ہوتا ہی اور حرکات و سکنات مین تنہائی اور تفرد چاہتا ہی تو نفس تفرد اور
تجرد کا مشتاق نہ ہو سکے اور تنہائی مین ہوتا ہی اور جوان کا بھی جماعت خانہ مین
بیٹھنے سے گھٹتا ہی اس سبب سے کہ دوسرا کی نظر کے سامنے ہونا پڑتا ہی

تاکہ اُنھیں بہت سی نگاہیں پڑین اور وہ مقید اور ادب آموز ہو اور یہ بات حاصل
نہیں ہوتی الا جبکہ جماعت خانہ مین گروہ خانقاہ حفظ اوقات اور ضبط انفاس
اور نگہداشت حواس کا اہتمام کرنیوالے ہون جیسے کہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم تھے لکل امرئ منھم یومئذ شان یغنیہ یعنی آج کے دن اُنمین سے
ہر ایک شخص کے لیے ایک شان ہی جو اُسکو بس ہی۔ اُنکو آخرت کے ارادہ سے
وہ کام تھے جو باہمی اشتغال سے بے پروا اور فارغ تھے اور اہل صدق و شوق
کے لیے ایسا ہی سزاوار ہے کہ انکا اجتماع اُنکے وقت کے لیے باعث عمرت ہو
اور جب جوانون کی اوقات مین کھیل اور ہاسے ہوے تخلل انداز ہوا تو اولی یہ ہی
کہ جوان طالب تنہائی اور گوشہ نشینی اپنے اوپر لازم کرے اور شیخ ایک گوشہ اور مکان
خلوت جوان کو دیگا تاکہ جوان اپنے نفس کو ہواے نفسانی اور نکمی باتون
مین دھیان دینے سے باز رکھے اور شیخ جماعت خانہ مین رہے کیونکہ اُسکا
قوی ہی اور مدارات خلق پر صبر کرسکتا ہی اور صحبت و ملاقات کے بار اُٹھا
سکتا ہی اور جماعت مین اُسکا وقار موجود ہو پھر اُس سے صفا حاصل
کرتا ہی اور وہ کلمہ [illegible] ہوتا اور خدمت کی [illegible] خانقاہ [illegible]
ہو اور معاملہ کا فرصت سے چلتا ہو اور دیوان [illegible]
شان وہ ہی کہ خدمت پر مامور کیا جاے تاکہ اُنکی عبادت [illegible] خدمت [illegible]
خدمت سے اہل اللہ کے قلوب کو اپنی طرف کھینچے اور متوجہ کرے تو [illegible]
برکات اُسکے شامل حال ہونگی اور عبادت مین جو بھائی مشغول ہین اُنکو مدد
دیگا - قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المؤمنون اخوۃ [illegible]

الی بعض الحوائج فیقضی بعضہم الی بعض الحوائج تقضی اللہ لہم حاجاتہم یوم القیمۃ
یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب مومن بھائی ہین انہین کا ایک
دوسرے سے حاجت روائی چاہتا ہی تو وہ ایک دوسرے کی حاجت برلاتے ہین
اللہ انکی حاجات کو قیامت کے دن روا کریگا درین صورت بوسیلۂ خدمت بیکاری
سے جو دل کو افسردہ کرتی ہی محفوظ رہتا ہی اور قوم صوفیہ کی خدمت منجملہ اعمال صالح ہی
اور یہ کامیابیون کے طریقون سے ایک طریق ہی کہ اوصاف جمیلہ و احوال حسنہ انکو
حاصل کراتی ہی اور جو کوئی انکی جنس سے نہین ہی اور شخص منفرد اوپر اسکا انکی
ہدایت سے ہی تو ایسے لوگون سے خدمت لینا پسند نہین کرتا - وثیق ابن الرومی سے
روایت ہی کہ مین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کا غلام تھا اور وہ مجھسے کہا کرتے
کہ مسلمان ہو اسواسطے کہ اگر تو اسلام لے آئے تو مسلمانون کی امانت مین مجھسے
مدد لونگا کیونکہ لائق نہین ہی کہ مین مسلمانون کے کام مین اس شخص سے امداد طلب کرون
جو انہین سے یعنی مسلمان نہو کہا کہ مین نے انکار کیا تو عمر نے کہا کہ دین مین زبردستی
نہین ہی جب انکی وفات کا وقت قریب آیا مجھے آزاد کر دیا اور کہا جہان تیرا
جی چاہے تو جا قوم خدمت اختیار کرتی ہی کہ وہ جانتے ہین اور انکی اجر کاری سے بھی انکار
کرتے ہین سبب اسکا یہ ہی کہ جو شخص انکے طریق کو پسند نہین کرتا تو اکثر اوقات
انکو دیکھکے نفرت کا خواہان ہوجاتا ہی بڑھکر ان منافع سے جو اسکے سبب
ملتے ہین اسواسطے کہ یہ حضرات بھی بشر ہین اور ان سے بہت امور مقتضائے
بشری سے ظاہر ہوتے ہین اور غیر جسکو انکے مقاصد کا علم نہین ہی ان سے انکار
کرتا ہی اور اعتراض کرتا ہی اور ان حضرات کا اسوجہ سے کہ خلق پر انکو شفقت ہی

انکار ہی نہ اس راہ سے کہ وہ کسی ایک مسلمان پر اپنا افراز اور علو مرتبہ جتلائین اور طالب جوان نے جب اہل اللہ کی خدمت کی جو اُسکی طاقت مین لگے ہوے ہین تو ثواب مین اُنکے شریک ہوتا ہی اور جہان کہین اُسکو اہلیت خدمت کی اُنکے احوال بلند اور روشن کی باعث نہو تو خود اُنکی خدمت کا اہل ہی اُسکی یہ خدمت کرے اسواسطے کہ خدمت اہل قرب کی نشانی اللہ تعالی کی محبت کی ہی حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ کہا جسوقت تبوک سے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واپس آئے تو فرمایا مدینہ سے جب قریب ہوے کہ ہمارا مدینہ مدینہ مین بہت قومین ہین کہ تم نے کوئی سفر نہین کیا اور نہ کوئی فراخ راستے پہاڑون کے طے کیے مگر یہ کہ وہ قومین تمھارے ساتھ تھین صحابہ نے کہا اور یہ بھی مدینہ مین موجود ہین فرمایا ہان اُنکو عذر نے روک لیا پس قوم کا خدمتگار قصور کے عذر اور نااہلیت کے سبب قوم کے درجہ تک پہونچنے سے رک گیا اسکے بعد وہ سبزہ زار کے آس پاس جو طرف گھومنے لگا اس حالت سے کہ خدمت مین وہ اپنی کوشش کرتا تھا جہان شفقت کی نگاہ سے ممنوع آیا وہان کام خدمت عذر خواہی اور معافی چاہتا تھا پس اللہ اُسپر اُسکے خزانہ دیتا ہی جو بہت اچھی اور عمدہ ہی اور بہت بڑی عطا اُسکو ارزانی فرماتا ہی اور اسی طرح اہل صفہ و تقوی پر ایک دوسرے کی معاونت کرتے تھے اور دنیا کے مصالح اور ہر ان وقت سے تنگیون کی غمخواری پر اتفاق کرتے تھے

پندرھوان باب ارباب ربط اور صوفیہ کے خصوصیات کے بیان مین ہی اور یہ اختصاص ان چیزون مین ہی جسکا وہ باہم

معاہدہ اور اُن کے ساتھ مخاصمہ اور مجادلہ کرتے ہین

جان رکھو کہ اس خانقاہ کی بنا اس ملت ہادی مہدی کی رشیقت سے ہی اور اہل خانقاہ کے ایسے احوال ہین جنکے باعث وہ غیر طوائف سے ممتاز ہوگئے ہین اور وہ اپنے پروردگار کی طرف سے سیدھے راستہ پر ہین - قال اللہ تعالی اولئک الذین ہدی اللہ فبہداہم اقتدہ یعنی اللہ تعالی نے فرمایا ہی یہ وہ لوگ ہین جن کو اللہ نے ہدایت کی ہی تو اُنکی ہدایت کی پیروی کر اور جو کچھ قصور ہمارے زمانہ کے بعضے لوگون مین دیکھا جاتا ہی اور اُنکے سلف کے طریقہ سے خلاف پایا جاتا ہی اُس سے کوئی حرج اور اعتراض اُنکے اصل امر اور صحت طریق مین نہین ہوتا اور بقدر آثار گذشتہ سے باقی ہی اور صوفیون کا خانقاہ مین جماؤ اور جو کچھ کہ اُنکے لیے اللہ تعالی نے نرمی اور لطف سے مہیا کیا ہی وہ مشائخ سلف کے باطنون کی جمعیت کی برکت اور معیار حق کے آثار سے ہی جو اُنکے حق مین تھی اور اب جو خانقاہون مین اجتماع جماعت حق اور آداب ظاہری کے رسوم پر ہی وہ درحقیقت عکس اُس جمعیت کا ہی جو سلف کے باطنون سے اور سلف کے طریق پر خلف کے سلوک سے رہ گیا ہی تو وہ خانقاہ مین ایسے ہین کہ گویا ایسا واحد ہین اور اُنمین قلوب متفق اور عزم متحد ہین اور ایسے ارادات غیر گروہون مین نہین پائی جاتی - اللہ تعالی نے مومنین کے وصف مین فرمایا ہی کانہم بنیان مرصوص یعنی گویا کہ وہ ایک بنیاد سیسہ پلائی ہوئی مضبوط ہی اور اُسکے برخلاف دشمنون کی تعریف کی ہی فرمایا کہ تم سمجھو کہ جمع ہین اور حال انکہ دل اُنکے پراگندہ ہین نعمان بن بشیر نے روایت کی ہی کہا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ

ے وسلم سے سُنا ہی کہ فرماتے تھے مومن لوگ ایک آدمی ہی کے بدن کے مثل ہین جب
ایک عضو مین اُسکے اعضاءسے درد ہو تو کل بدن دردناک ہوجاتا ہی اور جب
ایک مومن دردناک ہو تو سب مومن دردناک ہون پس صوفیہ کے وظایف لازمی
سے یہ ہی کہ جمعیت باطن کا حفظ کرین اور تفرقہ کو جو پراگندگی باطن ہے ازان سے
دور کرین اسواسطے کہ یہ لوگ ارواح کی نسبت سے مجتمع ہین اور تالیف الٰہی کے
رابطہ سے باہم متفق ہین اور قلوب کے مشاہدہ سے موافق ہین اور نفوس
کی آراستگی اور قلوب کی صفائی کے لیے خانقاہ مین باہم بندھے اور ملے ہوے ہین
تو اُنکے لیے الفت اور تودد اور خیرخواہی سے چارہ نہین اور وہ ضروری اور
لابد ہی حضرت ابوہریرہؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہی کہ
فرمایا کہ مومن ملتا اور الفت کرتا ہی اور اُس سے دوسرا الفت کرتا ہی اور خیر
اُس شخص مین نہین ہی جو نہ دوسرے سے ملے اور نہ اُس سے دوسرا شخص ملے
اور الفت کرے اور حضرت ابوہریرہؓ نے روایت کی ہی کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ ارواح جنود مجندہ یعنی لشکر مجتمعہ ہین تو جو اُسمین سے
جانا پہچانا ہی وہ الفت کرتا ہی اور جو انجان اجنبی ہی وہ الگ رہتا ہی
پس اُنکا یہ حال ہی کہ اپنی جمعیت سے اُنکے باطن مجتمع ہوتے ہین اور
نفوس اُنکے پابند ہوتے ہین اسواسطے کہ بعضے اُن مین سے دیدبانی
اور نگاہ رکھنے والے دوسرے بعض کے ہین اس حدیث کے موافق
کہ مومن آئینہ مومن کا ہی تو جب کبھی انہین سے کسی ایک کی طرف سے
تفرقہ کا نشان ظاہر ہوتا ہی یہ لوگ اُس سے نفرت کرتے ہین کیونکہ تفرقہ

ظہور نفس سے ظاہر ہوتا ہی اور نفس کا ظہور وقت کا حق ضائع کرنے سے ہی پھر جب وقت
نفس فقیر کا ظہور کرتا ہی تو اس سے وہ جان لیتے ہین کہ جمعیت کے دائرہ سے
یہ شخص باہر ہو گیا اور اسپر حکم لگا دیتے ہین کہ اسنے وقت کا حکم تلف کیا اور سیاست
اور حسن رعایت کو چھوڑ دیا تب وہ دائرہ جمعیت کی طرف تنافر کے ساتھ کھینچا جاتا ہی
محمد عبد اللہ نے کہا کہ مین نے رویم کو کہتے سنا ہی کہ صوفیون مین خیر جب تک ہی
کہ وہ باہم تنافر رکھین اور جبکہ صلح کرین اور باہم مل جائین ہلاک اور تباہ ہو جاتے
ہین اور رویم سے یہ اشارہ اس بات کی طرف ہی کہ ایک دوسرے کی جاسوسی اور
جوابدہی رکھین اس خوف سے کہ نفس ظہور کرے کہتے ہین کہ جب باہم صلح کر لین اور
اپنے درمیان سے منافرت کو دور کرین تو خوف ہی کہ مبادا باطنون مین مسامحت
اور مداہنت مل جائے اور آداب خاص کے ترک مین ایک دوسرے سے
چشم پوشی اور درگذر کرے اور اس ذریعہ سے نفوس کا ظہور اور استیلا ہو اور سیدنا
عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ اللہ اس شخص پر رحم کرے جو مجھے میرے
عیبون کی طرف رہنمائی کرے - محمد بن نعمان نے روایت کی ہی کہ حضرت عمر
رضی اللہ عنہ نے مہاجرین اور انصار کی ایک مجلس مین کہا کہ خبر دو تم مجھے کہ
اگر بعض امور کے ابتدا مین مین رخصت دون تو تم کیا کرو کہا کہ ہم خاموش ہو رہین
کہا یہ اسکو دو مرتبہ فرمایا یا تین مرتبہ خبر دو تم مجھے اگر مین بعض امور مین رخصت
دون تو تم کیا کرو بشر بن سعد نے کہا اگر مین یہ کام کرون تو تجھے ہم ہدف
سہام طعن کا کرین تب عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم اب تم ہو یعنی اپنی صفات
رفیعہ مخصوصہ کے ساتھ قائم ہو اور جب نفس صوفی غضب اور خصومت

کے ساتھ اپنے بعضے بھائیون کے ظہور کرے تو اسکے بھائی کی شرط یہ ہی کہ اسکے
نفس کو اپنے قلب کے ساتھ مقابل کرے اسواسطے کہ نفس جب قلب کے ساتھ
مقابل ہوتا ہی تو شر کا مادہ بیٹھ جاتا ہی اور جب کہ نفس کے مقابل نفس ہو فتنہ
مین جوش آتا ہی اور عصمت چلی جاتی ہی اللہ تعالی نے فرمایا ہی بہت اچھی بات
کے ساتھ تو جواب دے پس ناگاہ وہ شخص جسکے درمیان اور تیرے عداوت ہی
گویا کہ وہ گہرا دوست ہی اور یہ نہین دیا جاتا مگر انھین لوگون کو جو صبر کرتے ہین
پھر شیخ یا خادم کے پاس جب کوئی فقیر اپنے بھائی کی شکایت لیجاے تو اسے
سمجھنا ہی کہ ان دونون مین سے جسپر خفگی ظاہر کرے پس زیادتی کرنے والے کو
کہے کہ کسواسطے تو نے اسپر تعدی کی اور جسپر تعدی ہوئی اس سے کہے کیا تو نے
گناہ کیا تو نے یہان تک کہ میرے اوپر اسنے تعدی کی اور میری اوپر تسلط کیا اور
آیا تو نے اسکے نفس کا مقابلہ اپنے قلب سے کیا یا نہین بلحاظ کہ اپنے بھائی سے
نرمی تو کرے اور فتوت و صحبت کا حق ادا کرے تو ہر ایک ان دونون مین سے
قصور وار اور دائرہ جمعیت سے خارج ہی تو وہ نفرت کے ساتھ دائرہ کی طرف
پھیرا جاتا ہی تو وہ استغفار کرتا ہی اور اصرار کی راہ نہین چلتا حضرت عائشہ
رضی اللہ عنہا نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے اللہ
میرے ان لوگون مین سے مجھے کر کہ وہ جب بھلائی کرین تو خوش ہون اور
جب برائی کرین تو استغفار کرین ظاہر مین بھائیون کے ساتھ اور باطن مین
اللہ تعالی کے ساتھ ہوگی اور اللہ تعالی کو وہ اپنے آپ کے استغفار
مین دیکھتے ہین تو اسی واسطے وہ صف نعال مین اپنے قدمون پر

کھڑے ہوتے ہیں سبب تواضع اور انکساری اور اپنے شیخ کو ملنا ہے ایک فقیر
سے کہتے ہوئے سنا جبکہ اسکے اور اسکے بعض بھائی کے درمیان وحشت پیدا
ہوئی تھی اور استغفار کر تو فقیر کہتا تھا میں اپنا باطن صاف نہیں پاتا اور بغیر
استغفار کرنے کے بغیر صفائی باطن کے استغفار کے لیے کھڑا ہونا اچھا نہ کرتا ہوں
پھر شیخ کہتا تھا کہ تو اٹھ تو تیری کا یہی اور قیام کی برکت سے صفائی تجھے روزی ہوگی
تو وہ یہ پاتا تھا اور اسکا اثر فقیر پر معلوم ہوتا تھا اور دل نرم ہو گئے تھے اور وحشت
دور ہو گئی تھی اور یہ اسی گروہ کی خاصیت ہے کہ وہ اپنے نفس کے ساتھ نہیں ہوتے اس
حالت کے ساتھ کہ باطن انکے وحشت سے بھرے ہوں اور ملنے کے لیے
جمع ہوتے ہیں جب انکے دلوں میں وحشت ہو اور وہ جمعیت ظاہری کسی
چیز سے اچھا موافق نہیں پاتے جب تک کہ انکے باطن مجتمع ہوں اور تفرقہ اور
پراگندگی دور ہو پھر جب استغفار کے لیے فقیر کھڑا ہو تو اسکے استغفار کا
رد کرنا کسی حال میں روا نہیں ہے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے
جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ فرمایا رحم کرو تم رحم کیے
جاؤ گے اور بخشو تمہاری بخشش ہوگی - اور صوفیہ کے لیے بعد استغفار شیخ کے
ہاتھ چومنے میں ایک اصل سنت سے ہے - عبد اللہ بن عمر نے کہا میں ایک سریہ
جمعیت فوج قلیل میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تھا تو لوگ
الگ ہو گئے اور پھر گئے اور میں انہیں لوگوں میں سے تھا جو پھر گئے تھے تو ہم نے
کہا ہم کیا کریں درحالیکہ ہم دشمن پر حملہ کرنے سے بھاگ گئے اور غضب میں پڑے
پھر ہم نے کہا کہ اگر ہم مدینہ میں داخل ہوں تو اسمیں توبہ کریں گے پھر

ہم نے کہا کہ ہم اپنے تئین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کرین
پس اگر ہماری توبہ قبول ہو تو بہتر ورنہ ہم کہین چلے جاوینگے پھر ہم نماز صبح سے
پیشتر آپ کی خدمت مین آئے پس آپ باہر تشریف لائے اور فرمایا کون قوم
ہو ہم نے کہا کہ ہم بھگوڑے ہین فرمایا کہ نہین بلکہ تم لڑائی مین عکار ہو مین تمہارا گروہ
ہون ہم گروہ مسلمانان ہین عرب مین محاورہ ہے عکر الرجل پھر امر و جبکہ وہ شخص پھرے
بعد ازان لوٹ کر حملہ کرے اور عکار بمعنی عطاف اور رجاع بمعنی پھرنے والے
اور لوٹنے والے کے ہے کہا پھر آپ کے پاس آئے اور ہاتھ چومے - اور
روایت ہے کہ حضرت ابو عبیدہ بن الجراح جب وہ آئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ
نے ہاتھ چومے اور ابی مرثد غنوی سے روایت ہے کہ کہا ہم رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کی خدمت مین آئے پھر مین آپ کی طرف اترا اور آپ کے ہاتھ کو
بوسہ دیا اور یہ ہاتھ کے بوسہ دینے مین رخصت جواز ہے ولیکن صوفی کا ادب
یہ ہے کہ جب اپنے نفس کو دیکھے کہ اس سے افتخار و تعزز کرے یا اپنے وصف
کو ظاہر کرے تو اس سے باز رہے اور اگر اس سے محفوظ رہے تو مضائقہ نہین
کہ ہاتھ کو بوسہ دے اور پانون سے گلے ملے بعد ازان کہ وہ استغفار کر چکے
باین وجہ کہ گویا غیبت سے [illegible] کی طرف رجوع کی اور تفرقہ کے عالم چھوڑ کر
سے جمعیت کے وطن مین آیا گویا نفس کے [illegible] سے [illegible] تو ملنا او[ر]
معانقہ ہوسکتا ہے اور نفس کی غیبت اور استغفار سے لوٹنا کے [illegible]
بھائی سے معافی چاہی اور اسے قبول کیا تو ملنا ان دونون کا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے اسکی بابت وعید آئی ہے جناب رسول خدا صلی اللہ

علیہ وسلم سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا جس شخص کے سامنے اُس کے بھائی نے
معذرت کی اور اُسنے قبول نہ کی تو اُسپر وہی عائد ہو جو اُس شخص پر کہ خراج کے
لینے اور بیع کے اندر تشویش پیدا کرے - اور جابر نے بھی جناب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ جس شخص سے کوئی معذرت اور بازگشت
از گناہ کرے اور وہ قبول نہ کرے حوض کوثر پر وارد نہوگا اور سنت سے یہ بات
ہے کہ بعد استغفار بھائیوں کے لیے کچھ پیش کرے روایت ہے کہ کعب بن
مالک رضہ نے حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا ہر آئینہ میری توبہ
سے یہ امر ہے کہ اپنے کل مال سے الگ ہو جاؤں اور اپنی قوم کے گھروں کو ہجرت
کروں جسمیں میں نے گناہ کیا ہے تو نبی علیہ السلام نے اُس سے فرمایا ایک
تہائی اسمیں سے تجھے کافی ہے تب سے صوفیہ کی یہ سنت ہو گئی کہ بعد از استغفار
و منافرت کے یاروں کا مطالبہ کرتے اور انکے سبب قصد تالیف کی غرض سے
ہوں تا کہ انکے باطن خبیث ہوں جیسے کہ انکے ظاہر خبیث سے ہیں اور یہ وہ
امر ہے جسکے ساتھ حضرات صوفیہ مشہور و دیگر طوائف اسلام سے ہو گئے ہیں
[illegible] فقیر کی شرط جب کہ وہ خانقاہ میں سکونت کرے اور چاہتا ہے کہ انکے مال و قوت
سے کھائے یا اُنمیں سے جو چاہتا ہے کہ از خانقاہ کے لیے دریوزہ گری سے
طلب کی خاطر [illegible] اسکے ساتھ مشغول ہو [illegible] جسمیں کسب کی
[illegible] اور [illegible] بعض میں [illegible] کے لیے اسکو
[illegible] تو اسکو [illegible]
نہیں ہے کہ مال خانقاہ سے کھائے بلکہ اکتساب معاش کرے اور اپنی

کھانی سے کھائے اس لیے کہ خانقاہ کا کھانا اُن لوگون کے لیے ہے جنکا اللہ کے ساتھ شغل
کامل ہوگیا ہے تو اُسکی خدمت اہل دنیا اس لیے کرتے ہین کہ وہ اپنے مولا کی خدمت
مین مشغول ہین الا یہ کہ وہ ایک شیخ عالم طریقت کے زیر سیاست ہو جسکی صحبت سے
نفع حاصل ہو اور اُسکی ہدایت سے راہ رست پاتا ہے اور شیخ کی رائے ہو کہ مال
خانقاہ سے اُسکو کھانا ملے تو شیخ کا تصرف ضرور صحت بصیرت سے ہوگا اور منجملہ اُن شناوں
کے جو اس معاملہ مین شیخ کو ہو یہ بھی ہے کہ نیت اُسکی ہو کہ اُسکو فقرا کی خدمت مین
مشغول کرے اس صورت مین جو وہ کھاتا ہے اُسکی خدمت کے عوض مین ہوگا۔
ابو عمرو الزجاجی سے روایت ہے کہ کہا مدت تک مین جنید کے پاس رہا تو مجھے
کبھی ہرگز اُس نے نہ دیکھا مگر یہ کہ کسی قسم کی عبادت مین مشغول تھا اور مجھ سے
خفیہ تھے کہ ایک روز کا ذکر ہے کہ جماعت سے مکان خالی تھا تو مین اُٹھا اور
کپڑے اپنے اُتارے اور مکان صاف کیا اور پاکیزہ کردیا اور پانی اُس پر چھڑکا اور
طہارت کی جگہ کو دھویا پھر شیخ ادھر آئے اور میرے اوپر گرد و غبار پڑا دیکھا تو
میرے لیے دعا کی اور کہا مرحبا جزاک اللہ اور کہا احسنت علیک بھا تین بار
اور بعض مشائخ صوفیہ جوانان کو غیر کو خدمت کی طرف بلاتے ہین تاکہ بیکاری
سے وہ محفوظ رہین اور ہر ایک کو ایک حصہ معاملہ کا ملتا ہے اور ایک حصہ
خدمت کا۔ ابو محذورہ سے روایت ہے کہ کہا حضرت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے جماعت کو واسطے اذان دینے کا کام مقرر کیا اور بنی ہاشم کے
لیے پانی زمزم سے کھینچنا اور پلانا اور بنی عبد الدار کے واسطے دربانی
اور اسی کی اقتدا رفادون نے کی تفرق مین فقرا پر کرتے ہین اور کسی قسم

کی خدمت کے ترک میں نہیں معذور ہوتا الا وہ شخص کہ اپنے وقت میں پورا مشغول
ہو اور کامل الشغل سے ہماری مراد اعضا و جوارح یعنی ہاتھ پاؤں سے نہیں ہے
الا مقصود یہ ہے کہ ہمیشہ رعایت اور محاسبہ اور دل کے ساتھ اور جسم کے ساتھ
ایک وقت اور دل کے ساتھ بدون جسم کے دوسرے وقت مشغول ہو اور نقصان
سے زیادت کی طلب ہو اسواسطے کہ فقیر کا حقوق وقت پر قائم ہونا شغل کامل
ہے اور اسی سے نعمت فراغ اور نعمت کفایت کا شکر ادا ہوتا ہے اور بیکاری
میں نعمت فراغ اور کفایت کی ناشکری ہے حضرت سری علیہ الرحمۃ سے سنا گیا
کہ کہتے تھے جو شخص قدر نعمت نہیں جانتا اُسے نعمت کا سلب اس طرح ہوتا ہے
کہ وہ خبر نہیں ہوتا - اور کبھی شیخ یعنی بوڑھا اُس شغل کے کمانا اقامت سکنے میں
معذور ہوتا ہے کیونکہ کمانے سے عاجز ہے اور جوان معذور نہیں ہے باعتبار اطلاق
قوم کے دونوں طریق کے شرط میں ہے یا تفصیل کہ شرع کے فتویٰ کی حیثیت
سے تو اگر وقت کی شرط ہو کہ متصوف کے لیے ہے اور جو لباس متصوفہ کا لباس پہنا
ہو اور انکا خرقہ پہنے ہو تو اُسکا کمانا اور فتویٰ انکے لیے بالکل مطلق ہے اور کسی
مسئلہ میں شریعت پر قناعت ہے بغیر طریقت کے جو اہل ارادت کا شغل ہے اور جو
اگر وقت کی شرط ہے کہ جو طریق صوفیہ عملاً اور حالاً رکھتا ہو تو اُسکا کمانا انکے
لیے مذموم نہیں ہے کہ بیکاری اور تضییع اوقات کے قائل ہیں اور اہل ارادت
کے طریق مشائخ صوفیہ کے نزدیک مشہور میں حضرت ابو سعید خدری سے
روایت ہے کہ حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مومن کی مثل گھوڑے
کی سی مثل ہے آخیہ کی نسبت جولان کرتا ہے اور آخیہ کی طرف رجوع کرتا ہے اور مومن

مومن سوگند ہے اور پھر ایمان کی طرف رجوع کرتا ہے تو تم اپنا کھانا پرہیزگارون کو
کھلاؤ اور مومنون کو نیکی پہونچاؤ

سولھوان باب سفر اور مقام مین احوال مشائخ کے اختلاف کے بیان مین ہے

مشائخ صوفیہ کے احوال مختلف ہین بعضے ابتدا مین مسافرت کرتے ہین اور نہایت مین مقیم ہوتے ہین اور بعضے ابتدا مین مقیم اور نہایت مین مسافرت کرتے ہین اور بعضے مقیم ہین کبھی سفر نہین کرتے اور بعضے ہمیشہ سفر مین رہتے ہین اور ایک جگہہ قیام نہین کرتے اور ہم ہر ایک کے حال کی شرح کرینگے اور اسکا مقصد بیان کرینگے جسکی طرف اسکو رغبت ہے۔ تو جس نے ابتدا مین سفر اور نہایت مین اقامت کی ہے تو قصد اسکے سفر کا بہت باتون کے لیے ہوتا ہے منجملہ انکے یہ ہے کہ علم کے طلب کے لیے ہو جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ علم طلب کرو اگرچہ وہ چین مین ہو اور بعض نے کہا ایک شخص اگر شام سے اقصاے یمن تک ایک کلمہ کے لیے جو اسے ہدایت پر لیجاے سفر کرے تو اسکا سفر ضائع نہین ہے۔ اور نقل ہے کہ جابر بن عبد اللہ رضی اللہ نے مدینہ سے مصر کی طرف چھ مہینے مین ایک حدیث کے لیے سفر کیا اسے یہ خبر پہونچی تھی کہ انس اس کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث کرتے ہین اور مروی ہے کہ رسول علیہ السلام نے فرمایا جو شخص اپنے گھر سے علم کی طلب مین نکلا تو وہ جب تک واپس آئے اللہ کی راہ مین ہے۔ اور اس قول اللہ تعالے کی تفسیر مین بیان کیا گیا ہے السائحون کہ وہ لوگ طالبان علم ہین اور ابی ہارون نے روایت کی ہے کہا ہم ابا سعید کے پاس جاتے تو وہ کہتے

مرتبا ہی وصیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھہ کہ ہر آئینہ نبی علیہ السلام
نے فرمایا ہی کہ لوگ تمھارے تابع ہین اور زمین اطراف سے مرد تمھارے پاس آئینگے
کہ دین کو سیکھین تو جب وہ تمھارے پاس آئین تو اُنکین خیر کے ساتھہ یاد کرو اور
نبی علیہ السلام نے فرمایا ہی علم کا سیکھنا ہر ایک مسلمان پر فرض ہی اور حضرت
عائشہ رضی اللہ عنہا نے روایت کی ہی کہا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سے سُنا ہی کہ آپ فرماتے تھے کہ ہر آئینہ اللہ تعالے نے میرے پاس وحی بھیجی ہی
کہ جس شخص نے علم کے طلب مین سفر کیا اُس کے لیے جنت کا راستہ سہل ہوتا
اور ابتدا مین اُس کے مقاصد سے ایک یہ ہی کہ مشائخ اور سچے بھائیون
سے ملاقات کرے پس مرید کے حق مین ہر ایک سچے اور صادق کی ملاقات
سے ترقی ہی اور کبھی مردون کا دیکھنا اُسے نفع دیتا ہی جیسے کہ اُسکو مردون
کا قول نفع کرتا ہی اور تحقیق بعضون نے کہا ہی کہ جس شخص کا دیکھنا تجھے نفع نہ
دے تو اُسکا کلام تجھے فائدہ نہ دیگا اور اس قول مین دو وجہ ہین ایک
یہ ہی کہ صدیق مرد کی فعل کی زبان سے صادق قول کے ساتھہ کلام اس سے
زیادہ کرتا ہی جو قول کی زبان سے اُنکے ساتھہ کلام کرے تو جب سچا آدمی اُس
صدیق کی حالت ہجرت کی طرف نگاہ کرے اُسکے جانے اور آنے اور اُسکی
خلوت اور جلوت اور کلام اور سکوت مین کچھ اسپر نظر کرنے سے نفع حاصل ہو تو یہ
فائدہ اُسکے دیکھنے کا ہی اور جسکے احوال اور افعال ایسے نہ ہون تو اُسکا
کلام بھی نفع نہین دیتا اسواسطے کہ وہ اپنے ہوی کے ساتھہ کلام کرتا ہی اور
قول کی نورانیت قلب کی نورانیت کے موافق ہوتی ہی اور قلب کی نورانیت اسقدر

ہو گی جس قدر کہ اسکو استقامت اور قیام واجب حق عبودیت اور اسکی حقیقت
پر ہو گی اور دوسری وجہ یہ ہی کہ علماء راسخ فی العلم اور مردان کامل کی نظر تریاق
کامل ہی کہ انمین سے ایک بھی کسی سچے مرد کی طرف دیکھے تو اپنی چشم باطن کی تیز
نگاہ سے پالیتا ہی کہ صادق کی حسن استعداد کیسی ہی اور اللہ تعالیٰ کی عطیات
خاص کی اہلیت اور قابلیت اسے کس قدر ہی تو اسکے قلب مین محبت صادق
کے مریدون سے پڑتی ہی اور اسکی طرف دل سے بنظر محبت دیکھتا ہی اور یہ حضرات
لشکر الٰہی سے ہین تو اپنی نظر سے احوال سنیہ اور آثار رضیہ جمع کرتے اور
دیتے ہین اور منکر قدرت الٰہی سے کیا انکار کرسکتا ہی ہر آئینہ اللہ تعالیٰ نے
جسطرح بعضے افعی سانپون مین یہ خاصیت رکھی ہی کہ جب اُسنے کسی ایک
انسان کی طرف دیکھا تو اپنی نظر سے اسکو ہلاک کر دیا وہ ایک خاصیت اپنے
بعض خاص بندون کی نظر مین رکھی کہ جب وہ کسی سچے طالب کی طرف دیکھے
تو اسکو ایک حال اور حیات عطا کرے اور ہر آئینہ ہمارے شیخ علیہ الرحمہ کا یہ
حال تھا کہ وہ منیٰ کی مسجد خیف مین پھرتے تھے اور ایک ایک کا منہ دیکھتے تھے
اس بارہ مین آپ سے پوچھا گیا تو فرمایا اللہ تعالیٰ کے ایسے بندے ہین کہ جب
انھون نے کسی شخص کی طرف دیکھا تو اسکو سعادت بخشی تو مین یہ طلب متواتر
کرتا ہون اور ابتدا کے مقاصد سفر سے یہ ہی کہ مالوفات سے انقطاع
ہوتا ہی اور معلوم و معہود کی طرف جو میل نفس ہی اس سے علٰحدگی ہوتی ہی
اور نفس کو دوستون اور اہل اور وطن کی مفارقت کی تلخی پانے کی
برداشت ہوتی ہی پس جس کے لیے ان مالوفات پر صبر کیا کہ اسکو

اللہ تعالیٰ کی درگاہ سے اجر ملیگا تو اُسنے بڑی فضیلت حاصل کی - عبد اللہ بن
عمرو بن العاص سے روایت ہی کہا مدینہ مین ایک مرد نے وفات پائی اُن مین
سے جو وہین مدینہ مین پیدا ہوے تھے جنازہ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
نماز پڑھی بعد اُسکے فرمایا کاش اپنی پیدائش کے مقام کے سوا اور کہین
مرتا لوگون نے کہا اور یہ کیون یا رسول اللہ آپ نے فرمایا مرد جب پردیس مین
مرتا ہی تو اُسکے لیے اُسکے مولد سے اُسکے انتہا کے قدم تک جنت سے اندازہ
کیا جاتا ہی - اور مقاصد سفر سے یہ ہی کہ نفوس کے دفینے کھل جاتے ہین اور اُنکی
رعونتین اور دعوے نکلتے ہین اسواسطے کہ اُسکی حقیقتین بغیر سفر کے قریب
انکشاف نہین ہین اور سفر کو اسی واسطے سفر کہتے ہین کہ اخلاق کو وہ ظاہر
کر دیتا ہی اور جب وہ اپنے مرض سے واقف ہوا تو اُسکے علاج کو تیار ہوتا ہی
اور کبھی سفر کا اثر بندے کے نفس مین ایسا ہی ہوتا ہی کہ نوافل کا اثر نماز روزہ
اور تہجد وغیرہ سے ہوتا ہی اور یہ اسواسطے کہ نقل خوان ہر سفر کرنے والا اللہ
کی طرف بغفلت کے قربات کے مقام لیتا ہی اور مسافتین قطع کرتا ہی اور
دشت و بیابان مین اللہ کے لیے اس نیت سے سیر الی اللہ خلاف ہو جاوے
اذیت دنیا کرتا ہی - اور علی بن عبد الرحیم سے منقول ہی کہ مین نے نوری سے
سنا کہتے تھے کہ تصوف تمام حظوظ نفسانی کا ترک ہی تو جب بندہ حظ نفس کو چھوڑکر
سفر کرتا ہی تو نفس قرار پکڑتا ہی اور نرم ہوتا ہی جس طرح دوام نوافل سے ملائم
ہوتا ہی اور سفر اُسکے لیے ایک دابغ ہوتی ہی جس سے سختی اور خشکی
پیدا ہوتی اور عفونت طبعی جاتی رہتی ہی جس طرح کہ جلد کی صورت سے جلد کپڑے

کی صورت ہو جاتی ہی نفس طغیان کی طبیعت سے ایمان کی طبیعت پاتا ہی۔ اور سفر
کے مقاصد سے بھی آثار اور عبرت کا دیکھنا اور فکرون کی چراگاہون نظر کا پھرانا
اور زمین اور پہاڑون کے ٹکڑون کا اور مردون کے قدم کا جولانگاہ دیکھنا اور
جمادات کے ذرون سے سبحان اللہ کا سننا اور قطعات ہمسایہ کی زبان حال سے
سمجھنا ہی کیونکہ آیات عبرت ہاے مسموع کے تجدد سے بیداری اور ہوشیاری
تازہ ہوتی ہی اور مواقف مشہود کے نظارہ سے شواہد اور دلائل بڑھ جاتے ہین
اللہ تعالی نے فرمایا ہی قریب ہی کہ ہم انھین دنیا مین اور انکے نفوس مین اپنی
نشانیان دکھلاینگے یہانتک کہ انکو کھل جاے کہ وہ حق ہی۔ اور ہم آیتہ صوفیہ
کو سری سقطی فرمایا کرتے تھے جو وقت جاڑے گئے اور بہاران کی اور درخت سبز ہو گئے
تو سیر و سفر خوش ہی۔ اور مقاصد سفر سے گناہون کا قبول کرنا اور لطف قبول کا چھوڑنا
توبہ کا صدق پورا اچھی طرح ہوتا ہی اور خلق سے حسن اقبال عجیب اور نہ
کمتر ہی کہ ایک بیان آدمی جو اخلاص کے رشتہ کو مضبوط تھامے ہوے اور دل اسکا
آبادہ ہو مگر [illegible] اقبال خلق روزی ہوتا ہی یہانتک کہ بعض مشایخ سے
مین نے سنا ہی کہ وہ بعض مشایخ سے حکایت کرتے تھے کہ انسے کہا مین اپنے
پاس خلق کا آنا چاہتا ہون نہ اس لیے کہ اپنے نفس کو دل سے بھروسا کرون
کیونکہ مجھے یہ خیال ہی کہ وہ لوگ آدمی پا سکین لیکن خلق کا آنا ایک علامت ہی
جمعیت حال کی دلیل ہی تو جب آدمی مرید کو استیلا ہوا تو وہ اپنے نفس سے اپنی
طرف سے متمکن ہوا تاکہ اسپر توجہ [illegible] کہ خلق کی طرف مائل ہو اور
بسا اوقات [illegible] گناہ ہوتا ہی اور نیکی کی ارادت سے نفس اس کے

سامنے آتا ہی یعنی مین ابرار سے ہون تب خلق میری طرف رجوع لاتی ہی اور اسباب
محمودہ کے اندر آنے کے طریق سے پیش آتا ہی اور اُنہین وجہ مصلحت اور فضیلت
کی بندگان خدا کی خدمت اور صرف ماحضر مین اُسے دکھلاتا ہی اور حال آنکہ نفس اور
شیطان اُسکے ہمراہ ہوتا ہی۔ یہانتک کہ وہ دونون سکون الی الاسباب کی طرف
اور قبول خلق کے مزہ لینے کی جانب اُسے کھینچتے ہین اور اکثر وہ دونون اوسپر غالب
ہوجاتے ہین تو بناوٹ اور تزئین کی طرف کشش کرتے ہین اور پیوند لگانے والے
پر فرق ظاہر ہوجاتا ہی اور وہ اُسی سے نہین ہوسکتا۔ اور بعضے صالحین کو مینے سُنا ہی
کہ اُسنے اپنے ایک مرید سے کہا اب تو ایسے مقام پر پہونچ گیا ہی کہ وہان شیطان
شرارت کی راہ سے تجھ تک نہین پہونچ سکتا مگر خیر کے طرق سے تیرے پاس تک
پہونچیگا اور یہ جسے قدم کے لیے کوشش کی جگہ ہی پس اللہ تعالے ہی سچے
کی خبر لیتا ہی جب وہ اس قسم کی کسی بات مین مبتلا ہوتا ہی اور اپنی عنایت سابقہ
اور عنایت لاحقہ سے سفر کی طرف اُسکو کھینچ لیجاتا ہی تو وہ آشناؤن سے اور اُس
مقام سے جہان یہ دروازہ اُسپر کشادہ ہوتا ہی تو سفر مین نکلنے سے وہ اللہ تعالے
کے واسطے مجرد اور منفرد ہوجاتا ہی اور یہ ایک نہایت اچھا مقصد ہی جو صادقین
کو سفر مین حاصل ہوتا ہی پس یہ تمام مقاصد وہ ہین جو مشائخ کو علاوہ حج اور غزوہ
اور زیارت بیت المقدس کی ابتدا مین مطلوب ہوتے ہین۔ اور منقول ہی کہ
ابن عمر بیت المقدس کے قصد سے باہر مدینہ سے نکلے اور وہان پانچون وقت
کی نماز پڑھی پھر اُسکی صبح کو جلد مدینہ کی طرف روانہ ہوئے پھر جبکہ اللہ اُسے مدد
کے حکم سے صادقین پر احسان کرے تو سفر ان کی طرف اسکا منھ پھیرتا ہی

اور عبرت لینے کا حصہ اُسے عطا کرتا ہی اور وہ دینی ضرورت کے موافق علم سے اپنا
نصیب لیتا ہی اور صالحین کے قرب سے فائدہ اُٹھاتا ہی اور متقیوں کے حال مشاہدہ
کرنے کے فائدے اُسکے دل میں نقش ہو جاتے ہیں اور مقربان درگاہ الٰہی کی معرفت
کی خوشبو سونگھنے سے باطن اُسکا معطر ہو جاتا ہی اور اہل اللہ اور خاصان بارگاہ کی
نظر کی حمایت اور حوال نفس کے امتحان سے قلعہ میں ہو بیٹھا اور سفر اُسکی عادات
و اخلاق کے آئینہ اور مخفی خواہشیں ظاہر کر دیتا ہی اور خلق کی نظر اُسکے باطن سے
ساقط ہو جاتی ہی اور وہ مغلوب ہو جائیگا غالب نہ رہیگا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے
موسیٰ علیہ السلام کی خبر دینے کے لیے فرمایا ہی پس میں تمہارے پاس سے بھاگ
گیا جب تم سے میں ڈرا تو مجھے میرے پروردگار نے علم بخشا اور مجھے نبی مرسل
بنایا پس سبب اُسکے اللہ اُسکے مقام کی طرف پھیرتا ہی اور بڑی بخشش سے اُسکی
امداد کرتا ہی اور متقین کا اُسے امام بناتا ہی جسکی اقتدا کیجاے اور مومنین کا
پیشوا بناتا ہی جس سے ہدایت لیجاے - اور جو کہ ابتدا میں مقیم اور انتہا کو سیاح
مسافر ہو اور وہ ایسا شخص ہوتا ہی کہ اللہ اُسکے لیے اُسکے ابتدا حال میں صحبت صحیح
میسر کر دیتا ہی اور ایک شیخ عالم اُسکے لیے مقرر کرتا ہی جسکی شہادت سے وہ راہ
چلتا ہی اور تحقیق کے منازل پر اُسے چڑھاتا ہی تب وہ اپنی ارادت کے مقام
کا التزام کرتا ہی اور جو اسے عادت سے پھیرتا ہی اُسکی صحبت میں رہتا ہی اور ہمراہ شیخ
شبلی علیہ الرحمہ حصری کو کہا کرتے تھے جبکہ اُنکا ارادہ ابتدائی تھا کہ تیرے دل میں اگر ایک
جمعہ سے دوسرے جمعہ تک اللہ کے سوا گذرے تو حرام ہی تجھے اور پھر کر تو میرے
پاس آئے تو تجھکو ایسی صحبت نصیب ہو میرے پر حرام ہی اسواسطے کہ ہر ایک سفر

اور فضیلت سے جو اُسے مقصود ہی اُسکے لیے صحبت بہتر ہی اور ابو یزید فاق سے مروی ہی
کہ فرماتے تھے کہ میرے مرید نہین ہوتا جب تک فرشتہ بائین طرف کا بیس برس تک کچھ
اُسکا نہ لکھے پھر جسکو اُس شخص کی صحبت نصیب ہو جو ایسے اعلے احوال اور مقامات
بلند کی جانب بلائے اُسپر مفارقت اور سفر کرنا حرام ہی بعد اُسکے جملہ اجتہاد مین
لزوم صحبت اور حسن اقتداء سے مطلب اُسکا مضبوط ہو گیا اور احوال سے سیراب
اور مردان خدا کے درجہ کو پہونچ گیا اور آبیات کے چشمے اُسکے دل سے
جاری ہوے اور نفس اُسکا ساتھ والون کا لینے والا تو رحمت الٰہی کی خوشبو اطراف
شہر اور اکناف زمین مین سچے بھائیون کے سینون سے سونگھتا ہی ملاقاتون کی
طرف گردن اُٹھاتا ہی اور دنیا کی سیر کے لیے رکھتا ہی اللہ تعالیٰ شہرون مین پھراتا ہی
تاکہ بندگان خدا کو اُس سے فائدہ پہونچے اور اہل صدق کے اسرار اُسکے حال کے
مقناطیس سے نکلتے ہین اور حق نمایون کے مشتاقون کی خواہشین کھلتی ہین اور
دلون کی زمین مین فلاح کا تخم بوتا ہی اور اہل صلاح اُسکے کلام اور صحبت سے
بافرحت ہو جاتے ہین اور یہ مثال ہی اُس وصف رہنما کی جو انجیل مین ہی —
کزرع اخرج شطاٗہ فآزرہ فاستغلظ فاستوی علی سوقہ یعنی جیسے کھیتی
جسنے برگ و بار اپنے نکالے پھر اُسکی پشت قوی کی پھر وہ ہو ا پھر اپنی ساقون پر
کھڑا ہوا یعنی کی برکت بعض کو پہونچتی ہی اور ایک کے احوال دوسرے مین سرایت
کرتے ہین اور وہ یکا طریق ایا اور فائدہ رسانی کا پھیلا ہوتا ہی حضرت ابی ہریرہ
رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ جسنے
سیدھی راہ کی طرف بلایا اُسے ثواب اُسی قدر ملتا ہی جتنے ثواب کہ تابعین کو ملین اور

اُنکے توابون سے پر تواب کچھ نہین گھٹتا اور جسنے گمراہی کی طرف بلایا اسپر گناہ جسکے
تو ابعین کے گناہون کے برابر ہوتا ہی کہ یہ گناہ اُنکے گناہون کو نہین کم کرتا لیکن جو
مقیم ہوا اور سفر کیا ہی نہین یہ ایسا ایک شخص ہوتا ہی جسے حق تعالی برگزیدہ کرتا
اور دوست رکھتا ہی اور خیر کے دروازے اسپر کھولتا ہی اور اپنی عنایت سے
اُسکو کھینچتا ہی اور پیغمبر خبر مین وارد ہی کہ جذبات الہی سے ایک جذبہ دونو جہان
کے عمل کا مقابلہ کرتا ہی پھر ان بعد جب کہ اس سے صدق معلوم ہو اور حاجت
اُسکی ایسے شخص کی طرف دیکھے جس سے یہ نفع اُٹھائے کسی ایک صدیق کو اُسکی
طرف روان کرتا ہی یہان تک کہ وہ اپنے کلام سے اُسکی مدد کرتا ہی اور اُسکا فوز
اور تدارک اپنے دیکھنے اور یاد کرنے اور توجہ سے حل کرتا ہی اور اُسے کمال اہلیت
کے لیے تھوڑی صحبت صاحب اور مصحوب کی کافی ہو اور سنت الہی کا اجرا اور
حکمت قائم رکھنے کے لیے اسباب کے عطا سے حق مین ثابت تھوڑی صحبت کی ہی
اور ہوشیار بیدار صحبت کے واسطے تھوڑی کے ساتھ ہو اور صحبت قلیل اُسے بہت
سے مشاہدہ اور سیر و سفر سے مستغنی کردے اور سفر یا سے درازسے وہ خطوہ اور استفسار
پر اکتفا کرے اور آثار اور عبرت دیکھنے کو شواغل اور اُسے بدلتا ہی جیسا کہ بعضون نے
کہا مثل ہی کہ آنکھین کھولو اور دیکھو اور مین کہتا ہون آنکھین بند کرو اور دیکھو اور
بعضے صاحبین کو یہ کہتے ہین سنا ہی کہ اللہ کے بہت ایسے بندے ہین جنکا تکیہ
اُنکے گھٹنے ہین زانوؤن پر اُنکے سر ہین اور وہ قرب کے مقامات مین ہین تو جسکی
خلوت تنہائی اور خلوت مین اب حجابات اُسکے خاطر جوش کر رہا ہو وہ ظلمات مین
جا کر کیا کرے اور جسکو نشو دل کی لپیٹ مین سما اور اُسکے تو طبق آسمان کے کھلے ہوے ہون

تو آسمانون مین آنکھ پھیر کر کیا کام بنائے اور جسکی آنکھ کی سیاہی نے دنیا کے متفرقات کو
جمع کر لیا یا پاؤن کے چھاننے سے اُسکو فائدہ کیا ملے اور جو اپنی فطرت کی خوبی سے اوج
کے حالات مین جا پہونچا اُسے صورتون کی زیارت کیا نفع بخشے۔ روایت ہے کہ ذوالنون
مصری نے بایزید کے پاس ایک شخص بھیجا اور کہا اُس سے کہو یہ خواب اور راحت کب تک
اور قافلہ کوچ کر گیا بایزید نے اُس سے کہا کہ میرے بھائی سے کہدو کہ مرد وہی
جو تمام رات سوتا رہے اور صبح کو قافلہ سے پیشتر منزل پر پہونچے ذوالنون نے کہا اسے مبارک
ہو یہ وہ کلام ہے جسکو ہمارے احوال نہین پہونچتے۔ اور شیخ کہتے تھے اور فرماتے تھے کہ اے عزیز
سفر کرو خوش رہو کہ پانی جب کہین زیادہ ٹھہر جاتا ہے تو اُسمین تغیر آجاتا ہے اور روایت ہے
کہ بعض نے اس کلام پر کہا ہے دریا سمندر بھی جاتا ہے تاکہ تغیر آوے اور ہر گاہ کہ مرید سیر باطن
کی مداومت نفس امارہ کے قطع مسافت سے کرتی ہے کہ اسکے سنان آفات کو ظاہر کرے
اور اسکے اخلاق مذمومہ کو محمودہ سے بدلے اور صدق و اخلاق اللہ تعالیٰ کے پیش آمد
سے علی تو اسکے لیے سب متفرقات جمع ہونگے اور پھر سفر زیادہ حضر مین اُسے فائدہ ہوگا
اس واسطے کہ سفر ماندگی اور زحمت اور تشویش اور حوادث اور مصائب سے خالی نہین ہوتا
تو زمانون کو اتنی سیاست مین معلوم کرتے قسوت اسطرح تازہ ہوتا ہے اور بگڑا ہوا وقت لوگون کو
کہ دوسرا شخص اس بات پر قادر نہین ہوتا کہ سفر کے مصائب جدید پر علم کو مسلط
کرے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے اُس سے کہا جو ایک مرد کو اچھا جانتا تھا کیا اُسکے
صحبت بھی کی ہے ایسے سفرون مین جنکے ساتھ اُسکے اخلاق پر استدلال کیجاے کہا نہین
فرمایا تو اُسے نہین سمجھا کہ اُسے تو جانتا ہی پس اللہ جب اپنے بندہ کو اُسکے ابتدائی
حال مین تشویش سفر سے بچالے اور ہمت باندھے اور حسن اقبال سے حضر مین متمتع

اور مستفید کرے اور مردان راہ سے ایسے شخص کو اسکی طرف بھیجے جس سے صلاح حال سیکھے
تو بس اسپر احسان کیا اور اس قول اللہ تعالیٰ کی تفسیر میں بیان کیا گیا ہے ومن یتق اللہ یجعل له
مخرجا ویرزقه من حیث لا یحتسب کہ جو کوئی مرد اللہ کی طرف متوجہ ہو [illegible] کہ اسکو کوئی
مشکل امر دینی سے پیش آوے تو اللہ اسکے پاس ایسے شخص کو بھیج دیتا ہے جو اسکی
مشکل حل کردے پس جبکہ شریعت کی شرطوں پر [illegible]
میں انتہا کے تصرفات ضروری ہونگے اس صورت میں سفر سے اقامت بہتر اور اولیٰ اور [illegible]
رہتا ہے اور اس مقام میں صالحین کی ایک جماعت ٹھہرائی گئی ہے اور جو شخص ایسے
سفر کرتا ہے تو اسنے اپنے قلب کی صلاح اور صحت حال [illegible]
بعض کا قول ہے کہ اسمیں توحید کہ ہر ایک درخت کو تو ایک مسجد کا سامان ہو اور تو
[illegible] لئے مگر دو شہروں کے درمیان میں ابراہیم خواص ان لوگوں سے تھے کہ ایک
شہر میں چالیس دن سے زیادہ قیام نہیں کرتے اور انکا اعتقاد تھا کہ اگر چالیس
دن سے زیادہ قیام کرتے تو انکے توکل میں خرابی آئے سو لوگوں کا علم اور انکی
معرفت جو اسمیں تھی اسکا سبب دیکھتا اور جانتا تھا۔ اور ان سے حکایت ہے کہا
میں ایک جنگل میں گیارہ دن بغیر کھانا کھائے رہا اور میرے نفس نے تاک لگائی کہ
جنگل کی گھانس کھائے تو میں نے سبزی کو دیکھا کہ میرے سامنے چلی آتی ہے میں
اس سے بھاگا پھر مڑکر دیکھا تو وہ مجھ سے پھر گئی تھی انسے پوچھا گیا کہ آپ کیوں اس
سے بھاگے تھے کہا اسلیے کہ نفس نے چاہا تھا کہ وہ میری فریاد کو پہونچے گا تو یہ
لوگ اپنے دین کے ساتھ بھاگنے والے ہیں۔ حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے
جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ فرمایا سب سے زیادہ

محبوب اللہ کے نزدیک غربا ہیں اصحاب نے پوچھا وہ غربا کون ہیں فرمایا جو اپنے دین
کے ساتھ بھاگ گئے وہ ایسے ہیں جو عیسی بن مریم کے پاس قیامت کے دن جمع ہونگے اور
یہ سب احوال مختلف ہیں اور ان احوال کے آدمی وہ ہیں کہ صحت اور حسن نیت مع اللہ
کی پیروی کی اور حسن نیت صدق کی مقتضی ہو اور صدق ہمیشہ محمود ہو چاہے کسی
طرح احوال ہوں پس جو کوئی سفر کرے اُسے چاہیے کہ اپنے احوال کی تفتیش اور اپنی
نیت کو صحیح کرے اور نیت کے خلوص پر آمیزش نفس سے کوئی قادر نہیں مگر وہ شخص
کہ علم کثیر اور تقوی کامل اور دنیا میں زہد کا بڑا حصہ رکھتا ہو اور جو کوئی پوشیدہ
ہوی کو بغل میں دبائے ہوئے ہو اور زہد میں انتہا کو نہ پہونچا ہو وہ نیت کے صحیح
کرنے پر قادر نہیں اور سفر پر آمادہ خوشی جبلے نفسانی کرتی ہو اور وہ یہ سمجھتا ہو کہ یہ
دوعیہ حق ہو اور دوعیہ حق اور دوعیہ نفس میں تمیز نہیں کرتا اور یہ شخص صحت نیت
کے علم میں محتاج اُس علم کا ہو جس سے خطرات کو معلوم کرے اور خطروں کی شرح
اور اسکا علم ایک باب جداگانہ کا فی نفسہ محتاج ہو اور ہم اب اسکی طرف ایک رمز
سے اشارہ کرتے ہیں جسے وہ شخص ادراک کریگا جسے ایمان سے کچھ نصیب آیا ہوگا
اسواسطے کہ اکثر اسکے علم اور معرفت سے دور ہیں۔ جاننا چاہیے کہ ہم نے جو نشاط
نفس کا ذکر کیا ہو وہ فقیر کے لیے اکثر امور میں پیش آتی ہیں اسواسطے کہ کبھی کبھی فقیر
باغ اور بیابانوں میں نکل جانے کے سبب آرام اور راحت پاتا ہو جو دوسرے وقت
اُسے میسر ہوتی ہو اور ہر چند اسکے لیے موجب خوش دلی کا ایک وقت میں ہو
اور سبب اس خوشدلی کا اسوقت یہ ہوتا ہو کہ نفس اپنی غرض پوری ہونے
اور بیابان کی سیر اور تفریح ملنے سے پھیلتا اور پھولتا ہو اور جسوقت وہ پھیلا اور

پہچولا تو وہ قلب سے دور ہو جاتا ہی اور اس سے قطع اپنی خواہشون کی ترقی این کرتا ہی تو
قلب کو فرح ہوتی ہی نہ بیابان سے بلکہ اس وجہ سے کہ نفس اُس سے دور ہوا ایسے شخص کی طرح
جسکے پاس سے ہمنشین اُسکا جو اُسپر گران تھا جدا ہو گیا بعد ازان جبکہ فقیر اپنے گوشہ کی طرف
پھرا اور اپنے معاملہ کے دفتر کو کھولا اور اپنے حال کے قاعدہ کو جدا کیا تو نفس کو قلب کے
پاس پایا ایک فریہ گرانی کے ساتھ جو اسکے ملال اور اس سے عاجز ہونے کی موجب
ہوتی ہی اور جسقدر اسکی گرانی زیادہ ہوتی ہی اُسی قدر قلب مکدر ہوتا ہی اور سبب اسکی زیادہ
گرانی کا یہ ہی کہ اسکو خواہشون کے پانے کے لیے چھوڑ دیا تو بیابان کی طرف جانا عین مرض
ہو جاتا ہی اور فقیر یہ سمجھتا ہی کہ وہ تفریح اور دوا ہی پس اگر تنہائی اور خلوت پر صبر کرتا تو نفس کو
زیادہ گداز ہوتا اور سبک اور لطیف ہو جاتا اور قلب کے لیے ایک نیک مصاحب ہو جاتا
اسکو گران نہ معلوم ہوتا اور اسی پر قیاس تفریح کا مسافرت کے ساتھ ہوتا ہی تو نفس
کے لیے تفریحات کے وہم کی طرف جنبش اور کود پھاند ہی تو جو اس نکتہ کو جانتا ہی تو وہ
ایسے شعار تفریحات پر جنکا انجام خراب ہی فریفتہ نہیں ہوتا اور نہ اسکے گزند سے بے خوف
رہتا ہی اور خطرہ سفر سے کلوپ ثابت قدم رہتا ہی اور اس خطرہ کی پروا نہیں کرتا بلکہ اسکو
نفس کی اور اسکے نشاط پر بدظن رکھ کے بے التفاتی سے ترک کر دیتا ہی اور اسی قبیل سے ہی
والله اعلم قول رسول مقبول علیہ الصلوۃ والسلام کا کہ ہر تحقیق آفتاب شیطان کی دو شاخ
کے درمیان سے طلوع کرتا ہی سو نفس کے لیے آفتاب نکلنے کے وقت جنبش اور اچھل کود
ہوا کرتی ہی اور یہ جنبش کی اور بد حواسی کی جنبش نفس سے خروج اور طلوع ہوتا ہی
اور اسکی شرح طولانی اور گہری ہی اور اسی قسم سے صبح کے وقت بیمار کے مرض میں تخفیف
اور کمی ہی بخلاف اوقات شام کے سو نفس کا اہتزاز اور انبساط

قلب کی آہنگ اور انگیز کی شکل پر ہو جاتا ہے اور بہت سے آفات اس قسم کے فقیر پر آتے ہیں اور اکثر مداخل میں اہتزاز نفس سے دخل پاتے ہیں اور گمان ہوتا ہے کہ یہ قلب کی حسبت و خیر کا علم ہے اور اکثر اوقات اُسے دکھلائی پڑتا ہے کہ وہ اللہ کے ساتھ حملہ کرتا ہے اور اللہ کے ساتھ کہتا ہے اور اللہ کے ساتھ جنبش کرتا ہے سو وہ حال یہ ہے کہ نفس کی حسبت و خیر میں مبتلا ہوتا ہے اور یہ اشتباہ انھیں کو واقع ہوتا ہے جو اہل قلوب اور اصحاب احوال ہیں اور جو صاحب دل و صاحب حال نہیں ہیں وہ اس سے معزول ہیں اور یہ ایک قدم کی لغزش گاہ ہے کہ عوام کو نہیں بلکہ خواص کے ساتھ مختص ہے سو اسکو جان رکھو اور یہ ایسی بات ہے جسکا علم نادر اور نایاب ہے اور جنبش و سفر کی مبادی میں صحیح وجہ پانے کے لیے ادنی مراتب فقرا سے یہ ہے کہ استخارہ کی نماز پہلے ادا کرے اور نماز استخارہ کی متروک نہیں ہوتی اور اگر فقیر کے لیے خطرہ کی صحت یا سفر میں مصلحت کی وجہ ایک بیان کے ساتھ جو خطرہ سے واضح رہے ظاہر ہو تو قوم کے لیے علم کے بیان میں بابت صحت خطرہ بہت مراتب ہیں اور اس قسم کے جو مرحلہ اس سے ہیں تو ان سب میں نماز استخارہ نہیں فروگذاشت کیجاتی ہے واسطے کہ یہ اتباع سنت ہے اور اسمیں برکت ہے اور وہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم سے ہے جیسا کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ تعلیم استخارہ کی ہمکو دیا کرتے جس طرح کہ کلام اللہ کی سورت کی تعلیم دیتے تھے کہا جب تم میں سے کوئی کسی بات کا قصد کرے یا کسی بات کو چاہے تو دو رکعت سوا فرض کے پڑھے پھر یہ کہے اللھم انی استخیرک بعلمک و استقدرک بقدرتک و اسالک من فضلک العظیم فانک تقدر ولا اقدر و تعلم ولا اعلم و انت علام الغیوب

اللھم ان کنت تعلم ان ھذا الامر بعینہ خیر لی فی دینی ومعاشی وعاقبۃ امری
او قال عاجل امری وآجلہ فاقدرہ لی ثم بارک فیہ وان کنت تعلم شرا لی فذلک فاصرفہ
عنی واصرفنی عنہ واقدر لی الخیر حیث کان ۔

سترھوان باب ان چیزون کے بیان میں ہی جنکی حاجت صوفی کو فرائض اور فضائل سے سفر میں احتیاج ہی ۔

سو فقہ کے مسائل سے کتب فقہ میں مذکور ہوتے ہیں اور اس کے لیے یہ کتاب
موضوع نہیں ہی لیکن ہم انکو اسواسطے کہ احکام شرعیہ کے ذکر سے جو کچھ فائدہ
برکت لینے کے لیے بسبیل اختصار بیان کرتے ہیں صوفی مسافر کے لیے علم تیمم اور
مسح موزہ اور قصر اور جمع نماز پیارہ ضروری ہے لیکن تیمم مریض اور مسافر کے لیے جنابت
اور حدث میں جبکہ پانی نہ پاوے یا نفس یا مال کے تلف یا مرض بڑھنے کا خوف ہو بنا بر
قول صحیح مذہب کے یا اسکے یا اسکے رفیق کی پیاس کی وجہ سے ضرورت پانی
کی ہو جائز ہی اور ان تمام احوال میں تیمم سے نماز پڑھے اور دوسری دفعہ تیمم
نماز وقت ... سے نماز پڑھے اور صحیح تر یہ ہی کہ
نماز دوبارہ پڑھے ... سے کہ پانی کو موافق طلب
... پڑھے اور ... جہان مسافر اپنی منزل میں لکڑی
اور گھاس کے ڈھونڈنے میں چلا جاتا ہو اور وقت کے آنے کے بعد
طالب ہوتی ہو اور جہان چھوٹا سفر بڑے سفر کی مثال ہی اور اگر تیمم سے
آخر وقت میں پانی کے ملنے پر بھروسے مذہب صحیح کے موافق جائز ہی اور
جنب تیمم سے نماز ادا کی تو دوبارہ نہ پڑھے اور اگر وقت باقی ہو دو

پانی ملنے کا وہم ہو تو اسوقت تیمم جاتا رہیگا مثلاً جبکہ کاروان وغیرہ آتا ہوا نظر پڑا اور اگر نماز کے درمیان پانی نظر آیا تو اسکی نماز باطل نہین ہوگی اور نہ اسپر اعادہ اسکا ہی اور نماز سے اسکا باہر آنا اور از سر نو نماز کا وضو سے ادا کرنا مذہب صحیح کے رو سے مستحب ہی اور فرض کے لیے وقت کے آنے سے تیمم نکرے اور ہر فرض کے لیے تیمم کرے جب چاہے نوافل ایک تیمم سے پڑھے مگر نفل کے تیمم سے ادائے فرض جائز نہین اور جو کوئی پانی اور مٹی نہ پائے تو نماز ادا کرے اور نماز کا اعادہ کرے جب کوئی چیز ان دونون مین سے پائے مگر محدث یعنی بے وضو ہو تو کلام مجید کو نہ چھوے اور اگر جنبی ہو یعنی محتاج غسل ہو تو نماز مین قرآن کی قرات نہ کرے بلکہ قرات کے عوض ذکر اللہ تعالی کا کرے اور تیمم نہ کرے مگر پاک مٹی سے جو ریت اور چونے کی بُو اور غبار سے جو حیوان اور لباس پر پڑا ہو اس سے تیمم جائز ہی اور تیمم کے وقت بسم اللہ کہے اور نماز کے مباح ہونے کی نیت کرے قبل اسکے کہ مٹی پر ہاتھ مارے اور منہ پر ہاتھ پھیرنے کے لیئے انگلیون کو ملائے اور مسح سارے منہ پر کرے اسواسطے کہ اگر فرض کے محل سے کچھ بھی مسح سے باقی رہجائیگا تو تیمم صحیح نہوگا اور ایک ہتھیلی کھلی انگلیون کے ساتھ ہاتھون کے واسطے نکالے اور فرض کی جگہ سب مٹی سے ہاتھ پھیرے اور اگر بغیر دو مرتبہ یا زیادہ کے نہوسکے جسطرح ممکن ہو ضرور ہی کہ فرض کی جگہ مٹی کو پہونچائے اور مسح کرے جب فارغ ہو ایک ہتھیلی کو دوسری ہتھیلی سے ملے کہ دونون پر مسح ہوجائے اور داڑھی کے نیچے تک ہاتھ کو نہ پھیرے بدون اسکے کہ بال نکلنے کے مقامون تک مٹی کو پہونچائے اور موزہ کا مسح تین دن رات سفر مین اور ایک دن رات حضر مین ہی اور مدت کی ابتدا وضو جانے سے موزہ پہننے کے بعد ہی نہ کہ موزہ پہننے کے وقت

سے ہی اور موزہ پہننے کے وقت نیت کی حاجت نہیں ہی بلکہ احتیاج کمال طہارت
تک ہی تا آنکہ ایک موزہ اگر پہن لیا ہو قبل اسکے کہ دوسرا موزہ پہنے تو موزہ پر مسح درست
نہیں ہی اور موزہ میں شرط ہی کہ پوری دیر تک اسپر چلنا ممکن ہو اور فرض کا محل چھپ جاے
اور اسکا مسح موزہ کے اوپر سے کافی ہی اور اولی یہ ہی کہ موزہ کے اوپر بلا تکرار نیچے مسح
کرے اور جبکہ مدت کے گذرنے یا محل فرض زیادہ جگہ کھلنے سے مسح کا حکم جاتا رہے
اگرچہ اسپر لفافہ اور لپیٹ اور وہ با طہارت ہو تو دونوں پانوں دھوے بنا بر مذہب
صحیح کے بدون اسکے کہ دوبارہ وضو کرے اور مسح والا سفر کے اندر کا اگر مقیم
ہو جاے تو مسح ایسے ہی کرے کہ جیسے حضر میں کرے اور اسی طرح مقیم اگر سفر کرے
تو مسافر کی طرح مسح کرے اور جرموق اگر جراب سے ملا ہو اور اسپر جوتا پہن لیا تو مسح اسپر
جائز ہی اور بخیہ نکردہ کھلے ہوے پر مسح درست ہی اگر اس سے محل فرض چھپ جاے
اور اوپر کی بناوٹ والے پر جس سے کچھ پانوں ڈھنکا اور باقی لفافہ ہو جائز نہیں ہی
لیکن قصر اور جمع تو ظہر اور عصر میں جمع دونوں سے ایک کے وقت کرے اور ہر ایک
کے لیے تیمم کرے اور کلام وغیرہ سے انمیں فصل نکرے اور اسی طرح مغرب اور عشا
میں جمع ہی اور مغرب میں کچھ قصر نہیں بلکہ ان دونوں کو ایسے ہی ادا کرے جسطرح
بلا قصر و جمع پڑھتے ہیں اور سنت موکدہ کو دو سنت ہیں جمع کرنے ظہر اور عصر کے فرضوں
سے پہلے پڑھے اور جب دونوں فرائض سے فارغ ہو تو جو ظہر کے فرض کے
بعد پڑھتا ہی دو رکعت اپنا پڑھے اور جب فرض مغرب اور عشا پڑھ چکے
تو دو سنتیں مغرب کی پڑھے اور ان دونوں کے بعد وتر ادا کرے اور سواری
پر فرض نماز اور ... جائز نہیں ہی نمازی کے سبب کہ ...

جاری ہی اور یہ سنن موکدہ اور نوافل میں بھی جائز ہی اور سواری کی پشت پر نماز فرض سے
باقی ہی اور رکوع اور سجود میں اشارہ اور سجود کا اشارہ رکوع سے زیادہ نیچا ہو لا جب کہ
وہ ممکن پر قادر ہو مثلاً جبکہ کجاوہ میں ہو یا اور کسی چیز میں ہو اور منہ اسکا طریق کی
طرف رو بقبلہ ہونے کے قائم مقام ہی اور رستے کے سوا اسکا منہ نکرے مگر قبلہ کی جانب
حتی کہ اگر سواری کو اس سمت سے جدھر کو متوجہ ہی موڑے کہ قبلہ کی جانب نہو تو
اسکی نماز باطل ہو جائے گی اور پیدل سفر میں نفل پڑھے اور احرام کے وقت اسکو
قبلہ رو ہونا کافی ہی اور احرام میں نہیں کافی ہی بلکہ قبلہ رخ ہونا اور رکوع و سجدہ
کے لیے ایماء سے کافی ہی اور سوار کے لیے احرام کے واسطے ہی رو بقبلہ ہونے کی حاجت
نہیں ہی اور جب مسافر مقیم ہو بعد از ان سفر کرے تو اسپر اسدن کے روزہ کا پورا
کرنا واجب ہی اور اسی طرح اگر مسافر ہو اور بعد از ان مقیم ہو اور پیشتر دن روزہ رکھنا
نہ رکھنے سے افضل ہی اور نماز میں قصر پوری نماز سے افضل ہی سو اسقدر صوفی کے
لیے سفر کے امور بابت علم شرع سے جان لینا کافی ہی باقی سب مندوب اور
مستحب تو وہ بات ضرور ہی کہ اپنی ذات کے لیے رستے کا رفیق تلاش کرے
جو امر دین پر معین ہو اسواسطے کہ کہا گیا ہی اول رفیق بعد اسکے طریق اور خبر آیا ہی رسول
صلی اللہ علیہ وسلم نے تنہا آدمی کے سفر کرنے سے منع فرمایا ہی الا جبکہ وہ صوفی ایسا
ہو جو وقت نفس کا واقف کار ہو تنہائی کو بصیرت کی راہ سے کام میں پسند کیا ہو تو
تنہائی کا سفر میں مضائقہ نہیں اور جب ایک جماعت ہو تو اسپر لازم ہی کہ ان میں
ایک امیر مقرر ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ جب تم سفر میں
تین شخص ہو تو ایک کو امیر بنالو اور جسکو پیشوا مقرر کیا ہو وہ تمام رستے میں

امیر ہو اور چاہیے کہ امیر جماعت میں سب سے زیادہ دنیا سے کم رغبت اور سب
سے زیادہ صاحب تقویٰ اور سب سے بڑھکر مروت اور سخاوت میں اور سب
میں زیادہ مہربان ہو۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ فرمایا ساتھیوں اہل صحبت میں سے اللہ کے نزدیک
وہ ہے جو ان میں سے بہتر اپنے ساتھی کے لیے ہو۔ عبد اللہ مروزی سے منقول ہے
کہ ابا علی رباطی اُسکے ساتھ سفر میں ہوا تو کہا میرے ذمہ واجب ہے کہ میں امیر
ہوں یا تم تو کہا بلکہ تم پھر وہ ہمیشہ اپنا اور ابا علی کا زاد راہ اپنی پشت پر لادا کرتا
اور ایک رات مینہ برسا تو تمام رات عبد اللہ اپنے رفیق کے سر پر کھڑا رہ کر اُسے
اپنی چادر کے ساتھ مینہ سے بچاتا تھا اور جب کبھی ابا علی کہتے کہ ایسا نکرو تو وہ
کہتے کیا میں امیر نہیں ہوں اور تیرے اوپر میری طاعت اور انقیاد واجب ہے
لیکن اگر امیر چند فقرا کو اپنے ساتھ رکھے اس خواہش سے کہ وہ اسکی اطاعت
کریں اور غرض سرداری اور تعزز ہو تا کہ اُن لوگوں پر جو خادم خانقاہ میں تسلط
کرے اور اسکا نفس اپنی مراد کو پہونچے تو یہ ارباب ہوی کا طریق ہے جو جاہل ہیں اور
صوفیہ طریق کے خلاف ہیں اور وہ ایسے شخص کا سا رستہ ہے جو دنیا کا جمع کرنا
چاہتا ہے تو اپنے نفس کے لیے رفیق لوگ حاصل کرتا ہے جو دنیا کی طرف
مائل ہیں جمع اس لیے ہوتے ہیں کہ نفس کے اغراض حاصل کریں اور اہل
دنیا اور ظالموں پر دخول پیش نظر رکھتے ہیں کہ مطالب نفس کی تحصیل کا
وسیلہ ہو اور ایسے لوگوں کا جمع ہونا تنافی اس سے نہیں ہوتا کہ غیبت میں غور
کریں اور منافات سے مکروہ میں دخل بیجا سے خانقاہ کی آبادی ہے

اور فائدہ اور تفریح حاصل ہو اور جب کبھی خانقاہ مین شغل زیادہ ہو تو مقام کو چھوڑا
چھکلا بنا دین ہر چند کہ دین کا سامان مشکل ہو اور جب کبھی آمدنی مین قلت ہو جاے
تو خانقاہ سے سفر کرین اگرچہ دین کے اسباب آسان ہون اور صوفیہ کا طریق
نہین ہی۔ اور مستحب ہے کہ اپنے بھائیون کو رخصت اور وداع کرین جب وہ سفر کا
ارادہ کرین اور انکے لیے وہ دعا مانگین جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہی
بعض نے کہا ہی کہ مین عبد اللہ بن عمر کے ساتھ مدینہ تک گیا پھر جب آپ سے
مفارقت کرنا چاہا تو میری مشایعت کی یعنی تھوڑی دور ساتھ چلے اور کہا مین نے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہی فرماتے تھے کہ لقمان نے اپنے بیٹے سے
کہا اے فرزند بیشک جب اللہ تعالی کے سپرد کسی چیز کو امانتاً کیا تو اسنے حفاظت اسکی فرمائی
اور مین اللہ کو تیرا دین اور امانت اور تیرے عمل کے خاتمے سپرد کرتا ہون اور زید بن
ارقم نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہی کہ بیشک آپ نے
فرمایا ہی جب تمہین سے کوئی سفر کرے تو چاہیے کہ اپنے بھائی کو سپرد کردے اسواسطے
کہ اللہ تعالی اسکے لیے برکت انکی دعا مین کرتا ہی اور یہ بھی رسول علیہ السلام سے
روایت کیا گیا ہی کہ آپ جب کسی کو وداع کرتے تو فرماتے خدا تیرا زاد راہ تقوے
کرے اور تیرے گناہ بخشے اور خیر کی طرف متوجہ کرے جس طرف تو توجہ کرے اور بہتر وا
ہی کہ اسکے بھائی اسقدر انتظار کرین کہ جب انکے لیے وہ دعا کرے اور خدا تعالی کے
سپرد کرے اسلیے کہ بیشک اللہ اسکی دعا قبول کرتا ہی اور روایت ہی کہ عمر رضی اللہ عنہ لوگون کو
عطیات کو دیتے تھے کہ ناگاہ ایک مرد اپنے بیٹے کو ساتھ لیے آیا اس سے عمر نے کہا
عجیبا یہ تیرے مشابہ ہی اور کسی کو مین نے ایسا کبھی کسی سے نہین دیکھا تو عمر و ۲۰

اس نے کہا اُسکی حکایت میں امیر المومنین تجھ سے کہتا ہوں سفر کا میں نے ارادہ کیا اور یہ
اپنی ماں کے پیٹ میں تھا اُسکی ماں نے مجھ سے کہا کہ تو جاتا ہے اور مجھے اس حالت
میں چھوڑے جاتا ہے سو میں نے کہا اللہ کے سپرد کرتا ہوں جو تیرے پیٹ میں ہے پھر میں
چلا گیا پھر میں واپس آیا تو معلوم ہوا کہ وہ مر گئی تھی سو ہم بیٹھے باہم باتیں کر رہے تھے
کہ دیکھا ایک آگ قبر پر روشن نظر آئی تو میں نے قوم سے کہا کہ یہ آگ کیا ہے قوم کے
لوگوں نے کہا یہ فلانی عورت کی قبر ہے جیسے ہم ہر ایک رات دیکھا کرتے ہیں سو
میں نے کہا قسم ہے اللہ کی وہ عورت بڑی روزہ دار قائم اللیل تھی سو میں نے پھاوڑا کو
کو ساتھ لیا پھر ایک قبر پاس پہونچے اور ہم نے اُسے کھود ڈالا تو کیا دیکھتے ہیں کہ وہاں
ایک چراغ نظر آیا اور دیکھا کہ یہ لڑکا چلتا دیکھا تب کہا گیا کہ یہ تیری امانت ہے اور اگر
اُسکی ماں کو بھی ہم سپرد کرتے تو اُسکو بھی البتہ پاتے سو عمر نے کہا ہے آئینہ وہ تیرے
ساتھ مشابہ تھا اس سے کہ کوا کوے سے ملتا ہے اور چاہئے کہ جس منزل سے
کوچ کرے دو رکعت کے ساتھ اُسے رخصت کرے اور کہے اللھم زودنی التقوی و
اغفرلی ذنوبی و وجھنی للخیر اینما توجہت - اور انس بن مالک نے روایت کی ہے کہ کہا
جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی منزل میں نہیں اترتے مگر یہ دو رکعت کے
ساتھ اُسکے وداع کرتے سو چاہئے کہ ہر ایک منزل اور خانقاہ کو جس سے کوچ
کرے دو رکعت کے ساتھ وداع کرے اور سوار ہو کر جب بیٹھ جاوے تو کہے سبحان الذی سخر لنا
ھذا وما کنا لہ مقرنین بسم اللہ واللہ اکبر توکلت علی اللہ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ
العلی العظیم اللھم انت الحامل علی الظہر وانت المستعان علی الامور اور مستحب ہے کہ
صبح کے وقت منزلوں سے کوچ کرے اور جمعرات کے دن سفر شروع کرے

کعب بن مالک نے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جمعرات کے دن کے
سوا اکثر سفر کے لیے باہر جاتے اور آپ جب کبھی چاہتے تھے کہ نکلیں تو دن کے اول
وقت روانہ فرماتے اور مستحب ہے کہ جب منزل کے قریب پہونچے تو یہ کہے اللھم
رب السموات وما اظللن ورب الارضین وما اقللن ورب الشیاطین وما اضللن و
رب الریاح وما ذرین ورب البحار وما جرین اسألک خیر ھذا المنزل وخیر اھلہ واعوذ بک
من شر ھذا المنزل وشر اھلہ۔ اور جب اترے تو دو رکعت نماز پڑھے اور جو مسافر کے
ساتھ چیزیں تھیں انہیں سے ایک طہارت کا برتن ہے کہتے ہیں کہ ابراہیم خواص
کے ساتھ چار چیزیں ہمیشہ سفر و حضر میں رہتی تھیں لوٹا۔ رسی۔ سوئی مع تاگہ۔
قینچی۔ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم جب سفر کرتے تو پانچ چیزیں ساتھ رکھتے آئینہ اور سرمہ دان اور
مسواک کنگھی اور ایک روایت میں ہے مقراض اور صوفیہ کے پاس
سے عصا بھی جدا نہیں ہوتا اور یہ بھی سنت سے ہے۔ معاذ بن جبل سے
روایت ہے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اگر میں نے منبر بنایا
کیا تو ابراہیم نے اسے اختیار کیا ہے اور عصا اختیار کروں تو ابراہیم اور موسیٰ نے
اسے اختیار کیا ہے اور عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عصا پکڑنا انبیا کے اخلاق سے ہے اور ایک
رسول علیہ السلام کے پاس عصا تھا جس پر تکیہ لگاتے اور آپ عصا پر تکیہ
لگانے کا حکم دیتے اور لوٹا الخ سنت سے جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے کہا
اس درمیان میں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوٹے سے وضو کر رہے تھے

یکہ دفعتہً آپ کی طرف لوگوں نے جنبش کی یعنی سرعت اور شتابی کی اور اصل اسکی
گریہ وزاری ہے جیسے لڑکا ان کے ساتھ ہو اور روتے وقت اسکی طرف دوڑتا ہے
کیا یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تمہارا حال ہے تو عرض کی یارسول اللہ
پانی ہمیں نہیں ملتا جسے ہم پئیں یا وضو کریں مگر آپ کے سامنے تو آپ نے
لوٹے پر ہاتھ اپنا رکھ دیا پھر میں نے دیکھا تو آپ کی انگلیوں سے چشمہ کی
طرح ابلتا تھا پھر قوم نے اس سے وضو کیا میں نے پوچھا تم کتنے آدمی تھے
کہا جو ہم لاکھ آدمی ہوتے تو ہمیں کفایت کرتا ہم حدیبیہ کی لڑائی میں پندرہ
سو تھے اور صوفیہ کی سنت سے کمر کا باندھنا ہے اور وہ سنت سے ہے۔ ابو سعید
نے روایت کی ہے کہ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور آپ کے صحابہ
علیہم الرضوان نے مدینہ سے مکہ تک پیادہ پا حج کیا اور فرمایا کمر بندے اپنی
کمریں باندھو تو ہم نے باندھیں اور آپ کے پیچھے دوڑتے ہوئے چلے اور ظاہر
آداب صوفیہ سے یہ ہے کہ جب خانقاہ سے باہر جائیں تو دو رکعت نماز صبح سفر
کے دن پڑھیں جیسا کہ ہم نے گھر سے رخصت ہونے کے وقت دو رکعت
کا ذکر کیا ہے اور پہلے موزہ اپنے آگے رکھے بعد ازاں اول داہنی آستین
پھر بائیں آستین پہنے پھر میان بند یعنی پٹکا سے کمر اس سے باندھے
اور تھیلی نعلین کی لے اور اسے تھامے اور وہاں پر آئے جہاں موزہ
پہنا جائے اور پھر اگر مصلے بچھائے اور ایک جوتے کا نعل دوسرے
رکھے اور بائیں ہاتھ میں جوتا اور داہنے میں تھیلی لے اور تھیلی میں جوتے
اس طرح رکھے کہ ایڑیاں اسکی نیچے کی طرف رہیں اور تھیلی کا منہ ...

اور اپنے بائین ہاتھ کے ساتھ بائین آستین مین جوتا داخل کرے اور اپنی پیٹھ کے پیچھے
اُسے رکھے پھر مصلے پر بیٹھے اور اپنے بائین ہاتھ سے موزہ آگے رکھے اور اُسکو جھاڑے
اور داہنے سے شروع کرے او پہنے اور گیتی اور ٹیکہ سے زمین پر نہ گرنے دے پھر
دونون ہاتھ دھوئے اور پھر اپنا منھ اُس موضع کی طرف کرے جہان سے وہ جاتا ہی
اور حاضرین کو وداع کرے اور کوئی بھائی خانقاہ کے باہر تک لوٹا مشکیزہ لیجلے
تو اُسے منع نکرے اسی طرح عصا اور چھاگل اور جو ساتھ بطور رخصت
چلین اُنکو وداع کرے پھر مشکیزہ کو پکڑے اور داہنے ہاتھ سے اُٹھائے اور بائین کو داہنی
بغل کے نیچے سے نکالے اور بائین طرف مشکیزہ کو باندھے اور داہنا شانہ اُسکا خالی
رہے اور مشکیزہ کی گرہ داہنی طرف رہے پھر جبکہ راہ مین مقام پر کسی پہونچے یا
بھائیون کی جماعت پیشوائی کو آئین یا کوئی شیخ ایک جماعت کا پیشوائی کو آئے
تو مشکیزہ کو کھولے اور رکھدے اور اُنکا استقبال کرے وسلام علیک اُنسے
کرے پھر جب اُنسے علیحدہ ہو تو مشکیزہ باندھے اور جب منزل کے قریب پہونچے
خانقاہ ہو یا اور جگہ ہو تو مشکیزہ کو کھولڈالے اور بائین طرف کی بغل مین دبالے اور
اسی طرح عصا اور چھاگل کو اپنے بائین ہاتھون مین لیلے اور ان رسوم کو خراسان کے اور
پہاڑ کے فقرا نے مستحسن جانا ہی اور عراق اور شام اور مغرب کے اکثر فقرا اسکے
پابند نہین ہوتے اور اُنکی رعایت کے باب مین فقرا کے درمیان تکرار ہی تو جو لوگ
اُسکے پابند نہین کہتے ہین کہ یہ رسوم غیر لازم ہین اور اُسکے التزام سے صورتون کے
ساتھ توقف ہی اور حقائق سے غفلت ہی اور جو اُسکے پابند ہین وہ کہتے ہین
یہ آداب ہین کہ متقدمین نے اُنکو وضع کیا ہی اور جب ایسے شخص کو دیکھتے ہین

کہ جو ان سب یا بعض سے خالی ہین تو عیب لگانے کی اور حقارت کی نظر سے دیکھتے ہین اور کہا جاتا ہی کہ وہ صوفی نہین ہی اور دونون گروہ انکار مین حد سے متجاوز ہین اور صحیح اسمین یہ ہی کہ جو کوئی اُسکی پابندی کرتے ہین اُسپر کوئی انکار نہین کرتا تو شرع مین منکر نہین ہوا اور وہ ایک اچھا ادب ہی اور جو کوئی پابندی اسکی نہین کرتا تو اُسپر کوئی انکار نہین کرتا تو شرع مین واجب ہی اور نہ مستحب ہی اور کوہستان اور خراسان کے بہت سے فقرا ان رسوم کی رعایت مین اُس حد تک مبالغہ کرتے ہین کہ افراط کے درجہ تک نکل جاتے ہین اور عراق و شام اور مغرب کے بہت سے فقرا اس سے علیحدگی اُس حد تک کرتے ہین کہ وہ تفریط تک پہونچ جاتے ہین اور بہتر اور انسب یہ بات ہی کہ جس چیز کو شرع انکار کرے اور برا جانے وہ منکر ہی اور جسکو وہ انکار نکرے تو وہ منکر نہین اور بھائیون کے تصرفات کے لیے عذر داریان کی جائین جب تک کہ اُنمین منکر ہو یا مستحب مین خلل نہ پیدا ہووے اور اللہ توفیق بخشنے والا ہی

اٹھارھوان باب سفر سے آنے اور خانقاہ کے داخلہ اور اُس کے ادب کے بیان مین ہی

فقیر کو چاہیے کہ جب سفر سے واپس آئے تو مقام کے آفات سے اللہ تعالے کے ساتھ پناہ مانگے جس طرح سفر کی سختی سے پناہ مانگتا ہی اور دعاء ماثورہ یہ ہی کہ

اللہم انی اعوذ بک من وعثاء السفر وکآبة المنقلب وسوء المنظر فی الاهل والمال والولد اور جب اُس شہر کے قریب پہنچے جہان ٹھہرنے کا ارادہ ہو تو پہنچے کہ وہان کے شہر پر نماز دو رکعت سلام علیک کے اور قرآن شریف سے جو آسان ہو پڑھے

اور زندہ اور مردہ لوگوں کے لیے شکوہ یہ بنائے اور اللہ اکبر کے ساتھ تکبیر
کہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے بہ اسناد روایت کی گئی ہے کہ آپ جب غزوہ یا حج سے
رجوع فرماتے تو زمین کی ہر بلندی پر تین بار تکبیر کہتے تھے اور فرماتے لا الہ الا اللہ وحدہ
لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وہو علی کل شئ قدیر آئبون تائبون عابدون ساجدون
لربنا حامدون صدق اللہ وعدہ ونصر عبدہ وہزم الاحزاب وحدہ اور جب شہر
نظر آئے تو یہ پڑھے اللہم اجعل لنا بہا قرارا ورزقا حسنا - اور اگر غسل کرے
تو بہتر ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا سے کہ آپ نے دخول مکہ کے لیے
غسل فرمایا تھا اور یہ بھی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب طائف سے
واپس آئے اور مدینہ میں فروکش ہوئے تو اپنی مسجد میں اترے اور غسل کیا اور حمام میں گئے
اور وضو تازہ کیا اور سفید کپڑے پہنے اور خوشبو لگائے اور اس کے بعد بھائیوں کی
ملاقات کے لیے چاہیے ہو اور زندہ مردہ جو بیابان میں ہیں انسے برکت حاصل کرنے کی
نیت کرے اور انکی زیارت کرے - ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کہا فرمایا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرد گھر سے باہر نکلا کہ اپنے بھائی کی زیارت
کرے اللہ کے تو اللہ تعالی نے اسکے رستہ میں ایک فرشتہ بٹھلا دیا اور اسنے کہا کہ کہاں
کا تیرا ارادہ ہے کہا فلانے کی زیارت کا کہا قرابت کے سبب کہا نہیں کہا نعمت کے شکرانہ
کے لیے جو تجھے اس سے ملی ہو کہا نہیں کہا پھر کس واسطے کہا اسے میں فی اللہ دوست
رکھتا ہوں کہا تو میں تیری طرف اللہ کا بھیجا ہوا ہوں اس پیام کے ساتھ کہ
اللہ تجھے دوست رکھتا ہے اس دوستی کے سبب جو تو اس سے رکھتا ہے - اور ابو ہریرہ
رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ علیہ الصلوۃ والسلام سے روایت کی کہ ...

آپ نے فرمایا ہی جب ایک مرد اپنے بھائی کی عیادت یا زیارت فی اللہ کرے تو
اللہ تعالی اُسے فرماتا ہی خوش رہو اور خوش تیرا چلنا ہی اور جنت سے ایک مکان
رہنے کو ملیگا - اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہی کہ آپنے فرمایا ہی کہ مین
پہلے تمھین قبور کی زیارت سے منع کرتا تھا تو اُنکی زیارت کرو اسلیے کہ وہ آخرت کو یاد
دلاتی ہی تو اس سے فقیر کے لیے فائدہ زندون و مردون کا ہی پھر جب شہر مین داخل ہو
تو مساجد سے کسی ایک مسجد مین پہلے دو رکعتین پڑھے پس جامع مسجد کا قصد کرے
تو اور زیادہ اعلی اور افضل ہی اور تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب باہر سے
تشریف لاتے تو پہلے مسجد مین داخل ہوتے اور دو رکعت نماز پڑھتے بعد ازان
گھر مین جاتے اور فقیر کے لیے خانقاہ بمنزلہ گھر کے ہی پھر خانقاہ کا قصد کرے اور
خانقاہ کا قصد سنت سے ہی اس روایت کے موافق جو طلحہ رضی اللہ عنہ سے ہی کہا
ایک شخص تھا کہ جب مدینہ آتا اور اسکا کوئی آشنا ہوتا تو اسکے پاس اُترتا اور
جو نہوتا تو صفہ مین آتا سو مین اُن لوگون سے ہون جو صفہ مین آئے پھر جب خانقاہ
مین اُترے تو اُس طرف جائے جہان موزہ اُتارے پھر بایان کھولے اور وہ کھڑا ہو پھر
ہتھیلی کو بائین ہاتھ کے ساتھ بائین آستین سے نکالے اور ہتھیلی کا مُنہ داہنے ہاتھ سے
کھولے اور بائین ہاتھ سے جوتا نکالے پھر جوتے کو بائین میں رکھے اور نکالے کر ہتھیلی مین
ڈالے تب بایان موزہ اُتارے پھر اگر وضو سے ہو تو دونون پاؤن دھو ڈالے موزہ
اُتارنے کے بعد کیونکہ یہ بہتر کی شئی اور پسندیدہ ہی اور جب مصلے پر آئے تو مصلے کی بائین
طرف سے بیٹھے اور بیٹھتے ہوئے کہنا تو دونون پاؤن کو پونچھے پھر قبلہ رو ہو اور دو
رکعت پڑھے پھر سلام پھیرے اور مصلے کے ... کی طرف پاؤن پھیلائے کہ

اور یہ وہ رسوم ظاہری ہین جنکو بعض صوفیہ نے مستحسن جانا ہی جو انکا پابند ہو اسپر
انکار نہین کیا جاتا اسواسطے کہ یہ مشائخ کے استحسان سے ہی اور انکی ظاہری نیت
اسمین یہی کہ مرید کو ہر ایک بات مین صورت خاص کے ساتھ مقید کیا جاوے تاکہ
وہ ہمیشہ اپنی حرکات کا متفحص رہے اور بلا قصد و عزیمت اور ادب کے کسی
حرکت کا مرتکب نہو اور فقرا سے جو کوئی اسکی کسی چیز مین خلل ڈالے تو اسپر
انکار نہ کیا جاوے یعنی منع کیا جاوے کہ وہ برا کرتا ہی جب تک کہ واجب یا مستحب کا وہ مخل
نہو اسواسطے کہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم متصوفہ کے اکثر رسوم کے مقید نہ تھے
اور بہت آدمی جو ان رسوم کے ساتھ اعتراض اٹھاتا بدون اسکے کہ اسمین نیت [illegible]
انکی نظر کی ہو [illegible] سو تا پڑھا تھا [illegible] آستین چڑھائے داخل
ہو اور [illegible] سفر مین وہ آستین نہ چڑھائے تھا تو اسکا انکار [illegible]
ہے کہ [illegible] دل [illegible] لوگون کے دیکھنے کے واسطے نہین کیا ہے کیونکہ
مستحب مین خلل نہین ڈالا اور دوسرے کا آستین چڑھائے ہونا قیاس [illegible]
پابندی [illegible] کا پابند سنت ہی جیسا کہ ہم نے ذکر کیا کہ اصحاب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے [illegible] اگر [illegible]
آستینون کا چڑھانا [illegible] تو جو کوئی
اندر آستین چڑھائے خانقاہ مین داخل ہو ویسا ہی ہے اور جو سفر مین کمر باندھے
ہو [illegible] باندھے [illegible] ویسا ہی داخل ہو [illegible]
باندھے اور آستینون کے چڑھانے کا [illegible]
[illegible] ایک [illegible] طرف [illegible] صوفی [illegible]

انتظار خلق سے گرنے پر ہی اور متصوفہ پر جن باتون مین انکار کیا جاتا ہی ازانجملہ ایک یہ ہی
کہ یہ لوگ جب خانقاہ مین داخل ہوتے ہین تو ابتدا اسلام سے نہین کرتے اور منکر
کہتا ہی کہ یہ خلاف مندوب و مستحب ہی اور انکار کرنے والے کو یہ نہین سزاوار ہی کہ
وہ انکار بغیر اُنکے مقاصد جانے کرے جنہین انکا اعتماد ہی اور سلام اُنکا چھوڑ دینا
بہت وجوہ کو محتمل ہی ایک یہ ہی کہ سلام اسماء الٰہی سے ایک اسم ہی اور بتحقیق عبد اللہ
بن عمر نے روایت کی ہی کہا کہ حضرت نبی علیہ السلام کے پاس سے ایک شخص گذرا
جب کہ آپ پیشاب کرتے تھے اُسنے آپ کو سلام کیا یعنی السلام علیکم کہا آپ
نے جواب اُسے نہ دیا یہان تک کہ قریب تھا کہ وہ شخص آنکھون سے اوجھل ہو جائے
پھر آپ نے دیوار پر ہاتھ مارا اور اُس سے اپنے منھ پر مسح کیا پھر دوسری دفعہ مارا
اور اُس سے اپنے دونون ہاتھ پر مسح کیا غرض یہ کہ تیمم کر لیا اسکے بعد اُس شخص کے
سلام کا جواب دیا اور فرمایا کہ بتحقیق مجھے سلام کے جواب سے بجز اسکے اور کسی چیز
نے نہین روکا کہ مین طہارت سے نہ تھا اور یہ بھی روایت ہی کہ آپ نے سلام کا
جواب نہین دیا جب تک کہ وضو نہین کیا پھر اُس سے معذرت کی اور فرمایا کہ
اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا طہارت بغیر مجھے مکروہ معلوم ہوا اور کبھی ایک جماعت فقرا
سے سفر مین صبح کرتے ہین اور کسی کو اُنمین سے وضو نہین ہوتا تو اگر باوضو سلام
کرے اور بے وضو چپ ہو رہے اُسکا حال کھل جائے اسواسطے سلام ترک کیا جاتا ہی
تاکہ جسے وضو کرنا ہو وضو کر لے اور پاؤن دھولے جیسے دھوتے ہون تاکہ بے وضو
کا حال معلوم نہو جب تک کہ اُنکا سلام طہارت سے ہو جو رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کی اقتدا ہی اور کبھی مقیم بھی طہارت سے نہین ہوتے تو سلام سے

جواب کے لیے طہارت سے مستعد ہو اس واسطے کہ سلام ایک اسم اسماء الٰہی سے ہی اور
یہ وجہ عمدہ تر دیگر وجوہات سے ہی جو بیان کی جاتی ہیں اور ان وجوہ سے یہ بھی ہی کہ
جب سفر سے کوئی آتا ہی تو بھائی اُس سے بغل گیر ہوتے ہیں اور کبھی ایسا ہوتا ہی
کہ راستہ اور سفر کے آثار گرد و غبار اُس پر پڑا ہوتا ہی جو کہ وہ معلوم ہوتا ہی تو وضو اور
پاکیزگی سے وہ مستعد ہوتا ہی پھر سلام اور معانقہ کرتا ہی اور یہ بھی ایک وجہ ہی کہ
خانقاہ کے لوگ اکثر صاحب مراقبہ و احوال ہیں تو دفعۃً اگر آتے ہی کوئی کہے السلام علیکم تو
مراقبہ والا اس سے چونک اٹھتا ہی اور حافظ قلب مشوش ہو جاتا ہی اور سلام پر
مقدم ہی کہ خانقاہ میں پاؤں کے دھونے اور وضو کرنے اور دو رکعت پڑھنے سے
انس اور آرام پاوے بعض سب جانتے ہیں کہ فلاں صاحب سفر سے آئے ہیں تو جب
کوئی اُن کے لیے تیار ہوتا ہیں جب کہ وہ خانقاہ پہونچ کر ہاتھ منہ دھو وضو کر
نماز پڑھ کر اُن کے لیے تیار ہوتا ہی اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہی حتیٰ تستانسوا یعنی
تا آنکہ تم آپس میں استیناس کرو اور ہر ایک قوم کا استیناس اُن کے حسب حال ہی
اور یہی وجہ ہی کہ وہ [illegible] سے آئے ہیں وہ داخل ہوا اور [illegible] اُن کی نسبت وہ [illegible]
بلکہ وہ اُن کے بھائی [illegible] اور [illegible] نسبت باطنی کے سبب ہیں جو ایک [illegible]
ہیں سب کو جمع کرتی وہ [illegible] اور [illegible] کا [illegible] اُن کا [illegible] ہی تو برکت
آتی ہیں دیکھتا ہی کہ [illegible] کے معاملے [illegible] کے حالات [illegible] کو [illegible] اور
اسی طرح اُن کی [illegible] سلام [illegible] چاہیے کہ جو شخص [illegible]
سلام علیک [illegible] ہیں اور [illegible] ہیں تو اسی طرح سلام [illegible]
واسطے ایک نیت ہو [illegible] شخص [illegible] سلام [illegible]

اور قوم کے لیے آداب اور قواعد ہین کہ شرع نے جاری کیا اور بعضے آداب اُنہین سے وہ ہین جنکو شائخ نے مستحسن دیکھا تو جو شرع مین آئے اُسکا ہم نے بیان کر دیا کمر باندھے اور عصا اور لوٹا اور داہنے سے موزہ پہنے اور بائین سے اُتارے۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم جوتا پہنو تو ہمیشہ داہنے سے اور جو اُتارو تو ہمیشہ بائین سے یا دونون کو ساتھ اُتارو۔ یا دونون کو ساتھ پہنو۔ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم داہنے سے پہلے بایان جوتا اُتار رکھتے اور بائین سے پہلے داہنے پانون مین پہنتے اور مصلی بچھاتے جو سنت ہی اور ہم نے اُسے بیان کیا ہی اور دوسرے کے مصلے پر ایک کا نہ بیٹھنا شروع اور مسنون ہی اور پھر آئینہ ایک بڑی حدیث مین وارد ہوا ہی کہ آدمی دوسری جگہ اپنے اختیار سے امام نہو اور نہ اُسکے اہل مین اور نہ اُسکی تعظیم کی جگہ بیٹھے الا جبکہ وہ اجازت دے اور جب بھائیون کو سلام کرے تو وہ اُٹھے اور وہ اس سے بغلگیر ہون کہ پھر آئینہ جابر بن عبد اللہ نے روایت کی ہی کہا جبکہ جعفر ملک حبشہ سے آئے تو حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنسے معانقہ کیا اور اگر بوسہ دے آنکھون تو اُسکا مضائقہ نہین ہی۔ روایت ہی کہ جب جعفر آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسکی دونون آنکھون کے بیچ مین بوسہ دیا اور فرمایا کہ جعفر کے آنے سے جتنا مین خوش ہوا اُس سے بڑھکر فتح خیبر سے خوش نہین ہوا اور اپنے بھائیون سے معانقہ کرے کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا ہی مسلمان کا بوسہ اپنے بھائی کے لیے معانقہ ہی۔ اور انس بن مالک نے روایت کی ہی کہا کہ کہا گیا یا رسول اللہ آدمی اپنے دوست او

بھائی سے ملے تو اسکے گلے لپٹے فرمایا کہ نہیں کہا گیا اس سے لپٹے اور چومے فرمایا کہ نہیں کہا گیا کہ معانقہ کرے فرمایا کہ ہاں اور خانقاہ کے باشندہ فقیروں کی سنت ہی کہ فقراء سے ملاقات مرحبا کہنے سے کریں۔ عکرمہ نے روایت کی ہی کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جسدن آپ کی خدمت مین آیا دوبارہ فرمایا مرحبا بالراکب المہاجر یعنی سوار ہجرت کرنے والے کو مرحبا ہی یعنی فراخی کو پہونچے۔ اور اگر اسکے لیے کھڑے ہوں تو مضائقہ نہیں اور وہ مسنون ہی اور جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہی کہ آپ جعفر کے لیے کھڑے ہوے جس دن وہ آئے۔ اور آنے والے کے لیے کھانا پیش کرنا مستحب ہی۔ لقیط بن صبرہ نے روایت کی کہا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے تو آپ سے ہم آپ کے مکان پر نہ ملے اور حضرت عائشہ صدیقہ سے ملاقات کی تو آپ نے حریرہ کا حکم دیا اور ہمارے واسطے وہ تیار کیا گیا اور ایک قناع مین ہم کو دیا گیا اور قناع طبق ہی پھر ہم نے اسے کھایا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے آپ نے فرمایا تمھین کچھ ملا ہم نے کہا ہاں یا رسول اللہ اور آنے والے پر مستحب ہی کہ فقرا کے سامنے حق قدوم سے کچھ پیش کرے۔ حدیث مین وارد ہی کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ مین آئے تو اونٹ ذبح کیے تھے اور جو بعد عصر کسی آنے والا کا آنا ہو تو وہ وقت مین اسکی وجہ سنت سے ہی کہ حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے رات کے چلنے سے منع کیا ہی اور صوفیہ عصر کے بعد اعادہ اور تجدید وضو کے استقبال کو طہارت کے ساتھ اور ذکر و استغفار پر جھکنے کو ہوتے ہین جابر بن عبد اللہ نے روایت کی ہی کہ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا ہی جب کوئی تم مین کا سفر سے آئے تو رات کو اپنے اہل کے پاس نجائے۔
اور کعب بن مالک رضؓ سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سفر سے نہین
آتے مگر دن کو دوپہر کے وقت اور دن چڑھتے آنے کو مستحب جانتے تھے اگر وہ
وقت جاتا رہے کہ ہر آئینہ کبھو چلنے مین ضعف کے سبب دیر ہوجاتی ہی یا اسکے سوا
اور کچھ ہو تو عصر تک تغیر کے لیے باقی دن کا عذر ہی اسواسطے کہ تحویلی کا احتمال ہی اور
جب عصر کا وقت آجائے تو اسکی طرف اہتمام سنت مین قصور کی نسبت ہوتی ہی جو چڑھتے
دن کا آنا ہی اسواسطے کہ یہ لوگ عصر کے بعد آنے کو مکروہ جانتے ہین اور اللہ سب سے
زیادہ عالم ہی پھر جب عصر کا وقت آجائے تو التوا صبح پر کرے تاکہ چڑھتے دن آنے کی
سنت پر عمل ہو اور اسمین ایک بات اور بھی ہی اور وہ یہ ہی کہ عصر کے بعد نماز مکروہ ہی
اور ادب یہ ہی کہ آنے والا دو رکعت نماز ادا کرے اسی واسطے عصر کے بعد آنا مکروہ جانتے
ہین اور کبھو آنے والے فقرا کے خانقاہ مین آنے کے وقت بہت ہوتے ہین اور پھر اسمیہ
و تحیر ہو جاتے ہین تو سنت یہ ہی کہ اسکے پاس کوئی بیٹھیں اور بہت دوستانہ اور کسی
خوشی سے ملین تاکہ اُنکا دل کھل جاے اور اُنکی سراسیمگی رفع ہو کہ اسمین بڑی فضیلت ہی
ابو رفاعہ رضؓ سے روایت ہی کہا مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین گیا اور آپ
اسوقت خطبہ پڑھتے تھے تو ہم نے عرض کی یا رسول اللہ یہ ایک شخص مسافر آیا ہی اپنے
دین کا سوال کرتا ہی اور نہین جانتا اسکا دین کیا ہی کہا کہ حضرت نبی صلی اللہ علیہ
وسلم میرے سامنے تشریف لائے اور خطبہ اپنا چھوڑ دیا پھر کرسی لائے جسکے پائے
لوہے کے تھے تب آپ بیٹھے بعد ازان مجھے تعلیم کرنا شروع کیا اُسمین سے جو اللہ
نے اُنکو سکھلایا تھا بعد اسکے آپ خطبہ پر متوجہ ہوے اور اسکے آخر کو تمام

دسپر کیا کہ جو فقرا کے عمدہ اخلاق مین مسلمانون کے ساتھ نرمی اور سنے دیکھے مکروہات
کا تحمل کرنا ہے اور کبھو فقیر خانقاہ مین آتا ہی اور متصوفہ کے بعض مراسم چھوڑ دیتا ہی تو وہ
جھڑکا اور روکا جاتا ہی اور وہان سے خارج کیا جاتا ہی اور یہ بڑی خطا ہی اسواسطے
کہ کبھو ایسا ہوتا ہی کہ اکثر اولیا اور صلحا ان ظاہری رسوم سے واقف نہین ہوتے
اور نیک نیتی سے خانقاہون کا ارادہ کرتے ہین تو جب اُنکو مکروہات کا سامنا ہو تو
اندیشہ ہی کہ ایذا سے اُنکے باطن مشوش ہون اور جو شخص منکر اُنکا ہو اُسکے دین اور
دنیا کو نقصان پہونچے تو اس سے پرہیز کرنا لازم ہی اور حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کے اخلاق پر نظر کرے اور آپ کی مدارت اور نرمی جو آپ کا برتاؤ خلق کے ساتھ تھا
اور حمیدیہ بروایت صحیح یہ حدیث ہی کہ ایک اعرابی یعنی دیہاتی مسجد مین آیا اور مسجد مین
پیشاب کر دیا تو آپ نے حکم دیا کہ ایک پانی بھرا ڈول لائے اور اُس جگہ پر ڈالا اور
اعرابی کو نہ جھڑکا بلکہ اُسکے ساتھ رعایت کی اور نرمی اور ملایمت سے جو واجب تھا
آپ نے بتلایا اور سختی اور درشت تندی اور غلبہ مسلمانون پر قول اور فعل سے کرنا نفوس
خبیثہ کا کام ہی اور وہ حال متصوفہ کے خلاف ہی اور جو اُن لوگون مین سے جو خانقاہ
مین آوے کہ در اصل وہان ٹھہرنے کی صلاحیت نہین رکھتا تو بہ اندازہ اُسکے لیے
کھانا لایا جاسکے اور اُس سے اچھی طرح گفتگو کیجاے بسبب خوبی کے ساتھ وہان
سے واپس کر دیا جاے تو یہی جو اہل خانقاہ کے لائق ہی اور جسکا برتاؤ فقرا مسافرون
کے ساتھ یا اُون دیا ہے کرتے ہین تو وہ خوش خوئی اور نیک معاملگی حدیث مین
آئی ہی عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہی کہ مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی
خدمت مین آیا اور آپ کا ایک حبشی غلام آپ کی پیٹھ دبا رہا تھا تو مین نے کہا

یارسول اللہ آپ کا کیا حال ہی تو فرمایا کہ اُنٹنی نے مجھے گرا دیا تو اسکے ساتھ فرمایا خدمت کی
اچھی معلوم ہوتی ہی جو اُسکے سفر سے آنے اور تھک جانے کے وقت ہاتھ پانون
دباتا ہی ولیکن جو کوئی اُسکی عادت کرلے اور ہاتھ پانون دبانے کو دوست رکھے
اور اُس سے نیند آنے کی خواہش کرے اور اُسے برقرار رکھے جبتک کہ نیند نہ آوے
تو یہ فقرا کے مناسب حال نہین ہی اگرچہ شرع مین جائز ہو اور فقرا مین سے ایسا ایک
شخص تھا کہ جب ہاتھ پانون دبواتا اور اُس سے لذت اُٹھاتا اور اُسکی خواہش سے احتلام
اُسے ہو جاتا تو اُس احتلام کو پانون دبوانے کی عقوبت جانتا تھا - اور اہل عزیمت کے
لیے وہ اُمور مین جنمین گنجائش میلان کی رخصت اور جواز کی طرف نہین ہی - اور آداب
فقیر سے ہی کہ سفر سے آنے کے بعد جب وہ ٹھہرے اور بیٹھے تو خود کلام مین ابتدا نکرے
سوا اسکے دوسرا اُس سے بات کرے - اور مستحب ہی کہ تین روز توقف کرے اور ملاقات
کا ارادہ نکرے نہ مجلس وغیرہ مین جائے جو شہر مین جانے سے اُسے مقصود ہی تاکہ سفر
کی تکان جاتی رہے اور اُسکا باطن اپنی حالت پر آجائے اسواسطے کہ سفر اور
اُسکے عوارض سے طبیعت مین اُسکی فرق آجاتا ہی اور تکدر اُسمین سما جاتا ہی تا آنکہ تین
روز مین حواس اُسکے ٹھکانے سے ہو جاتے ہین اور اُسکا باطن صلاحیت پر آنے
اور نور باطن سے مشائخ کی ملاقات اور زیارتون کے لیے مستعد ہو جائے اسواسطے
کہ جب اُسکا باطن روشن ہو تو خیر کا پورا حظ ہر ایک شیخ اور بھائی سے جنکی ملاقات کرے
حاصل کرتا ہی - اور مین اپنے شیخ سے سُنا کرتا جب وہ یارون کو نصیحت کرتے اور کہتے
کہ ان اہل طریق سے بجز اپنے وقت کے جو صافی ہو باتین مت کرو اور اس مین
بہت بڑا فائدہ ہی اسواسطے کہ کلام کا نور طلب کے نور کے موافق ہو اور جماعت کا

نور قلب کے نور کے مقدار رہی اور جب شیخ یا بھائی کے پاس آئے اور اُس سے ملاقات کرے تو اُسے چاہیے کہ جب معاودت کا ارادہ کرے تو اجازت مانگے اسواسطے کہ عبد اللہ بن عمر نے روایت کی ہے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی شخص اپنے بھائی سے ملاقات کرے اور اُسکے پاس بیٹھے تو ہرگز بغیر اجازت وہاں سے نہ اُٹھے۔ اور اگر نیت ہو کہ چند روز قیام کرے اور اُسکے وقت میں وسعت ہو اور اُسکے نفس کو بیکاری اور خالی بیٹھے رہنے کا شوق ہو تو خدمت کی درخواست کرے جسکو وہ بجا لائے اور جو اپنے پروردگار کے لیے ہمیشہ کام کرتا ہو تو اُسکو عبادت کا شغل کافی ہو اسواسطے کہ اہل عبادت کی خدمت عبادت کے قائم مقام ہو اور خانقاہ سے بغیر وہاں کے شیخ یا سجادہ نشین کی اجازت کے باہر نہ نکلے اور نہ کوئی کام بغیر اُسکی رائے کے کرے پس یہ تمام اعمال ہیں جنکا برتاؤ درویش اپنے خانقاہ کرتے اور اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے انہیں توفیق دے اور ادب میں ترقی بخشے

بیسواں باب صوفی متسبب کے حال کے بیان میں ہے

صوفیہ کے احوال مختلف ہیں کہ اسباب کے ساتھ گذر کریں یا اسباب سے اعراض کریں تو بعضے وہ ہیں جو فتوح پر رہتے ہیں تو وہ مال کے مائل ہیں کسی پیشہ سے اور سوال سے سبب معاش کا کرتے ہیں اور بعضے انہیں سے پیشہ کرتے ہیں اور بعضے وہ ہیں کہ فاقہ کے وقت سوال کرتے ہیں اور ہر ایک طریق میں انکو ایک ادب اور حد ہے جسکی وہ رعایت کرتے ہیں اور اُس سے تجاوز نہیں کرتے اور جب کہ فقیر علم کے ساتھ اپنے نفس کی سیاست کرے تو اللہ تعالیٰ اُسے ایسی فہم اُس فن میں حاصل ہوتا ہے جسمیں وہ سبب یا ترک سبب سے داخل ہوتا ہے پس فقیر کو نہیں

چاہیے کہ حتی الوسع سوال کرے اسواسطے کہ حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ترک سوال پر ترغیب اور ترہیب سے برانگیختہ کیا ہی سو ترغیب یہ ہی کہ جو ثوبان نے روایت کی کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ جو شخص میری ایک بات قبول کرے مین اسکے لیے جنت کا ذمہ دار ہون ثوبان نے کہا کہ میں نے کہا مین فرمایا لوگون سے کوئی چیز نہ مانگ پھر ثوبان کا یہ حال تھا کہ اگر اسکے کوڑے کا ڈورا گر پڑتا تو کسی سے نہ کہتا کہ مجھے اٹھا دینا وہ آپ اترتے اور اسکو اٹھا لیتے اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی اگر کوئی تم مین سے ایک رسی لے اور اس سے ایک لکڑی کا گٹھا باندھ کر اپنی پیٹھ پر لادے پھر اسکے حاصل سے کھائے اور صدقہ دے تو اس سے بہتر ہی کہ کسی شخص کے پاس آئے اور اس سے سوال کرے خواہ وہ اسے دے یا نہ دے پس ہر آئینہ اونچا ہاتھ نیچے سے بہتر ہی ہلال بن حصین سے روایت ہی کہا مین مدینہ آیا اور ابی سعید کے یہان اترا اور ہم اور وہ دونون ایک جگہ بیٹھے تو انسے حکایت کی کہ ایک روز مجھے صبح ہوئی کہ ہمارے پاس کھانے کو نہ تھا اور مین نے اپنے پیٹ سے بھوک کے سبب پتھر باندھ لیا تو مجھ سے میری بی بی نے کہا رسول اللہ کے پاس جا کہ آپکے پاس فلانا آیا تو اسکو دیا اور فلانا آیا اور اسکو دیا کہا کہ مین آپکے پاس گیا اور مین نے کہا کہ مین کچھ مانگون تو مانگنے کے لیے مین گیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا اور آپ اسوقت خطبہ پڑھتے تھے اور فرما رہے تھے من استعفف عنہ یعفہ اللہ ومن یستغن یغنہ اللہ ومن سالنا شیئا فوجدناہ اعطیناہ وواسیناہ ومن استعف عنہ واستغنی فہو احب الینا ممن سالنا یعنی جو شخص بچا ہے

اُسکو اللہ بخشتا ہی اور جو غنا چاہے اُسکو اللہ غنی کرتا ہی اور جو ہم سے کچھ مانگے اگر ہمین
وہ چیز ملے تو ہم اُسے دین اور ہم خود ہی اُسکی کرین اور جو کوئی اُسے چھوڑے اور بے پروائی
کرے تو وہ ہمین زیادہ عزیز اُس سے ہی جو ہم سے سوال کرے۔ کہا مین لوٹ آیا پھر آیا
اور اُس سے کچھ نہین مانگا پھر اللہ تعالی نے مجھے رزق دیا یہان تک کہ مین انصار کے
صاحب خانہ کو نہین جانتا جو مجھ سے مال مین زیادہ ہو۔ ولیکن ترہیب اور تخویف
کی راہ سے تو وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی گئی کہ آپ
نے فرمایا ہمیشہ تمھارے ایک کے ساتھ سوال رہیگا یہان تک کہ وہ اسسے
ملے اس حالت سے کہ اُسکے منھ مین گوشت نکڑا ہوا اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ
نے روایت کی ہی کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسکین
وہ شخص نہین ہی جسکو ایک لقمہ اور دو لقمہ اور ایک چھوارہ اور دو چھوارے
پہونچین مگر وہ شخص مسکین ہی۔ جو لوگون سے سوال نکرے اور مکان اُسکا
نجانا ہو کہ اُسے دیا جاے پس وہان پہنچے فقیر اور حقیقی متصوف کا کہ لوگون سے کچھ
نہ مانگے اور ان فقرا سے بعضے ایسے ہین کہ ادب کو لپیٹے ہوے ہین حتی کہ اُس حال کو وہ
ادب پہونچا دیتا ہی کہ وہ اللہ تعالی سے بھی شرماتا ہی کہ دنیا کی چیز اُس سے مانگے یہان
تک کہ جب سوال کا نفس ارادہ کرے تو ہیبت اُسے ہٹا دے اور سوال سے
اقدام کو جراءت سمجھے تو اس حالت مین اللہ تعالی بغیر سوال اُسکو دیتا ہی جیسا کہ
حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام سے منقول ہی کہ جس گھڑی آپ کے پاس جبرئیل
علیہ السلام آئے اور اُس وقت ہوا مین تھے قبل اسکے کہ آگ تک پہونچین تو
کہا آیا تجھے کوئی حاجت ہی آپ نے کہا کہ تیری طرف تو نہین ہی پھر آپ سے

کہا کہ تو اپنے رب سے ہی سوال کر کہا میرے سوال سے اُسکا علم میرے حال سے کفایت ہے
اور کبھو اسکے تحمل سے ضعیف ہوتا اور ایسا ہوتا ہے تو اللہ تعالی کے بندگی مانگتا ہے اور
مخلوق سے سوال کرنا نہیں تجویز کرتا تو اللہ تعالی اسکی طرف بلا سوال مخلوق کے
روزی بھیجتا ہے - بعضے صالحین سے ہمیں معلوم ہوا ہے کہ اُسنے کہا جب فقر نفس کے
مطالبہ کو کسی چیز کے لیے پائے تو یہ مطالبہ خالی اس سے نہیں کہ اُس رزق کا ہے جسکو
اللہ تعالی چاہتا ہے کہ اُسکے پاس پہونچائے پس نفس کو اُسکی اطلاع ہو سو بعض فقرا
کے نفوس انتظار اسکا کرتے ہیں جو قریب پیدا ہوا اور گویا کہ نفس اُس چیز کی خبر
دیتا ہے جو عنقریب ہونے والی ہے یا یہ کہ وہ عقوبت کسی گناہ کی ہے جو اُس سے پایا گیا پس جبکہ
فقیر پر ایسا معلوم ہو اور مطالبہ نفس الحاح کرے تو اُسے چاہیے کہ اُٹھے اور
اچھی طرح وضو کرے اور دو رکعت نماز پڑھے اور کہے یا رب اگر یہ مطالبہ گناہ کی عقوبت
ہے تو میں تجھ سے مغفرت مانگتا ہوں اور تیری طرف توبہ کرتا ہوں اور جو اُس رزق کے
لیے ہے جو تونے مقدر کیا ہے تو جلد اُسے میرے پاس پہونچا دے پس اللہ تعالی
اُسکے پاس پہونچا دیگا اگر اسکا رزق اور نصیب ہے ورنہ اُسکے باطن سے
مطالبہ اور خواہش جاتی رہے گی پس فقیر کی شان یہ ہے کہ اللہ کے ساتھ اپنی حاجتون کے
لیے پھرا کرے سو کوئی چیز دیگا یا صبر یا اس مطالبہ کو اُسکے قلب سے دور کریگا اسلیے
کہ اللہ سبحانہ وتعالی کے لیے طرق حکمت کے بہت دروازے ہیں اور طرق قدرت
کے بہت دروازے ہیں تو طریق حکمت سے کوئی دروازہ کھول دیگا اور نہ قدرت
کے طریق سے کوئی دروازہ مفتوح کرے گا اور اُسکے پاس کوئی خرق عادت سے
پہونچ سکے جس طرح سے کہ مریم علیہا السلام کے پاس آتے تھے کلما دخل علیہا

زکریا المحراب وجد عندہا رزقا قال یا مریم انی لک ہذا قالت ہو من عند اللہ یعنی جب
کبھی زکریا علیہ السلام اُنکے پاس آتے محراب مین تو اُنکے پاس کھانے کی چیز پاتے
تو کہتے اے مریم یہ کہان سے تجھے ملین وہ کہتین یہ اللہ کے پاس سے آتی ہین - بعضے
فقرا سے نقل ہے ایک دن مین بھوکا تھا اور حال میرا یہ تھا کہ مین کسی سے نہ مانگون
پھر مین بغداد کی بعض جگہ گذر کرتا ہوا اور سامنے ہوتا ہوا آیا کہ شاید اللہ تعالے
کوئی چیز اپنے بعض بندون کے ہاتھ سے دلوا دے تو کچھ تقدیر مین نہ تھا پھر مین بھوکا
سو رہا اور خواب مین ایک شخص میرے پاس آیا اور مجھ سے کہا کہ فلانی جگہ جاؤ اور
وہ جگہ بتلا دی پھر وہان ایک نیلگون خرقہ ہے جسمین روپیان ہین انہین کو نکال
اور اپنے کام مین لا پس حال یہ ہے کہ جو کوئی مخلوقات سے علیحدہ اور اللہ ہی کا
ہو رہے وہ تنہا مین یکتا ایسا ہی کہ اُسے کوئی چیز نہین ہرتی حکمت کے اور قدرت
کے دروازے جیسے چاہے کھل جاتے ہین اور نفس سے جو سوال کرے بہتر نہین ہے
یہ ہے کہ صبر جمیل کا اُس سے سوال کرے رسول سے کہ جسمے آدمی کا کھانا نفس اُسکا مان
لیتا ہو اور جماعت شیخ نے اللہ انکی رحمت بیجے حکایت بیان کی کہ میرے پاس ایک
دن میرا بیٹا آیا اور کہا مجھے درم دینے چاہیین مین نے اُس سے کہا درم سے کیا کرو گے
تو چاہتی چیزیان کی کہ وہ درم سے خرید و نگا پھر کہا میری اجازت ہو تو جاؤن اور
درم سے قرض لون مین نے کہا ہان اپنے نفس سے تو اس قرض کو مانگ کہ یہ بہتر
اُس سے ہے کہ کسی سے قرض لے - اور بعضون نے صوفیہ سے اس مضمون کو نظم کیا ہے
اور کہا اگر تیری خواہش ہے کہ تنگی کے ایام مین مال قرض لے تو نفس کے شہوات
مین اُسکو صرف کرے تو نفس سے سوال کر کہ وہ صبر کے خزانہ غیر سے لیے

خرچ کرے جب آسودگی کا زمانہ آئے تو اسکے ساتھ نرمی کرے پھر اگر نفس یہ کام کرے تو غنی ہی اور اگر انکار کرے تو پھر ایک بخیل بعد ازان بہت معذرت کرتا ہی لیکن ہر گاہ فقیر سب کچھ کوشش انتہا کو پہونچا دے اور ضعف و ناتوانی کے قریب اور ضرورت کا ثبوت ہو اور اپنے مولی سے مانگے اور وہ اسکے لیے کچھ تقدیر نہ رکھے اور حال یہ کہ اپنے حال کے مشغولی سے اسکا وقت پیشہ کے لیے نہ بچے تو اسوقت سبب کا دروازہ کھٹکھٹائے اور سوال کرے اسواسطے کہ تحقیق فاقہ کے وقت بعض صالحین ایسا کیا کرتے تھے - ابی سعید خراز سے نقل ہی کہ فاقہ کے وقت ہاتھ پھیلاتے تب کہتے تھے کہ اور ابی جعفر حداد سے منقول ہی جو جنید کے استاد تھے کہ وہ مغرب اور عشا کے درمیان باہر آتے اور ایک یا دو دروازہ پر سوال کرتے اور یہ ایک یا دو دن کے بعد بقدر حاجت اسکی جائز ہو جاتی اور ابراہیم بن ادہم سے منقول ہی کہ وہ بصرہ جامع مسجد مین معتکف تھے اور تین رات مین ایک رات کو روزہ کھولتے اور افطار کی رات کو دروازون سے مانگتے اور سفیان ثوری سے نقل ہی کہ حجاز سے صنعا یمن سے سفر کرتے اور راستہ مین مانگتے اور کہا آپنے مین اپنے ضیافت کی حدیث بیان کرتا تو میرے لیے کھانا لایا جاتا تو مین حاجت کے قدر لیتا اور باقی چھوڑ دیتا - اور پھر آئندہ حدیث مین وارد ہوا ہی جو شخص بھوکا ہو اور نہ مانگا پھر مر گیا تو جہنم مین داخل ہوا اور جو شخص صاحب علم ہی اور استقامت کے ساتھ اسکو حاصل ایسا حال ہو تو اس قسم کی بات کی پروا نہین کرتا بلکہ وہ علم کے ساتھ سوال کرتا ہی وہ علم کے ساتھ سوال سے باز رہتا ہی - اور جا بعض مشائخ نے

ایک شخص کی حکایت کی جو مقر گناہوں پر تھا پھر بیدار ہوا اور توبہ کی اور اُسکی توبہ بہت
اچھی ہوئی اور اُسکو اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایک حال پیدا ہو گیا میں نے ارادہ کیا کہ
قافلہ کے ساتھ میں حج کروں اور میں نے نیت کرلی کہ کسی سے کچھ نہ مانگوں اور اسپر
اکتفا کی کہ اللہ کو میرے حال کا علم ہے کہا کہ چند روز میں راستہ میں رہا تو اللہ تعالیٰ نے
حاجت کے وقت توشہ اور پانی بھیجا پھر توقف اُس میں ہوا اور کچھ مجھے نہ پہونچا تو میں
بھوکا اور پیاسا رہا حتی کہ میرے بدن میں طاقت ذرا نہ رہی اور چلنے سے باز رہا
اور کچھ قافلہ سے پیچھے رہ گیا یہاں تک کہ قافلہ آگے بڑھ گیا تو میں نے اپنے دل سے
کہا اب میری طرف سے نفس کا ہلاکت میں ڈالنا ہے اور اللہ نے اس سے منع کیا ہے
اور یہ مضطر کا مسئلہ ہے سوال کروں پھر جب سوال کا ارادہ کیا تو میرے اندر سے ہاتف
نے پکارا تھا اور میں نے جو عہد کہ اللہ سے کیا ہے اُسے میں نہ توڑونگا اور میری
شکستگی سے پہلے موت میرے اوپر پہونچی تب ایک درخت میں نے دیکھا اور اُسکے
سایہ میں بیٹھا اور سو رہا اپنے آپکو ڈال دیا جس طرح کوئی مرنے کے لیے ڈال دیتا ہے اور وہاں
پڑا رہا اس درمیان میں کہ میں اسی حالت میں تھا کہ دفعتاً ایک جوان سامنے سے آتا ہے
دیکھا پاؤں میں اُٹھا اور اُسکے ہاتھ میں ایک برتن تھا جسمیں پانی تھا پھر مجھ سے کہا
پی تو میں نے پیا پھر میرے سامنے کھانا رکھا اور کہا کہ کھا تو میں نے کھایا بعد اُس کے مجھ سے
کہا قافلہ تو قافلہ چاہتا ہے میں نے کہا کہ کہاں قافلہ پہونچا ہوگا اب کہ وہ چلا گیا اور بڑھ گیا
پھر مجھ سے کہا کہ اُٹھو میرا ہاتھ پکڑا اور میرے ساتھ تھوڑے قدم چلا پھر مجھ سے کہا
کہ بیٹھ کہ قافلہ تیرے پاس آتا ہے میں ایک ساعت بیٹھا رہا پھر اچانک میں قافلہ کے
آگے تھا جو میری طرف آتا تھا یہ نشان اُس شخص کی ہے جو اپنے مولا کے ساتھ صدق

سے معاملہ کرے۔ اور شیخ ابو طالب مکی رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ بعض صوفیہ نے قول
رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ سب سے حلال زیادہ کھانا مومن کا اپنے ہاتھ کے
کسب کا ہے اس طرح تاویل کیا ہے کہ وہ مسئلہ فاقہ کے وقت ہے اور شیخ ابو طالب نے
اس تاویل سے انکار کیا جو اس صوفی نے کی اور ذکر کیا کہ جعفر خلدی اس تاویل کو
ایک شیخ صوفیہ سے نقل کرتا تھا اور یہ قول ان پر بڑا اور اللہ جانتا ہے کہ شیخ صوفی
نے ہاتھ کے کسب سے وہ مراد نہیں لی جس سے ابو طالب نے انکار کیا ہے بلکہ ہاتھ کے
کسب سے مراد ہاتھ کا اللہ کی طرف عند الحاجت اٹھانا ہے تو وہ سب سے زیادہ
حلال ہے اس میں سے جسکو مومن کھاتا ہے جب اسکے سوال کو اللہ قبول کرے اور
رزق اسکی طرف روانہ کرے اور اللہ تعالی نے موسی علیہ السلام سے حکایۃً فرمایا ہے
رب انی لما انزلت الی من خیر فقیر یعنی اے پروردگار تو جو اتارے میری طرف
اچھی چیز اسکا میں محتاج ہوں [illegible] ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ موسی
علیہ السلام نے یہ بات اس وقت کہی کہ ساگ کی سبزی انکے پیٹ میں لاغری کے
سبب دکھلائی دیتی تھی اور محمد باقر رحمہ اللہ نے کہا کہ یہ بات اس وقت کہی جب کہ
وہ ایک چھوارے کی آدھی کے محتاج تھے اور معروف سے روایت ہے کہ ایک شخص نے کہا خبردار
ہو واللہ اگر نبی اللہ کے پاس کچھ بھی ہوتا تو عورت کے پیچھے نہ جاتے الا جہد نے
اسنے اس کلام پر تعجب کیا اور شیخ ابو عبدالرحمن سلمی نے تفسیر [illegible] میں ذکر کیا
کہ بعض نے قول میں کہا ہے۔ انی لما انزلت الی من خیر فقیر میں موسی علیہ السلام نے
خلق سے یہ سوال نہیں کیا بلکہ اسکا سوال حق سے تھا اور نفس کی غذا نہیں مانگی بلکہ
سکون قلب مانگا اور ابو سعید خراز نے کہا ہے کہ خلق اس چیز کے درمیان جو انکے بیچ اور

فقر کے جو اُسکی طرف ہے متردد ہین سو جسنے نظر اُسکی طرف کی جو اُسکے لیے ہے تو زبان فقر کے ساتھ کلام کیا اور جسنے نظر اُسکی طرف کی جو اُسکی طرف ہونا ہے اور افتخار کی زبان سے بات کی کیا تم نہین دیکھتے کلیم علیہ السلام کا حال کہ جب خواص اُن اشیا کا دیکھا جسکے ساتھ حق نے اُس سے خطاب کیا اسطرح کہا ارنی انظر الیک اور جب اپنے نفس کی طرف دیکھا کیا فقر ظاہر کیا اور کہا انی لما انزلت الی من خیر فقیر اور ابن عطا نے کہا ہے اُسنے عبودیت سے نظر ربوبیت کی طرف کی تو خشوع اور خضوع کیا اور نیازمندی کی زبان سے کلام کیا باین وجہ کہ اُسکے سینہ پر انوار نازل ہوے اور نیازمندی وہ جو غلام کو اپنے مولی کی طرف ہر حال مین ہوتی ہے نہ وہ نیازمندی جو سوال اور طلب کی ہوتی ہے اور حسین بن منصور نے کہا ہے کہ محتاج ہون اس وجہ سے کہ تونے مجھے علم الیقین سے مخصوص کیا ہے اس بات کا کہ تو مجھے عین الیقین اور حق الیقین تک ترقی بخشے اور میرے دل مین اتا ہے وہ بسبب دانا ہے جو اس قول کے معنی مین لما انزلت الی من خیر فقیر کہ جو شخص اترتا ہے اُسکا مشعر ہے کہ اسکا فقر حقیقت قرب سے بعید ہو گیا تو اس صورت مین اترنا علی الفقر ہوتا ہے جس منزل پر قناعت نہین کی اور ارادہ کیا اترانے وسط کا قرب حاصل ہے اور جس شخص کا فقر صحیح ہو گیا تو اسکا اسکے آخرت کے امر مین ہے جسطرح فقر اسکا اسکے دنیا کے امر مین ہے اور ہو گیا اسکے واسطے دونون مین اسکی طرف سے ہے اور اسی سے دونون گھر کی حاجتین مانگتا ہے اور اسکے نزدیک دونون حاجتین برابر

ہین یعنی کوئی شغل الله کے سوا دو جہان مین اُسکا نہین ہے

بیسوان باب اس شخص کے بیان مین جو حق سے کھاتا ہے

جب بندہ کو شغل الله کے ساتھ کامل ہو جاتا ہے اور نیز اسکا اسکے تقوے کے

سبب پورا ہو وقت کا علم اُسکے لیے یہہ ہی کہ سبب بنانے کو چھوڑدے اور صریح توحید اور صحیح کفالت منجانب اللہ الکریم اُسے کشف ہو جاوے تو اُسکے باطن سے اقسام اقسام کے اہتمام دور ہو جاتے ہین اور اُسکا مقدمہ یہہ ہوتا ہی کہ بعد اُسکے لیے مقابلہ کے طور پر ایک دروازہ معرفت کا فتح کرتا ہی ہر ایک فعل پر جو اُس سے صادر ہو حتی کہ اگر کوئی صغیرہ گناہ بھی اُسکے حال کے موافق یا مطلق گناہ اس قسم کا صادر ہو جو شرع مین ممنوع ہو تو اُسکا انجام اُسوقت یا اُسدن پائیگا بعض صوفیہ کا قول ہی کہ ہم کہتے ہین اپنا گناہ اپنے اونٹ کی خلقی مین جانتا ہون اور کہتے ہین کہ ایک صوفی کا موزہ چھینا گیا تھا سو جب اُسے دیکھا تو مغموم ہوا اور کہا اگر تو قبیلہ بارق کی ہوتا میری سواری کے اونٹ کو ہلاک نکرتا قبیلہ ذہل بن شیبان کا تو لڑکا ہی سو اُسمین بعض ہی کو پڑا ہوا ہی اس سے اشارہ ہی اُسکی طرف کہ اُسنے وے نے اُبھر مقابل اُسکے کسی شخص پر وہ جب اُبھر کر دیا تو ہمیشہ اُسکے ساتھ مقابل ہوتے ہین جو تعریفات الہیہ کے متضمن ہوتے ہین یہان تک کہ محاسبہ اور صدق مراقبہ کے سبب حقوق عبودیت کی تضییع اور علم وقت کی مخالفت سے محفوظ و مصون رہتا ہی اور فعل الہی کا علم اُسکے لیے رہ جاتا ہی اور ماسوا اللہ کے افعال اُسکے نزدیک مٹ جاتے ہین پس اللہ سبحانہ کو دوست اور حال اسکی اور مانع جانتا ہی نہ کہ علما اور دنیا یا ہر حق تعالے اُسکی مددگاری کرتا ہی اور صریح توحید اور صرف فعل الہی کی اُسے توفیق دیتا ہی جیسا کہ بعض صوفیہ سے منقول ہی کہ اُسکے دل مین خطرہ رزق کے اہتمام کا آیا تو وہ کسی جنگل کو نکل گیا تب ایک پرند قبرہ دیکھا جو اندھا لنگڑا اور ضعیف تھا اُسی تعجب مین اگر وہان ٹھہر گیا اس فکر مین کہ کیا وہ کھاتا ہی حالانکہ

اڑنے اور چلنے اور پنکھوں سے عاجز ہو وہ اسی حالت میں تھا کہ اچانک زمین شق ہوئی
اور اسمیں سے دو سکورے نکلے ایک میں صاف تل تھے اور دوسرے میں صاف پانی
تھا اُسنے تل کھائے اور پانی پیا پھر زمین شق ہوئی اور دونوں سکورے غائب ہو گئے
کہا جب میں نے یہ دیکھا تو میرے دل سے وہ اہتمام رزق کا جاتا رہا پھر جبکہ حق تعالیٰ
نے اپنے بندہ کو اس مقام پر ٹھہرایا تو اُسکے باطن سے اہتمام و اقسام دور کر دیتا ہے
اور سبب پیدا کرنے اور سوال وغیرہ سے حاصل کرنے کو عوام کا رتبہ جانتا ہے اور وہ
خود مسلوب الاختیار ہوتا و وقت از اختیار الله کے فعل کا نظارہ کرنے والا الله
تعالیٰ کا راہ دیکھنے والا ہوجاتا ہے تو قسمتیں اُسکی طرف روان اور دوڑ چلا اُسکے کشادہ
ہوتے ہیں اور الله کے فعل کا دمبدم ملاحظہ اور ہر آن میں کے جو وقت کے تاکے
اسکو تجلیات الٰہی بطریق افعال کشف ہوتے ہیں اور تجلی بطریق افعال ایک مرتبہ
ہے کہ اس سے تجلی بطریق الصفات کو ترقی پاتا ہے اور اس سے تجلی ذات
تک پہنچتا ہے اور ان تجلیات میں اشارہ ہے مراتب کا یقین میں اور مقامات کا
توحید میں کہ ایک شی دوسری شی پر فائق ہے اور ایک شی دوسری شی سے ماتحت تر ہے
تو تجلی بطریق الافعال رضا و تسلیم کی صفائی پیدا کرتی ہے اور تجلی بطریق صفات ہیبت
اور انس پیدا کرتی ہے اور تجلی بالذات فنا و بقا بخشتی ہے اور جو ترک اختیار اور
الله تعالیٰ کے فعل کے ٹھہراؤ سے جو ہوتا ہے اسکا نام فنا ہے کہ جس سے فنا الارادہ والوں کی
مراد لیتے ہیں اراده و اقسام ہو کئی میں لطیف تر ہے اور یہ فنا وہ فنا ظاہر ہے
لیکن فنا باطن یہ ہے کہ نور شہود کے چمکنے سے تار وجود مٹ جائیں وہ تجلی ذات
میں ہوتی ہے اور وہ دنیا میں اقسام یقین سے اکمل ہے مگر تجلی حکم ذات کی

بجز آخرت کے نہیں ہوتی اور وہ ایسا مقام ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شب معراج میں اس سے حصہ لیا اور موسیٰ علیہ السلام اس سے لن ترانی کے ساتھ ممنوع ہوئے پس جاننا چاہیے کہ ہمارے قول تجلی کے مسئلہ میں ایک اشارہ یقین اور رویت بصیرت کے خطرات کی طرف ہی تو بندہ جب اقسام تجلی کے مبادی تک پہونچتا ہی اور وہ فعل الٰہی کا فعل ماسوا سے خالی دیکھتا ہے تو فتوح کے اقسام کو پہونچتا ہی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہی کہ آپ نے فرمایا ہی جس شخص کی طرف اس رزق میں سے بغیر سوال اور طلب کے کچھ بھی رخ کرتا ہی تو چاہیے کہ اسے لے اور چاہیے کہ اسکے رزق کو اس کے وسعت دیجاے اور اگر اسے بے پروائی ہو تو اسکو دے جو اس سے زیادہ حاجتمند ہو اور یہاں دلالت ظاہر اسپر ہی کہ بندہ کو قدر حاجت سے زیادہ لینا جائز ہی اس نیت سے کہ دوسرے کو دے اور وہ کیوں نہ لے حالانکہ وہ اللہ تعالے کے فعل کو دیکھ رہا ہی زیادہ ازین جب کہ اسنے لیا تو ان میں سے بعض وہ ہیں کہ وہ محتاج کو دے دیتے ہیں اور بعض وہ ہیں جو خرچ کرنے میں توقف کرتے ہیں اسوقت تک کہ اللہ تعالی کی طرف سے انکو علم خاص وارد ہو تاکہ اسکا لینا حق کے ساتھ ہو اور اسکا خرچ کرنا بھی حق کے ساتھ ہو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے عطیات دیا کئے تو میں آپ سے کہا کرتا یا رسول اللہ جو مجھ سے زیادہ محتاج ہو اسے دیجیے آپ نے فرمایا لے اسے خود اپنے پاس رکھ یا صدقہ کر اور جو تیرے پاس یہ مال آیا درحالیکہ تو نہ اس سے طلب و تشرف چاہتا ہی

اور نہ تو سائل ہو تو اسے لے لو اور جو تیرے پاس نہ آئے اُسکے پیچھے تیرا نفس نہ جائے
سالم نے کہا پس اسی سبب سے ابن عمر کسی سے سوال کیا کرتے اور نہ کسی چیز کو رد کرتے
جو انکو دیجاتی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے احکام سے اصحاب کو اس درجہ
تک پہونچا دیا تھا کہ وہ افعال الٰہی جلشانہ کو دیکھتے تھے اور تدبیر نفس سے حسن تدبیر
الٰہی کی طرف جاتے تھے۔ سہل بن عبد اللہ تستری سے سوال کیا گیا کہ علم حال کیا ہے
کہا وہ ترک تدبیر ہے اور اگر کسی میں ہو تو وہ اوتاد میں سے ہے۔ اور زید بن خالد
نے روایت کی ہے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جسکے پاس بغیر
مانگے اور بغیر طمع نفس کے اُسکے بھائی کی طرف سے پہونچے تو اُسے چاہیے کہ قبول کرے
اسواسطے کہ وہ اسکے سوا نہیں کہ اللہ تعالیٰ کا رزق ہے جسے اللہ نے اُسکے پاس
بھیجا ہے اور یہ بندہ جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ قیام اور وقوف کیے ہوے ہے اللہ کی
بھیجی ہوئی چیز کے قبول میں ماسوا اس سے ہے جسکا خوف اسکی نسبت ہو حرف
اس شخص سے جسے یہ چیز رد کرتا ہے اسواسطے کہ جو شخص ایک چیز کو رد کرتا ہے اس بات
سے امن میں نہیں ہے کہ نفس ہیچ پر مسلط یا اس وجہ ہو کہ زہد کی نگاہ سے دیکھے اور اسکے
لیے میں نظر خلق سے گرجاتا ہے اس لحاظ سے کہ صدق و اخلاص کے ساتھ متحقق
ہے اور دوسرے کو اس چیز کے دینے میں ثابت کرنا اسکی حقیقت کا ہے یعنی کہ وہ
ایک چیز دو حقیقت کے ساتھ ہے تو وہ ہمیشہ دونوں حال میں ایسا نہیں ہے جیسے
یہ شخص بنظر رغبت دیکھتا ہے اسلیے کہ اسکے حال کا علم ہے اور اس مقام میں رہکر
اندر بزرگ متحقق ہوتا ہے اور اہل فتوح سے بعضے وہ ہیں جنکو فتوح کو اسکے پاس آنے
کا علم ہوتا ہے اور بعضے وہ ہیں جو نہیں چاہتے کہ فتوح اُنکے پاس آئی ہے جیسے

بعضے

انہین سے بعضے وہ ہین جو فتوح کو کام مین نہین لاتے مگر اُسوقت کہ پیشتر سے اُنکو
اللہ تعالی کے معلوم کرانے سے علم اُسکا ہوگیا ہو اور بعضے اُنہین سے وہ ہین کہ
لے لیتے ہین بدون اسکے کہ پیشتر سے علم ہونے کا اُنھین انتظار اور نگرانی ہو اسطرح
پر کہ اُنکے لیے خالی ایک فعل ہی اور جو شخص پہلے علم ہونے کا اُسے انتظار ہو اُس
سے بڑھکر ہی جو تقدم علم کا منتظر ہو اسوجہ سے کہ اُسکی معیت اللہ کے ساتھ پوری ہو کر
اور ترک اختیار مین وہ اپنے ارادہ اور علم حال سے بالکل مبرا اور منسلخ ہو چکا ہی
اور انہین سے بعضے وہ ہین جنکے پاس فتوح بدون اُسکے آتی ہی کہ اُنھین پہلے
سے علم ہو یا اللہ کو درمیان سے خالی فعل دیکھین ولیکن اُسے محبت کا اثر عام
دوست کا می سے بطریق دیانت نصیب ہوتا ہی پس جو چیز کہ نعمت ہو وہ کے توقیر
سے کبھی ہوتا ہی اور یہ حال پہلے دو حالون کی نسبت ضعیف ہی اسواسطے کہ
وہ صدیقون کے نزدیک نسبت مین ایک علت ہی اور صدق مین ایک خطا ہی اور جو
فتوح کبھو صرف کرنے مین بھی منتظر علم کا رہتا ہی جسطرح کہ لینے مین انتظار کیا کرتا ہی اسواسطے
خرچ مین نفس و رکتا ہی جسطرح لینے مین قوت پاتا ہی اور اس سے کامل زیادہ وہ ہی
جو خرچ کرنے سے مختار اور اسکے لینے مین مختار ہو بعد ازانکہ تصرف کی صحت متحقق
ہو گئی ہو اس دلیل سے کہ انتظار علم وہی ہوتا ہی جہان اتہام نفس کا موقع ہو اور وہ
نصیب ہوی کے ساتھ موجود ہی پھر جبکہ صحیح علم کے ہوتے ہوے اتہام جاتا رہا تو وہ
بلا علم جدید کی محتاجی کے لیتا ہی اور اسیطرح خرچ کرتا ہی اور یہی شخص کا حال ہو تو وہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ متحقق ہوا ہو کہ انہیکی طرف سے بطور حکایت کے
جب مین اُسے دوست رکھتا ہون تو اُسکا مین کان اور آنکھ ہو جاتا ہون تو

وہ مجھسے سُنتا ہی اور مجھے دیکھتا ہی اور مجھسے بات کہتا ہی پھر ہر گاہ اُسکا تعرف صحیح ہوگیا تو اُسکا تصرف بھی ٹھیک ہوگیا اور یہ ایک بھید ہی جسکی زیادہ نابایا حوال اہین ہر اور ہمارے شیخ ضیاء الدین ابو النجیب سہروردی رحمہ اللہ شیخ حماد دباس سے حکایت کرتے ہین کہ وہ ہمیشہ کہا کرتے کہ مین فضل کے کہانے کے سوا دوسرا کہانا نہین کہاتا تو خواب مین ایک شخص کو دیکھا کرتے کہ وہ اُنکی طرف کوئی چیز بھیجتا ہی اور خواب دیکھنے والے کو خواب مین بتلا دیتا کہ حماد کے پاس یہ لے جا اور وہ شیخ حماد مشہور ہی کہ ایک عرصہ تک وہ ایسے واقعہ خواب مین دیکھا کیے کہ مجھسے خواب مین شخص کہے کہ فلان اور فلان چیز اتاری گئی ہی اور زمین سے نقل کی گئی ہی کہ وہ کہا لے پس مین فضل کی غذا سے پرورش پاتا ہی اُسپر لااقتسام نہین جاتی رو طعام الفضل ہے وہ چیز ہی درست تحقیق جو غیب حق سے حق تعالیٰ اُسکے لیے موجود کی ہو اور جو شخص کہ اُسکی پہچان ہو وہ غنی باللہ ہی۔ واسطی نے کہا کہ اللہ کا محتاج ہو کر رہنا مریدون کے ہین سے اعلیٰ درجہ ہی اور اللہ کے ساتھ غنی ہونا صدیقون کے مراتب سے اعلیٰ مرتبہ ہے اور ابو سعید خراز نے کہا ہی کہ جو اُسکی تدبیر کا عارف ہو اور جاننے والا ہو ہر چیز میان مین وہ فنا ہوگیا پس وقت مع الفتوح و وقت مع اللہ تعالیٰ الی اللہ ہی اور اس بارہ مین جو کچھ حکایتین ہین ان سب مین بہت اچھی یہ حکایت ہی کہ بعض صوفیہ نے نوری رحمہ اللہ کو دیکھا کہ وہ اپنا ہاتھ پھیلاتے اور لوگون سے بھیک مانگتے کہا مین نے اس امر کو اس سے امر عظیم سمجھا اور اُسکی نسبت دریافت چاہا تو مین جنید کے پاس گیا اور اُسے خبر دی کہ یہ امر چاہیے کہ تجھے بھاری نہ معلوم ہو اس واسطے کہ نوری لوگون سے نہین مانگتا مگر اس لیے کہ اُنکا سوال

آخرت کو وہ پورا کرتے تب وہ اجر پائینگے اس طرح پر کہ اسکو ضرورت پہونچانے اور جنید کا
قول لیستغنی باللہ انکو وہ دے ایسا ہی جیسا کہ بعض صوفیہ کا یہ قول الید العلیا ید الاخذ لانہ
یاخذ الثواب یعنی اوپر والا ہاتھ لینے والے کا ہاتھ ہے اسواسطے کہ وہ ثواب دیتا ہے کہا
بعد ازان جنید نے کہا ترازو لاؤ تب سو درم وزن کیے پھر ایک مٹھی بھر درم لیے اور اس
تھیلی میں ڈال دیے پھر کہا کہ اسکے پاس لیجا تو میں نے دل میں کہا وزن صرف
اس لیے ہوتا ہے کہ اسکی مقدار معلوم ہو پھر بغیر وزن کیے درم وزن کیے ہوؤں میں کیونکر
ملا دیے حالانکہ وہ مرد حکیم ہے اور مجھے شرم آئی کہ اس سے دریافت کروں پھر میں
تھیلی نوری کے پاس لے گیا تو اُسنے کہا لاؤ ترازو تب سو درم اُسنے تولے اور کہا اسکے
پاس لوٹا لیجا اور اس سے کہدے کہ میں تجھسے کچھ قبول نہیں کرتا اور جو سو درم سے
بڑھا وہ لے لیا کہا تو مجھے اور زیادہ تعجب ہوا پھر میں نے آپ سے یہ ماجرا پوچھا
تو کہا کہ جنید مرد حکیم ہے اسکا یہ ارادہ تھا کہ رسی کو اُسکے دونوں طرف سے پکڑے
سو درم کو تو اپنی ذات کے لیے تولا کہ ثواب حاصل ہو اور پھر ایک مٹھی درم اللہ کے
واسطے ڈال دیے تو میں نے وہ لے لیے جو اللہ کے واسطے تھے اور جو اپنے نفس کیواسطے
دیے وہ پھیر دیے کہا پھر اسے میں جنید کے پاس لے گیا تو وہ روئے اور کہا اپنا
مال لے لیا اور ہمارا مال پھیر دیا اور جو لطائف میں نے اپنے شیخ کے اصحاب سے سنا
انمیں سے یہ ہے کہ شیخ نے ایک روز اپنے یاروں سے کہا کہ تم کسی قدر مال کے حاجتمند
ہیں تو تم اپنے خلوتخانوں میں جاؤ اور اللہ تعالی سے سوال کرو اور جو خدا
تمکو عطا کرے میرے پاس لے آؤ سو ان سب نے ایسا ہی کیا بعد ازان ایک
شخص انمیں سے آیا جو اسماعیل بطائحی کے نام سے مشہور تھا اور ایک کاغذ لایا جسمیں

تیس دائرہ تھے اور کہتا ہے جو اللہ نے مجھے میرے دل میں عطا فرمایا ہو تو شیخ نے
وہ کاغذ لیلیا ایسی ساعت گذری تھی کہ ایک شخص آیا اور سونا لایا اور شیخ
کے سامنے رکھدیا پھر کاغذ کھولا اور دیکھا کہ تیس دائرہ پر تیس اشرفی تھیں اور ہر ایک اشرفی کو
دائرہ پر رکھا اور کہا یہ شیخ آدمی کی تسبیح ہو یا ایک غلام جسکے یہ معنی ہیں اور میں نے
سنا ہے کہ شیخ عبد القادر رحمۃ اللہ علیہ نے ایک شخص کے پاس آدمی بھیجا اور کہا فلانے
کا تیرے پاس غلہ اور سونا ہے اس میں سے اسقدر غلہ اور اسقدر سونا بھیجدے دیدے و
اُس شخص نے کہا میں کس طرح اس بات سے کہ مجھے ... ہے خرچ کروں
اور اگر آپ سے استفسار کرون تو آپ اسطرح کا ... حکم دینگے تو شیخ نے اسکے پاس
اسکو الزام دیا پھر شیخ کی اس بات سے انکار کیا اور جو مانگا تھا اسقدر حاضر کیا
جب انمیں سے تصرف ہوا تو صاحب اس بات کا ایک خط آیا اور وہ بعض اطراف
عراق میں تھا کہ شیخ عبد القادر کے پاس اسقدر غلہ اور اسقدر سونا پہونچا دے
اور یہ وہی مقدار تھی جو شیخ عبد القادر نے مانگی تھی تب شیخ نے اسکے توقف پر
عتاب کیا اور کہا تو نے فقرا کی نسبت ... کیا کہ انکے اشارات صحیح اور معلوم نہیں
ہوتے تو بندہ جبکہ اللہ تعالی کے ساتھ صحیح ہوا اور اپنی ہوا کو اسکی رضا کے لیے
فنا کر دیا تو اللہ اسکے باطن سے دنیا کے غم رفع کر دیتا ہے اور استغنا اسکے
قلب میں دیتا ہے اور رزق کے دروازے اسپر کھول دیتا ہے اور جسقدر رنج اور فکر
کہ بعضے فقرا پر مسلط ہوتے ہیں اسی سبب سے ہیں کہ انکے قلوب اس باب میں
تکمیل کو نہیں پہونچے کہ اللہ کے ساتھ مشغول ہوں و حقائق بندگی کی رعایت
میں کوشش و اہتمام کریں پس جسقدر کہ غم اور ہم الہی سے خالی ہوتے ہیں اسی قدر

دنیا کے غم و ہم مین مبتلا رہتے ہین اور جو ہم الٰہی سے وہ مملو ہوتے تو دنیا کے غم و ہم
نہ چکھتے بلکہ قناعت اور ترقی کرتے۔ روایت ہی کہ عوف ابن عبد اللہ مسعودی کے
تین سو ساٹھ دوست صدیق تھے اور وہ ہر ایک کے پاس ایکدن رہتے اور دوسرے
کے تیس دوست صدیق تھے ہر ایک کے پاس ایکدن رہتے اور ایک کے سات
بھائی تھے مہینہ مین ایک دن ایک کے پاس رہتے پس بھائی اُنکے اُنکا مال تھا
اور ہان جب اُٹھی اللہ ناظر الی اللہ کے لیے قائم کرے جو توحید مین کامل ہو وہ
ایک نعمت خوش گوار ہو جاتی ہی۔ شیخ ابی مسعود رحمہ اللہ کے پاس ایک شخص آیا
جو صاحب احوال سنیہ تھا اور شیا مین فعل الٰہی کے ساتھ واقف اپنے حال مین
متمکن اپنے اختیار کا تارک اور شاید کہ بہت سے متقدمین ترک اختیار کی تحقیق مین
وہ سبقت لے گیا ہو اور ہم نے اُس سے دیکھے اور مشاہدہ احوال صحیحہ کیے جو وقت ادا تمکین مین
سے تھے تو اُس سے ایک شخص نے کہا مین چاہتا ہون کہ مین تیری کچھ مدد کرون ہر روز
روٹیان تیرے پاس بھیجون مگر بعض صوفیہ کہتے ہین کہ ہال کس ہوتا ہی شیخ نے کہا
ہم مین کتنے کہ ہال کس ہی اسواسطے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے واسطے صاف کر دیتا ہی
اور اُسکے فعل کو ہم دیکھتے ہین پس جو ہمارے حصے مین دیتا ہی اُسے ہم مبارک
جانتے ہین اور کسی مین نہین سمجھتے بلکہ کتانی سے روایت ہی کہ کہا مین اور عمرو مکی
اور عیاش بن المہتدی تیس برس ساتھ رہے کہ صبح کی نماز عصر کے وضو سے پڑھا
کرتے اور مکہ مین مجرد بیٹھے رہتے نہین ہمارے پاس کوئی پیسا ہوتا نہ تھے اور
بسا اوقات ہماری مصاحب ایک دن اور دو دن تین اور چار دن پانچ
دن بھوک رہتی تھی اور کسی سے ہم سوال نکرتے اور ہمارے سب لڑکے

تنگی ظاہر ہوتی اور بھوک کی وجہ ہم بغیر سوال اور پیسے کے جاتے اُسے لیلیتے اور اُسے
کھا لیتے نہیں تو بھوکے رہتے اور جب بھوک زیادہ لگتی اور ہمیں خوف اپنے جانوں پر یا بعض
کے نقصان کا ہوتا تو ابا سعید خراز کے پاس جاتے وہ ہمارے لیے طرح طرح کے کھانے
لاتے اور اُسکے سوا ہم دوسرے پاس جاتے اور کسی سے منشرح ہوتے اس وجہ سے
کہ ہم اُسکے ورع سے واقف تھے - اور بایزید سے کہا کہ ہم تجھے کوئی پیشہ کرتے
نہیں دیکھتے پھر کہاں سے آپ کی معاش ہے تو کہا میرا مولا کتے اور سور کو روزی دیتا اگر
جو تو دیکھتا ہے کیا بایزید کو روزی نہ دیگا - سلمی نے کہا ہے کہ میں نے ابا عبد اللہ
رازی سے سنا ہے کہتا تھا میں نے مظفر القرمیسینی سے سنا ہے کہ وہ کہتا تھا کہ فقیر
وہ ہے جسے اللہ کی طرف بھی کوئی حاجت نہ ہو اور بعض صوفیہ سے کہا گیا کہ فقیر کیا چیز ہے تو کہا
حاجت کا قلب پر نہ ہونا اور ما سوا اللہ سے اُسکا محو ہونا اور بعض صوفیہ نے کہا ہے
فقیر کا غیرت اپنا اس شخص سے ہے جو اُسے دیتا ہے اُس شخص کی طرف سے جسکے
ہاتھ سے ملتا ہے اور جب سوال کیا اور دیا لی سے لیا تو وہ بھی فقیروں کے واسطے
ہے کہ اسکی ہمت پست ہے - ابا سلیمان دارانی سے روایت ہے کہ وہ کہتے تھے زاہدوں
کا قدم ہم اول قدم متوکلین کا ہے - روایت ہے کہ بعض عارفوں نے زہد کیا اور
اپنے زہد سے اس حد کو پہنچا کہ لوگوں سے جدا ہو گیا اور شہروں سے نکل گیا اور کہا میں
کسی سے کچھ نہ مانگونگا یہاں تک کہ میرا رزق میرے پاس آوے اور سفر کرنے لگا
پھر ایک پہاڑ کے نیچے سات دن رہا کہ اسکو کوئی شے نہ ملی حتی کہ قریب تھا کہ ہلاک
ہو جاوے تب کہا اے پروردگار اگر تو نے مجھے زندگی دی تو مجھے میرا رزق دے
جو میری قسمت میں دیا ہے ورنہ نہیں تو اپنی طرف مجھے کھینچ لے تو اللہ تعالیٰ نے

اُسکے قلب مین الہام کیا کہ مجھے اپنی عزت اور اپنے جلال کی قسم ہے مین تجھے رزق نہ
جب تک کہ تو شہرون مین نہ جائے اور لوگون مین نہ رہے تب شہر مین آیا اور
آدمیون کے درمیان قیام کیا تو ایک آیا کہ یہ کھانا حاضر ہے اور یہ پانی موجود ہے پس
اُسنے کھایا اور پیا پھر اپنے دل مین اُس سے خوف کیا تو ہاتف سے سُنا کہ تو نے
ارادہ کیا تھا کہ اُسکی حکمت کو اپنے زہد سے دنیا مین باطل اور معطل کرے کیا تو
نہین جانتا کہ وہ جو بندون کو بندون کے ہاتھ سے رزق دیتا ہے یہ بات اُسے زیادہ
محبوب اور مرغوب ہے کہ اُنکو قدرت کے ہاتھون سے رزق دے پس جو کہ فتوح کے
کے ساتھ ڈٹا ہوا ہے اُسکے نزدیک آدمیون کے ہاتھ اور قدرت کے ہاتھ اور فرشتون
کے ہاتھ برابر ہین اور اُسکے نزدیک قدرت اور حکمت برابر ہے اور روٹی کے ٹکڑے
چاہنا اور قطع اسباب کی طرف جانا گرویدہ اسباب کے رویہ کا ہونا ہے اور جب
توحید صحیح ہو گئی تو انسان کی آنکھ مین اسباب خود متلاشی اور معدوم ہو جاتے
ہین۔ یحییٰ بن معاذ رازی سے مسموع ہے کہ وہ کہتے تھے جسنے معاش کے دروازہ کو
بلا قدرت کی کلید کے کھولنا چاہا وہ مخلوقات کے سپرد ہو گیا۔ بعضے متقدمین نے
کہا ہے مین ایک بڑا اندیشہ ور تھا تو مجھ سے ترک اُسکا چاہا گیا تو میرے سینہ مین
بات کھٹکی کہ پھر کہان سے معاش آئیگی تب ہاتف نے غیب سے آواز دی تو یہ مین
نہین دیکھتا تھا میری طرف قطع کیے آتا ہے اور اپنے رزق کی بات میرے اور
تہمت میرے ذمہ ہے کہ تیرا خادم ایک دوست کو اپنے دوستون سے کر دون یا
ایک منافق کو اپنے دشمنون سے تیرا خادم و محکوم کرون۔ تو جب صوفی کا حال تنگ
ہو گیا اور اپنی ہمیشہ مون سے جدا اور پھر ایک شوق اور تھا مالک سے باز رہا

اُسکی خدمت دنیا کرے گی اور دنیا اُسکی اچھی خادم ہو جائیگی اور جو اس سے راضی اُسکی مخدوم
ہو گئی پس صاحب فتوح نفس کی جنبش کو شوق کے ساتھ خیانت اور گناہ سمجھتا ہے
روایت ہے کہ احمد بن حنبل ایک دن باب الشام کے رستہ پر نکلے پھر آٹا اُسنے خرید
کیا اور یہان پر کوئی اُسکا اُٹھانے والا نہ تھا پھر ایوب حمال ملا اور اُسے اُٹھا کر لیگیا
اور احمد نے اُسے اُجرت دیدی پھر جبکہ گھر مین آیا بعد ازان کہ اذن پایا اتفاق سے
گھر والون نے روٹی پکا رکھی تھی تا اُسکی جو گھر مین موجود تھا اور روٹیان تخت پر تا کہ
پھر یہی ہو جائین تو ایوب نے اُسے دیکھا اور وہ صائم الدہر تھا پس احمد نے اپنے
بیٹے صالح سے کہا کہ ایوب کو روٹی دو اُسنے دو گردہ روٹی کے دیے اُسنے دونون
پھیر دین پھر احمد نے کہا دونون رکھدے بعد ازان تھوڑی دیر ٹھہرا پھر کہا کہ دونون
روٹی لے اور ایوب کو دے جا کر پھر وہ ملا اور دونون روٹی اُسنے لے لین پھر صالح تعجب
کرتا ہوا اُلٹا پھرا احمد نے اُس سے کہا کہ اُسکے پھیرنے اور لینے سے تجھے تعجب ہوا کہا ہان کہا
یہ مرد صالح ہے کہ روٹی دیکھی اور نفس اُسکا روٹی کی طرف بڑھا جب ہم نے اُسے
پایا حرص کے ساتھ دیا تو اُسنے پھیر دیا پھر وہ مایوس ہو گیا تو ہم نے پھر نا امیدی کے بعد
دوبارہ دین پس کہا گیا ہے کہ یہ ارباب صدق کا حال ہے کہ اگر سوال کیا تو علم کے ساتھ
سوال کیا اور اگر باز رہے تو حال کے ساتھ باز رہے اور اگر قبول کیا تو علم کے
ساتھ قبول کیا تو جسکو فتوح کا حال نصیب نہین ہوتا تو اُسکے لیے سوال اور
پیشہ کا حال بشرط علم ہے ولیکن جو سائل کہ بلا وقت ضرورت حاجت سے زیادہ چاہے
وہ صوفیت سے بالکل نہین ہے عمر رضی اللہ عنہ نے سائل کو سنا کہ وہ مانگ رہا تھا
تو جسکے پاس تھا اُس سے کہا کیا مین نے تجھ سے نہین کہا کہ سائل کو کھانا دے

اُسنے کہا کہ دے تو دیا تب عمر نے نظر کی کیا دیکھا کہ اسکے بغل کے نیچے ایک جھولی روٹی سے بھری ہوئی تھی اُسوقت عمر نے کہا کہ آیا تیرے کنبا ہی تو کہا نہیں بس کہا کہ تو سائل نہیں ہی تو سوداگر ہی پھر اُسکی جھولی اہل صدقہ کے آگے جھاڑی اور اُسکے دُرے مارے اور علی بن ابی طالب سے روایت ہی کہا ہر ایک بندہ اللہ تعالی کے لیے اُسکے خلق میں فقر کے ثواب اور فقر کے عذاب ہیں تو فقر کی علامت جبکہ وہ ثواب کے ساتھ ہو یہ ہی کہ اُسکے خلق نیک ہوں اور اپنے رب کی اطاعت کرے اور اپنے حال کی شکایت نہ کرے اور اللہ تعالی کا شکر اپنے فقر پر کرے اور فقر کی علامت جبکہ وہ عذاب ہو یہ ہی کہ خلق اُسکے بُرے ہوں اور اپنے رب کی نافرمانی کرے اور شکایت بہت زبان پر لائے اور قضا کی نسبت غصہ کرے پس حال صوفیہ کا اول حسن ادب ہے اور فتوح اور صدق مع اللہ ہر حال

تمت بیسواں باب

اکیسواں باب تجرد و تاہل صوفیہ اور اُنکی صحت مقاصد کے بیان میں ہی

صوفی اللہ کے واسطے نکاح کرتا ہی جس طرح اللہ کے واسطے تجرد رہتا ہی جب اُسکے تجرد کا ایک مقصد اور وقت ہی اور نکاح کرنے کے لیے ایک مقصد اور وقت ہی اور صادق تجرد اور تاہل کا وقت جانتا ہی اسواسطے کہ صوفی کا ہر کسی طبیعت علم کے واسطے نکاح مردی ہوئی ہی جب اُسکے لیے تجرد بہتر ہو تو اُسکی طبیعت نکاح کی جلدی نہیں کرتی اور نہ زوج پر اقدام نہیں کرتی الا جبکہ نفس میں صلاحیت دوست اور نفس کو اُسکا استحقاق ہو اور جب ہو کہ نفس

مطیع و معتقد ہو اور جو اس سے چاہا جاے اُسکو قبول کرے جیسے ایک لڑکا کہ وہ خوش آیندہ بات کو کرے اور نقصان کی چیز سے باز رہے تو جب نفس محکوم اور مطیع ہو جاے امر الٰہی کی طرف وہ رجوع کرتا ہی اور قلب کی لڑائی سے بیزار ہو تو ان دونون مین انصاف کے ساتھ صلح کرائی جاے اور دونون کے معاملہ مین عدل سے نظر کیجاے اور صوفیہ سے جسنے تجربہ پر صبر کیا یہ صبر اُسوقت تک ہی کہ کتاب اپنی مدت کو پہونچ جاے یعنی وقت مقدر پورا ہو پھر اُسکے لیے بی بی انتخاب کیجاے اور اللہ اُسکا مددگار اور اسباب مہیا کرے اور ایک رفیق کے ساتھ جس سے وہ نکاح کرے زندگی خوش بسر کرے اور رزق اُسکی طرف بھیجا جاے اور جب مرید جلدی کرے اور طبیعت اُسکی خوف ظلم اور خیانت اُسکو شامل ہو اس سبب سے کہ شہوت کا دھوان اُٹھے جو علم کے شعاع کو چھپاتا ہی اور اوج عزیمت سے جو اُسکے حال کا تقاضا اور اُسکی ارادت کا موجب ہی اور اُسکے صدق طلب کی شرط ہی رخصت کے نشیب مین جا پڑے تو وہ اللہ کی طرف سے ایک حجت عام خلقت کے لیے ہی نقصان کے ساتھ اُسپر حکم کیا جاتا ہی اور خسارت کی اُسپر شہادت ہوتی ہی اور اسطرح کی بہت مردون کے لیے ضعیف ہی سہیل بن عبداللہ تستری نے کہا ہی جب مرید کا ایسا حال ہو جس سے زیادتی کی امید ہو تو اُسپر ابتلا آ پہونچا اور اُسکی رجوع ابتلا مین ایسے حال کی طرف جو اس سے ادنے درجہ کا ہی نقصان ہی اور صدق ہی اور بعضے فقرا سے مین نے سنا ہی جب کہ اُس سے پوچھا کہ نکاح کیون نہین کرتے تو کہا عورت مردون ہی کے واسطے لائق ہی اور مردون کے درجہ کو مین نہین پہونچا ہون پھر مین کسطرح نکاح کرون

پس صادقون کے لیے بلوغ کا ایک وقت ہے جسکے آنے کے وقت نکاح کرتے ہین
اور ہر آئینہ احادیث متعارض اور اخبار مل جل گئے کہ تجرید افضل ہے یا نکاح افضل ہے
اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام احوال کے موافق اقسام و انواع کا ہے
تو بعضے اُنمین سے تجرید کی فضیلت مین ہین اور بعضے تاہل کی فضیلت مین اور یہ
سبب تعارض اُس شخص کے حق مین ہے کہ اُسکی آتش شہوت اُسکا کمال التقوی اور
قہر جوعی کے سبب ٹھنڈک اور سلامتی ہے اور نہ اُسکے سوا جو اور مرد ہے کہ اُنپر فتنہ
کا خوف ہے نکاح اُنپر واجب ہے جس حال مین کہ شہوت غالب ہو اور [illegible]
خلاف اُس شخص کے حق مین ہے جسمین غلبہ شہوت کا نہو تو صوفی جب بی بی والا
ہو گیا تو بھائیون پر اُسکی مدد ایثار اور درگذر کرنے مین زیادہ طلبی سے متقرر اور
واجب ہے جب وہ ضعیف الحال قاصر رتبہ رجال سے نظر آئے جیسے کہ ہم نے
پہلے وصف کیا ہے اُس صبر کا جسنے صبر کیا حتی کہ وہ فتحیاب اُسکے لیے ہوا کہ
اُسکی کتاب اپنی مدت کو پہونچی۔ عوف بن مالک سے روایت ہے کہا حضرت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا کہ جب آپ کے پاس غنیمت کا مال
آتا تو اُسی دن اُسکو بانٹ دیتے پس متاہل کو دو حصے اور مجرد کو ایک حصہ عطا
فرماتے سو ہم بلائے گئے اور مین عمار بن یاسر سے طلب ہوا تو مجھے دو حصے دیے
اور اُسے ایک حصہ سو وہ غصہ ہوا یہان تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے اُسکے بشرے سے جان لیا اور اُن لوگون سے جو حاضر تھے اُس وقت
آپ کے پاس سونے کی ایک لڑی باقی تھی سو حضرت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم اُسے اپنے عصا کی نوک سے اٹھاتے تھے اور وہ گر جاتی تھی اور

آپ فرماتے تھے کہ تمھارا اُس روز کیا حال ہوگا جب تمھارے لیے اُسکی کثرت ہوگی تو کسی نے آپ کو جواب نہ دیا پھر عمار نے کہا ہم دوست رکھتے ہیں یا رسول اللہ اس بات کو کہ ہمارے لیے اُس سے زیادتی و کثرت ہو تو ازدواج اور اولاد کے بغیر زیادہ فقیر کے لیے وقت پر مددگار اور اُسکے قصد کے لیے موجب جمعیت اور اُسکی زندگی کے لیے زیادہ باعث لذت ہے اور فقیر کے لیے ابتداء فقر میں بہتر ہے کہ علائق کو قطع کرے اور موانع کو ہٹائے اور سفر و سیاحت کرتا رہے اور خطروں پر چڑھے اور اسباب سے الگ ہو اور حجاب کی چیزوں سے باہر جائے اور نکاح کرنا عزیمت اور اولوالعزمی سے رخصت اور سہولت میں گرنا ہے اور راحت سے بلکہ عیش کی طرف پھرنا ہے اور ازدواج اور اولاد سے بنا ہے قیدی بنتا ہے اور بدی کے موقع کے گرد پھرتا ہے اور زہد کے بعد دنیا کی طرف متوجہ ہونا اور طبیعت و عادت کے موافق ہونے کے نیچے گرنا ہے سلیمان دارانی نے کہا ہے تین چیزیں ہیں جس نے وہ طلب کیں وہ پھر آئینہ دنیا کی طرف مائل ہوا جس نے معاش طلب کی یا کسی عورت سے نکاح کیا یا حدیث کو لکھا اور کہا کسی کو میں نے اپنے یاروں سے نہیں دیکھا کہ اُس نے نکاح کیا اور پھر اپنے مرتبے پر ثابت رہا ہو۔ حضرت اسامہ بن زید سے روایت ہے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے میں نے اپنے بعد عورت سے زیادہ کوئی فتنہ نہیں چھوڑا کہ مردوں کو زیادہ مضر ہو۔ اور جابر بن عیرہ نے معاذ بن جبل سے روایت کی ہے کہا ہم سختی و رنج میں مبتلا ہوئے تو ہم نے صبر کیا اور خوشی و رفاہ میں ہم مبتلا ہوئے تو ہم سے صبر نہ ہوسکا اور پھر انہوں

خوفناک زیادہ انہیں سے جنکا تمہارے لیے مجھے خوف ہے وہ عورت کا فتنہ ہے جس
وقت کہ سونے کے کنگن اور شام کی ایک بڑی چادر اوڑھیں اور یمن کی سرخ سنجاب
پہنیں اور مالدار کو رنج میں اور فقیر کو تکلیف میں ڈالیں اس چیز کے لیے جو وہ
نہ پائے اور بعضے حکماء نے کہا ہے کہ تجرد کا علاج عورت کے علاج سے بہتر ہے اور
سہل بن عبداللہ سے عورات کے بارہ میں سوال کیا تو کہا الصبر عنہن خیر
من الصبر علیہن والصبر علیہن خیر من الصبر علی النار یعنی عورتوں سے صبر کر بیٹھنا
بہتر ہے کہ انپر صبر کرے اور زحمتیں اٹھائے اور انپر صبر کرنا بہتر ہے اس سے
کہ دوزخ کے اوپر صبر کرے اور اسکا عذاب جھیلے اور اس آیت کی تفسیر
میں خلق الانسان ضعیفا یعنی انسان کمزور پیدا کیا گیا ہے کہ اسکی وجہ یہ ہے
کہ وہ عورتوں سے صبر نہیں کر سکتا۔ اور اس آیت کے معنی میں ربنا
ولا تحملنا ما لا طاقۃ لنا بہ یعنی اے ہمارے پروردگار اور نہ اٹھوا ہم سے وہ
چیز جسکی ہمیں طاقت نہیں ہے مراد غلبہ شہوت ہے پس فقیر اگر مقابلہ نفس
پر قادر ہو اور معالجہ نفس میں جس معاملہ سے علم وافر نصیب ہو اور عورتوں
سے صبر کرے تو درحقیقت پورا فضل حاصل کیا اور عقل کو کام میں لایا اور
سہل کام کی طرف راستہ پایا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا ہے کہ دوسو برس کے بعد تمہارے درمیان سے بہتر وہ خفیف الحاذ ہے
کہا یا رسول اللہ خفیف الحاذ کیا چیز ہے فرمایا وہ شخص ہے جسکے نہ بی بی ہو نہ
اولاد ہو اور بعض فقراء نے کہا جب کہ اس سے کہا گیا کہ نکاح کر لو۔ کہ میں
حاجت مند اپنے نفس کے طلاق دینے کی طرف زیادہ تر اسکی نسبت ہوں

کہ مین نکاح کرنے کی طرف حاجتمند ہون اور بشر بن حرث سے کہا گیا کہ لوگ آپکے حق مین کلام اور گفتگو کرتے ہین کہا کیا کہتے ہین کہا گیا کہ یہ کہتے ہین کہ آپ تارک السنت ہین یعنی نکاح نہین کرتے اسپر کہا کہ انسے کہدو کہ مین فرض مین سنت سے مشغول ہون اور وہ یہ کہا کرتے تھے کہ اگر ایک مرغی میری عیال ہو تو مجھے خوف ہے کہ مین پل پر جلاد ہون اور صوفی نفس اور اسکے مطالبہ کا مبتلا ہے۔ اور وہ ایک شغل مین ہے جو اسکے نفس سے شغل اور فارغ کرتا ہے اور جب اسکے مطالبون مین ڈھیل کی مطالبے اور اضافہ ہونگے تو اسکی طلب بھی المضاعف ہو جائیگی اور اسکی ارادت تھک جائیگی اور اسکی ہمت مین فتور آنے لگا اور نفس نے جب طمع کی تو بس طمع ہی کی اور جو قناعت کی تو بس قناعت ہی کی تو جوان آدمی جو خواہش نکاح کے مادہ دور کرنے کی رکھتا ہو تو ہمیشہ روزہ داری سے مدد چاہے اس واسطے کہ نفس کے قلع قمع مین اور اسکے مغلوب کرنے مین روزہ کا اثر ظاہر ہے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گذر جوانون کی ایک جماعت پر ہوا اور وہ پتھر اٹھاتے تھے تو فرمایا ہے کہ وہ جوانان جو تم مین سے نکاح کا مقدور رکھے وہ چاہیے کہ نکاح کرے اور جب مقدور نہو اسے چاہیے کہ روزہ رکھے اسواسطے کہ روزہ اسکے لیے وجا ہے۔ اصل وجا رگی خصیون کا کوفت کوب اور ریزہ ریزہ کرنا ہے عرب لوگ بکرے کو خصی کرتے تاکہ اسکی فحولیت اور نری جاتی رہے اور موٹا تازہ ہو جاے اور اسی سے معنی یہ ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو موٹے خصی قربانی کیے اور کہا گیا ہے کہ وہ نفس ہے اگر تو اسے مشغول نہ کریگا تو وہ تجھے مشغول کرے گا تو جب مریدون کو ہمیشہ عمل مین

مشغول رہے گا اور اسکا عبادت میں گذارہ ہوگا تو نفس کے خطرات اسکے کم ہوجائینگے
اور اسکا عبادت میں مشغول رہنا اسکو یہ ثمرہ دیگا کہ معاملہ کی حلاوت اور اس سے
زیادہ عمل کی محبت ہوگی اور سہولت کے دروازہ اسپر کشادہ ہونگے اور عمل میں
زندگی بسر کرنا اسپر آسان ہوگا پس وہ اپنے حال اور وقت پر اسکی غیرت کرے گا
کہ زوجہ سے انمیں کدورت آئے اور تجرد میں مرید کے حسن ادب سے یہ بات ہے کہ
عورتوں کے خیالات کو اپنے باطن میں جگہ نہ دے اور جب کبھی اسکے دل میں عورت
اور شہوت کا خطرہ گذرے تو اللہ تعالی کی طرف حسن امانت کے ساتھ گریز کرے
پس اب حق تعالی قوت عزیمت سے اسکا تدارک فرمائے گا اور نفس کے
مخالفت کے ساتھ اسکی تائید کرے گا بلکہ اسکے نفس پر نور اسکے قلب کا عکس
ڈالے گا کہ یہ ثواب اسکے اچھی توبہ اور رجوع کا ہے پھر مطالبے نفس سکون
کرے گا بعد ازاں اسکے نفس پر ظاہر وہ باتیں کی جائینگی جو نکاح سے اسپر
عائد ہوتی ہیں اور وہ یہ ہیں کہ بڑے مشاغل میں جا پڑے جو ذلت اور خواری کو پہونچاتی ہیں
اور ایک چیز کو بیوجہ حاصل کرے اور جو قطع رحم کرنے والوں سے اسپر لیجائے
اس وجہ سے کہ خاطر ملتفت بال بال اور اسکی ہمت کی طرف ہو اور بہت سی
تکلیفیں جن سے کہ فاتے نہیں ہوسکتے اور عبد اللہ بن عمر رضی سے پوچھا کہ جہد البلا
کیا ہے کہا کثرت عیال کی اور قلت مال کی اور بعضوں نے کہا ہے کہ کثرت
عیال کے دو فقر میں سے ایک ہے اور قلت عیال دو تونگری میں سے ایک ہے
اور ابراہیم بن ادہم کہتے تھے کہ جو عورت کی رانوں کا عادی ہو وہ فلاح اور
نجات نہ پائے گا اور اسمیں شک نہیں کہ عورت ناجیت اور ... کی

بلاتی ہے اور مشغول باتّقید ہونے سے قیام اور رات اور دن کے روزہ سے باز رکھتی اور باطن پر
مفلسی کا خوف اور مال جمع کرنے کی محبت غالب ہو جاتی ہے اور بسبب تجرد کے دور ہے اور
ہر آئینہ وارد ہوا ہے کہ جب دو سو برس کے بعد زمانہ آئے تو میری امت کے لیے تجرد
مباح ہے پھر اگر فقیر کے دل میں نکاح کے خطرے متواتر آئیں اور باطن اُسکا علی الخصوص
نماز اور ذکر اور تلاوت میں دور اور زائل ہو تو چاہیے کہ اول اللہ تعالیٰ سے مدد
مانگے پھر مشائخ اور بھائیوں سے اور اُنسے اپنے حال کی شرح کہے اور اُنسے
خواہش کرے کہ وہ اسکے لیے اللہ سے حسن اختیار کی دعا مانگیں اور زندہ
اور مجرد رہے اور مساجد اور مشاہدوں میں گھومتا رہے اور اُسکو بڑا کام جانے
اور اسمیں قلت توجہ اور پروا سے نہ آئے اس لیے کہ ایک بڑے فتنہ اور خطر
عظیم کا دروازہ ہے اور ہر آئینہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ہر آئینہ تمہاری بیبیاں
اور تمہاری اولاد تمہارے دشمن ہیں تو اُنسے تم ڈرو اور اللہ تعالیٰ سے
بہت تضرع اور منت کرے اور اُسکے سامنے خلوت میں خوب روئے اور
استخارہ کیا کرے اور ہر چند قوت اور صبر اُسے نصیب ہووے تاکہ صاف فضل
الٰہی سے بھلائی اسمیں ظاہر ہو جائے تو بہ گمان ہے کہ ہر آئینہ اللہ تعالیٰ اُسکا
کشف سے پر کر دیتا ہے خواہ ممانعت ہو یا اجازت خواب میں ہو یا جاگتے میں
یا اُسکی زبان پر شیخ کے دین اور حال کا اُسے وثوق ہو کہ وہ جب اشارہ کرتا ہے تو
نہیں کرتا مگر چشم دل کی بصیرت سے اور جب وہ حکم کرے تو نہیں کرتا مگر حق کے
ساتھ تو اسوقت اُسکا نکاح کرنا ایسا ہوتا ہے جسمیں تدبیر اور مدد مولیٰ ہے
اور ہم نے سنا ہے کہ شیخ عبد اللہ وجیلی کو کسی نے صاحبین سے کہا کہ نکاح کسواسطے

کیا ہے آپ نے کہا میں نے تو نکاح نہیں کیا جبتک کہ مجھے جناب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کہا کہ نکاح کریں آپ سے اُس شخص نے کہا کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم رخصت کا حکم دیتے ہیں اور قوم کا طریق التزام عزیمت ہے تو میں
نہیں جانتا کہ شیخ نے اُسکے جواب میں کیا کہا الا میں کہتا ہوں کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم رخصت کا حکم دیتے ہیں اور اُسکا حکم زبان شرع پر ہے مگر جسنے
التجا جناب الہی میں کی اور اُسکی طرف نیازمندی کی اور اُس سے استخارہ کیا
تو اُسکو اللہ کشف کر دیتا ہے ایک آگاہی کے ساتھ جو خواب کے اندر ہو اور اُسکا یہ
امر رخصت نہیں ہوتا بلکہ وہ ایسا امر ہے جسکا اتباع ارباب عزیمت کرتے ہیں
اسواسطے کہ یہ علم حال سے ہے نہ علم حکم سے اور جو کچھ دل میں واقع ہو اُسکی صحت
پر یہ دلیل ہے جو آپ سے منقول ہے کہ فرمایا میں زوجہ چاہتا تھا ایک مدت تک
اور شروع پر جرأت نہیں کرتا تھا اس خوف سے کہ وقت مکدر ہوگا پھر میں نے
صبر کیا یہانتک کہ کتاب اپنی میعاد کو پہونچ گئی اللہ تعالی نے چار بیبیاں مجھے
بھیجیں انمیں کوئی ایسی نہیں مگر یہ کہ وہ ارادہ اور رغبت میرے اوپر صرف
کرتی ہے پس یہ کامل صبر جمیل کا ثمرہ ہے تو جب فقیر صبر کرتا ہے اور اللہ سے کشود
مانگتا ہے اسکو کشود اور رستہ ملتا ہے۔ ومن یتق اللہ یجعل لہ مخرجا ویرزقہ من
حیث لا یحتسب یعنی اور جو کوئی اللہ تعالی سے ڈرتا ہے اُسکے لیے رستہ بنا دیتا ہے
اور رزق دیتا ہے اُسے اس جگہ سے کہ وہ گمان نہ کرتا ہو پھر جب فقیر بہت زیادہ
تضرع اور دعا کے بعد نکاح کرے اور پھر اللہ تعالی کی طرف سے کوئی
وارد اذن کے ساتھ نازل ہو تو یہ عنایت اور نہایت مستحسن اور اگر

اذن کے پہونچنے تک صبر نہ کرسکے اور اُسکی کوشش دعا و زاری مین ہو چلے تو یہ حصہ
اُسکا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوگا اور اُسکی نیک نیتی اور بصدق مطلب اور حسن رجا اور
اپنے پروردگار پر بھروسہ کرنے کے باعث تائید اُسکی ہوگی - اور عبد اللہ بن عباس رضی
سے منقول ہی کہا جوان کی عبادت پوری تبھی ہوتی ہی کہ وہ نکاح کرے اور مشایخ
خراسان سے ایک شیخ کا ذکر ہی کہ وہ نکاح بہت کیا کرتے تھے کہ دو یا تین بی بی سے
خالی نرہتے تو اسپر صوفیون نے اس بابت اُن کی تو کہا آیا کوئی تم مین سے جانتا ہی
کہ وہ اپنے معاملہ مین اللہ تعالیٰ کے سامنے ایک جلسہ بیٹھا یا ایک وقفہ ٹھہرا اور پھر
اُسکے قلب پر خطرۂ شہوت کا گذرا تو ان صوفیہ نے کہا کہ ہمین کبھی ایسا ہوتا ہی تب کہا
اگر مین عمر بھر اپنی تمام ہمین تمہارے حال کے ساتھ ہون ایک وقت مین تو
مین ہرگز نکاح نکرتا ولیکن میرے قلب مین شہوت کا خطرہ کبھی نہین گذرتا کہ میرے
حال سے مجھے غافل کرے مگر یہ کہ مین اُسکا نفاذ کردیتا ہون تاکہ اُس سے مجھے راحت
ملے اور اپنے شغل کی طرف رجوع کرون اُسکے بعد کہا کہ چالیس برس ہوے کہ میرے
قلب پر گناہ کا خطرہ نہین گذرا پس بعض لوگ نکاح کے کام مین نہین پڑتے رہا
سیرت ہے اور ان لوگون نے صرف نفس کا انقطاع کرنا چاہا ہی اور کبھی تو اہل علماء
راسخین فی العلم کے لیے ایسے احوال نکاح کرنے مین حاصل ہوتے ہین کہ وہ مخصوص زاہدین
کے ساتھ ہین اور وہ یہ کہ نفوس ان حضرات کے بہت بڑے مجاہدون اور مقبول ریاضتون
محنتون کے بعد مطمئن ہو جاتے ہین اور قلوب ان کے اقبال کرتے ہین اور قلوب کے
لیے اقبال اور ادبار ہی بعض صوفیہ کہتے ہین کہ ہر آئینہ قلوب کیواسطے اقبال
وادبار ہی تو جب وہ پیچھے پھیرتے ہین نرمی کے ساتھ راحت پاتے ہین اور جب

وہ پیش آتے ہین تو نفاق کی طرف پھیرے جاتے ہین ورین صورت انکے قلوب مشتغل
اقبال مگر تھوڑے وقت کیلیے کرتے ہین اور اُنکا اقبال دوام نہین رکھتا مگر
اس لیے کہ نفوس اُنکے طمانیت کے ساتھ ہین اور منازعت سے رُکے ہوے اور
قلوب مین بدخلقت چھوڑے ہوے ہین تو جب نفوس مطمئن ہون اور اپنی خطا و سُبکی
اور وحشت اور بدخوئی سے ٹھہر جاتے ہین تو نفوس کے بہت حقوق قلوب پر عائد
ہو جاتے ہین اور بسا اوقات اُنکے حقوق سے اُنکے حظوظ ہو جاتے ہین اس لیے کہ
اوراحق مین قناعت ہی اور اخذ حظ مین وسعت ہی اور یہ صوفیہ کے علم دقیق
سے ہی اسواسطے کہ یہ حضرت نکاح مباح سے حظوظ نفس کے پہونچانے مین وسعت
پاتے ہین کیونکہ وہ نفس مخالفت ہوئی کرتا ہی حتی کہ مرض اُسکا دوا اُسکی ہوجاتا ہی
اور اُسکی مباح شہوات اور مشروع لذت اُسکو مضر نہین ہوتین اور اُسکی عزیمتوں
اور اورادون مین مخل نہین ہوتین بلکہ جب کبھی نفوس زکیہ اپنے حظوظ سے ملتے ہین
تو قلب مین زیادہ انشراح اور انفساح ہوتا ہی اور قلب و نفس مین موافقت
ہو جاتی ہی کہ ایک دوسرے پر عطوفت کرتا ہی اور ہر ایک جو ان دونون مین سے
جو حصہ پاتے دوسرے کو زیادہ دیتا ہی سو جب کبھو اللہ تعالی سے قلب اپنا
حصہ لیتا ہی تو نفس کو طمانیت کا خلعت پہناتا ہی اسوقت قلب کو زیادہ
اطمینان اسوجہ سے ہوتا ہی کہ نفس کو زیادہ اطمینان حاصل ہوتا ہی اور یہ شعر
تفسیر پڑھتا ہی سے آسمان برستا کہ جب بدلے تو پھر بدلے زمین وہ خوب ہوتا
جو خود اسہماری نے نہین بہو و جب کبھو نفس اپنا حظ اُٹھاتا ہی تو قلب
خوش ہوتا ہی کہ ہمسایہ کی راحت سے ہمسایہ شفیق راحت پاتا ہی

بعض فقرا کو میں نے کہتے سنا ہے کہ نفس قلب سے کہتا ہے کہ تو میرا شریک کھانے میں ہو میں تیرا شریک نماز میں ہونگا اور یہ کمیاب احوال سے ہے جو عالم ربانی کے سوا دوسرا اسکی صلاحیت نہیں رکھتا اور بہت سے مدعی ہیں جو اپنی ذات سے اسکا حکم کرکے ہلاک ہوتے ہیں اور ایسا بندہ نکاح سے ترقی پاتا ہے اور اسکو نقصان نہیں پہونچتا ہے اور بندہ جب اسکا علم کمال کو پہونچے تو وہ اشیاء سے اخذ کرتا ہے اور اس سے اشیا نہیں اخذ کرتیں - اور جنید کا یہ حال تھا کہ کہتے تھے میں بی بی کی احتیاج اسی قدر رکھتا ہوں جیسے غذا کی مجھے احتیاج ہے - اور بعض علما نے بعضے لوگوں کو صوفیوں کے حق میں طعن کرتے ہوئے سنا الا تعجب وہ کیا چیز ہے وہ تیرے نزدیک انہیں کیا نقصان کی بات ہے تو کہا یہ لوگ کھاتے بہت ہیں سو کہا اور تو بھی اگر بھوکا ہو جیسے وہ بھوکے ہوتے ہیں تو ایسے ہی کھاتے جیسے وہ کھاتے ہیں بعدہ کہا اور نکاح بہت کرتے ہیں سو کہا اور تو بھی اگر شرمگاہ کا حفاظت کرے جیسے وہ حفاظت کرتے ہیں تو بھی نکاح کرے جیسے وہ نکاح کرتے ہیں کہا اور کچھ اور بھی کہا کہ گانا سنتے ہیں تو کہا اور تو بھی اگر نظر کرتا جیسے وہ نظر کرتے ہیں تو سنتا جیسے وہ سنتے ہیں - اور سفیان بن عیینہ کہا کرتے بیبیوں کی کثرت دنیا سے نہیں ہے اسواسطے کہ علی رضی اللہ عنہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں سب سے زیادہ زاہد دنیا کے کم رغبت کرنے والے تھے اور انکی چار بیبیاں تھیں اور سترہ لونڈیاں انکی حرم تھیں اور عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے امت میں سب سے بہتر وہ ہے جسکی بیبیاں بہت ہوں (اور جو آیا ہے الا انبیا ان ہو بھی اگر ایک عابد دنیا سے عبادت کے لیے قطع تعلق کرکے بیٹھا یہاں تک

کہ اپنے اہلِ زمانہ پر فوقیت لے گیا اُسکا ذکر زمانہ کے نبی کے سامنے ہوا تو کہا اچھا
آدمی ہی اگر وہ سنت سے کوئی چیز ترک نہ کرتا پھر عابد تک یہ بات پہونچی اور اُسے اندوہ
مین ڈالا اور کہا مجھے کیا فائدہ عبادت سے ہی جو مین سنت کا تارک ہون پھر نبی
علیہ السلام کے پاس آیا اور اُس سے پوچھا کہا ہان تو نکاح کا تارک ہی کہا مین نے
اسواسطے نہین ترک کیا کہ اُسے مین حرام جانتا ہون اور مین صرف اس وجہ سے
باز رہا ہون کہ مین فقیر ہون کچھ میرے پاس نہین ہی اور مین خود لوگون پر بار رہون کہ
ایکبار مجھے یہ کھلاتا ہی اور ایکبار مجھے وہ کھلاتا ہی تو مجھے یہ مکروہ معلوم ہوتا ہی کہ
ایک عورت سے نکاح کرون جو سختی اور بلا مین اُسے ڈالون اور خواہ نخواہ اُسے
تنگ کرون تب نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اُس سے کہا اور تجھے بھی امر مانع
ہی کہا ہان آپ نے فرمایا مین تجھ سے اپنی بیٹی بیاہتا ہون اور اپنی بیٹی سے
اُنھون نے نکاح کر دیا اور عبداللہ بن مسعود کہا کرتے جو میری عمر مین دس
دن ہی باقی رہین تو مجھے یہ بات محبوب و مرغوب ہی کہ مین نکاح کرون اور مجرد
اللہ سے ملون اور اللہ تعالیٰ نے قرآن مین نہین ذکر کیا مگر انھین انبیا کا جو
بی بی والے ہین اور بعضے کہتے ہین کہ یحییٰ بن زکریا علیہما السلام نے نکاح کیا
اس سبب سے کہ وہ سنت ہی اور بی بی کے پاس نہین جاتے تھے اور بعضون کا قول ہی
کہ عیسیٰ علیہ السلام قریب ہی کہ وہ نکاح کرین جب وہ زمین پر اترینگے اور
اُنکے اولاد ہوگی اور بعضون کا قول ہی کہ بی بی والے کی ایک رکعت مجرد کی
ستر رکعت سے بہتر ہی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہی کہ کہا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ نکاح میری سنت ہی پس میری سنت سے

جسنے عمل نہین کیا وہ مجھسے نہین ہی پس تم لوگ نکاح کرو اسواسطے کہ مین تم سے اُمت کو زیادہ کرنے والا ہون اور جو ذی مقدور ہو تو چاہیے کہ وہ نکاح کرے اور جو ایسا نہو تو اُسپر روزہ لازم ہین اسواسطے کہ روزہ اُسکے وجاء ہین یعنی خصی کرتا ہی اور بیاہے مرد کو چاہیے کہ زوجہ کے ساتھ زیادہ خلطا و صحبت کرنے سے پرہیز کرے تا بحدیکہ درود و وظائف اور تمام اوقات سے جاتا رہے اسواسطے کہ اسمین افراط کرنے سے نفس اور اسکا لشکر قوی ہوتا ہی اور اُسکی علو ہمت مین فتور پڑتا ہی۔ اور بیاہے آدمی کے لیے بی بی کے سبب دو آفت ہین ایک آفت اُسکے عام حال کے سبب ہی اور ایک آفت اُسکے خاص حال سے تو اُسکے حال کی آفت یہ ہی کہ اسباب معیشت مین اُسے زیادہ اہتمام کرنا ہوتا ہی حسن بصری کہا کرتے تھے اُس مرد کی کسی دن صبح نہین ہوئی جو اپنی بی بی کی اطاعت اُسکی خواہش اور فرمایش کے اندر کرتا ہو مگر یہ کہ اللہ اُسکو منہ کے بل دوزخ مین اوندھا ڈالدے اور خبر مین ہی کہ لوگون پر ایک زمانہ ایسا آئیگا کہ مرد کی موت زوجہ و ماں باپ اور اولاد کے ہاتھون ہوگی جو اُسے مفلسی کے ساتھ عیب لگائینگے اور اُسے تکلیفین اُن چیزون کی دینگے جنکی طاقت اُسے نہوگی تو وہ ایسے کامون مین جاویگا جن مین اُسکا دین جاتا رہے پس وہ ہلاک ہوگا۔ اور روایت ہی کہ یونس علیہ السلام کے پاس ایک قوم آئی تو آپ نے اُنکی ضیافت کی اور آپ اپنے گھر مین آتے اور جاتے تھے پس آپکی بی بی آپکو ستاتی تھی اور اُسپر ظلم اور زیادتی کرتی اور آپ خاموش تھے تو قوم کو اس سے تعجب ہوا اور وہ آپسے پوچھتے ہوئے ڈرتے تھے آپنے کہا تم اس سے تعجب نہ کرو اسواسطے کہ اسوقت مین نے دعا مانگی ہی کہ

کہ اے میرے پروردگار کہ جو آخرت میں میرے اوپر عذاب کرے وہ دنیا ہی میں مجھے دے تو حکم ہوا کہ تیرا عذاب فلان شخص کی بیٹی ہے اُس سے تو بیاہ کرلے سو میں نے اُس سے نکاح کرلیا اور جو تم دیکھتے ہو اُسپر میں صابر ہوں۔ پس ہرگاہ کہ فقیر نے ازراہ رعایت اور مدارات میں کی تو بیشتر وجوہ معیشت میں حد اعتدال سے بڑھ جائیگا تا کہ بی بی کی خوشی اور رضامندی حاصل کرے پس اُسکے عام حال کی یہ آفت ہے آفت اُسکے خاص حال کی یہ ہے کہ اُسکے ساتھ خلط اور صحبت رکھیگا تب نفس اعتدال کی قید سے آزاد ہو جائیگا اور غرض کا بندہ ڈوبکے پڑجانے سے ہوگا اور قلب پر اسکے سبب [illegible] اور غفلت غالب ہوجانے گی اور وہ سستی اور زبان کی جگہ میں بیٹھ جائیگا [illegible] کی قلت سے اور قناعت اور [illegible] کم ہوجائیگی اور [illegible] اعمال سے احوال سے حال [illegible] کم ہوگا اور ان دونوں [illegible] زیادہ [illegible] ہے جو اہل قرب و حضور کے ساتھ مخصوص ہے [illegible] کے لئے [illegible] ہے اور [illegible] نفس [illegible] اور [illegible] ہوجاتا ہے [illegible] اور [illegible] کی آگ شعلہ زن [illegible] اور علاج یہ ہے کہ بی بی کی صحبت اور مجالست میں اُسکے باطن کی [illegible] جس وقت وہ اپنے مولا کو دیکھتا ہے اور [illegible] ہمیں [illegible] اور [illegible] نے نظم کیا ہے [illegible] دل میں کیا ہمنشین [illegible] میں [illegible] وہ دل میں ہے جس سے [illegible] اور ان میں سے دوسری [illegible] زیادہ لطیف ہے جس سے [illegible] اور وہ یہ ہے کہ [illegible]

آفت کی طلب ہوتی ہی اور یہ استراحت روح پر موقوف ہی اور جب روح مین جوہر
الوہیت کے تعلق کے ساتھ مخصوص ہی وہ ثقیل اور بطالت بن جاتا ہی تو روح مین بلادت
اور عبادت آجاتی ہی اور فتوح کی ترقی کا سدباب ہوتا ہی اور اس بلادت کا شعور
اور امتیاز روح کے اندر مکتر ہوتا ہی تو چاہیے کہ تم ڈرو اور حذر کرو اور اس ثقیل کی
آفت ایک گروہ مین پھیل گئی ہی جو سماع کے قائل ہوئی ہی اور چونکہ باب جلال
مین ایک بطالت جب کا ہو جس سے روح کی تلاوت وظائف جب بارگاہ الٰہی کے
قیام مین پیدا ہو کہ گویا تمھارا ظن اس شخص کے حق مین ہی جو باب غیر مشروع مین دعوی
کرتا ہی اسکو سکون نفس مغرور اور مفتون کرتا ہی اور یہ گمان اسکو ہی کہ سرگروہ از قبیل ہوی
ہوتا تو نفس کو سکون ہوتا اور حال یہ ہی کہ نفس ایسا ہمیشہ ساکن نہین ہوتا بلکہ روح
سے وہ وصف سلب کرتا ہی اور اسے اپنی طرف اس صورت سے اخذ کرتا ہی کہ مین
ان باتون سے بچ گیا ہون نہین اور لوگ سماع ہی سے مفتون اور مغالطہ مین پڑے
ہوئے ہین تو مین نے صورت فسق سے جو اسکے نزدیک شراب شہوت کی جھاگ اور
کف ہین محفوظ اور مصؤن امر ہی حاصل کیا ہی اسواسطے کہ اگر علت شراب کی جاتی
رہتی تو جھاگ اور کف باقی نہ رہتی تو اس سے قطعاً حذر کرنا چاہیے اور جو ہمین حال و
صفت مین دعوی کرے اسکی بات نہین سننی چاہیے اسواسطے کہ وہ جھوٹا مدعی ہی اور
اسی بات کے واسطے طبیبون نے کہا ہی کہ جماع عشق کے ہیجان کو سکون دیتا ہی ہر چند
غیر معشوق سے ہو بس جاننا چاہیے کہ اسکی مستند اسکی شہوت ہی اور جو حال کا اس مین
دعوی کرے جھوٹا ہی اور یہ مسائل بڑی بڑی آفتین ہین اور مجردین پیاسے
کی آفت عورت کا اسکی خاطر مین گذرتا ہی اور اس کے خیال مین آتا ہی —

اور جسکے باطن میں طہارت دی گئی ہو تو اسکا باطن شہوت کے خطرات سے میلا نہیں ہوتا اور اسکے دل میں خطرہ آنے تو حسن توبہ اور پناہ فقر لے آنے سے مٹتا ہی اور جب فکر نے افسانہ گوئی کی تو خطرہ کثیف اور برقرار رہجاتا ہی اور قلب سے نکل کر سینہ تک پہونچتا ہی اور اس حالت میں خطرہ کے ساتھ عضو کے احساس سے خوف کرے تو یہ پوشیدہ عمل ہی اور کیا ہی بری بات اس سچے آدمی کیلیے جو حضوری اور بیداری کی طرف تاک لگا رہا ہو پس یہ حال ناحشنہ ہی اور بیشک یہ قول کہا گیا کہ خیال فاحشہ کا عارفوں کے قلب میں گذرنا ایسا ہی ہی جیسے فعل ان لوگوں کا جو اسے کرتے ہیں واللہ اعلم

بائیسواں باب قول کی بابت ہی جو سماع میں قبول اور انکار کے رو سے ہی

اللہ تعالی نے فرمایا ہی پس خوشخبری میرے ان بندوں کو دے جو قول کو سنتے ہیں پھر انمیں سے جو احسن اور بہت اچھا ہو اسکی پیروی کرتے ہیں یہ وہ لوگ ہیں جنکو اللہ تعالی نے ہدایت کی ہی اور یہ لوگ صاحب عقل و دانش ہیں بعضے صوفیہ نے کہا ہی کہ احسن کے معنی یہ ہیں کہ جو زیادہ ہدایت اور ارشاد کرے اور حق عزوجل نے فرمایا ہی اور جسوقت اس چیز کو سنا جو رسول پر اتاری گئی ہی انکی آنکھوں کو دیکھیگا کہ آنسو بہاتے ہیں ان چیزوں سے جو انھوں نے سچی سمجھی جانی ہیں پیدا وہی حق سماعی جسمیں اہل زبان دو آدمی بھی اختلاف نہیں کرتے اسکے سننے والوں کے لیے حکم کیا گیا ہی کہ وہ صاحب ہدایت اور ذی عقل ہی اور یہ سماع ایک حرارت کو یقین کی بدولت پیدا کرتا ہی تو آنکھیں آنسو بہاتی ہیں اسواسطے

کہ وہ آنسو کبھی رنج اور غم کے سبب جوش کرتا ہی اور رنج وحزن گرم ہی اور کبھو شوق
کے سبب جوش کرتا ہی اور شوق گرم ہی اور کبھو ہیبت سے جوش کرتا ہی اور ہیبت سرد ہی
گرم ہی تو جسوقت سماع ان صفات کو جوش مین لایا ایسے صاحب دل جنمین ہیبت
کی برودت سے ملی ہو تو اُسکو سرد لاتا ہی اور آنسوؤن کو جاری کرتا ہی اسواسطے کہ
حرارت اور برودت جب آپس مین ٹکراتی ہین وہ دونون پانی ٹپکاتے ہین تو جب
قلب مین سماع نازل ہوتا ہی کبھو تو اُسکا نزول خفیف ہوتا ہی تو اُسکا بدن مین
اثر ظاہر ہوتا ہی اور بدن کی جلد کے بال کھڑے ہو جاتے ہین اللہ تعالی فرماتا ہی
تقشعر منہ جلود الذین یخشون ربہم یعنی اُس سے اُن لوگون کی کھال پر بال کھڑے
ہو جاتے ہین جو اپنے پروردگار سے ڈرتے ہین اور کبھو اُسکا دقیق اور ورود عظیم
ہوتا ہی اور اُسکا سمت دماغ کے اوپر کرتا ہی اس چیز کے مثال جو عقل کی خبر
دینے والی ہو تو ایک بیہ حادثہ پیدا کرنا عظیم معلوم ہوتا ہی پھر اُس سے آنکھ آنسو
گراتی ہی اور کبھو اُسکا اثر روح کی طرف کرتا ہی اور اُس سے روح ایسی موج سے
موج لیتی ہی کہ قالب کا بیان بند قریب ہوتا ہی کہ اُس سے ملک ہو جاتے اور اُسمین
سماتے تب اُس سے چیخ نکلتی اور جیسے ہوتا ہی اور یہ سب احوال ہین جنکو
اصحاب حال سے اہل حال پاتے ہین اور کبھو ہوائے نفس کی ولایت سے اُنکی
نقل ہوتی لوگ لاتے ہین روایت ہی کہ عمر رضی اللہ عنہ اکثر اپنے ورد مین کسی
ایک آیت سے گذرتے تو آنسو اُنکا گلا دباتا تھا اور چپ گر پڑتے اور ایک اور
دو دن گھر سے نکلتے کہ لوگ اُنکی عیادت کو آتے اور بیمار سمجھے جاتے تھے
پس سماع اللہ کریم سے رحمت کو کھینچتا ہی ۔ زید بن اسلم نے روایت کی ہی کہا کہ
ابی

ابی بن کعب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے قرأت کلام مجید کی پڑھی تو سب کو رقت ہوئی پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رقت کے وقت دعا کو غنیمت جانو اور ام کلثوم سے روایت ہے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب اللہ کے خوف سے بندہ کے بدن پر بال کھڑے ہو جائیں تو اس سے گناہ ایسے جھڑ جاتے ہیں جسطرح کہ سوکھے درخت سے پتے جھڑتے ہیں اور یہ بھی وارد ہوا ہے کہ جب اللہ کے خوف سے بدن پر بال کھڑے ہو جائیں اللہ تعالی اسکو دوزخ پر حرام کر دیتا ہے اور یہ سب وہ ہیں جن سے انکار نہیں کیا جاتا اور ان میں اختلاف ہی اختلاف نہیں - مگر اشعار و الحان کے ساتھ سننے میں اور سماع میں بہت کثرت سے اقوال ہیں اور احوال جدا جدا ہیں بعضے منکر اسے فسق سے ملاتے ہیں اور بعضے مریض اسکی شہادت دیتے ہیں کہ وہ حق واضح ہے اور یہ دونوں افراط و تفریط کی طرف کھینچتے ہیں - ابو الحسن بن سالم سے پوچھا گیا کہ سماع کا انکار کس طرح کرتے ہو حالانکہ جنید اور سری سقطی اور ذو النون اسے سنا کرتے تھے تو کہا میں کیونکر سماع کا انکار کروں حالانکہ اس شخص نے جائز کہا ہے اور سنا ہے جو مجھ سے بہت بہتر ہے - عبداللہ جعفر طیار سنا کرتے تھے اور منکر وہی ہے جو لہو و لعب سماع میں ہو اور یہ قول صحیح ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ابو بکر انکے پاس آئے اس حال میں کہ آپ کے پاس دو لونڈیاں گا رہی اور دف بجا رہی تھیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی چادر اوڑھے ہوئے تھے تو ان لونڈیوں کو ابو بکر نے جھڑکا اسوقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منہ کھولا اور فرمایا

ابوبکر ان دونون کو چھوڑ دو کہ ہر آئینہ عید کے دن ہین اور عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہی کہ مجھے اپنی چادر مین چھپا لیتے اور مین ان
حبشیون کی طرف دیکھتی جو مسجد مین کھیلتے تھے حتی کہ تھک جاتے اور شیخ ابوطالب
مکی رحمہ اللہ نے اسکا ذکر کیا ہی جو اسکے جائز رکھنے کی دلالت کرتی ہی اور بہت سے
سلف صحابی اور تابعین وغیرہم سے نقل کی ہی اور شیخ ابوطالب مکی کا قول معتبر ہی
کہ علم وافر اور کمال حال انکو تھا اور سلف کے احوال جانتے تھے اور ورع و تقوے
انہین تھا اور صواب اور اولی کو سوچتے اور شائستہ کرتے تھے اور اسنے کہا ہی کہ
سماع حرام ہی اور حلال ہی تو جسنے اسے نفس کے مشاہدہ شہوت اور ہوی سے سنا
وہ حرام ہی اور جسنے اسکے معقول کو مباح صفت پر لونڈی یا زوجہ سے سنا وہ شبہ ہی
اس لیے کہ لہو مین داخل ہی اور جسنے اسے قلب سے سنا جو ایسے معانی کا مشاہدہ
کرتا ہی کہ اسکو دلیل پر پہونچاتا ہی اور اسکے مشاہد طرقات جلیل ہین تو وہ مباح ہی
اور شیخ ابی طالب مکی کا قول ہی اور وہ صحیح ہی پس اب اسکے منع اور تحریم پر بلا
قول ہوتا اور نہ اسکے سننے والے پر انکار ہوتا ہی جیسا کہ اسکے انکار مین
مبالغہ کرنے والے قاری لوگ زاہد ہوتے کہتے ہین اور نہ انہین کی اعتنا
وصفت دیجاتی ہی جیسا کہ اسکے ساتھ چھوڑنے والے اسکے شروط و
آداب کے جتنے والے اصرار کرتے ہین اور ہم تفصیل وار انمین جو امر ہی اسکو
بیان کرینگے اور تحریم و تحلیل سے انکی ماہیت کو دفع کرینگے پس دف اور
بانسری ان دونون مین ہرچند مذہب شافعی کے موافق وسعت ہی مگر ان دونون
کا ترک اور احوط کا لینا اور خلاف سے نکلنا اولی ہی اور اس سے ٦

سوا اگر قصائد بہشت اور دوزخ کے ذکر اور آخرت کی ترغیب اور ملک جبار کے نعمتون کی توصیف اور عبادات کے تذکرہ اور خیرات کی طرف شوق دلانے مین ہون تو انکار کی کوئی سبیل نہین ہی اور اسی قبیل سے ہین غازی اور حاجی لوگون کے قصیدے جہاد اور حج کی تعریف مین جن سے غازیون کے دبے ہوے عزم اور حاجیون کے ٹھنڈے شوق جوش مین آئین مگر جو قصائد ایسے ہون جنمین ذکر قد اور رخسار اور عورتون کے حسن وجمال کا ہو تو ایسے سماع کے لیے جماعۂ اہل دیانات کے لائق نہین ہی اور اگر ایسے ہون جنمین ذکر جدائی اور وصل اور قطع اور منع کا اس قسم سے ہو کہ جسکا محمول امور حق سبحانہ وتعالی پر کرنا قریب ہو اور وہ مریدون کے احوال بدلتے رہنا اور طالبین کے سر پر آفات آنی ہی اور جو اسکو سننے اور اسکے نزدیک ایک حادثہ ہو گذشتہ پر نادم ہو یا اسکے نزدیک امور آیندہ کا عزم تازہ ہو تو اسکے سماع پر کیونکر انکار کیا جاے اور پھر آینہ کہا گیا ہی کہ بعض اہل وجد سماع سے رزق اور قوت پاتے ہین اور اس سے طے اور وصال کے روزون کے لیے تقویت حاصل کرتے ہین اور سماع کے وقت شوق جوش کرتا ہی کہ اس سے بھوک کی سوزش جاتی رہتی ہی پھر جب بندہ ایک بیت شعر کی سنتا ہی اور اسکا قلب اسمین حاضر ہوتا ہی گویا وہ ساربان حدی خوان سنتا ہی جو کہتا ہی مثلا اسے الٰہی توبہ کرتا ہون کہ مین نے خطا کی اور ہوے افزون معاصی مگر لیلے کے عشق اور اسکے ملنے پر اور اسکے دیکھنے توبہ کب کی پر اور اسکا دل خوش ہوتا ہی کیونکہ وہ اسمین ایک وقت عزم کی پاتا ہی جس سے آخر وقت تک امر حق پر ثابت قدم رہے وہ اس عمل مین

ذکر الٰہی کرنے والا ہوتا ہی ہمارے بعض اصحاب نے بیان کیا ہی کہ ہم اپنے یارون
کے وجدون کو تین چیزون مین پہچانا کرتے تھے سوال کے وقت غصہ کے وقت اور
سماع کے وقت - اور جنید کا قول ہی کہ اس گروہ پر تین جگہ رحمت نازل ہوتی ہی
کھانے کے وقت اسواسطے کہ وہ فاقہ کے بعد کھانا کھاتے ہین اور جب باہم ملکر
ذکر الٰہی کرتے ہین اسواسطے کہ وہ وقت سماع صدیقین اور احوال انبیا مین قیام
واعتکاف کرتے ہین اسواسطے کہ یہ لوگ وجد اور حال سے سماعت کرتے ہین
اور حق کے سامنے حاضر ہوتے ہین اور رویم سے صوفیہ کے وجد عند السماع
کی بابت پوچھا گیا تو کہا کہ یہ لوگ ان معانی سے آگاہ ہوتے ہین جو اور لوگون سے
چھپے ہوئے ہین پس انکی طرف اشارات و معانی کرتے ہین کہ ہمارے پاس آؤ
اور اس سے خوشی کے باعث لطف اور حظ اٹھاتے ہین اور ناز و نعمت سے متنعم
ہوتے ہین اور وقت پر حجاب آجاتا ہی تب یہ خوشی پلٹ کر زاری ہو جاتی ہی تو
بعضے تو ان مین سے کپڑے پھاڑتے ہین اور بعضے ان مین سے روتے ہین اور بعضے
چیخین مارتے ہین - محمد بن سلیمان سے روایت ہی کہ وہ کہتے تھے صاحب سماع
استتار اور تجلی کے درمیان ہی تو استتار پوشیدگی کا ثمرہ دیتا ہی اور تجلی ترقی کا
فائدہ دیتی ہی اور استتار سے حرکات مریدین کے پیدا ہوتے ہین اور وہ صفت
اور عجز کا محل ہی اور تجلی سے واصلین کو سکون حاصل ہوتا ہی اور وہ محل استقامت
اور تمکین کا ہی اور اسی طرح محل حضرت ہی کہ اسمین بجز اسکے کہ مواہب مین
لاشیان کھایا کرے اور کچھ نہین ہی اور عبد الرحمن سلمی نے کہا کہ مین نے اپنے دادا
سے سنا ہی کہ وہ کہتے تھے مستمع کو چاہیے دل زندہ اور نفس مردہ سے سماع کو ۱۰

سُننے اور جسکا دل مردہ اور نفس زندہ ہو اُسکے لیے سماع حلال نہیں ہی اور اس
قول اللہ تعالیٰ کے معانی مین یزید فی الخلق ما یشاء۔ کہا گیا ہی کہ صوت حسن
اور آواز خوش ہی اور حضرت علیہ السلام نے فرمایا ہی اللہ خوش آواز آدمی کے
قرآن کو اُس سے بڑھکر سُنتا ہی جو کوئی مالک اپنی لونڈی کی بات سُننے کی طرف
کان لگا کر سُنتا ہی۔ جنید سے نقل ہی کہ خواب مین ابلیس کو مین نے دیکھا
تو اُس سے کہا کہ ہمارے یارون سے کسی چیز مین ظفریاب ہوتا ہی یا اُن سے
تجھے کچھ ملتا ہی تو جواب دیا کہ میرے اوپر اُنکا کام دشوار ہی اور میرے اوپر
بڑی مہم ہی کہ اُنسے مین کچھ پاؤن مگر یہ کہ دو وقت مین مین نے کہا کس وقت کہا
ایک سماع کے وقت اور نظر کے وقت کہ اُنسے اُسمین چور لیتا ہون اور
اُس سے اُنپر مین پہونچتا ہون کہا مین نے اپنا خواب بعض مشائخ سے کہا تو
اُنہنے جواب مین کہا کہ اگر مین اُسے دیکھتا تو اُس سے کہتا کہ اے احمق جسنے اُس سے
سماع کیا جبکہ سماع کیا اور جسنے نظر اُسکی طرف کی جبکہ اُسنے نظر کی تو اُس سے
تجھے کچھ راحت ملتی ہی یا اُس سے تو کچھ اڑا سکتا ہی تو مین نے کہا آپ نے سچ کہا
اور عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا میرے پاس ایک کنیز تھی کہ مجھے گانا سُناتی
رہی تھی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور وہ اپنے دستور
گاتی رہی پھر عمر آئے تو وہ بھاگ گئی اُسپر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ہنسے تو عمر نے کہا یا رسول اللہ کس چیز سے آپکو ہنسی آئی تو آپ نے اُنسے
کنیز کی بات کہی تو عمر نے کہا کہ مین یہان سے نہ ہٹون گا جب تک کہ مین
وہ بات نہ سُن لون جو رسول اللہ نے سُنا ہی تب حضرت علیہ السلام نے اُس

کنیز کو حکم دیا اور اُسنے گانا سنایا - اور شیخ ابو طالب مکی نے ذکر کیا ہی کہ عطا کے یہان دو
کنیزین تھین جو گانا گاتی تھین اور اُسکے بھائی اُن کنیزون کے پاس جمع ہوتے تھے اور
کہا مین نے ملاقات ابو مروان قاضی سے کی ہی اور اُسکے یہان کنیزین تھین جو گانا
سنایا کرتین کہ صوفیہ کے لیے تیار کی تھین اور یہ قول جو مین نے نقل کیا ہی شیخ ابو طالب
مکی کا ہی پھر کہا اور میرے نزدیک اس سے اجتناب صواب اور بہتر ہی اور وہ نہین
قبول کیا جاتا مگر اس شرط سے کہ قلب طاہر ہو اور آنکھ بند ہو اور قول اللہ تعالیٰ کے
شرط کا واقف ہو یعلم خائنۃ الاعین وما تخفی الصدور - اور یہ قول شیخ ابو طالب مکی سے
نہین ہی مگر عجیب اور غریب اور اسکے مثل سے شعر صحیح ہی اور حدیث مین داؤد
علیہ السلام کی مدح کے اندر وارد ہی کہ وہ خوش آواز اپنے اوپر نوحہ اور زبور کے
پڑھتے مین تھے یہان تک کہ انس و جن اُنکی آواز سننے کے لیے جمع ہو جاتے اور ہزارون
جنازہ اُنکی مجلس سے اُٹھائے جاتے تھے - اور ابی موسیٰ اشعری کی تعریف مین جناب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ بیشک وہ آل داؤد کی مزامیر سے
ایک مزمار عطا کیا گیا ہی اور رسول اللہ علیہ السلام سے روایت ہی کہ آپ نے فرمایا ہی
کہ ان من الشعر لحکمۃ - یعنی بیشک بعضی شعر حکمت ہی اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
سلم کے پاس ایک شخص آیا اور آپ کے پاس ایک قوم بیٹھی قرآن پڑھ رہی تھی اور
ایک قوم شعر پڑھتی تھی تو اُس شخص نے کہا یا رسول اللہ قرآن اور شعر آپ نے
فرمایا - من ہذا مرۃ ومن ہذا مرۃ - یعنی ایک دفعہ اس سے اور ایک دفعہ اس سے
اور نابغہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اپنی بیتین پڑھین جنمین کی

یہ بیت ہے ولا خیر فی حلم اذا لم یکن لہ بوادر تحمی صفوہ ان یکدرا و لا ...

فی امر اذا لم یکن له حلیم اذا ما اورد الامر اصدرا یعنی اُس حلم مین کوئی خیر و خوبی نہین جبکہ
جب کہ اُسکو یہ بات حاصل نہین ہے کہ خطا اور غلطی کو اسکی صفائی کی کدورت سے
حفاظت نہ کرے اور نہ کوئی خوبی اُس بات مین ہے کہ اُسکے لیے کوئی ایسا حلیم نہو
کہ جب وہ کسی امر کو وارد کرے تو اُسکا اصدار بھی کرے۔ پس رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے اُسے کہا یا ابا لیلی اللہ تیرے منہ کی آواز بند نہ کرے بعد ازان وہ
سو برس سے زندہ رہا اور وہ سب آدمیون سے زیادہ خوبصورت اور خوشنما
اُسکے دانت رہ گئے تھے۔ اور آنحضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حسان
کیلیے مسجد مین منبر رکھواتے تو وہ منبر پر کھڑے ہوکر ان لوگون کی ہجو کرتے جو
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو کیا کرتے تھے اور آپ فرماتے صلی اللہ علیہ
وسلم کہ روح القدس حسان کے ساتھ ہے جب تک کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کی طرف سے لڑتے ہین۔ اور ابو العباس خضر کہ بعض صحابیون سے ملا تھا
کہا کہ مین نے اُس سے کہا سماع کی بابت کیا کہتے ہو جسمین اصحاب اختلاف کرتے
ہین کہا وہ صاف آب زلال ہے کہ اُس پر کوئی نہین ٹھہرتا مگر علماء کا قدم۔ اور ممشاد دینوری
سے منقول ہے کہ کہا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکھا تو مین نے
عرض کی یا رسول اللہ کیا آپ اس سماع سے کچھ انکار کرتے ہین فرمایا کہ مین اُس کا
انکار نہین کرتا مگر ان سے کہدے کہ اُس سے پہلے قرآن پڑھین اور اُسکے بعد
قرآن پڑھین سو مین نے کہا یا رسول اللہ وہ لوگ مجھے ایذا دیتے اور خوش
ہوتے ہین آپ نے فرمایا کہ تحمل کر یا ابا علی کہ وہ تیرے اصحاب ہین پس ممشاد
فخر کرتے اور کہتے کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کنیت بخشی۔ مگر وہ جب

انکار کی اُنھین یہ ہی کہ ایک مریدون کی جماعت مبادی ارادت مین ورزش اور صدق
مجاہدہ پر اُنکے نفوس مشتاق نہین ہوتے تاکہ صفات نفس کے ظہور اور احوال قلب
کا علم اُنکو پیدا ہو اور اُنکی حرکات کو قانون علم سے منضبط کرین اور وہ جان لین کہ
اُنکے فائدہ کی باتین کیا ہین اور اُنکے نقصان کی باتین کیا ہین حکایت ہی کہ
جب ذوالنون بغداد مین آئے تو ایک جماعت اُنکے پاس آئی اور اُنکے ساتھ
ایک قوال تھا پھر آپ سے اُن لوگون نے اجازت مانگی اور آپنے کہا اچھا
اُسوقت قوال نے یہ اشعار کہے ~ صغیر ہواک عذبنی ٭ فکیف بہ اذا احتنکا ٭
وانت جمعت من قلبی ٭ ہوی قد کان مشترکا ٭ اما ترثی لمکتئب ٭ اذا ضحک الخلی
بکا ٭ پھر اُنکا دل خوش ہوا اور کھڑے ہو گئے اور وجد کیا اور پیشانی کے بل گر پڑے
اور اُنکی پیشانی سے خون ٹپکتا تھا اور زمین پر نہین گرتا تھا پھر اُن لوگون مین سے
ایک شخص کھڑا ہوا سو اُسکی طرف ذوالنون نے دیکھا اور کہا خوف اور اندیشہ کر
اُس سے جو تجھے دیکھتا ہی جبکہ تو کھڑا ہوتا ہی پھر وہ شخص بیٹھ گیا اور اُسکا بیٹھنا
اُسکے صدق اور علم کے سبب تھا کہ وہ کامل الحال نہین ہی تو وجد کے ساتھ
کھڑے ہونے کے لائق اور قابل نہین ہی پس اُنمین سے ایک شخص بغیر سوچے
اور بغیر جانے اپنے قیام کے کھڑا ہو جاتا ہی اور یہ اس سبب سے ہوتا ہی کہ جب
اُسنے ایک موزون کلام راگ کے سنتے اور نفس کا حجاب جو طبیعت کے
انبساط سے منشرح ہی قلب کے چہرہ پر لٹک پڑتا ہی اور طبیعت سے جو خوشی پیدا
ہوتی ہی اُسکی قوت کو کام کر دیتی ہی تو پھر وہ اُٹھ کھڑا ہوتا ہی اور موزونیت کے
ساتھ رقص کرتا ہی جو تصنع سے ملا ہوا ہوتا ہی اور وہ اہل حق کے نزدیک

حرام ہی اور وہ گمان کرتا ہو اُسے کہ قلب کی خوشی ہی اور حالانکہ اُسنے نہ وجد قلب کو
اور نہ اُسکی خوشی کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ دیکھا ہی اور سمجھے یہی زندگی کی قسم ہو کہ
قلب کی خوشی ہی ولیکن قلب نفس کے رنگ سے رنگا ہوا ہی جو ہوی کی طرف
مائل اور ہلاکت کے لیے موافق ہی نہ وہ حرکات مین حسن نیت کی طرف راہ پاتا ہی
اور نہ وہ صحت ارادت کی شرائط کو پہچانتا ہی اور ایسے رقص کے لیے کہا گیا ہی کہ
الرقص نقص یعنی رقص نقصان ہی اسواسطے کہ طبیعت سے صادر ہوا ہی نیت
صالح سے مقرون نہین ہی علی الخصوص جبکہ اُسکے حرکات کی آمیزش بہ نفاق
اور دو زبانی کے ساتھ تودد اور تقرب بعض حاضرین سے جالی ہو بغیر اسکے کہ نیت ہو
بلکہ انشاط نفس کی دلالت سے اور وہ یہ ہی کہ وہ معانقہ کرتا ہی اور ہاتھ پاؤن کو
بوسہ دیتا ہی اور اسکے سوا اور حرکات جنپر متصوفہ سے کوئی بجز انکے اعتماد نہین کرتا
جسکو تصوف سے سوا لباس اور صورت محض کے اور کچھ حاصل نہین ہوا کہ قوال
اور جسکے دیکھنے کی طرف نفوس منجذب ہوتے ہین اور اُس سے لذت حاصل
کرتے ہین اور دل مین بُرے خطرے آتے ہین کہ عورت کا سر مجلس قریب ہو اور
باطن جو ہوی سے بھرے ہوے ہین حرکات اور رقص اور اظہار تواجد کی سفارت
سے مراسلت اور خط کتابت کرتے ہین تو یہ عین فسق ہی جسکی حرمت پر اجماع
و اتفاق ہی تو اسوقت پچھلے لوگ یعنی جنکا آخر مین ذکر ہوا زیادہ کی امید کے
قابل اور حال ان لوگون سے ہین جنکا منصوبہ اور یہ حرکتین ہین اسواسطے
کہ وہ انکا فسق دیکھتے ہین اور یہ اُسکو نہین دیکھتے اور اُسے عبادت خیال اُس
شخص پر کرتے ہین جو نہین جانتا کہ اُس نے اہل دیانات سے ایک کو تہمت

نکالی اسپر فرضی ہوتا ہی اور اسکو برا نہین جانتا۔ لہذا اس وجہ سے منکر کے لیے انکار
پہونچا اور وہ معذرت کا مستحق ہی سو بہت سی حرکتین سخت عداوت کی موجب
ہوتی ہین اور بہت سی پراگندگیان وقت کو بے رونق کردیتی ہین پس منکر کا مرید
نا البیر انکار ایسی حرکتون سے اسکو روکتا ہی اور ایسے مجالس سے اسے ڈراتا ہی
اور یہ انکار صحیح ہی اور کبھو ایسا ہوتا ہی کہ بعضے صادق سچے آدمی ایک بے تال
اور وزن کے سبب رقص کرنے لگتے ہین بدون اسکے کہ وجد اور حال کا اظہار کرین
اور اسمین وجہ اسکی نیت کی یہ ہوتی ہی کہ وہ بسا اوقات حرکت مین بعضے فقرا سے
موافقت کرتا ہی پھر وہ ایک موزون حرکت کے ساتھ جنبش کرتا ہی بدون اسکے
کہ وہ وجد و حال کا دعوی کرے اسکی حرکت باطل کی طرف پھیری جاتی ہی
اسواسطے کہ وہ حرکت ہرچند شرع کے حکم مین حرام نہین ہی مگر وہ بحکم حال حلال
نہین ہی اسوجہ سے کہ اسمین لہو ہی تو اسکی حرکات اور رقص ان مباحات
کی قبیل سے ہو جاتی ہین جو اسبر ہنسی اور کھیل اور بلی اور اولاد کے کھلانے
سے گذرتے ہین اور یہ خوش دلی کے باب مین داخل ہوتے ہین اور یہ اگرچہ
حسن نیت کے سبب حادث ہو جاتا ہی جب اس سے نیت ہو کہ نفس کی
تکان دور کرے جیسے کہ حضرت ابی درداء رضی اللہ عنہ سے منقول ہی کہ
حضرت نے کہا کہ مین ایک باطل شی سے اپنے نفس کی تکان دور کرتا ہون
تاکہ یہ مددگار میرے لیے حق پر ہو اور آرام کے مقام پر نماز کا اوقات مین
پڑھنا مکروہ ہی کہ اسکا کام کرنے والے آرام پائین اور نفوس اپنے بعض
مقاصد کے ساتھ حق کی طرف سے مدارات کیے جائین اور جلت کی جگہہ

خوش آیند معلوم ہون اور انکی ترکیب مختلف اور پیدائش کی ترتیب سے آدمی ہر ہر
قسم کا نیچے اصول خلقت کے اقسام سے ہوتا ہی اور اسکی شرح دوسرے کسی باب مین
گذر چکی ہی اُسکے قوی حق محض پر صبر کرنے کو وفا نہین کرتے تو ایسی باتون مین جنکا
ہم نے ذکر کیا ہی وسعت کا دینا اُس قسم کے مباح سے ہی جو لہو کی طرف جو باطل نہین ہی
کشش کرے اُس سے حق پر مدد لیجاے اسواسطے کہ مباح اگرچہ حقیقت شرع مین
باطل نہین ہی اسواسطے کہ مباح کی تعریف یہ ہی کہ اُسکے دونون طرف برابر ہون اور
دونون جانب اُسکے معتدل ہون مگر یہ کہ وہ احوال کی نسبت باطل ہی اور مین نے
سہیل بن عبد اللہ کے بعضے کلام مین دیکھا ہی کہ وہ صادق کے وصف مین کہتے ہین
کہ صادق کا جہل اُسکے علم کے لیے زیادت اور اُسکا باطل اُسکے حق کے لیے مزید
اور اُسکی دنیا اُسکی آخرت کے لیے مزید ہی اور اسی واسطے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کے لیے عورتین محبوب کی گئین تاکہ یہ اُسکے نفس شریعت کا حظ اُنکی طہارت و تقدس کے
مقام کے لیے ہو جسکو اُسکے عفو اعطا کیے ہین اور اُسپر حقوق اُسکے جرم لائے گئے ہین
تو جو کچھ باطل صرف کا نصیب غیر کے حق مین ہی باطاعت مقبول رخصت شرعی مردود
ہو جسکے حال سے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حق مین عبادت کے نقص اور
نقصان سے منقش اور فرض ہو اور ہم آئینہ نکاح کی فضیلت مین ایسا ہی
وارد ہوا ہی کہ وہ دلالت اسپر کرتا ہی کہ نکاح ہمارا و نمازگزاری اسی سے
بجز اُن قیاس کے اُسکا اشتمال دین و دنیا کی مصلحتون کو ہو اس بنا پر کہ ہر شخص
شرع مین [illegible] نفل عبادت [illegible]
[illegible]

حال کے دعوی سے الگ ہونے والا اسمین انکار منکر سے خارج ہوتا ہی لہذا رقص اُسکا نہ اُسکے لیے مضر ہی اور نہ اُسکے لیے مفید ہی اور بسا اوقات حسن نیت کے سبب تفریح مین عبادت ہو جاتی ہی خصوصاً جبکہ وہ اپنے نفس مین اپنے پروردگار کے ساتھ خوشی کو مضمر کرلے اور اُسکی رحمت اور عطوفت کے نام ہونے پر نظر کرے لیکن مشائخ اور اُنکے اقتدا کرنے والون کے لائق رقص نہین ہی اسوجہ سے کہ اسمین لہو کی مشابہت ہی اور لہو اُنکے منصب کے سزاوار نہین ہی اور اس قسم کی بات متمکن کے حال کے خلاف اور مباین ہی اور وجہ اُسکی کہ سماع مین انکار ممنوع ہی یہ ہی کہ جو شخص مطلق سماع کا منکر ہی بدون اُسکے کہ تفصیل کرے تین باتون مین ایک بات سے خالی نہ ہوگا یا تو وہ سنن اور احادیث سے جاہل اور ناواقف ہی یا کہ وہ فریفتہ اُن اعمال اخیار پر ہوا ہی جو اُسکے لیے مقدر ہوے ہین اور یا وہ طبیعت کا غبی ہی کہ اُسے ذوق ہی نہین جو انکار پر اصرار کرتا ہی اور ہر ایک ان تینون مین سے مقابل اُسکے جو اُسکے آگے قریب آتا ہی پہلے جو حدیثون اور آثار سے ناواقف ہی وہ اُس سے واقف ہو جو ہم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو بیان کرچکے ہین اور اخبار و آثار جو اس باب مین وارد ہین اور حبشی کرنے والون کی حبش مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کو بیان کیا جو حبشہ کے لیے رقص مین تھی اور اُنکی طرف عائشہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دیکھا اور یہ ثابت ہی کہ حرکت رقص اُن مکروہات سے نہ ہوے ہون جنکا ہم نے ذکر کیا ہی اور ہم کو یہ روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ

سے فرمایا تو مجھ سے ہی اور مین تجھ سے ہون اسپر وہ اُچھلے اور کودے اور جعفر سے آپ
نے فرمایا کہ تو مجھ سے خلق اور خلق مین مشابہ ہی تو وہ اُچھلے اور کودے اور زید سے
فرمایا کہ تو ہمارا بھائی ہی اور ہمارا مولا ہی تو وہ اُچھلے اور کودے اور جعفر اپنے بھتیجے حمزہ
کے قصہ مین اُچھلے اور کودے تھے جسمین علی اور جعفر اور زید باہم جھگڑے تھے
اور جو منکر کہ اسپر مغرور ہو کہ اعمال اختیار اُسکے مقدر کیے گئے ہین اُس سے کہا جا
آپ کا تقرب الی اللہ عبادت کے سبب اسواسطے ہی کہ تیرے اعضا و جوارح عبادت
مین لگے ہوے ہین اور اگر تیری نیت قلب کی نہوتی تیرے جوارح یعنی ہاتھ پانون
کے عمل کے لیے قدر نہوتی اسواسطے کہ اعمال نیتون کے ساتھ ہین اور ہر ایک
شخص کے لیے وہی ہی جو اُسنے نیت کی اور نیت اسوجہ سے ہی کہ تو اپنے رب
کی طرف خوف اور رجا کی نظر سے دیکھتا ہی تو جو کوئی شعر ایک بیت کا سُننے والا
ہی تو اُس سے وہ معنی اخذ کرتا ہی جو اُسکو یاد اُسکے رب کی دلاتا ہی خوشی سے یا
غم سے یا عاجزی سے یا نیازمندی اور محتاجی سے کس طرح اسی قسم کے احوال
مین اُسکا قلب جبکہ وہ اپنے پروردگار کو یاد کرتا ہی الٹ پلٹ ہوتا ہی اور اگر
کسی پرندی کی آواز سُنی یہ آواز سُنکر خوش ہوتا ہی اور اللہ تعالی کی قدرت مین فکر کرتا ہی
کہ پرند کا گلا کیا اچھا بنایا ہی اور اُسکا حلق اُسکے بس مین کر دیا ہی اور کس طرح
اُسکے حلق سے آواز نکلتی ہی اور کانون تلک پہونچتی ہی اس تمام فکر مین وہ
تسبیح اور تقدیس کا پینے والا ہی پھر وہ جب آدمی کی آواز سُنتا ہی اور اسطرح کی فکر
اُسکے سامنے موجود ہوئی اور اُسکا باطن ذکر اور فکر سے بھر گیا تو کہنا اُسکا اتنا
کیا جاسکتا بعضے صالحین نے حکایت کی ہی کہ مین دریا کنارے جدہ کی

مسجد میں معتکف تھا تو ایک روز میں نے ایک قوم دیکھی کہ اُسکے ایک طرف میں وہ لوگ کچھ پڑھ رہے تھے تو اپنے دل میں میں نے اُسے بُرا جانا اور کہا کہ اللہ تعالی کے گھروں میں سے ایک گھر میں شعر خوانی کرتے ہیں پھر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں اُسی رات دیکھا اور آپ اُسی قریب دیوار میں بیٹھے ہوئے تھے اور آپ کے برابر ابوبکر بیٹھے اور اُسوقت ابوبکر کچھ گن گنا رہے تھے اور حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم اُنکی طرف کان لگائے سُن رہے تھے اور اپنا ہاتھ سینہ پر اسطرح رکھتے تھے جیسے کوئی اس سے وجد کرتا ہو تب اپنے دل ہی دل میں میں نے کہا کہ مجھے یہ ضرور نہیں ہی کہ ان لوگوں کو جو سن رہے تھے بُرا جانوں اور یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سن رہے ہیں اور ابوبکر آپ کے برابر گن گنا رہے ہیں اسوقت میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دیکھا اور آپ فرما رہے ہیں کہ یہ حق ہی یا حق از حق ہے ہاں جسوقت کہ یہ آواز امرد کی ہو جسکی طرف دیکھنے سے فتنہ کا خوف یا عورت غیر محرم کی ہو اگرچہ اذکار اور افکار سے جو ہم نے ذکر کیے ایا ہے سننا اسکا فتنے کے خوف سے حرام ہے نہ کہ صرف آواز کی وجہ سے بلکہ صورت کا سماع جبکہ فتنہ گردانا جاتا ہے اور ہر ایک حرام کا ایک حکم ہی جبکہ مصلحت کی وجہ سے ممانعت کا حکم کھینچتا ہی جیسے بوسہ جوان شخص و عورت کے لیے کی بات حرام کا حکم بنالیا گیا اور جیسے نامحرم عورت کے ساتھ خلوت میں ہونا اور اسکے سوا جو ہو پس اسی بنا پر مطلب اسکی مقتضی ہی کہ سماع سے منع کیا جاوے جبکہ فتنے ڈرسکا ہاں اور یہی بات کا جسکی طرف اُسکو سماع اسکا پہونچاتا ہو پس اسطرح جو حرام کا منع ہوتا ہی سو وہ کچھ سماع کا

انکار وہ شخص کرتا ہی جسکی طبیعت جامد یعنی بستہ اور افسردہ ہو کہ اُسنے ذوق ہی نہیں چکھا جو نامرد کہا جاتا ہی جسکو لذت جماع سے واقفیت نہیں ہی اور اندھے کو جمال ذاتی سے نفع نہیں اور جو مصیبت میں مبتلا ہو وہ استرجاع (انا للہ وانا الیہ راجعون) کہیگا پھر کیا انکار اُس دوست سے کیا جاے جسکا باطن شوق اور محبت سے پر ورش پاتا ہی اور وہ اپنی روح کو پرندۂ نفس امارہ کے پنجرہ کی ضیق میں قید دیکھتا ہی اُسکی روح کو جھونکے حبیب وطن کی ہوا کے لگتے ہیں اور معرفت کی فوج کے طلایہ نظر آتے ہیں اور وہ نفس کے سبب پردیس میں ہی جدائی کے پیالے گھونٹ لے لیکر پی رہا ہی مجاہدے کے بار سے پچھے دبا ہی اور مشاہدہ یعنی عالم شہادت کی سوانح اُس سے نہیں اُٹھائی جاتی اور ہرچند کثرت اعمال سے نفس کے منازل طے کرتا ہی مگر کعبۂ وصال کے پاس نہیں پہونچتا اور اُسکے لیے لطف ہو سے پردے نہیں کھولے جاتے تو یعنی یعنی سانس لے کر خوش ہوتا ہی اور سختی اور تنگی کی شدت سے ہلاکت کے ساتھ راحت پاتا ہی اور نفس اور شیطان سے جو دونوں مانع اُسکے ہیں مخاطب ہو کر کہتا ہی ؎ ایا جبلی نعمان باللہ خلیا ۞ نسیم الصبا یخلص الی نسیمھا ۞ فان الصبا ریح

اذا ما تنسمت ۞ علی قلب محزون تجلت ھمومھا ۞ اجد بردھا او تشف منی حرارۃ ۞

علی کبد لم یبق الا صمیمھا ۞ الا ان ادوائی بلیلی قدیمۃ ۞ واقتل داء العاشقین

قدیمھا ۞ ترجمہ نعمان کی دو جبل واسطے خدا کے ۞ باد صبا کو چھوڑ دو کہ آ سکے اُسکے وہ جھوم جھوم ۞ باد صبا عجب ہی ہوا جب کہ وہ چلے ۞ میرے دل حزین سے تو جاتے رہیں ہجوم ۞ ٹھنڈک مجھے ملے کہ تشفی جگر کو ہو جگر کی سے جسمیں مغز رگ کا نہیں ہے تمام گم ۞ میرے مرض قدیم ہیں لیلیٰ کے عشق کے ۞

ہو جو مرض قدیم مچاتا وہی ہے دھوم مچ اور شاید کہ منکر کے محبت نہیں ہے مگر علم کا بجا لانا
اور نہیں اسکے سوا کچھ جان پڑتا اور یہاں نہیں الا خوف اللہ تعالیٰ کا اور اُس محبت
خاص کا وہ انکار کرتا ہے جو علماء راسخ اور ابدال مقرب کے ساتھ مختص ہے اور ہر گاہ
اسکے فہم قاصر میں یہ بات قرار پا چکی کہ محبت استدعا امثال اور خیال اور خیال
اور اشکال کی کرتی ہے تو قوم صوفیہ کی محبت سے اُسنے انکار کیا اور حالانکہ وہ نہیں
جانتا کہ قوم صوفیہ کے حضرات ایمان کے مراقبہ میں محسوس سے بھی کامل تر کو
پہونچ گئے ہیں اور نفوس وارواح کو کشف وعیان کی شدت سے تصدق اور
قربان کر دیا اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ
عنہ نے روایت کی کہ آپ نے ایک لڑکے کا ذکر کیا جو پہاڑ پر بنی اسرائیل میں تھا
اُسنے اپنی ماں سے کہا کہ آسمان کس نے پیدا کیا وہ بولی کہ اللہ نے کہا زمین کسنے
پیدا کی وہ بولی کہ اللہ نے کہا پہاڑ کسنے پیدا کیے وہ بولی کہ اللہ نے بولا کہ ابر
کسنے پیدا کیا وہ بولی کہ اللہ نے پھر اُسنے کہا کہ میں اللہ کے لیے ایک نشان اور حال
سنتا ہوں اور پہاڑ کے اوپر سے گرا اور ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا پس جمال ازلی الٰہی
ارواح کے لیے منکشف ہے جو عقل کے لیے مکشف نہیں ہے اور نہ فہم کے لیے میسر ہو
اسواسطے کہ عقل عالم شہادت کی موکل اور مفوض ہے وہ اللہ سبحانہ سے رسائی نہیں
پاتی ہے مگر وہ دشمن ہلاک اور شہود سے قدیم کی طرف اسکو راہ نہیں ملتی جو غیب کے
پردہ میں تجلی کرنے والی ارواح کے لیے ظاہر ہونے والا ہے اور طالب جمال سے
ہر چند خاص ہوتے ہیں اور عام تر اُس سے جو مرتبہ محبت خاص کے عام چھوڑ کر ہیں وہ
جمال کمال کا دیکھتا ہے کبریا اور جلال سے اور تجلیات دونوں کے استقلال سے

اور اُن صفات سے جو منقسم اُن اشیا کی طرف ہین جو ظاہر اُنسے ابدون ہین ہوئین
اور ازلون ہین ذات کی لازم ہین پس کمال کا ایک جمال ہی جو حواس سے ادراک
اور قیاس سے اُسکا استنباط نہین ہوتا اور اس جمال کی دید ہین محبین کے ایک
گروہ نے شروع کیا جو تجلی صفات سے مخصوص ہین اور اُسکے موافق اُنکو ذوق اور
شوق اور وجد و سماع ہین حاصل ہی اور اولین کو تجلی ذات سے ایک حصہ عطا
ہوا تو اُنکا وجد علے قدر وجود ہی اور سماع اُنکا بعد شہود ہی - اور بعضے مشائخ نے
حکایت ہی کہ ہم نے ایک جماعت اُن لوگون کی دیکھی جو پانی اور ہوا پہ چلتے ہین
سماع سُنتے ہین اور اُسپر وجد کرتے ہین اور سماع کے وقت وہ دیوانے
مست ہوجاتے ہین - اور بعضون نے کہا ہی کہ ہم ساحل پہ تھے تو ہمارے بعضے
بھائیون نے سُنا تو وہ پانی پر تصرف آمد و رفت کرتے رہتے تھے یہان تلک کہ وہ اپنے
مکان کو واپس آئے - اور نقل ہی کہ بعضے ان حضرات سے سماع کے وقت آگ پر
لوٹتے تھے اور اُس سے اُنکو خبر نہین ہوتی تھی - اور نقل ہی کہ بعض صوفیہ کو سماع
کے وقت وجد پیدا ہوا تو شمع لی اور اپنی آنکھین کرلی ناقل نے کہا کہ مین اُنکی
آنکھ کے تعجب ہوا کہ دیکھون تو مین نے آگ یا نور کو دیکھا کہ اُنکی آنکھ سے نکلتا تھا
اور شمع کی آگ کو روکتا تھا - اور شیخ ابو طالب مکی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب مین
کہا ہی کہ ہم اگر سماع سے مجمل مطلق غیر مقید مفصل انکار کرین تو ستر صدیقون کے اوپر
انکار ہوتا ہی اور اگرچہ ہم جانتے ہون کہ اُنکا زہاد اور عُباد سے کے قلب سے
اقرب ہی مگر ہم ایسا نہ کرینگے اسواسطے کہ ہم وہ جانتے ہین جو وہ نہین جانتے اور
ہم نے سلف کے صحابہ اور تابعین سے وہ سُنا ہی جسکو وہ نہین سُنتے اور یہ قول

شیخ کا اس سبب سے ہی کہ انکو احادیث اور آثار کا بڑا علم تھا جسکے ساتھ ہی اجتہاد اور
تحری صواب کا رتبہ حاصل تھا اگرچہ اہل انکار کے لیے زبان معذرت کھولتے ہین
اور ہم انکے لیے توضیح سے کہتے ہین کہ فرق کیا ہی اُس سماع مین جو اختیار کیا جاے
اور اُس سماع مین جس سے انکار کیا جاے - اور شبلی نے ایک کو یہ گاتے
ہوے سُنا اے سلمی کو پوچھتا ہون ہی مخبر کوئی بھی پا ان + جسکو یہ علم ہو کہ
اُتری وہ ہی کہان + تو شبلی رحمہ اللہ نے ایک نعرہ مارا اور کہا نہین واللہ کوئی
مخبر اُسکا دو عالم مین نہین ہی اور بعض نے کہا ہی کہ وجد صفات باطن کا سر ہی جس
طرح کہ طاعت صفات ظاہر کا سر ہی - اور ظاہر کی صفات حرکت اور سکون ہی اور باطن
کی صفات احوال اور اخلاق ہین اور ابونصر سراج نے کہا ہی کہ اہل سماع کے تین
طبقہ ہین ایک قوم وہ ہی جو اپنے سماع مین جو وہ سنتے ہین اُنہین اپنی نسبت
خطابات حق کی طرف رجوع کرتے ہین اور ایک قوم وہ ہی کہ اُن چیزون سے جو
سنتے ہین اپنے احوال اور مقام اور اوقات کے خطابات کی طرف رجوع
کرتے ہین تو یہ لوگ علم سے ارتباط اور صدق سے مطالبہ رکھنے والے اُن چیزون مین
ہین کہ وہ اللہ کے لیے اُس سے اشارہ کرتے ہین اور ایک قوم وہ فقرا مجردین
جنھون نے علائق قطع کر دے اور اُنکے قلوب محبت دنیا اور جمع و منع سے
ملوث نہین ہوے سو یہ لوگ اپنے قلب کے خوش کرنے کے لیے سنتے ہین
اور اُنکے لیے سماع لائق ہی اسواسطے کہ وہ سب آدمیون کی نسبت زیادہ
سلامت کے قریب ہین اور سب سے زیادہ فتنہ سے بچے ہوے ہین اور جو لوگ
دنیا کی محبت سے ملوث ہین تو اُنکا سماع طبیعت اور تکلف کا سماع ہی - اور

بعض صوفیہ سے سوال کیا گیا کہ سماع میں تکلف کیا چیز ہے تو کہا کہ یہ دو قسم ہے ایک تکلف سننے والے میں طلب جاہ یا نفع دنیوی کے لیے ہے اور یہ فریب اور خیانت ہے اور ایک تکلف اُسمیں حقیقت کی طلب کے لیے ہے جیسا کہ کوئی وجد کو تواجد سے طلب کرے اور وہ بمنزلہ اُسکے ہے کہ بہ تکلف گریہ جائز کرے - اگر کوئی اعتراض کرے کہ یہ ہیئت اجتماع بدعت ہے اُسے جواب دیا جائے کہ بدعت محذور اور ممنوع وہ بدعت ہے کہ کسی سنت ماثورہ کو مزاحم ہو اور جو اس صفت کی نہو تو وہ جائز ہے اور یہ ایسا ہے کہ جس طرح کوئی آنے والے کے لیے اُٹھ کھڑا ہو سو یہ قیام پہلے نہ تھا اور عرب کی عادت میں اُسکا ترک تھا یہاں تک کہ منقول ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لاتے اور آپکے واسطے قیام نہیں کیا جاتا تھا اور جن شہروں اور ملکوں میں کہ یہ قیام اُنکی عادت ہے تو جب مدارات و قلوب خوش کرنے کے لیے یہ قیام قصد کیا جائے تو جائز ہے اسواسطے کہ ترک اُسکا دلوں کو وحشت دلاتا ہے اور سینوں کو غصے سے بھرتا ہے پس یہ قیام عشرت و حسن صحبت کے قبیل سے ہوگا اور ایسی بدعت جائز ہوگی اسواسطے کہ وہ کسی سنت ماثورہ کی مزاحمت نہیں کرتی

تیئیسواں باب اُن سماع کے بیان میں جو رد اور انکار کی رو سے ہے

ہم صحت سماع کی وجہ بیان کر چکے ہیں اور جو اہل صدق کے لائق اُس سے ہے اور جہاں فتنہ اُسکے طریق میں پہنچ گیا اور عصمت اُسمیں جاتی رہی اسوجہ سے مارے بہت قوم نے اُسکا اہتمام کیا جن کے اعمال تھوڑے ہیں اور احوال

اُنکے بگڑ گئے ہین اور سماع کے لیے بہت اجتماع کثرت سے کیے اور اکثر اوقات اُس
جماؤ کے لیے کھانے پکوائے جاتے ہین جسکے لیے نفوس اس حال کے طلب کرتے ہین
نہ اس لیے کہ اُنکے دلون مین سماع کی رقت ہی جیسا کہ صادقین کی سیرت اور
عادت تھی تو سماع معلول ہو جاتا ہی کہ نفوس اُسکی طرف مائل اس لیے ہوتے ہین
کہ کھانے خوب کھائین اور لہو ولعب اور غفلت کے مقام مین فرصے اڑائین اور
یہ معاملہ ارادہ مرید کے اور ترقی کے خواہش کو قطع کرتی ہی اور اُسکے طریق سے
اوقات کا ضائع کرنا اور عبادت سے کم فائدہ اُٹھاتا ہی اور اس اجتماع مین
رغبت اسواسطے ہوتی ہی کہ طبیعت کی چھپتی چیزین ملین اور عیش وعشرت اور
لہو وطرب سے خوش ہون اور پوشیدہ نہین ہی کہ یہ اجتماع اہل صدق کے
نزدیک مردود ہی اور مشہور قول ہی کہ سماع عارف کے سوا دوسرے کے لیے
صحیح نہین ہی اور مبتدی مرید کے لیے مباح نہین ہی اور جنید رحمۃ اللہ علیہ نے
کہا ہی کہ جب تم مرید کو دیکھو کہ وہ سماع چاہتا ہی تو جان لو کہ اُسمین بطالت کا
بقیہ ہی اور کہتے ہین کہ جنید نے سماع کا سننا چھوڑ دیا تو اُنسے کہا گیا کہ پہلے آپ
سنا کرتے تھے تو کہا کہ کسکے ساتھ اُنسے کہا کہ اپنے نفس کے لیے آپ سنتے تھے تو فرمایا کہ
کسی کے واسطے وہ نہین سنتے تھے مگر اللہ سے اور اللہ کے ساتھ سنتے تھے پھر جب کہ
بھائی کم اور ناپیدا ہو گئے تو چھوڑ دیا پس سماع کو اختیار نہین جہان اُسکو اختیار
کیا مگر شرائط اور قیود اور آداب کے ساتھ کہ اُس آخرت کو یاد کرتے تھے
اور بہشت کی رغبت کرتے اور دوزخ سے ڈرتے تھے اور اُس سے زیادہ
اُنکی طلب ہوتی تھی اور اُس سے اُنکے احوال سنورتے تھے اور یہ اُنکو

بعض اوقات اتفاق ہوتا تھا پر یہ کہ اُسکو عادت اور معمول بنا لین حتی کہ بڑے بزرگون
نے اوراد کو چھوڑ دیا - اور شافعی رحمہ اللہ سے منقول ہی کہ کتاب قضا مین کہا ہی
کہ راگ لہو مکروہ ہی کہ باطل سے مشابہ ہی اور کہا جس نے اُسکی کثرت کی وہ نادان
سبک عقل ہی اُسکی شہادت رد کی جاے - اور اصحاب شافعی نے اسپر اتفاق
کیا ہی کہ غیر محرم عورت سے سماع کا سُننا جائز نہین ہی خواہ وہ آزاد ہو یا
لونڈی ہو مستور ہو یا کہ حجاب مین ہو اور شافعی رحمہ اللہ سے منقول ہی
کہ آپ لکڑی سے آواز نکالنے کو مکروہ جانتے تھے اور فرماتے کہ زندیقون نے
اُسکو ایجاد کیا ہی تاکہ قرآن سے اُسکے ساتھ مشغول ہون اور کہا اسکا مضائقہ
نہین کہ الحان اور خوش آوازی کے ساتھ قرآن پڑھین جس طرح پہ ہو اور
مالک رضی اللہ عنہ کے نزدیک یہ ہی جب ایک شخص لونڈی خریدے اور اُسکو
گانیوالی پایا تو اُسکے لیے جائز ہی کہ اس عیب کے سبب واپس کر دے اور وہ کل
اہل مدینہ کا مذہب ہی اور اسی طرح امام ابی حنیفہ رضی اللہ عنہ کا مذہب ہی اور
راگ سُننا از قبیل گناہ ہی اور اُسکو چند فقہا نے مباح کیا ہی اور جن فقہا نے
اُسے مباح کیا ہی وہ بھی اعلان اُسکا مساجد اور بزرگ مقامات مین سُننا
نہین درست سمجھتے اور اس تفسیر مین کہا گیا ہی - ومن الناس من یشتری
لہو الحدیث - عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا ہی کہ وہ راگ اور اُسکا
استماع ہی - اور اس آیت کے معنی مین کہا گیا ہی - وانتم سامدون - یعنی
گانے والے ہو - عکرمہ نے عبد اللہ بن عباس سے روایت کی ہی کہ لغت
حمیر مین وہ راگ ہی اہل یمن بولتے ہین سمد فلان جب کہ اُسنے گانا گایا اور

قولہ تعالی واستفزز من استطعت منہم بصوتک ؛ اسمین مجاہد نے کہا کہ راگ اور مزامیر ہی - اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہی کہ آپ نے فرمایا ہی ابلیس نے پہلے پہل نوحہ کیا اور اول اول گانا گایا اور عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہی کہ حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مین اسکے سوا نہین کہ دو آواز بدکار سے منع کیا گیا ہون ایک آواز جو خوشی کے وقت ہو اور ایک آواز جو مصیبت کے وقت ہو اور عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ آپ نے فرمایا کہ مین نہین گایا اور نہ مین نے استماع کیا اور نہ عضو کو مین نے داہنے ہاتھ سے چھوا اسوقت سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی اور عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہا کہ راگ دل مین نفاق اگاتا ہی اور روایت ہی کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ایسی قوم پر گذرے جبکہ وہ احرام باندہے ہوئے تھے اور ان مین ایک شخص گاتا تھا تو آپ نے کہا خبردار اللہ تمھاری نہ سنے گا اور روایت ہی کہ قاسم بن محمد سے ایک شخص نے راگ کی بابت سوال کیا تو کہا مین اس سے تجھے روکتا ہون اور تیرے لیے اسے مکروہ جانتا ہون کہا کہ کیا وہ حرام ہی کہا کہ ای شخص دیکھ جب اللہ نے حق اور باطل الگ کر دیا تو ان دونون مین سے کس مین غنا کو ڈالا جاے اور فضیل ابن عیاض نے کہا ہی کہ راگ زنا کا منتر ہی - اور ضحاک سے ہی کہ غنا قلب کا بگاڑنے والا ہی اور پروردگار کا غصہ دلانے والا ہی اور بعض صوفیہ نے کہا ہی غنا سے بچے رہو اسلیے کہ وہ شہوت بڑھاتا ہی اور مروت کو کھوتا ہی اور وہ شراب کی جگہ [illegible] ہی اور [illegible] ہوتا ہی وہ کام جو نشہ کرتا ہی اور یہ جو قائل نے کہا ہی کہ [illegible] [illegible] طبیعت راگ اور دفون سے جوش مین آتی ہی اور طبیعت [illegible]

آدمی راگ کے وقت وہ چیزیں پسند کرتا ہی جسکو وہ پسند نہیں کرتا تھا جیسے چٹکی بجانا
تالی دینا اور ناچنا اور اوس سے فعل ایسے صادر ہوتے ہیں جو سبک عقلی پر دلیل
ہیں اور خواجہ حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت ہی کہ فرمایا دف مسلمانوں کے طریقے
نہیں ہی اور جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہی کہ حضرت نے شعر سنے
وہ راگ کے مباح ہونے پر دلالت نہیں کرتا اسواسطے کہ شعر ایک کلام منظوم ہی
اور جو شعر نہو وہ کلام منثور ہی پس اسکا اچھا اچھا ہی اور برا اسمیں کا برا ہی اور
غنا تب ہی ہوتا ہی کہ الحان سے ہو اور اگر شخص فصاحت و قبل زمان کے اجتماع
میں اور گویئے کے دف سمیت بیٹھنے اور غزل خوان کی شباہت میں فکر و غور کرے
اور اپنے دل میں تصور کرے کہ آیا حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اس
نشست کی مثل کبھی ہوئی ہی اور دف یا قوال غزل خوان کو اس مجلس میں بلایا
اور اسکے سننے کے لیے جمع ہوئے تھے ہیں تو اسمیں شک نہیں کہ وہ حال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم و صحابہ سے انکار کریگا اور اسمیں اگر کوئی فضیلت ہوتی جو
طلب کی جاتی تو اسے چھوڑ دیتے اور جو شخص اشارہ کرتا ہی کہ وہ فضیلت ہی کہ طلب کیجاے
اور اسکے لیے اجتماع ہو وہ شخص سمجھتا ہی کہ احوال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اور صحابہ و تابعین کے ذوق سے بے بہرہ ہو اور شخص متاخرین کے التباسات
سے رخصت حاصل کرتے ہیں وہ اکثر لوگ ایسے ہیں جو غلطی کرتے ہیں اور جب کبھی
انپر ملامت یا نصیحت کی جاتی ہی تو وہ متاخرین کی دلیلیں پیش
کرتے ہیں اور حال انکا یہ ہی کہ لوگ عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
قریب تر تھے اور انکی ہدایت بہ نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت کے

متشابہ ترہے اور اکثر فقرا قراۃ قرآن میں بلاغلبہ بہت چیزیں ظاہر کرتے ہیں عبد اللہ
بن عروہ بن زبیر نے کہا کہ میں نے اپنی دادی اسما بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما سے
پوچھا کہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا کرتے تھے جب اُن کے سامنے
قرآن پڑھا جاتا تھا تو کہا کہ وہ تھے اس حالت میں جیسا کہ انکا اللہ تعالیٰ نے وصف
کیا ہی کہ آنکھیں انکی آنسو بہاتی ہیں اور بدن پر اُنکے بال کھڑے ہو جاتے ہیں
کہا کہ میں نے کہا آج کے زمانہ میں جب قرآن لوگوں کے سامنے پڑھا جاتا ہی تو
اُنمیں کوئی شخص غش کھا کر گرتا ہی میری دادی نے کہا کہ اعوذ باللہ من الشیطان
الرجیم۔ اور روایت ہی کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اہل عراق سے ایک شخص پر
گذرے کہ وہ گرا پڑا ہی کہا اسکو کیا ہوا ہی لوگوں نے کہا کہ جب اُسکے آگے
قرآن پڑھا جاتا ہو اور اللہ تعالیٰ کا ذکر سنتا ہی تو وہ گر پڑتا ہی تو ابن عمر
رضی اللہ عنہ نے کہا ہم ہر آئینہ اللہ سے ڈرتے ہیں اور گرتے نہیں ہر آئینہ شیطان
اُنمیں سے ایک کے پیٹ میں گھستا ہی ایسا نہیں اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
سلم کیا کرتے تھے اور ابن سیرین کے آگے اُن لوگوں کا ذکر کیا گیا جو گر پڑتے تھے
اُس وقت کہ قرآن پڑھا جاتا تو کہا ہمارے اور اُنکے درمیان ایک شخص انمیں کا
گھر کی چھت پر دونوں پاؤں اپنے پھیلا کر بیٹھے پھر اُسکے آگے قرآن اول سے
آخر تک پڑھا جاوے پھر وہ گر اپنے کو گرا دے تو وہ سچا ہی اور یہ قول اُنسے انکار
مطلق نہیں ہی سوا اسکے کہ بعضے شخصوں کو اسکا اتفاق پڑا ہی بلکہ یہ کہ ان حالات
با صدق جو اکثر دلوں کے حق میں متوہم ہوتا ہی کہ کبھو ایسا تکلف اور ریا کے سبب
بعضوں سے ہوتا ہی اور بعضوں سے باین وجہ ہوتا ہی کہ علم اُن کو کم ہی کہ

اور جہل اُسکا ہوی سے ملا ہوا ہی وجد سے تھوڑا سا اُتر نازل ہوتا ہی پھر اُسکی پیروی
فضولیات سے کرتا ہی نہین جانتا کہ یہ بات اُسکے دین کو ضرر پہونچاتی ہی اور کبھو وہ
نہین جانتا کہ یہ نفس کی طرف سے ہی لیکن استراق سمع خفی طور پر کرتا ہی کہ وجد کو اُسکا
حد سے باہر کرتا ہی جسپر سزاوار تھا کہ وہ ٹھہرا رہے اور یہ صدق کے خلاف ہی۔ نقل ہی کہ
موسی علیہ السلام نے اپنی قوم کو وعظ کیا تو ایک شخص نے اُنمین سے اپنا قمیص
پھاڑ ڈالا تو موسی علیہ السلام سے کہا گیا کہ کہدے اُسسے کہدو کہ اپنا کرتہ نہ پھاڑے
اور اپنے قلب کو شرح وبسط دے۔ ولیکن جبکہ سماع کے شامل یہ ہو کہ کسی امرد لڑکے سے
سنے تو اسوقت آفت پہونچتی ہی اور اہل دیانات پر اسکا انکار مقرر ہو گیا بقیہ
بن ولید نے کہا کہ کراہت کیا کرتے تھے اس بات سے کہ لڑکے امرد خوبصورت کی
طرف دیکھین اور عطا نے کہا ہر ایک نظر کہ قلب کو اُسکی خواہش ہو۔ ہو تو اُسمین خیر نہین ہی
اور بعضے تابعین نے کہا ہی مین جوان تائب کے لیے اسقدر درندہ جانور ضرر رسان
سے نہین ڈرتا جسقدر کہ مجھے خوف اُسکے لیے غلام امرد سے ہی کہ اُسکے تئین پہونچے
اور بعضے تابعین نے یہ بھی کہا ہی کہ لوطی تین قسم ہین ایک قسم وہ ہین جو نظر
کرتے اور دیکھتے ہین اور ایک قسم ہی جو مصافحہ کرتے ہین اور ایک قسم ہین
جو عمل کرتے ہین پس طائفہ صوفیہ پر واجب ہی کہ ایسی جماعتون سے پرہیز کرین
اور تہمت کی جگہون سے علیحدہ رہین اسواسطے کہ تصوف کل صدق ہی اور وہ
کل جد ہی۔ بعضے صوفیہ کا قول ہی کہ تصوف سراسر جد ہی اُسمین کوئی چیز ہزل
اور بیہودگی کی نہ ملاؤ پس یہ آثار سماع سے اجتناب اور پرہیز کرنے پر
دلالت کرتے ہین اور پہلا باب اُن بیانون کے ساتھ جو آئے ہین ہر

اُسکے جواز پر دلالت کرتا ہی اپنے شرائط کے ساتھ اور اُن مکروہات سے دور ہونے
کے ساتھ جنکا ہم نے ذکر کیا ہی اور ہم نے قول فیصل کر دیا ہی اور قصائد اور غنا وغیرہ
مین تفریق کی ہی اور ایک جماعت متقدمین سے تھی کہ وہ نہین سنتے تھے اور اسکے
ساتھ اُس شخص پر انکار نہین کرتے تھے جو نیک نیتی سے سنتا تھا اور ادب کی
اُنہیں رعایت کرتا تھا

چوبیسواں باب قول فی السماع کے بیان مین جو علو اور استغنا کی رو سے ہی

معلوم کرو کہ وجد اور حال سابقہ کو بتلاتا ہی جو مفقود ہو گیا ہو تو جسنے مفقود نہین
کیا تو وہ پائے گا بھی نہین اور کھو بیٹھنا اپنی علت ہو کہ بندہ کا وجود صفات کے
وجود اور اُسکے بقایا کے سبب مزاحمت کرتا ہی پس اگر بندہ خالص ہو تو آزاد
خالص ہو گیا اور جو آزاد خالص ہو گیا وہ شرک وجد سے رخصت اور الگ ہو گیا
تو وجد کا شرک بقایا کا اشکار کرتا ہی اور وجد بقایا کا حجابات سے کسی شی کی مخالفت
سے ہوتی ہی اور حضری رحمہ اللہ نے کہا ہی کیا ہی دون اور پست اُس شخص کا
حال ہی جو محتاج اسکا ہی جو اسکو جلسہ انگیختہ کرے تو وجد سماع محق کے حق مین ہی
اس غرض سے کہ وہ واجد کو جگہ سے ہلا دیتا ہی اور باطن مین اٹھتا ہی اور ظاہر ہی
جسکا اثر پیدا ہوتا ہی اور بندہ کو ایک حال سے دوسرے حال کی طرف بدل
دیتا ہی ایسا ہی ہی جیسا کہ وہ مبطل کے حق مین ہی اور اسکے سوا نہین محق
و مبطل کے حال مین اختلاف ہوتا ہی یعنی مبطل وجود ہوی کی وجہ سے
وجد کرتا ہی اور محق ارادہ قلب کے وجود سے وجد کرتا ہی اور اسی واسطے

کہا گیا ہی کہ سماع قلب میں کوئی چیز پیدا نہیں کرتا اور وہ فقط اُسی چیز کو جنبش دیتا ہی جو قلب میں ہی پس جو شخص کہ اُسکا باطن ماسوا اللہ سے متعلق ہی اُسکو سماع جنبش دیتا ہی تب وہ ہوی کے ساتھ وجد کرتا ہی اور جو شخص کہ اسکا باطن اللہ کی محبت سے متعلق ہی وہ ارادہ قلب سے وجد کرتا ہی تو مبطل حجاب نفس کے ساتھ محجوب ہی اور محق حجاب قلب سے محجوب ہی اور حجاب نفس ارضی تاریک ہی اور حجاب قلب آسمانی نورانی ہی اور جو شخص ایسا ہی کہ اُسنے سابقہ کو شہود کے ساتھ ہمیشہ ہونے کی وجہ سے نہیں مفقود کیا ہی اور وجود کے دامنوں سے لغزش میں نہ پڑے وہ نہ سماع سنتا ہی اور نہ وہ وجد کرتا ہی اور اسی لحاظ سے بعض صوفیہ نے کہا ہی میں پورا اسیا محتاج ہوں کہ کوئی قول میرے اندر نفوذ اور اثر نہیں کرتا اور ممشاد دینوری رحمہ اللہ کا ایک قوم پر گذر ہوا جن میں ایک قوال تھا جب اُنکو دیکھا تو چپ ہو رہے تب آپ نے کہا پھر جاؤ اُس چیز کی طرف جسمیں تم تھے واللہ اگر دنیا کے تمام کھیل میرے کان میں بھر جائیں میرے ارادہ کو باز نہ رکھتے اور نہ وہ بعض علت کو شفا دیتے جو میرے ساتھ ہیں پس وجد روح گرفتار نفس کا چیخنا اور چلانا ہی کبھو مبطل کے حق میں اور گرفتار قلب کا کبھو محق کے حق میں ہی تو وجد کا منبع روح روحانی محق اور مبطل کے حق میں اور وجد کبھو تو معانی کے سمجھنے سے ظاہر ہوتا ہی اور کبھو محض نغمات اور الحان سے تو جو معانی کے قبیل سے ہو مبطل کے لیے سماع میں نفس شریک روح ہوتا ہی اور محق کے لیے قلب شریک اُسکے ہوتا ہی اور جو محض نغمات کے قبیل سے ہو سماع کے لیے روح مجرد ہوتی ہی مگر مبطل کے لیے نفس

استغراق جمع کرتا ہی اور تحقیق کے لیے قلب استغراق جمع کرتا ہی اور وجہ اصلی کہ روح نغموں سے لذت حاصل کرتی ہی یہ ہی کہ عالم روحانی حسن اور جمال کا مجمع ہی اور وجود تناسب موجودات میں قولاً اور فعلاً مستحسن ہی اور شکل و صورت میں تناسب کا ہونا روحانیت کی میراث ہی تو جب روح نے نغمات لذیذ اور الحان متناسبہ سنے تو بوجہ جنسیت اس سے اثر قبول کیا پھر شرع کے ساتھ مصالح عالم حکمت کی وجہ سے مقید ہو گئے اور بندہ کے لیے دنیا اور دین میں حدود کی رعایت میں مصلحت ہی - اور دوسری وجہ یہ ہی کہ روح نغمات سے اس لئے لذت پاتی ہی کہ نغمات کے ساتھ روح سے نفس نے ایمائے خفی سے بات چیت ایسے رمز و اشارہ سے کی جیسے دو عاشق معشوق میں ہوتی ہی اور نفوس و ارواح میں تعاشق اصلی ہی جو نفس کے مونث ہونے اور روح کے مذکر ہونے کی طرف کھینچتا ہی اور مذکر اور مونث میں معاشقہ بالطبع واقع ہی - اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہی وجعل منها زوجها ليسكن اليها - اور بنایا اس سے جوڑا اسکا تاکہ اس سے آرام پاوے اور حق سبحانہ تعالیٰ کے قول میں سکون کا اور آرام پانا ہی بلا لازم اور میل کی طرف ہی جو ائتلاف اور تعاشق کا موجب ہی اور نغمات سے روح لذت پاتی ہی اسواسطے کہ دو عاشقوں کے درمیان رمز و پوشیدہ بات کا کہنا ہی اور جس طرح عالم حکمت میں حوا آدم سے پیدا ہوئیں اسی طرح عالم قدرت میں روح روحانی سے نفس پیدا ہوا تو یہ الفت اسی تعلق سے ہوا اور یہ اسی سبب سے ہی کہ نفس روح حیوانی ہی روح روحانی کے قریب سے نفس بن گیا اور امتیاز ہم جنسی اس طرح ہی کہ جنس حیوان کی ارواح سے ممتاز ہو گیا اسی سبب سے کہ روح روحانی سے اسکو شرف

قریب تھا تو وہ نفس ہو گیا پھر جبکہ نفس روح روحانی سے عالم قدرت مین پیدا
ہوا جس طرح کہ آدم سے حوا عالم حکمت مین پیدا ہوئی پس یہ تالف اور عشق
ہمدیگر نسبت مونث اور مذکر ہونے کے یہان سے ظاہر ہوا اور اس طریق
سے روح نغمات سے خوش ہوتی ہی اسواسطے کہ وہ دو متعاشق ہین مراسلات
ہین اور ان دونون کے بیچ مین مکالمہ ہی اور ایک قائل نے کہا ہی ؎ تکلم
منا فی الوجود عیوننا ٭ فنحن سکوت والھوی یتکلم ٭ ؎ تبلاتین انکو ہماری
طرف سے وجود مین ٭ ہم چپ ہین اور عشق ہی باتین بتاتا ہی ٭ پھر جب روح نے
نغمے سے لذت اٹھائی تو نفس کو اسمین ہوی کی علت ہی اسنے وجد کیا اور عارضی حدوث
سے جنبش اُن چیزون کے ساتھ کی جو اسمین تھین اور قلب نے جو ارادہ کا ملتجی تھا
اُن چیزون کے ساتھ حرکت کی جو اسمین تھین اسوجہ سے کہ روح مین ایک عارض
موجود ہوا ؎ شربنا واہرقنا علی الارض جرعۃ ٭ وللارض من کاس الکرام نصیب ٭
ہمنے پی اور زمین پر جرعہ ریزی کی اور زمین کے واسطے جام کرامت
سے نصیب ہے ٭ تو نفس مثل اُسکے فلک قلب کے لیے زمین ہی اور قلب مثل
اُسکی روح کے آسمان کے لیے زمین ہی پس جب دونون کے مقام پر پہونچا ہوا وہ
ندا جسکا جوہر عرض احوال سے مجرد اور منائی ہی اُسنے وادی مقدس مین نفس
اور قلب کی دونون جوتیان اُتار دین اور سینے کی بیٹھک مین بادشاہ صاحب
وقت اسکی خلوت مین قرار پکڑا اور خوشی منائی اور نور سبحان سے اُنکی جان کے احرام کو
جلا پھونک دیا اور اُسکی روح جو اپنے محبوب کے آثار دیکھنے مین مشغول ہونے
عاشق کے چہرہ دیکھنے و مبارزی کی طرف مائل نہین ہوتی تو جو کوئی حیرت اذا

مشتاق ہو وہ داد خواہی عشاق کی فریادرسی کی وسعت نہیں رکھتا اور جسکا یہ حال ہو
اُسکے سر کو سماع جنبش نہیں دیتا یعنی گران اور مکروہ جانتا ہے اور ہر گاہ حال یہ ہے
کہ الحان وجود اپنے لطیف کانا پھوسی و جنبش دہندہ باتوں کی اس روح کو بانی اور
اس سے نہیں جانتی تو کسطرح اُسے سماع پا سکتا اور اس سے مل سکتا ہے اس
طریق سے کہ معانی سمجھے یا دیں اور وہ بہت بعید اور کثیف ہے اور جو کوئی اشارات
لطیف کے سمجھانے سے درزبانی کرے تو وہ عبارت کے بار گران کا متحمل کسطرح
ہو سکتا ہے اور اس سے قریب تر ایک عبارت ہے جو قریب الفہم ہے۔ وجد ایک
وارد حق سبحانہ و تعالیٰ کی طرف سے ہے اور جو اللہ کا ارادہ کرے تو اُس چیز پر قناعت
نہیں کرتا جو من عند اللہ ہو اور جو شخص محل قرب میں متحقق بقرب ہو اُسکو کمیل
کھلاوے اور نہ اُسکو جنبش دیتی ہے وہ چیز کہ من عند اللہ ہو اسواسطے کہ وارد
من عند اللہ بعد و مسافت کی خبر دیتا ہے اور قریب یا بندہ ہے وہ وارد کو بیگ
دیکھتا ہے اور وجد آتش ہے اور قریب پانے والے کا قلب نوری ہے اور نور آتش سے
[illegible] لطیف تر ہے اور کثیف لطیف کے واسطہ نہیں ہے پس جب تک کہ مرد
[illegible] استقامت چاہنے [illegible] وجود کے جھگڑوں اور کشاکش
کے سبب [illegible] سے منحرف ہو اُسکو وجد سماع نہیں پاتا پھر اگر قید
[illegible] کسی قسم نے روکا اس باعث کہ مستمع حسن کی طرف سے
[illegible] تو وہ [illegible] کی طرح طرح کی محنتوں سے [illegible] اور
[illegible] یعنی اسپر ایک وجود پہونچتا ہے جسکو وہ وجد پاتا ہے اس سبب
کہ [illegible] کے وقت بندہ حجاب قلب کی طرف عود کرتا ہے تو

جو شخص حق کے ساتھ ہے جب اسے نوش ہو تو قلب پر گرتا اور تنزل کرتا ہے اور جو شخص قلب کے ساتھ ہے جب وہ پیئے تو نفس پر واقع اور تنزل ہوتا ہے - اپنے بعضے مشائخ سے میں نے سُنا ہے کہ وہ بعض صوفیہ سے حکایت کرتے ہیں کہ انہیں سماع سے اُسکو وجد ہوا تو اُسنے پوچھا کہ کہاں تیرا حال اور کہاں یہ وجد۔ جواب دیا کہ ایک داخل میرے اوپر آیا کہ مجھے اس گھاٹ پر اُتار دیا۔ بعضے اصحاب سہل نے بیان کیا کہ برسوں میں سہل کے ساتھ رہا کبھی میں نے انکو نہیں دیکھا کہ کسی چیز سے متغیر ہوتے ہوں جو ذکر اور قرآن سے سُناتے پھر جبکہ اُنکی عمر آخر کو پہونچی اُنکے سامنے یہ آیت پڑھی گئی - فالیوم لا یؤخذ منکم فدیۃ یعنی تم سے کوئی فدیہ نہ لیا جاوے گا تو آپ کپکپانے اور قریب تھا کہ گر پڑیں تو میں نے اُس حال کو پوچھا کہا مجھے ضعف آگیا تھا اور ایک دفعہ یہ آیت سُنی تھی - الملک یومئذ الحق للرحمن - آج کے دن بادشاہت حق رحمن ہی کی ہے تو آپ پڑھنے لگے تو ابن سالم نے آپ سے سوال کیا جو آپ کے پاس تھے کہا ہر آئینہ مجھے ضعف آگیا پھر آپ سے کہا گیا کہ اگر یہ ضعف ہے تو قوت کیا ہے کہا قوت یہ ہے کہ ہر آئینہ کامل اُسپر کوئی وارد نہیں آتا مگر یہ کہ اپنی قوت حال سے اُسکو بچاتا ہے پس اُسکو کوئی وارد متغیر نہیں کرتا اور اسی قبیل سے ہے قول ابی بکر رضی اللہ عنہ کا - ہٰکذا کنا حتی قست القلوب یعنی ایسے ہی ہم تھے حتی کہ دل سخت ہوگئے جب کہ ایک شخص کو قرآن کے پڑھتے روتے دیکھا اور قول آپ کا قست یعنی سخت و صلب ہوگیا اور قرآن کی سماعت ضمیر میں پڑگئی اور اُسکے انوار سے مالوف و مانوس ہوگئے پس دل کوئی چیز وہ نہیں پاتے تاکہ متغیر ہوں اور صاحب وجد اُنکی مثال ہے جسکو کوئی

چیز معلوم ہوا اور اسی واسطے بعضے صوفیہ نے کہا ہی میرا حال نماز کے پہلے جیسے میرا حال نماز کے اندر ہی اشارہ اس سے ہی کہ حال شہود کو استمراری ہیں اسی طرح سماع میں ایسا ہی جیسا سماع سے پہلے تھا اور جنید نے کہا کہ وجد فضل علم کے ساتھ نقص نہیں ہے اور فضل علم فضل وجد سے بہت پورا ہی اور شیخ حماد رحمہ اللہ سے ہمیں پہونچا ہی کہ وہ کہا کرتے تھے کہ گریہ بقیہ وجود سے ہی اور یہ سبب قریب المعنی قول کا مگر اس شخص کے لیے جو اس معنی میں اشارہ جانتا ہو اور سمجھتا ہو اور ایسا شخص نادر الفہم اور نادر الوجود ہی - اور معلوم کرو کہ گریہ کرنے والوں کے لیے مختلف وجد سماع کے وقت میں انہیں سے بعضے خوف سے روتے ہیں اور بعضے شوق کے مارے روتے ہیں اور کوئی ایسا ہی کہ وہ خوشی کے افراط سے روتا ہی جیسا کہ شاعر نے کہا ہی ❊ طفح السرور علیّ حتی انّنی ❊ من عظم ما قد سرّنی ابکانی ❊ بہ افراط ہوئی تن بدن میں سرور اسقدر کہ میں ❊ عظمت سے اُسکی جس نے کیا خوش تھا رو دیا ❊ شیخ ابوبکر کتانی رحمہ اللہ نے کہا ہی کہ عوام کا سماع طبیعت کی متابعت سے ہی اور مریدوں کا سماع خوف و رجا سے ہی اور اولیا کا سماع نعمتوں اور آلا کے دیکھنے سے ہی اور عارفوں کا سماع مشاہدہ سے اور اہل حقیقت کا سماع کشف اور عیان سے ہی اور انہیں سے ہر ایک کے لیے ایک مصدر اور مقام ہی اور یہ بھی کہا ہی کہ موارد اترتے ہیں پھر ایک شکل سے یا ایک موافق سے ملتے ہیں تو جو وارد شکل سے ملا اُس سے مل گیا اور جو وارد موافق سے ملا اُسے ٹھہرا دیا اور یہ سب ارباب سماع کے مواجید اور احوال ہیں اور جسکو ہم نے ذکر کیا اُس شخص کا حال ہی جو سماع سے

بلند اور مرتفع ہی اور یہ اختلاف اقسام بکا کے اختلاف پر واقع ہی جسکو ہم نے خوف
اور شوق اور فرح سے بیان کیا ہی اور ان تینوں سے اعلی درجہ کا بکا فرح ہی جیسے
کوئی شخص آیندہ مدت کے سفر بعید سے گھر میں آتا ہی تو اہل کے دیکھنے کے
وقت خوشی کی کثرت اور قوت سے روتا ہی اور گریہ میں ایک اور مرتبہ ہی جو ان سب سے
بھی نایاب تر ہی اسکا بیان نادر ہی اور اسکی شرح بھی نادر ہی اور اسکا بیان اس
وجہ سے کہ فہم اسکے ادراک سے قاصر ہی بڑا معلوم ہوتا ہی تو اکثر اسکا بیان انکار
کے مقابلہ میں ہوتا ہی اور غیر دے اسپر جفا ہوتی ہی الا وہ سے جانتا ہی جو اسے قدرتا
وہ صوتا پاتا ہی یا اسکو بھی بحث اور مثالوں سے سمجھتا ہی اور وہ بکاء وجدان بکا
فرح کے علاوہ ہی اور وہ حق الیقین کے بعض موطن میں پیدا ہوتا ہی اور دنیا
میں حق الیقین سے تھوڑے اور نادر ہیں تو اسکے بعض موطن میں بکا پایا جاتا ہی
اس وجہ سے کہ محدث اور قدیم میں تغائر اور تباین ہوتا ہی پس بکا ایک ترشح ہوتا ہی
جو محدث کے وصف سے ہی اس سبب سے کہ عظمت رحمن کی سطوت
شعلہ زنی کرتی ہی - وتقریب من ذلک مثلا فی الفنا بقطر الغمام تلاشی مخلف
الاجرام - اور یہ وجد ہر چند عزیز الوجود ہی لیکن مشعر ہی جو فنا معرفت کے قدح
کرتا ہی ہاں کبھو فنا میں بندہ اس حال سے متحقق ہوتا ہی کہ آثار سے
بالکل پاک اور منزہ ہو اور انوار میں ڈوبا ہو اور زان بعد اس سے مقام بقا کو
ترقی کرے اور اسکو ایسا وجود پھر دیا جاوے جو مطہر ہو تو بکا کے اقسام اسکی
طرف عائد ہوتے ہیں خوف اور شوق سے اور خوشی سے اور وجدان سے کہ
صورت میں انکے متشاکل اور میان انکے حقائق سے ہو ایک فرق

لطیف کے ساتھ جسکو اُسے لوگ ادراک کرتے ہین اور اس صورت مین سماع سے
بھی ایک قسم اُسپر عود کرتی ہی اور یہ قسم اُسکے لیے مقدور ہی اور اُسکے ساتھ مقہور ہی
لیتا ہی اُسے جب وہ چاہتا ہی اور رد کرتا ہی جب چاہتا ہی اور یہ سماع متمکن سے
اُسی نفس کے ساتھ ہوتا ہی جو مطمئن ہو اور روشن ہو اور اپنی طبیعت کی صفا
ہو اور طمانیت اپنی حاصل کی ہو اور روح نے اُسے ایک معنی اُسمین سے
سکھلا دی ہی تو اُسکا سماع نفس کے لیے ایک قسم کا تمتع اور انتفاع ہی جس
طرح لذات اور شہوات سے تمتع حاصل کرتا ہی نہ کہ یہ اُس سے سماع لیتا ہی یا
اُسے بڑھاتا ہی اور یا اُسپر اپنا اثر ظاہر کرتا ہی تو اسمین نفس ایسا ہوتا ہی کہ بیٹا
باپ کی گود مین کہ اُسکو بعض اوقات بعضی چیزون مین خوش کر دیتا ہی اور
اسی قبیل سے ہی یہ نقل کہ ابا محمد الرازی اپنے یارون کو سماع مین مشغول
کرنے اور آپ اُنسے ایک طرف گوشہ مین جا کر نماز پڑھتے تو پھر بقیہ ان نغمات
نے ایسا ہی رستہ پایا ہی جیسا کہ اُس مصلی نے پایا ہی تو اُسنے نفس خوش اس سے
ہو کر الگ بیٹھا سو اسطے روح کا مورد اُس مین صفائی کے سبب اُسوقت زیادہ
ہوتا ہی کہ روح نے نفس اپنی تمتع اور انتفاع مین دوا ہی کیونکہ نفس با وجود طمانیت
کے اپنی جبلت اور عادت کے سبب موصوف با جنبیت ہوتا ہی
اور اُسکے بعد مین فتوحات اقسام روح اور اُسکے حصے وافر ہو جاتے ہین اور
اُسکے کان مین نماز کے وقت ریحان کا راہ پانا اُسکی اور اُسکی حقیقت مناجات
اور کلام تغزل کے ختم مین درمیان مکر اور حیلہ کرنے والا نہین ہی اور وہ
اقسام بلا مزاحمت اپنے محل تک پہونچ جاتے ہین اور کوئی مزاحمت

نہین ہی اور یہ سبب اسوجہ سے ہی کہ ایمان کے ساتھ سینہ کی فرح کو وسعت ہی
اور اللہ محسن اور منان ہی اور اسی واسطے کہا گیا ہی کہ سماع ایک قوم کے لیے
مثل دوا ہی اور ایک قوم کے لیے مثل غذا اور ایک قوم کے لیے پنکھے کی مثل ہی
اور اقسام بکا کے عود سے جو مروی ہی یہ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے ابی سے فرمایا کہ کلام مجید پڑھو اُنھون نے عرض کی مین آپ کے سامنے
پڑھون اور حالانکہ آپ کے اوپر نازل ہوا ہی تو حضرت نے فرمایا مجھے رغبت ہی کہ
آپ مین اپنے غیر سے سنون پھر سورۃ النساء پڑھنی شروع کی یہانتک کہ وہ اس
آیت پر پہونچے فکیف اذا جئنا من کل امۃ بشہید وجئنا بک علی ہولاء شہیدا ۔
یعنی پھر کیا حال ہوگا جب ہم ہر ایک امت سے ایک ایک گواہ بلائین اور
تجھے ان سب پر شہادت کے لیے بلائین تو یکایک حضرت کی دونون آنکھین
اشک ریزان تھین ۔ اور روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حجر اسود
کے سامنے آئے اور ہاتھ سے اُسکو ملا اور پھر اپنے دونون لب اُسپر رکھ کے
دیر تک روا کیے اور کہا اے عمر یہان اشک گرا کرتے ہین اور منمان جو ہی
اُسکی طرف اقسام بکا عود کرتے ہین اور آنکھین ایک فضیلت ہی جسکو پیغمبر صلی اللہ
علیہ وسلم نے مانگا ہی اور فرمایا ۔ اللہم ارزقنی عینین ہطالتین یعنی اے اللہ
میرے روزی مجھے کر دو آنکھین جو بہت اشک ریزان ہون اور بکا کبھی
ہو جو پہلے شدت اور پھر باتقیہ ہو اور وہ اتم ہی کہ یہ اُسکی طرف ایک وجود جدید کے انکشاف
کے ساتھ جو اُسکو کریم منان سے مقام بقا مین عطا کیا گیا ہی اُسکی طرف
عود کرتا ہی

پچیسوان باب قول فی السماع کے بیان مین ادب اور توجہ کے ساتھ ہو

اور یہ باب آداب سماع اور حکم جامہ دری اور اشارات مشائخ پر جو انمین ہین اور جو چیزین کہ اسمین ماثور منقول اور معذور ممنوع ہے ان سب پر مشتمل ہے بنا تصوف کا احوال مین صدق پر ہے اور وہ مبتدی درستی اور کوشش باکل ہو صادق کے سزاوار نہین ہے کہ وہ ایسی مجلس مین جانے کا ارادہ کرے جسمین راگ ہوتا ہو مگر جب کہ اللہ تعالی کیلیے نیت کرے اور اپنی ارادت اور طلب مین اس سے ترقی کی امید ہو اور نفس کے کسی ہوی کی طرف مائل ہونے سے پرہیز کرے پھر استخارہ پہلی مجلس مین جانے کیلیے کرے اور اللہ تعالی سے برکت کا اسمین سوال کرے جب کہ وہ جانا چاہے اور جب مجلس مین آئے تو صدق اور وقار کو ہاتھ اور پاؤن کے سکون سے لازم رکھے۔ ابوبکر کتانی رحمہ اللہ نے کہا ہے مستمع پر واجب ہے کہ وہ اپنی سماع مین اپنی طبیعت سے راحت ایسی حاصل نہ کرے جس سے سماع اسکے وجد یا شوق یا غلبہ وارد کو برانگیختہ کرے اور وارد اسکا ہر ایک حرکت اور سکون اس سے کھو دے تو صادق وجد سکتے اور اسمین حرکت سے پرہیز کرے جب تک ہو سکے علی الخصوص جب کہ شیخون کی حضوری مین ہو۔ حکایت ہے کہ ایک جوان جنید رحمہ اللہ کی صحبت مین رہتا تھا اور جب کبھی کوئی چیز سنتی نعرہ مارا اور متغیر ہوگیا تو آپ نے اس سے ایک روز کہا کہ آج کے بعد اگر تجھ سے کوئی چیز ظاہر ہوئی تو میری صحبت مین مت بیٹھو تو اسکے بعد وہ اپنے تئین ضبط کرتا

اور بسا اوقات اُسکے ہر ایک بال سے عرق کے قطرے ٹپکا کرتے۔ پھر جبکہ ہر ایک
دن اُن دنوں سے آیا ایک سخت نعرہ مارا اور روح اُسکی نکل گئی تو صدق سے نہیں ہی
کہ بلا وجد نازل وجد کا اظہار یا حال کا دعوی بغیر حال حاصل کیے کرے اور یہ عین
نفاق ہی۔ مشہور ہی کہ نصیرآبادی رحمہ اللہ سماع کے بڑے حریص تھے تو اسمین
لوگ بہت غصہ ہوئے کہا ہان وہ اس سے بہتر ہی کہ ہم بیٹھیں اور غیبت کریں تو اُنکے
ابو عمرو بن نجید وغیرہ اُنکے بھائیوں نے کہا افسوس ہی ابا القاسم سماع کی
لغزش بدتر ہی اتنی اور اتنی برسوں سے کہ ہم لوگوں کی غیبت کرتے ہیں اور یہ
اسوجہ سے کہ سماع کی لغزش اشارہ اللہ تعالی کی طرف ہی اور کھلے جھوٹ سے
حال کا فروغ اور بحال کرنا ہی اور اسمین کئی گناہ ہین ایک تو اُن مین سے یہ ہی کہ
وہ اللہ تعالی پر جھوٹ لگاتا ہی کہ اُسکو اللہ نے ایک چیز بخشی ہی اور حال آنکہ
بخشی نہین۔ اور اللہ پر جھوٹ لگانا سب گناہون سے بدتر ہی اور ایک اُنمین
سے یہ ہی کہ بعض حاضرین کو فریب دیتا ہی کہ اُسکی نسبت حسن ظن کرین اور
فریب دینا خیانت یعنی دغلی اور ناراستی ہی رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا ہی کہ جسنے ہمین فریب دیا وہ ہم مین سے نہین ہی اور ایک اُنمین سے
یہ ہی کہ ہرگاہ وہ مبطل ہی اور شیوہ صلاح سے اپنے کو دکھلاتا ہی تو عنقریب
اس سے خطا ہو وہ امر ہو جاویگا جو اہل اعتقاد کے عقیدہ کو فاسد کرے اور ایک اُنمین سے
یہ ہی کہ اور لوگون کی نسبت جو ایسے افعال ہین اُنکا اعتقاد خراب ہو جاویگا
پس اہل صلاح کے حق مین فساد عقیدہ کا سبب پیدا کرنے والا ہوگا۔ اور
اس سے نقصان اُس شخص کو پہونچیگا جو حسن ظن رکھتا ہی اور اُس نے ضمانین

کی مدد بند ہو جائیگی اور اس سے بہت کچھ آفتیں پیدا ہونگی جس سے اُس شخص پر مشکل پڑےگی جو اُس سے بحث کریگا اور ایک اُنمیں سے یہ ہو کہ حاضرین کو اُنکے قیام اور قعود میں موافقت کی ضرورت پیش آئیگی تو وہ اپنے جھوٹ سے لوگوں کا تکلف تکلیف دینے والا ٹھہریگا اور جماعت میں وہ شخص موجود ہو کہ نور فراست سے دیکھتا ہی کہ وہ جھوٹا ہی اور اپنے نفس پر مجلس کی موافقت کو مدارت سے اُٹھاتا ہی اور گناہوں کی شرح ایمان بہت ہوتی ہی تو چاہیے کہ اپنے پروردگار سے خوف کرے اور جنبش نہ کرے مگر جبکہ اُسکی جنبش رعشہ دار کی سی ہو جو بند کرنے کی راہ اُسے ملے یا چھینکنے والے کے مثل جسکو اسکی قدرت نہیں ہی کہ چھینک آئی ہوئی کو روک دے اور اُسکی جنبش سانس کی طرح قہرا اور جبرا ہو جسکو داعیہ طبیعت مستقضی ہی۔ سری رح نے کہا ہی نعرہ اور فریاد میں صاحب وجد کی شرط ہی کہ وجد اُس حد کو پہونچ جائے کہ اسکے منھ پر اگر تلوار ماری جائے تو اُسکو خبر نہو کہ درد ہی اور یہ اہل وجد کی وقت شاذ و نادر ہی ہوتی ہی اور کبھو اس رتبہ کو غلبہ سے صاحب حال نہیں پہونچتا مگر اُسکی آواز ایسی نکلتی ہی جیسے کسی کو تنفس ہو اور وہ ایک قسم کے ارادہ سے ہوتا ہی جو اضطرار سے ملا ہوا ہی اور یہ ضبط حرکات کی رعایت اور نعروں کی رو سے ہی اور کپڑوں کے پھاڑ ڈالنے میں زیادہ موکد ہی اسواسطے کہ اُنکا اتلاف اور خرچ باطل ہی اور اسی طرح سماع شنیدہ کی طرف خرقہ کا پھینکنا ہی مگر اور اسکے نہیں کہ یہ فوت کیا جائے الا جب کہ اُسکی نیت ایسی موجود ہو کہ اسمیں تکلف بناوٹ اور ریاکاری نہو اور جب کہ نیت نیک ہی تو قوالوں کی طرف خرقہ کے پھینکنے میں کچھ مضائقہ نہیں ہی اسلئے کہ کعب بن زہیر سے

روایت ہی کہ وہ مسجد مین حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور
ابیات پڑھین جنکی اول بیت یہ ہین ؎ بانت سعاد فقلبی الیوم متبول ٭
یعنی سعاد محبوبہ جدا ہوگئی تو آج میرا دل ہوش سے گیا ہوا ہی۔ یہانتک کہ وہ
اس بیت تک پہونچا ؎ ان الرسول لسیف یستضاء بہ ٭ مہند من سیوف اللہ مسلول ؎
یعنی رسول اللہ ایک شمشیر ہین کہ اُس سے روشنی اور ضیاء حاصل کی جاتی ہی
اللہ کی تلوارون مین سے ایک کھنچی ہوئی تلوار ہی۔ تو رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے اُس سے کہا کہ تو کون ہی سو کہا۔ اشہد ان لا الہ الا اللہ واشہد
ان محمدا رسول اللہ مین کعب بن زہیر ہون تو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
سلم نے اُسکی طرف ایک چادر جو اوڑھے ہوے تھے پھینک دی جب زمانہ معاویہ
کا تھا تو اُسکے پاس آدمی بھیجا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر ہمارے
ہاتھ دس ہزار کو بیچ کردے اُسکو واپس معاویہ کی طرف یہ کہکر بھیج دیا مین رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کا کپڑا کسی کو نہین دے سکتا جب وہ مرگیا تو معاویہ نے
اُسکی اولاد کے لیے بیس ہزار بھیجے اور چادر لیلی اور وہ چادر آج کے دن امام
ناصر الدین اللہ کے پاس موجود ہی کہ اُسکی برکات اُسکے ایام خجستہ پر پہونچی
اور متصوفہ کے آداب ہین کہ اُنکا التزام یہ حضرات کرتے ہین اور اُنکا محل صحبت
اور معاشرت مین ہوتا ہی اور سلف کے بہت لوگ اُسکے مقید نہین ہوتے تھے
مگر ہر ایک بات کو اُن لوگون نے پسند کیا اور اُسکے وجہ اتفاق کیا ہی اور منجملہ
تمزیق کا انکار ہی کوئی وجہ انکار کی اُسمین نہین ہی تو اُنمین سے ایک یہ ہی کہ ان
لوگون مین سے اگر کوئی سماع مین متحرک ہوا اور اُس سے خرقہ گر پڑا

یا وجد اُسپر نازل ہوا اور اُسنے اپنا عمامہ قوال کی طرف پھینک دیا تو مستحسن یہ ہی کہ
تمام حاضرین سر برہنہ کرنے میں اُسکے ساتھ موافقت کریں جبکہ وہ سرگروہ
اور شیخ ہو اور اگر فعل شیخوں کی حضور میں جوانوں سے ہو تو شیخوں پر واجب نہیں ہی
کہ اسمیں جوانوں کی موافقت کریں اور بقیہ حاضرین پر جوانوں کے لیے ترک
موافقت حکم مشائخ پہونچتا ہی پھر جب سماع سے خاموش ہوں صاحب
حال کو خرقہ واپس دیا جاتا ہی اور حضار مجلس عماموں کے اُٹھانے سے اُنکا
ساتھ دیتے ہیں پھر اُنھیں اور اُمروں کی موافقت کے لیے پہنتے ہیں اور جب
خرقہ قوال کی طرف پھینکا جاے تو وہ قوال کا ہی جب کہ اُسنے ارادہ اُسکے دینے
عطا کا کیا ہو اور اگر قوال کو عطا کرنے کا قصد نہیں کیا تو بعض نے کہا ہی کہ وہ
قوال کا ہو چکا اسواسطے کہ اسکا محرک وہی قوال ہی اور اُسی کی طرف سے وہ
موجب صادر ہوا کہ خرقہ کو پھینک دے اور بعض کا قول ہی کہ وہ مجلس بھر کے
لیے ہی کیونکہ منجملہ قوال ہی کہ اسمیں محرک قول قوال کا برکت جماعت کے ساتھ ہی
کہ وہ ہی ہوا ہی اور احمد رشد وجد قول کے نکالنے پر تصرف میں ہی پس قول اُنہیں
سے پایا ہو گا اور روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ بدر کے
دن فرمایا جو شخص ایسی جگہ پہونچے تو اُس کے لیے یہ ہی اور جو مارا جاے
اُسکے لیے یہ ہی اور جو قید ہو اُسکے لیے یہ ہی تو جوان لوگ شتابی
آگے ہوے اور بوڑھے اور سردار لوگ جھنڈوں کے پاس رہے پھر جب اللہ
نے مسلمانوں کو فتح دی تو جوانوں نے غنیمت مانگی کہ یہ فتح ہمارے
ہاتھ ہوئی اور شیخ لوگوں نے کہا کہ ہم تمہارے یار و پشتی تھے پس مال

غنیمت ہم سے الگ الگ نہ لیجاؤ تو اللہ تعالیٰ نے نازل یہ آیت کی۔ یسئلونک
عن الانفال قل الانفال للہ والرسول۔ یعنی تجھ سے مال غنیمت کا سوال کرتے
ہیں کہدے کہ مال غنیمت اللہ اور رسول کے واسطے ہے پھر حضرت نبی صلی اللہ
علیہ وسلم نے اُن سب پر برابر مال غنیمت تقسیم کردیا اور بعض کا قول ہے کہ اگر
گانے والا قوم میں سے ہو تو وہ ایک کے مثل گنا جائے گا اور قوم سے نہو تو جو
اُسکی قیمت ہو اُسے دیجائے اور جو فقرا کے خرقوں سے ہو اُن سب کے درمیان
تقسیم کیا جائے اور کہا گیا اگر قوال اجرت پر آیا ہو تو اُسکو کچھ انہیں سے ملیگا اور
اگر وہ بے اجرت ہو تو اُسکو دیا جائے گا اور یہ سب باتیں اُسوقت ہیں کہ وہاں
شیخ نہو جو حکم دے اور وہاں شیخ موجود ہو جسکی بزرگداشت اور جسکے حکم کا
امتثال ہو تو شیخ اسمیں حکم دیگا جو اُسکی رائے میں آوے کیونکہ اسمیں مختلف
احوال ہوتے ہیں اور شیخ کے لیے اجتہاد حاصل ہے تو جو اُسکی رائے میں آئے
کرے اُسپر کسی کو اعتراض نہیں اور بعض احباب اور بعض ہمارے اُسکا انکار اور
فساد سمجھا اور قوال و قوم اُسپر راضی ہو گئی اور جو ایک شخص ان میں سے
اُسکے خرقہ کی طرف پھر لوٹا تا ہے اور اگر ایک نے ان میں سے ایثار اور دے
دینے پر اصرار کیا اور وہ جسکو دیا ہے اُسکی قیمت سے آتا ہے تو قوال کو اُسکا
خرقہ دیا جائے گا کیونکہ جس نے خرقہ کا پاک کرنا اُسکو ہے صاحب حال ہے
ایسے غلبے کے سبب پھاڑا اور جس سے وہ بے اختیار ہو گیا اُسطرح کہ
نفس کو غلبہ ہوا کرتا ہے پھر حال کو اُسکے روکنے کا قصد کرتے ہیں
[illegible] جو کیا اختیار [illegible]

اُتارے اور ایک اُترا ہوا خرقہ کا حال کہ کرتا اُتار وجد سے ایک اُترا ہو خرقہ میں
اُتر یا نی آ گیا اُسکا حق ہی کہ سب لوگون کو دیا جائے اور اعزاز و اکرام کے لیے
سر پر رکھا جائے ۵ تضوع ارواح نجد من ثیابہم ٭ یوم القدوم لقرب
العہد بالدار ۵ ارواح نجد مہکتی ہین انکے جامہ سے آنے کے
دن کہ وصل کا وعدہ قریب ہی۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابر کا
استقبال فرمایا کرتے اور اس سے برکت حاصل کرتے اور فرماتے کہ نئی تازی
چیز ہی جسکا وعدہ پروردگار نے کیا تھا پس پھٹا ہوا خرقہ تازہ وارد عہد کا ہی تو
حکم پھٹے خرقہ کا یہ ہی کہ حاضرین کو بانٹ دیا جائے اور جو نا پھٹا خرقہ اسکے تابع
ہین اُسکا حکم یہ ہی کہ شیخ اُسکے حق مین حکم جاری کرے اگر بعض فقرا کو مخصوص
اُسکے حصہ سے کر دے تو اسکو اختیار ہی اور اگر اُسے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے تو بھی
اسکو اختیار ہی اور یہ اعتراض نہ ہوگا کہ یہ تو تضییع اور خرچ فضول ہی اسواسطے
کہ ہر ٹکڑے سے اُسکے موقع پر بھی فائدہ حاصل ہوتا ہی جبکہ حاجت ہو جیسا
کہ پورا خرقہ فائدہ دیتا ہی۔ امیر المومنین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے
روایت ہی کہ ایک حلہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہدیہ
آیا تو وہ میرے پاس بھیج دیا مین وہ پہن کر باہر آیا تو آپ نے فرمایا کہ جو مین اپنی
ذات کے لیے نا پسند کرتا ہون اُس سے تیرے لیے راضی نہین پھر آپ
نے حکم کیا اُسکے عورتون کو اوڑھنیان بنا دون اور ایک روایت
مین ہی کہ مین آپ کے پاس آیا اور کہا کہ مین اسکو کیا کرون پہنون یا اُسے
بیچ ڈالون فرمایا کہ نہین بلکہ اسکی اوڑھنیان فاطمہ کے لیے بنا دو

مقصود فاطمہ بنت اسد اور فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور فاطمہ بنت حمزہ اُن سے ہیں اور اس روایت میں ہے کہ وہ ایک حلہ حریر کا دوہرا سلا ہوا تھا اور یہ وجہ کپڑے کے پھاڑنے اور اسکے ٹکڑے ٹکڑے کرنے میں سنت کے اندر ہے۔ حکایت ہے کہ نیشاپور کے مقام ایک دعوت میں فقیہ اور صوفیہ جمع ہوئے اور خرقہ گر پڑا اور وہاں شیخ الفقہا ابو محمد جوینی اور شیخ الصوفیہ ابو القاسم قشیری تھے اور اپنی عادت سے موافق خرقہ کو تقسیم کر لیا تو شیخ ابو محمد نے بعض فقہا کی طرف توجہ کی اور چپکے سے کہا کہ یہ اسراف اور اتلاف مال ہے تو ابو القاسم قشیری نے سن لیا اور کچھ نہ کہا یہاں تک کہ تقسیم ہو چکی پھر خادم کو بلایا اور کہا مجلس میں دیکھ جسکے پاس بڑا ٹکڑا مصلے کا ہو تو اسے میرے پاس لے۔ تب وہ مصلی لایا پھر ایک شخص آگاہ واقف کار کو حاضر کیا اور کہا یہ مصلے کتنے پر زیادہ سے زیادہ خریدو گے کہا ایک دینار پر کہا اور ایک ہی قطعہ ہوتا تو کتنے کا ہوتا کہا نصف دینار کا پھر شیخ ابو محمد کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا اسکا نام مال کا تلف کرنا نہیں ہے اور جیسا ہو خرقہ سب حاضرین پر تقسیم ہوتا ہے خواہ ہم جنس ہوں یا غیر جنس جب کہ قوم کی نسبت انکو حسن ظن ہو اور اس اعتقاد سے کہ خرقہ سے برکت حاصل ہوتی ہے۔ طارق بن شہاب نے روایت کی کہ اہل بصرہ نے اہل نہاوند سے محاربہ کیا اور انکی امداد اہل کوفہ نے کی اور عمار بن یاسر اہل کوفہ کے سردار تھے اور غالب ہوئے اور اہل بصرہ نے چاہا کہ غنیمت سے اہل کوفہ کے لوگوں کو کچھ نہ دیں بنی تمیم سے ایک شخص نے عمار سے کہا کہ اے اجدع [illegible]

تو چاہتا ہے کہ ہماری غنیمتوں میں تو شریک ہو آپ نے حضرت عمرؓ کو لکھا حضرت نے
جواب لکھا کہ غنیمت اُسکے لیے ہے جو لڑائی میں موجود ہو اور بعضے اس طرف گئے ہیں کہ
پٹا ہوا خرقہ انہیں پر تقسیم ہو اور جو آمدنی ثابت ہو قوال کو دیا جاوے اور استدلال
اس حدیث سے کیا ہے جو قتادہ کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے کہ کہا جب حنین کے دن لڑائی میں
اپنے اوزار رکھدیے اور قوم سے ہم کو فرصت ملی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
کہا جس شخص نے کسی مقتول کو مارا اُسکا لباس مارنے والے کا حق ہے اور یہ اُسکے
لیے وجہ صحیح غرض میں ہے اور پٹا خرقہ جو ہو اُسکا حکم ہے کہ حاضرین کے حصہ کرکے بانٹ
دیے جائیں اور اگر مجلس میں تقسیم کے وقت داخل ہو جو حاضر پہلے نہ تھا اُسے بھی
حصہ ملے اور جس شخص نے سماع سے رغبت کی ہے کہا کہ جب ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کی خدمت میں تین دن بعد فتح خیبر کے آئے تو ہمارے حصے نکالے گئے اور
کسی کو حصہ نہیں دیا گیا جو ہمارے سوا فتح میں موجود نہ تھا اور قوم صوفیہ کے لیے سماع
میں شامل ہونا اس غرض کا موجود ہونا اگر وہ معلوم ہوتا ہے جسکو ذوق اُسکا
[illegible] شخص وہ [illegible] کرتا ہے اُسکا [illegible] ہے یا دنیا دار [illegible] اور [illegible] کا
[illegible] ہے اور [illegible] حاضرین کو تشویش و قسمت
[illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم [illegible] جبرئیل علیہ السلام نازل ہوئے اور کہا یا
[illegible] دولتمندوں سے پہلے [illegible] جنت
[illegible] حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہوگئے
اور فرمایا تم میں کوئی ایسا شخص ہے جو ہماری [illegible] ایک بدوی نے

کہا ہان یا رسول اللہ تو فرمایا لاؤ تو اعرابی نے پڑھا ع لقد لسعت حیۃ الہوی کبدی

فلا طبیب لہا ولا راقی ۞ الا الحبیب الذی شغفت بہ ۞ فعندہ رقیتی وتریاقی ۞ ترجمہ
ہر آئینہ عشق کے سانپ نے میرے جگر مین کاٹا ہے کہ اسکا نہ کوئی طبیب ہے نہ منتر
پڑھنے والا ہے مگر وہ ہی حبیب کہ جسکا مین شیفتہ اور فریفتہ ہوا ہون اسکے پاس میرا
منتر ہے اور زہر مہرہ ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وجد کیا اور آپکے ساتھ
صحابہ نے بھی وجد کیا یہان تک کہ ردای مبارک آپکے شانہ سے گر پڑی پھر جب فارغ
ہوے ہر ایک شخص انمین سے اپنی اپنی جگہ آئے معاویہ بن ابی سفیان نے کہا
اچھا آپکا لعب ہے یا رسول اللہ تو آپنے فرمایا دور ہو یا معاویہ وہ شخص کریم نہین ہے
جسے ذکر حبیب کے سنتے پر اہتزاز اور جنبش نہو پھر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے اپنی چادر کے چار سو ٹکڑے کر کے حاضرون کو بانٹ دیئے اور یہ حدیث
ہم نے سند سے وارد کی ہے جیسا کہ ہم نے سنا اور پایا اور ہر آئینہ اسکی صحت مین
اہل حدیث نے کلام کیا ہے اور ہم نے کوئی چیز ایسی نہین پائی کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سے منقول اور وہ مشاکل اہل زمان کے وجد اور انکی سماع و اجتماع
اور انکی ہیئت کے ہو مگر یہ حدیث اور کیا اچھی حجت اہل صوفیہ اور اہل زمانہ کی
واسطے انکی سماع اور انکے خرقہ چاک کرنے اور اسکے بانٹ لینے مین اگر وہ صحیح
ہو اور اللہ بہتر جانتا ہے اور میرے دل مین کھٹکتی ہے کہ وہ صحیح نہین ہے اور
اسمین ذوق اسکا نہین پاتا ہون کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم
اپنے اصحاب کے ساتھ اور ان چیزون کی وہ عادت رکھتے تھے
جیسا کہ جو اس حدیث مین ہوتا ہے اور دل اسکے قبول سے

انکار کرتا ہی اور اللہ خوب تر جاننے والا اُسکا ہی

چھبیسوان باب اُن چلون کے بیان مین جنکا التزام صوفیہ کرتے ہین

چلے سے قوم صوفیہ کا کوئی خاص مطلب نہین ہی جسکے سوا وہ اسکی طلب نہ کرتے ہون لیکن چونکہ کل اوقات کی منافعین انہین داخل ہوتی ہین تو چلے کے ساتھ وقت کا مقید کرنا اُنکو محبوب اور مرغوب ہوا اس امید سے کہ چلے کا حکم اُنکے تمام زمانے پر جاری ہو جائیگا تو وہ اپنی جمیع اوقات اُسی ہیئت سے رہین جو چلے مین ہوتی ہی بنا اُسکی یہ ہی کہ چلا ذکر کے ساتھ مخصوص حدیث شریف مین آیا ہی کہ جسنے چالیس دن اللہ کے واسطے خالص کر دیے حکمت کے چشمے اُسکے قلب سے زبان پر اُسکے ظاہر ہوتے ہین اور چونکہ اللہ تعالی نے چلے کو ذکر کے ساتھ قصہ موسی علیہ السلام مین مخصوص فرمایا ہی اور چلے کے ساتھ تخصیص امر الہی مزید برکت کے لیے ہی۔ قال اللہ تعالی وواعدنا موسی ثلثین لیلۃ واتممناها بعشر فتم میقات ربہ اربعین لیلۃ اور ہمنے موسی سے تیس رات کا وعدہ کیا تھا اور اُنکو دس رات کے ساتھ پورا کیا اُسکے پروردگار کا میقات اور زمانہ پورا چالیس رات کا ہوا اور قصہ اُسکا یہ ہی کہ موسی علیہ السلام نے بنی اسرائیل سے وعدہ کیا جبکہ وہ مصر مین تھے کہ اللہ تعالی جب اُنکے دشمنون کو ہلاک اور اُنکو دشمنون کے ہاتھون سے خلاص کریگا تو اللہ تعالی کے پاس سے ایک کتاب اُنکے واسطے لاؤنگا جسمین حلال اور حرام اور حدود و احکام کا واضح بیان ہوگا پھر جبکہ اللہ تعالی نے وہ کام کیا اور فرعون کو ہلاک کر ڈالا تو موسی نے اپنے پروردگار سے

کتاب مانگی تب اُسکو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ تین دن روزہ رکھے اور وہ ذیقعد کی
پھر جبکہ تیس راتیں پوری ہوئیں تو اُسے منھہ کی بدبو بُری معلوم ہوئی تو خرنوب جنگلی
درخت کی لکڑی سے مسواک کی تب اُس سے فرشتوں نے کہا کہ ہم تیرے منھہ
سے مشک کی خوشبو سونگھتے تھے تو نے اُسے مسواک سے کھو دیا پھر اُسکو
اللہ تعالیٰ نے ذی الحجہ کے دس دن روزہ رکھنے کا حکم دیا اور فرمایا کیا تو نہیں جانتا
کہ روزہ دار کے منھہ کی بدبو مجھے مشک کی خوشبو سے زیادہ عمدہ معلوم ہوتی ہے
اور موسیٰ علیہ السلام کا روزہ یہ نہ تھا کہ دن کو کھانا چھوڑ دیں اور رات کو کھائیں
بلکہ چالیسوں دن بغیر کھائے طے کر گئے اس سے معلوم ہوا کہ معدہ کا کھانے
سے خالی ہونا ایک بڑی اصل اس بات میں ہے یہاں تک کہ موسیٰ علیہ السلام
اسکے محتاج ہوئے جب کہ مکالمہ الٰہی کے لیے وہ مستعد ہوئے تھے اور علوم
لدنی اُن لوگوں کے دل میں جو اللہ تعالیٰ کی طرف دنیا سے قطع تعلق کیے
ہوئے ہیں ایک قسم کا مکالمہ ہے اور جو شخص کہ اللہ تعالیٰ کی طرف چالیس دن
خالص طور پر ہو گیا اس طرح کہ اپنے نفس سے مجاہدہ و معدہ ہلکا رکھنے کا کیا ہو تو
اللہ اُسپر علوم لدنی کھولتا ہے جیسا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
اسکی خبر دی الا اس امر کہ مدت چالیس دن کا تعین قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم میں مخفی ہے اور اس امر میں جو اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا
اور چالیس دن سے تحدید لگانی ایک حکمت کے واسطے ہو اور اسکی
حقیقت پر کوئی مطلع نہیں ہے مگر انبیا علیہم السلام جبکہ اللہ تعالیٰ نے انکو معلوم
کرا دیا یا وہ شخص جسکو اللہ تعالیٰ نے انبیا کے سوا اُسکے معلوم کرنے سے مخصوص

کر دیا اور اسکی پوشیدگی میں ایک معنی چمک رہے ہیں اور بعد بشر ونا ہی اور وہ
یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے آدم کو مٹی سے پیدا کرنا چاہا تو خمیر کی مدت اسقدر تعداد
سے مقرر کی جیسا کہ وارد ہوا ہے خمر طینۃ آدم بیدہ اربعین صباحا یعنی آدم کی سرشت
کو اللہ نے اپنے ہاتھ سے چالیس دن خمیر کیا تو آدم چونکہ زمین کی آبادی کے لیے
صلاح خوردہ تھا اور اللہ تعالیٰ نے اس سے دنیا کی آبادی چاہی جس طرح کہ بہشت کی
آبادی اس سے چاہی تھی سے اس ترکیب کے ساتھ اسکو پیدا کیا جو عالم حکمت
و عادات اور دنیا کے مناسب تھی اور قانون حکمت کے موافق اسکی
دنیا کی آبادی میں آئی جس حالت میں کہ سفلی اجزاء زمین سے وہ مخلوق ہوا یعنی
مٹی سے اسکو پیدا کیا اور چالیس دن اسکی سرشت کو خمیر کیا تاکہ اس چالیس دن
کے خمیر سے چالیس حجاب حضرت الٰہی سے دور ہو جائے اور بارگاہ الٰہی اور
مقامات قرب سے محجوب رہے اسواسطے کہ اس حجاب سے جب تک نہ تھا تو دنیا معمور
نہ ہوتی تو عالم حکمت کی آبادی اور زمین خلیفۃ اللہ ہونے کے لیے بعد از مقام
قرب کے آدمیان جبلی ہیں پھر واسطے اللہ تعالیٰ کی طاعت کے لیے دنیا سے
انقطاع کرنا اور اسکے ساتھ اسباب و معاش کی طرف تو سے کھینچا ایک حجاب
سے نکلتا ہے جو ایک معنی ہے کہ انمیں امانت رکھا ہوا ہے اور ہر ایک حجاب کے
اٹھنے کے موافق مجذوب ہوا اور منزل حاصل کرتا ہے قرب حضرت الٰہی جو تمام
علوم اسکا حصہ ہے جب کہ چالیس روز ہو گیا تو حجاب سے دور ہو جاتے ہیں
اور علوم و معارف سے جو خوب پیش کرتے ہیں بعد ازان علوم و معارف
جو وہاں ہیں وہ فوت بدل جاتے ہیں اس سبب سے کہ اور عظمت

الٰہی کی انسیر سے متصل ہوتے ہیں اسوقت اعیان حدیث نفس کے علوم الہامیہ
بن جاتے ہیں اور حدیث نفس کے اجرام انوار عظمت کے قبول کرنے کو پیش آتے ہیں
پس اگر وجود نفس اور اسکی حدیث نہوتی تو علوم آئینہ ظاہر نہوتے اسواسطے کہ
حدیث نفس قبول انوار کے لیے ظرف وجودی ہی اور قلب میں بالذات قبول علم
کے لیے کوئی شی نہیں ہی اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قول ہی کہ اسکے
قلب سے حکمت کے چشمے اسکی زبان پر ظاہر ہونگے اشارہ اسکی طرف ہی کہ
قلب کا ایک رخ نفس کی طرف ہی اسوجہ سے کہ توجہ اسکی عالم شہادت کی طرف
ہی اور ایک رخ اسکا روح کی طرف اس اعتبار سے ہی کہ اسکی توجہ عالم غیب کی
طرف ہی تو جو علوم نفس میں پیدا کیے گئے ہیں انسے قلب مدد چاہتا ہی اور زبان
جو اسکی ترجمان ہی اسکے حوالہ کرتا ہی تو علوم ظہور قلب سے ہی اسواسطے کہ علوم
اسمیں جمع کیے ہوے ہیں تو قلب اور روح کے لیے قرب الٰہی سے وہ مراتب
حاصل ہیں جو الہام کے رتبون سے برتر ہوتے ہیں پس بندہ اللہ کی طرف جھک
پڑنے اور لوگون سے پاس ہونے کے سبب رتبی مسافت اپنے وجود کو قطع
کرتا ہی اور اپنے نفس کے معادن سے جواہر علوم کو نکالتا ہی اور یہ آئینہ حدیث
میں وارد ہی الناس معادن کمعادن الذہب والفضۃ خیارہم فی الجاہلیۃ
خیارہم فی الاسلام اذا فقہوا یعنی آدمی سونے چاندی کی سی کانیں ہیں جو جاہلیت
میں اُنمیں کے اچھے ہیں وہی اسلام میں انکے بہتر ہیں جبکہ وہ فقیہ
ہوں تو ہر بندہ اللہ کے واسطے عمل میں خلوص کرنے کے سبب سے
ایک طبقہ کیمیائی پیدائشی طبقات سے دور کرتا ہی جو اللہ تعالی سے اسکو

دور رکھتا ہی یہاں تک کہ چلے کے چالیس دن پورے کرنے سے چالیسوں طبقوں
کو ایک دن پیچھے ایک طبق طبقات حجاب سے دور کر دیتا ہی اور اس بندہ کی صحت
کی نشانی اور چلے سے اثر پذیر ہونے کی علامت اور اخلاص کی شرطوں کا پورا
کرنا یہ ہی کہ چلے کے بعد دنیا سے کم رغبت کرے اور فریب کے گھر سے الگ ہو جائے
اور دار البقا کی طرف رجوع کرے اسواسطے کہ دنیا میں زہد کرنا ظہور حکمت کی شرط
سے ہی اور جو دنیا میں زہد نکرے تو اسکو حکمت نصیب نہوگی اور جو حکمت چلے
کے بعد پیدا نہو تو فنا ہو جائیگا کہ اسنے شرطوں میں کچھ خلل ڈالا ہی اور
اللہ تعالیٰ کے لیے خالص نہیں ہوا اور جو اللہ تعالیٰ کے واسطے خالص نہیں ہوا
تو اسنے اللہ کی عبادت نہیں کی اسواسطے کہ اللہ تعالیٰ نے ہم کو اخلاص کا حکم
دیا ہی جیسا کہ ہمکو نماز کا حکم دیا۔ قال اللہ تعالیٰ وما امروا الا لیعبدوا اللہ مخلصین
لہ الدین۔ اور وہ لوگ نہیں حکم دیے گئے مگر اسواسطے کہ اللہ کی عبادت کریں اسطرح
کہ دین کو اسکے لیے خالص کریں صفوان بن غسان رضی اللہ عنہ نے حضرت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہی فرمایا کہ جب قیامت کا دن
ہوگا اخلاص اور شرک دونوں گھٹنوں کے بل پروردگار عزوجل کے سامنے
حاضر ہونگے تو اللہ تعالے اخلاص کو حکم دیگا کہ تو اپنے اہل اخلاص کے
ساتھ جنت میں جا اور شرک کو حکم دیگا کہ تو اپنے اہل شرک کے ساتھ دوزخ میں
جا اور ہمنے سنا ابو عبد الرحمن سلمی سے انہنے کہا علی بن سعید سے میں نے سنا اور اسسے
پوچھا کہ اخلاص کیا چیز ہی آپنے کہا ابراہیم شقیقی سے میں نے سنا اور اسسے
پوچھا کہ اخلاص کیا چیز ہی آپنے کہا محمد بن جعفر خفاف سے میں نے سنا

اور اُس نے پوچھا کہ اخلاص کیا چیز ہی اُسنے کہا احمد بن یسار سے میں نے سوال
کیا کہ اخلاص کیا چیز ہی اُسنے کہا ابا یعقوب الشروطی سے میں نے سوال اخلاص
سے کیا کہ کیا چیز ہی اُسنے کہا احمد بن غسان سے میں نے پوچھا کہ اخلاص کیا چیز ہی
اُسنے کہا کہ احمد بن علی الہجیمی سے میں نے پوچھا کہ اخلاص کیا چیز ہی اُس نے کہا
میں نے عبد الواحد بن زید سے پوچھا کہ اخلاص کیا چیز ہی اُسنے کہا کہ حسن سے
میں نے پوچھا کہ اخلاص کیا چیز ہی اُسنے کہا کہ میں نے حذیفہ سے سوال کیا کہ اخلاص
کیا چیز ہی اُسنے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ اخلاص
کیا چیز ہی آپ نے فرمایا میں نے جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا کہ اخلاص کیا چیز ہی
جبرئیل نے کہا میں نے حضرت رب العزت جل جلالہ سے سوال کیا کہ اخلاص
کیا چیز ہی حکم ہوا کہ وہ میرے اسرار سے ایک سر ہی جسکو میں نے اُن لوگوں کے
قلب میں رکھا ہی جسکو میں اپنے بندوں سے دوست رکھتا ہوں تو بعضے
آدمی خلوت میں مخالفت نفس پر داخل ہوتے ہیں اسواسطے کہ نفس بالطبع
خلوت سے کراہت کرنے والا ہی خلق کی مخالفت کی طرف بہت ہی مائل ہی پس
جب کہ اُسکو اُسکی عادت کے قرارگاہ سے اُکھیڑا اور اللہ تعالی کی طاعت میں قید کیا
تو اُسکے قلب میں حلاوت بعد اُس تلخی کے آتی ہی جو اُس پر داخل ہوتی ہیں
ذوالنون رحمہ اللہ نے کہا میں نے کوئی چیز ایسی نہیں دیکھی جو خلوت سے زیادہ
باعث اخلاص ہو اور جسنے خلوت کو دوست رکھا تو بیشک اُسنے اخلاص
کے گھر کا ستون پکڑ لیا اور ارکان صدق سے ایک رکن پر فتحیاب ہو گیا اور
شبلی رحمہ اللہ نے ایک شخص سے کہا جس نے وصیت آپ سے چاہی تھی

وحدت کیلازم اپنے اوپر کرے اور قوم سے اپنے نام کو مٹادے اور دیوار کی طرف منھ
رکھے جب تک کہ تو مرے اور یحیی بن معاذ رحمہ اللہ نے کہا ہی کہ وحدت یعنی تنہائی
صدیقین کی آرزو ہی اور انسانوں میں سے جسکے باطن سے فراغت خلوت و
اور اسکی طرف نفس کھینچے تو یہ اتم و اکمل اور بڑی دلیل اسکے کمال استعداد کی ہی
اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وہ حال روایت کیا گیا جو اسپر دلالت
کرتا ہی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا پہلے پہل جو وحی سے جناب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم شروع ہوا وہ خواب میں بیانات صادقہ ہی تو آپ رویا نہیں
دیکھتے تھے مگر اس طرح پر کہ جیسے صبح کا نمود ظاہر ہوتا ہی پھر آپ کو خلوت پسند
آئی اور حرا میں آپ تشریف لاتے تھے اور شبہائے کئی رات برابر عبادت اور
خلوت کیا کرتے اور اسکے لیے توشہ لیا ہوا کرتا پھر حضرت خدیجہ کے پاس آتے
پھر اسیکے مثل کے لیے تیاری فرماتے پس اچانک حق آن پہونچا اور آپ
غار حرا میں تھے سو ایک فرشتہ آپکے پاس آیا اور کہا اقرا یعنی پڑھو سو
جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا میں قاری اور پڑھنے والا نہیں
ہوں پھر مجھے اسنے پکڑا اور دبایا یہانتک کہ وہ انتہا غایت کو پہونچا پھر مجھے
چھوڑ دیا اور کہا پڑھ تو میں نے کہا کہ میں قاری نہیں ہوں پھر مجھے پکڑا اور دوبارہ
دبایا یہانتک کہ وہ انتہا کو پہونچا پھر مجھے چھوڑا اور کہا کہ پڑھ تو میں نے
کہا کہ میں قاری یعنی خواندہ نہیں ہوں تو اسنے مجھے پکڑا اور
تیسری بار دبایا یہانتک کہ انتہا غایت کو وہ پہونچا پھر مجھے چھوڑ دیا پھر
کہا اقرا باسم ربک الذی خلق خلق الانسان من علق ۔ سینے پڑھ

اپنے ربکے اسم سے جسنے کہ پیدا کیا انسان کو خون بستہ سے یہان تک کہ مالم یعلم
تک پہونچا اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسکے ساتھ واپس آئے اس
حالت مین کہ اسکے وفقہ ظاہر کے لرزتے تھے یہان تک کہ خدیجہ کے پاس
آئے اور فرمایا زملونی زملونی یعنی کملی مجھے اڑھاؤ کملی مجھے اڑھاؤ تو انہون نے
کملی اڑھا دی یہان تک کہ آپسے خوف جاتا رہا اور خدیجہ سے کہا میرے واسطے
کیا معاملہ ہے اور انکو خبر دی پھر فرمایا مین اپنی عقل پر ڈرتا ہون خدیجہ نے کہا
نہین ہرگز نہین خوش ہو اللہ کی قسم ہے کہ تجھے اللہ تعالین ابد تک فضیحت کرے گا
اسواسطے کہ تو صلہ رحم کرتا ہے اور بات سچ کہتا ہے اور بار اُٹھاتا ہے اور معدوم کو
کسب کرتا ہے اور مہمان کی ضیافت کرتا ہے اور جو مصیبتین پہونچتی ہین اسمین
رعایت کرتا ہے پھر خدیجہ آپکو ساتھ لیکر چلین یہان تک کہ ورقہ بن نوفل کے
پاس گئین اور وہ ایک شخص تھا کہ جاہلیت مین نصرانی ہوگیا تھا اور وہ کتاب
عربی لکھتا تھا اور انجیل مین سے وہ عربی مین لکھتا جو اللہ چاہتا کہ اسکو لکھے اور
ایک بوڑھا بزرگ زی تھا کہ نابینا ہوگیا تھا تو اس سے خدیجہ نے کہا اے چچا
اپنے بھتیجے کی بات سُن ورقہ نے کہا اے میرے بھتیجے کیا تو دیکھتا ہے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو خبر دی تو ورقہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا
یہ وہی ناموس ہے جسکو موسیٰ پر نازل کیا کاش مین جوان ہوتا کاش مین زندہ
اُسوقت ہوتا جب قوم تجھے خارج کرین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کیا
وہ مجھے نکالنے والے ہین ورقہ نے کہا ہان اسواسطے کہ کوئی آدمی جو چیز تو لایا
ہرگز نہین لایا مگر یہ کہ وہ عداوت وایذا سے ستایا گیا اور جو دن کہ تجھکو

تو مین تیری بہاری مدد کرونگا اور جابر بن عبد اللہ نے روایت کی کہا مین نے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہی اور قطع وحی کا ذکر کرتے تھے پس کہا اپنی
حدیث مین کہ اس درمیان مین کہ مین چلا جاتا تھا آسمان کی طرف سے ایک آواز
سُنی مین نے سر اٹھایا اچانک ایک فرشتہ دیکھا جو حرا مین آیا اور وہ زمین و آسمان
کے درمیان ایک کرسی پر بیٹھا ہوا ہی اور خوف سے مین بھر گیا اور پلٹ آیا اور مین نے
کہا - زملونی زملونی فدثرونی تب اللہ تعالی نے نازل کیا - یا ایہا المدثر قم فانذر تا
والرجز فاہجر - اور بعض آثار مین نقل کیا گیا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بارہا
گئے تاکہ پہاڑ کی چوٹیون سے اپنی جان کو دین تو جب کبھی آپ پہاڑ کی بلندی پر
پہونچے تاکہ اس سے اپنے تئین گرا دین جبرئیل علیہ السلام ظاہر ہوتے اور کہتے
یا محمد انک رسول اللہ حقا یعنی ای محمد تو سچا رسول اللہ کا ہی اس سے دل آپ کا
ٹھیر جاتا اور جب قطع وحی کو طول ہوتا اور اسی طرح پھر ہوتا تو جبرئیل اسی کے مثل کہتے
تو یہ افتنا امر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد سے خبر دینے والی اصل مین اس
معاملہ مین کہ مشائخ نے مریدون اور طالبون کے لیے خلوت پسندی کی اسواسطے کہ جب
وہ اللہ تعالی کے لیے خلوت خالص ہوگئی تو اللہ تعالی آنپر وہ باتین کشود کرتا ہی
جو اسکی مانوس خلوت مین ہون یہ کہ یا معاوضہ اللہ کی طرف سے ان کے لیے
آن چیزون کا ہی جو انھون نے اللہ کے واسطے چھوڑ دین بعد ازان قوم کی
خلوت نشینی اور چلہ و اسکے تکملہ کا اثر ظاہر ہی کہ حق سبحانہ وتعالے کی
بشارتون کے مبادی اور اُسکے عطایا سے سینہ ظاہر ہون

ستائیسوان باب فتوح اربعین کے بیان مین

اور ہر آئینہ طریق خلوت اور اربعین مین ایک قوم نے غلطی کی ہے اور کلمات کو اُنکی جگہ سے تحریف اور تبدیل کر دیا اور شیطان اُنپر داخل ہوا اور غرور و فریفتگی کا دروازہ اُنپر کھول دیا اور خلوت مین بلا اصل مستقیم جو اخلاص کو حق خلوت پہونچاتا ہے داخل ہوئے اور اُن لوگون نے یہ سن لیا کہ مشایخ اور صوفیہ کے لیے خلوتین تھین اور اُنکے لیے واقعات ظاہر ہوئے اور مکاشفہ غرائب اور عجائب کے ساتھ اُنکو ہوا تو اسکے حاصل کرنے کے لیے یہ لوگ خلوت مین گھس گئے اور یہ محض اختلال و ضلال ہے ہان صحیح یہ ہے کہ قوم نے خلوت اور وحدت دین کی سلامتی اور نفس کے احوال کی جستجو اور اللہ تعالیٰ کے واسطے عمل کرنے کے لیے اختیار کی ابی عمرو الانماطی سے نقل ہے کہ اُسنے کہا ہرگز صاف نہوگا عاقل کے لیے انجام مگر یہ کہ اُن باتون کو مضبوط کرے جو اُسپر واجب ہین یعنی حال اول کی صلاح اور اُن مقامات کی صلاح کہ اُنکی معرفت سے مراد ہے خواہ زیادہ ہوا ہو یا ناقص ہوا ہو تو اُسپر واجب ہے کہ خلوت کے موضع تلاش کرے تاکہ اُسکے معارض کو کوئی شاغل نہو پس اگر معارض ہو تو وہ جو چاہتا ہے وہ بگڑ جائیگا - ابا تمیم مغربی سے روایت ہے وہ کہتے ہین جو خلوت کو صحبت پر ترجیح دے تو ضرور ہے کہ وہ تمام اذکار سے بجز ذکر الٰہی فارغ دل کے خالی ہو اور تمام مرادات سے بجز مراد اپنے رب کے خالی ہو اور نفس جو تمام اسباب مین مطالبہ کرتا ہے اُس سے خالی ہو اگر ان صفات کے ساتھ نہو تو اُسکے نفس بلا مین اُسکو ڈالے گی - ایک شخص ابی بکر وراق کی زیارت کو آیا اور کہا کہ مجھے نصیحت فرمائیے انھون نے

دنیا و آخرت کی بھلائی خلوت اور قلت میں اور اُن دونوں کی بُرائی کثرت اور اختلاط
میں پائی تو جو شخص خلوت میں کسی سبب اور بہانہ سے بیٹھا تو شیطان اُسپر داخل ہوا
اور ہر طرح کی نافرمانی کو اُسکے لیے مزین اور آراستہ کرتا ہی اور وہ جھوٹے اور
دھوکے کی باتوں سے مملو ہو گیا اور سمجھا کہ میرا حال اچھا ہی فتنہ اُس قوم میں آن
پہونچا جو خلوت میں بدون شرائط خلوت کے داخل ہوے اور کسی ایک ذکر اذکار
سے یہ متوجہ ہوے اور اپنے نفوس کی ماندگی اور تکان کو گوشہ نشینی کے ساتھ
خلوت سے اُتارا اور مشغولیوں کو حواس سے باز رکھا جس طرح کہ راہب ترسا
اور برہمن اور فلسفہ کا عمل ہی اور جمع ہمت میں جو وحدت ہی اسکی صفاء
باطن میں مطلقاً کچھ تاثیر ہو تو جو چیزیں کہ انہیں سے حسن سیاست شرعی اور
صدق متابعت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوتی ہیں انکا نتیجہ ہوتا ہی کہ
قلب روشن ہوجاتا ہی اور دنیا سے کم رغبتی ہوتی ہی اور ذکر میں حلاوت آتی ہی
اور جو معاملہ اللہ کے واسطے ہو اُسمیں اخلاص ہوتا ہی جیسے نماز اور تلاوت
وغیرہا اور جو انمیں سے ایسے ہوں کہ سیاست شرع اور متابعت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم اُسمیں نہو تو اُن سے نفس میں صفائی آتی ہی جس سے
علوم ریاضی کے حصول میں مدد حاصل ہوتی ہی کہ اُنکی طرف فلاسفہ اور دہریہ
ملاحدہ اُنکو شرمندہ و دور کرکے متوجہ ہوتے ہیں اور جس قدر کہ اسکی کثرت
ہوتی ہی اللہ تعالی سے دور ہوتا ہی اور جو شخص اُسکی طرف متوجہ ہوتا ہی شیطان
اُن چیزوں کے وسائل سے جو علوم ریاضیہ وہ حاصل کرتا ہی یا اُن اشیا
سے کہ صدق خاطر وغیرہ سے اُسکو نمود ہوتا اور نظر آتا ہی گمراہی چاہتا ہی

یہان تک کہ میل تمام اُسکی جانب کرتا ہی اور گمان کرتا ہی کہ وہ مقصود کو پہونچ گیا
اور نہین جانتا کہ یہ فن نصاری اور برہمنون کے لیے فائدہ سے غیر ممنوع ہی اور
خلوت سے مقصود نہین اُنہین سے بعضے کہتے ہین کہ حق تعالی استقامت
تجھسے چاہتا ہی اور تو کرامت کا طلبگار ہی اور کبھو خرق عادات اور
صدق فراست سے صادقین پر کھل جاتا ہی اور آنے والی بات ظاہر ہو جاتی ہی
اور کبھو نہین کھلتی اور اُسکا نہ ہونا اُنکے حال مین اعتراض پیدا نہین کرتا اگر
اعتراض اُنکے حال مین پیدا کرتا ہی تو وہ صرف انحراف حد استقامت
سے ہی پھر جو کچھ صادقین پر اُنہین سے کشف ہوتا ہی اُنکے مزید یقین کا
سبب ہو جاتا ہی اور صدق مجاہدہ و معاملہ اور دنیا کی بے رغبتی اور اخلاق
حمیدہ سے متخلق ہونے کی طرف مائل کرتا ہی اور جو کچھ اسمین سے اُس شخص پر
منکشف ہوتا ہی جو سیاست شرع سے خارج ہی اُسکے واسطے مزید بعد اور
غرور اور حماقت کا اور لوگون سے تکبر اور خلق کے عیب لگانے کا باعث
ہوتا ہی اور یہ حالت اُسکی رہتی ہی حتی کہ اسلام کے سلسلہ کا حلقہ اُسکی
گردن سے نکل جاتا ہی اور وہ حدود و احکام اور حلال و حرام سے انکار کرتا ہی
اور اُسکا گمان ہوتا ہی کہ عبادت سے مقصود اللہ تعالی کا ذکر ہی اور متابعت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ترک کر دیتا ہی پھر بعد ازانکہ فرقہ رخصت
اس سے ملحد اور زندیق ہو جاتا ہی اللہ تعالی کے ساتھ ہم گمراہی سے پناہ
مانگتے ہین اور کبھو ایک قوم کو خیالات پیدا ہوتے ہین جنکو وہ ایک واقعہ
تصور کرتے ہین اور مشائخ کے وقائع سے اُنکو تشبیہ دیتے ہین

بدون اسکے کہ حقیقت کا اُسکے علم ہو تو جو کوئی اسکی تحقیق چاہے تو اسے جان لینا
چاہیے کہ ہر آئینہ جب ایک بندہ اللہ ہی کا خاص ہو گیا اور اپنی نیت کو اُس نے
درست کیا اور چالیس دن یا زیادہ خلوت میں بیٹھا تو اُنمیں سے بعضے وہ ہیں کہ اپنے
باطن کو صفائی یقین دیتا ہے اور اپنے قلب سے حجاب کو اُٹھاتا ہے اور ایسا
ہو جاتا ہے کہ جیسا انہیں سے بعضوں نے کہا ہے دیکھا ہے میرے قلب نے میرے
پروردگار کو اور کبھو اس مقام کو ایک دفعہ اسطرح پہونچتا ہے کہ اپنے اوقات
کو اعمال صالحہ سے آباد اور اعضا و جوارح کو امور ممنوعہ سے باز رکھے اور تقسیم
اوراد و وظائف اور نگاہداشت اور ذکر سے اوقات پر کرے اور یکبار اُسے حق تعالیٰ
اسکے مقام صدق اور قوت استعداد پر بلا کسی عمل کے پہونچا دیتا ہے جو اس سے
جدا ہو اور لیا اس وجہ کو اوقات ذکر وہ کے التزام سے پاتا ہے اسواسطے
کہ وہ ہمیشہ اس ذکر کی تکرار اور تردید کرتا ہے اور اسکو کہتا ہے اور اسکی [illegible] دست
پانچ وقت کی نماز فریضہ اور سنت موکدہ فقط ہوتی ہے اور اسکے تمام اوقات
ذکر اور [illegible] خالی نہیں رہتے اسطرح پر کہ اسکے اندر کوئی فتور نہیں آتا اور
کھانے اور سونے کی فرصت ہوتا ہے اور یہ ہمیشہ اس ذکر کو جو ہے بالالتزام
ہے یہاں تک کہ وضو اور کھانے کے وقت میں بھی اس سے نہیں چھوٹتا۔ اور مشائخ
کی ایک جماعت نے ذکر سے کلمہ لا الہ الا اللہ کو قبول کیا ہے اور اس کلمہ کی
ایک خاصیت اور باطن اور قصد کی جمعیت دینے میں ہے جب کہ کوئی مخلص
صادق اسکی مداومت کرے اور وہ اس بات کیلیے عملیات الٰہی سے ہے
اور انمیں ایک خاصیت اس بات کے لیے ہے اُس بات میں جسکی روایت

عبد الرحمن بن زید نے کی ہی کہ حضرت عیسی علیہ السلام نے کہا اے میرے رب مجھے اس
امت مرحومہ سے خبر دے فرمایا امت محمد علیہ الصلوۃ والسلام کے ہیں علما گوشہ نشین
پارسا بردبار برگزیدہ دانا راست کار گویا کہ وہ انبیا ہیں تھوڑی عطا پر مجھ سے رضامند
اور تھوڑے عمل پر میں ان سے خوش ہوں اور لا الہ الا اللہ کے ساتھ میں انکو بہشت میں
داخل کرونگا اے عیسی وہ اکثر بہشت کے رہنے والے ہیں اسواسطے کہ کسی قوم کی ہرگز
زبان نے لا الہ الا اللہ کی اطاعت نہیں کی جیسی کہ انکی زبانوں نے کی اور نہ قوم کی
گردنیں ہرگز سجدہ میں جھکیں جیسی کہ انکی گردنیں جھکیں اور عبد اللہ بن عمرو بن عاص
رضی اللہ عنہما سے روایت ہی کہ کہا ہر آئینہ یہ آیت توریت میں لکھی ہوئی ہی یا ایہا
النبی انا ارسلناک شاہدا و مبشرا و نذیرا و حرزا للمومنین و حرزا للامیین انت عبدی
ورسولی سمیتک المتوکل لیس بفظ ولا غلیظ ولا صخاب فی الاسواق ولا یجزی بالسیئۃ
السیئۃ ولکن یعفو ویصفح ولن یقبضہ حتی نقیم بہ الملۃ العوجاء بان یقولوا لا الہ الا اللہ و
یفتحوا اعینا عمیا و آذانا صما و قلوبا غلفا یعنی اے نبی ہم نے تجھے بھیجا ہی شہادت اور بشارت
دینے والا اور ڈرانے والا مومنوں کے لیے پناہ اور ناخواندہ لوگوں کے لیے حرز اور تو
میرا بندہ ہی اور تو میرا رسول ہی نام تیرا میں نے متوکل رکھا جو نہ دل اور بات کا سخت
اور کڑا ہی اور نہ بازاروں میں چیخنے چلانے والا ہی اور نہ وہ برائی کا بدلا برائی
سے کرتا ہی الا یہ کہ وہ معاف اور درگذر کرتا ہی اور میں اسکی روح قبض نہ کرونگا
جبتک کہ اسکے سبب ٹیڑھی ملت سیدھی نہ ہو جاوے اس طرح کہ کہیں
وہ لا الہ الا اللہ اور کھولیں اندھی آنکھیں اور بہرے کان اور غلاف میں لپٹے
ہوئے دل ہیں۔ پھر جانتا خلوت میں بندہ اس کلمہ کو موافقت دل [illegible]

ساتھ اپنی زبان پر بار بار لاتا ہے یہانتک کہ کلمہ قلب میں جڑ پکڑتا اور حدیث نفس کو دور
کرتا ہے کہ اسکے معنی قلب میں حدیث نفس کے قائم مقام ہو جاتے ہیں پھر جب کہ
کلمہ غائب ہو گیا اور زبان پر آسان ہوا تو قلب اسکو کھینچتا اور پی جاتا ہے پھر
اگر زبان چپ رہی تو قلب نہیں چپ رہتا پھر وہ کلمہ قلب میں جوہر بن جاتا ہے
اور اسکے جوہر بن جانے سے دل میں نور یقین قرار پکڑ لیتا ہے حتی کہ جب دل اور
قلب سے صورت کلمہ دور ہو جاتی ہے تو اسکا نور جوہر ہو کر رہ جاتا ہے اور ذکر عظمت
مذکور یعنی حق سبحانہ و تعالی کے ساتھ لیتا ہے اور اسوقت ذکر ذکر ذات ہو جاتا ہے
اور یہی ذکر مشاہدہ اور اسکا مقصد اور معائنہ ہے یعنی ذکر ذات کا نور ذکر کے جوہر
ہونے سے اور خلوت سے اعلی درجہ کا مقصد ہے اور یہی خلوت سے حاصل ہوتا ہے
اور کبھی ذکر سے بلکہ تلاوت قرآن مجید سے جب کثرت سے تلاوت کرے اور زبان
ساتھ قلب کی موافقت میں جد و جہد ہو یہانتک کہ تلاوت زبان پر جاری ہو جاوے
اور کلام کے معنی حدیث نفس کے قائم مقام ہو جاوے اور اسوقت بندہ کو تلاوت و نماز
میں سہولت پیدا ہوتی ہے اور اس سہولت سے تلاوت اور نماز میں باطن روشن
اور نورانی ہو جاتا ہے اور قلب میں نور کلام کا جوہر بن جاتا ہے اور اسی سے
ذکر ذات بھی ہو جاتا ہے اور قلب میں نور کلام مجتمع ہوتا ہے جسکے ساتھ کلام کرنیوالے
کی ذات کی معرفت ملتی ہے اور اسی جگہ سے سوا علوم الہامی لدنی بندہ
پر نازل ہوتے ہیں اور اسقدر حقیقت ذکر اور تلاوت پر بندہ کے پہونچنے
تک جب کہ اسکا باطن صاف ہو جاتا ہے وہ کبھو کمال انس اور حلاوت ذکر سے
ذکر میں گم ہو جاتا ہے حتی کہ وہ ذکر میں غائب ہونے کے اندر ہونے والے میں

ملجاتا ہی اور گویا سوتا ہی اور کبھو حقائق اُسکو خیال کے پیرایہ مین جلوہ گر ہوتے ہین
جسطرح کسی نے خواب مین دیکھا کہ اُسنے ایک سانپ مارا تو اُسکو تعبیر دینے والا
کہتا ہی کہ تو دشمن پر فتحیاب ہوگا پھر اُسنے دشمن پر فتح پائی اور وہ کشف ہی جسکا
حق تعالیٰ نے مکاشفہ کرادیا اور یہ فتح روح مجرد ہی کہ خواب کے فرشتہ نے اُسکے لیے
ایک بدن اس روح کے لیے سانپ کے خیال سے ڈھال دیا تو روح جو کشف
ظفر ہی حق کا خبر دینا ہی اور خیال جو بدن کے مانند ہی ایک صورت خیالی ہی جو [illegible]
دیکھنے والے کے نفس [illegible] صورت کے پیرایہ مین قوت ذہنی اور خیالی
باہم ملی ہوئی ہین پس کشف ظفر کی روح سانپ کے بدن [illegible]
ہوجاتی ہی اسواسطے تعبیر [illegible] اگر کشف اصل حقیقت کا
ہوتا جو روح ظفر کی ہی [illegible] صورت خیالی جو بدن کے مانند ہو تو خیال
تعبیر کی نہوتی [illegible]
خیال کے اشتراک سے [illegible]
وقت وہ خواب پریشان ہوتا ہی [illegible]
نہین ہوتی اور صاحب [illegible]
سے بدن [illegible]
بنا نہین رکھی جاتی اور [illegible]
فقط خیالی ہی اور پھر گاہ کہ ایک [illegible]
تک کہ محسوس بھی وہ غائب ہوگیا [illegible]
جائے تو اُسکو خبر اُسکی نہین ہوتی [illegible]

ابتدا اگر اُسکے نفس سے مثال اور خیال پیدا ہوتا ہے جسمین روح کشف کی پھونکی جاتی ہے
پھر جبکہ وہ اپنی غیبت سے عود کرتا اور اُسکو افاقہ ہوتا ہے تو پایہ ہوتا ہے کہ اُسکی تفسیر
اُسکے باطن سے آتی ہے جو اللہ تعالی کی طرف سے ایک عطا ہے اور یا اُسکی شارح
شیخ اُسکا ہے جسطرح کوئی معبّر خواب کی تفسیر کرتا ہے اور یہ واقعہ ہوتا ہے اسواسطے کہ وہ
ایک حقیقت کا کشف مثال کے لباس میں ہے اور صحت واقعہ کی شرط اولاً ذکر میں
خلوص ہے دوسرے ذکر میں اُسکا مستغرق ہوتا ہے اور اُسکی علامت یہ ہے کہ دنیا سے
بے رغبتی اور تقوی کی ملازمت ہے اسواسطے کہ اللہ تعالی نے واقعہ میں اسکو امر
مکشوف کا سبب اور حکمت بنایا ہے اور حکمت زہد اور تقوی کا حکم کرتی ہے اور کبھو اُسکے
لیے حقائق مجرد بلا لباس مثال کے ہوتے ہیں اور کیفیت اور شہود عالم کی جانب
اللہ تعالی اُسکے لیے ہے اور کبھو دیکھنے سے ہوتا ہے اور کبھو سُننے سے اور وہ کبھو
اپنے باطن سے سُنتا ہے اور کبھو وہ ہوا سے کرتا ہے اُسکے باطن سے جیسے ہاتف
کی [illegible] غیب سے جو کہ اس سے وہ ایک امر کہ جسکا پیدا کرنا اللہ تعالی اُسکے
یا غیر کے لیے چاہتا ہے جان لیتا ہے پس اللہ کا خبر اُسکو دینا اُسکے ساتھ اُسکے
یقین زیادہ ہونے کا ہوتا ہے یا خواب میں ایک شی کی حقیقت کو دیکھتا ہے [illegible]
منقول ہے [illegible] کہ اُسکے لیے شربت ایک پیالہ میں لایا گیا تھا اور اُسنے اُسے پینے
کا ارادہ کیا [illegible] اور کہا کہ اس عالم میں ایک حادثہ پیدا ہوا اور وہیں اُسکو
پتا [illegible] کہاں [illegible] کہ وہ کیا ہے پھر اُسپر کشف ہوا کہ ایک قوم مکہ میں قتل
ہوئی [illegible] میں قتل کیا اور ابا سلیمان خواص سے حکایت ہے کہ کہا ایک
دن میں سوار ایک گدھے پر تھا اور اُسے ایک مکھی ستا رہی تھی اور سر

اور اُسنے سر کو نیچے کی طرف جھکاتا تھا تو میں اُسکے سر پر لکڑی جو میرے ہاتھ میں تھی مارتا تھا پھر گدھے نے اپنا سر میری طرف اُٹھایا اور کہا مار کہ تو اپنے سر پر مارتا ہی اُنسے پوچھا کہا کہ ای ابا سلیمان یہ تیرا واقعہ ہی یا اُسکو تو نے سُنا ہی کہا میں نے اُس سُنا ہی جیسا کہ تم نے مجھسے سُنا - اور حکایت ہی احمد بن عطا روذباری سے کہا مجھے طہارت کے امر میں بہت احتیاط تھی تو ایک رات استنجا کرتا رہا یہانتک کہ ایک تہائی گذر گئی اور میرا دل خوش نہوا اور جی میرا گھٹا پھر میں رویا اور کہا یا یا اللہ العفو تو ایک آواز سُنی اور کسی کو نہ دیکھا وہ کہتا تھا ای ابا احمد اللہ عفو علم میں ہی - اور کبھو اللہ تعالیٰ اپنے بندہ پر آیات اور کرامات کا کشف اُسکی تربیت اور تقویت یقین اور ایمان کے لیے کرتا ہی - روایت ہی کہ جعفر خلدی رحمہ اللہ کے پاس ایک قیمتی نگینہ تھا اور وہ ایک دن کشتی میں دجلہ پر سوار تھا تو اُسنے ارادہ کیا کہ ملاح کو پیسہ دے اور پھر کھولا تو نگینہ دجلہ ندی میں گر پڑا اور اُنکے پاس ایک دعا مجرب لکھی ہوئی تھی اور اُسکے ساتھ دعا کیا کرتے پس نگینہ کو ورقوں کے درمیان پایا جنکو وہ اُلٹ رہے تھے اور دعا یہ ہی کہ یا جامع الناس لیوم لا ریب فیہ اجمع علی ضالتی - اور میں نے اپنے شیخ سے ہمدان میں سُنا ہی کہ ایک شخص کی حکایت اُنکے سامنے کی گئی کہ بعض خلوت میں اُسپر کشف ہوا کہ اُسکا لڑکا جیحون میں تھا قریب ہی کہ وہ کشتی سے پانی میں گر پڑے کہا میں نے اُس سے جھڑکا اور وہ لڑکا اور وہ شخص ہمدان کے نواح میں تھا اور بیٹا اُسکا جیحون میں تھا پھر جب وہ لڑکا آیا تو اُسنے خبر دی کہ میں پانی میں گرا چاہتا تھا اور عمر رضی اللہ عنہ نے مدینہ میں منبر پر یا ساریۃ الجبل کہا اور لشکر نہاوند میں تھا جب لشکر نے

آز پہاڑ کی طرف پکڑی اور دشمن پر فتح پائی تب لشکر سے کہا گیا کیونکر تم نے یہ جانا تو
کہا ہم نے عمر کی آواز سنی اور وہ کہتے تھے یا ساریۃ الجبل - ابن سالم کا قول تھا کہ
ایمان کے چار رکن ہیں ایک رکن ایمان بالقدرۃ ہے اور ایک رکن ایمان بالحکمت اور
ایک رکن قوت دور کرنا قسمت سے اپنی ہونا اور ایک رکن اللہ عزوجل سے سب
چیزوں میں مدد مانگنا سو اس سے سوال کیا گیا کہ ایمان بالقدرت کے معنی کیا
ہیں تو جواب دیا کہ وہ یہ ہے کہ تم ایمان لاؤ اور اعتقاد کرو اس بات سے کہ
ایک بندہ اللہ کا مشرق میں داہنی کروٹ سوتا ہو اور اللہ کی عنایت اور کرم
سے یہ ہو کہ اسکو قوت ایسی بخشے کہ وہ داہنی کروٹ سے جو بائیں کروٹ لے تو وہ
مغرب میں ہو تم اسکے جواز کا اور اسکے ہونے کا ایمان رکھو - اور مجھ سے ایک
فقیر کی حکایت کی گئی کہ وہ مکہ میں تھا اور ایک شخص بغداد میں تھا جسکے موت کی
خبر مشہور ہوئی کہ وہ مر گیا پس اللہ تعالیٰ نے اسکو مکاشفہ ایک آدمی کے ساتھ اس
حال میں کہ سوار تھا کرایا کہ وہ بغداد کے بازار میں چلتا پھرتا ہے تو فقیر نے اسکے دوستوں
کو خبر دی کہ وہ نہیں مرا اور ایسا ہی تھا یہاں تک کہ مجھ سے اس شخص نے ذکر کیا
کہ مرا نہیں وہ اس حالت میں کہ مکاشفہ شخص کا سوار کی حالت میں کیا گیا تھا کہ
میں نے اسے بازار میں دیکھا اور میں بیٹھا تھا ان کے دوبارہ کی قوت سے کی اور رفقا
کی بازار میں تنہا تھا اور یہ سب عجائب اور عطیات الٰہی ہیں اور کبھو ایک قوم
کو ان واقعات کا مکاشفہ کرایا جاتا ہے اور یہ مرتبہ عطا ہوتا ہے اور کبھو ان لوگوں
سے بڑھ کر وہ شخص ہوتا ہے جسکو ان مکاشفات اور کرامات سے کچھ بھی حاصل نہیں
ہوتا ہو مگر یہ سب تقویت یقین کے اسباب ہیں اور جو شخص کہ اسکو

دیا ہو

یقین بطرف عطا کیا گیا اُسکو حاجت ان چیزون سے کسی چیز کی نہین ہی پس یہ
کل جتنے کرامات فروتر اُس سے ہین جسکا ہم نے ذکر کیا کہ قلب مین ذکر جوہر
بن جاتا اور جڑ پکڑ لیتا ہی اور ذکر ذات کا موجود ہوتا ہی اسواسطے کہ اُس حکمت
مین مریدون کی تقویت اور سالکون کی تربیت ہی تاکہ اُنکو زیادہ یقین اُنکا
ہو جسکے سبب وہ لوگ نفس کی بزرگی جوئی اور لذت دنیا کی فراموش کرنے
کی طرف منجذب ہون اور اسکے سبب اُنکا عزم اور ارادہ اُسے قربات کے
ساتھ اوقات کی آبادی کے لیے برانگیختہ ہوئین اُس سے یہ لوگ خوش ہون
اور رفتہ رفتہ اُس شخص کے طریق پر چلین جو اس سے یقین صرف کے ساتھ
مستاثر کیا گیا اسوجہ سے کہ نفس اُسکا سریع الاجابت اور سہل الانقیاد
اور کامل استعدادی اور اولین کے لیے اُسے وہ چیزین نرم ہوگئین جو سخت
تھین اور جو باتین پوشیدہ تھین وہ مکشوف ہوئین اور کبھو اُسکی صورتین
فاسقون اور بہتون سے جو سبیل ہدی پر نہین چلتے اور ہلاکت کے طریق پر
جاتے ہین بدو کی اور باز رکھی نہین جاتین تاکہ یہ معاملہ اُنکے حق مین اُلٹا اور
استدراج ہو جاے اور اپنے حال کو مستحسن جانین اور دوری اور راندگی
کے درگاہ مین مغرور رہین اس غرض سے کہ وہ اسیر باقی رہین اُس حالت
مین کہ اسد تعالی نے چاہا ہی کہ وہ راندے ہون اور گمراہ اور ہلاکت وبال مین
بتلا رہین اور سالک تھوڑی بات جو اُسکے لیے حاصل ہو جاے اکثر فریفتہ
ہو اور سمجھے کہ اگر وہ پانی پر چلے اور ہوا مین اُڑے تو یہ اُسکو نافع نہین ہے
کہ حق تقوے اور زہد کو ادا نہ کرے مگر جو شخص کہ ایک خیال مین اُلجھا

یا غلط پر قناعت کی اور خلوت کی بنا و کو اخلاص سے مستحکم نہ کیا وہ مکر سے خلوت میں
جاتا ہی اور غرور سے نکلتا ہی پھر وہ جماعت کو ترک کرتا اور انکو حقیر سمجھتا ہی اور یہ
اللہ تعالیٰ سے مغالطہ ہی جسمین وہ مبتلا ہوتا ہی اور اسکے دل سے شریعت کی
وحشت جاتی رہتی ہی اور دنیا اور شہرت میں مشغول ہوتا ہی پس مرد صادق کو یہ بات جان
لینا چاہیے کہ خلوت سے مقصود نفس کی ... اور اوقات کو اسباب
خسیسہ سے آزاد ہونا اور جمعیت کو ... ارباب خلوت کی قوم
کے لیے اور انکی عبادت اور تقسیم اسکی اوقات پر لائق ہی اور ایک قوم کو ذکر
واحد یعنی فقط ایک ذکر کا التزام مناسب ہی اور ایک قوم کے لیے مراقبہ کی
ہمیشگی اور ایک گروہ کے لیے ذکر سے اوراد و وظائف کی طرف نقل کرنا اور
ایک گروہ کے واسطے اوراد و وظائف سے ذکر کی طرف جانا اور اسکے مقدار کی
معرفت شیخ کی صحبت اسکو سکھلاتی ہی جو نوعیت اور اختلاف اوضاع پر
مطلع ہی کہ وہ سب کا خیر خواہ اور سب کا مہربان ہی مرید کو اسکے واسطے
چاہتا ہی جو اپنے نفس کے لیے اور وہ اپنے نفس سے دوست ہی استتباع
اور جو شخص صاحب استتباع کا ہو اور ایسا شخص صلاح زیادہ کرتا ہے امور
فساد اس سے کمتر ہوتے ہیں

اٹھائیسواں باب اربعین میں داخل ہونے کے بیان میں

روایت ہی کہ جب داود علیہ السلام خطا میں مبتلا ہوے تو اللہ تعالیٰ کے
لیے چالیس رات اور دن سجدہ میں گرے یہانتک کہ اسکے پروردگار
کی طرف سے معافی اور مغفرت آئی اور یہ قطعہ بات ثابت ہو چکی ہی کہ تنہائی

اور گوشہ نشینی اصل امر اور دستاویز اہل صدق کی ہی پھر بسبب تفاوت اسکے مستمر رہنے تو وہ اسکی
تمام عمر خلوت ہی اور اسکا دین درست اور حظ ظاہر عجیب اور نعمت سے ہی پھر اگر یہ بات
اسکو میسر نہو اور وہ پہلے اپنے نفس و پھر اہل و اولاد مین پھنسا ہوا ہو تو چاہیے کہ اسکے
نفس کے لیے اس سے ایک حصہ ہو۔ سفیان ثوری سے منقول ہی اس روایت مین
جو احمد بن حرث نے خالد بن زید رضی اللہ عنہ سے کی ہی کہ کہا یہ کہا جاتا تھا کہ بندہ
اللہ تعالی کے لیے چالیس روز اخلاص بجا نہ لایا مگر یہ کہ اللہ سبحانہ نے حکمت کو
اسکے دل مین جما یا اور دنیا سے بے رغبت اور آخرت کا راغب کر دیا اور دنیا کے
مرض اور دوا کو دکھلا دیا پس بندہ اپنے نفس سے برس دن مین ایک دفعہ تعہد
اسکا کرتا ہی اور مرید طالب جب خلوت مین داخل ہونے کا ارادہ کرے تو اسمین
سب سے کامل یہ امر ہی کہ دنیا سے مجرد اور خالی ہو اور جن چیزون کا وہ مالک ہی
انکو خارج اور دفع کرے اور غسل کامل کرے جب کہ پوشاک اور جا نماز کی احتیاط
پاکیزگی اور طہارت سے کرلی ہو اور دو رکعت نماز پڑھے اور گریہ اور عاجزی اور فروتنی
اور خشوع سے اللہ تعالی کی طرف اپنے گناہون سے توبہ کرے اور باطن و ظاہر کو
گناہون سے اور خلاف نفس اور وسوسہ سے پاک کرے دنیا اختیار مین نہ رہے پھر اپنی خلوت
کی جگہ مین داخل ہو اور وہان سے نکلے مگر واسطے جمعہ کے و دوسرے کام کے لیے
نہ نکلے اسواسطے کہ نماز جماعت کا خیال چھوڑ دینا غلطی اور خطا ہی اور اگر نماز
نکلنے مین تفرقہ پائے تو ایک شخص اسکے لیے پیدا ہو جو اسکے ساتھ خلوت
مین نماز ادا کرے اور فقہا مشروع فرماتے ہین کہ اکیلے نماز پڑھے ... تو کیا
سکتے مین پھر فتوون کا فرق ہو ... علما ... اپنی نفل خلوت

میں مشغول ہوگیا اور شاید کہ یہ بات جماعت کی نماز چھوڑنے پر اصرار کی نحوست سے
ہوئی [illegible] یہ کہ اپنی خلوت سے نماز جماعت کے لیے باہر آنے دیا بلکہ
[illegible] ایسا کہ ذکر میں اُسکے فتور نہیں آتا اور جو دیکھے کثرت سے نگاہ اُسکی
طرف نہ دوڑائے اور جو شخص اُسکی سماعت نہ کرے اسواسطے کہ قوت حافظہ اور
متخیلہ ایک لوح کے مثل ہے جسمیں ہر ایک چیز دیکھی اور سُنی ہوئی نقش پکڑتی ہے
تو اس سے وسواس اور حدیث نفس اور خلل زیادہ بڑھتا ہے اور اس بات
کی کوشش کرے کہ جماعت میں ایسے پہونچے کہ امام کے ساتھ تکبیر تحریمہ میں
شریک ہو پھر جب امام سلام پھیرے اور وہاں سے اُٹھا پھرے تو پھر اپنی خلوت
کی پناہ [illegible] اپنے باہر آنے میں اس بات سے پرہیز کرے کہ لوگ اُسکی طرف
گھورین اور خلوت میں اُسکے مشغلے کو جانیں اسواسطے کہ کہا گیا ہے واسطے
[illegible] منزلت کی طمع ہے کہ جب کہ تو لوگوں کے سامنے اپنی منزلت چاہتا ہے
[illegible] بہت اعمال فاسد و تباہ ہو جاتے ہیں جب کہ
[illegible] بہت احوال اس سے سدھر جاتے ہیں بلکہ
[illegible] اپنے وقت کو اللہ کے لیے
[illegible] ان فعلوں کی مداومت سے جو اسکی رضا کے ہوں
[illegible] یا ذکر یا نماز یا مراقبہ اور جبکسی وقت ان اقسام سے نکالا ہو تو
[illegible] تھوڑی سی نماز رکعتوں کی یا تلاوت اور ذکر کی
[illegible] اگر چاہے کہ علم وقت کے ساتھ رہے تو ان اقسام سے جو قسم
[illegible] دل پر [illegible] معلوم ہو اسپر اعتماد و قرار کرے اور جب

اس سے سستی معلوم ہوتا ہی اور جو چاہے کہ ایک سجدہ یا ایک رکوع یا ایک دو رکعت میں ایک ساعت یا دو ساعت ٹھہرا رہے تو ایسا ہی کرے اور خلوت میں ہمیشہ باوضو رہنے کا التزام کرے اور سوئے نہیں جب تک کہ نیند کا غلبہ نہو بعد اسکے کہ نیند کو کئی بار اپنے سے ٹال دیا ہوا اور یہ شغل اسکا رات دن رہے اور جب کلمہ لا الہ الا اللہ کا ذاکر ہوا اور نفس زبان سے ذکر کرتے کرتے تھک جائے تو اسے دل سے کہے بعد اسکے کہ زبان کو جنبش ہو اور سہل بن عبد اللہ نے کہا ہی جب تو لا الہ الا اللہ کہے تو کلمہ کو کھینچے اور قدم حق کی ولادت نظر کر پھر اسکو ثابت کر اور اسکے ماسوا کو باطل اور جانئے کہ جانے پھر اسکے اور شئے کے مانند ہی جو حلقہ خلق کو پایا ہوتا ہی تو فعل رضا کے ساتھ لزوم دائمی پر رہنا اور جو شخص اربعین اور خلوت میں بیٹھے تو بہتر ہی کہ روٹی اور نمک پر قناعت کرے اور ہر رات ایک رطل بغدادی عشاء آخر کے بعد کھائے (رطل کا وزن قریب آدھ سیر کے بارہ اوقیہ اور اوقیہ چالیس درہم پس رطل چار سو اسی درہم کا ہی اور درہم کا وزن اٹھائیس جو کے برابر ہی اور اس درہم شرعی کی سات مثقال کے حساب سے رطل تین سو چھتیس مثقال کے برابر ہی) اور اگر اسکو نصفا نصف تقسیم کرے تو اول شب نصف رطل اور آخر شب نصف رطل کھائے کہ یہ معدہ کے لیے سبک اور قیام شب اور اسکے ذکر اور نماز سے زندہ رکھنے کے لیے زندہ معین اور مددگار ہی اور اگر چاہے کہ سحری تک آخر افطار کرے تو اختیار ہی اور اگر نان خورش یعنی سالن بھی ان نکالا ہوا بغیر ضمیر آسکے تو اسے کھائے اور اگر وہ [illegible]

جو روٹی کے قائم مقام ہو تو اسکے موافق روٹی میں سے کم کردے اور اگر اس مقدار سے بھی قلت کرنی چاہے تو ہر رات ایک لقمہ سے کم گھٹائے اسطرح سے کہ اسکی قلت عشرۂ آخر میں اربعین سے آدھے رطل تک پہونچے اور اگر قوی ہو تو نفس کو قانع روال اربعین سے آدھے رطل پر کرے اور ہر رات تھوڑا تھوڑا گھٹائے یہانتک کہ افطاری اسکی عشرۂ آخرین میں چوتھائی رطل کو پہونچے اور مشائخ صوفیہ کا اتفاق ہے کہ بنا انکے امر کی چار چیزوں پر ہے کم کھانا اور کم سونا اور کم بولنا اور لوگوں سے گوشہ میں رہنا اور بھوک کے دو وقت بنائے ہیں ایک ان دونوں میں جو بیس ساعت کا آخر ہے تو ایک رطل رات دو ساعت پیچھے ایک اوقیہ ایکبار کھانے کا ہے کہ اسکو بعد نماز عشا کھالے یا اسکو دو دفعہ کے کھانے میں تقسیم کرے جیسا کہ ہم نے ذکر کیا اور دوسرا وقت بہتر ساعت کے شروع پر ہے پس دو رات طے اور تیسری رات افطار ہو اور ہر ایک دن رات کے لیے رطل کا ایک تہائی ہوگا اور ان دونوں وقتوں کے درمیان ایک وقت ہے اور وہ یہ ہے کہ ہر دو رات سے ایک رات کو افطار کرے اور ہر ایک دن رات کے لیے نصف رطل ہو اور یہ سزاوار ہے کہ عمل میں آئے جب یہ کوئی تھکاوٹ اور تنگ دلی اسپر اور انقباض و افسردگی ذکر میں نہ پیدا کرے اور جبکہ انمیں سے کچھ بھی پائے تو چاہیے کہ ہر رات افطار کرے اور ایک رطل دو وقت میں یا ایک ہی وقت میں تناول کرے نہیں تو نفس جبکہ ایک رات کو دو رات سے افطار کرنا شروع کرے اور پھر ہر ایک رات کا افطار چاہے تو قناعت کرے اور اگر ہر رات کے افطار سے سہولت کیجانب رطل پر قناعت نہ کرے اور نا خوشی اور دل خواستہ چیزیں نفس طلب کریگا اور اسی پر قیاس کر لیں اگر لالچ دیا جائے تو وہ للچائے اور اگر قناعت

کرایا جائے تو قناعت کرے ۔ اور بعضے صوفی ہر رات کو گھٹاتے تھے حتی کہ نفس کو
بہت ہی کم قوت پر لا کر رکھا اور صالحین سے بعض ایسے تھے جو غذا چھوارے کی
گٹھلیوں سے وزن اور ہر رات ایک گٹھلی برابر کم کرتے اور بعضے انہیں سے غذا گیلی
لکڑی سے وزن کرتے اور خشکی کے بقدر ہر رات گھٹا دیتے اور بعضے ہر شب روٹی
کے ساتویں حصہ کی ایک چوتھائی کھاتے کہ اٹھائیسواں حصہ ہی یہاں تک کہ ایک
روٹی مہینے میں کم ہو جاتی اور بعضے انہیں ایسے تھے کہ کھانے میں تاخیر کرتے
اور تقلیل غذا عمل نکرتے مگر اُسکی تاخیر میں رفتہ رفتہ عمل کرتے تھے کہ ایک شب
دوسری شب میں در آتے اور ایک گروہ نے یہ عمل تحقیق کیا ہی کہ انکا طے اور
بھوکا رکھنا اپنے کو سات دن اور دس دن اور پندرہ دن اور چالیس دن تک
پہونچ گیا ہی اور ہر آئینہ سہل بن عبد اللہ سے کہا گیا کہ یہ شخص جو چالیس دن
اور اس سے زیادہ دن کے بعد کھاتا ہی تو اُسکی بھوک کی سوزش اُس سے
کہاں چلی جاتی ہی کہا اُسکو نور بجھا دیتا ہی اور بعضے صالحین سے اُسکا سوال
کیا گیا تو مجھسے یہ کلام ذکر کیا گیا ایسی عبارت کیساتھ کہ وہ اس بات پر
دلالت کرتی تھی کہ وہ شخص ایک وقت اپنے پروردگار سے پاتا ہی جسکے ساتھ
آتش اُسکی تشفی ہو جاتی ہی اور یہ بات خلقت میں موجود ہی کہ ایک آدمی
میں فرحت آتی ہی اور وہ بھوکا تھا تو اس سے بھوک جاتی رہتی ہی اور ایسا ہی
خوف کی راہ میں یہ بات ہو جاتی ہی اور جسنے یہ کام کیا اور اپنے نفس کو دو
اقسام سے جنکا ہم نے ذکر کیا کسی میں کیا دیا تو یہ امر اُسکے عقل کے نقصان
اور اُس کے جسم کے اضطراب میں اثر نہیں کرتا جب کہ وہ صدق او

اخلاص کی حمایت میں ہوتا ہی البتہ یہ بات اور دوم ذکر اُس شخص کے لیے خوف
کا باعث ہی جسنے اللہ تعالیٰ کے واسطے اخلاص حاصل نہیں کیا۔ اور یہ جو کہنے
کہا گیا ہی کہ بھوک کی حد یہ ہی کہ بھوکا روٹی وغیرہ میں جو کھانے کی چیزوں میں
تمیز نہ کرے اور جب نفس نے روٹی کی تعیین کی تو وہ بھوکا نہیں ہی اور یہ
بات کہ جو تین دن بعد دو صد دن کے آخر میں پائی جاتی ہی اور یہ صدیقوں کی
بھوک ہی اور اسوقت غذا کا طلب کرنا اس ضرورت سے ہوتا ہی کہ بدن بنا
رہے اور فرائض بندگی کے قائم رہیں اور یہ حد ضرورت اُس شخص کے لیے
ہی جو بتدریج تقلیل غذا میں رجحان کرے اگر جس نے کہ ہمیں اپنے نفس کو
کھپا دیا تو وہ اس سے زیادہ یہ چالیس روز تک صبر کرتا ہی جیسا کہ ہم نے ذکر کیا
اور بعض صوفیہ نے کہا ہی کہ بھوک کی حد یہ ہی کہ وہ تھوکے اور جب اُسکے تھوک پر
مکھی نہ بیٹھے تو یہ اُس پر دلیل ہی کہ معدہ اسکا چکنائی سے خالی ہی اور اسکے تھوک
میں ایسی صفائی ہی جیسے کہ پانی ہو کہ مکھی اسکا ارادہ نہیں کرتی۔ روایت ہی کہ
سفیان ثوری اور ابراہیم بن ادہم رضی اللہ عنہما تین تین دن بھوکے رہتے اور
ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ چھ دن تک بھوکے رہتے اور عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ
عنہ سات دن بھوکے رہتے۔ [illegible] احمد بن عبد اللہ مشہور تو یہ
جن کا حال مشہور ہو اور وہ [illegible] کے ایسے کہ وہ چالیس
روز تک بھوکے رہتے اور اس معاملہ میں انتہا درجہ کا پہنچا ہے کانون
[illegible]
[illegible]

اور ہم نے نہین سُنا کہ اس امت مین کوئی شخص تھا اور تدریج کو اس حد تک پہونچا ہو اور ابتدا مین اُسکی حالت جیسا کہ منقول ہے یہ تھی کہ وہ غذا کو لکڑی کے سکلانے سے گھٹاتا تھا پھر وہ بھوکا رہتا حتی کہ چالیس دن مین ایک بادام تک اُسکی نوبت آگئی پھر یہ راہ کبھی ایک جماعت صادقین کی چلتے ہین اور کبھو یہ راہ غیر صادق بھی چلتے ہین اسی سبب سے کہ ہوی اُنکے باطن مین پوشیدہ ہے کہ وہ غذا کے ترک اُنپر آسان کر دیتی ہے جب کہ اُنکو خلائق کے بغور دیکھنے کی طلب ہوتی ہے اور یہ عین نفاق ہے اللہ تعالی کے ساتھ ہم اس سے پناہ مانگتے ہین اور صادق اکثر اوقات طی پر قادر ہوتا ہے جب اُسکے حال سے کوئی واقف نہو اور اکثر اوقات اس معاملہ مین عزیمت اُسکی ضعیف ہوجاتی ہے جب کہ اُسکے طے سے لوگ واقف ہوجائین اسواسطے کہ صدق اُسکا طے مین اور نظر اُسکی اُس اللہ کی طرف جسکے لیے وہ بھوکا رہتا ہے طے کو اُسپر آسان کر دیتی ہے پس جب کسی کو اُسکا علم ہوا تو اسمین عزیمت اُسکی ضعیف ہوجاتی ہے اور یہ صادق کی علامت ہے اور جب کبھی اُسنے اپنے نفس مین دریافت کیا کہ وہ اس بات کو دوست رکھتا ہے کہ کسی شخص کی نظر سے دیکھا جاے تو نفس کو چاہیے کہ متہم کرے اسواسطے کہ نفاق کی آمیزش اُسمین ہے اور جو کوئی اللہ کے واسطے طی کرتا ہے اللہ تعالی اُسکے عوض روحانی اُسکے باطن مین قوت عطا کرتا ہے کہ اُسکو کھانا فراموش ہوجاتا ہے اور کبھو نہین بھولتا مگر اُسکا قلب اقوات سے بھر جاتا ہے کہ وہ قوت روحانی کی جاذب کو قوی کرتا ہے اور جسکو اُسکے [illegible] اور نگاہ اُسکی طرف عالم روحانی سے کھینچتا ہے اور [illegible] کی

زمین سے نفرت کرتا ہی ولیکن اثر جذبہ روح کا جذبہ مقناطیس سے جو لوہے پر ہوتا ہے
بہت بڑھکر ہی جبکہ جذبہ نفس کا مخالف روح کے ہو تو اس حالت میں کہ نفس مطمئنہ
اور اسیر روح کے انوار قلب منور کے واسطے متشاکس ہوے ہوں اسواسطے
کہ مقناطیس لوہے کو جذب ایک روح کے سبب کرتا ہی جو مقناطیس کی
ہم شکل لوہے میں ہی تو خصوصیت خاص کی وجہ سے اسکو کھینچتا ہی پس جب کہ
نفس ہمجنس روح کا اس نور روح کے عکس سے ہو جاتا ہی جو اسکو قلب کے
واسطے سے پہنچتا ہی تو نفس میں ایک روح حاصل ہوتی ہی کہ قلب اسکی
استمداد روح سے اور ایصال اسکا نفس کو کرتا ہی اسواسطے روح نفس کو
اس روح کی خاصیت سے جو اسمیں پیدا ہو گئی ہی کھینچتی ہی پھر دنیا کے کھانے
اور حیوانی خواہشیں حقیر ہو جاتی ہیں اور اسکے نزدیک اس قول رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے معنی متحقق ہو جاتے ہیں - ابیت عند ربی یطعمنی ویسقینی
یعنی رات گذارتا ہوں اپنے رب کے پاس کہ مجھے وہ کھانا کھلاتا ہی اور پانی
پلاتا ہی اور اس حالت جسکی یہ صفت ہی قریب کی نہیں قدرت رکھتا مگر وہ بندہ
جسکے افعال اور اقوال اور تمام احوال ضرورت ہو جائیں پس کھانا بھی بضرورت
کھاتا ہی اور اگر فی المثل وہ بلا ضرورت کھائے تو اسمان بھوک کی آتش بھڑک اٹھے
اسطرح آگ لکڑی میں لگتی ہی اسواسطے کہ نفس خوابیدہ ہر ایک چیز سے جاگ
اٹھتا ہی جو اسکو جگاوے اور جب وہ جاگ اٹھا تو وہ اپنے ہوی کی طرف کھینچتا ہی
پس بندہ جو اسکے ساتھ ہو اگر سیاست نفس کو جانتا ہی اور اسکو علم ضروری
ہوا ہی اسپر ٹلنا آسان ہی اور تائید الہی اسکو پہونچتی ہی خصوصاً جب کہ

تجلیات الٰہی سے کسی چیز کا اُسکو کشف ہو گیا اور مجھ سے ایک فقیر نے حکایت کی
کہ اُسکو بھوک شدت سے معلوم ہوئی اور وہ نہ مانگتا تھا اور نہ کوئی اُسکا پیشہ تھا کہا
جب تھا اور جبکو بھوک عرصہ کے بعد پہونچی تو اللہ تعالی نے مجھے سیب عطا کیا تو
میں نے وہ سیب لیا اور چاہا کہ اُسے میں کھاؤں جب اُسے میں نے توڑا تو ایک
حور اُسمیں سے نکلی کہ توڑنے کے بعد اُس سے میں نے کہا پھر مجھے ایسی خوشی اُس سے
حاصل ہوئی کہ بہت دنوں تک میں کھانے سے مستغنی ہو گیا اور مجھ سے ذکر
کیا کہ حور سیب کے درمیان سے نکلی - اور ایمان بالقدرت ایمان کے ارکان سے
ایک رکن ہے پس یہ حکایت تسلیم کی گئی اور اُس سے انکار نہیں
کیا گیا - اور سہل بن عبداللہ رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ جسنے چالیس دن خلو
کیا اُسکے لیے ملکوت سے قدرت ظاہر ہوئی اور کہا جاتا تھا کہ بندہ زہد حقیقی
جسمیں کچھ آمیزش نہو نہیں کرتا مگر اُسوقت کہ قدرت کا مشاہدہ ملکوت سے
کرے - اور شیخ ابو طالب مکی رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ ہم نے ایسے شخص کو معلوم
کیا جسنے آخر قوت میں نفس کی ریاضت چالیس دن کا خلو کیا اور اُسکا حال
یہ تھا کہ وہ افطار کرتا ہر شب چودھویں حصہ رات تک تا آخر میں تو اُسکا بیان تھا
کہ آدھے مہینے میں تحلیل کرتا پھر اربعین کو ایک سال اور چار مہینے تک کرتا تب دنیا
ولیا تھی دن اور رات منقدرت ہو جاتے اور چاہتے تا آنکہ اربعین ایک
دن کے برابر ہو جاتا - اور میرے سامنے ذکر ہوا کہ جس شخص نے یہ کہا اُسکے لیے
عالم ملکوت سے آیات ظاہر ہوئے اور قدرت جبروت کے معنی اُس سے
مکشوف ہوئے جنکے ساتھ اللہ نے تجلی اُسکے واسطے کی جس طرح چاہا

اور جاننا چاہیے کہ کثرت قلت عدد اگر عین فضیلت ہوتی تو کسی نبی سے فوت نہوتی اور ہر آئینہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اقصی نماز کو پہونچتے اور اسمین شک نہین کہ اسکے لیے ایک فضیلت ہے جس سے انکار نہین ہو سکتا الا عطیات الٰہی اسمین منحصر نہین اسواسطے کہ کبھو وہ شخص جو سارے دن کھایا کرے اُس سے افضل ہوتا ہے جو اربعین کی طے کرتا ہے اور کبھو وہ شخص جسکو معانی قدرت سے کچھ بھی منکشف نہین افضل اُس سے ہوتا ہے جسکو وہ معانی کشف ہوتے ہون جب کہ صرف معرفت سے اُسکو اللہ تعالے نے کشف دیا ہو پس قدرت ایک اثر قادر سے ہے - اور جو شخص قرب قادر کا اہل ہو گیا اُسکو قدرت سے کسی چیز کا تعجب اور انکار نہین ہوتا اور وہ قدرت کو دیکھتا ہے کہ عالم حکمت کے اجزا کے پردہ سے جلوہ کر رہی ہے تو جب کہ بندہ اللہ تعالے کے لیے چالیس دن خالص ہوا اور کسی حال کے ضبط مین انواع عمل اور ذکر اور قوت وغیرہ سے جنکا ہم نے ذکر کیا ہے کوشش اور جہد کی اس اربعین کی برکت اسکے تمام اوقات و ساعات پر پہونچتی ہے - اور وہ ایک اچھا طریقہ ہے جسپر ایک گروہ صالحین نے اعتماد کیا ہے اور صالحین کی ایک جماعت تھی جو اربعین کے لیے ذیقعدہ اور دس دن ذیحجہ کے اختیار کرتے تھے اور وہ موسیٰ علیہ السلام کا اربعین ہے - حجاج نے مکحول سے روایت کی ہے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جس نے اللہ تعالے کے لیے چالیس دن عبادت خالص کی اُسکے دل سے حکمت کے چشمے اُسکی زبان سے جاری ہو گئے

اُنتیسواں باب اخلاق صوفیہ اور شرح خلق کے بیان میں ہے

حضرات صوفیہ اقتداء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اور لوگوں سے زیادہ حصہ لیے ہوئے ہیں اور بڑے مستحق سب سے اسکے احیاء سنت کے ہیں اور اخلاق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ متخلق ہونا حسن اقتداء اور احیاء سنت سے ہے اس بنا پر کہ جو انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا اے میرے فرزند اگر تو اسکی قدرت رکھے کہ تو صبح اور شام اسطرح بسر کرے کہ تیرے دل میں کسی کی طرف سے کینہ نہ ہو تو ایسا کر پھر فرمایا اے فرزند اور یہ میری سنت سے ہے اور جسنے میری سنت کو زندہ کیا تو بیشک اسنے مجھے زندہ کیا اور جسنے مجھے زندہ کیا وہ میرے ساتھ جنت میں ہوگا پس صوفیہ نے سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو زندہ کیا اسواسطے کہ وہ اپنے شروع حال میں آپکے اقوال کی رعایت کی توفیق دیئے گئے اور بیچ حال کے درمیان آپکے اعمال کی اقتداء کی اور اسکا ثمرہ انکو یہ ملا کہ وہ آپکے اخلاق کے ساتھ اپنے نہایات میں متحقق ہوئے اور اخلاق کی درستی اور تہذیب تب ہی ہوتی ہے جبکہ پہلے نفس کا تزکیہ اور تصفیہ ہو اور تزکیہ کا طریق سیاست شرع کے اذعان اور بیان لینے سے ہے اور جو بیشک حق سبحانہ وتعالی نے اپنے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا ہے وانک لعلی خلق عظیم یعنی اور بیشک تو بڑے خلق پر ہے۔ مگر گماں کہ آپ اشرف الناس اور زیادہ پاکیزہ نفس تھے اور اخلاق میں بھی ان سب سے احسن تھے۔ مجاہد نے کہا علی خلق عظیم سے مراد دین عظیم اور دین اعمال اچھا کہ اور اخلاق حسنہ کا مجموعہ ہے حضرت عائشہ

رضی اللہ عنہا سے خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دریافت کیا گیا فرمایا کہ آپ کا
خلق قرآن تھا قتادہ نے کہا وہ یہ ہے کہ امر الٰہی کے ساتھ آپ امر کرتے اور نہی الٰہی
کے ساتھ نہی کرتے تھے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے قول میں کان خلقہ القرآن
ایک سر ہے اور علم ناسفن پوشیدہ ہے جس کے ساتھ آپ نے کلام نہیں کیا مگر اس
سبب سے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو وحی آسمانی اور صحبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کی برکت سے اور اس کلمہ سے کہ خذوا شطر دینکم من ہذہ الحمیراء آگہی حاصل
کر دین کا ایک حصہ اس حمیرا سے مخصوص کیا اور یہ اس وجہ سے کہ نفوس
الوان و اقسام کی سرشت اور طبائع کے پیدا کیے گئے ہیں کہ یہ انکے لوازم
اور ضروریات سے ہیں بعضے مٹی سے پیدا کیے گئے اور انکی اصل کے موافق ایک
طبع ہے اور بعضے پانی سے اور انکی اصل کے موافق طبیعت ہے اور اسی طرح حمأ
مسنون یعنی کالی سڑی ہوئی مٹی سے اور صلصال یعنی کھنکھناتی مٹی سے جو
آگ میں پکی ہوئی سفال سے ہو اور ان اصول کے موافق انکی پیدائش
کے پیدا ہونے کی سازوسامان میں صفات بہیمی و سبعی و شیطانی سے کہ
صفت شیطنت کی انسان میں حاصل ہوئی جس کی طرف اشارہ قول اللہ تعالیٰ
سے ہے من صلصال کالفخار۔ یعنی یہ کہ آگ سفال اور ٹھیکرے میں
داخل ہوئی ہے اور پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ وخلق الجان من مارج من
نار یعنی جن کو پیدا کیا آگ کے شعلے سے جس میں دھواں ہے اور اللہ تعالیٰ
نے جب وہ پوشیدہ نطفہ اور بڑی غلبہ سے شیطان کا حصہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے کھینچ لیا اور الگ کر دیا اس وجہ سے کہ

موافق جو حلیمہ بنت الحرث کی حدیث طویل میں وارد ہی کہ اس درمیان میں کہ ہم
اپنے گھروں میں تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی رضاعی یعنی دودھ شریکی
بھائی کے ساتھ ہماری بھیڑ بکریوں میں تھے کہ آپکا بھائی ہمارے پاس دوڑتا ہوا آیا اور
کہا میرے اس قریشی بھائی کے پاس دو آدمی آئے کہ سفید کپڑے پہنے ہوے تھے
اور اُنکو لٹا دیا اور اُسکے پیٹ کو چاک کیا تو میں اور میرا باپ دونوں اُسکے پاس
دوڑتے ہوے گئے اور اُسکو ہم نے کھڑا پایا کہ اُسکا رنگ خوف سے بدلا ہوا تھا پھر اُسکو
باپ نے گلے لگا لیا اور کہا او فرزند کیا حال ہی کہا دو شخص میرے پاس آئے سفید کپڑے
پہنے ہوے پھر مجھے لٹا دیا اور میرا پیٹ چاک کیا تب اُس میں سے کچھ نکالا اور اُسکو پھینکدیا
پھر اُسکو ویسا ہی کر دیا جیسا تھا اُسکے بعد اُسکو ہم لیکر چلے آئے پھر اُسکے باپ
نے کہا کہ ای حلیمہ مجھے تو معلوم ہوا کہ میرے اس بیٹے کو کچھ صدمہ پہونچے ہمارے
ساتھ چلو کہ اُسکو قبل اسکے کہ کوئی بات ایسی ظاہر ہو جس سے ہم ڈرتے ہیں اُسکے
لئے قبیلہ میں پہونچا آویں [illegible] پھر اُسکو اُٹھا لیا اور اُسکی ماں کے پاس
پہونچایا [illegible] ماں نے کہا کس سبب سے تم نے اُسے
واپس کیا [illegible] ہم نے کہا کہ اللہ [illegible]
اللہ تعالی [illegible] ادا کر دیا اور ہم نے اس بات کو [illegible]
[illegible]

ڈرتے تھا قسم ہے اللہ تعالیٰ کی کہ اسکی طرف شیطان کی راہ نہیں ہے اور تحقیق
میرے اس بیٹے کے لیے ایک شان ظاہر ہونے والی ہے کیا میں تمہیں اسکی خبر سے
آگاہ کروں ہم نے کہا ہاں آپ نے کہا میں اسکی حاملہ ہوئی اور اس سے خفیف تر کوئی
حمل مجھے نہیں ہوا پھر جب اسکے حمل سے میں ہوئی تو مجھے خواب میں دکھلایا گیا کہ گویا
مجھ سے ایک نور پیدا ہوا جس سے شام کے محل روشن ہو گئے پھر جب میں نے
جنا تو اسطرح واقع ہوا کہ اسطرح کوئی مولود نہیں گرا کہ اپنے ہاتھوں پر ٹھہرا ہوا سر اپنا
آسمان کی طرف اٹھائے ہوئے تھا تو چھوڑو تم اسکو یہاں چھوڑ جاؤ۔ بعد اسکے کہ اللہ تعالیٰ
نے اپنے رسول کو شیطان کے حصے سے پاک اور مطہر کیا تو نفس زکی بھی نفوس
بشری کے حد پر باقی رہا کہ اسکے لیے صفات و اخلاق کے ساتھ ظہور ہے جو
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر باقی رکھی گئیں اور اس سے مقصود رحمت خلق
کے حق میں ہے اسواسطے کہ ان صفات کی اصول اور جڑ بنیاد نفوس امت میں
ظلمت وغیرہ کے ساتھ موجود ہیں سبب یہ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے حال میں اور امت کے حال میں تفاوت ہے سو ان صفات نے جو رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم میں اپنے ظہور کے ساتھ باقی رکھی گئیں انکے مقابلہ میں آیات
محکمات کی نزول سے اعانت چاہی کہ ان صفات مظلمہ کا استعمال کریں
اللہ تعالیٰ کی طرف سے تا دیا کہ رحمت خاص اسکے نبی کے لیے اور رحمت عام
امت کے لیے ہو جو ساعات اور اوقات ظہور صفات کے ہنگام منقسم نزول
آیات کے ساتھ ہیں قال اللہ تعالیٰ وقال الذین کفروا لولا نزل علیہ القرآن جملۃ واحدۃ کذلک
لنثبت بہ فؤادک ورتلناہ ترتیلا یعنی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اور کہنے لگے

وہ لوگ جو منکر ہیں کیوں نہ اُترا اُسپر قرآن سارا ایک ساتھ اسیطرح اُتارا تاکہ
کہ اُس سے تیرے دل کو ہم ثابت رکھیں اور ٹھہر ٹھہر کے پڑھ سنایا اور دل کا ثابت
کرنا اُسوقت ہے کہ نفس کی حرکت جو خود صفات کے ساتھ ہوے اُسکو
اضطراب ہو اسواسطے کہ قلب اور نفس کے درمیان ایک ارتباط اور تعلق ہے اور
ہر ایک اضطراب کے وقت ایک آیت کا نزول جسمین ایک خلق صالح اور
نورانی موجود ہے خواہ تصریحًا اور خواہ کھلا ہوا کہ تعریضًا اور کنایۃً ہے جیسے نفس شریفہ
نبویہ کو اُسوقت حرکت ہوئی کہ آپکے دندان شریف زخم صدمہ سے منکسر
ہوگئے اور خون تھا کہ آپکے چہرۂ مبارک پر بہتا تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم اس خون کو ملتے تھے اور فرماتے تھے کہ کسطرح وہ قوم فلاح پاوے گی
جسنے اپنے نبی کے چہرہ کو خون رنگ کر دیا اور حالانکہ وہ اُنکے پروردگار کی طرف
اُنکی دعوت کرتا ہے تب اللہ تعالی نے یہ آیت نازل کی لیس لک من الامر شیء
اور اُسپر قلب نبوی نے صبر کا جامہ پہن لیا تاکہ اضطراب کے بعد قرار حاصل ہو
پس چونکہ آیات قرآنی مختلف اوقات میں نفوس صفات پر متفرق نازل ہوئین تو قرآن
سے اخلاق نبوی صاف ہو گئے تاکہ آپکا خلق قرآن ہو اور نفس رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے اندر اُن صفات کے بقا مین معنی اس حدیث شریف کے حاصل ہون
انما انا بشر انسی کما تنسون یعنی مین بھی تو آدمی ہون بھلا دیا جاتا ہون جیسے تم بھولتے
تو آپکے نفس شریف کے صفات کا ظہور اُسوقت مین کہ نزول آیات کی خواہش کی
اسواسطے تھا کہ نفوس امت ادب حاصل کرین اور مہذب ہون بسبب اُسکی معرفت
جمعیت اُنکے حق مین ہے تاکہ اُنکے نفوس پاک اور اخلاق اُنکے شریف ہو جائین

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ اخلاق اللہ تعالی کے پاس خزانہ میں رکھے ہوئے ہیں تو جب اللہ تعالی کسی بندہ کے ساتھ خیر کا ارادہ کرتا ہی تو اس خزانہ سے اسکو ایک خلق عنایت کرتا ہی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ میں اسی واسطے بھیجا گیا ہوں کہ مکارم اخلاق کو پورا اور مکمل کروں اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہی کہ ہر آئینہ اللہ تعالی کے واسطے ایک سو کئی وہ ایسی خلق ہیں کہ جس کسی کو ان میں سے ایک بھی عطا فرمائے تو وہ شخص جنت میں داخل ہوا اور ان کا شمار اور اسکا حصر نہیں ہو سکتا مگر وحی آسمانی سے جو کسی رسول اور نبی کے واسطے ہو اور اللہ تعالی نے اسماء حسنی اپنے خلق پر ظاہر کیے جو صفات الہی سے خبر دیتے ہیں اور وہ انکے لیے ظاہر نہیں کیے مگر اس مقصود سے کہ انکو ان اسماء کی طرف بلائے اور اگر ایسا ہوتا کہ تخلق باخلاق اللہ کی صفت [illegible] میں رکھتا تو ان اسماء صفات کو انکے لیے نہ ظاہر کرتا تاکہ انکی طرف دعوت خلق کرے اور جسکو چاہے اپنی رحمت سے مخصوص کرے اور بعید نہیں اور وہ سمجھے [illegible] کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا قول جو کان خلقہ القرآن ہی اسمیں ایک رمز غامض اور ایما خفی اخلاق ربانی کی طرف ہی تو اس بات کے بیان [illegible] کہ ذات رسول اللہ متخلق باخلاق اللہ تھی حضرت الہی سے [illegible] اس معنی کو [illegible] اس قول سے کہ کان خلقہ القرآن تعبیر اور بیان کیا اور جلال کے [illegible] اور [illegible] مقام [illegible] حقیقت حال [illegible] رکھا [illegible] علم اور کمال ادب سے [illegible] وقد آتیناک سبعا من المثانی والقرآن العظیم اور اس آیت وانک لعلی خلق عظیم کے درمیان

ایک مناسبت ہی جو قول عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ کان خلقہ القرآن ہی مشعر ہی
جنید رحمہ اللہ نے کہا ہی کہ آپ کا خلق عظیم کے ساتھ موسوم اسلیے ہوا کہ آپ کو
اللہ تعالی کے سوا اور ہمت نہ تھی اور واسطی رحمہ اللہ نے کہا اسکی یہ وجہ ہی کہ آپنے
حق تعالی کے بدلے دونون جہان کو دیدیا اور اُسے کچھ سروکار نہ رکھا اور یہ بھی
بعض کا قول ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اخلاق سے لوگون کے ساتھ
حسن معاشرت کی اور اپنے قلب کے ساتھ اُنسے علیحدہ رہے اور یہ وہ مطلب
ہی جو بعضے صوفیہ نے تصوف کے معنی مین کہا ہی کہ تصوف خلق کے ساتھ
خلق اور حق کے ساتھ صدق ہی اور بعضے کہتے ہین کہ آپ کا خلق اسوجہ سے
عظیم ہی کہ مخلوقات آپ کی نظر مین خالق کے مشاہدہ کے سبب صغیر اور حقیر
ہو گئے تھے اور یہ بھی کہا گیا ہی کہ آپ کا خلق عظیم اسواسطے ہی کہ اسمین مکارم اخلاق
اور بزرگ خصائل جمع تھے اور اسیواسطے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی
امت کی دعوت حسن خلق کی طرف اُس حدیث مین فرمائی ہی جو حضرت
جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی
کہ تم مین سے زیادہ محبوب اور میرے مجلس مین قریب تر قیامت کے دن وہ
شخص ہی کہ جو تم مین سے اخلاق کے اندر احسن ہوگا اور تم مین سے زیادہ تر
بغیض اور مجھ سے دور تر مجلس مین قیامت کے دن وہ لوگ ہین جو ثرثارون
اور متشدقون اور متفیہقون ہین صحابہ نے کہا کہ یا رسول اللہ ثرثارون
اور متشدقون کو تو ہم سمجھے متفیہقون کون لوگ ہین فرمایا کہ وہ متکبر
ہین اور ثرثار یعنے بہت باتین کثرت سے کرنے والے اور متشدق

وہ لوگ ہیں جو کلام میں لوگوں پر گردن اٹھا کر جور کرنے والے ہیں۔ واسطی
رحمہ اللہ نے کہا کہ خلق عظیم یہ ہے کہ نہ یہ کسی سے خصومت کرے اور نہ کوئی اس
سے خصومت کرے اور یہ بھی کہا کہ وانک لعلی خلق عظیم یعنی درحقیقت تو بڑے
خلق پر ہے اس سبب سے کہ تو نے اپنے سر کے دیکھنے کی حلاوت پائی ہے اور یہ
بھی کہا ہے کہ اس سبب سے کہ تو نے طرح طرح کی نعمتیں جو تجھے ہم نے دی ہیں
انکو بہت اچھی طرح سے قبول کیا ہے ان نبیوں کی نسبت جو تجھ سے پہلے تھے۔ اور
حسین نے کہا ہے اس سبب سے کہ جفائے خلق تیرے اندر بمطالعہ حق کے ساتھ اثر
نہیں کرتا۔ اور کہا گیا ہے کہ خلق عظیم لباس تقوی اور تخلق باخلاق اللہ ہے
اس واسطے کہ آپ کے ہوتے ہوئے خطرہ عوضوں کے لیے نہیں باقی رہا۔ اور بعض
صوفیہ نے کہا ہے کہ یہ قول اللہ تعالی کا پورا اور اکمل ہے۔ ولو تقول علینا
بعض الاقاویل لاخذنا منہ بالیمین۔ یعنی اور اگر بنا لاتا ہم پر کوئی بات تو
ہم اسکا داہنا ہاتھ پکڑ لیتے اس واسطے کہ جب اللہ تعالی نے یوں فرمایا وانک
لعلی خلق عظیم یعنی اور البتہ تو بڑے خلق پر ہے تو حضرت کو حاضر کیا اور جب آپ کو حاضر کیا تو
آپ کو غفلت اور حجاب میں رکھا اور یہ قول اللہ تعالی کا پورا اور اتم ہے
لاخذنا الخ ہم اسکا داہنا ہاتھ پکڑ لیتے اس واسطے کہ اسمیں فنا ہے اور اس
قائل یعنی توجیہ و تفسیر کرنے والے کے قول میں نظر اور بحث ہے تو کیوں نہیں
کہا اگر اسمیں فنا ہووے تو اسکے قول وانک میں بقا ہے اور وہ بقا بعد فنا
ہے اور بقا فنا سے اتم و اکمل ہے اور یہ منصب رسالت کے لیے سزاوار تر ہے۔
اس واسطے کہ فنا کو اسی واسطے اعزاز ہے کہ وہ وجود مذموم کے عزم ہے

پھر جبکہ بندہ ہم کو وجود سے نکال ڈالا اور نعوت و صفات بدل گئے تو پھر کون نعوت فیما بین باقی رہ گئی پس حضوری اسکی اللہ کے ساتھ ہے نہ کہ اسکے نفس کے ساتھ پھر اب کون سے حجاب یہاں باقی رہے اور بعضوں نے کہا ہے کہ جو کوئی خلق عظیم دیا گیا پس وہ بزرگترین مقامات پر دیا گیا ہو اسلئے کہ مقامات کیلئے ارتباط احکام ہے اور خلق ایک ارتباط نعوت و صفات کے ساتھ ہے - اور جنید نے کہا ہے کہ اسمیں چار چیزیں جمع ہیں سخا اور الفت اور نصیحت اور شفقت - اور ابن عطا نے کہا ہے کہ خلق عظیم یہ ہے کہ اسکو کوئی اختیار نہو اور وہ فنائے نفس اور فنائے مالوفات کے ساتھ محکوم ہو - اور ابو سعید قرشی کا قول ہے کہ عظیم اللہ ہے اور اسکے اخلاق سے جود ہے اور کرم اور صفح اور عفو اور احسان ہے کیا تم نہیں دیکھتے حضرت علیہ السلام کے قول کی طرف کہ ہر آئینہ اللہ کے واسطے ایک سو کئی دانائی خلق ہیں جسمیں ایک بھی خلق اسمیں کا ہے تو وہ بہشت میں داخل ہوگا پس ہر گاہ اللہ تعالیٰ کے اخلاق کے ساتھ آپ متخلق ہوئے تو اس قول کے ساتھ وانک لعلی خلق عظیم - ثنا رہا حاصل کی اور بعض کا یہ قول ہے کہ تیرا خلق اسواسطے عظیم ہوا کہ تو اخلاق کے ساتھ راضی نہوا اور آگے بڑھا اور سیر کی اور نعوت پر نہ ٹھہرا یہاں تک کہ تو ذات تک پہونچا اور بعضے کہتے ہیں کہ جب محمد علیہ الصلوۃ والسلام کو حجاز کی طرف بھیجا تو اس کے سبب لذات اور شہوات سے روکا اور آپ کو غربت اور کربت میں ڈالا پھر جبکہ اسکے ذریعہ سے صاف پاک پہلے اخلاق سے ہوئے تو آپ کے واسطے فرمایا وانک لعلی خلق عظیم - اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ کہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ مکارم اخلاق دس ہیں جو آدمی میں ہوتے ہیں

اور اُسکے بیٹے ہین بلکہ بیٹے ہوتے اور بیٹے ہین ہوتے ہین اور اُسکے باپ ہین نہین ہوتے اور غلام ہین ہوتے ہین اور اُسکے مالک ہین نہین ہوتے اُسکی تقسیم اللہ تعالے اُس شخص کیلیے کرتا ہی جسکے حق مین سعادت چاہتا ہی سچ بولنا اور دنیا سے سچی نا امیدی اور یہ آپ پیٹ نہ بھر کر کھانے اور اُسکا ہمسایہ اور اُسکے ساتھی بھوکے ہون اور سائل کو دینا اور نیکیون کا بدلہ دینا اور امانت کو محفوظ رکھنا اور رشتہ دارون سے سلوک کرنا اور اہل صحبت کے ساتھ عاجزی اور مہمان کی ضیافت اور ان سب کی چوٹی کی چیز حیا ہی - اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ زیادہ وہ لوگ وہ کون ہین کہ جو بہشت مین جائینگے فرمایا کہ اللہ کا خوف اور حسن خلق اور سوال کیا گیا کہ دوزخ مین زیادہ کون لوگ جائین گے فرمایا کہ غم اور خوشی - غم تو دنیا کے حظوظ جاتے رہنے کا ہی اسواسطے کہ یہ فعل اور تنگ دلی کو متضمن ہی اور اُسمین اللہ تعالی پر اعتراض اور قضا سے نا رضامندی ہی اور خوشی وہ ہی جو دنیا کے حظوظ ممنوعہ سے حاصل ہو اس آیت کریمہ کے موافق لکیلا تاسوا علی مافاتکم ولا تفرحوا بما آتاکم یعنی تاکہ تم گئی ہوئی چیزون پر غمناک نہو اور ان چیزون کے ساتھ جو تم کو ملی ہین خوش نہو اور یہ وہ خوشی ہی جسکو اللہ تعالی نے فرمایا - اذ قال لہ قومہ لا تفرح ان اللہ لا یحب الفرحین یعنے جس وقت قارون کو اُسکی قوم نے کہا کہ تو خوش مت ہو کہ ہر آئینہ اللہ تعالی خوشی کرنے والون کو دوست نہین رکھتا جبکہ دیکھا اُسکی کنجیون کو زور آور گروہ مشکل سے اُٹھاتے تھے لیکن جو خوشی ازقسم اُخروی ہین تو وہ محمود ہین کہ اُنہین حمد کیا جاتا ہی اللہ تعالی نے فرمایا ہی کہو اللہ کے فضل اور رحمت سے

تو اسکے ساتھ چاہئے کہ خوش ہون - اور عبداللہ بن مبارک نے حسن خلق کی تفسیر
کی ہی اور کہا کہ وہ کشادہ روئی اور شگفتہ روئی اور بھلائی کا خرچ کرنا اور ایذا سے رُکنا ہو
صوفیہ نے اپنے نفوس کو مرتاض مجاہدون اور سختیون سے کیا تاآنکہ تہذیب
اخلاق کو قبول کیا اور بسا نفوس ہین جو اعمال کی اجابت کرتے ہین مگر اخلاق
کی اجابت نہین تو عباد کے نفوس نے اعمال کی اجابت کی اور اخلاق سے سرکشی
اور روگردانی کی اور نفوس زہاد نے بعض اخلاق کی اجابت کی اور بعض کی
نہین کی اور نفوس صوفیہ نے کل اخلاق کریمہ کی اجابت کی ابوبکر کتانی سے
روایت ہی کہ وہ کہتے تھے تصوف خلق ہی تو جو تیرے اوپر خلق مین زیادہ ہوا وہ
تیرے اوپر تصوف مین زیادہ ہوا پس جو عابد لوگ ہین اُنھون کے نفوس نے اجابت
اعمال کی اسواسطے کہ وے نور اسلام کے ساتھ چلتے ہین اور جو زاہد ہین اُنکے
نفوس نے بعضے اخلاق کی اجابت کی اسواسطے کہ وہ نور ایمان کے ساتھ
چلتے ہین اور صوفیہ اہل قرب ہین وہ نور احسان کے ساتھ چلتے ہین پھر جب وقت
اہل قرب اور صوفیہ کے باطنون نے نور یقین حاصل کیا اور یہ اُنکے بطون
مین جڑ پکڑ گیا تو قلب کو صلاحیت ہر ایک اطراف اور جوانب کی پیدا
ہوئی اسواسطے کہ قلب کا بعض حصہ نور اسلام سے سفید اور روشن ہوتا ہی
اور بعض حصہ نور ایمان سے اور کل قلب نور احسان اور ایقان سے نورانی
ہوتا ہی پس جبکہ قلب روشن اور منور ہوگیا اُسکا نور نفس پر منعکس ہوا اور
قلب کا ایک رُخ نفس کی طرف اور ایک رُخ روح کی طرف ہی اور نفس کا
ایک رُخ قلب کی جانب اور ایک رُخ طبیعت و سرشت کی جانب ہی اور

جبکہ قلب کل روشن نہو روح کی طرف نہیں کل متوجہ ہوتا اور اسوقت وہ دو وجہین
یعنی دو رخا ہوتا ہی ایک رخ روح کی طرف اور ایک رخ نفس کی طرف اور جبکہ
کل قلب روشن ہوا تو وہ پورا روح کی طرف متوجہ ہوتا ہی پھر اُسکو روح پاتی اور
سینچتی ہی اور نور و اشراق بین زیادہ ہوتی ہی اور جب کبھی قلب روح کی طرف منجذب
ہوتا ہی نفس قلب کی طرف کھینچتا ہی اور جب کبھی وہ منجذب ہوا تو قلب کی طرف
متوجہ ہوا اسی رخ کی طرف سے جو اُسکے قریب ہی اور نفس منور ہو جاتا ہی اسواسطے
کہ وہ قلب کی طرف متوجہ اُسی رخ سے ہوتا ہی جو قلب کے نزدیک ہی اور
اسکی نورانیت کی علامت اُسکی طمانینت ہی۔ قال اللہ تعالی یا ایتہا النفس
المطمئنۃ ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیۃ یعنی اللہ تعالی نے فرمایا ہی اے نفس مطمئنہ
اپنے پروردگار کی طرف خوش اور پسندیدہ رجوع کر اور جبکہ اُسکے رخ کی
جو قلب کے قریب ہو ایسی ہی ہی کہ جیسے سیب کے ایک رخ کی ہوتی ہی کہ ہوا
سے حاصل ہوا اور جو کچھ ظلمت کہ نفس پر باقی رہ جاتی ہی وہ اُسکے ایک رخ
کے باعث ہوتی ہی جو سرشت اور طبیعت کے نزدیک ہوتی ہی جسطرح کہ سیب
کے باہر کا رخ ایک قسم کی کدورت اور نقصان رکھتا ہی جو اُسکے اندر کی نورانیت
کے برخلاف ہی اور جبکہ نفس کے دو رخ مین سے ایک رخ منور ہو گیا تو وہ تہذیب
اخلاق اور تبدیل صفات کی طرف ملتجی ہوا اور اسی واسطے ابدال ابدال کے
نام سے موسوم ہوے اور جو بعید اسمین یہ ہی کہ صوفی کا قلب جو ہمیشہ توجہ
الی اللہ اور ذکر قلب اور لسان سے کرتا ہی تو وہ ذکر ذات کی جانب ترقی کرتا ہی
اور اسوقت وہ مثل عرش ہو جاتا ہی عرش عالم خلق و حکمت مین قلب کا ثبات ہی

اور قلب عالم امر وقدر مین عرش ہی- اور سہل بن عبد اللہ تستری نے کہا ہی قلب عرش کے مثل اور سینہ کرسی کے مثل ہی اور حق تعالی کی طرف سے وارد ہی میری سمائی میری زمین اور میرے آسمان مین نہین ہی اور میری وسعت میرے مومن بندہ کے قلب مین ہی پھر جبکہ قلب ذکر ذات کے نور سے سرمہ آلود اور قرب کی ہوا سے بحر موج زن ہو گیا تو نعوت اور صفات کی صفائی اخلاق نفس کی نہرون مین جاری ہوئین اور اخلاق اللہ تعالی سے تخلق ثابت ہو گیا شیخ ابو القاسم گرگانی سے ہی کہ اُسنے کہا ہی ننانوے اسمائے حسنی بندہ سالک کے لیے اوصاف ہو جاتے ہین اور پھر بھی یہ شخص سلوک مین در اصل نہین ہی اور شیخ کی مراد اس سے یہ ہی کہ بندہ ہر ایک اسم سے ایک نمونہ حاصل کرتا ہی جو بشر کے ضعف حال اور اُسکے قصور کے مناسب ہی مثلاً وہ اسم اللہ تعالی سے الرحیم کو بمعنی رحمت بقدر قصور بشر کے لے اور مشائخ کے کل اشارات اسماء و صفات مین جو اُنکے علوم مین سب سے زیادہ بزرگ ہین اسی معنی اور تفسیر کی بناپر ہین اور جس کسی نے اس سے توہم حلول کا کچھ بھی کیا وہ زندیق اور ملحد ہو گیا اور ہر گاہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ کو ایک وصیت فرمائی جو محاسن اخلاق کو جامع ہی فرمایا اے ای معاذ مین تجھے وصیت کرتا ہون خوف خدا اور صدق کلام اور وفاء عہد اور اداے امانت اور ترک خیانت اور حفظ ہمسایہ اور رحم یتیم اور نرمی کلام اور سلام اور حسن عمل اور قصر امل اور قصد عمل اور لزوم ایمان اور قرآن مین تفقہ اور محبت آخرت اور اضطراب از حساب اور تواضع اور اجتناب دشنام حلیم اور تکذیب صادق

اور اطاعت گنہگار اور امام عادل کی نافرمانی یا خرابی زمین کی مین وصیت
کرتا ہون تجھے کہ خدا سے ڈرو ہر ایک پتھر اور درخت اور ہر کلوخ کے نزدیک اور
توبہ کر ہر ایک گناہ سے پوشیدہ کے پوشیدہ سے اور ظاہر کے ظاہر سے - اسکے ساتھ
اللہ نے اپنے بندون کو ادب دیا ہی اور انکو مکارم اخلاق اور محاسن آداب
کی طرف دعوت کی ہی - اور معاذ نے یہی روایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
کی ہی کہ اسلام مکارم اخلاق اور محاسن آداب سے ڈھکا ہوا ہی - اور ابو دردا
سے روایت ہی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کوئی چیز نہین ہے
جو میزان مین رکھی جائے گران تر حسن خلق سے نہین ہی اور حسن خلق والا اسکے
سبب درجہ نمازی اور روزہ دار کو پہنچتا ہی - اور بہتر آئینہ اخلاق رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سے تھا کہ آپ سب سے زیادہ سخی تھے کہ رات کو آپ کے پاس دینا
رہتا اور نہ ایک درم اور اگر رہتا اور کسی ایسے شخص کو نہ پایا کہ اسکو آپ عطا
فرمائین اور رات ہو جاتی تو آپ اپنے گھر مراجعت نفرماتے جب تک کہ اس سے
بری نہین ہو جاتے اور دنیا سے نیل مرام نہ کرتے تھے اور آپ کی قوت عام
اکثر چھوارے اور جو تھی جو بہت ہلکے اور کم قیمت ہین اور اسکے سوا جو ہوتا
وہ فی سبیل اللہ دیتے اور کوئی چیز آپ سے نہ مانگی جاتی کہ آپ عطا نہ فرماتے
پھر یہی قوت عام کی طرف رجوع کرتے اور انہین سے آپ بقدر لیتے کہ اکثر وہ قوت
سال تمام ہونے سے پہلے ہو چکتی اور آپ جوتا گانٹھتے اور کپڑون مین پیوند لگاتے
اور خدمت اہل خانہ مین مشغول رہتے اور انکے ساتھ گوشت کاٹا کرتے - اور آپ
حیا مین سب سے زیادہ تھے اور سب سے زیادہ متواضع تھے اللہ تعالے کی

رحمت ہو آپ کے اوپر اور آپ کے آل و اصحاب سب پر ہمیشہ

تیسواں باب اخلاق صوفیہ کی تفصیل میں ہے

اخلاق صوفیہ میں سب سے اچھا خلق تواضع ہے اور بندہ کے لیے اس تواضع سے افضل کوئی لباس نہیں۔ اور جسکو تواضع اور حکمت کا خزانہ ہاتھ لگ گیا وہ اپنے نفس کو ہر ایک شخص کے سامنے ایک اندازہ پر رکھتا ہے جسکو وہ جانتا ہے کہ اسکو قائم رکھتا ہے اور وہ ہر ایک شخص کو اپنے نفس کی طرف سے اُس اندازہ پر جو اُسکے نزدیک ہے قائم رکھتا ہے اور جسکو یہ بات نصیب ہوئی تو ہر آئینہ وہ آرام سے رہا اور دوسرے کو آرام سے رکھا اور نہیں جانتے اسکو مگر وہ لوگ جو عالم ہیں۔ حضرت انس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر آئینہ اللہ تعالی نے وحی میرے پاس بھیجی کہ تواضع کرو تم اور ایک دوسرے پر بغاوت یعنی گردن کشی اور ظلم نکرے۔ اور حضرت علیہ السلام نے فرمایا ہے اس آیت کی تفسیر میں۔ قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یعنی کہو اگر تم اللہ کو محبوب رکھتے ہو تو میری پیروی کرو کہا نکوئی اور تقوی اور خوف اور ذلت نفس ہیں۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تواضع سے بات تھی کہ آپ دعوت آزاد اور غلام سب کی دعوت قبول کرتے اور ہدیہ اُنکا لیتے اور اگرچہ وہ ایک ہی گھونٹ دودھ کا ہوتا یا کہ خرگوش کی ران ہوتی اور اُسکی مکافات کرتے اور اسکو نوش فرماتے اور آپ کنیز اور مسکین کی اجابت میں غرور نہ کرتے۔ اور سلیمان بن عمرو بن شعیب سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تواضع کی چھوٹی کی یہ بات ہے کہ جس سے

تو ملے اُسکو پہلے سلام کرے اور جو تجھے سلام کرے اُسکا تو جواب دے اور مجلس مین
ادنیٰ مقام پر بیٹھے نہین تو راضی ہو اور یہ بات ہی کہ اپنی تعریف اور تزکیہ اور نیکیا
کو دوست نہ رکھے۔ اور آپ سے یہ بھی روایت ہی کہ خوشی ہو اُس شخص کو جس نے
تواضع بلا نقص کی اور اپنے نفس مین تذلل بغیر مسکنت کیا جنید رض سے
سوال تواضع کی نسبت کیا گیا کہا بازو کا جھکانا اور پہلو کا نرم کرنا ہی۔ اور فضیل سے
تواضع کا سوال کیا گیا تو کہا کہ حق کے لیے خضوع اور اُسکی انقیاد کرے اور جو حکم دیا
اُسکو قبول کرے اور اُسکی سماعت کرے۔ اور یہ بھی کہا جو شخص اپنے نفس کی قیمت
کا اعتقاد کرے تو اُسکے لیے تواضع مین حصہ نہین ہی اور وہب بن منبہ نے کہا
کتاب اللہ مین لکھا ہوا ہی کہ مین نے پشت آدم سے ذریات کو نکالا اسو کوئی
قلب تواضع مین بڑھ کر قلب موسیٰ سے نہ پایا اسی واسطے اُسکو مین نے
برگزیدہ کیا اور اُس سے کلام کیا۔ اور بعضون نے کہا ہی کہ جسنے اپنے نفس کے
اسو ہنائی کو جانا اور پہچانا اُسنے بلندی اور شرف مین طمع نہین کی اور تواضع
کی راہ چلتا ہی تو وہ خصومت اُس شخص سے نہین کرتا جو اُسکی مذمت کرے اور نہ اُسکا
کا شکر کرتا ہی اُسکی نسبت جو اُسکی تعریف کرے۔ اور ابو حفص نے کہا جو شخص اس
بات کو محبوب رکھے کہ اُسکا قلب تواضع کرے تو چاہیے کہ صالحین کی صحبت مین
رہے اور التزام اُنکی حرمت کا کرے پس اُنکی خدمت تواضع سے جو اُنکے نفس مین ہی
اُنکی اقتدا کریگا اور تکبر نکریگا۔ اور لقمان علیہ السلام نے کہا ہی کہ ہر ایک شی
ایک سواری ہی اور عقل کی سواری تواضع ہی۔ اور ثوری نے کہا ہی پانچ نفوس دنیا مین
عزیز ترین خلق ہین عالم زاہد۔ اور فقیہ صوفی۔ اور غنی متواضع۔ اور فقیر شاکر ۱۴۱

اور شریف روشن اور جلا رہے کہا ہی اگر شرف تواضع کا نہوتا تو ہم جب چلتے تو خطرہ
مین پڑتے ۔ اور یوسف بن اسباط نے کہا جب کہ غایت تواضع سے سوال کیا گیا
کہ اگر تو اپنے گھر سے باہر نکلے تو کسی سے نہ ملے مگر یہ کہ تو اسے اپنے سے بہتر خیال
کرے اور مین نے اپنے شیخ ضیاء الدین ابو النجیب کو دیکھا جب کہ مین اُسکے ساتھ
شام کی طرف سفر مین تھا اور ہمراہ ایک بعض اہل دنیا نے آپکے پاس اسیران
فرنگ کے ہمراہ بیکھانا فرنگ سے بھیجا اور وہ لوگ اُنکے قید مین تھے پھر جب
دسترخوان بچھایا گیا اور قیدی لوگ برتنون کے لیے منتظر تھے کہ وہ برتن خالی ہون
آپ نے خادم کو فرمایا کہ قیدیون کو حاضر لاؤ تا کہ دسترخوان پر فقرا کے ساتھ بیٹھین
خادم اُن کو لایا اور دسترخوان پہ ایک صف مین اُنکو بٹھلایا اور شیخ اپنے مصلے
سے اُٹھے اور ٹہلتے ہوے اُنکی طرف آئے اور اُنکے بیچ مین اسطرح بیٹھے کہ گویا
ایک اُنہین سے وہ تھے بعد ازان آپ نے کھانا کھایا اور اُن سب نے
کھایا اور ہمین آپکے چہرہ پر وہ بات ظاہر ہوئی جو آپ کے باطن سے تواضع
شدہ اور انکسار فی نفسہ اور تکبر کرنے سے علیحدگی اپنے ایمان اور علم اور
عمل سے نازل کی ۔ اور ابو الحسین نارسی سے مسموع ہی کہ کہتے تھے مین نے
حریری سے سُنا ہی کہتے تھے اہل معرفت کی تحقیق یہ بات ہوئی ہی کہ دین کے
لیے سرمایہ ہی پانچ ظاہر مین اور پانچ باطن مین ہین پس جو ظاہر مین ہین
وہ صدق زبان اور سخاوت بیچ تن اور تواضع ابدان مین اور اذیت
سے رکنا اور اذیت کا بلا عذر اُٹھانا اور باطن کے یہ ہین محبت وجود
سید اپنے کے اور خوف فراق اپنے سید کا اور امید وصول اپنے

سید کی اور اپنے فعل پر پند بہت اور حیا اپنے رب سے اور یحییٰ بن معاذ نے کہا ہی کہ تواضع
خلق مین اچھی ہی مگر دولتمندون مین زیادہ اچھی ہی اور تکبر خلق مین برا ہی اور فقرا مین
بدتر ہی۔ اور ذوالنون کا قول ہی کہ تواضع کی علامات تین ہین نفس کی تصغیر اور
عیب کی شناخت اور لوگون کی تعظیم توحید کی حرمت سے اور امر حق اور نصیحت کا ہر شخص
سے قبول کرنا اور بایزید سے کہا گیا آدمی کب متواضع ہوتا ہی کہا جب اپنے نفس کے
لیے کوئی حق نہ دیکھے اور نہ کوئی حال اپنے علم سے اس وجہ سے کہ نفس شریر اور عیب دار
ہی اور خلق مین کسی کو آپ سے زیادہ شریر نہ اعتقاد کرے۔ بعضے حکما نے کہا ہی
کہ ہم نے تواضع جہل اور بخل کے ساتھ محمود اور عمدہ تر اس کبر سے پائی جو ادب
اور سخاوت کے ساتھ ہو اور بعضے حکیمون سے پوچھا گیا کہ تو کوئی ایسی نعمت
جانتا ہی جسپر حسد نہو اور ایسی بلا کہ صاحب بلا پر کوئی رحم نکرے کہا ہان وہ نعمت
تو تواضع ہی اور وہ بلا کبر ہی اور تواضع کی اصل حقیقت کا کھول دینا یہ ہی کہ تواضع
رعایت اعتدال کی کبر و ضعہ مین ہی پس کبر انسان کا اپنے نفس کو اپنے مرتبہ
سے زیادہ اونچا کرنا ہی اور ضعہ انسان کا اپنے نفس کو ایسی جگہہ رکھنا جس سے
ہتک اور عیب لگتا ہو اور اپنے حق کے ضائع کرنے تک پہونچتا ہی اور ہمارا یقین
اکثر اشارات مشائخ سے جو شرح تواضع مین بہت چیزین مفہوم ہوتی ہین کیسی مد
تک کہ تواضع کو انہین ضعہ کی جگہہ قائم کیا ہی اور انمین ہو بلندی افراط سے
تفریط کی پستی مین داخل ہوتی ہی اور حد اعتدال سے انحراف متوہم ہوتا ہی اور
وہین انکا قصد مبالغہ مریدون کے استقبال نفس مین ہی اس خوف سے کہ
مبتدا عجب اور کبر تک نوبت پہونچے پس بہتر یہ بات ہی کہ مرید ابتدا ظہور سلطان

حال ہین عجب سے علیحدہ ہو حتی کہ ہم آئینہ بزرگوں کی ایک جماعت سے ایسے کلمات
نقل کیے گئے ہین جو بیہودگی اور مفضی غرور تک ہوتے ہین اور جسقدر کلمات اس قبیل
کے جو مشائخ سے نقل کیے گئے ہین تو اس سبب سے ہین کہ وہ نہین سکر تھا یا موجودہ ہی
اور سُکر حال کے تحقیق مین محصور ہین اور ابھی ابتدا امر مین میدان صحو وہوشیاری
تک نہین بر آمد ہوے اور یہ بات جبکہ صاحب بصیرت اپنی نظر کو تیز کر کے
دیکھے تو اُسے معلوم ہوگا اس سبب سے ہی کہ نفس استراق سمع کرتا ہی یعنی چھپے
ہوے سنتا ہی جبکہ کوئی وارد قلب پر نازل ہوتا ہی اور نفس نے جب استراق
سمع کیا اسوقت کہ قلب پر کوئی وارد ظاہر ہوا تو وہ اپنی صفت کے ساتھ اس
طور سے ظہور کرتا ہی کہ وہ وقت اور نعت حال پر گران نہین ہوتا تو اُسی سے
کلمات اس قسم کے جو تکبر تک پہونچتے ہین پیدا ہوتے ہین جیسے کہ بعض کا یہ قول
ہی کہ کون میرے برابر نیلگون آسمان کے نیچے ہی اور بعض کا یہ قول ہی کہ میرا قدم
سب اولیا کی گردن پر ہی اور جیسے بعض کا قول کہ زین کھینچی اور لگام دی مین نے
اور زمین کے کنارون پر مین پھیرا اور کہا ہی کوئی جنگ آور تو کوئی میرے سامنے
نہین آیا۔ اس سے اشارہ اُسکی طرف ہی کہ وہ اپنے وقت مین یکتا اور منفرد ہی اور
اور جس کسی پر یہ بات مشکل معلوم ہو اور اس بات سے واقف نہو کہ یہ سبب چھپ
استراق سمع اور قلب کی واردات پر کان لگانے سے ہی تو چاہیے کہ اُسکا وزن
میزان احوال اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین کرے کہ اُن مین کیسی
تواضع تھی اور کسقدر اس قسم کے کلمات سے پرہیز کرتے تھے اور اُسکو بعید
جانتے تھے کہ بندہ کے لیے ایسی چیز کے ساتھ غلبہ ور افتخار کرے الا صادقین

کلام کے لیے ایک وجہ جہت مین بنائی جاتی ہے اور یہ کہا جاتا ہے کہ یہ وبال اُنکا
تشکر حال مین ہے اور متوا سے لوگون کا کلام گمان کیا جاتا ہے تو اُن مشائخین نے
جو صاحب تمکین مین جب جان لیا کہ یہ مرض نفوس مین گڑا ہوا ہے تو تواضع
کی شرح مین انھون نے مبالغہ یہان تک کہ اُس حد کو پہونچا دیا کہ وہ تواضع شامل
در صفت کے ہو گئی تا کہ مریدون کی دوا علاج اُس سے کرین اور تواضع مین اعتدال
یہ ہے کہ انسان راضی اسیر ہو کہ جس مقام پر وہ مستحق ہے اُس سے کسی قدر فروتر جگہہ
اختیار کرے اور اگر کوئی شخص نفس کی سرکشی سے امین ہووے تو وہ اُس حد پر
ٹھہرے جسکا وہ مستحق ہے بدون اسکے کہ کچھ اُسمین زیادتی یا کمی ہو مگر جبکہ گردنکشی
نفس کی جبلت مین ہے اسواسطے کہ پیدا ہوا ہے صلصال سے جو مثل فخار کے ہے یعنی
سوکھی مٹی سے جو مثل پکے برتن کے کھنکھنی ہے تو اُسمین ایک نسبت آتشی ہے اور
بالطبع مرکز آتش کی طرف اُسکو استعلا کی خواہش ہے تو اُسکے علاج کےلیے تواضع
کی احتیاج ہوگی اور جس جگہہ کا وہ مستحق ہے اُس سے کسی قدر نیچے درجہ پر ٹھہرانے
کی ضرورت ہے تا کہ اُسمین کبر کو راستہ نملے پس کبر انسان کا ظن ہے کہ وہ دوسرے
سے بہت بڑا ہے اور تکبر اسکے اظہار کا نام ہے اور یہ ایک صفت ہے جسکا مستحق
کوئی سوا اللہ تعالی کے نہین ہے اور مخلوقات سے جس کسی نے اُسکا دعوی
کیا وہ جھوٹا ہے اور کبر اعجاب سے پیدا ہوا اور اعجاب حقیقت محاسن کے
جہل سے پیدا ہوا اور جہل درحقیقت انسانیت سے باہر ہوتا ہے اور تحقیق یہ ہے کہ
اللہ تعالی نے شان کبر کی مذمت فرمائی ہے جیسے اس قول سے کہ انہ لا یحب المستکبرین
کو دوست نہین رکھتا اور فرمایا ہے کیا دوزخ مین متکبرون کا مسکن

وبادی نہین ہی اور ہر آئینہ وارد ہوا ہی کہ اللہ تعالی فرماتا ہی کہ کبریا میری چادر ہی اور عظمت میری شلوار ہی تو جو مجھ سے کسی ایک مین ان دونون سے نزاع کرے تو مین اُسکو توڑ کر الگ کر دون اور ایک روایت مین ہی کہ اُسے دوزخ کے باب مین پھینک دون اور حق عز وجل نے انسان کو طغیان مین اُسکی حد پر پھیرنے کیلیے فرمایا ہی اور زمین پر اترا کر مت چل اسواسطے کہ تو زمین کو نہین پھاڑ سکتا اور نہ پہاڑون کے طول مین پہونچ سکتا ہی اور اللہ تعالی نے فرمایا ہی پس چاہیے کہ انسان اُس چیز کی طرف نظر کرے جس سے وہ پیدا ہوا ہی وہ اُچھندہ سے پیدا ہوا ہی اور اس سے بلیغ تر قول اللہ تعالی کا یہ ہی قتل الانسان ما اکفرہ من ای شیء خلقہ من نطفۃ خلقہ فقدرہ - مارا جاے انسان کیا ہی ناشکر ہی کس چیز سے اُسکو پیدا کیا نطفہ سے پیدا کیا پھر اُسکا اندازہ کیا - اور بعض صوفیہ نے بعض متکبرین سے یہ کہا آغاز تیرا نطفۂ ناپاک ہی اور انجام تیرا مردار گندہ ہی اور تو ان دونون کے درمیان ہی گندگی کا حامل ہی اور اس مضمون کو ایک شاعر نے نظم کیا ہی ؎ کیف یزہو من رجیعہ * ابد الدہر ضجیعہ ؎ کیونکہ اترا وے جو غلیظ کے ساتھ * ہو وے ہم خواب ہمیشہ دن اور رات * اور جب تواضع قلب سے جاتی رہی اور غرور نے وہان جگہ کی تو اُسکا اثر بعض اعضا مین پھیلتا ہی اور برتن سے وہی ٹپکتا ہی جو اُسمین ہوتا ہی سو کبھو اثر اُسکا گردن مین کجی سے ظاہر ہوتا ہی اور کبھو رخسارہ مین ٹیڑھے پن سے پیدا ہوتا ہی اللہ تعالی نے فرمایا ہی اور لوگون کے واسطے رخسار اپنا ٹیڑھا نکر - اور کبھو وہ سر مین نفس کی گردن کشی سے ظاہر ہوتا ہی اللہ تعالے نے فرمایا ہی

پھیرا اُنھون نے اپنے سرون کو اور دیکھا اُنکو تو نے کہ اعراض اور انحراف کرتے ہین
اُس حال مین کہ مغرور ہین اور جس طور سے کہ غرور جوارح اور اعضا مین منقسم ہوتا ہے
اور اُس سے شاخین پیدا ہوتی ہین اسی طور سے بعض اُنمین کے بعض سے کثیف
اور بھاری ہوتے ہین جیسے درزا اور نازش اور عزت وغیرہ مگر چہ کہ عزت کبر سے
مشابہ صورت مین ہے اور حقیقت کی رو سے مختلف ہے جسطرح تواضع ضعہ سے
مشابہ ہے اور تواضع محمود اور ضعہ مذموم ہے اور کبر مذموم ہے اور عزت محمود ہے اللہ تعالیٰ
نے فرمایا ہے اور اللہ ہی کے لیے اور اُسکے رسول کے لیے اور مومنین کے لیے
عزت ہے اور مومن کے لیے نہین روا ہے کہ اپنے نفس کو ذلیل کرے اسواسطے کہ
عزت یہ ہے کہ انسان اپنی حقیقت نفس کو پہچانے اور اُسکا اکرام اسطرح کرے کہ
اُسکو دنیا کے اغراض عاجلہ کے لیے خوار نہ کرے جیسے کبر انسان کا اپنے نفس سے
جاہل رہنا اور اُسکا منزلت سے اُسکے آگے بڑھانا ہے بعضے صوفیہ نے کہا جس سے ما اعظمک
فی نفسک یعنی کیا ہے تو اپنے نفس مین عظیم کہا مین عظیم تو نہین مگر عزیز ہون اور عزت
بیجگاہ مذموم نہی اور وہ کبر کے ہم شکل ہے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا زمین پر بغیر حق
کے استکبار اور غرور کرتے ہین اسمین ایک پوشیدہ اشارہ ہے اُسکے ثبوت
کے لیے کہ حق کے ساتھ عزت ہے پس حد تواضع پر ٹھہرنا بدون اُسکے ضعہ کی
طرف میل اور انحراف کے یہ ٹھہرنا صراط عزت پر ہے جو کبر کی دوزخ مین بنائی
ہوئی ہے اور اسمین تائید نہین پاتے اور نہ اُسپر قائم ہوتے ہین مگر انہین کے
قدم جو علما راسخ اور مقتدا مقربین اور رئیس ابدال اور صدیقین ہین بعض
صوفیہ نے کہا ہے کہ جسنے تکبر کیا تو اُسنے اپنے نفس کی فرومایگی سے خبر دی

ع تکبر نفس کو اپنے استحقاق سے بلند کرنا ...

اور جسنے تواضع کی اُسنے کرم طبع کو ظاہر کیا - اور ترمذی نے کہا ہی کہ تواضع دو قسم
ہی اول یہ کہ بندہ اللہ کے امر و نہی کے لیے تواضع اور فروتنی کرے اسواسطے
کہ نفس اپنی راحت طلب کرنے کے لیے اُسکے امر سے بچتا اور ہٹتا ہی اور شہوت
کے سبب جو اُسمین ہی اُسکی نہی مین خواہش کرتا ہی پس جبکہ نفس اُسکا امر و نہی
الٰہی سے شیر خوار ہوا تو یہ تواضع ہی اور قسم دوم یہ ہی کہ اپنے نفس عظمت الٰہی
کے لیے پست کرے تو اگر اُسکا نفس کسی چیز کو مانگے اُن چیزون مین سے جو اُسکے
لیے چھوڑی گئین کوئی قسم کے اقسام سے ہو اُسکو یہ روکتی ہی اور ان سب کا
خلاصہ یہ ہی کہ اُسکی مشیت مشیت الٰہی پر چھوڑ دیجاے - اور معلوم کرو کہ بندہ
تواضع کی حقیقت کو پہونچتا مگر اُسوقت کہ اُسکے قلب مین نور مشاہدہ کا نہ چمکے
پس اسوقت نفس اُسکا گداز مین آتا ہی اور اُسکے گداز مین اُسکی صفائی کبر
عجب سے ہی اسوقت وہ ملائم ہوتا ہی اور حق و خلق کا مطیع بنتا ہی اسواسطے کہ
آثار اُسکے مٹ جاتے ہین اور اُسکا التہاب اور غبار بیٹھ جاتا ہی اور تواضع کا
حظ وافی ہمارے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے واسطے قرب کے مقامات مین تھا
اُس حدیث مین جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے روایت کی ہی کہا ایک رات
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس نہ تھے تو مجھے غیرت آئی جو عورات
کو ہوتی ہی اس بات کی کہ آپ کسی اور کے پاس ازواج سے گئے ہونگے تو
مین نے آپ کی ازواج کے حجرون مین تلاش کیا اور نہ پایا پھر مسجد مین آپ کو
سجدہ کرتے ہوے پایا جیسے پڑا کپڑا ہو اور آپ سجدہ مین کہتے تھے تیرے
لیے میرے سواد دل اور خیال نے سجدہ کیا اور میرا دل تجھ سے اور ایمان لایا

اور میری زبان نے تیرا اقرار کیا اور اب مین تیرے حضور مین حاضر ہون اے عظیم اور
اے بڑے گناہون کے بخشنے والے - اور قول حضرت علیہ السلام کا سجدہ تیرے لیے
میرے سوید اور دل اور خیال نے کیا انتہا درجہ کی تواضع ہے کہ آثار وجود کو مٹاتی ہے
اسواسطے کہ ایک ذرّہ فی الحقیقت سجدہ سے نہین کیا نہ ظاہر مین نہ باطن مین
اور ہرگاہ صوفی کو بہرہ تواضع خاص سے بساط قرب پر ہوا اور خلق کی تواضع
سے بھی بہرہ اندوز ہوگا اور یہ ایک سعادت ہے جب کہ وہ پیش آتی ہے تو پوری
پوری آتی ہے اور تواضع صوفیہ کے بڑے شریف اخلاق سے ہے اور اخلاق
صوفیہ سے مدارات اور خلق سے اذیت کا اٹھانا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
سلم سے یہ روایت ہے کہ ہر آئینہ آپ نے ایک شخص کو اپنے صحابہ سے یہودیون
کے درمیان مقتول پایا اور پھر تاوان نہ ڈالا اور حق پر افزونی نہین کی
بلکہ دیت یعنی خون بہا اسکا سو اونٹ ہولی کے ساتھ اپنی طرف سے ادا کی
حالانکہ آپ کے اصحاب کو ایک اونٹ کی حاجت تھی جس سے وہ قوت حاصل
کرین - اور آپ کے حسن مدارات سے یہ ہے کہ کھانے کی مذمت نہین کی اور
نہ خادم کو جھڑکی دی حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا مین نے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دس برس خدمت کی تو کبھو مجھے اف
تک نہ کیا اور نہ کسی شی کی نسبت جو مین نے کی نہین کہا کہ کس واسطے اسے
کیا اور نہ اُس چیز کے لیے جو مین نے ترک کی فرمایا کہ کیون نہین کی - اور رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم خلق مین اچھے آدمیون سے تھے اور نہ مین نے ہرگز خز کو یا
حریر کو یا اور کسی چیز کو چھوا اور ہاتھ لگایا جو زیادہ نرم رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتھیلی سے ہو اور نہ مین نے قطعاً مشک سونگھا اور نہ کوئی دوسرا
عطر جو زیادہ خوشبودار عرق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہو تو ہر ایک کے ساتھ
اہل اور اولاد و ہمسایہ اور اصحاب اور خلق تمام سے مدارات کرتے اخلاق صوفیہ
سے ہو اور اذیت اٹھانے سے جوہر نفس کا کھلتا ہو اور کہا گیا ہو کہ ہر ایک چیز کا جوہر
ہو اور انسان کا جوہر عقل اور عقل کا جوہر صبر ہو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا
کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ مومن جو لوگون کی صحبت مین رہے اور انکی
اذیت پر صبر کرے بہتر اُس شخص سے ہو جو اُنسے اختلاط کرے اور نہ انکی اذیت پر
صبر کرے ۔ اور حدیث مین ہو کہ آیا تم سے کوئی ایسا ہو جو مثل ابو ضمضم کے ہو پوچھا
کہ ابو ضمضم کیا کرتا تھا فرمایا کہ وہ تھا کہ جب صبح کو اٹھتا تو کہتا الٰہی مین نے آج
کے دن عرض و آبرو اپنی اُس شخص پر تصدق کی جو میرے اوپر ظلم کرے تو جو کوئی
مجھے مارے مین اُسے نہ مارونگا اور جو مجھے گالیان دے مین اُسے نہ گالیان دونگا
اور جو میرے اوپر ظلم کرے اُسپر مین ظلم نکرونگا ۔ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا
سے روایت ہو کہا ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اذن مانگا کہا
اندر آؤن اور مین آپکے پاس تھی آپ نے فرمایا بُرا ہو ابن عشیرہ یا اخو العشیرہ
یعنی بیٹا یا بھائی کنبہ قبیلہ کا پھر آپ نے اجازت اُسے دی پھر باتون مین ملائمت
کی پھر جب وہ چلا گیا تو مین نے کہا یا رسول اللہ آپ نے جو کہا تھا سو کہا تھا پھر
آپ نے نرم گفتگو کی فرمایا اے عائشہ ہر آئینہ شر پر تر آدمیون سے وہ شخص ہو
جسکو آدمی ترک کرین یا اسکو رہنے دین اسواسطے کہ اُسکے فحش سے محفوظ
رہین اور ابو ذر نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ

آپ نے فرمایا اللہ سے تو خوف کر جہاں کہیں تو ہو اور برائی کے بعد نیکی کر جو اُسکو
مٹا دے اور لوگوں سے بحسن خلق پیش آ اسواسطے کہ کوئی شی نہیں ہے جسکے ساتھ
استدلال قوت عقل اور وفور علم و حلم پر ایک شخص ہو سکے جیسا کہ حسن مدارات ہی
اور نفس ہمیشہ اس شخص سے متبغض ہوتا ہی جو اُسکی مراد کے برخلاف کرتا ہی اور
اور غیظ اور غضب کو نیک کرتا ہی اور مدارات سے گرمی نفس کا قطع اور طیش اور نفرت
اُسکی رد ہوتی ہی۔ اور بہ تحقیق وارد ہوا ہی کہ جسنے غصہ کو کھایا اور وہ طاقت غصہ
چلانے کی رکھتا تھا تو اُسے اللہ تعالے قیامت کے دن تمام خلق کے سامنے
بلاوینگا تاکہ اُسکو اختیار دے کہ کس حور کو وہ چاہتا ہی۔ اور جابر نے روایت کی ہی
کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ خبردار آگاہ ہو میں تمہیں خبر
دیتا ہوں کہ دوزخ کس پر حرام ہی ہر ایک آسان نرم سہل قریب آدمی پر۔ اور
ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ نبی علیہ السلام ایک شخص کے
پاس گئے اور اُس سے تبلائے تو وہ کانپا تب فرمایا کہ درست کر میں بادشاہ
نہیں ہوں بلکہ میں صرف قریش کی ایک عورت کا بیٹا ہوں جو سوکھا گوشت
کھایا کرتی اور بعض صوفیہ نے صوفیہ کی ملائمت جانب میں ابیات کہے ہیں
جنکا یہ ترجمہ ہی ابیات سب ایک ہیں اور ملائم ہیں تو انکو میں سہولت کے ٭
کرامت اور کرم کے میں محافظ اہل دولت ہیں ٭ نہیں بکتے ہیں وہ گالی نہ کہتے
فحش عیب بولیں ٭ اگر ان سے کوئی جھگڑے تو وہ صاحب خصومت ہیں ٭
کسی سے تو اگر انہیں ملے سمجھے کہ ہر سردار ہنستا رہ ہی کہ چلتے دیکھو آپ یہاں سیاحت ہیں
اور ابوداؤد نے حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہی کہ فرمایا جو شخص

اور جسکو رفق اور نرمی کا بہرہ عطا ہوا ہو تو ہر ایک خیر سے اسکو بہرہ عطا کیا گیا اور جو رفق کے حصے سے محروم رکھا گیا اُسے حصہ خیر سے نہیں ملا - عبد اللہ بن ابی بکر نے عرب کے ایک شخص سے حدیث روایت کی کہا روز حنین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مجھ سے زحمت پہونچی میرے پاؤں میں بھاری جوتا تھا اور میرا پاؤں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاؤں پر پڑ گیا آپ نے میرے ایک کوڑا مارا جو ہاتھ میں تھا اور فرمایا اللہ کے نام کی قسم ہو کہ تو نے مجھے تکلیف دی میں رات کو اپنے نفس پر ملامت کرتا رہا کہ تو نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دردمند کیا کہا پھر میں نے رات بسر کی جیسا کہ اللہ کو اُسکا علم ہے پھر جب مجھے صبح ہوئی تو ناگاہ ایک شخص تھا کہ وہ کہتا تھا فلاں شخص کہاں ہے میں نے کہا یہ ہوں وہ بولا وہ شخص کہ مجھ سے کل باجرا گذرا کہا میں چلا ڈرتا ہوا پھر کہا تحقیق تو نے اپنے جوتے سے کل میرا پاؤں کچلا اور مجھے دُکھ دیا تو میں نے تیرے کوڑا مارا پس یہ اَسّی بکریاں ہیں انکو لے جا - اور اخلاق صوفیہ سے ایثار اور مواسات ہے اور ایثار و شفقت اور رحمت انکو ابھارتی ہے جو طبیعت سے اور شرعاً قوت یقین سے ہوتی ہے وہ موجود کو خرچ کر ڈالتے ہیں اور مفقود پر صبر کرتے ہیں - ابو یزید بسطامی نے کہا ہے میرے اوپر کسی نے غلبہ نہیں کیا جیسا کہ بلخ کے ایک شخص نے غلبہ کیا وہ میرے پاس حج کو آیا اور کہا اے بایزید آپ کے نزدیک زہد کی تعریف کیا ہے میں نے کہا کہ جب ہم نے پایا تو کھایا اور جب ہمیں کچھ نہ ملا تو صبر کیا اُسپر کہا ایسے تو ہمارے نزدیک بلخ کے کتے ہیں تو میں نے اُس سے کہا تمھارے نزدیک زہد کی تعریف کیا ہے تو کہا کہ جب ہم کو

کچھ نہ ملا تو شکر کیا اور جب ہم کو ملا تو خرچ کر ڈالا - اور ذوالنون کا قول ہے کہ زاہد
جسکا سینہ کشادہ ہے اُسکی تین علامتین ہین جمع کا خرچ کرنا اور مفقود کا نہ
مانگنا اور قوت کا خرچ کرنا - عبد اللہ بن عباس نے روایت کی کہا کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار سے نضیر کے دن فرمایا اگر تم چاہو تو مہاجرین کو
اپنے مال اور ملک سے بانٹ دو اور اس غنیمت کے مال مین تم اُن کے
شریک ہو اور جو تم چاہو تو تمھارا ملک اور مال تمھارے پاس رہے اور ہم
غنیمت کے مال سے تمھین کچھ نہ بانٹینگے تب انصار نے کہا بلکہ ہم اُنکو اپنا مال اور
زمین بانٹ دینگے اور غنیمت کا مال اُنھین دینگے اور ہم اُنمین شریک نہونگے
اُسوقت اللہ تعالی نے یہ آیت نازل فرمائی - ویؤثرون علی انفسہم ولو کان
بہم خصاصۃ - یعنی اور اپنی جانون پر ایثار اور اختیار کرتے ہین ہر چند کہ اُنکو
احتیاج ہو - اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہے کہا ایک شخص
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اُس حال مین کہ اُسے رنج پہونچا تھا
اور کہا یا رسول اللہ مین بھوکا ہون مجھے کچھ کھلاؤ تو آپ نے اپنی ازواج کے
پاس بھیجا کہ تمھارے پاس کھانا کچھ موجود ہے تو سب نے کہلا بھیجا اُس کی
قسم ہے جسنے تجھے حق کے ساتھ نبی کیا ہے کہ ہمارے پاس پانی کے سوا کچھ نہین ہے
اسپر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا ہمارے پاس کچھ نہین جو تجھے آج کی
رات کھلا دین پھر فرمایا جو اسکو آج کی رات کھانا کھلائے اللہ اُسپر رحم کریگا اسوقت
انصار مین سے ایک شخص اُٹھ کھڑا ہوا اور کہا یا رسول اللہ مین پھر اُسے اپنے
گھر لے گیا اور اپنی بی بی سے کہا کہ یہ مہمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے

تو اُسکا اعزاز اور اکرام کر اور اُس سے کوئی رکھی چیز دریغ نہ رکھو اُسنے کہا ہمارے پاس
تو سوا بچوں کی خوراک کے نہیں ہی کہا کہ اُٹھ اُنکو کھانے کی طرف ٹال بال دے
تاکہ وہ سو جائیں اور کچھ نہ کھائیں پھر چراغ روشن کر پھر جبکہ مہمان کھانا شروع کرے
اُٹھ گویا کہ چراغ کی بتی تیز کر رہی ہی اور اُسکو بجھا دے اور چلی آ ہم اپنی زبانوں کو اسطرح
چلائیں کہ کھانا چبا رہے ہیں مہمان رسول اللہ کی خاطر یہاں تک کہ اُسکا پیٹ بھر جائے
پس وہ بی بی اُٹھی اور لڑکوں کو بہلایا حتے کہ وہ بغیر کھائے سو گئے اور کچھ نہیں کھایا
پھر وہ اُٹھی اور ثرید بنایا اور چراغ جلایا پھر جب کہ مہمان نے کھانا شروع کیا وہ
اُٹھی گویا کہ چراغ کی بتی چاق کرتی ہی اور اُسکو بجھا دیا اور اُن دونوں میاں
بی بی نے منھ چلانا شروع کیا مہمان رسول اللہ کے لیے اور مہمان نے گمان
کیا کہ وہ دونوں اسکے ساتھ کھا رہے ہیں یہاں تک کہ مہمان نے پیٹ بھر
کھا لیا اور یہ دونوں بھوکے سو رہے پھر جب صبح ہوئی تو وہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گئے پس جب کہ اُنکی طرف دیکھا تو رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے تبسم کیا بعد ازاں فرمایا کہ ہر آئینہ آج کی رات
اللہ تعالے نے تعجب کیا فلاں اور فلانہ سے اور نازل یہ آیت کی ویؤثرون
علی انفسہم ولو کان بہم خصاصۃ - اور انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ بعضے اصحاب
نے نبی علیہ السلام کے لیے بکری کی سری بھنی ہوئی ہدیہ کی اور وہ تکلیف
میں تھے اور اُسنے اُسے پھر اپنے ہمسایہ کے پاس بھیجا اور اُسنے دوسرے کے پاس
اور دوسرے نے تیسرے کے پاس اور سات آدمیوں نے دست بدست یوں ہی
پھرایا پھر اول کے پاس گھوم کر وہ کھانا آیا تو اُسکے لیے وہ آیت نازل

ہوئی۔ اور ابو الحسن انطاکی نے روایت کی ہی کہ اُسکے پاس تیس آدمی سے زیادہ جمع ہوئے ایک گانون مین جو رَے کے قریب تھا اور اُسکے پاس تھوڑے گردے روٹیون کے تھے کہ پانچ آدمیون کا بھی اُنہین سے پیٹ نہ بھرتا تو روٹیون کو توڑا اور چراغ کو بجھا دیا اور کھانے کے لیے بیٹھے پھر جب کھانا اٹھایا تو دیکھین تو وہ کھانا بدستور موجود ہی کہ انمین سے۔ کھایا تھا اس سبب سے کہ ہر ایک نے اپنے نفس پر دوسرے کو اختیار اور ایثار کیا۔ اور حذیفہ عدوی سے حکایت ہی کہ مین یرموک کے دن اپنے چچیرے بھائی کی تلاش مین چلا اور میرے پاس تھوڑا پانی تھا اور مین کہتا تھا کہ اگر اسمین کچھ رمق حیات کی ہی تو اسکو مین پلاؤن اور اسکا منہہ پونچھون تو اچانک مجھے وہ ملا مین نے کہا کہ تجھے مین پانی پلاؤن اُسنے اشارہ کیا کہ ہان تو ناگاہ ایک شخص تھا کہ آہ آہ کر رہا تھا تب میرے بھائی نے اشارہ کیا کہ یہ پانی اس کے پاس لے جا تب اُسکے پاس لے گیا اور وہ ہشام بن عاص تھا مین نے کہا کہ تجھے پانی پلاؤن تو ہشام نے دوسرے کو سنا کہ آہ آہ کر رہا تھا پس اُسنے کہا کہ اُسکے پاس لے جا مین اُسکے پاس لے گیا اچانک دیکھا کہ وہ مر چکا تھا پھر مین ہشام کی طرف اُلٹھ کر آیا تو دیکھا کہ وہ بھی مر گیا تھا تب مین اپنے بھائی کی طرف پھرا تو وہ مر گیا تھا اور ابو الحسن بوشنجی سے سوال کیا گیا کہ فتوت کیا ہی تو کہا میرے نزدیک فتوت وہ ہی جسکے ساتھ وصف اللہ تعالی نے انصار کا اس آیت مین کیا ہی۔ والذین تبوؤا الدار والایمان - یعنی اور وہ لوگ جو گھرون کو اور ایمان کو پکڑے ہوئے ہین۔ ابن عطا نے کہا ہی

یؤثرون علی انفسہم جود او کرما و لو کان بہم خصاصۃ یعنی جوعا و فقرا یعنی اپنے نفسوں
پر جود اور کرم کو اختیار کرتے ہین اور اگرچہ اُسکو احتیاج بھوک اور مفلسی کی ہو
ابو حفص نے کہا ایثار وہ ہی کہ بھائیون کے حظوظ کو دنیا اور آخرت کے کام مین
اپنے حظوظ پر مقدم رکھے ۔ اور بعض کا قول ہی کہ ایثار عن اختیار سے نہین ہوتا بلکہ
ایثار وہ ہے کہ کل خلائق کے حقوق کو اپنے حق پر تو مقدم رکھے اور اسمین تو ایثار
نہ کرے کہ یہ بھائی اور یہ ساتھی اور یہ جان پہچان ہی ۔ یوسف بن حسین کا قول ہی
کہ جسنے اپنے نفس کے لیے ملکیت اعتقاد کی اُس سے ایثار صحیح نہین ہوتا
اسواسطے کہ وہ اپنے نفس کو زیادہ مستحق اُس چیز کا سمجھتا ہی اسواسطے کہ اُسے
اپنی ملک سمجھتا ہی بلکہ ایثار اُس شخص سے آتا ہی جو تمام اشیا کو اللہ کی سمجھے
پس جو کوئی اُسکو پہونچا وہی اُسکا مستحق ہی پس جب کوئی چیز اسمین سے
اُسکے پاس آئے تو وہ اپنے نفس اور ہاتھ کو امانت دار اعتقاد کرے کہ اُس
چیز کو اُسکے مالک کے پاس پہونچا دے یا اُسکو ادا کرے اور بعضون نے کہا
حقیقت ایثار یہ ہی کہ آخرت کا حصہ تو اپنے بھائیون پر ایثار کرے اسواسطے
کہ دنیا تھوڑی سی مالیت کی ہی اس سے کہ کوئی محل یا ذکر اُسکے ایثار رکھے
لیے ہو اور اسی قبیل سے ہی جو منقول ہی کہ بعض صوفیہ نے اپنے ایک بھائی
کو دیکھا اور زیادہ شگفتہ روئی اُسکے مقابل ظاہر کی پس اُسکے بھائی نے
یہ بات اس سے بُری سمجھی تو کہا ای بھائی مین نے سُنا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے کہا ہی جب دو مسلمان باہم ملاقات کرین تو اُنپر سو رحمت
نازل ہوتی ہین نوّے رحمت اُس شخص کے لیے جو زیادہ شگفتہ رو ہو

اور دس رحمت اُسکے لیے جو اُس سے کم ہو تو مین نے چاہا کہ مین تجھ سے شگفتہ روئی مین
ہون تاکہ تیرے واسطے زیادہ حصہ رحمت کا ہو - ابو القاسم رازی سے منقول ہے کہ
مین نے ابو بکر بن سعدان سے سُنا ہے کہ وہ کہتا تھا جو کوئی صوفیہ سے صحبت رکھے تو
چاہیے کہ بلا نفس اور بلا قلب اور بلا املاک صحبت رکھے پس جبکہ وہ کسی چیز کی طرف اپنے
اسباب سے نظر کرے گا تو یہ بات اُسکو حصول مقاصد سے قطع کرے گی - اور سہل بن
عبد اللہ صوفی نے کہا ہے کہ صوفی وہ ہے جو اپنے خون کو حلال اور ملک اپنی کو مباح سمجھے
اور رویم کا قول ہے کہ تصوف تین خصلتوں پر مبنی ہے فقر اور افتقار کو پکڑے رہے اور
بذل و ایثار سے متحقق ہو اور تعرض اور اختیار کو ترک کر دے - روایت ہے کہ جب
صوفیہ کی بدگوئی اور غمازی کی گئی اور جنید تفقہ کے باعث جدا ہو رہے اور شحام و
رقام و نوری پکڑے گئے اور اُنکی گردن مارنے کے لیے نطع بچھایا گیا تو نوری نے
سبقت کی تو اُس سے پوچھا گیا کہ کیون تو نے مبادرت کی تو کہا کہ مین اپنے بھائیون
کو ایک ساعت زیادہ حیات پسند کرتا ہون اور منقول ہے کہ رودباری اپنے
بعض یارون کے گھر پر آیا اور اُسے موجود نہ پایا اور دروازہ اُسکے گھر کا بند پایا تب
آپ نے فرمایا کہ صوفی اور اُسکا دروازہ بند توڑ ڈالو اُسکے دروازہ کو تو لوگون نے
توڑ ڈالا اور حکم دیا کہ جو کچھ اُسکے گھر مین ملے اُسے بیچ ڈالو تو تعمیل کے لیے اسباب
بازار لے گئے اور رقم قیمت لی اور گھر مین بیٹھ رہے پھر صاحب خانہ آیا اور کچھ
نہ کہا اور اُسکی بی بی آئی اور چادر اوڑھے ہوئے تھی اور گھر کے اندر آئی
اور چادر کو پھینک دیا اور یہ کہا یہ بھی بقیہ گھر کے اسباب کی ہے اور اُسے
بیچ ڈالو میان نے اُس سے کہا کہ یہ تکلف اپنے اختیار سے تو نے کیون کیا

وہ بولی کہ خاموش شبل شیخ ہمپر دست درازی و تسلط کرتے اور ہمارے اوپر حکم
کرے اور باز رکھے اور پھر ہمارے پاس کوئی چیز باقی رہے کہ اسے سنبھال رکھین۔ اور
حکایت ہی کہ قیس بن سعد بیمار ہوا تو اسکے بھائیون نے اسکی عیادت مین دیر کی
تو انکا حال پوچھا لوگون نے کہا کہ وہ اس سے شرماتے ہین کہ تیرا قرض انکے ذمہ ہی
کہا اللہ مال کو رسوا و خوار کرے جو بھائیون کو ملاقات سے باز رکھتا ہی پھر ڈگی والے
کو حکم دیا کہ وہ ڈگی پیٹ دے کہ جسپر قیس کا مال قرض ہو وہ اسکو حلال ہی
جب تو اسکے گھر کی دہلیز ٹوٹ گئی اتنی کثرت اسکے عیادت کرنے والون کی
ہوئی اور نقل ہی کہ ایک شخص جو اسکا دوست تھا آیا اور دروازہ کھٹ کھٹایا تو
جب وہ باہر آیا تو کہا تو کس لیے میرے پاس آیا کہا چارسو درم کے لیے جو میرے اوپر
قرض ہین تو گھر مین گیا اور چارسو درم تولے اور اسکو دیدیے اور گھر مین روتا ہوا
گھس گیا اسکی بی بی نے کہا کیون نہین بہانہ کردیا جبکہ تیرے اوپر دینا گران معلوم ہوا
کہا مین اسلیے روتا ہون کہ اسکے حال کی پرسش نہین کی تا آنکہ وہ محتاج اس
بات کا ہوا کہ میرے پاس اسکے لیے آیا۔ اور ابوموسیٰ سے روایت ہی کہ کہا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اشعریین جب لڑائی مین بے توشہ
ہو جاتے ہین اور انکے عیال کا کھانا کم ہو جاتا ہی تو وہ جمع کرتے ہین جو کچھ انکے
پاس ہوتا ہی پھر اسکو ایک برتن سے بانٹ دیتے ہین تو وہ مجھ سے ہین اور مین
ان سے ہون۔ اور جابر نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث
نقل کی ہی کہ آپ جب جہاد کا ارادہ کرتے فرماتے اے گروہ مہاجرین و انصار کے بیشک
ایک قوم تمہارے بھائیون مین سے ایسی ہی کہ نہ ان کے پاس مال ہی

اور نہ اسباب ہی تو چاہیے کہ ہر ایک آدمی تم مین سے اپنے شامل ایک اور دو اور
تین کو کرے اور تم مین سے ہر ایک کو اپنے اونٹ کی سواری باری سے ویسی ہی
ملے جیسے کہ انہین سے ایک ایک کو اپنی باری سے ملے کہا مین نے اپنے شریک
دو یا تین کو کہا کہ میری نوبت سواری مین نہین تھی مگر جسقدر کہ انہین سے ایک
کی نوبت تھی۔ انس سے روایت ہی کہ جب عبد الرحمن بن عوف مدینہ مین آئے تو
اُسکے موافات اور بھیاچارہ نے سعد بن ربیع سے کہا پھر سعد نے کہا مین اپنا مال
آدھون آدھ تجھے بانٹ دیتا ہون اور میری دو بی بی ہین ایک کو انہین سے طلاق
دیتا ہون جب اُسکے ایام عدت گذر جائین تو اُس سے نکاح کرے تب عبد الرحمن
نے اُس سے کہا اللہ تجھے تیرے اہل اور مال مین برکت دے پس ایثار پر صوفی کو
اُسکے نفس کی طہارت اور اُسکے سرشت کے شرف نے ہی برانگیختہ کیا اور
اللہ تعالی اُسے صوفی اُسوقت بناتا ہی کہ جب اُسکی سرشت کو اس صفت
کے لیے تیار و مستعد کر لیا اور جس کسی کے خمیر مین سخاوت ہو اور سخی قریب ہی
کہ صوفی ہو جاے اسواسطے کہ سخاوت طینت کی صفت ہی اور اُسکے مقابلہ مین
شح یعنی بخل ہی اور شح صفت نفس کے لوازمات سے ہی اللہ تعالی نے فرمایا ہی اور
جو اس نفس کے حرص و بخل سے محفوظ و مصئون ہی وہ صاحب فلاح و نجات
کے ہین فلاح کا حکم اسکے ساتھ دیا کہ وہ بخل سے بچین اور فلاح کا حکم اُسکے
لیے فرمایا جو بذل و انفاق کرین سو کہا و مما رزقناہم ینفقون اولئک علی
ہدی من ربہم و اولئک ہم المفلحون یعنی اور اُن چیزون سے جو ہم نے روزی
اُنکی ہین دیتے اور خرچ کرتے ہین وہ لوگ اپنے پروردگار کی طرف سے سیدھے

رستہ پر ہین اور وہ صاحب فلاح ہین اور فلاح سعادت دارین کے لیے اسم جامع ہی اور نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے اپنے قول سے آگاہ کردیا تین مہلکات ہین اور تین منجیات ہین پھر مہلکات سے ایک شح مطاع یعنی بخل پذیرفتہ گردانا ہی اور خالی بخل کو نہین فرمایا کہ وہ مہلک ہی بلکہ وہ مہلک اُسوقت ہوگا کہ وہ مطاع ہو مگر اُسکا غیر مطاع نفس مین ہونا سو وہ انکار نہین کیا جاتا اسواسطے کہ وہ لوازم نفس سے ہی کہ اُسکی اصل پیدایش خاکی سے مدد پانے والا ہی اور مٹی مین قبض و امساک ہی اور یہ آدمی سے کچھ تعجب نہین اور وہ جبلی اور پیدایشی ہی اور تعجب ہی تو اُسکا ہی کہ سخاوت کا وجود سرشت مین ہو اور وہ نفوس صوفیہ کے لیے حاصل ہی جو اُنکو بذل و ایثار کی طرف بلاتا ہی اور سخاوت جود سے کامل تر اور تمام تر ہی پس جود کے مقابل بخل ہی اور سخا کے مقابل شح ہی اور جود و بخل کی طرف سے عادت کے طریق سے اکتساب راہ پاتا ہی برخلاف شح اور سخا کے جبکہ وہ دونون سرشت مین داخل ہین پس جتنے سخی ہین وہ سب جواد ہین اور ہر ایک جواد سخی نہین ہی اور حق سبحانہ و تعالی سخا کے ساتھ موصوف نہین ہوتا اسواسطے کہ سخا نتائج سرشت اور طبیعت سے ہی اور اللہ تعالی سرشت و طبیعت سے پاک اور منزہ ہی اور جود مین ریا کو دخل ہوتا ہی اور انسان اُسکو عمل مین لاتا ہی اس حالت مین کہ وہ خلق اور حق سے عوض پانے پر تاک لگاتا ہی خواہ لوگون کی ثنا وغیرہ ہو خواہ اللہ تعالی سے ثواب ہو اور سخا مین ریا کو دخل نہین ہوتا اسواسطے کہ وہ پیدا ایسے نفس سے ہوتی ہی جو پاک صاف اور دنیا و آخرت کے بدلے سے بلند تر ہی اسواسطے کہ عوض کا چاہنا بخل کی خبر دیتا ہی اسواسطے کہ اُسکی علت طلب عوض ہی پس

جو چیز کہ خالص محض ہے وہ سخا ہے درین صورت سخا اہل صفا کے لیے ہے اور ایثار اہل انوار کے واسطے ہے اور جائز ہے کہ قول اللہ تعالی میں - انما نطعمکم لوجہ اللہ لا نرید منکم جزاء و لا شکورا - یعنی اسکے سوا نہیں ہے کہ ہم تمہیں خالص اللہ کے واسطے کھانا کھلاتے ہیں نہ تم سے ہمیں خواہش جزا اور بدلے کی ہے اور نہ تم سے شکریہ چاہتے ہیں نفی عوض مانگنے کے لیے ہے جیسے کہ فرمایا لا نرید بعد اس قول لوجہ کے تو جو اللہ کے واسطے ہے تو عوض چاہنے کا اشعار نہیں کرتا بلکہ سرشت اپنی طہارت کے سبب مراد حق کی طرف منجذب ہوتی ہے نہ کہ عوض کے لیے اور یہ کامل تر سخا پاکیزہ تر سرشتون سے ہے - اسماء بنت ابی بکر نے روایت کی ہے کہا میں نے کہا یا رسول اللہ میرے پاس کچھ نہیں ہوتا مگر اسی قدر کہ زبیر مجھے دیتا ہے پھر میں دیتی ہون فرمایا کہ ہان تو مت بند کر ورنہ تیرے اوپر دینا بند کر دے گا - اور اخلاق صوفیہ سے درگذر اور عفو ہے اور برائی کا مقابلہ بھلائی سے ہے - سفیان کا مقولہ ہے احسان اسکو کہتے ہین کہ جو تیرے ساتھ برائی کرے اسکے ساتھ تو بھلائی کرے اسواسطے کہ محسن پر احسان کرنا تجارت ہے جیسے بازار کی نقدی ہے ایک چیز لے اور ایک چیز دے - اور حسن کا قول ہے احسان وہ ہے کہ عام پر ہو نہ یہ کہ خاص ہو جیسے آفتاب اور ہوا اور مینہ - انس نے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مین نے محلات ایسے دیکھے کہ جو بہشت مین بلند تھے مین نے کہا اے جبرئیل یہ کسکے لیے ہین کہا غصہ کھانے والون اور لوگون سے عفو کرنے والون کے لیے - ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہر آئینہ ابوبکر رضی اللہ عنہ ایک مجلس مین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے کہ ایک شخص آیا اور ابوبکر کے حق مین برا بھلا

کہنے لگا اور وہ خاموش تھے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم مسکراتے تھے پھر ابو بکر نے بعضی
باتین جو اُسنے کہی تھین اُلٹ کر اُسکو کہین تو نبی علیہ الصلوۃ والسلام غصہ ہوے
اور اُٹھے آپ کے ساتھ ابو بکر ہوے اور کہا یا رسول اللہ اُسنے مجھے گالیان دین
اور آپ مسکراتے رہے پھر مین نے اُسے اُلٹ کر کہا جو اُسنے مجھے کہا تھا تو
آپ غصہ ہوے اور اُٹھ کھڑے ہوے آپ نے فرمایا کہ تو جب تک خاموش تھا
تیرے ساتھ ایک فرشتہ تھا کہ اُسکو اُلٹ کر کہتا تھا پھر جب تو بولا شیطان نے
بُرا بھلا کہنا شروع کیا پھر مجھے یہ نہ تھا کہ ایسی جگہ بیٹھون جہان شیطان ہو اے ابو بکر
تین باتین ہین جو سب حق ہین۔ کوئی بندہ ایسا نہین ہی جسپر ظلم کسی طرح کا کیا جاے
اور وہ اُسے عفو کرے مگر یہ کہ اللہ اُسکی بڑی مدد کرے اور کوئی بندہ ایسا نہین ہی
کہ سوال کا دروازہ کھولے جس سے وہ کثرت کا ارادہ کرے مگر یہ کہ اللہ اُسکے افلاس
کو زیادہ کرے۔ اور کوئی بندہ ایسا نہین ہی کہ وہ بخشش یا انعام کا دروازہ کھولے
جسکے ساتھ اُسکی طلب خیرات اللہ کی ہو مگر یہ کہ اللہ اُسکے لیے کثرت سے ترقی
کرتا ہی۔ حذیفہ سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی ہر جائی
مت ہو کہ کہو تم اگر لوگ احسان کرین تو ہم احسان کرین اور وہ ظلم کرین تو ہم ظلم کرین
مگر اپنے نفسون کو ٹھہراؤ اگر لوگ احسان کرین تو تم احسان کرو اور اگر وہ بُرائی کرین
تو تم ظلم نہ کرو۔ اور بعض صحابہ نے کہا یا رسول اللہ ایک شخص ہی جسپر میرا گذر ہوتا ہی
تو وہ نہ میری دعوت کرتا ہی اور نہ مجھے مہمان رکھتا ہی تو جب میرے پاس آئے
تو اُسکے عوض کرون یعنی نہ کھلاؤن نہ مہمان رکھون آپ نے فرمایا کہ نہین
تو اُسکی دعوت کر۔ اور فضیل نے کہا ہی کہ فتوت بھائیون کی لغزشون سے

درگذر اور سماحت ہی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی وصل رحم وہ نہین ہی جو مکافات کرے یعنی جیسا کہ دوسرا کرتا ہی ویسا وہ بھی کرے لیکن وصل وہ ہی کہ جب قطع رحم دوسرا کرے تو یہ اُسکا وصل کرے - اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہی کہ مکارم اخلاق سے یہ ہی کہ تو عفو اُس شخص سے کرے جو تیرے اوپر ظلم کرے اور تو وصل کرے اُس شخص سے جو قطع کرے اور جو تو اُسے عطا دے جو تجھے محروم رکھے اور اخلاق صوفیہ سے کشادہ روئی اور طلاقت وجہ ہی صوفی کا بکا اُسکی خلوت مین ہی اور بشر و شگفتگی پیشانی اُسکی لوگون کے ساتھ ہی سو اُسکے چہرہ پر بشاشت اُسکے انوار قلب کے آثار سے ہی اور بہر آئینہ باطن صوفی منازلات الٰہیہ اور مواہب قدسیہ مین نزول کرتا ہی جس سے قلب تر و تازہ ہوتا ہی اور فرح و سرور سے لبریز ہو جاتا ہی کہو اللہ کے فضل و رحمت سے سو اُسکے ساتھ چاہیے کہ خوش ہون اور سرور جب کہ متمکن ہوا دل سے اُسکے آثار صورت پر پہونچے مین اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہی وجوہ یومئذ مسفرۃ یعنی کتنے ہی چہرہ آج کے دن روشن چمکتے ہوے بشارت پانے والے ہین یعنی خوش ہین بعض نے کہا ہی کہ چہرے روشن اس سبب سے ہوے کہ مدتون راہ خدا مین غبار آلودہ ہوے تھے اور فرح چہرہ پر پہونچنے کی دل سے مثال ایسی ہی کہ جس طرح چراغ کا نور شیشہ اور چراغدان پر لگتا ہی پس چہرہ مشکاۃ یعنی چراغدان ہی اور قلب شیشہ ہی اور روح چراغ ہی تو جب دل فرحان ہمراز ہی سے خوش ہوتا ہی تو بشاشت چہرہ پر ظاہر ہوتی ہی قال اللہ تعالیٰ تعرف فی وجوہہم نضرۃ النعیم یعنی اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اُنکے چہرون مین نضرۃ نعیم کو پاوے گا یعنی تازگی اور چمک اُسکی پاوے گا

محاورہ عرب میں کہا جاتا ہی انضر النبات جسوقت سبزہ ہرا بھرا اور کھلتا ہی -
وجوہ یومئذ ناضرۃ الی ربہا ناظرہ یعنی کتنے ہی چہرہ اُسدن تازہ اور شگفتہ ہین کہ اپنے پروردگار کی طرف دیکھنے والے ہین پس جبکہ انھون نے دیکھا تو بس تر و تازہ ہوگئے سو صوفیہ سے جو اہل مشاہدہ ہین اُنکی چشم دل نور مشاہدہ سے روشن ہوگئین اور اُنکے قلوب کے آئینہ صیقل ہوگئے اور اُنمین جمال ازلی کا نور منعکس ہوا اور جب آفتاب صیقل کیے ہوے آئینہ پر چمکتا ہی تو دیوارین روشن اور درخشان ہوجاتی ہین - قال اللہ تعالیٰ سیماہم فی وجوہہم من اثر السجود یعنی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہی کہ نشانی انکی اُنکے چہرون مین سجدہ کے اثر سے ہی اور جب کہ ظلال کے یعنی قالبون کے سجدہ سے چہرہ اثر پذیر ہوا قول الٰہی مین وظلالہم بالغدو والآصال تو کیونکر شہود جمال سے وہ اثر پذیر نہوگا - جابر بن عبد اللہ سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ ہر ایک معروف اور نیکی صدقہ ہی اور معروف سے یہی ہی کہ تو اپنی کشادہ روئی کے ساتھ ملاقات کرے اور یہ کہ اپنے ڈول سے اپنے بھائی کے برتن مین پانی ڈالے - اور سعد بن عبد الرحمن زبیدی نے کہا کہ مجھے بھاتا ہی فقرا سے ہر ایک شخص ملائم شگفتہ رو خوش و لیکن جو شخص کہ تو اُس سے کشادہ روئی سے ملاقات کرے اور وہ تجھ سے ترش روئی سے ملے تو گویا تیرے اوپر احسان کرتا ہی تو اللہ فقرا مین اُسکے مثل زیادہ نکرے اور اخلاق صوفیہ سے ہی سہولت اور جھکنا اور لوگون سے اُنکے اخلاق اور طبائع کی طرف میل اور نزول کرنا اور تکلف اور بے راہ روی ہی - اور جو آئینہ اس معاملہ مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے انجا ... اور احادیث ہین اور ...

اخلاق صوفیہ اخلاق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چربہ اتارتے اور حکایت کرتے ہیں اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے ہاں مین مزاح کرتا ہون اور نہین کہتا ہون مگر جو حق بات ہو۔ روایت ہے کہ ایک شخص تھا جسے زاہر بن حرام کہتے تھے اور وہ گنوار بدوی تھا اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس نہ آتا مگر ایک تحفہ کے ساتھ جسکو وہ ہدیہ رسول اللہ کرتا سو وہ ایک دن آیا اور رسول اللہ نے اسے مدینہ کی بازار مین پایا کہ اپنے لیے کچھ سودا خریدتا تھا اور وہ اسدن آپکے پاس نہین آیا تھا تو آپ نے اسے پیچھے سے دونون ہاتھ سے گلے مین بھر لیا تو وہ پیچھے کی طرف پھرا تو نبی علیہ السلام کو دیکھا اور آپکے دونون ہاتھونکو بوسہ دیا تب نبی علیہ السلام نے فرمایا کون ہے جو اس بندہ کو خریدتا ہے اسنے کہا کہ کون لیگا یا رسول اللہ مجھ کھوٹے کو تو فرمایا مگر اللہ کے نزدیک فائدہ والا ہے پھر رسول اللہ علیہ السلام نے فرمایا ہر اہل شہر کیلیے ایک بادیہ یعنی صحرا نشین ہے اور بادیہ آل محمد کا زاہر بن حرام ہے۔ اور حضرت انس سے روایت ہے کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا یا رسول اللہ مجھے اونٹ پر سوار کرا آپ نے فرمایا تجھے ہم اونٹنی کے بچے پر سوار کرا دینگے اسنے کہا کہ مین کہتا ہون مجھے اونٹ پر سوار کرا اور آپ کہتے ہین کہ اونٹنی کے بچے پر تو آپ نے فرمایا کہ اونٹ بچہ اونٹنی کا ہے۔ اور صہیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ کے سامنے کھجورین تھین کہ نوش کر رہے تھے تو فرمایا اس کھانے مین سے کھاؤ سو مین بھی کھجورین کھانے لگا پھر آپ نے فرمایا تو کھجورین کھاتا ہے اور حالانکہ تو درد سے یعنے آنکھ کا

عوارف ۱۱

در دمند ہو میں نے کہا اب میں دوسری طرف جیا تا ہوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہنس پڑے - اور انس سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ایک دن فرمایا ای دو کان والے - اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسطرح رہتے جبکہ وہ گھر میں اکیلے ہوتے کہا سب آدمیوں سے زیادہ ملائم مسکراتے ہوئے ہنستے ہوئے - اور آپ نے روایت کی ہی کہ مجھ سے آپ سبقت لیگئے پھر میں سبقت لیگئی پھر آپ سبقت لیگئے بعد اسکے پھر سبقت لیگئی بعد ازاں فرمایا کہ یہ سبقت تیری ہی - اور حضرت انس سے روایت ہی کہ کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے اختلاط کرتے یہاں تک کہ میرے چھوٹے بھائی سے فرماتے یا ابا عمیر ما فعل النغیر یعنی ابا عمیر کیا کیا نغیر نے اور نغیر چھوٹی چڑیا ہوتی ہی اور روایت ہی کہ عمر سبقت لیگئے زبیر سے رضی اللہ عنہما پھر زبیر سبقت لے گئے اور کہا رب کعبہ کی قسم ہی میں تجھ سے سبقت لے گیا پھر عمر نے سبقت کی اور عمر نے کہا مجھے رب کعبہ کی قسم ہی کہ تجھ سے اور میں سبقت لے گیا اور عبد اللہ بن عباس نے کہا کہ عمر نے مجھ سے کہا آؤ میں تجھ سے پانی میں مناقشہ کروں کہ ہم دونوں میں سے کون زیادہ لمبی سانس کا ہی اور ہم محرم تھے - اور بکر بن عبد اللہ سے روایت ہی کہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے کہ خربوزہ کا تبادلہ کرتے تھے اور جسوقت کہ حقائق ہوتے تو وہ رجال ہو جاتے تھے عرب کے محاورہ میں بدح بیدح جب کہ ایک چیز کو پھینکا یعنی خربوزہ ایک دوسرے پر پھینکتے تھے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہی کہ نبی علیہ السلام کے لیے میں حریرہ لائی جو میں نے واسطے ان کے پکایا تھا اور سودہ سے کہ میرے اور اُسکے بیچ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم

بیٹھے تھے کہا کہ کھا اُسنے انکار کیا پھر اُس سے مین نے کہا کہ کھا پھر اُسنے انکار کیا پھر
مین نے اُس سے کہا کہ البتہ ضرور کھا ورنہ تیرے منھ کو اُس سے آلودہ کردونگی پھر اُسنے
انکار کیا تب تو مین نے اپنا ہاتھ حریرہ سے بھرا اور اُسکا منھ اُس سے خوب آلودہ کیا تو
نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہنس دیے پھر آپ نے اپنی ران اُسکے واسطے جھکا دی اور
سودہ سے کہا کہ تو اُسکو آلودہ کر دے تو اُسنے میرا منھ اُس سے آلودہ کر دیا پھر
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہنسے پھر عمر رضی اللہ عنہ دروازہ پر گذرے اور پکارے
یا عبد اللہ یا عبد اللہ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو گمان ہوا کہ قریب ہے وہ گھر مین آئین
اور ہم کو کہا تم دونون اٹھو اور اپنے منھ دھو ڈالو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ مین
ہمیشہ عمر کی بزرگی اسواسطے کرتی تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انکو مانتے تھے
اور بعضون نے ابن طاؤس کی تعریف کی ہے اور کہا وہ بچے کے ساتھ بچے تھے اور جوان
کے ساتھ بوڑھے اور یا تو ہمیں مزاح اور جہل کی جگہ وہ نہیں ہوتے اور حماد بن زید انکو
سے مروی ہے کہا ہم محمد بن سیرین کے آگے تذکرہ شعر کا کیا کرتے اور وہ کہتے
اور ہم اُسکے عاشقانہ حسن کرتے اور وہ ہم سے مزاح کرتے اور ہم اُنکے پاس سے
ہنستے ہوئے اٹھتے اور جب ہم حسن کے پاس جاتے جب اُسکے پاس سے اٹھتے تو
قریب تھا کہ ہم رو دیتے بس یہ اخبار و آثار اسکی دلیل ہین کہ نرمی سے جھکنا ایسی
چیز جو لائق احوال صوفیہ کے ساتھ ہین اور اخلاق اُنکے اچھے ہین ان باتون
مین کہ خانقاہ مین فرحت سے وہ کہا کرتے ہین اور لوگون کے ساتھ اُنکے
طبائع کے موافق برتاو کرتے ہین اس سبب سے کہ اُنکی نظر رحمت الٰہی کی طرف
پر ہے جب وہ کہلے ہوتے ہین تو وہاں مقام پر ٹھہرے ہوئے ہین

اور اعمال و احوال کی پوشاک کو زیب بدن کرتے ہین اور اس معاملہ مین حد
اعتدال پر بجز صوفی کے دوسرا نہین ٹھہرتا جو کہ نفس کے لیے قاہر زبردست اور
اُسکے اخلاق اور طباع عالم اپنے وفور علم سے اُسکا نگہداشت کرنے والا ہو
تا آنکہ اہمین دوسرا اعتدال پر افراط و تفریط کے درمیان ٹھہرے اور مریدان
مبتدی کے لیے اس سے کثرت مناسب نہین اسواسطے کہ اُنکو علم اور معرفت
نفس کی کم ہی اور ایسا نہو کہ حد اعتدال سے تجاوز کر جائین اسواسطے کہ نفس کے
لیے ان موقعون پر کود پھاند ہی جو فساد کی طرف منجر ہوتی ہی اور عناد کی طرف میل
کرنے لگین پس لوگون کی طبائع کی طرف اُترنا اُسی شخص کے لیے زیبا ہی جو اُن سے
بڑھا چڑھا ہو اور اُسے حال اور مقام کی بلندی کے باعث ترقی کی ہو تو وہ اُنکی
طرف اُترے اور اُنکی طبیعتون کی طرف میل کرے جب کہ وہ علم کے ساتھ تنزل کرے
لیکن جو شخص اپنی صفا و حال پر اُنسے بلند نہوا ہو اور اُسمین بعینہ اُنکے طبائع اور نفوس
کا امتزاج ہو جو سرکش اور امارہ اور نافرمان وہ بُرے کامون کے ہین جب ان مواقع
اور مجالس مین رہینگے تو نفس اپنا حظ اُٹھائے گا اور اپنے مطالب کو غنیمت
کریگا اور رخصت اور جواز کی طرف رجعت طلب کریگا اور رخصت کی طرف
اُترنا اکثر اوقات اُس شخص کو پسند آئے گا جو ضعیف کے اور سواری اور یہ
مبتدی کی شان نہین ہی پس صوفی صاحب علم کے لیے اُن باتون مین جنکا ہم نے
ذکر کیا ہی وسعت اور فرحت ہی کہ وہ دل کی حاجت کو ہی کی ملک جانتے ہین اور ایک
چیز جب کہ حاجت کے لیے رکھی جاے تو بقدر حاجت اندازہ کیجاے اور بقدر
حاجت کی ملک وہی دار اس مطالقہ مین ایک باریک علم ہی جو ہر ایک شخص

کے لیے تسلیم نہین کیا جاتا سعد بن العاص نے اپنے بیٹے سے کہا تو اپنے مزاج مین
اعتدال رکھو اسواسطے کہ افراط اسمین قدر کھوتا ہی اور نادان تیرے اوپر جرأت کرسکے
اور اسکا ترک اہل انس و محبت کو غصہ دلاتا ہی اور ہمنشینون کو وحشت مین ڈالتا ہی
اور بعض نے کہا کہ مزاح قدر بہا کا سلب کرنے والا اور برادری کا قطع کرنے والا ہی
اور جسطرح کہ معرفت اعتدال اسمین صعب و مشکل ہی اسی طرح اعتدال کا ہنسی
مین پہچاننا دشوار ہی اور ہنسی انسان کے خصائص سے ہی اور انسان کو جنس حیوان
سے تمیز کرتی ہی اور ہنسی نہین آتی مگر تعجب کے سبب جو پہلے سے ہوا اور تعجب
فکر کو چاہتا ہی اور فکر انسان کا شرف ہی اور خاصیت ہی اور اعتدال کی معرفت
اسمین ہر شان ایک ایسے شخص کی ہی جسکا قدم علم مین راسخ ہو اور اسیواسطے
یہ قول زبان زد ہی ایاک و کثرۃ الضحک فانہ یمیت القلب یعنی بچو کثرت ضحک
سے اسواسطے کہ وہ دل کو مردہ کردیتی ہی اور بعض کا قول ہی کہ کثرت ضحک
کی رعونت سے ہی اور عیسی علیہ السلام سے روایت ہی کہ تحقیق اللہ تعالے
بہت ہنسنے والے سے بغض رکھتا ہی بغیر اسکے کہ اسمین تعجب ہو اور سخن چین کو
جو بے حاجت ہو اور مداعبہ اور مزاح مین فرق بیان کیا گیا ہی کہ مداعبہ وہ ہی
جسکے بعد غضب نہ دلائے اور مزاح وہ ہی جسکے بعد غصہ دلائے اور ابو حنیفہ رحمہ اللہ
نے قہقہہ کو نماز مین گناہ قرار دیا ہی اور وضو کے بطلان پر اس سے حکم کیا و کہا
گناہ قائم مقام خروج خارج کے ہی یعنی جیسے خروج بول و براز سے بطلان
وضو ہوتا ہی ایسے ہی قہقہے سے جو نماز مین گناہ ہی وضو باطل ہو جاتا ہی پس
مزاح اور ضحک مین اعتدال نہین حاصل ہوتا ہی الا اسوقت کہ خوف اور

قبض اور بسط کے تنگ مقام سے خلاص اور خارج ہو جاتے اسواسطے کہ وہ ان
مضائق سے ہر ایک مضیق مین بعض تقویم کو قائم کرتا ہی تو اُنہین حال کو اعتدال
ہو جاتا ہی اور مستقیم ہو جاتا ہی پس بسط اور رجا دونون فرح اور ضحک کو پیدا
کرتے ہین اور خوف و قبض اُنہین عدل کے ساتھ حلم کرتے ہین اور اخلاق صوفیہ
سے ترک تکلف ہی اور یہ اسواسطے کہ تکلف بناوٹ ہی اور تعمل اور نفس پر ظلم
لوگون کے سبب ہوتا ہی اور یہ احوال صوفیہ کے مبائن و خلاف ہی اور بعضے تکلف مین
مقدرات سے منازعت و قسمت ازلی سے نارضامندی پوشیدہ ہی اور کہا گیا ہی کہ تصوف
ترک تکلف ہی اور تکلف مخالفت ہی اور صادقین کے رستہ سے مخالفت ہی۔ انس بن مالک
سے روایت ہی کہ رسول اللہ کے ولیمہ مین حاضر ہوا کہ اُسمین نہ روٹی تھی اور نہ گوشت
تھا۔ اور جابر سے مروی ہی کہ اُسکے پاس چند آدمی اُسکے اصحاب سے آئے تو اُنکے
لیے روٹی اور سرکہ لائے اور کہا کھاؤ کہ مین نے سُنا ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کو کہ فرماتے تھے اچھا ہی نانخورش سرکہ کا۔ اور سفیان بن سلمہ سے روایت ہی کہا مین
سلمان فارسی کے پاس گیا تو میرے لیے روٹی اور نمک نکالا اور کہا کھاؤ کہ
اگر رسول اللہ ہم کو منع نکرتے اس سے کہ کوئی تکلف کسی کے واسطے کرے تو مین
تمھارے لیے تکلف کرتا اور تکلف سب چیزون مین مذموم ہی جیسے پوشاک مین
تکلف لوگون کے دکھلانے کو بدون اسکے کہ کوئی نیت اُسمین ہو اور کلام مین
تکلف کرنا اور زیادہ خوشامد تملق کرنا جو اہل زمانہ کا قاعدہ ہی تو بعید ہی کہ اُس سے
سلامت اور محفوظ رہا ہو مگر ایک دو وہ بہت خوشامدی ایسے ہوتے ہین کہ جان
نہین پاتا کہ وہ تملق کرتے ہین اور وہ تملق سمجھ مین نہین آتا اور ہر ایک شخص تملق کرتا ہی

اس حد تک کہ صریح نفاق تک پہونچا دیتا ہے اور وہ حال صوفی کے خلاف ہے اور
ابی امامہ نے حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ فرمایا حیا اور عی یعنی کلام
میں درماندگی دونوں شاخ ایمان کی ہیں اور بذا اور بیان نفاق کے دو شعبہ ہیں بذا
فحش ہے اور بیان سے بیان مراد کثرت کلام اور تکلف کرنا لوگوں کے خاطر جس میں
زیادہ خوشامد اور تعریف انکی یا اور اپنی فصاحت کا اظہار ہو اور یہ شان اہل صدق
سے نہیں ہے۔ اور ابی وائل سے حکایت ہے کہا میں اپنے ایک ہمراہی کے ساتھ
سلمان کی ملاقات کو گیا تو ہمارے لیے جو کی روٹی اور جو کوب نمک پیش کیا تب
میرے ساتھی نے کہا کاش اگر اس نمک میں پودینہ ہوتا تو اور اچھا اور خوشبودار ہوتا
تو سلمان باہر گیا اور لوٹا گرو رکھا اور پودینہ لیا پھر جب ہم کھا چکے تو میرے ساتھی نے کہا
کہ خدا کا شکر ہے جس نے ہم کو قانع اس چیز پر کیا جو ہمیں روزی کیا تب سلمان نے کہا کہ اگر
تو قانع اپنی روزی پر ہوتا تو میرا لوٹا رہن نہ ہوتا اور اس حکایت میں سلمان کی طرف
سے قولاً اور فعلاً ترک تکلف ہے اور یونس نبی علیہ السلام کی حدیث میں ہے کہ اُسکے
بھائی انکی زیارت کو آئے تو آپ نے ایک ٹکڑا جو کی روٹی کا انکے سامنے
رکھا اور انکے لیے ساگ کاٹا جو اُگا ہوا تھا پھر کہا اگر اللہ تعالیٰ تکلف کرنیوالوں
پر لعنت کرتا تو میں تمھارے لیے تکلف کرتا اور بعض صوفیہ نے کہا ہے کہ جب تو زیارت
کے جانے کا قصد کرے تو جو حاضر ہو آگے سامنے رکھ اور جب تو کسی دوسرے کی
زیارت کی خواہش کرے تو باقی مت چھوڑ اور بعض العوام سے روایت ہے کہ
منادی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن ڈگی پیٹی کہ آگاہی ان لوگوں
کی بخشش کر جو میری امت کے مردوں کے لیے دعا کرتے ہیں اور وہ تکلف

نہیں کرتے ہم آگاہ ہو کہ میں تکلف سے بری ہوں اور میری امت کے متقی بھی بری ہیں
اور روایت ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے یہ آیت پڑھی فانبتنا فیہا حبا وعنبا وقضبا وزیتونا
ونخلا وحدائق غلبا وفاکہۃ وابا یعنی پس ہم نے اسمیں پیدا کیا غلہ اور انگور اور گیاہ
پست کہ جانوروں کو فربہ کرے اور زیتون اور درخت خرما اور باغات گھنے ہجوم
اور میوہ اور اب کو پھر کہا یہ سب ہم نے جان لیا پس کہا کیا چیز ہے کہا راوی
نے کہ عمر کے ہاتھ میں عصا تھا اسے زمین پر مارا پھر کہا یہ قسم اللہ کی تکلف ہے تو اے
لوگو جو تمہارے لیے بیان کیا جاے پس جو کچھ سمجھ جاؤ تو اسپر عمل کرو اور جو نہ سمجھ جاؤ تو
اسکے علم اللہ کے پر چھوڑ دو اور اخلاق صوفیہ سے اتفاق ہے بدون اسکے کہ کچھ
اسمیں کرو اور ذخیرہ جمع نکرو اور یہ اسواسطے ہے کہ صوفی فضل حق کی خزانی
رکھتا ہے تو وہ ایسا ہے کہ گویا دریا کنارے ٹھہرا ہو اور دریا کنارے ٹھہرا ہوے سے وہ
پانی اپنی مشک اور لوٹا میں نہیں بھرتا اور جمع کرتا [illegible] انس رضی اللہ عنہ نے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا ہے کوئی دن
ایسا نہیں ہے مگر یہ کہ دو فرشتے ہیں جو ندا کرتے اور پکارتے ہیں ایک ان میں سے
کہتا ہے الٰہی خرچ کرنے والے کو عوض عطا کر اور دوسرا کہتا ہے کہ الٰہی بخیل کو تلف کر
اور انس نے روایت کی ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کوئی چیز دوسرے
دن کے لیے جمع اور ذخیرہ نہیں کرتے تھے اور روایت ہے کہ ایک بار رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے تین پرندے آئے آپ نے خادم کو ایک پرندہ کھلایا
جب دوسرے دن ہوا تو آپ کے سامنے وہ کر لایا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
سلم نے فرمایا کیا میں نے تجھے منع نہیں کیا کہ کوئی چیز دوسرے دن کے لیے

مت سینت رکھو کہ اللہ تعالیٰ ہر صبح کو روزی دیتا ہی۔ اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے
روایت کی ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بلال کے پاس آئے اور اُسوقت ایک
ڈھیری چھوارون کی اُسکے پاس تھی سو آپ نے فرمایا کہ یہ کیا ہی۔ ای بلال کہا یا
رسول اللہ اسکو ذخیرہ کرتا ہون فرمایا کیا تو نہین ڈرتا جسنے بلال کو نفقہ دیا اور
تو نہین ڈرتا اللہ صاحب عرش سے کہ وہ کمی کرے۔ اور روایت ہی کہ عیسیٰ بن مریم
علیہ السلام درخت کھایا کرتے اور بالون کا کپڑا پہنا کرتے اور جہان شام ہوتی وہان
رات کو رہتے اور اُسکے اولاد نہ تھی کہ وہ مرے اور نہ گھر تھا کہ اُجڑتا اور کبھی صبح کے لیے
سینت نہ رکھتے۔ اور صوفی کا یہ حال ہی کہ اُسکے کل دفینہ اللہ کے خزانون مین ہین
اس سبب سے کہ اُسکا توکل اور اعتماد اپنے رب کے اوپر صحیح اور صادق ہی پس
دنیا صوفی کے لیے ایک مسافر خانہ کے مثال ہی کہ نہ اُنھین دھرنا دیکھتا ہی اور
نہ اُسکے لیے اُس سے زیادہ بڑھاتا ہی رسول علیہ السلام اگر تم اللہ پر توکل کرو
جیسا کہ حق توکل ہی اللہ تمھین رزق اسی طرح دے جسطرح کہ پرندون کو دیتا ہی
صبح کو بھوکا اُٹھاتا ہی اور شام کو سیر کردے۔ جابر سے روایت ہی کہ کہا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے ہرگز کبھو کوئی چیز نہین مانگی گئی کہ کہا ہو نہین۔ ابن عیینہ نے
کہا کہ جب آپ کے پاس کوئی چیز نہوتی وعدہ نہوتا۔ عبد العزیز بن محمد نے ابن اخی زہری
سے روایت کی ہی کہا ہر آئینہ جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ زمین کے پردہ پر کوئی کنبہ
قبیلہ گھرون سے نہین مگر یہ کہ مین اُنہین پھرا ہون تو مین نے کسی کو زیادہ بڑھکر
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے مال کا خرچ کرنے والا نہین پایا اور
اخلاق صوفیہ سے دنیا سے تھوڑی چیز پر قناعت ہی۔ ذو النون مصری نے

کہا ہی کہ جسنے قناعت کی اپنے اہل زمانہ سے آرام پایا اور اپنے ہمسرون پر غالب
آیا اور بشر بن حارث نے کہا ہی کہ اگر قناعت مین بجز عزت کے اور کوئی فائدہ نہوتا
تو صاحب قناعت کے لیے کافی تھا - اور بنان بن حمال نے کہا ہی ؎ الحر عبد ما طمع *
والعبد حر ما قنع * ترجمہ نظم آزاد ہو غلام اگر وہ طمع کرے * اور ہو غلام حر جو قناعت
کا دم بھرے * اور بعض صوفیہ نے کہا ہی کہ اپنی حرص سے قناعت کے ساتھ
انتقام لے جس طرح کہ تو اپنے دشمن سے قصاص کے ساتھ بدلہ لیتا ہی - اور ابوبکر
مراغی نے کہا ہی کہ عقلمند وہ شخص ہی جسنے دنیا کی تدبیر قناعت اور توقف سے
کی اور آخرت کی تدبیر حرص اور تعجیل سے کی اور یحیی بن معاذ نے کہا جسنے رزق کے
ساتھ قناعت کی تو وہ آخرت کو کما لے گیا اور زندگی اسکی خوش اور اچھی ہوئی اور
امیر المومنین علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ نے کہا کہ قناعت ایک تلوار ہی کہ وہ
زخم سے بغیر کام کے نہین اٹھتی - عبد الرحمن بن ابی سعید نے اپنے باپ سے
روایت کی ہی کہا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہی اسوقت کہ آپ منبر
پر تھے فرمایا جو قلیل اور کافی ہو بہتر ہی اس سے کہ زیادہ ہو اور لہو ولعب مین مشغول
کرے - اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہی کہ حضرت نے فرمایا ہی تحقیق نجات
پائی اس شخص نے جو اسلام لایا اور کفاف اسکا رزق ہو پھر اسپر اس شخص نے صبر
کیا - اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہی تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
دعا مانگی اور کہا الہی آل محمد کا رزق قوت کر - اور جابر رضی اللہ عنہ نے روایت
کی ہی کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ قناعت ایک مال ہی کہ
کبھی نہین ہو چکتا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہا عمر کتاب

حروف اور حکمت کے چشمے بہاؤ اور اپنے نفسوں کو مردوں میں شمار کرو اور خدا تعالی سے روز کے روز مانگا کرو اور تمہیں مغفرت ہوگی ایسی کہ وہ زیادہ ہو۔ اور عبد اللہ بن محیص نے اپنے باپ سے نقل کی ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جسنے امن سے گھر میں صبح کی اور اسکا بدن درست ہے اور اسکے پاس ایک دن کی روزی ہو تو گویا دنیا اسکے احاطہ میں آگئی۔ اور اس آیت کی تفسیر میں بیان کیا گیا ہے فلنحیینہ حیاۃ طیبۃ یعنی پس البتہ ہم اسکو زندہ رکھینگے ایسی حیات سے جو طیب اور خوش آیندہ ہے کہ وہ قناعت ہے پس صوفی عدل سے اپنے نفس پر غالب ہے اور نفس کے طبائع سکلد قفقا ہے اور قناعت کے فوائد حاصل کرنیکا باہر ہے اور نفس کے اسکے استخراج کی طرف وصل ہے اسواسطے کہ وہ جانتا ہے کہ اسکا فرض کیا ہے اور اسکی دوا کیا ہے۔ ابو سلیمان دارانی نے کہا ہے کہ قناعت رضا سے حاصل ہوتی ہے جیسے ورع زہد سے۔ اور اخلاق صوفیہ سے ہے جھگڑے ٹنٹے اور غصہ کو چھوڑنا مگر حق کے ساتھ ہو اور نرمی اور بردباری پر بھروسہ کرنا اور یہ اسواسطے ہے کہ نفوس اچھے کو دیکھتے ہیں اور جھگڑا لو لوگوں میں ظاہر ہوتا ہے اور صوفی نے اپنے یار کے نفس کو ظہور کرتے ہوئے دیکھا تو اسکا مقابلہ قلب کے ساتھ کرتا ہے اور جب نفس نفس سے مقابل کیا گیا تو وحشت جاتی رہتی ہے اور فتنہ منطفی ہو جاتا ہے اللہ تعالی اپنے نبی علیہ السلام کے لیے فرماتا ہے۔ ادفع بالتی ہی احسن فاذا الذی بینک وبینہ عداوۃ کانہ ولی حمیم۔ یعنی جواب میں تو ایسے بہت اچھی بات کہہ پھر اچانک وہ شخص کہ تیرے اور اسکے درمیان عداوت ہے ایسا ہو جاویگا کہ گویا بڑا گہرا یار ہے۔ اور مرا یعنی ستیزہ اور جدل نہیں نکالا جاتا مگر ان نفوس زکیہ پاکیزہ سے کہ کینہ ان سے نکل گیا اور

نفوس مین وجود کینہ ستیزہ باطل ہی اور جب باطن سے ستیزہ جاتا رہا تو ظاہر سے بھی
جاتا رہا اور کبھو کینہ نفس مین اُس شخص سے ہوتا ہی جو اُسکے مماثل اور مشاکل باہمی
حسد کے باعث ہوتا ہی اور جو شخص کہ نفس کی گذارش مین زہد کی آتش سے دنیا
مین انتہا درجہ کو پہونچا کینہ اُسکے باطن سے مٹ جاتا ہی اور اُسمین حسد دنیوی حظوظ
فانیہ مین جاہ و مال سے باقی نہین رہتا - اسد تعالیٰ نے متقین اہل جنت کے وصف
مین فرمایا ہی ونزعنا ما فی صدورہم من غل یعنی ہم نے دور کر دیا جو کچھ کہ کینہ سے
اُنکے سینون مین تھا - ابو حفص کا قول ہی کہ کینہ کسطرح باقی رہ سکتا ہی اُن قلوب
مین جنکو اسد کے ساتھ ایتلاف ہی اور جو اُسکی محبت مین جمے ہوئے ہین اور اُسکی
مودت پر ڈٹے ہوے ہین اور اُسکے ذکر مین اُنس پکڑے ہوے ہین اسواسطے کہ یہ
قلوب ہوا جس نفسانی سے صاف اور طبائع کی تیرگی سے پاک ہین بلکہ نور یقین سے
سرمہ آلود ہین تو وہ باہم بھائی بھائی ہوگئے ہین بس ایسے اہل تصوف کے قلوب
اور اُن لوگون کے ہین جو ایک کلمہ پر مجتمع اور ملے ہوئے ہین اور شرائط طریق کا
التزام کیا ہی اور تحقیق کے ساتھ حقیقیان پر جھکے ہوے ہین - اور آدمی دو مرد ہین
ایک وہ مرد ہی جو طالب اُن چیزون کا ہی جو اسد تعالیٰ کے پاس ہین اور جو چیزین
اسد کے پاس ہین اُنکی طرف اپنے نفس اور دوسرے کو جھکاتا اور بلاتا ہی پس
محقق صوفی کو ان مراتب کے ہوتے ہوے کیا حسد اور ستیزہ اور کینہ ہو گا
اسواسطے کہ یہ اُسکے ساتھ ایک طریق اور ایک جہت مین ہی اور اُسکا بھائی
اور اُسکا مددگار ہی اور مومنین دیوار بنیاد کے مثال ایک دوسرے کو قوت
اور استواری دیتے ہین اور ایک شخص ہی جو جاہ و مال اور ریاست اور

خلق کی نمایش پر مفتون ہی تو اسکے ساتھ صوفی کو کیا حسد ہو سکتا ہی اسواسطے کہ اُسنے زہد اور بے رغبتی اُن چیزون مین کی ہی جنمین وہ راغب ہی پس شان صوفی سے یہ ہی کہ ایسے شخص کی طرف رحمت اور شفقت کی نظر سے دیکھے جہان مین اُسے محبوب مفتون دیکھے پس اُسکے لیے کینہ پر نہ پیچ کھائے گا اور نہ کسی چیز ظاہر مین اُس سے جھگڑے گا اسوجہ سے کہ وہ جانتا ہی کہ نفس اُسکا ظہور کر رہا ہی جو کہ مجرائی کا حکم دینے والا لڑائی اور جھگڑے مین ہی - ابن عباس رضی اللہ عنہما نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہی فرمایا مت جھگڑا کر اپنے بھائی سے اور نہ اُس سے ایسا وعدہ کر جسکے تو خلاف کرے اور حدیث مین ہی جسنے جھگڑا اُٹھا چھوڑ دیا حالانکہ وہ باطل ہی اُسکے لیے جنت کے کنارہ ایک گھر بنایا جائیگا اور جسنے جھگڑا ترک کیا حالانکہ وہ حق پر ہی تو اُسکے لیے بہشت کے وسط مین گھر بنایا جائیگا اور جسکا خلق اچھا ہی اُسکے لیے اور زیادہ بلندی پر مکان تیار ہوگا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ جس شخص نے علم کو اسلیے حاصل کیا ہی تاکہ علما پر مباہات اور افتخار کرے یا نادانون سے اُسکے ذریعہ جھگڑے یا لوگون کا منہ اپنی طرف پھیرے تاکہ لوگ اُسکی طرف رجوع کرین وہ ضرور ہی کہ اللہ تعالی نے اُسکو دوزخ مین داخل کریگا دیکھو کس طرح جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عداوت مین جدل کو دخول نار کا سبب گردانا ہی اور یہ اس سبب سے ہی کہ اُن کے نفوس پر قہر و غلبہ کے طلب مین ظہور کرتے ہین - اور قہر و غلبہ شیطنت کی صفات سے آدمی مین ہین - بعض صوفیہ کا قول ہی کہ خصومت اور ستیزہ کرنے والا

اپنے نفس مین جب کہ وہ جدال مین غور کرتا ہی یہ بات ٹھان لیتا ہی کہ کسی شی پر
قناعت نہ کرے اور جو قناعت نہ کرے گر اس بات پر کہ وہ قناعت نہ کرے تو
قناعت کی طرف اسکی راہ کیا ہی پس نفس صوفی نے اسکی صفات بدل ڈالین
اور اس سے صفت شیطانی اور درندگی زائل ہوگئی اور نرمی اور رفق اور سہولت
اور ملائمت سے مبدل ہوگئین حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی
ہی کہ آپ نے فرمایا قسم ہی اسکی جسکے ہاتھ مین میری جان ہی کوئی بندہ مسلمان
نہین ہی جب تک کہ اسکا قلب اور زبان سلیم نہو اور نہین کوئی مومن ہی جبتک
کہ اسکا ہمسایہ امن مین اسکے شر سے نہو۔ دیکھو کہ نبی صلی اللہ
علیہ وسلم نے سلامت قلب و زبان کو شرط اسلام گردانا ہی اور نبی صلی اللہ علیہ و
سلم سے مروی ہی کہ پھر اثنا آپ نے ایک قوم پر گذر کیا اور لوگ ایک پتھر
اٹھا رہے تھے فرمایا کہ یہ کیا ہی لوگون نے کہا کہ وہ بھاری پتھر اٹھا رہے ہین فرمایا
خبردار ہو مین تم سے بھاری چیز کی خبر دیتا ہون ایک آدمی تھا کہ اسکے اور اسکے
بھائی کے درمیان غضب تھا پس اسکے شیطان اور اسکے بھائی کے شیطان نے
غالب کیا پھر اسنے اس سے کلام کیا۔ اور مروی ہی کہ ابوذر کا ایک لڑکا ابی ذر کے
پاس آیا اور اسکی بکری کا پاؤن ٹوٹا ہوا تھا ابوذر نے کہا کہ اس بکری کا پاؤن
کسنے توڑ ڈالا تو کہا کہ مین نے کہا کیون تو نے یہ کام کیا کہا مین نے قصداً
یہ کام کیا کہا پھر کیون کہا مین تجھے غصہ دلاؤنگا تو تجھے مارےگا پس تو گنہگار
ہوگا ابوذر نے کہا البتہ مین غصہ ہونگا جب تو نے مجھے غصہ سے ابتداء کیا
کریگا پس اسے آزاد کر دیا۔ اصمعی نے ایک اعرابی سے روایت کی ہی

کہا جب تیرے اوپر کوئی کام مشکل ہو کہ تو نہین جانتا کہ اُن دونون مین سے کونسا امر رشد کے ساتھ زیادہ ہی تو اُنمین سے جو تیری ہوا اور خواہش کے قریب تر ہو اُسکی مخالفت کر اسواسطے کہ اکثر خطا اُسی کام مین ہوتی ہی جسمین ہوا کی متابعت ہو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہی کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ تین منجیات ہین اور تین مہلکات ہین سو منجیات یہ ہین اللہ تعالے کا خوف ظاہر و باطن مین اور رضامندی اور غصہ کے وقت حق کے ساتھ حکم دینا اور مفلسی اور تونگری کے وقت میانہ روی - اور مہلکات یہ ہین بخل مطاع اور ہوی متبع اور آدمی کا غرور اپنے نفس کے ساتھ پس حق کے ساتھ حکم غضب اور رضا کے وقت دینا نہین بن آتا مگر اُس شخص سے جو عالم ربانی اور حاکم اپنے نفس پر ہی کہ اُسکو عقل حاضر اور قلب بیدار کے ساتھ پہیرے اور اللہ کی طرف باُمید ثواب نظر کرے نقل ہی کہ عمر بن عبد العزیز اسلیے ہاتھ دہوتے اور اُسکو ترک کرتے تھے بعض نے اُنہین سے کہا کہ اگر مین کلمۂ غیبت سے ہاتھ دہوؤن تو یہ مجھے زیادہ مرغوب ہی اس سے کہ خوش آئیندہ کھانے سے ہاتھ دہوؤن - اور عبید اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا ہی کہ حدت دو وصف مین ایک وصف تیری ترشی اور [illegible] غیرت سے ہوتا ہی اور حلم کی حرکت کو نہین کہولتا ہی مگر غصہ اور انصاف کی حدت دشمن کی طرف آتا اور حدت خارج کرتا ہی پس غصہ سے قلب کا خون جوش کرتا ہی پس اگر غصہ اُس شخص پر ہو جو اُس سے اوپر ہو اُن لوگون مین سے جنپر غصہ چلانے سے عاجز ہی تو خون باہر کی جلد سے جاتا ہی اور قلب مین جمع ہوتا ہی اور اُس سے غم و حزن

اور اندوہ پنہانی پیدا ہوتا ہی اور صوفی ایسی بات پر ملتفت نہین ہوتا اسواسطے
کہ وہ حوادث اور اعراض کو اللہ تعالیٰ سے دیکھتا اور اعتقاد کرتا ہی اسواسطے
وہ غم و اندوہ مین نہین پڑتا اور صوفی صاحب رضا صاحب روح و ثقہ ہی اور
حضرت نبی علیہ السلام نے خبر دی ہی کہ ہم اور حزن غلب اور غضب کے اندر ہین
عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے سوال بابت غم اور غضب کے کیا گیا
کہا دونون کا نکاس ایک جگہ سے ہی اور لفظ مختلف ہین پس جسنے نزاع اس
شخص سے کی جسپر وہ قوت رکھتا ہی وہ غضب کو ظاہر کرتا ہی اور جو ایسے شخص سے
نزاع کرے جسپر وہ قابو نہین رکھتا اسکو حزن کے ساتھ پوشیدہ کرتا ہی اور
حزن بھی غضب ہی مگر استعمال اسوقت کیا جاتا ہی کہ اسپر کوئی غضب [illegible] کرے
اور اگر غضب ایسے شخص پر ہو جو اسکے برابر کا ہو کہ اس سے انتقام لینے مین تردد
کرے تو قلب کا خون انقباض اور انبساط مین آتا جاتا ہی اور جوش [illegible]
پیدا ہوتا ہی اور قلب صوفی مین ایسی چیز [illegible] حق سبحانہ و تعالیٰ نے
فرمایا ہی اور نکال ڈالا ہم نے جو کچھ انکے سینون مین تھا اور صوفی کے
صلاحیت قلب اور زوال عداوت و کینہ کے [illegible] باہر پھینکتا ہی جسطرح
سمندر اس سبب سے کہ اس [illegible] لہرین متلاطم ہین اور اگر غضب ایسے
شخص پر ہی جو اس سے کم درجہ کا ہی کہ انتقام اس سے لے سکتا ہی تو خون
دل جوش کرتا ہی اور قلب جب اسکا خون جوش کرتا ہی تو وہ [illegible]
و غلبہ ہو جاتا ہی اور سرخی اور سپیدی اس [illegible] باقی ہی [illegible]
سبب دونون رخسارہ سرخ ہو جاتے ہین [illegible]

اور غلبہ جاتا اور اس سے رگین پھول گئین تو اُسکا عکس رخسارہ پر ظاہر ہو گیا اور
اسوقت ماربیٹ اور گالی گفتار کے ساتھ حد سے تجاوز کرتا ہی اور یہ بات صوفی مین
نہین ہوتی مگر اسوقت کہ آبروریزی اور غصہ اللہ تعالیٰ کے واسطے ہو ورنہ دوسری
صورتون مین تو صوفی غصہ کے وقت اللہ تعالیٰ کی طرف نظر کرتا ہی پھر اُسکا
تقویٰ اُسے برانگیختہ اسپر کرتا ہی کہ اُسکی حرکت اور قول کو میزان شرع و عدل
مین وزن کرے اور نفس پر تہمت اُسکی لگائے کہ قضاء الٰہی پر راضی نہین ہی بعض
صوفیہ سے سوال کیا گیا ہی کہ آدمیون سے کونسا شخص زیادہ نفس پر قہر کرنے والا
ہی جواب دیا کہ جو قضا پر زیادہ راضی ہو اور صوفیہ سے بعضون نے کہا ہی
کہ صبح مجھے ہوئی حالانکہ میرے لیے کوئی خوشی کی چیز نہین مگر قضا کے منازعات
کے مواقع ہین سو جب صوفی نے نفس کو متہم کیا جبکہ وہ غصہ مین بھرا
ہوا ہی تو اُسکا تدارک علم نے کیا اور جسوقت علم کا تیرہ چمکا قلب قوی اور
نفس ساکن ہو گیا اور قلب کا خون اپنے مقام اور معدن کی طرف واپس آگیا اور
حال معتدل ہوا اور رخسارہ کی سرخی جذب ہو گئی اور علم کی فضیلت ظاہر ہوئی
حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ روش نیک اور درستی
میانہ روی نبوت کے چوبیس جزو مین سے ایک جزو ہی ۔ اور حارثہ بن قدامہ
نے روایت کی ہی کہ کہا مین نے یا رسول اللہ مجھے وصیت کرو اور وہ قلیل ہو کہ
تا مین مجھے وہ یاد رہے آپ نے فرمایا غصہ مت کر پھر اسکا آپ نے اعادہ کیا
اور فرماتے تھے کہ لا تغضب ۔ اور حضرت علیہ السلام نے فرمایا کہ خبردار غضب
دوزخ کی ایک چنگاری ہی کیا تم نہین دیکھتے ہو کہ دونون آنکھین اُسکی سرخ

ہوجاتی

ہو جاتی ہین اور رگین اسکی پھول اُٹھتی ہین پھر جسکو تم مین سے غصہ آوے تو اگر کھڑا ہو تو بیٹھ جائے اور جو بیٹھا ہو تو لیٹ جائے۔ حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اشج بن عبد القیس کو کہ ہر آئینہ تیرے اندر دو خصلتین ایسی ہین کہ اللہ تعالے اُنکو دوست رکھتا ہی حلم اور درنگ اور اخلاق صوفیہ سے ہی کہ تودد اور مولفت اور موافقت بھائیون سے کرے اور مخالفت کو چھوڑ دے اللہ تعالے نے اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف مین فرمایا ہی اشداء علی الکفار رحماء بینہم یعنی وہ صحابہ کفار پر سخت اور شدید ہین اور باہم ایک دوسرے پر مہربان ہین اللہ تعالی نے فرمایا ہی لو انفقت ما فی الارض جمیعا ما الفت بین قلوبہم ولکن اللہ الف بینہم یعنی اگر تو وہ سب کچھ خرچ کر ڈالتا جو زمین مین ہی تو بھی اُنکے دلون کو ملا نہ سکتا مگر یہ کہ اللہ تعالی نے اُنکی باہم الفت اور پیوند دے دیا۔ اور تودد اور تالف ارواح کے ائتلاف سے حاصل ہوتا ہی جیسا کہ اُس حدیث مین وارد ہوا ہی جو ہم کہہ چکے ہین سو جنکے باہم تعارف ہو گیا اُنکے آپس مین الفت ہو گئی اللہ تعالی نے فرمایا ہی فاصبحتم بنعمتہ اخوانا یعنی پس اُسکی نعمت کی وجہ سے تم آپس مین بھائی ہو گئے اور حق سبحانہ وتعالی نے فرمایا ہی۔ واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا یعنی اللہ تعالی کے عہد وپیمان کو اکٹھے ہو کر مضبوط پکڑو اور متفرق مت ہو۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی المومن الف مالوف ولا خیر فیمن لا یالف ولا یولف یعنی مومن الفت کرنے والا ہی اور مالوف ہی اور جو کوئی الفت نہ کرے نہ مالوف ہو اُسمین بھلائی نہین ہی اور آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ مومنون کے مثل جب وہ دونون ملاقات کرین دو ہاتھ کے مثل ہی کہ اُن دونون مین سے ایک دوسرے کو دھوتا ہی اور دو مومن آپس مین کبھی نہین ملتے مگر یہ کہ اُن دونون مین سے ایک دوسرے سے بھلائی حاصل کرتا ہی - اور ابو ادریس خولانی نے معاذ سے کہا کہ مین تجھے فی اللہ دوست رکھتا ہون تو کہا خوش ہو اور پھر خوش ہو اسواسطے کہ مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہی کہ آپ فرماتے تھے آدمیون کے ایک گروہ کے واسطے عرش کے اردگرد قیامت کے روز کرسیان رکھی جاوینگی جن کے چہرہ چودھوین رات کے چاند کے مثل ہونگے لوگ گھبراتے ہونگے اور وہ نہین گھبراوینگے اور وہ اولیا اللہ ہین کہ نہ اُنپر خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہونگے لوگون نے سوال کیا کہ یا رسول اللہ وہ کون لوگ ہین آپ نے فرمایا کہ وہ لوگ فی اللہ محبت کرنے والے ہین اور بعضون نے کہا ہی کہ اگر آدمی باہم محبت رکھتے اور محبت کے اسباب ایک دوسرے کو دیتے تو اسکے باعث عدالت سے مستغنی ہوتے اور کہا گیا ہی کہ عدالت خلیفہ محبت کا ہی جو مستعمل اُس مقام مین ہوتی ہی جہان محبت نہین پائی جاتی اور بعض کا قول ہی کہ طاعت محبت کے خوف کی طاعت سے افضل ہی اسواسطے کہ محبت کی طاعت اندر سے ہی اور خوف کی طاعت باہر سے ہی اور اس وجہ سے حضرات صوفیہ کی محبت بعض سے موثر بعض مین ہی اسواسطے کہ جبکہ اُنھون نے فی اللہ باہم محبت کی تو محاسن اخلاق سے اُنھون نے باہم نصیحت کی اور اُن کے درمیان محبت کے سبب قبول ظاہر ہوا

پس اس سبب سے مرید شیخ سے اور بھائی بھائی سے نفع اُٹھاتا ہی اور اسی واسطے
اللہ تعالی نے حکم دیا ہی کہ مساجد مین ہر روز سب آدمی پانچ وقت جمع ہون
جتنے ایک کھاتے اور ایک محلہ مین ہون اور جامع مسجد مین ہفتہ کے اندر
ایکبار جتنے ایک شہر کے رہنے والے ہون اور نواح شہر کے جتنے رہنے والے
ہون وہ عیدین مین ایک سال کے اندر دو دفعہ جمع ہون اور متفرق شہرون
کے باشندہ اطراف عمر بھر مین ایکبار حج کے لیے جمع ہون - یہ سب کچھ کامل
حکمتون کے باعث ہی جنمین سے ایک تاکید مومنون کی الفت اور مودت کی ہی
اور حضرت علیہ السلام نے فرمایا ہی کہ مومن مومن کے لیے دیوار کے مثال ہی
کہ ایک دوسرے کو مضبوطی دیتی ہی نعمان بن بشیر نے کہا سنا مین نے کہ فرمایا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آگاہ ہو کہ مومنین کی مثل محبت اور مودت باہمی
مین مثل بدن کے ہی جب ایک عضو بیمار ہوتا ہی تو سب اعضا اسکے ساتھ
بیخوابی اور بخار مین مبتلا ہو جاتے ہین - اور الفت اور محبت اسباب صحبت کی
موکد ہی اور نیکون کی صحبت ضرور موثر ہی اور ہمیشہ کہا گیا ہی کہ بھائیون کی ملاقات
بار وری کی ہی اور اسمین شک نہین ہی کہ باطن بار ور ہوتے ہین اور بعضے بعض سے
قوت حاصل کرتے ہین بلکہ اہل صلاح کی طرف صرف دیکھنا اثر صلاح دیتا ہی اور
صورتون مین نظر کرنا اخلاق پر ڈالتا ہی جو مناسبت اُس شخص کے ساتھ
رکھتے ہین جسکو کہ دیکھتا ہی جس طرح سے کہ ہمیشہ محزون کی طرف دیکھنے سے
حزن حاصل ہوتا ہی اور مسرور کی طرف ہمیشہ دیکھنے سے مسرت حاصل ہوتی ہی
اور ہمیشہ کہا گیا ہی کہ من لاینفعک لحظہ لاینفعک لفظہ یعنے جو شخص

کیونکہ اسکا دیکھنا تجھے فائدہ نہ دے اسکی بات تجھے فائدہ نہ دیگی اور شتر وحشی شتر رام
کی مقارنت سے رام ہوجاتا ہی پس مقارنت کی تاثیر حیوانات مین اور نباتات اور
جمادات مین ہوتی ہی اور آب وہوا دونون فاسد ہوجاتی ہین مردار کی مقارنت سے
اور کھیتی باڑی طرح طرح کے لوگون سے جو زمین مین ہین پاک صاف ہوتے ہین
اور گھاس بری زمین کی مقارنت سے ہوتی ہی اور ہرگاہ کہ ان چیزون مین مقارنت
موثر ہی تو نفوس شریف بشری مین زیادہ تاثیر مقارنت کرے گی اور انسان کا نام
انسان اسی واسطے رکھا گیا کہ وہ مانوس ہر ایک چیز سے ہوجاتا ہی جسکو وہ دیکھتا ہی
خواہ وہ چیز بھلی ہو یا بری ہو اور الفت اور مودت ترقی اور زیادتی کو جاذب ہی
اور عزلت ووحدت جسکی تعریف کی جاتی ہی سو وہ بہ نسبت ارذل آدمی اور اہل شہر
کے ہی اور جو اہل علم وصفا ووفا اور اخلاق حمیدہ کے ہین انکی مقارنت مغتنم
ہوتی ہی اور انکے ساتھ انس حاصل کرنا اللہ تعالی کے ساتھ انس کرنا ہی جسطرح
کہ انکی محبت اللہ کی محبت ہی اور انکے ساتھ جمع کرنے والا رابط حق ہی اور انکے
غیر کے ساتھ رابطہ طبیعت کا ہی تو صوفی غیر جنس کے ساتھ موجود مباین ہی اور
جنس کے ساتھ موجود معاین ہی اور مومن آئینہ مومن کا ہی جب اپنے بھائی کی طرف
دیکھتا ہی تو اسکے اقوال اور اعمال اور احوال کے اس طرف تجلیات الہی کی جانب
جھانکتا ہی اور تعریفات وتلویحات جو خداے کریم کی طرف سے ہین مخفی ہین کہ اغیار
سے غائب ہین اور انکو اہل انوار ادراک کرتے ہین اور اخلاق صوفیہ سے محسن کا
شکر احسان پکڑنا ہی اور اسکے لیے دعا ہی اور یہ فعل انکی طرف سے باوجود کہ
انکو کمال توکل اور اعتماد اپنے پروردگار پر ہی اور انکی توحید صافی ہی اور

اعتبار سے انھون نے قطع نظر کی ہی اور نعمتون کو منعم جبار سے دیکھتے ہین اسواسطے
کہ اسمین اقتدار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی بنا بر اُس حدیث کے جو
وارد ہوئی ہی کہ ہر آئینہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ پڑھا اور فرمایا
کہ کوئی نہین ہی آدمیون سے زیادہ تر احسان کرنے والا میرے اوپر صحبت
اور مال خرچ کرنے مین بیٹے ابو قحافہ یعنی ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ
سے اور اگر مین دوست خلیل قبول کرنے والا ہوتا تو ابو بکر کو قبول کرتا اور
فرمایا کہ کسی مال نے مجھے نفع نہین دیا جتنا کہ ابو بکر کے مال نے دیا پس خلق بخل اور
عطا کے خلق کے سبب اللہ تعالی سے محجوب ہو گئے سو صوفی پہلے
ہستی خلق سے فانی ہو جاتا ہی اور سب اشیا اللہ کی طرف سے دیکھتا ہی اس
طرح کہ توحید اُسکے ناصیہ سے نکلتی ہی اور اُس پردہ کو چاک کر دیا جو خلق کو توحید
خالص سے روکتا ہی اور خلق کے لیے وہ ثابت نہین کرتا نہ بخل کو اور نہ عطا کو
اور اسکو حق حجاب خلق کا ہو جاتا ہی اور جب کہ وہ توحید کے اونچے کنگورہ پہ
چڑھا تو شکر حق کے بعد شکر خلق کرتا ہی اور اُنکا وجود منع اور عطا مین ثابت
کرتا ہی بعد ازان کہ وہ مسبب کو اول دیکھ لیتا ہی اور یہ اُسکے علم کی وسعت
اور معرفت کی قوت کے سبب وسائط کو ثابت کرتا ہی۔ پس اُسکے لیے
خلق حجاب حق نہین ہی جیسے کہ عام مسلمانون کو ہی اور نہ اُسکے لیے حق حجاب
خلق ہی جیسے مرید ارباب ارادت اور مبتدی ہوتے ہین۔ سو اُسکا شکر
حق تعالی کے واسطے ہی اسواسطے کہ وہ نعمت دینے والا اور عطا کرنیوالا
اور مسبب ہی اور شکر خلق کا اسواسطے کرتا ہی کہ وہ واسطہ اور سبب

ہین۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی پہلے پہل جو بہشت کی طرف
بلایا جائیگا وہ لوگ حمادون ہین۔ جو اللہ تعالے کی حمد نفع اور نقصان مین
کرتے ہین اور حضرت علیہ السلام نے فرمایا ہی کہ جو شخص چھینکا یا ڈکاری اور
اُسنے کہا الحمد للہ علی کل حال تو اللہ تعالے اُس سے ستر بیماریان دور کرتا ہی کہ
جنمین سے ادنی بیماری جذام ہی۔ اور جابر رضی اللہ تعالی عنہ نے روایت
کی ہی کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی ما من عبد ینعم علیہ نعمۃ
فحمد اللہ الا کان الحمد افضل منہا یعنی نہین ہی کوئی بندہ جسکو ایک نعمت عطا
کی گئی اور اُسنے حمد الٰہی ادا کی مگر یہ کہ حمد اُس کی افضل اُس سے ہوگی پس
قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا۔ کان الحمد افضل منہا اس بات کا احتمال
رکھتا ہی کہ اللہ تعالی اُس سے راضی شکر کے سبب ہوا اور احتمال ہی کہ حمد
نعمت مین افضل اُس سے ہی پس نعمت حمد کی افضل اُس نعمت سے ہوگی جسپر
اُسنے حمد کی پھر جب کہ اُنھون نے منعم اول یعنی حق تعالی کا شکر کیا تو جو کوئی آدمیون
سے واسطہ منعم کا ہوا اُسکا شکر کرتے ہین اور اُسکے لیے دعا کرتے ہین انس
رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول علیہ الصلوۃ والسلام نے جب کبھی قوم کے پاس
روزہ افطار کیا تو فرمایا روزہ دارون نے تمھارے یہان روزہ کھولا اور ابرار نے
تمھارا کھانا کھایا اور تمھارے اوپر سکینہ و رحمت نازل ہوئی۔ حضرت ابو ہریرہ
رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جس
کسی نے اپنے بھائی سے کہا جزاک اللہ خیرا تو ہر آئینہ اُسنے تعریف اور ثنا پوری
کی۔ اور اخلاق صوفیہ سے بھائیون اور مسلمانون کے گروہ کے لیے تہ سیر کا

بذل اور خرچ کرنا ہے پس جب ایک شخص کثیر العلم اور نفس کے عیوب اور آفات و شہوات کا بصیر اور بینا ہو تو چاہیے کہ حاجات اہل اسلام کے روا کرنے کی طرف متوجہ ہو بذل جاہ سے اور صلاح ذات البین یعنی صلح مصالحہ کی مدد دینے مین مصروف ہو اور اس معاملہ مین زیادہ علم کی حاجت ہے اسواسطے کہ وہ ایسے امور ہین جو خلق کے متعلق ہین اور اُنکے میل جول اور باہم صحبت داری سے علاقہ رکھتے ہین اور نہین سزاوار ہے الاصوفی کے لیے جو کامل الحال اور عالم ربانی ہو زید بن اسلم سے روایت ہے کہ حضرت پیغمبر فرمایا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ایک نبی انبیا مین سے تھے کہ بادشاہ کی رکاب پکڑ اسکی موافقت اس ذریعے سے حاجات خلق کے واسطے کیا کرتے تھے۔ اور عطا نے کہا ہے کہ ایک شخص اگر برسون ریا اور نمائش کرے اور ایک مرتبہ اور جاہ پائے جسمین مومن زندگی بسر کرے تو وہ اتم اور اکمل ہے اس سے کہ وہ اپنے نفس کی نجات کے لیے خالص عمل کرے اور یہ ایک باریک مسئلہ ہے جس سے ذہین جاہل لوگ فتنے سے نہین ہوسکتے جو دعویدار ہوتے ہین اور یہ امر نہین سزاوار ہے مگر ایک ایسے بندہ کے لیے جسکو اللہ تعالی نے اسکے باطن سے آگاہ کیا ہے تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اُسے کسی طرح کی رغبت کسی شی کی طرف جاہ و مال سے نہین ہے اور بالفرض اگر بادشاہ روے زمین کے اسکی خدمت مین کھڑے ہین تو وہ حد سے تجاوز نکرے اور نہ وہ تکبر کرے اور اگر کسی تشدد ان کی طرف جائے جو کہ جلتا اور بھڑکتا ہو تو اُسکا نفس صاف انکار اس حالت سے نکرے اور یہ امر نہین شائستہ ہے مگر ایک ذو شخص کے لیے خلائق سے اور چند فرد کے لیے جو صاد قین

سے ہون کہ اپنے ارادون اور اختیارات سے الگ ہوگئے ہین اور اُنکو اللہ تعالے
کشف کر دیتا ہی جو کچھ مراد اُسکی اُن لوگون سے ہی سو وہ اشیا مین اللہ تعالے کی
مراد سے داخل ہوتے اور در آتے ہین پھر جسوقت کہ اُنکو معلوم ہو کہ حق تعالے
اُنسے چاہتا ہی کہ وہ لوگ میل جول کرین اور قدر و منزلت بخشین تو اُس مین
در آتے ہین اسطرح پر کہ صفات نفس غائب ہوتے ہین اور یہ قوین مر گئین پھر
جی اُٹھین ہین فنا کے مقام کو اُنھون نے مستحکم کیا پھر اُسکے بعد بقا کے مقام پر
چڑھین تو اُنکے لیے ہر ایک ذرہ اندر برآمد کے مقام مین ایک دلیل ہی اور بیان
ہی جو اللہ تعالی کی طرف سے اذن اور فرمان ہی اور وہ اپنے پروردگار کی طرف
سے بصیرت پر ہین کہ اُنھین صاحب دل کے لیے کسی طرح کا شک نہین ہی
اُسے مکاشفہ ہی صریح مراد کا جو مخفی خطاب مین ہی اور وہ اشیا سے حصہ اپنا
وقت لیتا ہی اور شتابی نے اُسکے وقت سے کچھ حاصل نہین کیا اور کسیی طرف
مین اطراف سے نہین ہوتا الا ایک شخص واحد جو اس حال کے ساتھ متحقق ہو
ابو عثمان حیری نے کہا ہی کہ مرد کامل نہین ہوتا جب تک کہ اُسکا دل چار
چیز یعنی منع اور عطا اور عزت اور ذلت مین ہو اور اس صفت کا آدمی جو ہو
اُسکے لیے زیبا ہی کہ بذل جاہ کرے اور اُن چیزون مین داخل ہو جنکا ہم نے
ذکر کیا ہی۔ اور سہل ابن عبد اللہ نے کہا ہی کہ انسان ریاست کا مستحق نہین
ہوتا جبتک کہ اُسمین تین خصلت نہون اپنے جہل کو لوگون سے پھیرے اور
لوگون کا جہل اُٹھائے اور جو کچھ اُنکے تصرف مین ہی اُسکو ترک کرے اور جو
کچھ اُسکے قبضہ مین ہی اُنکے لیے خرچ کرے اور یہ ریاست اس پاستانی

درانی ہی جسمین کہ اُسنے زہد کیا ہی اور زہد کا اُسمین تعین بضرورت اُسکے صدق اور سلوک کے ہی اور ہر آئینہ یہ ایک ایسی ریاست ہی جسکو حق تعالیٰ نے قائم کیا ہی تاکہ اُسکے خلائق کی اصلاح ہو سو وہ اس ریاست مین اللہ کے ساتھ قائم اُسکے حق واجب کے ساتھ ہوتا ہی اور اُس نعمت ریاست کے شکر کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ ادا کرتا ہی

اکتیسواں باب ادب اور مکان ادب کے بیان مین ہی جو تصوف سے ہی

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہی کہ ہر آئینہ فرمایا ہی آپنے کہ میرے پروردگار نے مجھے ادب دیا ہی پھر اچھی طرح سے میری تادیب فرمائی تو ادب ظاہر اور باطن کی تہذیب اور آراستگی ہی پھر جب کہ بندہ کا ظاہر اور باطن آراستہ اور پیراستہ ہو گیا تو وہ صوفی اور ادیب ہو گیا اور دسترخوان کا نام مادبہ اسواسطے رکھا گیا کہ وہ بہت سی اشیاء پر مشتمل ہی اور بندہ مین ادب کامل نہین ہوتا مگر کمال مکارم اخلاق سے اور مکارم اخلاق بالکل تحسین اور تہذیب خلق سے ہی سو خلق صورت انسان ہی اور خلق اُسکے معنی ہین پس بعضوں نے اُنمین سے کہا کہ خلق مین تغیر کی راہ نہین ہی جیسے خلق مین نہین ہی اور شک نہین کہ وارد ہوا ہی۔ فرغ ربکم من الخلق والخلق والرزق والاجل یعنی فارغ تمہارا پروردگار ہوا خلق سے اور خلق سے اور رزق سے اور اجل سے اور یہ بھی فرمایا ہی کہ لاتبدیل لخلق اللہ یعنی اللہ کے خلق کے لیے تبدیل نہین ہی اور صحیح تر یہ ہی کہ اخلاق کی تبدیل برخلاف خلق کے ممکن ہی جسپر قدرت اور اختیار دیا ہی اور ہر آئینہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی گئی ہی کہ

آپ نے فرمایا ہی اپنے اخلاق کی تم تہذیب اور تحسین کرو اور یہ اسواسطے ہی کہ اللہ تعالیٰ
نے انسان کو پیدا اور اُسکو صلاح اور فساد کے قبول کرنے کے لیے مہیا اور مستعد
کیا اور اُسکو ادب اور مکارم الاخلاق کے واسطے لائق اور اہل کیا ہی اور اُسمین
اہلیت کا وجود ہی جسطرح کہ چقماق مین آگ اور گٹھلی مین کھجور موجود ہی جسے
اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے انسان کو الہام سے مشرف کیا اور اپنی صلاح
پر قادر تربیت سے گردانا حتی کہ گٹھلی کھجور کا درخت ہو جاسکے اور چقماق کو استعمال
اور ترکیب سے حتی کہ اُسمین سے آگ نکلے اور جسطرح انسان کے نفس مین سجیات
صلاح اور فساد کے خیر کی صلاحیت رکھی ہی اسی طرح اُسمین شر کی صلاحیت
رکھی ہی چنانچہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا ونفس وما سواها فالهمها فجورها وتقوىها
یعنی قسم نفس کی اور جیسا اُسے ٹھیک بنایا پھر سمجھ دی اُسکو ڈھٹائی کی
اور بچ چلنے کی۔ تو اسکا ٹھیک بنانا اسی مین ہی کہ ان دونون چیزون کی
اُسمین صلاحیت ہو پھر فرمایا اُسنے بڑی اسکی شان ہی قد افلح من زكىها و
قد خاب من دسىها یعنی مراد کو پہونچا جسنے اُسے سنوارا اور نامراد ہوا جسنے
اُسے خاک مین ملایا پھر جبکہ نفس پاک ہوگیا تو عقل کے ساتھ عاقبت اندیشی کی
اور اُسکے احوال ظاہری و باطنی مستقیم اور ٹھیک ہوگئے اور اخلاق آراستہ
اور درست ہو کر ادب پیدا ہوے پس ادب فعل مین لانا اُن چیزون کا ہی جو قوت
مین ہی اور یہ اُس شخص کی خاطر ہی جسمین سجیہ نیک کی ترکیب دی گئی ہی اور سجیہ
فعل حق کا ہی کہ اُسکے پیدا کرنے پر بشر کو قدرت نہین ہی جسطرح کہ چقماق
سے آگ کی پیدایش ہوتی ہی اسواسطے کہ وہ صرف اللہ تعالیٰ کا فعل ہی

اور اُسکا نکالنا آدمی کے کسب اور طلب و کدّ اور سعی مین ہی اسی طرح ادب نام ہی
عادات اور سجایاء صالحہ اور عطیات الٰہیہ مین - اور ہرگاہ اللہ تعالیٰ نے صوفیہ کے
باطنون کو اُن عادات اور سجایا کی تکمیل کے لیے مستعد اور مہیا کیا ہی جو اُنہین مین ہین
تو اُنھون نے حسن عادت اور ریاضت کے ساتھ اُن چیزون کے نکالنے اور
اُبھارنے مین جو اللہ تعالیٰ کی پیدائش سے نفوس مین مرکوز اور ودیعت ہین سعی اور
پیوستگی کی - اور وہ مہذب اور مؤدب ہو گئے اور بعض آدمیون کے حق مین ادب
بدون زیادہ مشق اور ریاضت کے حاصل ہوتے ہین اُس شی کی وجہ سے جو
اللہ تعالیٰ نے اُنکی طینت اور سرشت مین رکھدی ہی جیسا کہ حضرت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی ادب دیا مجھے میرے رب نے سو اچھا کیا ادب دینا
میرا - اور بعضے آدمیون مین وہ ہی جنکو زیادہ مشق اور مزاولت کی حاجت ہوتی ہی
اس سبب سے کہ سرشت مین اصل قوی اُنکے ناقص ہین تو اسوجہ سے مریدون کو
صحبت مشایخ کی حاجت ہوئی تاکہ صحبت اور آموزش سے اُن چیزون کے اُبھارنے
مین مدد حاصل ہو جو اُنکی طبیعت مین ہین - اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہی بچاؤ اپنی جانون
کو اور اپنے گھر والون کو دوزخ سے - ابن عباس نے کہا کہ اُنکو فقہ سکھلاؤ اور
اُن کو تم ادب دو اور دوسری لفظ مین فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
کہ ادب مجھے رب میرے نے دیا سو بہتر ہوا ادب دینا میرا حکم کیا مجھے بزرگ اخلاق
کے ساتھ کیا اور فرمایا خذ العفو و امر بالعرف و اعرض عن الجاہلین یعنی تو بخشش کو
اختیار کر اور حلم کر ساتھ نیک کام کے اور جاہلون سے منہ پھیر لے - یوسف
بن الحسین نے کہا ادب سے علم سمجھ مین آتا ہی اور علم سے عمل صحیح ہوتا ہی

اور عمل سے حکمت ملتی ہی اور حکمت سے زہد قائم کیا جاتا ہی اور زہد سے دنیا متروک ہوتی ہی اور دنیا کے ترک سے آخرت کی رغبت حاصل ہوتی ہی اور آخرت میں رغبت ہونے سے اللہ تعالی کے نزدیک رتبہ حاصل ہوتا ہی۔ منقول ہی کہ جب ابو حفص عراق میں وارد ہوے جنید انکے پاس آئے اور اصحاب ابی حفص کو دیکھا جو سیدھے کھڑے تھے اور وہ اسکے امر کی تعمیل اس طرح کرتے تھے کہ انمیں سے کوئی خطا نہیں کرتا تھا تب جنید نے کہا اے ابا حفص تو نے اپنے اصحاب کو ایسا ادب دیا ہی جیسے بادشاہوں کا ہوتا ہی تو کہا نہیں اے ابا القاسم مگر حسن ادب ظاہر کا عنوان باطن کے ادب کا ہی۔ ابو الحسین نوری نے کہا اللہ کے واسطے اسکے بندہ میں کوئی مقام نہیں نہ کوئی حال ہی اور نہ کوئی معرفت ہی جسکے ساتھ ادب شریعت ساقط ہو جائیں اور آداب شریعت علیہ ظاہر ہی اور اللہ تعالی جو اسکا بیکار ہونا اس بات سے نہیں جائز رکھتا کہ وہ محاسن آداب سے محلی اور آراستہ ہوں۔ عبد اللہ بن مبارک کا قول ہی کہ خدمت کا ادب خدمت سے بزرگ تر ہی ابی عبید القاسم بن سلام سے منقول ہی کہا میں مکہ میں داخل ہوا اور اکثر اوقات میں کعبہ کے مقابل بیٹھا کرتا تھا اور اکثر اوقات میں لیٹ رہتا اور اپنے پاؤں پھیلا دیتا تو عائشہ مکیہ آئیں اور کہا اے ابا عبید مشہور ہی کہ تو علما سے ہی مجھ سے ایک کلمہ قبول کر مت بیٹھ اسکے پاس مگر ادب سے وگرنہ دیوان قرب سے تیرا نام مٹ جاے گا۔ ابو عبیدہ نے کہا کہ وہ عارفہ تھی۔ اور ابن عطا نے کہا ہی کہ نفس بے ادبی پر مجبول اور مخلوق ہی اور بندہ ادب کی ملازمت اور ہمراہی پر مامور ہی اور نفس اپنی طبیعت اور سرشت کے ساتھ مخالفت کے میدان میں چلتا ہی

اور بندہ اُسی حسن مطابعت کی طرف کوشش کرکے پھیرتا ہی پس جس شخص نے کوشش
سے منھ پھیرا وہ ہر آئینہ نفس کی باگ اُسنے چھوڑ دی اور رعایت اور نگہداشت سے
غفلت کی اور جسوقت کہ اعانت کی تو یہ اُسکا شریک ہوا۔ اور جنید کا قول ہی کہ
جسنے اپنے نفس کی ہوا میں اعانت کی ہر آئینہ اپنے نفس کے قتل میں شریک ہوا
اسواسطے کہ عبودیت ملازمت ادب اور طغیان سوء ادب ہی۔ اور جابر بن سمرہ سے
روایت ہی کہ کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اپنی اولاد کو ادب دینا
آدمی کے لیئے اس سے بہتر ہی کہ وہ صدقہ صاع کے ساتھ دے۔ اُسی نے
یہ بھی روایت کی ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ کسی باپ نے
اپنی اولاد کو ایسی بخشش نہین کی جو نیک ادب سے بہتر اور افضل ہو اور حضرت
عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہی
کہ آپ نے فرمایا ہی اولاد کا حق باپ پر یہ ہی کہ اُسکا نام اچھا رکھے اور اچھی طرح
اُسے رکھے اور ادب اسکو اچھا کرے اور ابو علی دقاق کا قول ہی کہ بندہ اپنی طاعت
سے جنت کو پہونچتا ہی اور اپنی طاعت مین ادب سے اللہ تعالی کو پہونچتا ہی
ابو القاسم قشیری رحمہ اللہ نے کہا کہ استاد ابو علی کسی چیز سے تکیہ لگا کر نہین
بیٹھتا تھا ایک روز ایک مجلس مین وہ تھا مین نے ارادہ کیا کہ اُسکی پیٹھ کے پیچھے
تکیہ رکھدون اسواسطے کہ مین نے بے سہارے اُسے دیکھا تو وہ تکیہ سے کسی قدر
ایک طرف کو پھر بیٹھا مجھے وہم ہوا کہ وہ تکیہ سے بچا اسواسطے کہ اُسکے پاس خرقہ
یا مصلا نہ تھا تو آپ نے کہا کہ سہارا لگانا مین نہین چاہتا پھر مین نے اُسکے
بعد غور کیا اور جانا کہ وہ ہمیشہ کسی چیز کا کبھی سہارا لگا کے نہین بیٹھتا اور

جلالی بصری نے کہا کہ توحید موجب ایمان ہی تو جسکو ایمان نہین توحید نہین اور ایمان
موجب شریعت ہی تو جسکو شریعت نہین اُسے ایمان نہین ہو اور نہ توحید ہی اور شریعت
موجب ادب ہی تو جسکو ادب نہین اُسے نہ شریعت ہی نہ ایمان ہی اور نہ توحید
ہی- اور بعض صوفیہ نے کہا ہی کہ ادب کو ظاہر اور باطن مین ساتھ رکھ پس کوئی
ادب ظاہر مین نہین بگڑا مگر یہ کہ وہ ظاہر شکنجہ مین کھینچا گیا اور نہ کوئی ادب
باطن جاتا رہا مگر یہ کہ باطن مین اُسکو عقوبت کی گئی۔ بعضے صوفیہ نے کہا جو دقاق
کا غلام تھا کہ مین نے ایک امرد لڑکے کی طرف نظر کی تو دقاق نے میری طرف
دیکھا اور مین اُسکی طرف دیکھ رہا تھا تو کہا ضرور تو اُسکے سبب اندوہ مین پڑیگا
اگرچہ برسون بعد ہو- کہا بیس برس بعد مین اندوہ و موشخ مین پڑا کہ مین قرآن
بھول گیا- اور سری نے کہا کہ مین نے ایک رات کو وردون مین سے اپنا
وظیفہ پڑھا اور پاؤن اپنا محراب مین پھیلایا تو مجھے آواز دی گئی کہ ای سری
اسی طرح بادشاہون کے سامنے تو بیٹھتا ہی تو مین نے پاؤن سکوڑ لیے
اُسکے بعد مین نے کہا مجھے تیری عزت کی قسم ہی کہ مین اپنے پاؤن ہمیشہ
کبھی نہ پھیلاؤنگا- جنید نے کہا کہ پھر ساٹھ برس وہ زندہ رہے اور کبھی دن
کو یا رات کو اپنا پاؤن نہین پھیلایا- عبداللہ بن المبارک نے کہا کہ جس نے
ادب کو حقیر جانا اُسے حرمان سنت کی عقوبت ملی اور جسنے سنتون کو حقیر جانا
وہ فرائض کے حرمان سے شکنجہ مین ڈالا گیا اور جسنے فرائض مین تہاون کیا
اور سہل اور حقیر سمجھا اُسکو حرمان معرفت کا عذاب ہوا- اور سری سے سوال
کیا گیا کہ صبر کیا چیز ہی تو اُسمین وہ بیان کرنے لگا اور ایک بچھو ۱۲

اُسکے پاؤن پر چلنے لگا اور اُسے اپنے ڈنک سے تکلیف دینے لگا اُسوقت
آپ سے کہا گیا کہ کیون نہین اُسکو دفع اپنے نفس سے کرتے کہا مین اللہ تعالی سے
شرماتا ہون کہ ایک حال کا بیان کرون اور اُسکے خلاف کرون جو اُسکی بابت مین
جانتا ہون اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ادب سے ذکر کیا گیا ہی کہ
آپ نے فرمایا ہی کہ مجھے زمین دکھلائی گئی پس مجھے اُسکے مشارق اور مغارب
دکھلائے گئے اور آپ نے یہ نہ فرمایا کہ مین نے دیکھا اور انس بن مالک نے کہا ہی
کہ عمل مین ادب علامت ہی قبول عمل کی اور ابن عطا نے کہا کہ ادب وقوف
مستحسنات کے ساتھ ہی پوچھا گیا کہ اِسکے معنی کیا ہین فرمایا کہ اللہ تعالی سے ادب
کے ساتھ ظاہر اور باطن مین تعامل اور برتاو کرے پھر جب تو ایسا ہو جائے تب
ادیب ہوگا اور اگرچہ تو عجمی ہو پھر یہ پڑھا۔ اذا نطقت جاءت بکل ملیحۃ ✤ و
ان سکتت جاءت بکل ملیح ✤ ترجمہ نظم جب کہ بولا کلام شیرین ہی ✤ گر نہ بولا تمام
شیرین ہی ✤ اور حریری نے کہا بیس برس سے مین نے خلوت مین پاؤن اپنا
نہین پھیلایا ہو اسطے کہ اللہ کے ساتھ حسن ادب احسن اور اولے ہی۔ اور ابو علی نے
کہا ادب کا ترک موجب راندگی کا ہی پس جس شخص نے بے ادبی بساط پر کی تو
وہ دروازہ تک رد کیا گیا اور جسنے دروازہ پر بے ادبی کی وہ مواشی کی سیاست
تک پہونچایا گیا

تینتیسوان باب بارگاہ الٰہی کے آداب کے بیان مین جو اہل قرب کے واسطے ہین

تمام آداب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اخذ کیے گئے ہین اسواسطے

کہ حضرت علیہ السلام ظاہر اور باطن میں مجمع آداب ہیں اور اللہ تعالیٰ نے
حسن ادب سے کلام اللہ میں اپنے قول سے خبر دی ہی ما زاغ البصر و ما طغیٰ
یعنی نہیں نگاہ اور حد سے نہیں بڑھی - اور یہ آداب کے محو امض سے ایک
نازک اور باریک چیز ہی جسکے ساتھ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مخصوص
ہوے ہیں - اللہ تعالیٰ نے آپ کے اعراض و اقبال میں قلب پاک کے
اعتدال سے خبر دی کہ آپ نے ماسوا اللہ سے منہ پھیرا اور اللہ کی طرف تو
اور آپ نے پیٹھ کی طرف زمین اور دار دنیا کو اُنکے حظوظ سمیت اور آسما
دار آخرت کو اُسکے حظوظ سمیت چھوڑ دیا اور جن چیزوں سے آپ نے ا
کیا اُنکی طرف پھر التفات نہیں کی اور نہ آپ کو افسوس ہوا اُن چیزوں
آپ کے اعراض سے غائب ہو گئیں اور ہاتھ سے جاتی رہیں اللہ تعالیٰ
فرمایا ہی لکیلا تأسوا علیٰ ما فاتکم یعنی تاکہ تم ناامید نہو اُسکے اوپر جو تم
فوت ہو گئی پس یہ خطاب عام کے لیے ہی اور ما زاغ البصر حال نبی
سے خبر دینا ایک وصف کے ساتھ ہی جو خاص ہی اُس معنی سے جسکے
عام کو خطاب کیا ہی پس ما زاغ البصر آپ کا حال طرف اعراض میں
طرف اقبال میں ملا اُس سے جو اُسپر وارد قاب قوسین کے مقام میں
اور قلب کے ساتھ ہوا پھر اللہ تعالیٰ سے شرما کر خوف اور غیرت کی۔
سبب آپ نے گریہ کی اور اپنے اس گریہ سے آپ نے انکسار اور فقہ
شکستوں اور پیچیدگیوں میں اپنے نفس کو لپیٹا تاکہ نفس پاؤں نہ پھیلائے
طغیان نہ کرے اسواسطے کہ طغیان استغنا کی حالت میں نفس کا وصف ہی اللہ

نے فرمایا ہی کہ کوئی نہین آدمی سر چڑھتا ہوا اس سے کہ دیکھے آپ کو محظوظ۔ اور
نفس اُسوقت کہ روح اور قلب پر تجلیات وارد ہوتے ہین استراق سمع یعنی پوشیدہ
کان لگاتا اور سنتا ہی اور ہر گاہ بخشش سے ایک حصہ کو پہونچ جاتا ہی مستغنی اور طاغی
ہوتا ہی کہ مزید انبساط اُس سے ظاہر ہوتا ہی اور بسط کے افراط اور طغیان نفس سد باب
ترقی کا ہو جاتا ہی اسواسطےکہ ظرف اُسکا مواہب اور بخششون سے تنگ اور کم ہی
پس موسی علیہ السلام کے لیے حضرت احدیت مین طرفین ما زاغ البصر سے ایک
طرف ٹھیک اور صحیح اُترے اور اُنھون نے التفات اُسکی طرف نہین کی جو فوت
ہوے اور اپنے حسن ادب سے اُسپر تاسف کرکے طغیان نہین کی و لیکن بھر گئے وہ
نعمتون اور بخششون سے اور نفس نے چوری سے انکو سن لیا اور اپنے حصہ اور
حظ کی طرف جھنکی لگائی اُسکے بعد کہ نفس حصہ پاچکا تو مستغنی ہوگیا اور جو اُسے پہونچا
چھلکنے لگا اور سمائی اُسکی نہ ہوئی گویا کہ اُسکا پیٹ تنگ ہوگیا تو وہ فرط انبساط
کے باعث حد سے تجاوز کرگیا اور کہا کہ دکھلا مجھے اپنے تئین کہ تیری طرف
مین نظر کرون تب وہ روکے گئے اور ترقی کے میدان مین نہین چھوڑے گئے
اور ظاہر وہ فرق ہوگیا جو حبیب اور کلیم علیہما السلام سے ہی - اور ایک دقیقہ
اُنکے واسطے ہی جو ارباب قرب اور صاحب احوال سینہ مین پس ہر قبض ایک
عقوبت پایا جاتا ہی اسواسطے کہ ہر ایک قبض باب الفتوح کے مقابل ایک
سد اور رکاوٹ ہی اور عقوبت بالقبض افراط بسط کو واجب کرتی ہی اور
اگر بسط مین اعتدال حاصل ہوتا تو عقوبت بالقبض نہ واجب ہوتی
اور بسط مین اعتدال اُس عیب کے ایقاف اور ٹھہرانے سے ہوتا ہی جو

روح اور قلب پر نازل ہوتی ہی اور اتفاق روح اور قلب اُس چیز کے سبب ہوتا ہی
جو ہم سے نبی علیہ السلام کے لیے ذکر کیا گیا ہی کہ آپ نے نفس کو انکار کے لپیٹ
مین پوشیدہ کر دیا اور یہ گریز اللہ سے اللہ کی طرف ہی اور وہ نہایت کا ادب ہی
جس سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حظ اُٹھایا پس جو چیز فیض
سے مقابل ہوئی تو اُسکی ہمیشہ ترقی ہوتی رہی اور رہ گیا فرق دو کمان کا میانہ
یا اس سے نزدیک تر اور اس شرح کے ہم شکل اور مماثل ہوتا ہی جسکو ہم نے
بیان کیا ہی قول ابی العباس بن عطا کا آیت ما زاغ البصر وما طغی مین کہا
نہین اسکو دیکھا طغیان کے ساتھ جو کسی طرف کو میل کرے بلکہ دیکھا اُسے اس شرط
پر کہ قوتین بین اعتدال ہو۔ اور سہل بن عبد اللہ تستری نے کہا ہی کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے رجوع نہین کی اپنے نفس شاہد کی طرف اور نہ اُسکے
مشاہدہ کی طرف وہ اور اسکے سوا نہین کہ آپ بالکل اپنے پروردگار کا مشاہدہ
کرنے والے تھے مشاہدہ کرتے تھے ان چیزون کو جو آپ پر ظاہر ہوتی تھین صفات سے
جنھون نے اس حالت مین ثبوت کو واجب کر دیا اور یہ کلام اس شخص کے
[illegible] سے موافق ہی اُس چیز کے جسکو ہم نے ایک رمز کے ساتھ اس مسئلہ
مین سہل بن عبد اللہ سے بیان کیا ہی اور اسکی تائید وہ روایت بھی کرتی ہی جو
ہمارے شیخ ضیاء الدین ابو النجیب سہروردی نے بروایت ابی محمد جریری کے
کی ہی کہا کہ علم اطلاع کے ادراک حاصل کرنے مین فائق ہونا وسیلہ اور
سبب ہی اور [illegible] اندگی کی حد پر توقف کرنا نجات ہی اور علم قرب سے گریز
کرنے کے ساتھ پناہ لینی وسیلہ وپیوستگی ہی اور جواب نہ ملنے کی استمداد ہی

ذخیرہ ہی اور خطاب سُننے کے واسطے قبول کرنے سے باز رہنا خلاف ہی اور اندیشہ
اُن چیزون کے علم جاننے جو فصاحت فہم سے اقبال کے مکان مین مشغولی ہین
گناہ ہی اور اُن چیزون کے ملنے کی طرف مائل ہونا جو پیچھے اپنے معدن سے
علیحدہ ہونگی بُعد اور دوری ہی اور سامنے ہونے کے وقت گردن جُھکانا
جراءت اور محل اُنس مین انبساط و بیتکلفی اور مغروری ہی اور یہ سب نکلنا ہے
آداب حضرت سے مقربین کے لیے ہین۔ اور اس قول مین اللہ تعالیٰ کے
مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی ایک اور بھی وجہ ہی جو دو وجہ گذشتہ سے لطیف تر ہے
مَا زَاغَ الْبَصَرُ یعنی بہکی نہین نگاہ اسطرح کہ بصیرت اور بینش دل سے پیچھے پچھڑی ہو اور
نہ طغیانی اور مَا طَغٰی یعنی بصر نے بصیرت سے سبقت نہین کی کہ اپنی حد سے
بڑھ جاوے اور اپنے مقامات سے تجاوز کرے بلکہ بصر بصیرت کے ساتھ برابر اور
مستقیم رہی اور ظاہر باطن کے ساتھ اور قالب قلب کے ساتھ اور نظر بہ قدم
رسول اللہ کہ نظر کی پیشی قدم پر طغیان ہی اور نظر سے مقصود علم ہی اور قدم سے
مراد قالب کا حال ہی سو قدم سے نظر نہین بڑھی کہ وہ طغیان ہوا اور نہ قدم نظر سے
پیچھے رہا کہ وہ پچھلاہٹ ہو سو چونکہ احوال مین اعتدال ہوا اور قلب
اُسکا قالب اور قالب اُسکا قلب کے مثال ہو گیا اور ظاہر اُسکا جیسا باطن
اور باطن اُسکا جیسا ظاہر اور بصر اُسکی اُسکی بصیرت ہے اور بصیرت
اُسکی بصر ہے اسطرح کی کہ جہان اُسکی نظر اور علم پہونچا اُسکے ساتھ ہی قدم
اُسکا اور حال اُسکا بھی پہونچا اور اسی معنی کے لیے علم اُسکے معنی کا منعکس
ہو گیا اور نور اُسکا ظاہر پر اُسکے جھلکا اور ایک ایسا ہی اتفاق الا ایسا

جسکا قدم وہان پڑتا تھا جہان اسکی نظر پہونچتی تھی نہ اسکا قدم وہان سے پچھڑتا تھا
جہان کہ اسکی نظر پڑتی تھی جیسا کہ حدیث معراج مین آیا ہی تو براق اسکے قالب کے
ساتھ متشابہ اور متشاکل اسکے معنی سے تھا اور اسکی صفت کے ساتھ متصف بوجہ
اسکی قوت حال اور اسکے معنی کے تھا اور حدیث معراج مین مقامات انبیا کی طرف
اشارہ کیا اور ہر ایک آسمان پہ بعضے انبیا کو دیکھا اس رمز سے کہ اسکی پیش قدمی اور
اسکے پاس سے ہٹنے او پیچھے رہ گئے اور موسی کو بعضے آسمانون مین دیکھا سو جو شخص
کہ بعضے آسمانون مین ہو اسکا یہ قول ارنی انظر الیک یعنی دکھا مجھے اپنے تئین کہ
تیری طرف مین نظر کرون ایک تجاوز نظر کا حد قدم سے اور قدم کا پچھڑنا نظر سے
ہوتا ہی اور یہی ایک فروگذاشت ہر ایک وصف کی ان دو وصفون مین سے
جو اس قول مین اللہ تعالی کے ہین ما زاغ البصر وما طغی الغرض رسول اللہ قدم اور
نظر جوڑکر چیا اور قوا ضع کے خانۂ عروسی مین درآئے اس انداز سے کہ ناظر پہ قدم اور
قادم اپنی نظر تھی۔ اور اگر چیا د تو اضع کے خانۂ عروسی سے باہر جاتے اور حد قدم کی
تجاوز کرکے نظر کو بڑھاتے تو بعضے آسمانون پہ وہ بھی رہ جاتے جیسے کہ آپ کے
سوا انبیاے اور نبی رہ گئے پس ہمیشہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے خانۂ عروسی مین
حال کے ادب سے شرماتے ہوے بیٹھے رہا کرتے۔ یہان تک کہ آسمانون کے حجاب
پھٹ گئے اور گوناگون قرب کی چھتری آپ کے اوپر خوب لگی اور ایک ایک
کرکے حجابون کے بادل آپ کے اوپر پراگندہ ہوے اور کھل گئے حتی کہ تب
ما زاغ البصر وما طغی کے صراط مستقیم ہوے تب آپ کو ندا آئی جیسی بجلی کی طرح
وصل اور لطائف کے گنجینہ کی طرف گذرے اور یہ نہایت ادب کی ہی اور

نہایت کامرانی کی ہو۔ ابو محمد بن رویم نے کہا جبکہ مسافر کے ادب سے سوال کیا گیا
کہ مسافر کا ارادہ اُسکے قدم سے آگے نہ بڑھے سو جہاں مسافر کا قلب ٹھہرے وہین
مسافر اُترے۔ ہمارے شیخ ضیاءالدین ابو النجیب نے وساطت سے کے
ساتھ حضرت ابن عباس رض سے روایت کی کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
یہ آیت پڑھی رب ارنی انظر الیک فرمایا کہ کہا اے موسیٰ مجھے کوئی شخص حیات مین
نہ دیکھیگا الا جبکہ وہ مرجاے اور نہ خشک مگر جبکہ وہ زمین ٹوٹے اور نہ تر الا جبکہ
وہ پراگندہ ہوجاے اسکے سوا نہین کہ مجھے وہ اہل جنت دیکھینگے جنکی آنکھین
نہین مرتین اور نہ اُنکے اجسام پُرانے ہوکر جاتے رہتے ہین۔ اور آداب حضرت
سے وہ ہی جو شبلی نے بیان کیا کہ بات کے ساتھ انبساط اور کشادہ روئی ترک
ادب ہی اور یہ بعض احوال اور اشیا کے ساتھ سو بعض کے مختص ہی علی الاطلاق
نہین ہی اسواسطے کہ اللہ تعالی نے دعا کرنے کا حکم فرمایا ہی اور ترک رہنا قبول
ہی مین ہی جسطرح کہ موسیٰ مقاصد اور حاجات دنیوی کے طلب مین انبساط
سے رُکے یہان تک کہ اللہ تعالی نے قرب کے ایک مقام مین اُسکو انبساط
اور انبساط مین آنے کی اجازت دی اور فرمایا کہ مجھسے مانگ اگرچہ نمک تیرے
خمیر کے لیے ہو پس جب کہ اُسکو کھولا تو وہ کھل گیا اور کہا رب انی لما انزلت الی
من خیر فقیر یعنی رب میرے کہ مین واسطے اُس چیز کے کہ تو طرف میرے اُتارے
بھلائی سے محتاج ہون اسواسطے کہ وہ آخرت کی حاجتین مانگتے تھے اور درگاہ
الٰہی کو بزرگ تر اس سے جانتے تھے کہ دنیا کی حقیر حاجتین مانگین اور وہ شہر کی ینی
کے حجاب مین حقیر چیزون کے مانگنے سے تھا اور اس کے واسطے خطاب

میں ایک مثال ہی کہ سلیمان معظم سے بڑی چیزوں کا سوال کیا جاتا ہی اور حقیر چیزوں کے طلب کرنے میں شرم اور لحاظ ہوتا ہی پھر جبکہ حشمت کا پردہ اٹھ گیا تو ادب کے مقام خاص میں ہو رہا چھوٹی چیز کو اسی طرح مانگتے تھے جیسے کہ بڑی چیز کو مانگتے تھے۔ ذوالنون مصری نے کہا ہی کہ عارف کا ادب سب ادب کے اوپر ہی اسواسطے کہ معروف اُسکا ادب کرنے والا اُسکے قلب کا ہی اور بعض صوفیہ نے کہا ہی کہ حق سبحانہ و تعالی فرماتا ہی کہ جس شخص کو میں نے لگا دیا ہی کہ وہ میرے اسماء و صفات کے ساتھ قیام کرے تو اُسکے ساتھ میں نے ادب کر دیا ہی اور جس شخص پر میں نے اپنی حقیقت ذات سے کشف کیا ہی اُسکے اوپر میں نے ہلاکت کو کر دیا تو جو چاہے وہ پسند کرے ادب یا ہلاکت اور یہ قول بالکل اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہی کہ اسماء و صفات ایسے وجود کے ساتھ ٹھہرتے ہیں جو ادب کا محتاج ہی اسواسطے کہ رسوم بشریت اور حظوظ نفس ابھی باقی ہیں اور عظمت ذات کے نور چمکنے پر وہ آثار انوار کے ساتھ نیست و نابود ہو جاتے ہیں اور ہلاکت کے یہ معنی ہوتے ہیں کہ وہ فنا کے ساتھ متحقق اور پیوستہ و وابستہ ہو گیا اور یہ انتہا درجہ کا مطلب ہی اور ابو علی دقاق نے اس قول میں اللہ تعالی کے بیان کیا ہی وایوب اذ نادی ربہ انی مسنی الضر وانت ارحم الراحمین یعنی اور ذکر کر ایوب کا کہ جب پکارا رب اپنے کو کہ مجھے نقصان نے چھو لیا اور تو رحم کرنے والا رحم کرنے والوں سے زیادہ ہی فرمایا کہ ارحمنی نہیں کہا اسواسطے کہ ادب خطاب کا اُنہنے حفظ کیا اور عیسی علیہ السلام نے کہا ان کنت قلتہ فقد علمتہ یعنی اگر میں اُسکو کہتا تو البتہ تو اُسکو جان لیتا

اور نہ کہا کہ مین نے نہین کہا سو اسواسطے کہ بارگاہ الہی کے ادب کی رعایت کی اور ابو نصر سراج نے کہا ہی کہ اہل دین سے اہل خصوصیت کا ادب قلوب کی طہارت اور اسرار کی نگہداشت اور پیمانون کی وفا اور وقت کی حفاظت اور خواطر اور عوارض اور بیہودگیون اور مواقع کی طرف کم توجہی اور ظاہر باطن کی یکسانی ہی اور حسن ادب مواقع طلب اور مقامات قرب اور اوقات حضوری مین ہی۔ اور ادب دو ادب ہین ادب قول کا اور ادب فعل کا تو جسنے اللہ تعالی سے تقرب اپنے ادب فعل سے کیا اُسکو محبت قلوب عطا فرمائی اور ابن مبارک کا قول ہی کہ ہم تھوڑے ادب کے زیادہ تر محتاج ہین بہ نسبت اُسکے کہ کثرت علم کی ہم کو حاجت ہی اور یہ بھی کہا ہی کہ عارف کے لیے ادب ایسا ہی کہ ابتدی کے لیے توبہ ہی اور ثوری کا مقولہ ہی کہ جو شخص وقت کے لیے متادب یعنی ادب یافتہ نہین ہی تو وقت کو دشمن بناتا ہی۔ اور ذوالنون نے کہا کہ جب مرید استعمال ادب کی حد سے باہر نکل جاے تو پھر آئندہ وہ مراجعت اُسی طرف کو کرے گا جس طرف سے آیا ہی اور ابن مبارکؒ نے بھی کہا ہی کہ ادب کے بارہ مین لوگون کو بہت کچھ کہا ہی اور ہم کہتے ہین کہ وہ معرفت اور شناسائی نفس کی ہی اور یہ اُسکی طرف سے اشارہ اس بات کی طرف ہی کہ نفس جہالتون کا چشمہ اور منبع ہی اور ادب کا ترک کرنا جہل کی آمیزش سے ہی تو جب نفس کو پہچان لیا تو معرفت کے نور کو پہونچا اس بنا پر کہ جس نے نفس کو پہچانا اُس نے اپنے پروردگار کو پہچانا اور اس نور کے لیے نفس جہالت کے ساتھ ظہور نہین کرتا

مگر یہ کہ وہ صریح علم کے ساتھ استعمال اُسکا کرتا ہی اور جب وہ صاحب ادب ہوجاتا ہی اور جو کوئی درگاہ الٰہی کے ادب کی مداومت کرتا ہی تو وہ اُسکے غیر کے ساتھ زیادہ مستحکم اور اُسپر زیادہ قادر ہی فقط

تیئیسواں باب طہارت اور اُسکے مقدمات کے آداب مین

اللہ تعالے نے اصحاب صفہ کی تعریف مین فرمایا ہی فیہ رجال یحبون ان یتطہروا واللہ یحب المتطہرین یعنی اُسمین وہ مرد ہین کہ دوست رکھتے ہین پاک ہونے کو اور اللہ دوست رکھتا ہی پاک ہونے والون کو بعض تفسیرون مین بیان کیا گیا ہی کہ دوست رکھتے ہین پاک ہونے کو بے وضو اور غسل کی حاجتون دورنا پاکیون سے جو پانی کے ساتھ ہو کلبی نے کہا ہی کہ وہ پانی سے مقعدون کا دھونا ہی اور عطا نے کہا ہی کہ وہ پانی سے استنجا کرتے تھے اور رات کو جنابت یعنی حاجت غسل کے ساتھ نہین سوتے تھے روایت ہی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل قبا کے لوگون سے کہا جبکہ یہ آیت نازل ہوئی کہ اللہ تعالے نے طہارت مین تمھاری ثنا وصفت کی ہی تو وہ کیا ہی۔ اُن لوگون نے کہ ہم پانی سے استنجا کرتے ہین اور یہ پہلے باعث تھی کہ انکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمادیا تھا کہ جب تم مین سے کوئی شخص بیت الخلاء آوے تو چاہیے کہ تین ڈھیلون سے استنجا کرے اور اسی طرح ابتدا مین استنجا تھا یہانتک کہ اہل قبا کے حق مین

آیت نازل ہوئی سلمان سے لوگون نے کہا کہ تمکو ہر ایک چیز تمھارے نبی نے سکھلا دی ہے کہ قضاے حاجت بھی تبلائی سلمان نے جواب دیا کہ ہان ہم کو منع اس سے کر دیا ہی کہ قبلہ رخ پاخانہ پھرین یا پیشاب کرین یا داہنے ہاتھ سے استنجا کرین یا ہم سے کوئی تین پتھر سے کم کے ساتھ استنجا کرے یا کہ سرگین یا ہڈی سے استنجا کرے ہمارے شیخ ضیاء الدین ابو النجیب نے بواسطہ روات ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہی کہ کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مین تمھارے لیے باپ کے برابر ہون کہ مین تمھین تعلیم دون سو جب کہ تم سے کوئی قضاے حاجت کو جائے تو قبلہ کی طرف منھ کرے اور نہ اسکی طرف پیٹھ کرے اور نہ داہنے ہاتھ سے طہارت کرے اور آپ تین پتھر کے ساتھ امر کرتے تھے اور سرگین اور گلی ہڈی سے باز رکھتے تھے اور فرض استنجا مین دو چیزین ہین پلیدی کا دور کرنا اور دور کرنے والی چیز کا پاک ہونا اور وہ یہ ہی کہ وضع ہو اور وہ سرگین ہی اور نہ وہ دوبارہ مستعمل ہو اور نہ رسہ ہو اور نہ مردہ کی ہڈی ہی اور استنجا کا طاق ہونا سنت ہی سو یا تو تین پتھر ہو یا پانچ یا سات ہون اور پانی سے پتھرون ڈھیلون کے بعد آبدست کا لینا سنت ہی۔ اور آیت کے معنی مین بعضون نے کہا ہی جو کچھون ان میں مطہر فیہا ہی اور جب اُن لوگون سے دریافت کیا گیا تو انھون نے کہا کہ ہم پتھرون کے بعد پانی لیتے تھے۔ اور بائین ہاتھ سے استنجا کرنا سنت ہی اور استنجے کے پیچھے مٹی سے ہاتھ کا ملنا سنت ہی اور اس طرح جنگل مین ہوتا ہی جب کہ زمین پاک ہو اور مٹی پاک ہو اور استنجے کی چکونگی یہ ہی کہ پتھر کو یا ڈھیلے کو بائین

بائیں ہاتھ میں لے اور اُسکو مخرج اور نکاس کے اول کے سرے پر رکھے قبل اسکے
کہ وہ نجاست سے ملے اور اُسکو ملتے ہوئے کھینچے اور اُس کھنچائی میں پتھر کو پھیرے
تاکہ ایک جگہ سے دوسری جگہ کو نجاست سرک کر نہ لگے ایسے کرتا رہے یہاں تک
کہ مخرج اور نکاس کے آخر کے سرے تک پہونچے اور دوسرا پتھر یا ڈھیلا لے
اور اُسے آخر کے سرے پر اسی طرح پر رکھے اور اول کے سرے تک مسح
کرے اور تیسرا پتھر لے اور اُسے مبرز کے گرد پھیرے اور اگر کونے پتھر کے
ساتھ استنجا کرے تو جائز ہے - ادا استبرا یعنی استنجا بول میں کہ جب بول ہو چکے
تو عضو کو تین بار اُسکی جڑ سے حشفہ یعنی سرے تک نرمی سے کھینچے تاکہ بقیہ بول کا
نہ اُچھلے پھر تین بار اُسکو جھاڑے اور استبرا میں استغفار کے ساتھ احتیاط کرے
اور وہ یہ ہی کہ تین دفعہ گلا روشن کرے یعنی کھنکارے اور ٹھارے اسواسطے
کہ حلق سے عضو تک رگیں ملی ہوئی ہیں اور کھنکارنے سے وہ جنبش کرتی ہیں اور
جو کچھ بول کے رستے میں ہو اُسکو ٹپکا دیتی ہیں پھر اگر چند قدم مشی کرے
اور ٹہلے اور تنحنح اور کھنکارنے میں سعی کرے تو جائز ہی ولیکن حد علم کی عادت
کرے اور وسوسے شیطان کو اپنی طرف راہ نہ دے نہ وہ وقت کو ضائع
کرے پھر تین بار یا زیادہ تین بار سے عضو کو مالش و مسح کرے یہاں تک کہ
رطوبت نہ پائے - اور بعض صوفیہ نے عضو کو پستان شیر سے تشبیہ دی ہی
اور کہا کہ ہمیشہ اُسمیں سے رطوبت ظاہر ہوتی ہی جبتک کہ اُسکا مسّ ادا ہے
اور اُسمیں رعایت کی حد کرے اور حاذق کا لحاظ اسمیں بھی کرے اور مالش مسح
پاک زمین یا پاک پتھر پر کرے اور اگر پتھر لینے کی حالت میں اُسکے چھوٹے

ہونے کے سبب احتیاج ہو تو پتھر کو داہنے ہاتھ میں اور عضو کو بائیں میں سے لے اور
پتھر سے مالش کرے اور بائیں سے جنبش ہو نہ داہنے سے تاکہ داہنے سے استنجا
کرنے والا نہو اور جب پانی کا استعمال چاہے تو دوسری جگہ بدلے اور پتھر پر
قناعت اسوقت تک کرے کہ بول حشفہ یعنی سر عضو پر نہ پھیلے اور استبرا میں استغفار
کے ترک میں وعید ہے جو وارد اس حدیث میں ہے کہ حضرت عبد اللہ ابن عباس
رضی اللہ عنہما نے روایت کی ہے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دو قبر پر گذرے
تو فرمایا کہ یہ دونوں عذاب کیے جاتے ہیں اور وہ دونوں کسی کبیرہ سبب سے
عذاب میں نہیں ہیں مگر یہ تو استبرا نہیں کرتا تھا یا کہ بول سے استنزاہ
اور طہارت بول سے نہیں کرتا تھا اور یہ دوسرا لگایا بجھایا کرتا تھا اور ایک
کے سامنے دوسرے کی سخن چینی کرتا تھا پھر آپ نے ایک ترچھڑی منگائی
اور اسکے دو ٹکڑے کیے بعد ازاں ایک اسکے اوپر اور ایک اسکے اوپر بٹھا دی
اور فرمایا کہ شاید ان دونوں سے تخفیف عذاب ہو جب تک کہ وہ خشک ہوں
اور جب ایسے جنگل میں ہو تو لوگوں سے دور ہو۔ جابر رضی اللہ عنہ نے روایت
کی ہے کہ جب کبھی نبی علیہ السلام براز کا ارادہ کرتے تو آپ چلے جاتے یہاں تک کہ
آپ کو کوئی نہ دیکھتا تھا۔ اور مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہے کہا میں
ایک سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا سو نبی علیہ السلام قضائے
حاجت کو گئے اور چلتے چلتے دور نکل گئے۔ اور روایت ہے کہ نبی علیہ السلام
اپنی قضائے حاجت کے لیے نزول فرماتے تھے جیسے کوئی شخص گھر میں آتا ہے
اور آپ پردہ کرتے کسی دیوار یا زمین کے ٹیلے یا پتھر کے انبار سے۔ اور

جائز ہی کہ آدمی جنگل مین اپنے کجاوے سے پردہ کرے یا اپنے دامن سے جبکہ
کپڑے کو چھینٹ سے حفاظت ہو اور پیشاب نرم زمین مین یا ڈھالو مٹی پر کرنا
مستحب ہی - ابو موسی نے کہا ہی کہ مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ
تھا سو آپ نے پیشاب کرنا چاہا سو ایک دیوار کی جڑ مین نرم زمین پر گئے
اور پیشاب کیا بعد اُسکے فرمایا جب تم مین سے کوئی پیشاب کرنا چاہے تو
چاہیے کہ نرم زمین یا ڈھالو تلاش کرے اور بہتر اور یہ ہی کہ قبلہ کو منھ کرے
نہ اُسکو پیٹھ کرے اور نہ سورج اور چاند کے سامنے منھ ہو اور مکانات مین
قبلہ رو ہونا مکروہ نہین ہی اور اولے یہ ہی کہ اُس سے پرہیز کرے اس سبب
سے کہ بعضے فقہا اُسکی کراہت کی طرف مکان مین بھی گئے ہین اور نہ کپڑے
کو اپنے اُٹھائے اور نہ کھولے جب تک کہ بیٹھتے وقت زمین کے پاس نہو جائے
اور ہوا کے رخ سے چھینٹ نہ پڑنے کے لیے اجتناب کرے کسی شخص نے
بعض صحابہ سے جو اعراب سے یعنی بدوی تھے کہا اُس حال مین کہ اُس سے
جھگڑا کرتا تھا کہنے لگا کہ مین تجھے نہین گمان کرتا کہ اچھی طرح سے قضا سے
حاجت کرنا ہو کہا ہان تیرے باپ کی قسم بیشک مین خوب زیرک و دانا و فہیم
ہون کہا تو اُسکی صفت اور شرح کر تو کہا کہ انسان سے دور ہو اور ڈھیلے موجود
رکھ اور گھانس کی طرف منھ اور ہوا کی طرف پیٹھ کر اور اکڑون ہرن کی بیٹھک
بیٹھ اور شتابی یا قضائے حاجت شترمرغ کی طرح کر یعنی درندہ وغیرہ گھانس
کی طرف رخ کر اور ہوا کی طرف پشت کر تا کہ چھینٹ سے بچے اور اقعاء کے
معنی یہان یہ ہین اکڑون پنجون کے بل بیٹھے اور اجفال یہ ہی کہ اپنی سرین کو

و نچا کرے اور استنجے سے فراغت کے وقت کہے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی
آلِ مُحَمَّدٍ وَّ طَھِّرْ قَلْبِیْ مِنَ الرِّیَاءِ وَحَصِّنْ فَرْجِیْ مِنَ الْفَوَاحِشِ یعنی اللہ
میرے درود بھیج محمد اور آل محمد پر ریا سے میرے دل کو پاک کر اور فواحش یعنی
حد سے زیادہ بد زنا وغیرہ سے میرے فرج کو محفوظ رکھ اور غسل خانہ اور نہانے
کی جگہ آدمی کو پیشاب کرنا مکروہ ہی۔ عبد اللہ بن مغفل نے روایت کی ہی کہ
ہر آئینہ نبی علیہ السلام نے منع کیا ہی اس سے کہ آدمی اپنے حمام میں پیشاب
کرے اور کہا اس سے وسواس عام ہی اور ابن مبارک نے کہا ہی کہ حمام میں جگہ
اسمیں پانی جاری ہو تو پیشاب کرنے کی وسعت اُسمیں دیجائے اور جب کہ
عمارت اور مکان میں بیت الخلا ہو تو اسمیں داخل ہونے کے لیے پہلے بایاں پاؤں
رکھے اور اندر جانے سے قبل کہے بِسْمِ اللّٰہِ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ یعنی اللہ
کے نام سے شروع کرتا ہوں اور اللہ کے ساتھ میں پلیدی اور پلید چیزوں سے میں
پناہ مانگتا ہوں۔ ہمارے شیخ شیخ الاسلام ابو النجیب سہروردی نے بواسطہ روات
کے حضرت زید بن ارقم سے روایت کی ہی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سے کہ ہر آئینہ آپ نے فرمایا ہی کہ یہ حشوش محتضرہ ہیں تو جب تم سے کوئی قضاے
حاجت کو جائے تو یہ کہنا چاہیے کہ اعوذ باللہ من الخبث والخبائث اور حشوش
سے کنف یعنی اڈے چاہیے ہی اور حش کی اصل گھنے درخت خرما کے جھنڈ ہیں جنمیں
قضاے حاجت کرتے تھے اُسوقت میں کہ گھروں کے اندر بیت الخلا نبائیں۔
اور قول آپ کا محتضرہ یعنی شیاطین اُسمیں حاضر و موجود رہتے ہیں اور قضاے
حاجت کے لیے نشست میں بائیں پاؤں پر زور دے اور اپنے ہاتھ زمین میں

نہ لگائے اور نہ بیٹھے ہوئے زمین پر لکیریں کھینچے اور نہ دیوار پر اور اپنی شرمگاہ کی طرف زیادہ نظر نہ کرے مگر جب کہ اسکی حاجت ہو اور نہ بات کرے کہ ہر آئینہ حدیث میں وارد ہے تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ نہ نکلیں دو مرد قضائے حاجت کے لیے اس حالت میں کہ وہ اپنی شرمگاہیں کھولے ہوئے باہم باتیں کرتے ہوں اسواسطے کہ اللہ تعالیٰ کو اس سے عداوت ہے اور بیت الخلاسے نکلتے وقت کہے الحمد للہ الذی اذہب عنی ما یوذینی و ابقی علی ما ینفعنی یعنی اس اللہ کا شکر ہے جسنے اذیت دینے والی چیز مجھ سے دور کی اور جو چیز مجھے فائدہ دیتی ہے اُسے مجھے باقی اور قائم رکھا۔ اور اپنے ساتھ ایسی چیز نہ لیجائے سونے اور انگوٹھی وغیرہ سے جسپر اللہ کا نام ہو اور نہ ننگے سر جائے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے والد ابی بکر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا ہے اللہ تعالیٰ سے شرما ؤ کہ میں ہر آئینہ بیت الخلا میں جاتا ہوں تو اپنے رب عز و جل سے شرما کر اپنی پیٹھ جھکا لیتا ہوں اور اپنا سر ڈھک لیتا ہوں۔

چونتیسواں باب وضو اور اسکے اسرار کے آداب میں

جب وضو کرنا چاہے تو مسواک سے شروع کرے ہمارے شیخ ابوالنجیب نے روایت کے واسطہ سے زید بن خالد جہنی سے روایت کی ہے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر میں اپنی امت پر دشوار نہ جانتا تو عشاق کی نماز تہائی رات تک موخر کرتا اور انکو میں ہر فرض کے وقت مسواک کا حکم دیتا اور عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے

کہ مسواک منہ کی پاک کرنے والی اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کرنے والی ہے اور حذیفہؓ سے
منقول ہے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ حال تھا کہ جب آپ رات کو تہجد کے
لیے اُٹھتے تو مسواک کو اپنے منہ کو پاک و پاکیزہ کرتے اور شوص مالش کو کہتے ہیں اور
ہر ایک نماز اور ہر ایک وضو کے وقت مسواک کرنا مستحب ہے اور ہر ایک دفعہ کہ
لب بند رہنے وغیرہ سے منہ کے مزہ میں تغیر آوے اور اصل ازم کے دانتوں کا ایک
دوسرے پر ٹھہرانا ہے اور سکوت کے لیے ازم کہا گیا ہے اسواسطے کہ دانت تلے اوپر
منطبق ہو جاتے ہیں اور اس سے منہ کا مزہ تغیر ہو جاتا ہے اور روزہ دار کے لیے بعد
از زوال مکروہ ہے اور زوال کے قبل اُسکے لیے مستحب ہے اور غسل جمعہ کے ساتھ
اور تہجد کے وقت اُسکا استحباب زیادہ ہے اور سوکھی مسواک کو پانی سے تر
کرے اور طول و عرض میں دانتوں کے مسواک کرے اور اگر اقتصار کرے تو عرض
میں کرے پھر جب مسواک سے فارغ ہو تو اُسے دھوئے اور وضو کے لیے بیٹھے
اور اولیٰ یہ ہے کہ قبلہ رو ہو اور بسم اللہ الرحمن الرحیم سے ابتدا کرے اور کہے
رب اعوذ بک من ہمزات الشیاطین و اعوذ بک رب ان یحضرون اور ہاتھ دھونے
کے وقت کہے اللھم انی اسالک الیمن و البرکۃ و اعوذ بک من الشوم و الھلکۃ
اور کلی کرنے کے وقت کہے اللھم صل علی محمد و علی ال محمد و اعنی علی تلاوۃ
کتابک و کثرۃ الذکر لک اور ناک میں پانی ڈالنے اور دھونے کے وقت کہے
اللھم صل علی محمد و علی ال محمد و اوجدنی رائحۃ الجنۃ و انت عنی راض اور
ناک سنکنے کے وقت کہے اللھم صل علی محمد و علی ال محمد و اعوذ بک من
روائح النار و سوء الدار اور منہ دھونے کے وقت کہے: اللھم صل علی

محمد و علی آل محمد وبیض وجہی یوم تبیض وجوہ اولیائک و لا تسود وجہی یوم تسود وجوہ اعدائک اور داہنے ہاتھ کے دھوتے وقت اللہم صل علی محمد و علی آل محمد و اتنی کتابی بیمینی وحاسبنی حسابا یسیرا اور بائیں ہاتھ کے دھوتے وقت اللہم انی اعوذ بک ان تؤتینی کتابی بشمالی او من وراء ظہری اور سر کے مسح کے وقت اللہم صل علی محمد و علی آل محمد و غشنی برحمتک و انزل علی من برکاتک و اظلنی تحت ظل عرشک یوم لا ظل الا ظل عرشک اور دونوں کانوں کے مسح کے وقت اللہم صل علی محمد و علی آل محمد و اجعلنی ممن یستمع القول فیتبع احسنہ اللہم اسمعنی منادی الجنۃ مع الابرار اور گردن کے مسح کے وقت اللہم فک رقبتی من النار و اعوذ بک من السلاسل والاغلال اور داہنے پاؤں کے دھونے کے وقت اللہم صل علی محمد و علی آل محمد و ثبت قدمی علی الصراط مع اقدام المومنین اور بائیں پاؤں کے وقت کہے اللہم صل علی محمد و علی آل محمد و اعوذ بک ان تزل قدمی عن الصراط یوم تزل فیہ اقدام المنافقین۔ اور جب وضو سے فارغ ہو تو آسمان کی طرف سر اٹھائے اور کہے اشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ و اشہد ان محمد عبدہ و رسولہ سبحانک اللہم وبحمدک لا الہ الا انت عملت سوء و ظلمت نفسی استغفرک و اتوب الیک فاغفرلی و تب علی انک انت التواب الرحیم اللہم صل علی محمد و علی آل محمد و اجعلنی من التوابین و اجعلنی من المتطہرین و اجعلنی صبورا و شکورا و اجعلنی اذکرک کثیرا و اسبحک بکرۃ و اصیلا اور فرائض وضو کے نیت منہ دھونے کے وقت

اور منھ کا دھونا اور منھ کی حد منھ کی پیشانی کے شروع سے تھوڑی کی انتہا تک اور جو کچھ ڈاڑھی سے ظاہر اور جو کچھ لٹکے ہو اور ایک کان سے دوسرے کان تک عرض میں اور منھ دھونے کے داخل وہ سفیدی ہے جو دونون کان اور ڈاڑھی کے درمیان ہے اور پیشانی کی جگہ جہان بال نہون اور جہان کہ بالون سے کھلی ہوئی جگہ ہو اور وہ دونون چکر سر سے پیشانی کے دونون طرف ہین اور اُن دونون کا منھ کے ساتھ دھونا مستحب ہے اور تخذیف کے بالون تک پانی پہونچایا جاوے اور بال تخذیف کے اسقدر ہین کہ عورتین انکو منھ سے دور کرتی ہین اور عنفقہ یعنی ریش بچہ اور بروت اور ابرو اور دونون طرف کے خط ریش مین پانی پہونچایا جائے اور سوا اسکے واجب نہین ہے پھر ریش اگر ہلکی ہو تو بشرہ یعنی منھ کے پوست تک پانی پہونچائے اور ہلکی ریش کی حد یہ ہے کہ اسکے نیچے سے صورت نظر پڑے اور اگر گھنی ہو تو واجب نہین ہے اور آنکھ کے کونے اکٹھے ہوئے سرمہ کو صاف کرنے مین کوشش کرے تیسرا واجب دونون ہاتھ کا کہنیون تک دھونا ہے اور کہنیون کا غسل مین داخل کرنا واجب ہے اور آدھے آدھے بازوون تک ہاتھون کا دھونا مستحب ہے اور اگر ناخن اسقدر بڑھے ہوئے ہون کہ انگلیون کے سرے سے باہر نکل گئے ہین تو اندرونی رخ انکا دھونا قول اصح کے موافق واجب ہے چوتھا واجب سر کا مسح ہے اور وہ اُسی قدر کافی ہے جسپر مسح کا نام بولا جاتا ہے یعنی سر کے جز پر اور پورے سر کا مسح کرنا سنت ہے اور وہ یہ ہے کہ داہنے اور بائین ہاتھ کی انگلیون کو ملائے اور سر کے آگے کے رخ پر رکھے اور گدی تک انکو کھینچے پھر ان دونون کو اس جگہ تک پھیر لائے

اِس سے شروع کیا تھا اور دونوں پہچون کے تری کو آگے اور پیچھے آدھوں آدھ کر دے اور پانچواں واجب دونوں پانوں کا دھونا ہی اور دونوں ٹخنوں کا غسل یعنے دھونے میں داخل کرنا واجب ہی اور آدھی آدھی پنڈلیوں تک اُن دونوں کا دھونا مستحب ہی اور دونوں پانوں کو ٹخنے تک دھونے پر قناعت کی جاتی ہی اور ملی ہوئی اُنگلیوں میں خلال کرنا واجب ہی تو بائیں ہاتھ کی چھنگلیا سے پانوں کی اندرونی جگہ میں خلال کرے اور داہنے پانوں کی چھنگلیا سے شروع اور بائیں پانوں کی چھنگلیا پر ختم کرے اور اگر پانوں میں درزیں اور بوائیں ہوں تو اُنکے اندر پانی پہونچانا واجب ہی اور جو کچھ خمیر یا چکنائی ہے اُس میں چپٹی ہوئی ہو تو اُس چیز کو دور کرنا واجب ہی چھٹا واجب ترتیب ہی اسطرح پر جیسا کہ وہ کلام اللہ میں مذکور ہی ساتواں واجب تتابع جو شافعی کے قول قدیم میں ہی اور اُس تفریق کی حد جو تتابع اور پے در پے ہونے کو قطع کرے یہ ہی کہ اعتدال ہوا کے وقت عضو کی تری سوکھ جائے۔ اور وضو کی سنتیں تیرہ ہیں بسم اللہ کہنا اور دل طہارت میں اور دونوں ہاتھ کا کلائی تک دھونا اور کلّی اور استنشاق یعنی ناک میں پانی دینا اور اُن دونوں میں مبالغہ یعنی تمامی کو پہونچانا یعنے کلّی میں تین غرغرے کرے حتی کہ حلقوم کے سرے تک پانی الٹا دے اور استنشاق میں پانی کو سانس کے ساتھ ناک کی بیخ تک کھینچے اور اگر روزہ دار ہو تو اُنمیں رفق اور نرمی کرے اور گھنی داڑھی کا خلال اور ملی اُنگلیوں کا خلال اور داہنے طرف سے ابتدا اور غرغرے کی درازی اور پورے سر کا مسح اور دونوں کان کا مسح اور تین تین بار ہر عضو کا دھونا اور قول جدید میں تتابع ہی اور اسکا اجتناب

کرے کہ تین بار سے ہر چیز مین زیادہ نہو اور وضو کے درمیان نہ ہاتھ کو جھاڑے اور نہ کوئی بات کرے اور نہ پانی کا چھپکا منھ پر مارے اور وضو کا تازہ کرنا مستحب ہی اس شرط سے کہ اسی وضو سے نماز پڑھے جو سہل ہو ورنہ مکروہ ہی

پینتیسواں باب وضو کے اندر آداب خاصہ صوفیہ کے بیان مین ہی

صوفیون کا ادب بعد ازان یہی کہ معرفت احکام پر قائم ہو جائے جنکا ادب وضو مین حضور قلب کا اعضا کے دھونے مین ہی بعضے سالکین کو مین نے کہتے سُنا ہی کہ جب وضو مین قلب حاضر ہو تو نماز مین بھی حاضر ہوگا اور جب اسمین سہو یا دخل پایا تو نماز مین بھی وسوسہ داخل ہوگا - اور صوفیہ کے آداب سے ہمیشہ باوضو رہنا ہی اور وضو مومن کا سلاح ہی اور جبکہ اعضا وضو کی حمایت مین ہون جو اثر شرعی ہی تو دشمن شیطان کی روش کمتر ہو گی - عدی بن حاتم نے کہا ہی کہ اُسوقت سے کہ مین مسلمان ہوا کبھی نماز کی جماعت نہین کھڑی ہوئی مگر یہ کہ مین باوضو تھا اور انس بن مالک نے کہا ہی کہ نبی علیہ السلام مدینہ مین تشریف لائے اور اُسوقت مین آٹھ برس کا تھا تو مجھسے آپ نے فرمایا اے فرزند اگر تجھسے ہو سکے کہ ہمیشہ طہارت یعنی وضو سے رہے تو کر اسواسطے کہ آہستہ جس شخص کی موت آتی ہی اور وہ شخص وضو سے ہو تو شہادت عطا کی جاتی ہی سو عقلمند کا یہ کام ہی کہ ہمیشہ موت کے لیے مستعد رہے اور استعداد و تیاری سے یہی باوضو رہنا ہی - اور حصری سے حکایت کی گئی ہی کہ البتہ اُسنے کہا ہی کہ جب کبھی مین رات کو جاگا تو میرے اوپر حملہ نیند نہین کرتی مگر بعد اسکے کہ مین اٹھا اور تازہ وضو کر لیا تاکہ ایسا نہو

کہ دوبارہ مجھے نیند آوے اور مین باوضو ہون اور شیخ علی بن ہیتی کے یارون سے
مین نے سنا ہی کہ ہر آئنہ وہ تمام رات بیٹھا رہتا سو اگر اُسپر نیند غلبہ کرتی تو بھی اسی
طرح بیٹھا رہتا تھا اور جب کبھی جاگتا تو کہتا کہ مین ایسا نہین کہ سور ادب کرون
سو وہ اُٹھتا اور تازہ وضو کرتا اور دو رکعت نماز پڑھتا - اور ابو ہریرہ نے روایت
کی ہی کہ ہر آئنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز کے وقت بلال سے فرمایا
کہ اے بلال مجھسے بڑی امید دلانے والے عمل کا ذکر کر جو تو نے اسلام کی حالت مین
کیا ہو اس لیے کہ مین نے بہشت مین تیرے نعلین کی آواز اپنے آگے سنی تھی - اُسنے
عرض کی کہ مین نے اسلام مین سب سے بڑھکر امید دلانے والا عمل اپنے نزدیک اسکے
نہین کیا کہ مین نے رات یا دن کے کسی وقت مین وضو نہین کیا مگر یہ کہ اپنے خدا
عز وجل کے لیے اس وضو سے اتنی نماز پڑھی ہو جسقدر کہ میرے لیے مقدر کر دی کہ مین
نماز پڑھون - اور ادب صوفیہ سے طہارت مین پانی کے اسراف کا ترک ہی اور
یہ علم پر قائم ہوتا ہی - اور ابی بن کعب نے روایت حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم
سے کی ہی کہ آپ نے ہر آئنہ فرمایا ہی کہ وضو کے لیے ایک شیطان ہی جسے ولہان
کہتے ہین تو پانی کے وسوسون سے ڈرو اور بچو اور ابو عبد اللہ رودباری نے
کہا کہ ہر آئنہ شیطان کوشش اس بات کی کرتا ہی کہ بنی آدم کے تمام اعمال سے
اپنا حصہ لے سو وہ نہین پروا کرتا اپنے حصہ لینے مین اسکے ساتھ کہ مامورات مین
زیادتی کرین یا کمی اور وہ سب کمی بیشی اُسکے حصہ مین ہی - اور ابن کرخی سے
منقول ہی کہ اُسے ایک شب غسل کی حاجت ہو گئی اور اُسکے بدن مین ایک مرقع
صوف پڑا رہتا تھا سو دجلہ پر گیا اور جاڑا خوب کڑکڑاتا ہوا پڑتا تھا سو اسکا نفس

پانی کے اندر جانے سے کسمساتا ہی اسواسطے کہ شدت سے ٹھنڈ کی تھی تو اُس نے
اپنے تئین اُس مرقع سمیت پانی مین ڈال دیا پھر پانی سے نکلا اور کہا کہ مین نے قول
و پیمان کیا کہ اُسکو مین بدن سے نہ اُتارونگا جبتک کہ بدن مین وہ خشک
نہ ہو جائے سو مین نے پھر اُس قول کے موافق وہ مرقع اُسکے بدن مین رکھا اسواسطے
کہ وہ بہت سخت اور بہت موٹی تھی اس عمل کے ساتھ اُسنے اپنے نفس کو ادب دیا
اسوجہ سے کہ وہ حکم اللہ تعالی کی تعمیل سے کسمسایا تھا - اور روایت ہی کہ سہل بن
عبد اللہ اپنے یارون کو زیادہ پانی پینے اور زمین کے کم کرنے پر برانگیختہ کرتا تھا
اور اسکا یہ کہنا تھا کہ پانی زیادہ پینے سے نفس کو ضعف اور شہوات کی موت
اور قوت کی شکستگی ہوتی ہی - اور افعال صوفیہ سے ہی کہ وضو کے لیے پانی
موجود رکھنے مین احتیاط کرین - نقل ہی کہ ابراہیم خواص کبھی جنگل مین جاتے
تو انکی صرف ایک مشک پانی کی جاتی تھی اور بسا اوقات پانی نہ پیتے مگر قدرے
قلیل اور وضو کے لیے بچا رکھتے اور کہتے ہین کہ وہ مکہ سے کوفہ کو جاتے اور اُسے
تیمم کی حاجت نہوتی اسواسطے کہ وضو کے لیے پانی محفوظ رکھتے اور تھوڑے پانی
پینے کے لیے قناعت کرتے - اور کہا گیا ہی کہ جب تم صوفی کو دیکھو کہ اسکے پاس
مشک یا کوزہ نہین ہی تو جاننا چاہیے کہ اُسنے نماز کے ترک کا عزم کرنا چاہا یا انکار
کیا - اور بعضے صوفیہ کی حکایت ہی کہ اُسنے اپنے نفس کی تادیب طہارت مین
کی ہی اس حد تک کہ وہ ایک ساعت فقرا کے پیچھے پیچھے لگتے ہی روز قیام کیا اور
وہ ایک گھر مین جمع تھے سو کسی نے اُنمین سے نہین اُسکو دیکھا کہ وہ بیت الخلا
مین گیا اسواسطے کہ وہ قضاے حاجت اسوقت کرتا جبکہ اُس جگہ کوئی نہوتا

نفس کی تادیب کا ارادہ کرتا - اور مذکور ہے کہ خواص نے اسی کے مسجد جامع میں پانی
کے اندر وفات کی اور یہ اس سبب سے ہوا کہ اُسکو اسہال کا عارضہ تھا اور جب کہ
وہ اُٹھتا تو پانی میں جاتا اور اپنے تئیں غسل دیتا سو ایکبار پانی میں گیا اور اُسمیں
مر گیا - یہ سب کچھ اہتمام وضو اور طہارت کی حفاظت کے لیے تھا - اور منقول ہے کہ
ابراہیم ادہم بھی قیام اور نگہداشت کرنے والے وضو اور طہارت کے تھے سو
ایک رات میں کچھ اوپر ستر دفعہ اُٹھے اور ہر دفعہ تازہ وضو کرتے تھے اور دو رکعت نماز
پڑھتے تھے - اور مذکور ہے کہ بعضے صوفیہ نے اپنے نفس کو ادب دیا یہانتک کہ اُس
سے ریح خارج نہ ہوتی مگر براز کے وقت ادب سے خلوت میں کرتا تھا - اور وضو
کے بعد اعضا کا پونچھنا ایک گروہ نے مکروہ جانا ہے اور کہا ہے کہ وضو کا پانی وزن
کیا جائے گا اور بعض صوفیہ نے اُسکو جائز رکھا ہے اور اُنکی دلیل وہ ہے جو حضرت
عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آپ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کے پاس ایک پیوند لگا ہوا کپڑا تھا کہ اُس سے وضو کے بعد آپ اعضا
کا پانی خشک کرتے تھے - اور معاذ بن جبل نے روایت کی ہے کہا میں نے دیکھا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ جب آپ وضو کرتے تو اپنے مُنھ کو اپنے
کپڑے کے کنارے سے ملتے تھے - اور نہایت درجہ کوشش صوفیہ کی باطنوں
کی طہارت میں صفات ردیہ اور اخلاق ذمیمہ سے ہے نہ حد درجہ کی کوشش
طہارت ظاہر میں اس مرتبہ تک کہ حد علم سے باہر نکل جائے اور حال یہ ہے کہ عمر
رضی اللہ عنہ نے نصرانیہ کے گھڑے سے وضو کیا ہے باوجودیکہ وہ لوگ شراب
سے پرہیز نہیں کرتے اور جریان امر ظاہر اور اصل طہارت پر کیا ہے اور اصحاب

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زمین پر بغیر مصلے کے نماز پڑھا کرتے اور ننگے پانون
راہون مین چلتے پھرتے تھے اور ہر آئینہ سوتے وقت اپنے اور مٹی کے درمیان
کسی چیز کو حائل نہ کرتے اور استنجے مین بعض اوقات صرف ڈھیلے اور پتھرون
پر اقتصار کرتے تھے اور انکا کام ظاہری طہارت مین تساہل اور سہل انگاری
پر ہوتا تھا اور باطنی طہارت مین بڑی جد وجہد کرتے تھے اور ایسا ہی صوفیہ کا
شغل ہی اور کبھی کبھی بعض اشخاص مین بڑی شدت طہارت کی ہوتی ہی اور اسکی
وجہ نفس کی رعونت ہوتی ہی پس اگر اسکا کپڑا میلا ہو گیا تو وہ تنگ دل ہوتا ہی اور
وہ پروا اسکی نہین کرتا جو اسکے باطن مین کینہ اور بغض و کبر و غرور اور ریا اور نفاق
سے ہی اور شاید اس شخص کو جو ننگے پانون زمین پر پھرتا ہی برا جانتا ہی حالانکہ شرع
نے اسکی اجازت دی ہی اور اسکو برا نہین سمجھا کہ وہ غیبت کا کلمہ کہے جس سے
دین اسکا خراب خستہ ہوتا ہی اور یہ سب اسوجہ سے ہی کہ علم کم ہی اور ان سچون کی
صحبت سے ادب کا سیکھنا چھوڑ دیا ہی جو علماے راسخ ہین اور کثرت مالش کو
استبرا مین مکروہ جانتے ہین اسواسطے کہ وہ اکثر رگون کو سست کرتی ہی اور پیشاب
کو بند نہین کرتی درحالیکہ افراط سے قطرے اُس سے پیدا ہوتے تھے اور وضو
و طہارت مین حکایات متصوفہ سے یہ ہی کہ ابو عمر زجاجی مکہ مین تیس برس مجاور
رہا اور وہ کبھی حرم مین قضاے حاجت نہ کرتا و بیرون حرم جایا کرتا اور
اقل درجہ دورہ ڈھائی کوس تھا - اور کہتے ہین کہ بعضون کے منھ پر زخم تھا
جو بارہ برس تک نہین بھرا اور اچھا نہوا اس سبب سے کہ پانی اسکو مضر
تھا اور باوجود اسکے وہ تازہ وضو کرتا ہر فرض کے وقت نہ چھوڑتا تھا اور بعضے

انھین ایسے تھے کہ انکی آنکھ مین پانی اوتر آیا اور لوگ انکے پاس طبیب کو لائے
اور اسکے پیسے بہت سامان خرچ کیا تاکہ اسکی دوا کرے تو طبیب نے کہا کہ دوا
بہت دنون تک ترک وضو کی محتاج ہو اور پیٹھ کے بل لیٹا رہے پس دوا نہین
کی اور بینائی کا جاتا رہنا ترک وضو پہ اختیار کیا

چھتیسوان باب فضیلت نماز اور اسکی بزرگی شان کے بیان مین ہو

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے روایت کی ہو کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا ہو کہ جس گاہ خدائے تعالی نے جنت عدن کو پیدا کیا اور اسمین وہ
چیزین پیدا کین جنکو نہ آنکھون نے دیکھا اور نہ کانون نے سُنا اور نہ کسی بشر کے
دل مین خطور ہوئین اس سے فرمایا کہ اے جنت کلام کر تو اسنے تین بار کہا
قد افلح المومنون الذین ہم فی صلاتہم خاشعون یعنی البتہ چھٹکارا پایا اُن
مومنون نے جو نماز اپنی مین عاجزی کرنے والے اور گڑگڑانے والے مین
اور نمازیون کی فلاح مین کلام مجید کی شہادت ہو۔ اور رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ آئے جبرئیل میرے پاس آفتاب چھپنے کے وقت
اور میرے ساتھ ظہر کی نماز پڑھی اور بعضون نے کہا ہو کہ صلوۃ مشتق صلی
سے ہو اور وہ آتش ہو اور ٹیڑھی لکڑی جب کہ اسکے سیدھے کرنے کا
ارادہ کرین تو اُسکو آگ دکھلاتے ہین پھر وہ سیدھی ہوتی ہو اور بندہ مین
کجی اُسکے نفس کے سبب سے ہو جو برائی کا حکم دیتا ہو اور انوار ذات الہی
جل شانہ کے جو ایسے ہین کہ اگر اُسکے پردے کھولے جائین تو جو پائین

اُسکو جلا دیں اُسنے مصلی شعلۂ سطوت الٰہی و عظمت ربانی سے وہ سینک پاتے ہیں
جس سے اُنکی کجی دور ہوتی ہی بلکہ اُسکے بدولت معراج اُسکا متحقق ہوتا ہی تو مصلی
کی وہی مثل ہی جیسے آگ سے کوئی سینکتا اور تاپتا ہی اور جس شخص نے صلوٰۃ کی
آتش سے سینک حاصل کی اور اُسکے سبب کجی اُسکی زائل ہوگئی وہ جہنم کی
آتش پر عرض نہیں کیا جائے گا مگر یہ کہ قسم پوری ہوجائے۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ
سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حق عزوجل کہتا ہی کہ میں نے
اپنے اور اپنے بندے کے درمیان نماز کو آدھوں آدھ تقسیم کردیا تو جسوقت بندہ
کہتا ہی بسم اللہ الرحمن الرحیم اللہ عزوجل فرماتا ہی کہ مجھے میرے بندہ نے بزرگ گردانا
اور عظمت و مجد میری کی پھر جب اُسنے کہا الحمد للہ رب العالمین تو اللہ تعالے
فرماتا ہی میرے بندے نے میری حمد کی پھر جب کہا الرحمن الرحیم تو اللہ تعالی فرماتا ہی
میرے اوپر میرے بندے نے ثنا کی پھر جب کہا مالک یوم الدین تو فرماتا ہی میرے
بندہ نے میرے تفویض کی و میری بزرگی بیان کیا پھر جب کہا ایاک نعبد و ایاک نستعین اللہ تعالی
کہتا ہی یہ درمیان میرے اور میرے بندے کے ہی پھر جب کہا اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین
انعمت علیہم غیر المغضوب علیہم ولا الضالین۔ اللہ تعالی فرماتا ہی یہ میرے بندے
کے واسطے ہی اور میرے بندے کے لیے ہی جو وہ مانگے پس نماز رب اور
بندے کے درمیان ایک جوڑ اور وصل ہی اور جو چیز اُسکے اور اللہ تعالی کے درمیان
صلہ اور پیوند ہی تو بندہ کا حق یہ ہی کہ وہ خاشع اور گڑگڑانے والا ربوبیت کے دبدبہ
سے بندگی پر ہو اور ہمراستہ وار حدیث شریف میں آیا ہی کہ اللہ تعالی جب کسی شی
کے لیے تجلی فرماتا ہی تو وہ اللہ کے لیے خضوع اور خشوع کرتا ہی اور جو شخص

نماز میں وصال کے ساتھ متحقق ہوا اُسکے لیے افق سے نکلتی ہوئی تجلی چمکتی ہی تو وہ
خشوع اور فروتنی کرتا ہی اور نجات و رستگاری انھیں لوگوں کے لیے ہی جو اپنی نماز
مین گڑگڑاتے ہیں اور خشوع کے زوال سے فلاح کا بھی زوال ہوجاتا ہی اور اللہ تعالےٰ
فرماتا ہی اور کھڑا ہو تو میرے ذکر کے لیے اور جب نماز ذکر کے لیے ہوگی اُسمین کیونکر
بھول اور نسیان واقع ہوسکتی ہی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہی نماز کے پاس نہ جاؤ
اس حال مین کہ تم متوالے ہو یہان تک کہ جانو تم کہ تم کیا کہتے ہو پس جو شخص ایسا
ہو کہ جو کہے اور اپنے کہے کو جانتا نہو تو وہ کیا نماز پڑھنے کے قابل ہی درحالیکہ اللہ
تعالیٰ نے اس سے منع کیا ہی سو متوالا ایک شئی کہتا ہی کہ عقل اُسمین حاضر نہین اور
غافل نماز پڑھتا ہی کہ اُسمین بھی عقل حاضر نہین تو وہ ایک متوالے کی مثال ہی اور
غرائب تفسیر میں بعض نے بیان کیا ہی اس قول الٰہی کے معنی میں فاخلع نعلیک
انک بالواد المقدس طوی کہ مراد نعلیک سے تیرا قصد اپنی زوجہ اور گوسپند کے
ساتھ ہو تو غیر اللہ کے ساتھ اہتمام درحقیقت نماز میں ایک نشہ ہی اور منقول ہی کہ
اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی آنکھیں نماز میں آسمان کی طرف اُٹھاتے تھے اور
داہنے بائین دیکھتے تھے پھر جبکہ یہ آیت نازل ہوئی الذین ہم فی صلاتہم خاشعون
تو انھوں نے اپنے منھ اس طرف کر لیے کہ جس طرف سجدہ کرتے تھے اور اسکے بعد
پھر نہین روایت کی گئی کہ اُنمین سے کوئی دیکھتا ہی مگر زمین کی طرف اور ابوہریرہ
رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہا کہ جب بندہ
نماز میں کھڑا ہو تو اللہ تعالیٰ کے سامنے ہی سو جب اُسنے کسی کی طرف التفات
و توجہ کی تو اُسے اللہ تعالےٰ فرماتا ہی کسکی طرف تو پھرا کیا وہ اکہ بہتر آدم

بہتر مجھسے تیرے لیے ہی میری طرف منہ کر کہ مین تیرے حق مین بہتر ہون اس شخص سے جسکی طرف مڑتا ہی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرد کو دیکھا کہ وہ نماز مین داڑھی سے کھیل رہا تھا تو فرمایا کہ اگر اس شخص کا قلب خشوع کرتا تو اسکے جوارح بھی خشوع کرتے اور ہر آئینہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ جسوقت تو نماز پڑھے تو صلوٰۃ مودع پڑھ پس مصلی اپنے قلب سے اللہ تعالی کی طرف سیر کرنے والا ہی کہ اپنی بیوی اور اپنی دنیا اور ہر ایک شی ماسوی اللہ کو وداع کرتا ہی اور صلوٰۃ لغت مین دعا ہی تو نماز پڑھنے والا اللہ تعالی سے دعا تمام اعضا وجوارح کے ساتھ کرتا ہی تو اسکے سب اعضا زبان بنجاتے ہین جسکے ساتھ بندہ ظاہرا اور باطنا دعا کرتا ہی اور ظاہر تر کیب باطن عاجزی اور سائل محتاج متضرع کی سی خوشامدی صورت بدنی مین ہوجاتا ہی پس جب کہ تمامہ دعا کرتا ہی تو اسکا مالک قبول کرتا ہی اسواسطے کہ اسنے وعدہ اسکا فرمایا ہی اور کہا ہی کہ مجھسے دعا مانگو مین تمہارے لیے قبول کرونگا - خالد ربعی کہا کرتا کہ مجھے اس آیت ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ نے تعجب مین ڈالا اور خوش کیا کہ انکو دعا کے لیے حکم دیا اور انہے اجابت کا وعدہ کیا کہ اسکے درمیان کوئی شرط نہین ہی اور استجابت اور اجابت بندہ کی دعا کا نفوذ اور جاری ہونا ہی پس جو سچا دعا مانگنے والا اس شخص کو جس سے وہ دعا مانگتا ہی چاہنے والا ہو اسکے نور یقین سے دعا پردون کو چاک کر ڈالتی ہی اور اللہ تعالی کے حضور مین حاجت کا تقاضا کرتی ہوئی جا کھڑی ہوتی ہی اور اس امت کو اللہ تعالی نے فاتحہ کتاب یعنی سورۂ الحمد کے نازل کرنیکے ساتھ مخصوص کیا اور اُسمین دعا پر ثنا کو تقدیم ہی تا کہ وہ قبول جلد ہو اور وہ اللہ تعالی کی تعلیم اپنے بندون کو دعا کی کیفیت ہی اور فاتحۃ الکتاب وہ سبع المثانی یعنی سات

آیا ہے دوبارہ نازل شدہ اور قرآن عظیم ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَلَقَدْ آتَيْنَاكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِي وَالْقُرْآنَ الْعَظِيمَ۔ بعضوں نے کہا ہے کہ مثانی اسواسطے نام اسکا رکھا گیا ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر دو مرتبہ نازل ہوئی ایک بار مکہ میں اور ایک بار مدینہ میں اور پھر ایک بار کہ وہ نازل ہوئی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے دوسرا ہی فہم تھا بلکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے ہر بار کہ اسکو دوہرا کر دیر تک پڑھا کرتے تھے ایک اور ہی فہم ہوتا تھا اور یہی حال ان محقق نمازیوں کا آپ کی اُمت میں سے ہے کہ انکو عجیب اسرار انکے منکشف ہوتے ہیں اور ہر ایک دفعہ انکے لیے ہوتی اسکے دریا کے عیینکے اور دیے جاتے ہیں اور بعضوں نے کہا ہے کہ مثانی اسکا نام اسواسطے رکھا گیا ہے کہ وہ دوسرے رسولوں سے استثنا کی گئی اور انکو نہیں عطا ہوئی اور وہ سات آیات ہیں۔ اور امام رومان نے روایت کی کہا ابو بکرؓ نے مجھے دیکھا اور اسوقت میں نماز میں جھکتی تھی تو مجھے بہت جھڑکا قریب تھا کہ میں اپنی نماز سے پھر آؤں پھر کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ فرماتے تھے جب تم میں سے کوئی نماز میں کھڑا ہو تو چاہیے کہ اسکے اطراف یعنی ہاتھ پاؤں یہودیوں کی طرح خم نہوں ہر آئینہ اطراف کا سکون نماز کے تکملہ اور تمامی سے ہے اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ خشوع نفاق سے پناہ مانگو عرض کی گئی کہ خشوع نفاق کیا چیز ہے آپ نے فرمایا کہ بدن کا خشوع اور قلب کا نفاق ہے اور یہود کا جھکنا اسوقت کہا گیا ہے کہ موسے علیہ السلام نے بنی اسرائیل سے ظاہر امور کا تعامل کر دیا تھا اس چیز کی قلت سے کہ جو انکے باطن میں تھی تو وہ امور کی ہیبت دلانے

انکی عظمت کراتے تھے اور یہی وجہ ہے اسکی طرف اللہ تعالیٰ نے وحی بھیجی کہ توریت
کو طلا سے محلیٰ اور مذہب کیا جائے اور میرے قلب میں یہ القا ہوا اور اسکا
زیادہ دونا ہے کہ موسیٰ عزیز اسکی نماز میں اور مناجات کے محل میں واردات نازل
ہوتی تھی تو اسکے سبب باطن اسکا متموج کرتا تھا جیسے پانی سمندر پر ٹھہرا ہوا کہ جب
ہوا چلے تو لہریں تلاطم کرتی ہیں سو موسیٰ علیہ السلام کا جھکنا اور خم کرنا دریائے قلب
کی لہروں کا تلاطم تھا جبکہ انپر فضل اور مہربانی کی ہوائیں چلتی ہوں اور بسا اوقات
روح حضرت الٰہی کی طرف جھانکتی ہے تو وہ اوپر کو جاتی ہے اور قالب کو اس سے
ہٹنا جو حرکت اور میل جول ہے سو اسواسطے قالب بے قرار ہوتا اور ہلایا ہوا اور یہ بات
کھاتا ہے سو یہود نے اسکے ظاہر کو دیکھا تو وہ جھکنے اور ہلنے لگے بدون اسکے
کہ باطنوں کو انکے اس کیفیت سے بہرہ ہو اور اسی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا انکار کرتے ہوئے ان لوگوں پر جو وسوسہ والے ہیں کہ اسی طرح
اللہ تعالیٰ کی عظمت بنی اسرائیل کے دلوں سے جاتی رہی یہاں تک کہ انکے
بدن حاضر رہے اور دل انکے غائب ہوگئے اللہ تعالیٰ نہیں قبول کرتا اس شخص کی نماز
کو جسمیں اسکا قلب حاضر نہو جسطرح کہ اسکا بدن حاضر ہوتا ہے اور ہر آئینہ آدمی البتہ
نماز پڑھا کرتا ہے اور اسکے لیے دسواں حصہ بھی نہیں لکھا جاتا جبکہ اسکا دل بھولا ہوا
اور کھیلتا ہوا ہو۔ اور جاننا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے پانچ نماز فرض کی ہیں اور
ہر آئینہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ نماز ستون دین کا ہے تو جسنے
نماز کو چھوڑ دیا تو وہ کافر ہوگیا تو نماز سے بندگی اور عبودیت کی تحقیق اور اثبات ہے
اور حق ربوبیت اور تمام عبادات کا ادا کرنا صلوٰۃ کی تحقیق کے وسائل میں سے

سہل بن عبداللہ نے کہا ہے کہ بندہ سنن موکدہ کا تکمیل فرائض کے لیے محتاج ہے اور تکمیل سنن کے لیے نوافل کا اور تکمیل نوافل کے لیے آداب کا محتاج ہے - اور ادب سے ایک ترک دنیا ہے - اور جو چیز کہ اسکا ذکر سہل نے کیا ہے وہ معنی اس قول کے ہیں جو عمر نے منبر پر کہا ہے کہ آدمی اپنے بال اسلام میں سفید کر دیتا ہے اور حال آنکہ اللہ تعالے کے واسطے اسنے نماز کو کامل نہیں کیا - سوال کیا گیا کہ یہ کیونکر اور کیا بات ہے فرمایا کہ نماز میں اسکا خشوع اور تواضع اور اللہ تعالی کی طرف اسکی رجوع پوری اور کامل نہیں ہوتی - اور احادیث میں ہر آئینہ وارد ہوا ہے کہ جب نماز میں بندہ کھڑا ہوتا ہے تو اللہ اس حجاب کو جو اسکے اور اسکے درمیان ہے اٹھا دیتا ہے اور اسکے وجہ کریم سے اسکے روبرو ہوتا ہے اور ملائکہ اسکے دونوں شانوں کے پاس سے ہوا کی طرف کھڑے ہوتے اور اسکی صلوۃ کے ساتھ صلوۃ پڑھتے ہیں اور اسکی دعا پر آمین کہتے ہیں اور مصلی کی یہ حالت ہوتی ہے کہ قبولیت اور خوشنودی آسمان کے اوپر سے اسکے سر پر نثار کیجاتی ہے اور اسکو منادی پکارتا ہے کہ اگر نمازی کو معلوم ہوتا کہ کسکے ساتھ مناجات اور سرگوشی کرتا ہے تو وہ التفات نہ کرتا اور وہ منہ پھیرتا اور ہر آئینہ نمازیوں کے لیے اللہ تعالے نے ہر ایک رکعت میں جمع کیا ہے اُن چیزوں کو جو اہل آسمانوں پر تقسیم کیا ہے اور اللہ تعالے کے واسطے بہت سے ملائک ہیں رکوع میں کہ وہ جب سے اللہ تعالی نے انکو پیدا کیا ہے قیامت تک رکوع سے نہیں اٹھے اور اسی طرح سجدہ میں اور قیام اور قعود میں ہیں اور بندہ حاضر و آگاہ و بیدار اپنے رکوع میں انہیں سے راکعین کی صفت سے متصف ہوتا ہے اور سجدے میں ساجدین کی صفات سے اور ہر ایک ہیئت میں یہی اسکا حال ہے اور وہ بمنزلہ ان فرشتوں ۹۵

میں سے ایک درجہ انکے درمیان میں ہوتا ہے اور غیر فرضیہ میں مصلی کے سزاوار ہے کہ وہ
اپنے رکوع میں مکث اور درنگ کرے رکوع سے لذت اٹھاتا ہو اور فرض سے غیر متہم ہو
اور اگر ماندگی بحکم خلقت و بشریت اسمیں راہ پائے تو اس سے استغفار کرے
اور اس ہیئت کی استدامت اور استمرار کرے اور تاکہ اس میں اسکے رہنے کر خشوع
کا مزہ چکھے جو اس ہیئت کے لائق ہے تاکہ اسکا قلب ہیئت کے رنگ پر آجائے
اور بسا اوقات سچے رکوع کرنے والے کو اپنے تئیں دیکھ پڑتا ہے کہ اسکا قصد رکوع اور
سجود کی حالت میں اسیر حقیقت لے گیا ہے کہ اس رکوع یا سجود سے اٹھے جبتک
کہ وہ ہیئت خاص اپنا پورا حق کرے تو اسکا قصد کرنا اس ہیئت میں مستغرق
اسمیں ہوتا ہے اور اسی کے ساتھ مشغول رہتا ہے فارغ ان ہیئتوں سے جو اس
ہیئت کے سوا ہیں۔ تو اس سے زیادہ حظ اسکو ہر ایک ہیئت کی برکت سے مزید
ہوتا ہے اسواسطے کہ عجلت جسکا تقاضا طبیعت کرتی ہے باب فتوح کو بند کر دیتی ہے اور
نفحات الٰہیہ کے مہکنے کے مقامات میں قرار پاتا ہے یہانتک کہ بندہ کا نصیب و حظ
پورا اور کامل ہو جاتا ہے اور اسوقت اسکے آثار حسن مؤانست جو اسکے موجود ہوتے ہیں
اور وصال کے مقام میں قرار پاتا ہے۔ اور بعضوں نے کہا ہے کہ نماز میں چار ہیئت ہیں
اور چھ ذکر ہیں۔ سو چار ہیئت قیام اور قعود اور رکوع اور سجود ہیں اور چھ ذکر یہ
ہیں تلاوت تسبیح تحمید استغفار دعا درود نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام پر تو یہ سب
عشرہ کاملہ ہوئے کہ یہ دس ملائکہ کی دس صفتوں پر منقسم ہیں کہ ہر ایک صف دس
ہزار کی ہے پس دو رکعتوں میں وہ چیزیں جمع ہوتی ہیں جو ایک لاکھ فرشتوں پر
تقسیم ہیں۔

سینتیسوان باب اہل قرب کی نماز کے وصف مین

اور اس فصل مین ہم نماز کی کیفیت اُسکی ہیئتون و شرطون اور آداب ظاہری و باطنی کے ساتھ پوری پوری اس انتہا درجہ تک کہ ہمارا فہم و علم اُسکو علی الوجہ پہونچا کر ہر ایک چیز مین اس سے نقل اقوال سے قطع نظر کرکے بیان کرینگے اسواسطے کہ اُسمین کثرت ہے اور حد ایجاز و اختصار سے مقصود باہر نکل جائے گا اور اللہ ہی کے ساتھ توفیق ہے - بندہ کو سزاوار ہے کہ نماز کے لیے اُسکے وقت آنے سے پہلے وضو کی طہارت کرے اور وضو کو نماز کے وقت آنے پر نہ ڈالے ہو اسلیے کہ یہ امر نماز کی محافظت سے ہے اور وقت کے پہچان مین زوال اور تفاوت اقدام کی پہچان کی حاجت ہوگی اسواسطے کہ دن کبھی بڑا ہوتا ہے اور کبھی چھوٹا ہوتا ہے اور زوال معتبر اسطرح ہے کہ سایہ جبتک کم ہوتا رہے تو وہ نصف اول دن کا ہے اور جب سایہ مین کمی شروع ہوئی تو زوال نصف آخر دن کا ہے اور یہ نشان سورج ڈھل گیا یہ قاعدہ زوال کی پہچان کا ہے اور جب زوال پہچانا گیا اور یہ کہ سورج کتنے قدم پر ڈھلتا ہے تو وقت کا اول اور اُسکا آخر اور عصر کا وقت پہچانا جائے گا اور منازل کی شناخت کی حاجت ہوتی ہے تاکہ فجر کا طلوع معلوم ہو اور اوقات شب کے دریافت ہون اور شرح اُسکی طولانی ہے اور اُسکی ضرورت ہوگی کہ اُسکے لیے ایک باب جداگانہ ہو سو جب نماز کا وقت آوے پہلے سنت موکدہ پڑھے ہمین سزاوار و مصلحت ہے کہ یہ امر اور اسمین زیادہ وزنا ہے اس لیے کہ بندہ کے باطن مین پراگندگی اور اُسکی ظلمت بھلی ہوجاتی ہے جب کہ لوگون کے ساتھ میل جول یا معاش کے کامون مین مشغول

یا بھول چوک جو خلقی طور پر ہے یا عادت کے موافق کھانے یا سونے کی طرف ہمت اسکی مصروف ہو اُسکو مبتلا کرے سو جبکہ پہلے سنت پڑھے گا تو اُسکا باطن نماز کی طرف کھینچتا ہی اور مناجات کے لیے وہ آمادہ ہوتا ہی اور سنت موکدہ سے اثر اُسکی غفلت اور کدورت کا باطن سے جاتا رہتا ہی اور باطن مین صلاحیت آجاتی ہی اور فرض کے لیے مستعد اور آمادہ ہو جاتا ہی تو سنت ایک مقدمہ صالحہ ہی جس سے برکات اُتاری جاتی ہین اور نفحات کو راہ ملتی ہی اُسکے بعد فرض کے وقت اللہ تعالی کے ساتھ توبہ نئے سرے کرے ہر گناہ سے جو اُسنے کیا ہو اور گناہوں سے عام ہین اور خاص ہین سو عام تو کبیرہ اور صغیرہ ہین جنکی طرف شرع نے اشارہ کیا ہی اور کلام اللہ اور حدیث مین آیا ہی اور خاص حال شخص کے گناہ ہین پس ہر شخص خواہ کوئی ہو اُسکے حال کی صفائی کے موافق کچھ گناہ اُسکے ہوتے ہین کہ جو اُس کے حال کو چھو جاتے ہین اور اُنکو صاحب حال جانتا ہی اور کہا گیا ہی کہ ابرار لوگون کے حسنات مقربین کے سیات ہین - پھر نماز جماعت بغیر نہ پڑھے - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ جماعت کی نماز منفرد کی نماز سے ستائیس درجہ فضیلت مین زیادہ ہی پھر قبلہ کی طرف ظاہر مین منھ کرے اور درگاہ الٰہی کی طرف باطن مین توجہ کرے اور قل اعوذ برب الناس پڑھے اور اپنے دل مین آیت توجہ کہے یعنی اِنِّي وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِيْفًا وَّ مَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ - اور یہ توجہ نماز سے پہلے ہی اور باری اور کشود کی طلب اُسکے ظاہر کے منھ کے لیے قبلے کی طرف پھرنے کے ساتھ ہی اور تخصیص اُسکے جہت کی توجہ کے ساتھ نماز کی جہت کے علاوہ ہی بعد ازان دونون ہاتھ ا ـــــ

دونون شانون کے برابر اٹھائے اسطرح سے کہ اسکی دونون ہتھیلیان برابر اسکے دونون
شانون کے ہووین اور اسکے دونون انگوٹھے اسکے دونون کان کی لو کے پاس
ہون اور انگلیون کے سرے کانون کے ساتھ ہون اور انگلیان آپس مین ملی ہوئی
ہون اور جو انکو کھلی ہوئی رکھے تو بھی جائز ہے اور ملانا اولی ہے اسواسطے کہ بعضون نے
کہا ہے کہ نشر کھولنا ہتھیلی کا ہے نہ انگلیون کا کھولنا ہے اور تکبیر کہے اور اکبر کی
ب اور ر کے بیچ مین الف کو نہ لائے اور اکبر کو جزم سے کہے اور اللہ کی لفظ مین
مد کرے اور آگے نہ بڑھائے اور اللہ کی لفظ مین پیش کو زیادہ نہ بڑھائے اور تکبیر شروع
نہ کرے الا اسوقت کہ دونون ہاتھ دونون شانون کے برابر ٹھہر جائین اور ان
دونون ہاتھ کو تکبیر کے جھٹکے بغیر چھوڑے سو وقار یہ ہے کہ جب قلب کو سکون و قرار
ہو جائے تو اسکے ساتھ اعضا اور جوارح قلب کی شکل بنجائین دردلی اور ہیبت
کے ساتھ قوت پائین اور نماز کی نیت و تکبیر کو اسطرح ملائے اور جمع کرے کہ تکبیر کی حالت
مین اسکے قلب سے یہ بات جاتی نرہے کہ وہ یہ نماز البتہ پڑھتا ہے۔ جنید سے حکایت
کی گئی ہے کہ انہنے کہا ہر ایک شی کے لیے ایک خالص اور برگزیدہ اسکا ہے اور نماز کا
صفوہ تکبیر اولی ہے اور وجہ اسکی کہ تکبیر اولی صفوہ ہے اسکے سوا نہین کہ وہ محل
نیت اور ابتداے نماز ہے۔ ابو نصر سراج کا قول ہے کہ مین نے سالم سے سنا ہے کہ وہ
کہتا تھا کہ نیت اللہ کے ساتھ اللہ کے واسطے اور اللہ کی طرف سے ہے اور آفتین جو
بندہ کی نماز مین نیت کے پیچھے دشمن اور دشمن کے حصہ کی اگرچہ کتنی ہی زیادہ ہون
اس نیت کے ہم وزن نہین ہوتین جو اللہ کے واسطے اللہ کے ساتھ ہون اور
ہرچند وہ کتنی ہی قلیل ہو۔ اور ابو سعید خراز سے پوچھا گیا کہ نماز مین کس طرح

داخل ہونا چاہیے تو اُسنے کہا کہ تو اللہ تعالی کے حضور مین اسطرح آوے کہ قیامت کے
روز اُسکے سامنے حاضر ہو اور اللہ تعالی کے روبرو اسطرح کھڑا ہو کہ تیرے اور اُسکے
درمیان کوئی ترجمان نہو اور وہ تیرے سامنے ہو اور تو اس سے بات چیت کرے اور تو
جانے کہ جسکے سامنے تو کھڑا ہوا ہے وہ بڑا بادشاہ ہے - اور بعضے عارفون سے پوچھا گیا کہ
آپ کسطرح تکبیر اولی کہتے ہین تو کہا جب تو اللہ اکبر کہے تو چاہیے کہ تیرے ساتھ لفظ اللہ
مین تعظیم الف کے ساتھ اور ہیبت لام کے ساتھ اور مراقبہ و قرب ہا کے ساتھ ہو -
اور جاننا چاہیے کہ آدمیون مین سے بعضے وہ ہوتے ہین کہ جب اُسنے کہا اللہ اکبر تو وہ عظمت
اور کبریا مین غائب ہو گیا اور نور سے اُسکا باطن معمور ہو گیا اور تمام دنیا اُسکے شرح
سینہ کی فضا مین ایک رائی کے دانہ کے برابر ہو گئی جو کہ دشت و بیابان کی زمین
مین ہو پھر وہ رائی کا دانہ جھٹکا دیا گیا تو وہ کیا وسوسہ اور حدیث نفس سے ڈرے گا
اور کیا وہ دل مین دنیا سے خیال کریگا جو رائی برابر ہو گئی پھر وہ جھٹکا دی گئی پس
ایسے بندے کو وسوسے اور حدیث نفس کسطرح مزاحمت کریگی اور حال آنکہ لوامع عظمت
اور اُسمین بودگی وجودیت سے غت بٹ ہو گئی ماسوا اسکے کہ کمال لطافت حال سے
روح بشائر عظمت کے ساتھ مختص ہوتی ہے اور قالب بنیت کے ساتھ متمیز ہوتا ہے
تو نیت اپنی بہت لطیف صفات کے ساتھ موجود ہوتی ہے کہ نور عظمت مین ایسی
مندرج ہوتی ہے جیسے ستارے آفتاب کے نور مین مندرج ہوتے ہین پھر اپنے
داہنے ہاتھ سے بایان ہاتھ پکڑے اور ان دونون کو سینہ اور ناف کے درمیان
اور داہنے کو اُسکی کرامت کے سبب بائین کے اوپر رکھے اور کلمہ کی انگلی اور بیچ کی
انگلی کو کلائی پر کھینچے اور دونون طرف سے تینون باقی انگلیون کے ساتھ

بائیں ہاتھ کو پکڑے۔ اور حضرت امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ نے اس آیت کی تفسیر یعنی
فصل لربک وانحر فرمایا ہی کہ وہ داہنے ہاتھ کا بائیں ہاتھ پر سینہ کے نیچے ہو اور یہ اسلیے
کہ سینہ کے نیچے کو عرفاً نحر کہتے ہین یعنی اپنا ہاتھ نحر پر رکھ۔ اور بعض صوفیہ نے کہا ہی وانحر
یعنی قبلہ کی طرف اپنے پیش سینہ سے رخ کر اور اسمین ایک راز مخفی ہی جو پردہ کے
غیب کے اس طرف مکشوف ہوتا ہی اور وہ یہ ہی کہ اللہ تعالی نے اپنی حکمت لطیف کے
ساتھ آدمی کو پیدا کیا اور اسکو شرف دیا اور بزرگ کیا اور اسکو اپنی نظر کا محل اور
وحی کا مورد گاہ بنایا اور وہی زمین و آسمان کی مخلوقات کا زبدہ اور انتخاب کیا
روحانی ہی اور جسمانی ارضی ہی اور سماوی بہت تاست اور حقیقت صورت اسکے
اوپر نصف دل کی حد سے ہی جسمین اسرار سماوی امانت رکھے گئے ہین اور اسکے نیچے
کا نصف سو اسمین زمین کے اسرار رکھے ہوے ہین سو اسکے نفس کا محل اور مرکز
نصف اسفل ہی اور اسکی روح روحانی اور قلب کا محل نصف اعلی ہی تو روح کے
جذبات نفس کے جذبات سے مقابلہ اور محاربہ کرتے ہین اور انکی مدافعت اور
انکے باہم غالب مغلوب ہونے کے اعتبار سے فرشتہ اور شیطان کی امداد و قربت
ہوتی ہی اور نماز کے وقت زیادہ تطارد اور مقابلہ ہوتا ہی سو اسلیے ایمان و طبیعت مین
باہم کشمکش ہوتی ہی اس حالت مین نمازی جسکا قلب سماوی ہوگیا ہی فنا و بقا کے
درمیان آمد و شد کرنے والا مکاشف ہوتا ہی اس سبب سے کہ نفس کے جذبے اپنے
مرکز سے بلندی کو جاتے ہین اور جوارح اور انکی گردش اور حرکت کے لیے باطن کے معانی کے
ساتھ ارتباط اور ہموزنی ہی پس داہنے ہاتھ کے بائیں پر رکھنے سے نفس کا اپنے جاذبون
کی اونچی چڑھائی سے باز رہنا اور رک جاتا ہی اور اسکا نشان وسوسہ کے دفع

ہونے اور حدیث نفس کے موقوف ہونے سے نماز مین ظاہر ہوتا ہی - پھر جبکہ روح کے
جذبے غالب ہوتے ہین اور وہ سر سے پائون تک مالک بنجاتی ہی اُسوقت کہ
انس کامل اور آنکھون کی ٹھنڈک مقرر اور سلطان مشاہدہ غالب ہو تو نفس مقہور مذلل
ہوجاتا ہی اور روح نور سے اُسکا مرکز تابان اور روشن ہوجاے اور اُسوقت نفس کی
کشمکشین جاتی رہتی ہین اور جتنا کہ نفس کا مرکز نورانی ہوتا ہی اُسقدر عبادت کی گرانی اور
ماندگی دور ہوجاتی ہی اور اُسوقت نفس کے مقابلے اور دہنا ہاتھ بائین ہاتھ پر رکھنے
نفس کے جذبے روکنے سے بے پروا ہوجاتا ہی تو اُسوقت نمازی اسبال کرتا ہی یعنی ہاتھ
چھوڑ دیتا ہی اور شاید اسی واسطے اور اسیدا ناتر ہی وہ حدیث ہی جو رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سے نقل کی گئی ہی کہ حضرت نے آپ نے نماز پڑھی ہاتھ چھوڑکر اور وہ مالک رحمہ اللہ کا
مذہب ہی پھر پڑھے وجہت وجہی الآیۃ اور یہ توجہ اور رخ کرنا قلب کے منہ پاک صاف
کرنے کے لیے ہی اور وہ توجہ جو نماز سے پہلے تھی قالب کے متوجہ کے لیے تھی بعد ازان
سبحانک اللّٰھم وبحمدک وتبارک اسمک وتعالیٰ جدک ولا الٰہ غیرک اللّٰھم انت
الملک لا الٰہ الا انت سبحانک وبحمدک انت ربی وانا عبدک ظلمت نفسی واعترفت
بذنبی فاغفرلی ذنوبی جمیعا انہ لا یغفر الذنوب الا انت واھدنی لاحسن الاخلاق
فانہ لا یھدی لاحسنھا الا انت واصرف عنی سیئھا فانہ لا یصرف عنی سیئھا الا
انت لبیک وسعدیک فانا بک والیک تبارکت وتعالیت استغفرک
واتوب الیک - اور اپنے قیام مین اپنے سر کو جھکائے رکھے اور نظر اسکی
سجدہ کی جگہ کی طرف رہے اور قیام قد کے سیدھے ہونے سے پورا اور
کامل ہوتا ہی اور تھوڑا جھکاؤ بھی جو دونون الو اور ٹھوڑی کا اور بدن کے موڑنے کا

مقاموں میں ہر وہ شبہ دور کرے اور ایسا کھڑا ہو کہ گویا اپنے تمام بدن سمیت زمین کی طرف دیکھ رہا ہے سو یہ تمام بدن اجزا کے خشوع سے ہے اور قلب میں خشوع ہونے سے بدن میں خشوع پیدا ہوتا ہے اور دونوں قدم کے درمیان چار انگلیوں کے برابر فرق رکھے اسواسطے کہ دونوں ٹخنوں کا مل جانا صفد اور قید ہے جو ممنوع ہے اور دو پاؤں میں سے ایک کو نہ اٹھائے اسواسطے کہ وہ صفن ہے جس سے منع کیا ہے (صفن گھوڑے کا تین پاؤں پر کھڑا ہونا اور چوتھے پاؤں کا سم زمین پر ٹکانا) حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صفن اور صفد سے نہی فرمائی اور ہر گاہ صفن ممنوع ہے تو ایک پاؤں پر بوجھ دینے میں ایک معنی صفن کے پائے جاتے ہیں پس اعتدال کی رعایت پوری دونوں پاؤں پر بوجھ دینے میں ہے اور اشتمال صما بھی مکروہ ہے اور وہ یہ ہے کہ نمازی اپنے ہاتھ کو اپنی چھاتی کی طرف نکالے اور سدل سے اجتناب کرے اور وہ یہ ہے کہ اپنے جامہ کے کناروں کو زمین کی طرف لٹکائے کہ اسمیں تکبر کے معنے ہیں اور بعضوں نے کہا ہے کہ وہ یہ ہے کہ نمازی اپنے تئیں کپڑوں میں لپیٹے اور ہاتھ اپنے جامہ کے اندر کیے پھر رکوع کرے اور سجدہ کرے ایسا ہی ہے اور اسی میں داخل ہے جب کہ اپنے دونوں ہاتھ قمیص اور کرتہ میں کرلے۔ اور کفت سے پرہیز کرے اور وہ یہ ہے کہ اپنے لباس کو سجدہ کے وقت اپنے دونوں ہاتھ سے اٹھائے اور اختصار مکروہ ہے اور اختصار اپنے ہاتھ کا تہی گاہ پر رکھنا ہے۔ اور صلب مکروہ ہے اور وہ دونوں تہی گاہ یعنی کوکھوں پر دونوں ہاتھوں کا پورا رکھنا ہے اور دونوں بازو پسلیوں سے علاحدہ کرے سو جب کہ نماز میں کھڑا اس ہیئت سے ہو جسکا ہم نے ذکر کیا سب مکروہات سے

تکبیر کہا ہو تو پھر اُسنے قیام پورا اور کامل کیا پھر توجہ کی آیت اور دعا پڑھے جیسا کہ ہم نے
ذکر کیا ہی بعد اُسکے کہے اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ اور اُسے ہر ایک رکعت مین
قرارت سے پہلے کہے اور سورہ فاتحہ پڑھے اور مابعد فاتحہ کا پڑھے قلب کے حضور
اور قصد کی جمعیت اور دل و زبان کی موافقت سے جسمین حظ وافر قرب اور وصل
اور ہیبت اور عاجزی اور خوف اور تعظیم اور وقار اور مشاہدہ اور سرگوشی سے ہو
اور جب وہ امام ہو اور فاتحہ اور مابعد فاتحہ کے دوسرے سکوت مین اگر یہ پڑھے
اَللّٰھُمَّ بَاعِدْ بَیْنِیْ وَبَیْنَ خَطَایَایَ کَمَا بَاعَدْتَ بَیْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَنَقِّنِیْ مِنَ
الْخَطَایَا کَمَا یُنَقَّی الثَّوْبُ الْاَبْیَضُ مِنَ الدَّنَسِ اَللّٰھُمَّ اغْسِلْ خَطَایَایَ بِالْمَاءِ وَالثَّلْجِ
وَالْبَرَدِ۔ تو بہتر ہی اور اگر اُسکو پہلے سکوت مین پڑھے تو بہتر ہی حضرت نبی علیہ السلام
سے روایت کی گئی ہی کہ آپ نے اُسکو فرمایا ہی اور اگر نمازی اکیلا ہو تو اُسے قرارت
سے پہلے پڑھے اور بندہ سمجھے کہ اُسکی تلاوت زبان کی گویائی ہی اور اُسکے معنے
دل کی گویائی ہین اور ہر ایک مخاطب جو کسی ایک شخص سے اپنی زبان مین کلام
کرتا ہی اور اُسکی زبان اُس بات کی تعبیر کرتی ہی جو اُسکے دل مین ہی اور اگر متکلم کو
اُس شخص کا سمجھانا جس سے وہ کلام کرتا ہی دوسری زبان مین ممکن ہی تو ایسا کرتا ہی
ولیکن جہان فہمایش بغیر کلام کے متعذر ہو تو زبان کو ترجمان کرتا ہی سو جب کہ
زبان سے کہے اور قلب اُسکے موافق نہو تو زبان اُسکی ترجمان ہی اور نہ قاری
متکلم ہی جسکا یہ قصد ہو کہ اللہ تعالے کو اپنی حاجت سناوے اور نہ وہ اللہ
سبحانہ کی طرف کان رکھنے والا ہی جس سے کہ وہ اس مطلب کو سمجھے جسکا اپنے مخاطب
کرتا ہی اور اُسکے پاس زبان کی حرکت کے سوا اور کچھ نہین ہی ایسے قلب کے ساتھ

جو غافل اس مطلب کے قصد سے ہی جو وہ کہتا ہی تو یہ سزاوار ہی کہ وہ کلام کرنے والا سرگوشی کے ساتھ ہو یا کہ سننے والا یا دیکھنے والا ہی پس نماز مین خصوصیت والون کا کم سے کم مرتبہ یہ ہی کہ تلاوت یعنی قرآن خوانی مین دل اور زبان دونون جمع اور متحقق ہون اور اسکے سوا اور احوال یعنی خواص لوگون کے ہین جنکی شرح دراز ہی۔ بعض صوفیہ نے کہا ہی کہ مین کبھی نماز مین نہین مشغول ہوا کہ اپنی قرأت کے سوا کسی دوسری چیز نے مجھے بے آرام کیا ہو۔ اور عامر بن عبد اللہ سے لوگون نے پوچھا کہ آپ نماز مین دنیا کے کامون سے کچھ پاتے ہین تو کہا اگر نیزون کی نوک میرے چبھوئی جائین تو وہ مجھے زیادہ اس سے اچھی لگتی ہین کہ وہ مین پاؤن جو تم نماز مین پاتے ہو۔ اور بعضے ایسے لوگ ہین کہ جب وہ اللہ کی طرف نماز مین متوجہ ہوتے ہین تو انابت کے معنی کو پہونچتے اور اس صفت کے مصداق ہوتے ہین اسواسطے کہ اللہ تعالی نے انابت یعنی رجوع الی الحق کو مقدم کیا ہی اور فرمایا ہی مُنِيبِينَ إِلَيْهِ وَاتَّقُوهُ وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ تو اللہ تعالی کی طرف رجوع کرتا ہی اور اللہ تعالی سے ڈرتا ہی اس طریقہ سے کہ وہ ماسوی اللہ سے منہ پھیرتا ہو اور ایسے سینہ سے جو اسلام کے ساتھ منشرح اور ایسے قلب کے ساتھ جو نور انعام سے کشادہ ہی نماز پڑھتا ہی ایک کلمہ قرآن کا اسکی زبان سے نکلتا ہی اور اسکے تئین اپنے دل سے سنتا ہی پھر وہ کلمہ ایسے قلب کی فضا مین گرتا ہی جہان اسکے سوا دوسری کوئی چیز نہین ہی تب اسکا مالک قلب حسن فہم اور نعمت سماعت کی لذت سے سمجھتا ہی اور حلاوت استماع اور یادداشت کا حال سے اسکو وہ ایسے کھل جاتا ہی اور اسکے معنی لطیف اور عجائب سے شریف کا ادراک کرتا ہی اور وہ ایسے معانی ہین جو تفصیل ذکر سے لطیف تر ہین اور

فکر خفی کے ساتھ متشکل ہوتے ہین اور معنی قرآن کا ظاہر قوت نفس ہو جاتا ہی تو نفس معانی
معانی قرآن کے ساتھ اپنی حدیث کا عوض و بدل حاصل کرتا ہی اسواسطےکہ وہ معانی قرآن
معانی ظاہرہ ہین جو عالم حکمت اور شہادت کی طرف متوجہ ہین جسکی مناسبت نفس سے
قریب ہی جو رسم حکمت کے قائم کرنے کے لیے بنایا گیا ہی اور قرآن کے معانی باطنی جسکے ساتھ
کشف عالم ملکوت ہوتا ہی قوت قلب ہی اور روح مقدس کو عظمت متکلم کے مطالعہ کے سبب
پھر اکر پردہ ہاے جبروت تک پہونچاتے ہین اور ایسے ہی مطالعہ کے باعث استغراق کمال
دریاہاے اشواق مین ہوتا ہی جیسا کہ مسلم بن یسار سے منقول ہی کہ اُسنے ایک روز مسجد
بصرہ مین نماز پڑھی اُسوقت مسجد کا ایک ستون گر پڑا جسکے گرنے کی آواز بازار والون نے
سُنی اور وہ نماز مین کھڑا ہوا تھا اور اُسکو کچھ علم اسکا نہوا بعد ازان جبکہ رکوع کا ارادہ کرے تو
قرأت مین سے رکوع مین جاوے بعد ازان قدر کو جھکاتے ہوے رکوع کرے اور اُسوقت
آدھا نیچے کا بدن قیام مین بدستور اپنی حالت پر رہے بغیر اسکے کہ دونون زانوؤن مین
کچھ خمیدگی اور جھکاؤ ہو اور دونون کہنیون کو علیحدہ اپنے دونون پہلوون سے کرے
اور گردن کو اپنی پیٹھ کے دراز کرے اور اپنی ہتھیلیان اپنے دونون زانوؤن پر انگلیان
کھولکر رکھے مصعب بن سعد نے روایت کی ہی کہ مین نے سعد بن مالک کے برابر نماز پڑھی
تو مین نے اپنے دونون ہاتھ دونون گھٹنون اور رانون کے بیچ مین رکھے اور ان دونون
کو ملا دیا تو میرے ہاتھون پر ضرب دی اور کہا اپنی دونون ہتھیلیون کو اپنے دونون
زانوؤن پر رکھو اور کہا اے فرزند ہم بھی ایسے ہی کرتے تھے تو ہمین حکم دیا گیا کہ
گھٹنون پر ہاتھون کو رکھین اور کہے سبحان ربی العظیم تین بار اور وہ کمال
اور پورے کا ادنے درجہ ہی اور پورا کامل یہ ہی کہ گیارہ بار کہے اور جس قدر

پڑھے تو اسوقت پڑھے کہ رکوع میں شامل ہو جائے گرفتہ ہو جائے اور بدون استطاعت کہ سر اٹھانے کے ساتھ اسکے آخر کو ملائے اور رکوع میں جانے کیلیے اور رکوع سے سر اٹھانے کیلیے رفع یدین کرے یعنی دونوں ہاتھ اپنے اٹھائے اور اپنے رکوع میں اپنے دونوں قدموں کی طرف دیکھتا ہے اسواسطے کہ وہ خشوع سے اقرب ہے بنسبت اسکے کہ سجدہ گاہ کی طرف دیکھے اور سجدہ کے مقام اسی وقت دیکھے کہ جب وہ قیام کرے اور تسبیح یعنی سبحان ربی العظیم کے بعد کہے اللھم لک رکعت ولک خشعت ولک آمنت ولک اسلمت خشع لک سمعی وبصری ولحمی ودمی وعصبی او قلب اسکا رکوع کی حالت میں رکوع کے معنی کے ساتھ متصف ہو جو تواضع اور فروتنی ہے پھر بعد ازاں سر اٹھاتے ہوئے سمع اللہ لمن حمدہ اس حالت سے کہ اپنے دل میں اس چیز کو جانتا ہو جو کہ وہ کہتا ہے پھر جب کہ وہ پورا کھڑا ہو جائے تو پھر کہے ربنا لک الحمد ملأ السموات وملأ الارض وملأ ما شئت من شیء بعد اہل الثناء والمجد احق ما قال العبد وکلنا لک عبد لا مانع لما اعطیت ولا معطی لما منعت ولا ینفع ذا الجد منک الجد اور اگر نوافل میں قیام کو رکوع سے سر اٹھا کر طول دے تو چاہیے کہ یہ کہے لربی الحمد دوبارہ اور سہ بارہ جب تک کہ چاہے مگر فرض میں طول میں زیادہ حد سے نہ دے اور رکوع سے سر اٹھانے میں اسکے قناعت کرے کہ اعتدال تمام کے ساتھ پھر سجدہ بھی کرے۔ حدیث میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وارد ہوا کہ حضرت آپ نے فرمایا ہے کہ اللہ اس شخص کی طرف نہیں دیکھتا ہے جو رکوع اور سجود کے بیچ میں اپنی پیٹھ سیدھی نہ کرے پھر سجدہ کرتے ہوئے گرے اور اس گرنے میں وہ تکبیر

کہتا ہوا سید اور حاضر خشوع کرتا ہوا خبردار اُس چیز سے جسمین وہ گرتا ہی اور جسکی طرف
وہ گرتا ہی اور جسکے واسطے گرتا ہی پس سجدہ کرنے والون مین سے بعضے وہ ہین جنکو
کشف اسکا ہوتا ہی کہ وہ حدود زمین کی طرف گرتا ہی ملک کے اجزا مین ناپدید ہوتا ہی
اس سبب سے کہ قلب اُسکا حیا اور شرم سے بھرا ہوا ہی اور روح اُسکی کبریائے الٰہی
آگاہ ہی جیسے کہ وارد ہوا ہی کہ ہر آئنہ جبرئیل علیہ السلام مشرق مین اپنے بازو سے
چھپ رہتے ہین اسوجہ سے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے شرماتے ہین - اور بعضے سجدہ
کرنے والون مین سے وہ ہین جنکو مکاشفہ اُسکا ہوتا ہی کہ وہ اپنے سجدہ سے
بساط کون ومکان کو طی کرتا ہی اور قلب اُسکا کشف وعیان کی فضا مین آزادانہ
سیر کرتا پھرتا ہی اور اُسکے گرنے سے آسمانون کے طبق نیچے گرتے ہین اور اُسکی
قوت شہود سے دنیا کی صورتین محو ہوجاتی ہین اور وہ ورا سے عظمت کے کنارہ پر
سجدہ کرتا ہی اور یہ مرتبہ انتہا کا درجہ اُسکا ہی جسکی طرف ہمت بشری کا پرند
پہونچتا ہی اور جسکو پہونچنے کے لیے قوت انسانی وفا کرتی ہین اور انبیا اور اولیا
مراتب عظمت اور اُسکی کنہ کی آگاہی مین متفاوت ہین ہر ایک کو اُنمین سے اپنے
مرتبہ کے بقدر اس سے حظ حاصل ہی اور ہر ایک صاحب علم کے اوپر ایک علیم
ہی - اور سجدہ کرنے والون مین سے بعضے وہ ہین جسکا ظرف وسیع ہی اور اُسکی
روشنی پھیلتی ہی اور دونون قسم سے بہرہ مند ہوتا ہی اور دونون بازوون کو
کھولتا ہی پھر وہ اپنے قلب سے اجلالاً تواضع کرتا ہی اور اپنی روح کے ساتھ کرامت
وافضال سے بلند ہوتا ہی سو اُسکے لیے انس اور ہیبت اور حضور اور غیبت اور فرار
وقرار اور اسرار وجہار مجتمع ہوجاتے ہین سو وہ اپنے سجدہ مین دریائے شہود الٰہی مین

سنتا اور دیکھتا ہی ایک بال اُس سے سجدہ مین نہین پھرتا جیسا کہ سید البشر نے اپنے
سجدہ مین کہا سجد لک سوادی وخیالی وتقد یسجد من فی السموات والارض
طوعا وکرہا - طوع یعنی انقیاد اور فرمانبرداری روح اور قلب کے لیے ہی اُس کی طبیعت
اور قابلیت کے سبب سے جو اُن دونون مین ہی اور کرہ یعنی رنج اور ناخوشی نفس
کی طرف سے اس سبب سے کہ اُسمین بیگانگی ہی اور اپنے سجدہ مین کہتا ہی بار
سبحان ربی الاعلی دس بار تک کہ وہ کمال ہی اور سجدہ مین کشادہ چشم رہے
اسواسطے کہ وہ دونون چشم سجدہ کرتی ہین اور گرنے مین اپنے دونون گھٹنے
پھر دونون ہاتھ اپنے رکھے پھر ماتھا اپنا اور پھر ناک اپنی رکھے اور سجدہ مین اپنی ناک
کی پھنگی کی طرف دیکھتا رہے اسواسطے کہ وہ سجدہ کرنے والے کے لیے نظارہ
خشوع کا درجہ ہی اور اپنی دونون ہتھیلیان خاص مصلے پر رکھے کپڑے مین اُنکو
نہ لپیٹے اور دونون ہتھیلیون کے بیچ مین اُسکا سر ہووے اور دونون ہاتھ اسکے
دونون شانون کے مقابل رہین نہ اُنکے داہنے طرف اور نہ بائین طرف اور تسبیح
یعنی سبحان ربی الاعلی کے بعد کہے اللہم لک سجدت وبک آمنت ولک اسلمت
سجد وجہی للذی خلقہ وصورہ وشق سمعہ وبصرہ فتبارک اللہ احسن الخالقین
اور امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
سلم سجدہ مین اسکو کہا کرتے تھے اور اگر سبوح قدوس ربنا ورب الملائکۃ والروح
کہے تو اچھا ہی - عائشہ رضی اللہ عنہا نے روایت کی ہی کہ حضرت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم اسکو سجدہ مین کہا کرتے تھے - اور اپنی دونون کہنیان
سجدہ مین اپنے دونون پہلوون سے جدا رکھے اور اپنی انگلیون کا رخ سجدہ مین

قبلہ رو رکھے اور اپنے دونوں ہاتھوں کی انگلیاں انگوٹھے کے ساتھ ملائے اور اپنے
دونوں ہاتھ زمین پر نہ بچھائے بعد ازاں تکبیر کہتے ہوئے سر کو اُٹھائے اور اپنے
بائیں پاؤں کے اوپر بیٹھے اور داہنے پاؤں کو کھڑا رکھے اس طرح پر کہ انگلیوں کے قبلہ رو
ہووے اور دونوں ہاتھ اور دونوں زانوؤں پر بے تکلف بغیر سلائے اور ملائے

رکھے اور کہے رب اغفرلی وارحمنی واہدنی واجبرنی وعافنی واعف عنی اور اس
نشست کو فرض میں زیادہ طول نہ دے مگر نوافل میں مضائقہ نہیں جبتک
اسکو رب اغفر وارحم مکرر کہتے ہوئے طول دے بعد ازاں دوسرا سجدہ تکبیر
کہتے ہوئے کرے اور قعود یعنی نشست میں اقعا مکروہ ہے اور وہ اس مقام پر
اس معنی میں ہے کہ دونوں سرین اپنے دونوں پاشنوں پر رکھے اور جب دوسری
رکعت میں کھڑے ہونے کا ارادہ کرے تو آرام کے لیے جلسہ خفیفہ کرے اور
اسی طرح باقی رکعتوں میں کرے بعد اسکے تشہد کرے۔ اور نماز معراج ہے اور وہ
معراج قلوب ہے اور تشہد قرارگاہ وصول کا ہے بعد ازانکہ قطع مسافات علو کی
درجہ بدرجہ بالتفات ربانی کی ہے اور انعطاف پروردگار نمازی پر سلام ہے تو
پس چاہیے کہ جو کچھ اسکو دعا میں آئے اور جس سے کہتا ہے اسکے سامنے باادب
رہے اور کیفیت عرض کو جانے اور حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام بھیجے
اور اپنے دل کی آنکھوں کے سامنے انکو موجود جانے اور صالح بندگان الٰہی
پر سلام بھیجے پس اس صورت میں بندگان الٰہی سے کوئی بندہ آسمان و
زمین میں باقی نہیں رہتا مگر یہ کہ اسپر نسبت روحانی اور خاصیت فطری کے
ساتھ سلام بھیجے اور اپنا داہنا ہاتھ اپنی داہنی ران پر رکھے کہ انگلیاں

بندھی ہوئی ہوں مگر انگشت شہادت اور شہادت میں انگشت شہادت کو الا اللہ
کے اوپر اٹھائے نہ کلمہ نفی میں جو لا الہ کے اندر ہے اور اس انگشت شہادت
کو سیدھا نہ اٹھائے بلکہ اسکا سر ان کی طرف جھکا ہوا خمیدہ ہو سو یہ انگشت
شہادت خشوع کی صورت ہے اور خشوع قلب کی صورت کی دلیل اسکی طرف ہے اور
اپنی نماز کے آخر میں دعا اپنی ذات اور مومنین کے لیے کرے اور اگر امام ہو تو
چاہیے کہ دعا میں منفرد اور تنہا نہو بلکہ اپنی ذات اور مقتدیوں کے لیے دعا کرے
اسواسطے کہ امام جو نماز میں بیدار ہشیار رہتا ہے ایک دربان کی مثال ہے جو کہ سلطان
کے حضور میں حاضر ہے اور اسکے پیچھے اہل حاجت ہیں کہ انکے لیے وہ دربان سوال
اور التماس کرتا ہے اور انکی حاجتوں کو عرض کرتا ہے اور مومنین دیوار کی مثال
ہیں کہ ایک دوسرے کو مضبوط اور مستحکم کرے اور اسی کے ساتھ اللہ تعالے
نے انکی تعریف اپنے اس قول سے فرمائی ہے کانہم بنیان مرصوص اور اس صف
کے وصف میں کتب سابقہ میں ہے کہ انکی صفوف نماز میں ایسی ہیں کہ جیسے
صفوف انکی لڑائی میں ہیں اور مروی ہے کہ ابن عباس نے کعب احبار سے
سوال کیا کہ توریت میں نعت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی کیسی پاتا ہے اسنے
جواب دیا کہ ہم اس طرح پاتے ہیں کہ محمد بن عبد اللہ مکہ میں پیدا ہونگے اور
طیبہ کو ہجرت کرینگے اور ملک اسکا شام میں ہوگا اور وہ نہیں ہے فحاش یعنے
بد زبان فحش گو اور نہ وہ بازاروں میں سخاب یعنی چیخنے والا ہوگا
اور برائی کا بدلہ برائی سے نہ کرے گا مگر وہ عفو کرے گا اور بخشا وے گا انکی امت کو جو
۸ حماد ہیں کہ اللہ تعالی کی حمد اور تنگی اور آسودگی میں کرینگے اور ہر ایک بلندی پر تکبیر

سے بزرگی اللہ تعالیٰ کی کرینگے اور اپنے ہاتھ پاؤں کا وضو کرینگے اور نصف
ساق تک ازار پہنینگے وہ اپنی نمازوں میں ایسی ہی صف باندھینگے جیسی کہ وہ
اپنی لڑائی میں صفیں باندھینگے انکی آوازیں انکی مسجدوں میں ایسی ہونگی کہ جیسے
شہد کی مکھیاں بھن بھناتی ہیں آسمانوں کے درمیان میں آوازیں سنائی دینگی نماز
میں امام صف کا پیشوا شیطان کی لڑائی میں ہے تو وہ خشوع اور ادب مراتب
ادب کے ساتھ ظاہر اور باطن سب نمازیوں سے اولی اور افضل ہونا چاہیے اور بیدار
ہوشیار نمازی کے جب ظاہر مجتمع ہونگے تو انکے باطن بھی مجتمع ہونگے اور باہم ایک
دوسرے یاوری اور مددگاری کرتے ہیں اور ایک سے دوسرے کو افضال انوار اور
برکات اور رحمت کرتے ہیں بلکہ جسقدر مسلمان کہ زمین کی اطراف میں نماز پڑھنے
والے ہیں تو بسبب وصف اسلام و رابطہ ایمان سے انکے درمیان باہمدیگر یاوری
اور امداد ہے بلکہ اللہ تعالیٰ بزرگ ملائکہ سے انکی امداد کرتا ہے جس طرح کہ جناب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امداد ملائکہ نشان والوں سے روز بدر کی تھی سو
انکی حاجتیں شیطان کی لڑائی میں بڑھکر انکی حاجات سے ہیں جو کفار کی لڑائی
میں تھیں - اور اسی واسطے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے رجعنا
من الجہاد الاصغر الی الجہاد الاکبر ترجمہ ہم نے جہاد اصغر سے جہاد اکبر کی طرف
بازگشت کی پس انکو فرشتے ملاقی ہوتے ہیں بلکہ انکے پیچھے انفاس سے افلاک
قائم ہوتے ہیں پھر جب کہ نماز سے باہر نکلنا چاہے اپنے داہنی طرف سے سلام پھیرے اور
سلام کرنے کے ساتھ ہی نیت کرے کہ وہ نماز سے باہر ہوتا ہے اور وہ سلام فرشتوں
پر ہے اور حاضرین پر جو مومنین سے ہیں اور قوم جن سے جو مومن ہیں اور اپنا

رخسار دو اپنے طرف والون کے لیے گردن موڑنے سے ظاہر کرے اور جس سلام مین اور بائین طرف کے سلام کے درمیان مین فصل و علاحدگی کرے اسواسطے کہ ہر ایک مین موصلت سے نہی وارد ہوئی ہے اور موصلت پانچ ہین دو تو ان مین سے امام کے ساتھ مخصوص ہین اور وہ یہ ہے کہ امام تکبیر نے قرأت کو نہ ملائے اور رکوع کو قرأت سے نہ ملائے اور دو مقتدی پر ہین اور وہ یہ ہے کہ تکبیر اولی کو تکبیر امام سے نہ ملائے اور نہ اُسکے سلام کو اپنے سلام سے ملائے اور ایک موصلت دونون یعنی امام اور مقتدی پر ہے اور وہ یہ ہے کہ فرض کا سلام نفل کے سلام سے نہ ملائے اور سلام کو جزم سے پڑھے اور اُسکو بہت نہ کھینچے پھر سلام کے بعد دعا مانگے جو چاہے خواہ دنیا کا امر ہو یا اُسکے دین کا ہو اور سلام پھیرنے کے پہلے ہی نماز کے اندر دعا مانگے اسواسطے کہ وہ قبول ہوتی ہے اور جس شخص نے پانچون وقت کی نماز جماعت کے ساتھ ادا کی حقیقت مین بر و بحر کو عبادت سے بھر دیا اور تمام مقامات اور احوال کا نچوڑ اور زبدہ پانچون وقت کی نماز با جماعت ہے اور وہ سر دین ہے اور مومن کا کفارہ ہے اور خطاؤن کو محو کرتی ہے اس روایت کے ہمارے شیخ شیخ ضیاء الدین ابو النجیب سہروردی رحمہ اللہ نے روایت کی بواسطے سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے پانچون وقت کی نمازین خطاؤن کی کفارہ ہین اور پڑھو اگر تم چاہتے ہو

ان الحسنات یذہبن السیئات ذلک ذکری للذاکرین

اُنتیسوان باب نماز کے اندر آداب اور اسرار کے بیان مین ہے

نمازی کے بہترین آداب یہ ہے کہ وہ کسی چیز مین دل بستہ نہو خواہ وہ چیز تھوڑی ہو

پا بہت ہو اسواسطے کہ عقلمندوں نے ترک دنیا کو نہیں کیا مگر اس لیے کہ وہ نماز کو ادا کریں جس طرح پر کہ مامور ہوے ہیں سبب یہ ہی کہ ہر گاہ دنیا اور اشتغال دنیا قلب کے مشغول کرنے والے تھے تو انکو چھوڑ دیا کہ محل مناجات پر موجب غیرت تھے اور قرب کے مقام کی انہیں رغبت تھی اور دل سے پروردگار عالم کو مانتے اور فرمانبردار تھے وجہ یہ ہی کہ ظاہر میں ادا ے نماز اطاعت ظاہری اور دل کا نماز میں اسوجہ سے ہمہ تن حاضر ہونا اطاعت باطنی ہی سو انھوں نے حضور ظاہر اور ممانعت باطن کو نہیں حیال کیا حتی کہ انکی اطاعت میں خلل نہ پڑے اور انکی عبودیت میں شکستگی نہ آئے تو نمازی اس بات سے پہ خبر کرے کہ اسکا باطن اسوقت خیر میں لگا ہو جبکہ نماز شروع کرے ۔ اور کہا گیا ہی کہ آدمی کی دانش اور فقاہت سے یہ بات ہی کہ اپنی حاجت کو قبل از نماز روا کرے اسواسطے حدیث شریف میں وارد ہی کہ جب کھانا اور عشا کی نماز ایک ساتھ آ جاے تو کھانا کو نماز عشا پر مقدم کرو اور نہ اسوقت نماز شروع کرے کہ پیشاب کی حاجت ہو اور نہ اسوقت کہ بیت الخلا کی ضرورت ہو اور موزہ کا تنگ اور کسا ہوا ہونا بھی حازق اور سہو پہنچنے والا مثل ضرورت مذکورہ ہی اور اس حالت میں بھی نماز نہ پڑھے جب کہ موزہ اسکا ایسا تنگ ہی جو اسکے قلب کو مشغول اپنی طرف رکھتا ہی سو سوال کیا گیا کہ حازق کے بابت کوئی راے اور تعیین نہیں ہی تو جواب اسکا دیا گیا کہ حازق وہ شخص ہی جسکے ساتھ کوئی تنگی اور ضیق ہو اور ما حصل کلام یہ ہی کہ ادب کی بات نہیں ہی کہ آدمی نماز اس حالت میں پڑھے کہ جب انکے پاس ایسی شی ہو جو اسکے باطن کے مزاج کو اعتدال سے متغیر کرے جیسے کہ وہ چیزیں جنکا ہم نے ذکر کیا ہی اور غم شدید اور غضب مفرط بھی اسمیں داخل ہیں ۔ اور حدیث میں آیا ہی کہ کوئی تم میں سے نماز شروع نکرے

اسوقت کہ ترشرو اور ماتھے مین بل پڑے ہون اور نہ ہرگز تم مین سے کوئی نماز مین کھڑا ہو
جب کہ غصہ مین ہو پس سزاوار نہین ہی کسی بندہ کے لیے کہ وہ نماز مین کھڑا ہو مگر اسوقت
کہ اپنی پوری ہیئت سے مخلی ہو اور نمازی کا عمدہ لباس یہ ہی کہ ہاتھ پاؤن مین
اسکے سکون ہو اور ادھر اُدھر نہ دیکھے نہ منہ پھیرے اور داہنا ہاتھ بائین پر رکھے
پس اس سے بہتر کیا ہیئت ہی بندہ کی جو فروتن کھڑا ہو بادشاہ غالب کے
سامنے حاضر ہو اور شرع نے حرکات پے درپے کی رخصت دی ہی جو تین سے کم ہو اور
اور ارباب عزیمت نے نماز مین سب حرکات کو ترک کر دیا اور ایک دفعہ نماز مین
میرے ہاتھ کو جنبش ہوئی اور اُسوقت ایک شخص جہال مین سے میرے برابر
کھڑے تھے جب مین نماز سے فارغ ہو کر اٹھا پھرا تو اُسنے میرے اوپر اعتراض کیا
اور اُس حرکت کو بُرا جانا اور کہا ہمارے نزدیک یہ بات ہی کہ بندہ جب نماز مین
کھڑا ہو تو اُسے چاہیے کہ وہ ایسا چپ چاپ پڑا رہے کہ اُس سے کوئی چیز اور عضو
جنبش نہ کرے۔ اور حدیث شریف مین وارد ہی کہ نماز مین سات چیزین شیطان
کی طرف سے ہین۔ نکسیر۔ نیند۔ وسوسہ جمائی۔ خارش۔ التفات کسی چیز سے
کھیلنا۔ اور بعض نے کہا ہی کہ سہو و شک۔ اور ہمراہ عبد اللہ بن عباس
رضی اللہ عنہما سے روایت ہی کہ آپ نے فرمایا ہی کہ نماز مین خشوع یہ ہی کہ نماز
پڑھنے والا نہ جانے کہ اُسکے داہنے طرف کون ہی اور بائین طرف کون۔
اور سفیان ثوری سے منقول ہی کہ کہا جس نے خشوع نہین کیا اُسکی نماز فاسد ہوئی
اور معاذ بن جبل کی روایت اس سے بھی سخت اور دشوار تر ہی کہا جسنے قصداً
معلوم کیا اور بائین طرف سے نماز مین جانا پہچانا تو اُسکی نماز نہین ہوئی اور ۱۴۰

بعضے علما نے کہا ہے کہ جسنے ایک کلمہ بھی جو دیوار یا فرش مین لکھا ہو اپنی نماز کے اندر پڑھا تو اسکی نماز باطل ہے اور انمین سے بعض نے کہا ہے کہ یہ اسواسطے کہ وہ عملا اسکے مخالف ہے اور اس آیت کی تفسیر مین بعض نے کہا ہے والذین ہم علی صلاتہم دائمون کہ وہ ہاتھ پانون کا سکون اور طمانیت ہے بعض نے کہا ہے کہ جسوقت تکبیر اولی کہی جاوے تو جان لے کہ ہر آئینہ اللہ تعالے تیرے شخص کی طرف ناظر اور تیرے مافی الضمیر کا عالم ہے اور اپنی نماز مین اسکی مثال خیال کر کہ تیرے داہنے طرف بہشت اور بائین طرف دوزخ ہے اور بہشت و دوزخ کی صورت باندھنے کا جو ہم نے ذکر کیا سبب یہ ہے کہ جب ذکر آخرت مین دل مشغول ہوگا تو اس سے وسواس منقطع اور دور ہو جاینگے تو یہ تمثیل دل کے لیے ایک دوا کا حکم رکھے گی تاکہ وسوسہ دور ہو۔ ہمارے شیخ ضیاء الدین ابو النجیب سہروردی نے بواسطات روایت کی ہے کہ سہل رح کا قول ہے کہ جس شخص کا دل ذکر آخرت سے خالی ہو تو اسے وساوس شیطانی پیش آتے ہین اور جو شخص کہ اسکا باطن صفائی قلب اور نور معرفت کا حاصل کیے ہے تو وہ اپنی چشم دیدہ کے سبب مستغنی اس سے ہے کہ مشاہدہ کی صورت بناوے۔ اور ابو سعید خراز کا قول ہے کہ جسوقت رکوع کرے تو ادب اسکے رکوع مین یہ ہے کہ کھڑا رہے اور نزدیک ہو اور پھیلے اپنے رکوع مین یہان تک کہ اسکا کوئی جوڑ اور عضو باقی نہ رہے مگر یہ کہ وہ عرش بزرگ کی جانب قائم ہو پھر سبحان ربی العظیم کہے یہان تک کہ اسکے دل مین اللہ تعالے سے بزرگتر کوئی چیز نہو اور اپنے نفس کی تصغیر اور تحقیر کرے حتی کہ چیونٹی سے بھی کمتر ہو اور جب سر اپنا اٹھاوے اور سمع اللہ لمن حمدہ کہے تو جانے کہ حق سبحانہ وتعالے

اسکو نکلتا ہے۔ اور یہ بھی کہا ہے کہ اسکے ساتھ خوف بھی اسقدر ہو کہ قریب ہو کہ اس سے گداخت ہو جائے۔ سراج نے کہا ہے جب کہ بندہ تلاوت شروع کرے تو اس میں ادب یہ ہے کہ وہ مشاہدہ کرے اور اسکا دل سماعت کرے کہ گویا وہ اللہ تعالیٰ سے سن رہا ہے کہ گویا اللہ تعالیٰ کے سامنے پڑھ رہا ہے۔ اور یہ بھی سراج نے کہا ہے کہ ادب صوفیہ یہ ہے کہ نماز سے پہلے مراقبہ اور مراعاۃ قلب کے خطرات اور عوارض سے کرے اور ما سوی اللہ جو چیز ہو اسکی نفی کرے پھر جب کہ نماز کے لیے حضور قلب سے کھڑا ہو تو گویا ایک نماز سے دوسری نماز میں کھڑے ہوئے تو اپنے نفس اور عقل کے ساتھ ہوگا کہ انکے ساتھ نماز میں داخل ہوئے پھر جب نماز سے باہر ہو تو اپنے حال کی طرف حضور قلب سے رجوع کی پس گویا کہ وہ ہمیشہ نماز میں ہیں سو یہ نماز کا ادب ہے۔ اور کہا گیا ہے کہ بعض صوفیہ ایسے تھے کہ حفظ عدد ان سے کمال استغراق کے سبب نہ ہو سکتا تھا یعنی وہ بھول جاتے کہ کے رکعت پڑھیں اور ایک شخص انکے ساتھیوں میں سے شمار کیا کرتا کہ کے رکعت پڑھیں۔ اور بعض نے کہا ہے کہ نماز کی چار شاخیں ہیں حضور قلب محراب میں اور شہود عقل بادشاہ وہاب کے نزدیک اور خشوع قلب بلا اشتباہ اور خضوع ارکان انکا بیداری کے ساتھ اسواسطے کہ حضور قلب کے وقت پردے اٹھ جاتے ہیں اور شہود عقل کے وقت عتاب دور ہوتا ہے اور خضوع نفس کے وقت دروازے کشادہ ہوتے ہیں اور ارکان کے خشوع کے وقت ثواب حاصل ہوتا ہے تو جو شخص نماز میں بلا حضور قلب کھڑا ہو تو وہ نمازی کھیلنے والا ہے اور جو شخص بلا شہود عقل نماز میں کھڑا ہو وہ نمازی بھولنے والا ہے اور جو بلا خضوع نفس پڑھنے لگا وہ شخص نمازی خطا کار ہے اور جو بلا خشوع ارکان

پڑھتا ہو وہ نمازی جفاکار ہو اور جو ایسی نماز پڑھتا ہو جسکی تعریف کی گئی وہ مصلی
صاحب وفا ہو - اور پھر آئینہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہو کہ
جب بندہ نماز فریضہ مین کھڑا ہوا اس حال سے کہ اللہ کی طرف اسکا منہ اور کان
اور آنکھ ہو تو وہ نماز سے فارغ ہو کر پھرا تو گویا اپنے گناہ سے وہ ایسا پاک ہوا کہ
جیسے اسدن کہ اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا اور پھر آئینہ اللہ تعالیٰ منہ دھونے سے
اسکا گناہ جو اس سے ہوا اور اسکے دونون ہاتھون کے دھونے سے اسکے گناہ اور
اسکے دونون پاؤن دھونے سے اسکے گناہ دھوتا ہو اور دور کرتا ہو حتی کہ وہ نماز مین
اسطرح ڈرتا ہو کہ اسکے ذمہ کوئی گناہ نہین ہو - جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
سامنے چوری کا ذکر ہوا تو آپ نے فرمایا کہ کون چوری سب سے زیادہ بری اور خراب ہی
تو حاضرین نے عرض کی کہ اللہ اور رسول اسکا دانا تر ہو پھر آپ نے فرمایا کہ سب
چوریون سے بدتر یہ ہو کہ آدمی اپنی نماز سے چوری کرے - لوگون نے عرض کی کہ آدمی
اپنی نماز سے کسطرح چوری کرتا ہو حضرت نے فرمایا کہ وہ نماز کا رکوع پورا نہین کرتا
اور نہ اسکا سجدہ اور نہ اسکا خشوع اور قراءت کو پورا کرتا ہو جو نماز مین ہو - ابو عمر
بن علائی سے روایت ہو کہ وہ امامت کے لیے پڑھایا گیا تو اسنے کہا کہ مین اسکی
صلاحیت نہین رکھتا پھر جب اس سے الحاح کی گئی اسنے تکبیر تحریمہ باندھی پھر اسے
غش آگیا سو لوگون نے دوسرے کو امام بنایا پھر جب کہ اسے ہوش آیا تو اس سے
سوال کیا گیا تو کہا جب مین نے کہا استووا یعنی برابر صف کرو تو ہاتف نے
مجھے آواز دی کہ آیا تو اللہ کے ساتھ کبھی مستوی اور برابر ہوا ہو یعنی باادب
اور منقاد ہوا ہو - وہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہو کہ جب

بندہ نے اچھی طرح وضو کیا اور نماز اسکی وقت پر پڑھی اور اسکی رکوع و سجود
اور مواقیت کی حفاظت کی تو نماز کہتی ہی کہ اللہ تیری حفاظت کرے جیسے کہ تو نے
میری حفاظت کی ہی پھر وہ بلند ہوتی ہی کہ اسکے لیے ایک نور ہوتا ہی یہان تک کہ
وہ آسمان تک پہونچتی ہی اور یہان تک کہ وہ اللہ تعالی تک پہونچتی ہی پھر اپنے نمازی
کے لیے شفاعت کرتی ہی اور جب بندہ نماز کو ضائع کرتا ہی تو اسکو نماز کہتی ہی کہ خدا
تجھے ضایع کرے جیسا کہ تو نے مجھے ضائع کیا ہی پھر وہ اونچی چڑھتی ہی کہ اسکے ساتھ
تاریکی ہوتی ہی یہان تک کہ وہ آسمان تک پہونچتی ہی اور اسکے لیے دروازہ بند
ہوجاتا ہی پھر وہ لپیٹی جاتی ہی جس طرح کہ دہرا کپڑا لپیٹا جاتا ہی پھر وہ اسکے
نمازی کے منھ پر ماری جاتی ہی - اور ابو سلیمان دارانی نے کہا ہی کہ جب بندہ نماز
مین کھڑا ہوا تو اللہ تعالی فرماتا ہی کہ اٹھا دو وہ پردے جو میرے اور میرے بندہ
درمیان ہین پھر جب وہ بندہ اللہ تعالی طرف سے دوسری جانب منھ پھیرتا ہی تو
اللہ تعالی فرماتا ہی کہ ڈال دو وہ پردہ جو میرے اور اسکے بیچ مین ہی اور میرے
بندہ کو اور اس چیز کو چھوڑ دو جو اسنے اپنے نفس کے لیے پسند کی ہی - اور ابو بکر
وراق نے کہا ہی کہ اکثر اوقات مین دو رکعت نماز پڑھتا ہون اور ان سے مین
منصرف اور الٹا پھر آتا ہون اور مجھکو اللہ سے ایسی ہی حیا آتی ہی جیسے اس
مرد کو شرم آتی ہی جو زنا سے الٹا پھر کے آتا ہی پھر قول اسکا اسکے نزدیک
بہت ادب ہی اور پھر ایک انسان نماز کا ادب اسی قدر پاتا ہی جسقدر کہ قرب
سے حصہ ہوتا ہی - اور موسی بن جعفر سے پوچھا گیا کہ لوگون نے آپکی نماز
آپکے سامنے چلنے سے فاسد کر دی کہا کہ جسکے لیے مین نماز پڑھتا ہون

وہ مجھ سے قریب تر اُس سے ہی جو میرے آگے سے گذرتا ہی - اور منقول ہی کہ حضرت زین العابدین علی بن حسین رضی اللہ عنہم کی یہ حالت تھی کہ جب آپ نماز کے لیے باہر نکلتے تو رنگ کے تغیر کے سبب پہچان نہ پڑتے تو آپ سے اسکی بابت دریافت کیا جاتا تھا آپ فرماتے کہ تم جانتے کسکے سامنے مین جانے کا ارادہ کرتا ہون - اور عمار بن یاسر نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہی کہ بیشک آپ نے فرمایا ہی کہ بندہ کے لیے اسکی نماز سے اُسی قدر لکھا جاتا ہی جو وہ سمجھتا ہی اور دوسرے الفاظ مین وارد ہی تم مین سے بعضے وہ ہین جو پوری نماز پڑھتے ہین اور بعضے تم مین سے نماز آدھی پڑھتے ہین اور چوتھائی اور پانچوان حصہ یہان تک کہ دسوین حصہ تک پہونچتے ہین - خواص کا قول ہی کہ آدمی کو چاہیے کہ نوافل کی نیت کرے تا کہ اُسکے فرائض کے نقصان پورے ہون اور اگر اسکی نیت نہ کرے تو اُس سے کچھ محسوب نہوگا ہمین یہ روایت پہونچی ہی کہ اللہ نوافل کو قبول نہین کرتا جب تک کہ نماز فریضہ کو ادا نہ کرے - اللہ تعالی فرماتا ہی تمھاری مثل اُس میرے بندہ کی ہی کہ قبل اسکے کہ قرض ادا کرے ہدیہ اور تحفہ کا بھیجنا شروع کرے - اور یہ بھی کہا ہی کہ خلق اللہ تعالی سے دو خصلت کے سبب منقطع اور علٰحدہ ہو گئی ایک اُنمین سے یہ ہی کہ نوافل کو طلب کیا اور فرائض کو ضائع کیا اور دوسری یہ ہی کہ اُنھون نے ظاہر کے اعمال کیے اور اُنمین صدق اور نیک خواہی کے ساتھ اپنے دلون کو نہ لگایا اور اللہ تعالی نے انکار کیا ہی کہ کسی حال سے کوئی عمل قبول نہ کرے جبتک اُنمین صدق اور حق اس سے نہو اور نماز مین آنکھ کا کھلا رکھنا اس سے بہتر ہی کہ اُنکو بند کرے الا اُسوقت کہ اُسکا قصد نظر کی تفریق اور اسکے ادھر اُدھر پھرنے پر ہو تو اُسوقت آنکھون کو بند کرتے تا کہ خشوع کے لیے مدد پہونچے

پھر اگر کوئی نماز میں آوے تو جہان تک ہو سکے اپنے مونڈھوں کو ملا لے تا وہ اپنی ٹھوڑی کو اپنے سینہ سے نہ ملائے اور نہ دوسرے کے نماز میں مزاحم ہو۔ بعض نے کہا ہے کہ مزاحم یعنی جس شخص کو دھکا دیا وہ مزاحم یعنی دھکا دینے والے کی نماز کا ثواب لیجائیگا اور بعضوں نے کہا ہے کہ جس شخص نے پہلی صف اس خوف سے چھوڑ دی کہ پہلی صف والوں کے لیے جگہ کی تنگی ہوگی اور وہ دوسری صف میں کھڑا ہوا تو اسکو اللہ تعالیٰ صف اول کے برابر ثواب دے گا بغیر اسکے کہ صف اول والوں کے ثواب سے کچھ کمی ہو۔ اور روایت ہے کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نماز میں کھڑے ہوتے تو انکے قلب کی طپش اور تڑپ ایک میل کے فاصلہ پر سنائی دیتی تھی۔ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے روایت کی ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سینہ سے جوش کی آواز ایسی سننے میں آتی ہے جیسے دیگ سے آتی ہے حتے کہ مدینہ کے گلی کوچوں میں سنی پڑتی تھی۔ اور جنیدؒ سے پوچھا گیا کہ نماز کا فرض کیا ہے جواب دیا کہ تعلقات کا توڑنا اور قصد کا جمع کرنا اور اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضر ہونا۔ اور حسن نے کہا ہے تیرے اوپر وہ کون امر تیرے دین سے ہے جو عزیز تر ہو درحالیکہ تیرے اوپر نماز تیری خوار اور سبک ہو۔ اور منقول ہے کہ بعض انبیا کی طرف اللہ تعالیٰ نے وحی بھیجی اور کہا جب تو نماز میں مشغول ہو تو اپنے دل سے خشوع اور اپنے بدن سے خضوع اور اپنی آنکھ سے اشک میرے حوالہ کر اس وقت میں قریب ہوں۔ اور ابو الخیر اقطع نے کہا ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا تو میں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ مجھے کچھ وصیت فرمائیے آپ نے فرمایا یا ابا الخیر نماز اپنے اوپر لازم کر واسطے کہ میں نے اپنے پروردگار سے

وصیت طلب کی تو مجھے اُس نے نماز کی وصیت کی اور مجھے فرمایا کہ مین سب سے زیادہ قریب اُسوقت ہوتا ہون کہ تو نماز مین ہوتا ہی - اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ہی کہ دو رکعتین فکر مین بہتر رات بھر کے قیام سے ہین - اور منقول ہی کہ محمد بن یوسف فرماتے تھے حاتم اصم کو دیکھا کہ کھڑا ہوا لوگون کو وعظ کہتا تھا تو اُس سے کہا کہ اے حاتم مین تجھے دیکھتا ہون کہ لوگون کو نصیحت کرتا ہی کیا تو نماز اچھی طرح پڑھتا ہی کہا ہان کہا کیونکر نماز پڑھتا ہی کہا کہ مین حکم کے ساتھ اُٹھتا ہون اور چلتا مین خوف سے ہون اور داخل ہیبت سے ہوتا ہون اور عظمت کے ساتھ اللہ اکبر کہتا ہون اور ترتیل سے قراءت کرتا ہون اور خشوع سے رکوع کرتا ہون اور سجدہ سے تواضع اور تشہد کیلیے پورا بیٹھتا ہون اور سنت پر سلام پھیرتا ہون اور اپنے پروردگار کے اُسے سپرد کرتا ہون اور اُسکی حفاظت اپنی زندگی بھر کرتا ہون اور ملامت کے ساتھ اپنے نفس کی طرف رجوع کرتا ہون اور اُسکا خوف مین کرتا ہون کہ میری نماز وہ قبول نہ کرے اور امید قبول کی رکھتا ہون اس خوف و رجا کے درمیان مین ہون اور جسنے مجھے علم سکھایا اُسکا شکریہ کرتا ہون اور مین اُسکو علم سکھاتا ہون جو مجھسے مانگتا ہی اور مین اپنے پروردگار کی حمد کرتا ہون اسواسطے کہ مجھے اُسنے ہدایت کی ہی تو محمد بن یوسف نے کہا تجھسا شخص صلاحیت اسکی رکھتا ہی کہ واعظ ہو - اور قول اللہ تعالے کا کہ لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ سُكٰارٰی یعنی نماز کے قریب نہ جاؤ جبکہ تم نشہ مین ہو اُن مست والا حب دنیا سے مراد ہی اور بعضون نے کہا ہی کہ مست والا رنج اور غم خواری سے ہو - اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ جس شخص نے نماز دو رکعتین پڑھین اور دنیا کی کوئی بات اُسکے نفس مے نہین کی تو اللہ تعالے

اسکے گناہ جو پہلے کیے ہوں بخش دیتا ہی۔ اور یہ بھی فرمایا ہی کہ نماز غربت اور مسکنت اور
تواضع و تضرع اور پشیمانی ہی اور تو اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور کہے اللھم اللھم سو جو
کوئی یہ نہین کرتا ہی تو وہ نماز ناقص ہی۔ اور پھر آئنہ وارد ہوا ہی کہ مومن جس وقت
نماز کے لیے وضو کرتا ہی تو اطراف زمین مین شیطان اسکے خوف کے سبب اس سے
دور بھاگتا ہی اسواسطے کہ اسنے تیاری اسکی شروع کی ہی کہ بادشاہ کے حضور مین
آوے پھر جب وہ اللہ اکبر کہتا ہی تو شیطان اس سے چھپ جاتا ہی اور بعضے
کہتے ہین کہ نمازی اور شیطان کے درمیان حجاب ڈال دیا جاتا ہی کہ اسکی طرف
وہ نہین دیکھتا ہی اور خداے جبار اسکو اپنے رخ کے سامنے متوجہ کر لیتا ہی پھر جب
اسنے اللہ اکبر کہا تو اللہ تعالی اسکے قلب مین دیکھتا ہی پھر اگر اسکے دل مین اللہ
تعالی سے بزرگتر کوئی نہین ہوتا تو فرماتا ہی کہ تو نے اللہ کی اپنے دل مین تصدیق کی
جیسا کہ تو کہتا ہی کہ اللہ اکبر۔ اور اسکے دل سے نور شعاعین پھیلاتا ہی کہ وہ عرش
کے ملکوت کو جا ملتا ہی اور اس نور کے سبب اسکو زمین و آسمان کے پردے
کھل جاتے ہین اور اس نور کے درمیان اسکے لیے حسنات لکھے جاتے ہین اور جب
ایک جاہل نادان نماز کے لیے کھڑا ہوتا ہی تو اسکو شیاطین گھیر لیتے ہین جس طرح
مکھیان شہد کے قطرہ پر چارون طرف سے آن لگتی ہین پھر جب وہ اللہ اکبر کہتا ہی
تو اللہ تعالی اسکے قلب مین دیکھتا ہی جب کہ اسکے دل مین کوئی چیز بھی اللہ تعالی
سے اسکے نزدیک بڑی ہوتی ہی تو اسکے لیے فرماتا ہی کہ تو جھوٹا ہی اللہ تعالی
تیرے دل مین سب سے بزرگتر نہین ہی جیسا کہ تو کہتا ہی اسوقت اسکے دل مین
سے ایک دھوان اٹھتا ہی جو آسمان تک برابر پہونچتا ہی اور وہ حجاب

اُسکے قلب کا ملکوت سے ہو جاتا ہی پھر یہ حجاب اُسکی صلابت زیادہ کر دیتا ہی اور
شیطان اُسکے قلب کو اپنا لقمہ بنا لیتا ہی پھر ہمیشہ اُسمین پھونک مارتا ہی اور خطرہ
ڈالتا ہی اور اُسکے طرف وسوسہ پہونچاتا ہی اور تزئین ماسوا کی دنیا وغیرہ سے
کرتا ہی یہانتک کہ وہ اپنی نماز سے اُلٹا پھرتا ہی اور وہ نہین جانتا کہ اُسمین کیا
اور حدیث مین وارد ہی کہ اگر شیاطین بنی آدم کے قلوب کے اِرد گِرد نہ گھومتے تو البتہ
وہ عالم ملکوت آسمانی کی طرف دیکھتے اور وہ قلوب صافی جنکا ادب اُنکے قالب کے
کمال ادب سے کامل ہو گیا ہی وہ آسمانی ہو جاتے ہین کہ تکبیر کے ساتھہ ہی آسمان
مین داخل ہوتے ہین جس طرح کہ وہ غار مین داخل ہوتا ہی اور اللہ تعالی نے آسمان کو
شیاطین کے تصرف سے محفوظ و مصون کیا ہی تو جو قلب آسمانی ہین اُنکی طرف
شیاطین کو راستہ نہین ہی پھر جس وقت ہوا جس نفسانی اُنمین باقی رہجاتے ہین کہ وہ
آسمان کے اندر قلعہ بند ہونے سے نہین قطع ہوتے جسطرح کہ تصرف شیطانی قطع
ہو جاتا ہی اور جو قلوب کہ مراد (یہان مراد اصطلاحی ہی جو مرید کے مقابل ہی) ہین وہ
درجہ بدرجہ تقریب کی وجہ سے چڑھتے ہین اور آسمانون کے طبقون مین عروج کرتے ہین
اور آسمانی طبقات کے ہر طبقہ مین ظلمت نفس سے کسی قدر پیچھے رہتے اور چھٹتے
جاتے ہین اور اُسکے اندازہ سے ہوا جس نفسانی کم ہوتے جاتے ہین یہانتک
کہ وہ آسمانون سے گذر جاتا ہی اور عرش کے سامنے توقف کرتا ہی پس اُس وقت نور
عرش کی روشنی سے ہوا جس نفسانی اور خطرات اُسکے بالکل زائل ہو جاتے ہین اور
نفس کی تاریکیان قلب کے نور مین چھپ جاتی ہین جسطرح کہ رات اندر دن کے غائب
ہو جاتی ہی وہ اُس وقت مین ادب کے حقوق اچھی طرح ادا کرتے ہین - اور جسقدر

ہم نے نماز کے ادب بیان کیے وہ بہت آداب ہین انمین سے تھوڑے اور بعض دوسرے اوپر
نشان نماز ہمارے وصف سے بہت زیادہ اور بڑھی ہوئی ہی اور ہمارے ذکر سے
کامل تر ہی اور بہت اقوام نے غلطی کی اور کہا ہی کہ نماز سے مقصود اللہ تعالیٰ کا ذکر ہی اور
جب ذکر حاصل ہوگا تو نماز کی کیا حاجت ہی وہ گمراہی کے رستون پر وہ لوگ چلے اور
خیالات باطل کی طرف جھکے اور ان لوگون نے آئین اور احکام کو محو و منسی کر دیا اور
حلال و حرام کو چھوڑ دیا اور دوسری قومون نے انمین ایک اور طریق اختیار کیا جس سے
نقصان حال تک پہونچا یا جہان کہ وہ گمراہی سے سلامت رہے ہو واسطے کہ
انھون نے فرائض کا اقرار کیا اور نوافل کی فضیلت سے انکار کیا اور تھوڑی سی حسب
حال پر فریفتہ ہو گئے اور فضل اعمال کو ترک کر دیا اور یہ نہ جانا کہ اللہ تعالیٰ کے واسطے
ہر ایک صورت مین جو صورتون سے اور ہر ایک حرکت مین حرکات سے اسرار اور حکمتین
ہین جو کسی چیز مین اذکار سے موجود نہین ہین تو احوال و اعمال ایک روح اور
دو جسم ہین اور جب تک بندہ دنیا مین ہی اسکے اعمال سے روگردانی مین طغیان اور
سرکشی ہی تو اعمال کو احوال کے سبب چھوڑ دیا جاتا ہی اگر احوال کا نشو و نما اعمال کے ساتھ ہو

اڑتالیسوان باب روزہ اور اسکے حسن اثر کی فضیلت مین ہی

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہی کہ آپ نے فرمایا صبر نصف
ایمان ہی اور روزہ نصف صبر ہی اور کہا گیا ہی کہ بنی آدم کے اعمال مین کوئی چیز
نہین ہی مگر وہ تو مظالم اور تاوان مین جاتی ہی بجز روزہ کے اسواسطے کہ کوئی قصاص
اسمین دخل نہین پاتا اور اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرمائیگا کہ یہ روزہ میرے واسطے ہی

تو کوئی شخص انمین سے کچھ قصاص مین نہ پائیگا - اور حدیث مین وارد ہی کہ روزہ میرے
واسطے ہی اور مین اسکی جزا ہون - بعض نے کہا ہی کہ اللہ تعالی نے اسکو اپنی ذات
کی طرف مضاف اور منسوب کیا ہی اسواسطے کہ اُسمین اخلاق صمدیت سے
ایک خلق ہی - اور نیز اسواسطے کہ وہ اعمال باطنی سے ہی ازقبیل ترک کہ اُسپر
اللہ کے سوا دوسرا کوئی مطلع نہین ہوتا - اور اس قول اللہ تعالی کی تفسیر مین
اَلسَّائِحُوْنَ صَائِمُوْنَ مراد ہی اسواسطے کہ انھون نے بھوک پیاس مین اللہ تعالے
کی طرف سیاحت اور سفر کیا ہی اور اس قول اللہ تعالی مین اِنَّمَا یُوَفَّی الصَّابِرُوْنَ
اَجْرَہُمْ بِغَیْرِ حِسَابٍ کہا گیا ہی کہ صابرون صائمون ہین اسواسطے کہ صبر ایک اسم
اسمائے صوم سے ہی اور روزہ دار کے لیے فراغت تامہ دیجاتی ہی اور اسکے
لیے تخمینہ اور اندازہ اجر کا کال کیا جاتا ہی - اور بعضون نے کہا ہی کہ اس قول
اللہ تعالی مین فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا اُخْفِیَ لَہُمْ مِّنْ قُرَّۃِ اَعْیُنٍ جَزَاءً بِمَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ - ایک
وجہ منجملہ اور وجوہ کے یہ بھی ہی کہ اُنکا عمل صوم ہی - اور یحیی بن معاذ نے کہا ہی
جب کہ مرید زیادہ کھانے مین مبتلا ہوا اُسپر ملائکہ شفقت کے سبب گریہ وبکا
کرتے ہین اور جو کوئی کھانے کی حرص مین پھنستا ہی تو ہر آئنہ وہ شہوت
کی آگ مین جلایا گیا اور بنی آدم کے نفس مین شہر کے ہزار عضو ہین جو سب کے
سب شیطان کے قبضہ مین ہین جس سے اُسکو تعلق ہی تو جسوقت اُسنے
پیٹ کو خالی اور بھوکا رکھا اور اُسکا گلا دبایا اور نفس اُسکا راضی ہوا تو
تمام عضو خشک ہوجاتے ہین اور بھوک کی آتش مین جلتے ہین اور شیطان
اُسکے سایہ سے بھاگتا ہی اور جب اُس نے پیٹ اپنا بھر لیا اور حلق

اسکا چھوڑ دینا تاکہ شہوات کے غرض سے خوب چلے تو اُسکے اعضا فربہ اور تازہ ہوتے ہین اور شیطان کو قوت ہوتی ہی اور سیری اور شکم پری نفس مین ایک نہر ہی جسپر شیاطین وارد ہوتے ہین اور بھوک روح مین ایک نہر ہی جسپر ملائکہ وارد ہوتے ہین اور شیطان بھوکے سونے والے سے بھاگتا ہی پھر اُسکا کیا حال ہوگا جبکہ وہ قائم ہو اور شیطان پیٹ بھرے قائم سے بغل گیر ہوتا ہی اور کیا اُسکا حال ہوگا جبکہ وہ سوتا ہو سو مرید صادق کا نفس جب کہ کھانا پینا مانگتا ہی اسد تعالی کی طرف فریاد کرتا ہی۔ ایک شخص بلیا السنجی کے پاس آیا اور وہ اسوقت سوکھی روٹی کھا رہا تھا جسکو پانی مین بھگویا تھا نمک کے ساتھ جو نیم کوفتہ تھا اُس شخص نے آپ سے کہا کیونکر اسکی آپ خواہش کرتے ہین آپ نے کہا اُسے مین چھوڑ دیتا ہون یہان تک کہ اُسکی خواہش مٹجاتی ہو۔ اور بعضون نے کہا ہی جس شخص نے اپنے کھانے پینے کے اندر اسراف اور حد سے تجاوز کیا اُسکی طرف خواری اور ذلت دنیا مین قبل از آخرت شتابی کرتی ہی۔ اور صوفیہ کے بعضون نے کہا ہی کہ بڑا دروازہ جسمین سے ہوکر اسد تعالی کے حضور مین آدمی پہونچتا ہی وہ غذا کا چھوڑ دینا ہی۔ اور بشیر رح نے کہا ہی کہ بھوک دل کو صاف کرتی ہی اور ہوا یعنی خواہش نفسانی کو مار ڈالتی ہی اور علم دقیق اُسکا ورثہ ہی۔ اور ذو النون رح نے کہا ہی کہ مین نے کبھی نہین کھایا حتی کہ پیٹ بھر گیا اور کبھی نہین پانی پیا حتی کہ سیراب ہوگیا مگر یہ کہ معصیت الٰہی اور نافرمانی مین پڑگیا ہون کہ کسی معصیت کا مین نے قصد کیا۔ اور قاسم بن محمد رح نے عائشہ رضی اسد عنہا سے روایت کی ہی کہ آپنے فرمایا کہ ہمارے اوپر ایک پورا اور آدھا مہینا آیا کرتا کہ ہمارے گھر مین آگ کو دخل نہ تھا نہ چراغ کے لیے نہ کسی

دوسری چیز کے لیے۔ راوی نے کہا کہ میں نے کہا سبحان اللہ عمر کس چیز سے آپ
زندہ رہتی تھیں فرمایا کھجوروں سے اور پانی سے اور ہمارے ہمسایہ میں انصار لوگ
رہتے تھے جنکو اللہ جزاے خیر دے کہ انکے پاس دودھ والی بکریاں تھیں وہ دودھ کے جانور سے
ایسا اوقات وہ لوگ ہماری کسی قدر غمخواری کرتے تھے اور حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہا
نے اپنے باپ سے کہا کہ حق تعالیٰ نے رزق کو وسعت دی ہے تو کاش
آپ کھانا زیادہ اس سے کھاتے جو آپ کھاتے ہیں اور ایسا کپڑا پہنتے جو آپ کے
اس کپڑے سے ملائم ہوتا تو فرمایا کہ میں تجھ سے مخاصمت تیرے نفس کی طرف
کرتا ہوں کیا ایسا امر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھا اسکو بار بار کہتے تھے تو حفصہ
روئیں پھر فرمایا واللہ کہ میں انکے شدید زندگی دنیا وی میں شریک ہونگی شاید کہ
انکے فراخ عیشی آخرت میں شریک ہوں۔ اور بعضوں نے کہا ہے کہ عمر سے
میں نے کبھی کھانا نہیں چھانا مگر یہ کہ میں نے اسکی نافرمانی کی ہے۔ اور عائشہ رضی اللہ عنہا
نے کہا ہے کہ تین دن بھی گیہوں کی روٹی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کھائی
یہاں تک کہ آپ نے وصال کیا اور عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ ملکوت کا دروازہ ہمیشہ
کھٹکھٹایا کرو کہ وہ تمہارے لیے کھل جائیگا لوگوں نے کہا ہم کسطرح اسکی برداشت کریں
کہا بھوک سے اور پیاس سے اور تشنگی سے۔ اور منقول ہے کہ یحییٰ بن زکریا علیہما السلام پر
ابلیس ظاہر ہوا اور اسکے اوپر جال اور پھندے اور کمندیں تھیں تو کہا یہ کیا چیزیں
کہا یہ شہوات ہیں جنمیں بنی آدم کو پھانستا ہوں کہا تو انمیں میرے لیے بھی کوئی شہوت
پاتا ہے کہا کہ نہیں بجز اسکے کہ تو نے ایک شب پیٹ بھر کھانا کھایا تھا تب ہم نے تجھے نماز
اور ذکر سے گران اور سستی کردیا تب نے کہا ضرور ہے کہ میں آئندہ کبھی پیٹ بھر کے کھانا

نہ کھاؤں ابلیس نے کہا ضرور ہی کہ میں کبھی کسی کو نصیحت نہ کروں۔ اور شقیق کا قول ہی کہ عبادت ایک حرفہ ہی اور خلوت اسکی دکان ہی اور بھوک اسکے اوزار ہیں اور لقمان نے اپنے بیٹے سے کہا کہ جب معدہ بھرت تب فکرت سو جائیگی اور حکمت بہری ہوگی اور ہاتھ پاؤں عبادت سے باز رہینگے۔ اور حسن نے کہا ہی کہ دو لگاؤں مت دسترخوان پر آکے کرو کہ یہ بنا حقوق کے کھانے میں سے ہی اور بعضوں نے کہا ہی کہ میں اللہ کے ساتھ پناہ ایسے زاہد تارک الدنیا سے مانگتا ہوں جسکے معدہ کو انواع و اقسام کی غذاؤں نے فاسد کر دیا ہی یہی مرید کے لیے یہ بات مکروہ ہی کہ چار دن سے زیادہ متواتر کرے یعنی روزہ نہ رکھے اسواسطے کہ نفس اس حالت میں عادت کی طرف مائل ہو جائے گا اور شہوت میں اسکو وسعت ہوگی۔ اور بعضوں نے کہا ہی کہ دنیا تیرا پیٹ ہی تو جسقدر تیرا زہد پیٹ اپنے کے بابت ہی وہ تیرا زہد دنیا کے بابت ہی اور رسول علیہ السلام نے فرمایا ہی کسی آدمی نے کوئی برتن ایسا نہیں بھرا جو پیٹ سے بدتر ہو۔ بنی آدم کے لیے چند لقمے چھوٹے کافی ہیں کہ اسکی پیٹھ کو مضبوط رکھیں پھر اگر ضروری ہو تو ایک تہائی کھانے کے لیے اور ایک تہائی پانی پینے کے لیے اور ایک تہائی سانس لینے کے لیے ہو۔ اور فتح موصلی نے کہا ہی میں تیس شیخ کی صحبت میں رہا ہر ایک نے علحدہ ہونے کے وقت مجھے وصیت کی کہ نوجوانوں کی صحبت ترک اور کھانے میں قلت ہو

چالیسواں باب صوم اور فطار کے احوال صوفیہ کے اختلاف کے بیان میں ہی

مشائخ صوفیہ ایک جماعت ایسی تھی کہ ہمیشہ سفر و حضر میں روزہ

رکھتی تھی یہاں تک کہ وہ اللہ تعالیٰ سے جا ملی۔ اور ابو عبد اللہ بن جابر کا یہ معمول تھا کہ چھوہرے پر پچاس برس برابر روزے رکھے کہ نہ سفر میں افطار کرتے اور نہ حضر میں تو اسکے یاروں نے ایک دن کوشش کی اور آپ نے افطار کیا سو اسکے سبب وہ بہت دن بیمار رہا۔ پس جب کہ مرید اپنی صلاح قلب دوام صوم میں دیکھے تو چاہیے کہ ہمیشہ روزہ رکھے اور افطار کو ایک طرف چھوڑ دے کہ یہ ایک اسکے لیے راستہ بھی ہے کہ اس بات کے لیے جسکا وہ ارادہ رکھتا ہے۔ ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جسنے ہمیشہ روزے رکھے اسپر دوزخ اس طرح تنگ ہو جاتا ہے اور نوے کا عقد انگل باندھا اس سے یہ مراد ہے کہ روزہ دار کے لیے دوزخ میں جگہ نہو گی اور دن کا سونا صائم الدہر کے لیے مکروہ ہے اور اس بارے میں جو ابو قتادہ نے روایت کی ہے وارد ہے اسنے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ صائم الدہر کی کیفیت کیا ہے اور اسکا کیا حکم ہے آپ نے فرمایا کہ نہ اسنے روزہ رکھا اور نہ افطار کیا اور قوم نے اسکی یہ تاویل کی ہے کہ صوم الدہر یعنی ہمیشہ روزہ رکھنا یہ ہے کہ عیدین اور ایام تشریق میں افطار نہ کرے تو وہ مکروہ ہے اور جو ان ایام میں افطار کرے تو یہ وہ روزہ نہیں ہے جو مکروہ ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا ہے۔ اور بعضے انمیں سے وہ ہیں کہ ایک دن روزہ رکھیں اور ایک دن افطار کریں اور یہ ایک حدیث میں وارد ہوا ہے روزوں میں سے افضل روزہ میرے بھائی داؤد علیہ السلام کا روزہ ہے کہ وہ ایک دن روزہ رکھتے اور ایک دن افطار کرتے تھے اور اسکو صالحین کی ایک قوم نے پسند کیا ہے تاکہ روزہ دار اپنا حال شکر کے درمیان رہے۔ اور صوفیہ میں سے بعض وہ ہیں کہ دو دن روزہ

رکھتے اور ایک دن افطار کرتے یا کہ ایک دن روزہ رکھتے اور دو دن افطار کرتے
اور ان میں سے بعضے وہ ہیں جو دوشنبہ اور پنجشنبہ اور جمعہ کو روزہ رکھتے تھے اور منقول
ہے کہ سہل بن عبد اللہ ہر پندرہ دن میں ایک دن میں ایک وقت کھانا
کھاتے تھے اور رمضان بھر میں ایک دفعہ کھانا کھاتے تھے اور اتباع سنت کے
لیے خالص پانی سے افطار کرتے۔ اور شیخ سے حکایت کی گئی ہے کہ وہ ہمیشہ روزہ
رکھتے تھے پھر جب ان کے پاس ان کے بھائی آتے تو انکے ساتھ افطار کر لیتے اور فرماتے
کہ مساعدت اخوان کا فضل روزہ کے فضل سے کم نہیں ہے علاوہ اسکے کہ یہ افطار
محتاج علم ہو کیونکہ کبھی اسکا خواہش مند حظ نفس ہوتی ہے نہ کہ نیت موافقت کی
رعی ہو اور نیت کا محض موافقت کے لیے خالص کرنا جب کہ حظ نفس موجود
ہو مشکل ہے۔ اور میں نے اپنے شیخ سے سنا ہے کہ فرماتے تھے مجھے سالہا برس ہوئے
کہ میں نے کوئی چیز نفس کی خواہش سے نہیں کی ہے جو ابتداءً اور استدعاءً ہو بلکہ میرے
سامنے پیش ہوتی تھی تو میں اسے اللہ تعالیٰ کے فضل اور نعمت اور اسکے فعل سے
سمجھتا دیکھتا تھا میں حق کی موافقت اسکے فعل میں کرتا تھا اور بندگی رہ کر اسے
ایک دن بھوک لگی اور حسب عادت موجود نہ ہوا کہ کھانا اسکی طرف پیش کیا جاتا
کہا میں نے اس مکان کا دروازہ کھولا جس میں کھانا تھا اور میں نے ایک اٹھا لیا
تاکہ میں اسے کھاؤں اس اثنا میں ایک بلی گھس آئی اور ایک مرغی اسنے پکڑی
جو وہاں تھی سو میں نے کہا کہ یہ میرے اوپر عقوبت ہے کہ جو میں نے اٹھا کے لینے میں
تصرف کیا تھا۔ اور شیخ ابو مسعود رحمہ اللہ کو میں نے بارہا دیکھا کہ دن کو کھانا
کھاتے تھے جس کسی وقت کھانا لایا گیا تو انہیں کھا لیا اور معلوم ہوتا کہ اسکا

کھانا اس لیے تھا کہ حق کے ساتھ موافقت کرے اسواسطے کہ اُسکا حال اللہ کے
ساتھ ترک اختیار کھانے اور پینے اور تمام تصرفات میں تھا اور اُسکا حال یہ تھا کہ
فعل حق کے ساتھ جما اور ٹھہرا رہتا تھا اور ہر آئینہ اُسکی یہ ہدایت تھی جسکی مثل عزیز الوجود
اور کم یاب ہے یہان تک کہ منقول ہے کہ وہ بہت بغیر کھائے رہتا تھا اور کوئی اُسکے
حال سے واقف نہ تھا اور اپنے نفس کے لیے وہ تصرف نہ کرتا اور نہ کسی چیز کھانے
کے لیے سبب پیدا کرتا اور اللہ کے فعل کا انتظار کرتا اس سبب سے کہ اُسکے پاس
رزق پہونچتا اور کوئی اُسکے حال سے ایک مدت تک زمانہ سے آگاہ نہوتا پھر
اللہ تعالی نے اُسکے حال کو ظاہر کردیا اور اُسکے لیے اصحاب اور تلامذہ مقرر کردیے اور
وہ لوگ کھانا بتکلف پکاتے اور اُسکے پاس حاضر لاتے اور وہ اس باب مین فضل
حق اور موافقت کو دیکھتا مین نے اس سے سُنا ہے کہ وہ کہتے تھے ہر روز مین صبح کو اٹھتا
اور جو کچھ مجھے محبوب تھا وہ روزہ تھا اور اللہ تعالی میرے روزہ دوست پر اپنے فعل
سے نقض کرتا تھا تو مین حق سے اُسکے فعل مین موافقت کیا کرتا اور بعض صالحین سے
حکایت کی گئی ہے جو اہل واسط شہر سے تھے کہ اُسنے بہت برس روزے رکھے
اور وہ ہر روز آفتاب کے قبل غروب روزہ کھولتا الا رمضان مین بعد غروب افطار
کرتا - اور ابو نصر سراج نے کہ قوم نے اُسکو بُرا جانا مخالفت علم کے سبب سے یا یہ کہ
روزہ نفل تھا اور بعض لوگون نے اُسکو مستحسن قرار دیا اسواسطے کہ روزہ دار کا ارادہ
اس سے یہ تھا کہ نفس کو بھوکا رکھنے سے تادیب کرے اور یہ روزہ کی رویت سے متمتع
نہو اور یہ مسلسل ہے اور لائق تر یہ ہے کہ موافقت علم کے ساتھ روزہ کو جاری رکھے اور
اللہ تعالی نے فرمایا ہے ولا تبطلوا اعمالکم یعنی اپنے عمل کو باطل مت کرو مگر اہل صدق جو

ہوتے ہیں انکے لیے اُن اعمال میں جو کرتے ہیں نتیجے ہوتی ہیں اس لیے دعا وغیرہ
نہیں کیے جاتے اور صدق بالذات مقصود ہے خواہ وہ کسی طرح ہو اور ہمارا دین آدمی
اپنے وفا سے عہد پر ثابت ہوتا ہے جیسا رسول اللہ صلعم اور بعضوں نے کہا ہے کہ جب کسی
صوفی کو دیکھو کہ وہ روزے نوافل رکھتا ہے تو اسکو متہم کرو اسواسطے کہ اُسکے ساتھ ضرور
دنیا سے کوئی چیز ہوتی ہے اور بعضوں نے کہا ہے کہ جب ایک جماعت متوافق الحال
ہوں اور اُنکے بیچ میں کوئی مرید ہو روزہ رکھنے پر اُسکو برانگیختہ کریں پھر اگر اُسکی
مساعدت نہ کریں تو اُسکے لیے کچھ ضرور افطار کی کریں اور اُسکے نفس تکلیف کریں تاکہ
اُسکے ساتھ موافقت اور ملائمت ہو اور اُسکی دل کو اپنے احوال پر خیال نہ کرے اور
اگر ایک جماعت شیخ کے ساتھ ہو تو اُنکے وقت کے ساتھ روزہ رکھیں اور اُسکے افطار
کے ساتھ افطار کریں باستثناء اُس شخص کے جسکو شیخ دوسرا حکم دے اور منقول ہے
کہ بعض صوفیہ نے ایک جوان آدمی کے خاطر سے روزے رکھے جو اُسکی صحبت میں
تھا تاکہ یہ جوان اُسکی طرف نگاہ کرے پھر اُس سے ادب حاصل کرے اور اُسکے
روزہ کے ساتھ روزہ رکھے۔ ابو الحسن مکی سے حکایت کی گئی ہے کہ وہ روزہ صوم الدہر
سے رکھا کرتا اور بصرہ میں وہ شیخ تھا وہ شب جمعہ کے سوا روٹی نہ کھاتا اور ایک مہینے میں
اسکی خوراک چار دانگ سے ہوتی کہ وہ اپنے ہاتھ سے پست خرما بنا کرتا اور اسکو بیچتا تھا اور
شیخ ابو الحسن بن سالم کہتے کہ میں اسکو تسلیم نہیں کرتا مگر یہ کہ وہ روزہ کھولتا اور
کھانا کھاتا ہو اور ابن سالم اُسے شہوت خفیہ کا متہم کرتے تھے اسواسطے کہ وہ
اسکو کسی چیز پر مشہور تھا اور بعض صوفیہ نے کہا ہے کہ کوئی بندہ خاص استد نہیں ہے بلکہ
[illegible] چاہا کہ وہ ایک خیر شہوت [illegible] اور [illegible] زیادہ کھانا کھایا زیادہ پانی

لیکن ۔ اور منقول ہے کہ ابو الحسن تنیسی اپنے اصحاب کے ساتھ حرم میں سات دن رہے
جنمیں انھوں نے کچھ نہیں کھایا تو اسکے اصحاب میں سے طہارت کے لیے ایک شخص باہر
نکلا اور ایک تربوز کا چھلکا دیکھا اسے لیکر کھا گیا اسوقت اسے ایک شخص نے دیکھا
اور اسکے پیچھے آیا اور روٹیاں لایا اور اس گروہ کے سامنے رکھدیں اسوقت
شیخ نے کہا کہ تم میں سے کسی نے گناہ کیا ہے جس سے ہمارا حال جاتا رہا تو ایک نے
کہا کہ میں نے تربوز کا چھلکا پایا اور اسے کھا گیا شیخ نے کہا کہ تو ہی اور تیرا گناہ اور
تیری روٹیاں وہ بولا کہ میں اپنے گناہ سے تائب ہوں تو کہا اسکے بعد کلام
نہیں ہے اور حال یہ تھا کہ وہ ایام بیض کے روزہ کو دوست رکھتے تھے اور وہ تیرھویں
اور چودھویں اور پندرھویں تاریخیں ہیں ۔ روایت ہے کہ آدم علیہ السلام زمین پر
اتارے گئے تو گناہ کے اثر سے انکا بدن سیاہ ہو گیا تھا پھر جب اللہ نے انکی توبہ
قبول کی تو انکو حکم دیا کہ روزے ایام بیض کے رکھیں پھر ایک روزہ ایک تہائی
انکے جسم کا سفید ہو جاتا یہاں تک کہ ایام بیض کے روزوں سے انکا تمام بدن
سفید ہو گیا اور یہ صوفیہ شعبان کے نصف اول میں روزوں کو اور اسکے نصف
اخیر میں افطار کو دوست رکھتے تھے اور اگر شعبان کو رمضان سے ملا دے تو کچھ
مضائقہ نہیں ہے لیکن اگر روزے نہ رکھتا ہو تو رمضان کا استقبال ایک یا دو
دن کے روزوں سے نہ کرے اور بعض صوفیہ مکروہ جانتے تھے کہ تمام ماہ رجب
روزہ رکھیں اس سبب سے کہ رمضان کے ساتھ مشابہت مکروہ ہے اور ذی الحجہ
اور محرم کے عشرہ کو روزہ رکھنا مستحب ہے اور اشہر حرم یعنی رجب اور ذی القعدہ
اور ذی الحجہ و محرم میں پنجشنبہ اور جمعہ اور شنبہ کا روزہ مستحب ہے اور

حدیث میں وارد ہوا ہے کہ جسنے شہر حرام سے تین دن جمعرات جمعہ ہفتہ روزہ رکھا تو وہ دوزخ سے سات سو برس کے برابر دور ہوا ۔

اکتالیسواں باب روزہ کے آداب و ضروریات کے بیان میں ہے

روزہ میں صوفیہ کے آداب یہ ہیں کہ ظاہر اور باطن کا ضبط اور حفظ و پاس ہو اور گناہوں سے ہاتھ پاؤں وغیرہ اعضا کا روکنا ہے جسطرح نفس کو کھانے سے روزہ جاتا ہے بعد ازاں نفس کو روکنا کھانے کے اہتمام انواع و اقسام سے ہے میں نے سنا ہے کہ عراق کے بعض صالحین کا طریقہ اور اُسکے اصحاب کا یہ تھا اور جب کبھی قبل از وقت افطار انکو ملتا بطور فتوح کے اسکو طرح کر ڈالتے اور روزہ نہ کھولتے مگر اُسی چیز سے جو افطار کے وقت انکو ملتا اور ادب کی یہ بات نہیں ہے کہ مرید طعام مباح کو روک رکھے اور افطار حرام ناجائز کھانے سے کرے۔ ابو الدردا نے کہا ہے عجیب لطف کی بات ہے کہ عقلمندوں کا سونا اور انکا روزہ نہ رکھنا حمقا کے قیام اور روزوں کو ضرر پہونچاتے ہیں اور اہل یقین و تقوے کا ایک ذرہ مغروروں کے اعمال جو پہاڑوں کے برابر ہیں اُنسے افضل ہے اور روزہ کی فضیلت اور ادب سے یہ ہے کہ کھانے کو اس حد سے جو وہ کھایا کرتا تھا کم کر دے جبکہ وہ روزہ سے نہ تھا و گر نہ اگر کئی دفعہ کے کھانے کو ایک دفعہ کے کھانے میں جمع کر دیا تو فی الواقع جسقدر کھانا فوت ہوا تھا اُسکو حاصل کر لیا اور روزہ کا مقصود روزہ سے نفس کا مغلوب کرنا ہے اور نفس کا وسعت پانے سے روکنا اور کھانے سے اُسی قدر لینا جو ضرورت ہو اس وجہ سے کہ وہ جانتے ہیں کہ ضرورت پیٹ

اقتصار کرنا نفس کو تمام افعال اور اقوال سے ضرورت کی طرف کھینچتا ہی اور نفس کی ذاتی
بات ہی کہ جب وہ کسی چیز میں اللہ تعالیٰ کے واسطے ضرورت پر مجبور کیا جاتا ہی
تو اسکے تمام احوال کی طرف اثر پہونچتا ہی تو کھانے اور سونے سے اور قول و
فعل سے ضرورت پر آرہتا ہی اور یہ اللہ تعالیٰ کے لیے ایک بڑا باب ابواب خیر سے
ہی کہ انکی رعایت اور جستجو واجب ہی اور علم ضرورت اور فائدہ ضرورت کے
ساتھ کوئی شخص مخصوص نہیں ہی مگر وہ بندہ کہ خدا ے تعالیٰ چاہتا ہی کہ اسکو
اپنا قرب عطا فرمائے اور اپنے پاس لاوے اور اسکو برگزیدہ کرے اور اسکی تربیت
کرے اور اپنے روزہ میں بی بی کے ساتھ لمس کرنے کیلیے باز رہے چونکہ
اسواسطے کہ وہ قدر روزہ کے لیے زیادہ تر پاک اور صاف ہی اور سنت سے یہ
استعمال سحری کھانے کا ہے اور وہ روزہ گذارنے کے لیے دو معنی کی رو سے
زیادہ تر دوامی اور مقتضی ہی ایک یہ کہ سنت کی برکت اسپر عود کرتی ہی اور دوسرے
یہ کہ روزوں کو کھانا کھانے سے قوت پہونچتی ہی۔ انس بن مالک نے جناب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہی کہ فرمایا روزوں میں سحری کھاؤ
اسواسطے کہ سحری میں برکت ہی اور روزہ کھولنے میں سنت کی رو سے عمل عجلت
کرے پھر اگر روزہ دار چاہے کہ کھانا کھائے مگر بعد عشا کے اور ارادہ کرے کہ مغرب
و عشا کا احیا نوافل یا وظیفہ اور ذکر سے کرے تو پانی سے روزہ کھولے یا کم
سے کم چیز کھالے یا چھوہارے یا جیسے لقمے ہوئے اگر نفس تنازع کرتا ہوتا
کہ عشائین کے درمیان صفائی وقت حاصل ہو تو اسکی احیا میں بڑی فضیلت
ہو اور سنت کی وجہ سے اُس پر قناعت کرے۔ مجھے شیخ عالم

ضیاء الدین عبد الوہاب بن علی نے بوساطت روایت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے
روایت کی ہی کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی جو اپنے پروردگار
سے حکایت کیا ہی اللہ عز وجل نے فرمایا ہی کہ مجھے اپنے بندوں میں سے زیادہ محبوب تر وہی
جو روزہ بہت جلد افطار کرے - اور حضرت علیہ السلام نے فرمایا ہی کہ لوگ
ہمیشہ خیر کے ساتھ ہیں جبتک کہ روزہ کھولنے میں عجلت کریں اور افطار نماز سے
پہلے کرنا سنت ہی - جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پانی کے ایک گھونٹ
یا دودھ کی چاشنی سے یا چھوہاروں سے روزہ کھولتے تھے - اور حدیث میں وارد ہی
کہ بہت سے روزہ دار ہیں کہ روزوں سے انکا حصہ بھوک و پیاس ہی - بعضوں نے
کہا ہی کہ یہ وہ شخص ہی کہ دن میں بھوکا رہے اور حرام چیز سے روزہ کھولے اور
بعضوں نے کہا ہی کہ یہ وہ شخص ہی کہ حلال کھانے سے منہ بند کرے یعنی روزہ
رکھے اور لوگوں کے گوشت سے غیبت کے ساتھ افطار کرے - سفیان نے کہا
کہ جس شخص نے غیبت کی اسکا روزہ فاسد ہو گیا - اور مجاہد سے منقول ہی کہ دو
خصلتیں ہیں جو روزہ کو فاسد کرتی ہیں غیبت اور جھوٹ - شیخ ابو طالب مکی نے کہا
کہ اللہ تعالیٰ نے جھوٹ کہنے کو اور گناہ کی بات کہنے کو حرام کھانے کے ساتھ
جمع کیا اور یکجا کیا ہی - اور فرمایا سماعون للکذب اکالون للسحت - اور حدیث میں وارد
ہی کہ دو عورتوں نے زمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں روزہ رکھا
اور شام کے وقت بھوک اور پیاس نے انکو رنج میں ڈالا تھا کہ قریب تھا کہ وہ
ہلاک ہو جائیں تو ان دونوں نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس
آدمی بھیجا کہ روزہ کھولنے کے لیے اجازت مانگی تھیں آپ نے انکے پاس

پیالہ

ایک پیالہ بھیجا اور فرمایا کہ ان دونوں سے کہدو کہ اسمین قے کردالو جو انھوں نے
کھایا ہی تو ایک نے اُنمین سے قے کی کہ اُسمین نصف اُسکا خون تازہ تھا اور گوشت
تازہ تھا اور اُسی کے مثل دوسری عورت نے قے کی یہان تک کہ اُسکو دونوں نے
بھر دیا تو لوگوں نے اُس سے تعجب کیا تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
کہ ان دونوں عورتوں نے روزہ رکھا اُن چیزوں سے جسکو اللہ تعالیٰ نے اُنکے
لیے حلال کیا تھا اور دونوں نے افطار اُن چیزوں سے کیا جو اُنپر حلال کین -
اور حضرت علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا جب تم سے کوئی روزہ دار ہو تو چاہیے
کہ جماع نہ کرے اور نہ گالیان بکے پھر اگر کسی نے اُسکو گالی دی تو اُسکو کہنا چاہیے
کہ مین روزہ دار ہون - اور حدیث مین ہی کہ روزہ ایک امانت ہی تو چاہیے کہ
ہر ایک تم سے اُسکی حفاظت کرے - اور صوفی وہ ہی کہ رزق معلوم کی طرف
توجہ نہ کرے اور نہ دریافت کرے کہ کب اُسکی طرف رزق پہونچایا جائیگا
پھر جب کہ اللہ تعالے اُسکے پاس رزق بھیجے تو اُسکو ادب کے ساتھ نوش کرے
اُس حال مین کہ ہمیشہ مراقبہ اُسکے وقت پر رہے اور وہ اپنے افطار مین اُس
شخص سے افضل ہی جسکے لیے رزق تیار رہی پھر اگر اُسکے ساتھ روزہ بھی رکھے
تو حقیقت مین کہ وہ فضل مین کامل تر ہی - رویم سے منقول ہی کہ کہا بغداد کے
گلی کوچون مین ٹھیک دوپہر کے وقت چلا تو مجھکو پیاس معلوم ہوئی سو مین ایک
مکان کے دروازے پر گیا اور پانی پینے کو مانگا کہ ناگاہ ایک لڑکی باہر نکل آئی
اور نئی صراحی اُسکے ہاتھ مین تھی جو ٹھنڈے پانی سے بھری تھی تو جب مین نے
اُسکے ہاتھ سے لینا چاہا تو اُسنے کہا صوفی اور دن مین پانی پیئے اور صراحی کو

زمین پر پٹک دیا اور اُسے پھینک دی رویم نے کہا کہ مجھے شرم آئی اور مین نے عہد کیا کہ مین
کبھی بغیر روزہ کے نہ رہونگا اور جس گروہ نے ہمیشہ روزہ رکھنے کو مکروہ جانا ہی تو وجہ
اُنکے کراہت کی یہ ہو کہ ممکن ہی کہ جب نفس روزہ سے مالوف ہوجاے اور اُسکی
عادت پڑجاے تو پھیر افطار مشکل ہوگا اور اسی طرح افطار کی عادت سے اُسکو
روزہ مکروہ معلوم ہو پس وہ فضیلت اسی مین جانتے ہین کہ نفس کسی عادت کی
طرف مائل نہو اور یہ دیکھا اور اعتقاد کیا کہ ایک دن کا افطار اور ایک دن کا روزہ
نفس پر سخت تر ہی۔ اور فقرا کے ادب سے یہ ہی کہ جب ایک شخص کسی جماعت
مین ہو اور جماعت صحبت مین تو وہ روزہ بغیر اُنکی اجازت کے نہ رکھے اور یہ اسواسطے
ہی کہ جماعت کے قلوب اُسکی روزہ کشائی سے متعلق رہینگے حالانکہ اُنکے
لیے کھانا موجود نہین تو اگر جماعت کے اذن سے وہ روزہ رکھے اور اُنکو کسی چیز
کی فتوح ہووے تو اُنکو لازم نہین کہ روزہ دار کے لیے اُسکو رکھ چھوڑین ساتھ
اس علم کے کہ جماعت غیر روزہ دار اسکے محتاج ہین اسواسطے کہ ہر اُسنے
اللہ تعالی روزہ دار کے لیے رزق پہونچاتا ہی الا اُس حالت مین کہ روزہ دار
رزق اور مدارت کا اپنے ضعف کے سبب محتاج ہو یا کہ وہ ضعیف الجثہ اپنے
کبرسن وغیرہ کے باعث ہو اور اسی طرح روزہ دار کے لائق یہ بات نہین ہی کہ
وہ اپنا حصہ لے اور اُسکو رکھ چھوڑے اسواسطے کہ یہ بات اُسکے ضعف حال سے
ہی پھر اگر وہ ضعیف ہو کہ اپنے حال اور ضعف کا مقر و معترف ہو تو خیر رکھ چھوڑے
اور جو ہمنے بیان کیا ہی وہ اُن لوگون کے لیے ہی جنکے پاس کھانے کو نہین ہی
اور یہ صوفی لوگ کہ خانقاہ مین رہتے ہون جنکے لیے کھانا موجود ہو تو اُنکے

سفر دوار حال یہ ہی کہ روزہ رکھیں اور انکو جماعت کی موافقت افطار میں لازم نہیں ہی
اور یہ امر ایک جماعت کے اندر انہیں سے جنکے پاس کھانا موجود ہی ظاہر ہو جائیگا
کہ انکے پاس دن کے وقت آئے اور اگر کھانے کو انکے پاس نہیں ہی تو اس بارہ
میں کہا گیا ہی کہ روزہ داروں کی مساعدت غیر روزہ داروں کے لیے بہتر اس سے ہی
کہ موافقت کی خواہش بے روزہ لوگوں کی طرف سے روزہ داروں کے واسطے ہو اور
قوم کا حکم صدق پر مبنی ہی اور مراد صدق سے یہ ہی کہ نیت اور احوال نفس کی تلاش اور
جستجو کرے سو ہر ایک چیز جسمیں نیت صحیح ہو روزہ یا افطار اور موافقت ہو یا ترک
موافقت ہی افضل ہو ولیکن سنت کے رو سے یہ بات ہی کہ جسکو ایک وجہ موافق
ہو جبکہ وہ روزہ دار ہو اور موافقت کے لیے افطار کرے اور اگر روزہ دار ہو اور موافقت
نہ کرے تو اسکے لیے ایک وجہ ہی انہیں سے وجہ اس شخص کی جو افطار کرے اور موافقت
کرے تو وہ یہ ہی کہ ابو سعید خدری نے کہا ہی کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اور انکے اصحاب کے لیے کھانا تیار کیا سو جب انکے پاس آیا تو قوم سے ایک شخص نے
کہا کہ میں روزہ دار ہوں اسپر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمکو تمہارے
بھائی نے بلایا اور تمہارے لیے اپنے اوپر تکلیف اٹھائی پھر تو کہتا ہی کہ میں روزہ سے
ہوں روزہ افطار کر اور ایک دن قضا اسکی جگہہ کر اور ان لوگوں کی وجہ جو موافقت
نہیں کرتے یہ ہی کہ حدیث میں آیا ہی کہ جب آنحضرت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
کھانا کھایا اور بلال روزہ سے تھے رسول اللہ نے فرمایا ہم رزق کھاتے ہیں اور بلال
کا رزق جنت میں ہی پس جب کہ یہ معلوم ہوا کہ اس موقع پر ایک قلب ہی جو ایذا
پاتا ہی یا ایک فضل ہی جو اس شخص کی موافقت سے حاصل ہونے والا ہی جسکی

موافقت منتظم ہو تو نیک نیتی سے افطار کرے نہ کہ طبیعت کے حکم سے اور اُس کے تقاضے سے اور اگر یہ بات نہ پائی جائے تو سفر اور نہیں ہے کہ حرص اور داعیۂ نفس نیت کے ساتھ اسکے لاحق ہو اور چاہیے کہ روزہ اپنا پورا کرے اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ داعیۂ نفس کی وجہ سے دعوت قبول کرتا ہے نہ اسواسطے کہ وہ اپنے بھائی کے حق کو ادا کرے۔ اور فقیر طالب حق کے حسن ادب سے یہ ہے کہ جب اُسنے روزہ افطار کیا اور کھانا کھا لیا تو بسا اوقات وہ اپنے باطن کو اپنی ہیئت سے متغیر اور اپنے نفس کو وظائف عبادت کے ادا کرنے سے باز رکھنے والا پاتا ہے تو قلب متغیر کے مزاج کا تغیر دور کرنے کے ساتھ علاج کرے اور طعام کو رکعتوں سے جو پڑھے اور آیتوں سے جو پڑھے یا اذکار و دعوتوں سے جو وہ کرے تحلیل کرے اور اُسکو گلائے اسواسطے کہ حدیث میں آیا ہے کہ اپنے طعام کو ذکر سے گلاؤ۔ اور آداب روزہ سے جو بہت ضرور ہے حتی الامکان اخفا اسکا ہے مگر اُس حالت میں کہ اخلاص کے سبب روزہ ممکن و مستقل ہو تو پھر وہ پروا نہ کرے کہ روزہ ظاہر ہو یا پوشیدہ رہا

بیالیسواں باب طعام و دیگر چیزوں کے بیان میں ہے جو صلاح و فساد میں ہو

صوفی کے عادات اُسکی حسن نیت اور صحت مقصد اور نور علم اور اسکے آداب بجا لانے سے عبادت ہو جاتے ہیں اور صوفی کا وقت اللہ کے واسطے ہبہ ہو جاتا ہے اور وہ اپنی زندگی کو اللہ کے واسطے چاہتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو یہ حکم کر فرمایا ہے قل ان صلاتی و نسکی و محیای و مماتی للہ رب العالمین یعنی کہو اے رسول تحقیق میری نماز اور میری عبادت اور میری زندگی

اور میری موت اللہ کے واسطے ہی جو عالمین کا پروردگار ہی۔ پس صوفی پر عادت
کی باتیں اسکی حاجت کی جگہ اور اسکی بشریت کی ضرورت سے پہونچتی ہیں اور اسکی بیداری
کا نور اور اسکی نیک نیتی اسکی عادت میں پوشیدہ ہو جاتی ہیں تو عادات روشن
اور متشکل بعبادات ہو جاتی ہیں اور اسی واسطے حدیث میں وارد ہوا ہی کہ عالم کی
نیند عبادت ہی اور سانس اسکی تسبیح ہی باوجودیکہ نیند میں غفلت ہی لیکن ہر ایک
چیز جسکے ساتھ عبادت کی استعانت ہو وہ عبادت ہی پس تناول طعام ایک
بڑا امر ہی جو بہت علوم کا محتاج ہی اسوجہ سے کہ وہ مصالح دینی اور دنیاوی
کو مشتمل ہی اور اسکے اثر کا تعلق قلب اور قالب سے ہی اور اسکے ساتھ بدن
کا قیام و قوام ہی کہ اسپر سنت الٰہی جاری ہی اور قالب قلب کی سواری ہی اور
ان دونوں سے دین اور دنیا کی آبادی ہی۔ اور ہم اُسنے حدیث میں وارد ہی کہ جنت
کی زمین ہموار ہی اسکی روئیدگی تسبیح اور تقدیس ہی اور قالب بالانفراد حیوانات
کی طبیعت پر ہی کہ اس سے آبادی دین کے لیے استعانت کی جاتی ہی اور روح اور
قلب فرشتوں کی طبیعت پر ہی کہ ان دونوں سے آبادی دین آخرت میں مدد پہونچائی ہی
اور ان دونوں کے صلح سے جمع ہونے سے دونوں جہان کی آبادی کے لیے مدد پہونچائی ہی
اور اللہ تعالیٰ نے آدمی کو اپنی لطیف حکمت سے خاص ترین جواہر جسمانیات
اور روحانیات سے مرکب کیا ہی اور اسکو خلاصہ زمین و آسمان کا مستودع اور
قرارگاہ بنایا ہی اور آدمی کے بدن کے قائم رہنے کے لیے عالم شہادت و دو دن
چیزوں کو جو زمین سے نباتات اور حیوانات سے ہی بنایا اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہو تمہارے
واسطے سب ان چیزوں کو جو زمین میں پیدا کیا ہی جسے ... کو خلق کیا اور وہ

حرارت اور رطوبت اور برودت اور یبوست ہی اور اُسکے واسطے سے نباتات کی
آفرینش کی اور نباتات کو حیوانات کے لیے قوام گردانا اور حیوانات کو آدمی کا مسخر
و منقاد کیا کہ اُنسے آدمی امر معاش کی استعانت اپنے بدن کے قوام کے لیے
کرتا ہی سو طعام معدہ میں پہونچتا ہی اور معدہ میں چار طبیعتیں ہیں اور طعام میں
چار طبیعت ہیں پھر جب کہ مزاج بدن کا اعتدال اسکو چاہتا ہی تو معدہ کے طبائع
سے ہر ایک طبیعت کو جو اُسکے ضد ہی طعام سے لیتا ہی پھر حرارت برودت کو
اور رطوبت یبوست کو پکڑتی ہی اور مزاج معتدل ہو جاتا ہی اور کجی سے امن و
حفظ رہتا ہی اور جب اسکو چاہتا ہی کہ قالب کو فنا اور جسم کو خراب کرے تو ہر ایک
طبیعت اپنے جنس کو ہاتھوں سے لیتی ہی اور موافقت طبائع زائل اور منحرف
ہو جاتے ہیں اور مزاج میں اضطراب پیدا ہو جاتا ہی اور بدن سقیم بن جاتا ہی
پر تقدیر خداے عزیز علیم کی ہی۔ وہب بن منبہ سے روایت ہی کہا میں نے توریت
میں آدم علیہ السلام کی صفت پائی ہی کہ میں نے آدم کو پیدا کیا اور اُسکے بدن کو
چار طبیعت رطب و یابس اور بارد و حار سے مرکب کیا اور یہ اسواسطے کہ میں نے
اُسکو مٹی سے بنایا اور وہ خشک ہی اور اُسکی تری پانی سے ہی اور حرارت اُسکی نفس
کی طرف سے اور برودت اُسکی روح کی طرف سے ہی اور بدن میں اس پیدائش کے
بعد چار انواع خلق سے پیدا کیں وہ سب علم کے جسم کی اصل ہیں اور انہیں پر
اسکا قوام ہی تو جسم نہیں قائم رہ سکتا مگر اُنکے ساتھ اور انمیں سے ایک دوسرے
بغیر قائم نہیں رہ سکتے انہیں سے قوت سوداوی اور قوت صفرا اور خون اور بلغم
پھر میں نے بعض اس خلق کو بعض میں جگہ دی تو یبوست کا گھر قوت سودا

میں بنایا اور رطوبت کا گھر قوت صفرا میں اور حرارت کا مسکن خون میں اور برودت
کا مسکن بلغم میں کیا پس جو بدن کہ اسمیں یہ چار پیدائش جنکو میں نے اصل بنایا ہے
معتدل ہوئیں تو اسمیں ان چاروں میں سے ایک ایک چوتہائی ہوگی جو نہ گھٹے اور
نہ بڑھے اسکی صحت کامل ہوگی اور اسکی عمارت معتدل ہوگی پھر اگر انمیں سے ایک ان سے
زیادہ ہوگی تو پھر ایک ہزیمت دے گی اور انکے ساتھ میل اور جور کرے گی اور اسمیں
بیماری اسکے گردیش سے داخل ہوگی جسقدر کہ اس ایک کا غلبہ ہوگا حتی کہ بدن
انکی طاقتوں سے ضعیف ہوجائے گا اور انکی مقدار سے عاجز ہوگا پس طعام میں ضرور تر
امور سے یہ ہے کہ وہ حلال ہو اور ہر ایک شی جسکی مذمت شرع نے نہ کی ہو وہ رخصۃً اور رحمۃً
حلال اللہ تعالی کی طرف سے اسکے بندوں کے لیے ہے اور اگر شرع کی طرف رخصت نہوتی
تو بڑی مشکل ہوتی اور طلب حلال دشواری میں ڈالتا اور آداب صوفیہ سے یہ ہے کہ منعم
یعنی اللہ تعالی کو نعمت پر دیکھے اور کھانے سے پہلے ہاتھ دھوئے۔ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا ہے کھانے سے پہلے ہاتھ کا دھونا فقر کو دور کرتا ہے اور یہ عمل نفی فقر کا
موجب ہو واسطے ہے کہ کھانے سے پہلے ہاتھ کا دھونا ادب کا استعمال ادب کے ساتھ ہے
اور یہ ایک شکر نعمت سے ہے اور شکر زیادتی کو واجب کرتا ہے پس ہاتھ کا دھونا نعمت کا
کھینچنے والا فقر کا دور کرنے والا ٹھہرا۔ اور انس بن مالک نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے
سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا ہے جو شخص چاہے کہ اسکے گھر کی خیر و برکت زیادہ ہو تو
چاہیے کہ وضو کرے جب کہ غذا اسکے سامنے آئے پھر اللہ تعالی کا نام لے پس اللہ تعالی کا
قول ولا تاکلوا مما لم یذکر اسم اللہ علیہ اسکی تفسیر اللہ تعالی کا نام لینا حیوانات کے ذبح
کے وقت ہے اور امام شافعی اور امام ابو حنیفہ رحمہما اللہ نے اسکے واجب ہونے میں

اختلاف کیا ہی اور صوفی کا فہم اس سے بعد ازانکہ ظاہر تفسیر پر قائم ہو یہ ہی کہ وہ کھانے
کو نہ کھائے مگر اسوقت کہ وہ مقرون بذکر ہو تو اسنے فرض وقت اور اسکے ادب کو
ملا دیا اور اعتقاد کرتا ہی کہ کھانا کھانا اور پانی پینا نتیجہ اسکا دیتا ہی کہ نفس کی آفات
اور مشکل ہوا کا اتباع ہو اور ذکر اللہ تعالی کو اسکی دوا اور تریاق سمجھتا ہی عائشہ
رضی اللہ عنہا نے روایت کی ہی کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چھ صحابہ
کے ساتھ کھانا کھا رہے تھے تو ایک اعرابی آیا اور دو لقموں میں وہ سب کھانا
نوش کر گیا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ اعرابی اگر بسم اللہ کہتا
تو یہ کھانا سب کو کفایت کرتا سو جب کوئی تم میں سے کھانا کھائے تو چاہیے کہ
بسم اللہ کہے اور اگر وہ بھول گیا بسم اللہ کہنا تو کہنا چاہیے بسم اللہ اوله وآخره اور
مستحب ہی کہ پہلے لقمہ میں بسم اللہ کہے اور دوسرے لقمہ میں بسم اللہ الرحمن اور تیسرے
لقمہ میں تمام بسم اللہ الرحمن الرحیم کہے اور تین سانس میں پانی پیے پہلی سانس میں
الحمد للہ کہے جب کہ پانی پی چکے اور دوسری میں الحمد للہ رب العلمین اور تیسری
میں الحمد للہ رب العلمین الرحمن الرحیم کہے اور جس طرح معدہ کے لیے طبائع
متعدد اور مقرر ہیں جیسا کہ ہم نے انکا ذکر کیا جو طعام کے مناسب ہیں کے موافق ہیں تو
اسی طرح قلب کے لیے بھی طرز اور نشانیاں ہیں مگر آدمیوں کے واسطے جو ارباب
مشغول اور ریاضت اور مجاہدہ ہیں کے لیے تو قلب کا انحراف کیا ہی لقمہ سے بچا لا
پیٹ بھر کھانا [illegible] سے فضول کی طرف جانے سے [illegible] سب کی [illegible]
[illegible] قلب [illegible] سستی اور کاہلی [illegible] وظیفہ وقت کے
بار رہنے کے ساتھ [illegible] ہوتی ہی اور کبھی سہو اور غفلت [illegible] پیدا ہوتی

اور کبھی رنج اور غم کی پیوست حظوظ دنیاوی کے سبب ظاہر ہوتی ہے سو یہ سبب عارضی اور بیماریاں ہیں جنکو بیدار دل آدمی تاڑ جاتا ہے اور ان عوارض سے قالب کے تغیر کو تغیر مزاج قلب اعتدال سے جاتا ہے اور اعتدال جیسا کہ اسکی خواہش قالب کے لیے ضروری ہے تو قلب کے لیے ضرور تر اور اولی ہے اور قلب کی طرف انحراف کا راستہ پانا اس سے زیادہ سریع ہے کہ جو قالب کی طرف راستہ پاتا ہے اور انحراف کے سبب سے ہی وہ چیز ہے کہ اس سے قلب بیمار ہو جاتا ہے پھر وہ مرجاتا ہے جیسے کہ قالب مرجاتا ہے اور اللہ تعالی کا اسم ایک دوائے نافع آزمودہ ہے کہ وہ اعتدال کو محفوظ رکھتا ہے اور بیماری کو دور کرتا ہے اور صحت کو کھینچتا ہے۔ حکایت ہے کہ شیخ محمد غزالی جب طوس کی طرف پھرا تو اسکے سامنے ایک مرد صالح کی تعریف بعض قریات میں کی گئی تو زیارت کے لیے اسکے پاس جانے کا ارادہ کیا اور اس سے ملاقات کی اسوقت وہ ایک جنگل میں ایسے تھا کہ زمین میں گیہوں بوتا تھا سو جب اسنے شیخ محمد کو دیکھا تو اسکی طرف چلا اور اسکی طرف متوجہ ہوا اتنے میں ایک شخص اسکے اصحاب سے آیا اور اس سے بیج مانگا تاکہ شیخ کے عوض اس کام میں نیابت اسوقت تک کرے کہ وہ غزالی کے ساتھ مشغول ہے تو اسے منع کیا اور بیج اسے نہ دیا تو غزالی نے منع کرنے کا سبب پوچھا اسنے کہا کہ وجہ اسکی یہ ہے کہ میں اس بیج کو قلب حاضر سے بوتا ہوں اور لسان ذاکر سے اس امید سے کہ اسمیں برکت ہر ایک شخص کے واسطے ہو جو اسمیں سے کچھ تناول کرے تو میں نہیں چاہتا کہ اسکو سپرد اس شخص کے کروں کہ وہ زبان غیر ذاکر اور قلب غیر حاضر سے بوئے۔ اور بعض فقرا کھانے کے وقت قرآن کا کوئی سورہ شروع کرتے جس سے وقت کو حاضر کرتے تھے

تاکہ اجزاے طعام انوار ذکر مین ڈوب جائین اور کوئی مکروہ اور تغیر مزاج قلب کھانے
کے بعد نہ آنے پائے۔ اور ہمارے شیخ ابو النجیب سہروردی کہا کرتے کہ مین کھانا کھاتا ہون
اور مین نماز پڑھتا ہون اس سے اشارہ کھانے مین حضور قلب کی طرف کرتے اور اکثر
اوقات ان مشاغل کو جو اُسکے کھانے کے وقت ہوتے چھوڑ دیتے تاکہ اُنکی ہمت اور
قصد کھانے کے وقت متفرق نہو اور کھانے مین ذکر اور حضور قلب کے لیے ایک جزو اثر
سمجھتے تھے جسکی فرو گذاشت کے لیے بس نہ تھی۔ اور کھانے کے وقت فکر ان چیزون
مین کرتا جنکو اللہ تعالی نے مہیا کیا ہے داخل ذکر مین کیا ہے اور وہ دانت جو کھانے
مین مدد دیتے ہین سو انمین سے بعضے ٹکڑے چورا کرنے والے ہین اور بعضے کاٹنے
والے اور بعضے پیسنے والے ہین اور وہ چیزین کہ اللہ تعالی نے پانی بنائین شیرینی
منہ مین ہے تاکہ ذائقہ متغیر نہو جیسا کہ آنکھ کا پانی نمکین بنایا ہے اس چیز کے لیے
کہ جو چاہیے کہ وہ فاسد نہو جائے اور یہ کہ کسطرح تری کو بنایا ہے جو زبان کے اطراف
اور منہون سے پیدا ہوتی اور نکلتی ہے تاکہ اُسے چبانے اور نگلنے مین مدد پہونچے
اور قوت ہاضمہ کو کیسا مسلط کھانے پر کیا ہے کہ اُسکو الگ الگ اور ٹکڑے ٹکڑے
کرتی ہے جسکی مدد جگر سے متعلق ہے اور جگر آگ کی مثال ہے اور معدہ ہانڈی کے مانند
ہے اور فساد جگر کے قدر قوت ہاضمہ کم ہوتی ہے اور غذا فاسد ہو جاتی ہے کہ وہ علیحدہ
ہوتی ہے اور ہر ایک عضو تک پہونچتی ہے وہ غذا جو اسکا حصہ ہے اور ایسے ہی
سبب غذا کی تاثیر ہے جگر اور تلی اور گردون کی اور ان کی تشریح دراز ہے سو جو کوئی
اسمین غوض کرنا اور عبرت حاصل کرنا چاہے تو چاہیے کہ تشریح اعضا کو مطالعہ کرے
تاکہ وہ عجائب قدرت اللہ تعالیٰ کے دیکھے کہ اعضا مین سے ایک دوسرے کو

مدد کرتے ہین اور بعض کا تعلق بعض سے غذا کی اصلاح مین ہی اور اُس سے اعضا کے لیے قوت کھینچتی ہی اور اُسکا منقسم ہونا خون اور ثقل کی طرف دیکھے اور وہ وجہ کی غذا کے لیے من بین فرث ودم لبنا خالصا سائغا للشاربین فتبارک اللہ احسن الخالقین یعنی سرگین اور خون کے درمیان سے شیر خالص جو آسانی سے پینے والون کے گلے سے نیچے اُتر جاتا ہی پس اللہ احسن خالقین بڑا برکت والا ہی - تو اُن چیزون مین کھانے کی فکر کرنا اور لطیف حکمتون کا پہچاننا اور اُسکی قدر و منزلت کرنا داخل ذکر ہی اور اس قسم کی چیزون مین سے جو کھانے کی بیماری کو دور کرے جو مزاج قلب کو متغیر کرتی ہی یہ ہی کہ شروع طعام مین دعا کرے اور اللہ تعالی سے سوال کرے کہ اس غذا کو طاعت کا معین فرمائے اور اُسکی دعا مین یہ ہو اللھم صل علی محمد وعلی آل محمد وما رزقتنا مما نحب اجعلہ عونا لنا علی ما تحب وما زویت عنا مما نحب اجعلہ فراغا لنا فیما تحب

تینتالیسوان باب کھانے کے آداب مین

ان آداب مین سے یہ ہی کہ نمک کے ساتھ ابتدا اور اُسی کے ساتھ ختم کرے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہی کہ آنحضرت نے علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اے علی نمک سے اپنے طعام کی ابتدا کرو اور نمک کے ساتھ ختم کرو اسواسطے کہ نمک ستر بیماری کی شفا ہی - انمین سے جنون اور جذام اور برص اور درد شکم اور داڑھون کا درد ہی - اور عائشہ رضی اللہ عنہا نے روایت کی کہا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بائین پاؤن کے انگوٹھے مین سانپ یا کژدم نے کاٹا تو حضرت نے

دیا کہ میرے پاس تجھ وہ سفید چیز لاؤ جو خمیر مین ہوتی ہے تو ہم نمک آپ کے پاس لے گئے
تو آپ نے اُسے ہتھیلی پر رکھا بعد ازان آپ نے اُسمین سے تین بار چاٹا پھر بقیہ اسکا
کالی جگہ پر رکھا تو اس سے تسکین ہوئی اور کھانے پر جمع ہونا مستحب ہے اور وہ
سنت صوفیہ کے خانقاہ وغیرہ مین ہے۔ جابرؓ نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالی کے نزدیک محبوب ترین کھانا وہ ہے
جسپر ہاتھون کی کثرت ہو۔ اور روایت ہے کہ عرض کی گئی یا رسول اللہ ہم کھاتے ہین
اور پیٹ ہمارا نہین بھرتا آپ نے فرمایا شاید کہ تم لوگ اپنے کھانے پر الگ الگ بیٹھتے ہو
اکٹھے ہو اور اللہ تعالی کے نام کا ذکر کرو اللہ تعالی تمہارے لیے اُسمین برکت دے گا
اور صوفیہ کی عادت ہے کہ دسترخوان پر کھانا کھاتے ہین اور وہ سنت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے۔ انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے کبھی خوان پر کھانا کھایا اور نہ سکورہ مین کہا پھر کس چیز پر کھانا کھاتے تھے
تو کہا سفرہ یعنی دسترخوان پر اور لقمہ چھوٹا بنایا جائے اور کھانے کو اچھی طرح
چبایا جائے اور اپنے سامنے نظر رکھے اور کھانے والون کا منھ نہ دیکھے اور اپنے
بائین پانون کو اوپر بیٹھے اور داہنے پانون کو کھڑا رکھے اور تواضع کا بیٹھنا جیسے
تکیہ نہ لگائے اور نہ متکبرانہ بیٹھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمائی ہے
اس سے کہ آدمی تکیہ لگا کر کھانا کھائے۔ اور روایت ہے کہ جناب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک بکری ہدیہ بھیجی گئی تو آپ زانوون پر دوزانو بیٹھے
ہوے کھانے لگے ایک اعرابی بولا کہ یہ کیا نشست ہے یا رسول اللہ تو جناب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالی نے مجھے بندہ متواضع

کیا ہے

کیا ہی اور جبار عنید یعنی متکبر سرکش اور حق سے پھرنے والا نہیں بنایا اور کھانے کی ابتدا نہ کرے جب تک کہ مقدم یا شیخ ابتدا نہ کرے حذیفہؓ سے روایت ہی کہ ہم جب کبھی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھانا کھانے بیٹھتے تو ہم سے کوئی ہاتھ نہ رکھتا تا آنکہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شروع کرتے اور داہنے ہاتھ سے کھاتے۔ ابو ہریرہؓ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہی کہ آپ نے فرمایا ہی چاہیے کہ ہر ایک تم میں سے کھانا داہنے ہاتھ سے کھائے اور داہنے ہاتھ سے پانی پیے اور چاہیے کہ اپنے داہنے ہاتھ سے لے اور اپنے داہنے ہاتھ سے دے اس واسطے کہ شیطان ہر آئینہ اپنے بائیں ہاتھ سے کھاتا ہی اور اپنے بائیں ہاتھ سے پیتا ہی اور اپنے بائیں ہاتھ سے لیتا ہی اور اپنے بائیں ہاتھ سے دیتا ہی اور اگر کھانے کی چیز چھوارے ہوں یا ایسی چیز جسمیں گٹھلی ہو تو اسمیں جو چیز پھینکی جاتی ہی اور جو چیز کھائی جاتی ہی طبق اور رکابی میں جمع نہ کرے اور نہ اپنے ہاتھ میں بلکہ اُسے اپنے موقع سے اپنے ہاتھ کی پشت پر رکھے اور اُسکو پھینک دے اور رہیے چری ہوئی روٹی کی چوٹی سے نہ کھائے جو بیچ میں ہوتی ہی۔ عبد اللہ بن عباسؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہی کہ آپ نے فرمایا ہی کہ جب کھانا سامنے رکھا جائے تو اُسکے حاشیے یعنی اردگرد سے لو اور اُسکے درمیان چھوڑ دو اس واسطے کہ اُسکے بیچ میں برکت نازل ہوتی ہی۔ اور طعام کو عیب نہ لگائے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہی کہ کبھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھانے کو ہرگز عیب نہ لگایا اگر چاہا تو اُسے کھایا نہیں تو اُسے چھوڑ دیا اور جب لقمہ گر جائے تو اُسے کھالے اس واسطے کہ ہر آئینہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ

علیہ وسلم سے روایت کی ہی کہ آپ نے فرمایا ہی کہ جب تم مین سے کسی کا لقمہ گر پڑے
تو چاہیے کہ اُس سے دور کرے جو کچھ اُسے لگ گیا ہو اور اُسکو کھا جائے اور
شیطان کے لیے نہ چھوڑ دے اور اپنی اُنگلیون کو چاٹ لے کہ جابرؓ نے جناب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہی کہ فرمایا جب تم مین سے کوئی
کھانا کھائے تو چاہیے کہ اپنی اُنگلیون کو چوس لے اسواسطے کہ وہ نہین جانتا
کہ اُسکے کس کھانے مین برکت ہو اور ایسے ہی حضرت علیہ السلام نے حکم دیا
کہ پیالہ کو اُنگلی سے صاف کرے اور وہ کھانے سے اُسکا لگن اوجھینا ہی
انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیالہ کو اُنگلیون سے
صاف کرنے کا امر فرمایا ہی اور کھانے مین پھونک نہ مارے اسواسطے کہ عائشہ
رضی اللہ عنہا نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہی کہ آپ نے فرمایا ہی کہ کھانا
کو پھونکنا برکت کو دور کرتا ہی اور عبد اللہ بن عباسؓ نے روایت کی ہی کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کبھی کھانے مین پھونکتے تھے اور نہ پینے کی چیز مین اور نہ آپ
کبھی برتن مین سانس لیتے تھے پس پیالہ سے بہتر نہین ہی اور سرکہ اور ساگ
سبزی کا دسترخوان پر سنت ہی - کہا گیا ہی کہ ملائکہ دسترخوان پر نازل ہوتے ہین
جبکہ اسپر سبزی ہوتی ہی - ام سعد رضی اللہ عنہا نے روایت کی ہی کہا کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے اور مین اُنکے پاس تھی سو آپ
نے فرمایا کہ کچھ صبح کی غذا تمھارے پاس ہی تو بولی کہ ہمارے پاس روٹی اور چھوارے
ہین اور سرکہ ہی تو حضرت علیہ السلام نے فرمایا سرکہ بہت اچھا سالن ہی الٰہی
سرکہ مین برکت دے کہ وہ دنیا کا مجھ سے پہلے سالن تھا اور جس گھر مین سرکہ ہو وہ محتاج

نہوگا اور کھانے پر چپ نہو کہ یہ مجوسیوں کی سیرت ہے اور گوشت اور روٹی کو چھری سے نہ کاٹے کہ اسمیں نہی اور ممانعت آئی ہے اور کھانے سے اپنے ہاتھ کو نہ روکے جب تک کہ جماعت نہ کھا چکے کہ ہر آئینہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب دسترخوان پھیلایا جائے تو کوئی شخص نہ اُٹھے جب تک کہ دسترخوان نہ اُٹھایا جائے اور نہ کوئی ہاتھ اپنا اُٹھائے اگرچہ پیٹ بھر گیا ہو یہاں تک کہ قوم فارغ ہو جائے اور چاہیے کہ تعلل یعنی بہانہ کھانے کا کرے اسواسطے کہ آدمی اپنے برابر پاس کے بیٹھنے والے سے شرماتا ہے اور اپنا ہاتھ روک لیتا ہے اور قریب ہے کہ اسکو کھانے کی حاجت ہو اور جب روٹی رکھی جائے تو دوسری چیز کا انتظار نہ کرے اسواسطے کہ ہر آئینہ ابو موسیٰ اشعری رضی سے روایت ہے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ روٹی کی تعظیم کرو اسواسطے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے برکات آسمان اور زمین اور چرند اور پرند اور بنی آدم کو تسخیر اور تابع کر دیے ہیں ۔ اور احسن ادب اور ضروری سے یہ ہے کہ کھانا نہ کھائے مگر جب کہ بھوک لگے اور کھانا کھانا بند کرے پہلے اس سے کہ پیٹ بھرے کہ ہر آئینہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ کوئی آدمی نہیں بھرتا برتن ایسا بھرا ہو جو اسکے پیٹ سے بدتر ہو ۔ اور صوفیہ کی عادت سے ہے کہ خادم کو لقمہ دے جبکہ وہ مجلس میں قوم کے ساتھ نہ بیٹھا ہو اور وہ سنت ہے ۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہے کہا کہ حضرت ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب تم میں سے کسی کے پاس اسکا خادم کھانا لائے تو اگر اسکے ساتھ نہ بیٹھے تو اسکو ایک یا دو لقمے دے دے اسواسطے کہ وہ اسکی گرمی اور دھوئیں کے پاس رہا ہے اور جب کھانے سے فارغ ہو تو اللہ تعالے کا

شکر ادا کرے۔ ابو سعیدؓ نے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کھانا کھا چکتے تو کہتے الحمد للہ الذی اطعمنا وسقانا وجعلنا مسلمین۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا ہے کہ جس شخص نے کھانا کھایا اور کہا الحمد للہ الذی اطعمنی ہذا ورزقنیہ من غیر حول منی ولا قوۃ غفر لہ ما تقدم من ذنبہ اور خلال کرے کیونکہ ابن عمرؓ سے روایت ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تخللوا فانہ نظافۃ والنظافۃ تدعو الی الایمان والایمان مع صاحبہ فی الجنۃ یعنے رسول علیہ السلام نے فرمایا خلال کرو تم اسواسطے کہ وہ نظافت ہے اور نظافت یعنی پاکی ایمان کی طرف بلاتی ہے اور ایمان اپنے صاحب ایمان کے ساتھ بہشت میں ہے۔ اور ہاتھ اپنا دھوے اسواسطے ابو ہریرہؓ نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو کوئی سوئے اور اسکے ہاتھ میں چربی لگی ہو جسکو نہ دھویا ہو تو اسکو اذیت کچھ پہونچے گی پس وہ ملامت نہ کرے گا مگر اپنے نفس کو۔ اور ایک بات میں ہاتھوں کا دھونا سنت ہے۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ طاسوں کو لبریز کرو اور چھلکاؤ اور مجوس کی مخالفت کرو اور انگلیوں کا مسح ہاتھ کی تری سے مستحب ہے۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جب تم وضو کرو تو اپنی انگلیوں کو پانی پلاؤ یعنی تر کرو اور اپنے ہاتھوں کو کھجا تر دو اسواسطے کہ وہ شیطان کے موچل ہیں۔ ابو ہریرہ سے پوچھا گیا کہ وضو اور غیر وضو میں کھانا ان وضو میں اور غیر وضو میں اور ہاتھ کے دھونے میں وہ ہے ہاتھ کے اندر نشان اور چھالوں سے اور خلال میں جو کچھ دانتوں سے خلال کے ساتھ نکلے گلے کے نیچے نہ اتارے لیکن جو کچھ زبان کے سہارے سے نکلے

اسکا مضائقہ نہیں کہ نگل جائے اور کھانا کھانے میں تصنع اور بناوٹ سے پرہیز کرے اور اسکا کھانا جماعت کے اندر ایسا ہو جیسا کہ وہ تنہا کھاتے ہو اسواسطے کہ ریا اور دکھلاوٹ میں یہ ہر ایک شی پر داخل ہوتی ہی بعض علما کے سامنے بعض عابد کا وصف کہا گیا تو عالم نے اسکی ثنا نہیں کی اس سے کہا گیا کہ آپ انمیں ناجائز بات جانتے ہیں کہا ہاں میں نے اسے دیکھا کہ کھانے میں تصنع کرتا ہی اور جسنے کھانے میں تصنع کیا تو عمل میں تصنع سے اسپر امینی نہیں کیجاتی یعنی ممکن ہی کہ عمل میں بھی تصنع کرے اور اگر کھانا حلال ہو تو کہنا چاہیے کہ کہے الحمد للہ الذی بنعمتہ تتم الصالحات وتنزل البرکات اللہم صل علی محمد وعلی ال محمد اللہم اطعمنا طیبا واستعملنا صالحا اور اگر کھانا شبہہ کا ہو تو کہے الحمد للہ علی کل حال اللہم صل علی محمد ولا تجعلہ عونا علی معصیتک اور چاہیے کہ کثرت سے استغفار اور حزن کرے اور اکل شبہہ پر گریہ کرے اور ہنسے نہیں اسواسطے کہ جو شخص کھاتا ہی اور روتا ہی وہ مثل اسکے نہیں ہی جو کھائے اور ہنسے اور کھانا کھانے کے بعد پڑھے قل ہو اللہ احد اور لایلاف قریش اور کسی قوم کے پاس کھانا کھانے کے وقت نہ جائے اسواسطے کہ ہر آئنہ حدیث میں وارد ہوا ہے کہ جو شخص ایسے کھانے کی طرف جائے جسکے لیے وہ بلایا گیا ہو تو وہ شخص فاسق ہو گیا اور حرام کھانا کھایا اور ہمنے دوسرے لفظ سنی ہی دخل سارقا وخرج مغیرا یعنی وہ سارق بنکر داخل ہوا اور مغیر یعنی لٹیرا ہو کر خارج ہوا الا اس صورت میں کہ اسکا آنا ایسی قوم کے پاس ہو جسے انکی وقت اسکے ساتھ کھانا کھانے سے ہو اور آدمی کا اپنے بھائی کے ساتھ گھر کے دروازہ کا کھولنا مستحب ہی اور وہاں بلا اجازت صاحب خانہ کے باہر نہ نکلے اور زیادہ گفتگو سے اجتناب کرے مگر اسوقت

کہ اسکی نیت کھانے زیادہ خرچ کرنے کی ہو اور یہ بات شرم اور تکلف سے نہ کرے
اور جب ایک جماعت کے ساتھ کھانا کھائے تو بعد از فراغ کہے اگر نماز مغرب کے بعد
ہو افطر عندکم الصائمون واکل طعامکم الابرار وصلت علیکم الملائکۃ یعنی روزہ دار تمھارے
یہان روزہ افطار کرین اور ابرار لوگ تمھارا کھانا کھائین اور فرشتے تمھارے اوپر
درود بھیجین۔ اور یہ بھی روایت ہی علیکم صلوٰۃ قوم ابرار لیسوا باثمین ولا فجار یصلون
باللیل ویصومون بالنھار یعنی تمھارے اوپر درود ہو اس قوم ابرار کا جو گنہگار نہین
ہین اور نہ فاجر ہین رات کو نماز پڑھتے ہین اور دن کو روزہ رکھتے ہین۔ بعضے
صحابہ یہ کہا کرتے تھے اور ادب سے یہ بات ہی کہ جو اسکے لیے کھانا پیش کیا جاوے
اسکا استحقار نہ کرے اور حقیر نہ سمجھے۔ اور بعض اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
سلم کہا کرتے تھے کہ ہم نہین جانتے کہ انہین سے کون شخص زیادہ گنہگار ہی آیا وہ شخص
جو حقارت اسکی کرے جو اسکے سامنے کھانا لایا جاوے یا وہ شخص جو حقارت اس شخص
کی کرے جو اسکے پاس ہی کہ اسے پیش کرے اور طعام مباہات و نمود کا کھانا مکروہ
ہی اور جو کھانا کہ بیاہ شادی و خوشی مین تکلف پکایا جاتا ہی اور جو کھانا کہ ریا
کرنے والون کے لیے تیار ہوتا ہی نہ کھایا جائے اور جو اہل ماتم پرسی کے لیے تیار ہوا
کھانا مضائقہ نہین ہی اور جو اسکے قائم مقام ہو اور جب ایک شخص اپنے بھائی کے
یہان کو جاتا ہی کہ وہ خوش اس انبساط سے ہوتا ہی کسی چیز مین تصرف اسکے کھانے
مین کرے تو کچھ حرج نہین ہی کہ اسکے کھانے مین سے بغیر اسکی اجازت کے کھائے
اللہ تعالی نے فرمایا ہی او صدیقکم۔ روایت ہی کہ سفیان ثوری کے پاس ایک
جماعت آئی اور انکو موجود نہ پایا تو انھون نے دروازہ کھولا اور دسترخوان

بچھایا اور کھانا کھایا پھر سفیان آیا اور خوش ہوا اور کہا تم نے سلف کے اخلاق یاد دلائے کہ وہ ایسے ہی تھے اور جو شخص کھانے کے لیے بلایا گیا تو اجابت اُسکی سنت ہی اور اسمین زیادہ والا ولیمہ ہی اور کبھی بعض لوگ دعوت سے غرور کے سبب تخلف کرتے ہین اور یہ خطا ہی اور جو یہ بات بناوٹ سے کی ہو اور ریا سے تو وہ کمتر تکبر سے ہی۔ روایت ہی کہ حسن بن علی کا ایک ایسی مساکین کی قوم پر گذر ہوا جو راستون پر لوگون سے سوال کرتے ہین اور اُنھون نے زمین پر ٹکڑے روٹیون کے پھیلا رکھے تھے اور آپ ایک خچر پر سوار تھے سو جب آپ اُنپر گذرے تو اُنسے سلام علیک کی اور اُنھون نے وعلیکم السلام کہا اور عرض کی کہ ای فرزند آئیے صبح کا کھانا حاضر ہی آپ نے فرمایا ہان اللہ تعالی متکبرون کو دوست نہین رکھتا پھر اپنی ران کو پھیرا اور اپنی سواری سے اُتر پڑے اور زمین پر اُنکے ساتھ بیٹھے اور کھانے لگے پھر اُنکو سلام کیا اور سوار ہو گئے اور کہا جاتا تھا کہ بھائیون کے ساتھ کھانا کھانا کھینچنے کے ساتھ کھانا کھانے سے افضل ہی۔ روایت ہی کہ ہارون رشید نے ابی معاویہ نابینا کو بلایا اور امر کیا کہ اسکے لیے کھانا لایا جاوے پھر جب وہ کھانا کھا چکے تو رشید نے پانی اُسکے ہاتھون پر طشت مین گرایا پھر جب وہ فارغ ہوا تو کہا یا ابا معاویہ تو جانتا ہی کہ تیرے ہاتھ پر کس نے پانی ڈالا کہا نہین کہا کہ امیر المومنین نے کہا ای امیر المومنین اسکے سوا نہین کہ تو نے علم کا اکرام و اعزاز و اجلال کیا ہی اللہ تعالی تیرا اجلال کرے اور تیرا اکرام کرے جیسا کہ تو نے علم کا اکرام کیا

چوالیسوان باب جمع فیہ کے آداب لباس و اُنکی نیات و اسمین اُنکے مقاصد کے بیان مین

لباس نفس کی حاجات سے ہی اور اُسکی ضرورت گرمی اور سردی کے دور کرنے کے لیے ہی
جیسے کہ طعام حاجات نفس سے بھوک دور کرنے کے لیے ہی اور جیسا کہ نفس طعام سے
مقدار حاجت پر قانع نہیں ہی بلکہ زیادات اور خواہشیں طلب کرتا ہی سو اسی طرح لباس
میں انواع اقسام کی پوشاک مانگتا ہی اور نفس کے لیے اسمیں طرح طرح کی خواہش اور
ہوا ہوتی ہی پس صوفی نفس کو لباس میں صریح علم کی متابعت کی طرف پھیرتا ہی
بعضے صوفیہ سے کہا گیا تیرا لباس پھٹا ہوا ہی کہا لیکن وجہ حلال سے ہی اور کسی
سے کہا گیا کہ وہ میلا ہی کہا لیکن وہ طاہر اور پاک ہی تو صادق کی نظر اپنی پوشاک
میں یہ ہی کہ وہ وجہ حلال سے ہو اسواسطے کہ ہم تک حدیث میں وارد ہی جناب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ نے فرمایا ہی کہ جسنے ایک کپڑا دس درم کو
خریدا اور اسکی قیمت میں ایک درم حرام کا ہی تو اللہ تعالیٰ اُس سے صرف اور عدل
نہیں قبول کرتا یعنی نہ فرض نہ نفل پھر اسکے بعد نظر اسکی اسمیں ہی کہ وہ لباس پاک
ہو اسواسطے کہ طہارت کپڑے کی نماز کی صحت کی شرط ہی اور ان دو نظر کے سوا اسکی
نظر اسمیں ہی کہ وہ گرمی اور سردی کو دفع کرتا ہی اسواسطے کہ وہ مصلحت نفس کی ہی اور
اسکے بعد جو نفس چاہتا ہی وہ سب فضول اور زیادت ہی اور نظر خلق کی طرف ہی
اور صادق کے لیے سزاوار نہیں ہی کہ لباس پہنے غیر اللہ کے واسطے اور وہ ستر
عورت ہی یا اپنے نفس کے لیے کہ گرمی اور سردی دور ہو۔ حکایت ہی کہ سفیان
ثوری رضی اللہ عنہ ایک روز باہر نکلے اور اُنکے بدن میں کپڑا تھا جسکو اُلٹا
پہنا تھا سو اُن سے کہا گیا اور اُنکو علم اسکا نہ تھا پس اُنہوں نے قصد کیا کہ اُسے اتار کر
پھر سیدھا کرکے پہنیں بعد ازاں اُنکو ایسا ہی چھوڑ دیا اور کہا جب میں نے پہنا تھا

تو نیت کی تھی کہ میں اُسے اللہ کے واسطے پہنتا ہوں اور اب میں اُسے نہیں بدلتا ہوں
مگر خلق کی نظر کے واسطے سو میں اُس سے پہلی نیت کو نہیں توڑتا اور جو فقیہ طہارت
اخلاق کے ساتھ مخصوص ہیں اور انکو طہارت اخلاق نہیں نصیب ہوئی مگر ملاحت
اور اہلیت اور استعداد دیکھتا ہے جسکو اللہ تعالی نے انکے نفوس کے لیے مہیا کی ہے اور
اخلاق کی طہارت اور انکی معاونت میں ایک تناسب ہے جو ہیئت نفس کے سبب
سے واقع ہے اور ہیئت نفس کا تناسب وہی مشار الیہ قول اللہ تعالی کا ہے فاذا سویتہ و
نفخت فیہ من روحی یعنی پس جسوقت کہ میں نے اسکو مستوی اور ہموار کیا اور اپنی
روح میں سے اسمیں پھونکی پس تناسب وہی تسویہ ہے پس تناسب یہ ہے کہ
لباس انکا مشاکل اور مشابہ انکے طعام کے ہو اور طعام انکا مشاکل انکے کلام کے ہو اور
انکا کلام مشاکل سونے کے ہو اسواسطے کہ تناسب جو نفس میں واقع ہے علم کے ساتھ تشابہ کو
اور تشابہ اور تماثل احوال میں جو ہے اسکے ساتھ علم ظاہر کرتا ہے اور زبان حال سے تصریح
کسی قدر التزام تناسب کا امتیاز ہو سکتا ہے کہ تصفیہ پاتے ہیں اور انکے پاس جو وجود
تناسب ہے وہ ایک ترازو انکے سامنے حال کی ہے جو وجود تناسب میں کمی -
ابو سلیمان دارانی نے کہا کہ ایک آدمی تین درم کی عبا پہنتا ہے اور اسکے پیٹ
میں خواہش پانچ درم کی ہے اسکا انکار ہے اسواسطے کہ اسکا تناسب نہیں ہے
پھر جب کوئی موٹا کپڑا پہنے تو صبر اور رہے کہ اسکی غذا اسکی اسکے جنس سے ہو و القصہ
کہ لباس اور طعام مختلف ہو سکتے تو وہ دلیل انحراف کے وجود کی ہے وجود ہے سے
سے جو وقت سے ایک طرف میں کھنچی ہے یا وہ طرف لباس میں ہے اس جہت سے
کہ وہ منزل خلق کا مقام ہے یا کہ وہ طعام کے طرف میں ہے اسواسطے کہ حرص و شرہ

با فراط ہی اور یہ دونون وصف غرض مین موجود ہیکہ محتاج ہین پس چاہیے کہ حد اعتدال
کی طرف عود کرے ۔ ابو سلیمان دارانی نے ایک کپڑا دھلا ہوا پہنا تو اُن سے احمد نے
کہا کاش تو اس سے اچھا کپڑا پہنتا تو کہا کاش میرا قلب اور قلوب مین ایسا ہوتا
جیسا کہ میرا قمیص کپڑون مین ہے ۔ فقیر لوگ گدڑی پہنا کرتے اور بسا اوقات
چیتھڑے گھوڑون کے اور رستے اٹھا لیتے اور اُنسے اپنے کپڑون مین پیوند لگاتے اور
ہر ایک اہل اصلاح کے ایک گروہ نے یہ کام کیا ہے اور یہ وہ لوگ تھے جنکے پاس کچھ
مال نہ تھا تو اسکی طرف رجوع کرتے تھے سو جیسے اُنکے پیوند گھوڑون کے چیتھڑون سے تھے
گدا گری سے اُنکے لقمے تھے ۔ ابو عبد اللہ رفاعی تیس برس فقر اور توکل پر قائم رہا
اور جب کبھی فقیر کے لیے کھانا حاضر کرتا تو اُنکے ساتھ نہ کھاتا اس بارہ مین اس سے
کہا جاتا تو وہ کہتا کہ تم حق توکل کے ساتھ کھاتے ہو اور مین حق مسکنت کے ساتھ کھاتا ہون
بعد از ان عشائین کے درمیان دروازون سے بہت مانگنے کے لیے نکلتا اور یہ اہل
شخص کی شان ہے جو مال کی طرف رجوع نہ کرے اور بشر بن حارث کی نسبت منقول ہے کہ
خرقہ پوشون کی ایک جماعت بشر بن حارث کے پاس گئی تو انسے آپ نے کہا اے
قوم خدا سے ڈرو اور اس لباس کو مت ظاہر کرو اسواسطے کہ تم اسکے باعث پہچانے
جاتے ہو اور اسکے لیے اکرام کیے جاتے ہو سو سب کے سب خاموش ہو رہے پھر ایک
لڑکے نے ان مین سے کہا الحمد للہ الذی جعلنا ممن یعرف به ویکرم یعنی شکر ہے اس
اللہ کا جسنے ہمکو ان لوگون سے گردانا جو اس سے پہچانے جاتے ہین اور اسکے لیے
اکرام کیے جاتے ہین ۔ اور اللہ کی قسم ہے یہی لباس غالب رہیگا تا انکہ دین
اسکے واسطے ہو تب بشر نے اس سے کہا شاباش اے لڑکے مثل تیرے جو کوئی

مرقع پہنتے تھے تو ایک آئین کا تھا کہ زمانہ دراز تک نہ کوئی کپڑا تہ کرکے رکھتا تھا اور نہ
مالک اُس کپڑے کے سوا کا تھا جسکو وہ پہنے ہوئے تھا - اور روایت ہے کہ امیر المومنین
علی رضی اللہ عنہ نے ایک کرتہ پہنا جو تین درم کو خریدا تھا پھر انگلیوں کے سرے سے اسکی
آستین کاٹ ڈالیں اور بعضوں سے روایت ہے کہ عمر بن الخطاب سے کہا کہ اگر تو چاہے کہ
اپنے صاحب سے ملے تو اپنے قمیص میں پیوند لگا اور اپنا جوتا گانٹھ اور اپنی خواہش اور
امید کو کم کر اور سیر شکمی سے کم کھا - اور جریری سے حکایت کی گئی راوی نے کہا کہ بغداد کی
جامع مسجد میں ایک شخص تھا کہ اسکو نہیں پاتا مگر ایک کپڑے میں جاڑے ہوں یا گرمی
تو اس سے دریافت کیا گیا کہ اسکا کیا سبب ہے تو آپ نے کہا کہ مجھے حرص تھا کہ بہت
کپڑے پہنوں سو ایک رات میں نے خواب میں دیکھا جو سونے والا دیکھا کرتا ہے گویا کہ
میں بہشت میں داخل ہوا سو میں نے ایک جماعت کو پایا اور ان میں جو فقرا سے تھے
کہ وہ ایک دسترخوان پر بیٹھے تھے سو میں نے چاہا کہ اُنکے ساتھ میں بھی بیٹھوں کہ یکایک
فرشتوں کی ایک جماعت آن پہونچی میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے اٹھا لیا اور مجھ سے
کہا کہ یہ لوگ ایک کپڑے والے ہیں اور تیرے پاس دو کپڑے ہیں تو انکے ساتھ
مت بیٹھ تب میں جاگا اور عہد کیا کہ میں ایک کپڑے کے سوا نہ پہنونگا یہاں تک
کہ اللہ تعالیٰ سے ملوں - اور کہا گیا ہے کہ الدیہ بید مر گیا اور ایک کرتے کے سوا اور کچھ نہ
چھوڑا جو اسکے بدن میں تھا اور وہ مانگا ہوا تھا سو وہ اسکے مالک کو پھیر دیا
اور یہ حکایت ہم کو شیخ حماد دباس شیخ کے شیخ سے پہونچی ہے کہ آپ نے بڑا زمانہ بسر کیا کہ
وہ کپڑا نہ پہنتا تھا مگر مستعار یہاں تک کہ اپنے ذاتی ملک کی کوئی چیز نہیں پہنی - اور
ابو حفص حداد نے کہا ہے جب تو کسی فقیر کی نیک روئی اپنے کپڑے میں دیکھے تو

اُسکے خیر کی امید نہ رکھو اور نقل ہی کہ ابن کرنبی مرا اور وہ جنید کا اُستاد تھا اور اُسکے
بدن پر ایک مرقعہ تھا منقول ہی کہ اُنکی ایک آستین اور تیر پر جامہ کا تیرہ رطل تھے
در رطل نیم من سو کبھی ایک جماعت صادقین ایسے سخت لباس مین ہوتی ہی اور کبھی صادقین
کی ایک جماعت تکلف کرتی ہی مرقعہ اور لباس فقرا کے سوا اور لباس پہنتی اور اپنی
نسبت اُنکی اخفاے حال ہی یا اُسکا خوف ہی کہ حق مرقعہ واجب طور سے ادا نہوگا منقول ہی
کہ ابو حفص حداد نرم کپڑے پہنا کرتے اور اُنکا ایک گھر تھا جسمین ریت بچھی ہوئی تھی شاید
کہ اُسکے اوپر سویا کرتا تھا بدون اسکے کہ بچھونا ہو اور اصحاب صفہ سے ایک قوم تھی جو
اس بات کو مکروہ جانتی تھی کہ اُنکے اور زمین کے درمیان کوئی چیز حائل ہو اور ابو حفص
کا نرم کپڑا پہننا اور ریت کے اوپر ہوتا تھا کہ اللہ تعالی اُنکی صحبت سے ملے اور نرم کپڑا
صادقین کا حال ہی کہ اونہون نے نیت کیساتھ نرم کپڑا پہنا ایک نیت سے جو اُنکے نفع
میں ہو اور کپڑا فقر و فخر نہ کیا اُسے بدون اسکے سخت کپڑے اور مرقع کا پہننا تمام
فقرا کیلیے لائق ہی اس جہت سے کہ دنیا اور اُنکی بدترشی جاے اور جو لوگ کہ ملتفت
اور مقتضی نفس نہین وہ وہ ہی کہ جس شخص نے خوش آئندہ کپڑا ترک کر دیا
حال انکہ وہ اسکی خواہش رکھتا ہو تو اللہ تعالی اُسکو جنت کا لباس پہنائیگا لیکن
نرم کپڑے کا پہننا تو وہ لائق نہین ہی مگر اُس شخص کے لیے جو اس بارہ مین اپنے حال
کا عالم ہو اور اپنے نفس کی صفات کا رکھنے والا ہو شہوات پوشیدہ نفسانی کا
جانتا ہو اور اللہ تعالی اُنمین حسن نیت کو قبول کرے اپنی نیت کے سبب اس مسئلہ مین نیت کا
وجہ یہی کہ اُنکی شرح طویل ہی اور لوگون مین سے بعض ایسے بھی ہین کہ جو ایک
کپڑے پہننے کا خاص قصد نہین کرتے اُنکی سختی سے نہ اُسکی نرمی سے بلکہ

وہ ایسا کپڑا پہنتے ہیں جو حق انکو پہناوے تو وہ وقت کے حکم سے ہی اور یہ حسن ہی اور
اس سے احسن یہ ہی کہ وہ اپنے نفس کو اس بارہ میں ٹٹولے اور جو پاس کرے پھر اگر اس کپڑے
میں چھپا ہوا اللہ تعالیٰ سے فہم اسکے پاس پہنچا ہی نفس کے لیے شر یا اسکی شہوت پوشیدہ یا
ظاہر دیکھے تو اسکو اتار ڈالے الا اسوقت کہ حال اسکا اللہ کے ساتھ ترک اختیار ہو
پس اس صورت میں اسے گنجایش نہیں ہی الا اس بات کی کہ وہ اسی کپڑے کو پہنے جو
اللہ تعالیٰ نے اسکے پاس بھیجا ہی - اور ہمارے شیخ ابو النجیب سہروردی کا یہ حال
تھا کہ آپ کسی ہیئت کے مقید لباس میں نہ تھے بلکہ وہ کپڑا پہنتے تھے جو بلا قصد و
تکلف و اختیار کیف ما اتفق مل جاتا تھا اور وہ عمامہ دس دینار کا بھی پہنتے تھے و ایک
دانگ کے درم کا چھٹا حصہ آٹھ جو کے برابر ہوتا تھا - اور شیخ عبد القادر رحمہ اللہ ایک
ہیئت مخصوصہ کا لباس پہنتے تھے اور طیلسان پہنتے تھے (ایک کپڑا ہی کہ کاندھے پر ڈالتے
ہیں) اور شیخ علی ہیتی فقیروں کا سیاہ لباس پہنتے تھے اور ابو بکر فرا زنجان میں ایک
رنگ اعادہ لباس کی طرح سخت پوستین پہنا کرتے اور ہر ایک کے لیے اسکے لباس
اور ہیئت میں ایک نیت صالحہ ہی اور ان اقسام کی تفاوت کی شرح اس کتاب میں
طول ہوتی ہی - اور شیخ ابو سعود رحمہ اللہ کا حال اللہ تعالیٰ کے ساتھ ترک اختیار تھا اور
پھر اللہ اسکے لیے نرم کپڑے بھیج دیتا تھے اور وہ اسے پہنتے تھے اور اس سے ذکر
کیا جاتا کہ بسا اوقات بعض آدمی کے دلوں میں انکار پیدا ہوتا ہی آپ کی نسبت
جو کپڑا آپ پہنتے ہیں تو آپ کہتے کہ ہماری ملاقات نہیں ہوئی مگر دو آدمیوں سے کسی ایک
کی ایک وہ شخص جو ہم سے مطالبہ کرتا ہی کپڑے کا تو ہم اس سے کہتے ہیں کہ آیا
ہمارے کپڑے کو جو مکروہ کرتی ہی تو اسکو حرام کرتا ہی تو وہ کہتا ہی نہیں اور ایک

وہ شخص ہی جسکو ہمیشہ مطالبہ اس حقائق کے ساتھ کرتا ہی جو ارباب عزیمت کی قوم کے ہیں تو
ہم اسطرح کہتے ہیں کہ کیا تو ہمارے واسطے اس کپڑے میں جو ہم اسے پہنتے ہیں
کوئی اختیار ہی یا تو ہمارے پاس ہمیں خواہش و شہوت دیکھتا ہی وہ کہتا ہی کہ
نہیں اور کبھی لوگوں میں وہ ہوتے ہیں جو نرم کپڑوں کے پہننے کا مقدور رکھتے ہیں
اور خشن کپڑے اپنے کو دیا چاہتا ہی کہ اللہ اسکے لیے ایک ہیئت خاص پسند فرماکے
پس وہ اللہ تعالی سے التجا اور اختیار کرتا ہی اور سوال کرتا ہی کہ وہ ایسے دکھلاوے
ایسا لباس جو اللہ تعالی کے پسند ہو اور اسکو لائق اور صلاح اسکے دین و دنیا کے
لیے اسی سبب سے کہ وہ ایک خاص لباس کا بعینہ صاحب غرض و ہوا نہو
پس اللہ تعالی اسپر کشود کر دیتا ہی اور اسکو ایک خاص لباس بتلا دیتا ہی اور معلوم
کرا دیتا ہی جب وہ اس لباس کو پہنے اور پہ لازم کر لیتا ہی پھر اسکا باطن ہوتا ہی اور یہ
اتم و اکمل ہی ان سب لباسوں سے جنکا پہننا اللہ ہوا اور بعضے وہ آدمی ہوتے ہیں
جنکا [illegible] زیادہ ہوتا ہی [illegible] اس سے ہوتا ہی جسکا واسطہ اللہ [illegible] کرتا ہی تو
وہ علم اور اتقان سے لباس پہنتا ہی اور یہ ارادہ اسکی نہیں کرتا کہ وہ کپڑا نرم ہی یا خشن ہی
اور بسا اوقات اسنے نرم لباس پہنا اور یہیں اسکے نفس کے لیے اختیار ہی اور جسقدر کہ
اور یہ خطا ہیں موجب کسی گناہ و کنارہ کا اسکے لیے اور اسکے اور یہ پھیر ہوا اور اسکو بخشا
اور یہ کیا ہوا ہوگا کہ اسکے ارادہ نفس سے اللہ تعالی موافق ہی اور یہ شخص تزکیہ میں
کامل اور طہارت میں تمام محبوب مراد ہوگا کہ اسکی مراد محبوب کی طرف اللہ تعالے
سے رجعت فرماتا ہی پھر اسکے بیان پر قدم لغزش ہو جو اکثر شیوخ کے لیے ہی کی
ابن عطا و رازی سے حکایت ہی کہ وہ صوف اور بہت اسکے کپڑے ابتدا سے اخر میں

پہنا کرتے تھے بعد ازان آخر عمر مین نرم کپڑے پہننے لگے یہ حال بایزید سے ذکر کیا گیا تو
اُسنے کہا جب مسکین یحییٰ نے صبر اوقی پتہ کیا تو کیونکر سختیون پر صبر کرتا اور بعضے وہ
لوگ ہین جنکو پہلے سے علم اُن چیزون کا ہوتا ہی جو لباس کی قسم سے اُنکے پاس آئے گا تو
اُسکو وہی سمجھکر پہنتا ہی اور صادقین کے اور جتنے احوال ہین مختلف انواع کے وہ
سب جنس مین قل کل یعمل علی شاکلتہ فربکم اعلم بمن ہو اھدی سبیلا یعنی تو کہہ ہر کوئی کام
اوپر طریقہ اپنے کے کرتا ہی پس رب تمہارا خوب جانتا ہی اُس شخص کو کہ وہ راہ کو پانے
والا ہی اور سخت کپڑے کا پہننا بندہ کیلیے محبوب تر اور بہتر اور اسلم یعنی محفوظ تر
اور آفات سے دور تر ہی مسلمہ بن عبد الملک نے کہا ہی کہ عمر بن عبد العزیز کے پاس
مین گیا کہ مرض مین اُنکی عیادت کرون تو مین نے اُنکا کرتہ میلا دیکھا تو مین نے اُنکی
بی بی فاطمہ سے کہا کہ امیر المومنین کے کپڑے دھلواؤ اُسنے کہا انشاء اللہ تعالی
ایسا کرینگے کہا پھر مین عیادت کے واسطے گیا تو دیکھا کرتہ ویسا ہی میلا ہی پھر مین نے
کہا اَی فاطمہ کیا مین نے تجکو نہین حکم دیا اس بات کا کہ اُسے دھو ڈالو تو اُسنے
جواب دیا کہ واللہ کوئی دوسرا کرتہ اُنکے سوا نہین ہی - اور سالم نے کہا کہ عمر بن
عبد العزیز بالائقہ تین جوڑون سے پہنتے تھے قبل اسکے کہ اُنکو خلافت سپرد کیجائے
پھر جب کہ خلافت اُنکے سپرد کی گئی اپنے سر کو دونون زانون کے درمیان رکھا اور
روئے پھر اپنے سب کپڑے اور کل زر و نقدی منگائے اور بیچے منقول ہی کہ جب
ابو الدرداء نے انتقال کیا تو اُنکے کپڑے مین چالیس پیوند پائے اور اُنکی عبا
چار پیوند سے - وزید بن وہب نے کہا علی ابن طالب نے ایک قمیص رازی پہنا
اور وہ ایسا تھا کہ جب اُسکی آستین کھینچی جاتی تو انگلیون کے سر سے آگے

پہونچتی خارجیوں نے اس سے عیب لگایا تب آپ نے فرمایا کیا تم مجھے عیب لگاتے ہو
ایسے لباس پر جو غرور سے بہت دور ہے اور اس لائق ہے کہ مسلم میری اقتدا کریں - اور منقول
ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے جب کسی آدمی پر دو باریک کپڑے دیکھے درہ مار کر اُسے اُٹھا لیے
اور کہتے یہ لباس عورات کے لیے چھوڑ دو - اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے
کہ آپ نے فرمایا ہے اپنے قلوب کو صوف کے لباس سے روشن کرو کہ بیشک وہ دنیا میں
مذلت ہے اور آخرت میں نور ہے اور بچاؤ تم اپنے تئیں اس سے کہ تم اپنے دین کو لوگوں
کی تعریف و ثنا سے فاسد کرو - اور روایت ہے کہ بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے جوتے کا جوڑا پہنا پھر انکی طرف دیکھا تو انکا حسن اچھا معلوم ہوا تو اللہ تعالی
کے لیے سجدہ کیا آپ سے اس معاملہ میں پوچھا گیا آپ نے فرمایا کہ میں ڈرا ایسا نہو
کہ میرا پروردگار مجھ سے منہ پھیرے سو اسکی ہوئی تو تواضع اور عاجزی کی ضرور ہے
کہ جوتے اپنا رات کو بہت گھڑیاں نہ رہے اس خوف سے کہ اللہ تعالی کی طرف دشمنی
اسکے سبب ہو اور پھر انکو اتار ڈالا اور انکو دیدیا اس مسکین کے لیے جو اول اُسے
ملے پھر حکم دیا اور آپ کے لیے نعلین خریدی گئیں جو پرانی گٹھی ہوئی تھیں - اور روایت
ہے کہ بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صوف پہنا ہے اور پرانا گٹھا ہوا
جوتا پہنا اور غلاموں کے ساتھ کھانا کھایا اور جسوقت نفس محل آفات میں ہو تو
اسکے پوشیدہ حیلوں اور مخفی شہوات اور چھپی ہوئی پر اطلاع پانا نہایت قصور وار
ہے سو یہی لائق و سزاوار اولی یہ ہے کہ احوط امر کو پکڑے اور چھوڑ دے انکو جو شک
میں ڈالتے ہیں اسکی طرف جو شک نہیں ڈالتیں اور بندہ کے لیے نہیں جائز ہے کہ
وسعت میں داخل ہو الا بعد اسکے کہ علم وسعت کا مضبوط اور قوی اور نفس

کوز کی کامل ہو اور سبب ہی کہ نفس اپنی ہوا طبع کی غیبت کے ساتھ غائب اور پوشیدہ ہو جائے اور نیت خالص اور تصرف علم صریح و واضح کے ساتھ درست اور درست ہو جائے اور عزیمت کے لیے تو ہین ہین کہ اسپر سوار ہوتی ہین اور اُسکی مراعات کرتی ہین رخصت کی طرف نزول کرنا نہین چاہتی اس خوف سے کہ فضیلت ترک دنیا اور ملائم لباس دنیا کے فوت نہو جائین — اور بہتر اسنہ کہا گیا ہی کہ جس شخص کا لباس باریک ہی اُسکا دین باریک ہی اور کبھی اس بارہ مین رخصت دیجاتی ہی ایسے شخص کے لیے جو زہد کا التزام نہ کرے اور شیخ کی رخصت پر ٹھیرے علقمہ نے عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ نے فرمایا کہ بہشت مین وہ شخص داخل نہوگا جسکے دل مین ایک ذرہ کے وزن بھر غرور ہوگا پس ایک شخص نے کہا ہی کہ آدمی دوست رکھتا ہی اس بات کو کہ کپڑے اسکے اچھے ہوں اور جوتا اُسکا اچھا ہو تو نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ بہتر اسنہ اللہ تعالیٰ جمیل ہی اور جمال کو دوست رکھتا ہی پس یہ رخصت اُس شخص کے حق مین ہی جو اُسے پہنے اور بچے اپنے نفس سے اُسمین افتخار نہ کرے اور نہ وہ اترائے لیکن جسنے کہ لباس اسواسطے پہنا کہ دنیا اور اسکے کمانے سے تفاخر کرے اور شیخی مارے تو بہتر اسنہ اُسکے حق مین وعید ہی۔ ابو ہریرہ نے روایت کی ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی مومن کا پاجامہ آدھی پنڈلی تک ہی اس مقدار مین جو اسکے اور ٹخنوں کے مابین ہی اور جو ٹخنوں سے نیچا ہو تو وہ دوزخ مین ہی جس شخص نے اپنی ازار کو نافرمانی سے کھینچا قیامت کے دن خدا تعالیٰ اُسکی طرف نہ دیکھیگا اس درمیان مین ایک شخص اُن لوگوں سے تھا جو تم سے پہلے تھے وہ تکبر و ناز سے اپنی چادر پکڑتا جس وقت کہ اسکو چادر اُسکی

بھی معلوم ہوئی تھی تو اللہ تعالیٰ نے اُسکے ساتھ زمین کو دھنسا دیا پس وہ زمین میں
دھنستا چلا جاتا ہے قیامت کے دن تک اور احوال میں اختلاف ہوا کرتا ہے اور جو شخص
کہ اسکا حال اسکے صحت علم کے ساتھ صحیح ہوا اسکی نسبت اکول و ملبوس و تمام کاروبار
میں صحیح ہوتی ہے اور کل احوال میں وہ مستقیم رہتا ہے اور باطن کی استقامت سے جو
اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہے ثابت اور مستحکم ہوتا ہے اور اسکے موافق بندہ کے کاروبار
اللہ تعالیٰ کے حسن توفیق سے مستقیم ہوتے ہیں

بیالیسواں باب غسل کی فضیلت کے ذکر میں ہے

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اذ یغشیکم النعاس امنۃ منہ وینزل علیکم من السماء ماء لیطہرکم بہ ویذہب
عنکم رجز الشیطان یعنی جب تمکو اونگھ گھیرے امن سے اور اتارتا ہے
تم پر آسمان سے پانی تو بسبب اسکے تمکو پاک کرے اور شیطان کی پلیدی تم سے
لیجائے یہ آیت مسلمانوں کے حق میں جنگ بدر کے دن نازل ہوئی جہاں کہ وہ
ایک ریت کے ٹیلے پر اترے جسمیں انسانوں کے قدم اور گھوڑوں کے سُم دھنسے
جاتے تھے اور مشرکین نے پہلے ہی پانی تک سبقت کی اور اسپر وہ غالب ہو گئے
اور مسلمانوں کو صبح کے وقت حدث اور جنابت ہو گئے اور انکو پیاس معلوم ہوئی اور
شیطان نے انکو وسوسہ ڈالا کہ تمہارا زعم ہے کہ تم حق پر ہو اور تمہارے درمیان
نبی اللہ ہیں حالانکہ مشرکین پانی پر غالب اور قابض ہو گئے اور تم بے طہارت
اور بغیر غسل کے نماز پڑھتے ہو اور پھر تم کیونکر امید غلبہ کی رکھتے ہو تب اللہ
تعالیٰ نے آسمان سے مینہ برسایا جس سے میدان جنگل بہ نکلے اور مسلمانوں نے

اُس سے پانی پیا اور نہائے اور وضو کیے اور گھوڑوں کو پانی پلایا اور برتن اور مشکیں
بھر لیں اور زمین سخت ہوگئی یہانتک کہ قدم اُس پر ثابت ہوئے اور جیسے فرمایا
اللہ تعالیٰ نے ویثبت به الاقدام اذ یوحی ربک الی الملائکة انی معکم یعنی اسی سبب سے آپکے
پانوں ٹھہرنے لگے اسواسطے کہ رب تیرے نے فرشتوں کو حکم کیا کہ میں تمہارے ساتھ
ہوں - اللہ تعالیٰ نے انکو فرشتوں سے مدد دی تھی کہ مشرکین پر وہ غالب ہوگئے
اور قرآن کی ہر ایک آیت کے لیے ایک ظاہر اور ایک باطن ہی اور حد ہی اور مطلع ہی
اور اللہ تعالیٰ نے جسطرح اونگھ کو اس واقعہ اور حادثہ میں صحابہ کے لیے رحمت اور
امن بنادیا تو وہ ایک رحمت ہی جو تمام مومنین کو عام ہی اور انکو ایک قسم صالح
اقسام غافلہ سے مریدوں کے لیے ہی اور وہ ایک امن ہی انکے قلوب کے لیے اُن
منازعات سے جو نفس کرتا ہی اسواسطے کہ نفس نیند سے استراحت کرتا ہی اور
ماندگی کا شکوہ نہیں کرتا اسواسطے کہ مشکلات اور تعب میں قلب کی کدورت ہی اور
اسکی استراحت نیند کے ساتھ بشرطیکہ علم اور اعتدال ہو قلب کی راحت ہو جاتی ہی چونکہ
قلب اور نفس کے درمیان ایک موافقت ہی مریدان سالک کے لیے نفس کی حفاظت
پر ہی سو معتدل کہا گیا ہی کہ شب و روز میں ایک تہائی رات اور دن کی نیند ہو تاکہ
بدن مضطرب نہو پس اگر آٹھ گھنٹے نیند کے لیے میں دو گھنٹے اپنی مریدوں میں کم کرے
اور چھ گھنٹے رات میں کرے اور ان دونوں میں سے ایک میں زیادہ کرے اور
دوسرے میں کم کرے اس قدر راتکو طول اور قصر حالت اور گرمی کے
[illegible] ساعات اور صدق طالب سے ایسا ہوتا ہی کہ نیند کو
ایک تہائی کے مقدار سے کم کرے اور پہر کچھ نقصان نہ ہو اسلیے جب کہ

رفتہ رفتہ اسکی عادت ہوجائے اور کبھی بیداری کی تقالیف اور نیند کی قلت کو روح
اور نفس کا وجود اٹھا لیتا ہی اسواسطے کہ نیند جسکی طبیعت سرد تر ہی بدن اور
دماغ کو نفع دیتی ہی اور گرمی اور خشکی سے جو مزاج میں پیدا ہوتی ہی تسکین دیتی ہی پس
اگر ایک شخص نیند کم کیا جائے تو دماغ کو ضرر پہونچتا ہی اور اس سے اضطراب جسم کا
خوف ہوتا ہی پس جو شخص کی نیند کا باعث رغبت قلب اور اسکا انس ہو جاتا ہی تو
اسکا نقصان اور کچھ ضرر نہیں کرتی اسواسطے کہ روح اور نفس کی طبیعت سرد تر ہی
جیسے کہ نیند کی طبیعت سرد تر ہی اور کبھی طول شب کی مدت روح کے ہونے سے کم
ہو جاتی ہی تو اسوقت روح کے سبب جیسے رات کے اوقات چھوٹے ہو جاتے ہیں چنانچہ
کہ منقول ہی کہ شعر اقصر شب وصل و شب ہجر یعنی وصل کا برس ایک او گھڑی اور ہجر
کا برس ایک لمحہ کا برس ہی پس اہل روح کے لیے رات کم ہو جاتی ہی علی بن بکار
سے منقول ہی کہ اسنے کہا کہ چالیس برس سے مجھے نہیں غمگین کیا مگر طلوع فجر نے اور فضیل بن عیاض
سے سوال کیا گیا تھا اور بہت سے لوگوں نے بھی کہا کہ میں نے کبھی افطار نہ کیا کہ
وہ جگہ اپنی صورت دکھلاتی ہی بعد اذان وہ واپس پھر جاتی ہی اور حال انکہ میں نے
اسمیں اندھیرا بھی نہیں کیا - اور ابو سلیمان دارانی نے کہا رات والے اپنی رات
میں زیادہ مزہ میں اس سے رہتے ہیں جو کھیل کود والے اپنے کھیل کود میں مزہ
لیتے ہیں - اور بعض صوفیہ نے کہا ہی دنیا میں کوئی شی ایسی نہیں ہی جو جنتیوں
کی نعمت سے مشابہ ہو الا وہ چیز جو لطف اور تودد کرنے والی حلاوت مناجات سے
رغبت کو چے دلوں میں پاتے ہیں پس مناجات کی حلاوت شب بیداروں کے لیے
ایک اجر و ثواب دنیا کے اندر ہی - اور بعض عارفوں نے کہا ہی کہ جز اسکے اللہ تعالی

صبح کے اوقات میں شب بیداروں کے دلوں پر نظر کرتا ہی پھر انکو نور سے بھر دیتا ہی سو
وہ فائدے انکے قلوب پر نازل ہوتے ہیں اور وہ دل روشن اور منور ہو جاتے ہیں پھر
انکے قلوب سے غافلوں کے قلوب پر پھیلتے ہیں اور ہر آئینہ حدیث میں وارد ہی کہ ہر آئینہ
اللہ تعالی اُن وحیوں میں سے جو اپنے انبیا کی طرف بھیجی وحی نازل کی کہ ہر آئینہ
میرے لیے ایسے بندے ہیں جو مجھے دوست رکھتے ہیں اور میں انکو دوست رکھتا ہوں
اور وہ میرے مشتاق ہیں اور مجھے انکا اشتیاق ہی اور وہ مجھے یاد کرتے ہیں
اور میں انھیں یاد کرتا ہوں اور وہ میری طرف دیکھتے ہیں اور میں انکی طرف نظر
کرتا ہوں پھر اگر تو انکے طریقہ پر چلے تو میں تجھے دوست رکھوں اور جو تو اس سے
عدول کرے تو میں دشمن رکھونگا اس نبی نے کہا اے میرے پروردگار انکی علامت
کیا ہی فرمایا وہ لوگ سایوں کی نگہداشت دن میں کرتے ہیں جسطرح چرواہا اپنی
بکری کی نگہداشت کرتا ہی اور وہ مشتاق غروب آفتاب کے ہوتے ہیں جیسے کہ
پرند اپنے آشیانوں کے مشتاق ہوتے ہیں پھر جب کہ رات انکو چھپا لیتی ہی اور
تاریکی مل جاتی ہی اور ہر ایک دوست اپنے دوست سے خلوت کرتا ہی تو وہ لوگ
میری طرف اپنے قدموں کو کھڑا کر دیتے ہیں اور میری طرف اپنے چہروں کو بچھا دیتے ہیں
اور مجھ سے مناجات اور سرگوشی میرے کلام سے کرتے ہیں اور میری خوشامد چاپلوسی
میرے انعام کے سبب کرتے ہیں اور وہ اس اثنا میں چیخیں مارتے اور گریہ و بکا
کرتے ہیں اور کبھی وہ آہ کش اور شاکی ہیں مجھے اپنے حشم کی قسم ہی جو میرے واسطے
تحمل اور برداشت کرتے ہیں اور مجھے قسم ہی اپنے سمع کی جو وہ میری محبت سے شکایت
کرتے ہیں اول اُن چیزوں میں سے جو میں انکو عطا کرونگا یہ ہی کہ اُن کے

قلوب مین اپنا نور نازل کرونگا تو وہ مجھ سے بیزار ہونگے جیسا کہ مین اُنسے خبردار ہون اور
دوسرے اگر ساتون آسمان اور زمین اور جو کچھ اُنکے درمیان ہین اُنکے وزن مین
ہون تو اُنکے لیے مین اُنکو تھوڑا سمجھون اور تیسرے مین اپنی وجہ سے اُسپر اقبال کرون
کیا تو دیکھتا ہو اس شخص کو جسکا اقبال مین اپنی وجہ سے کرون کیا کوئی شخص اپنا
چیز کو جانتا ہو جسکا مین ارادہ رکھتا ہون کہ اُسکو مین عطا کرون پس اپنا مرید جب
رات مین اپنے پروردگار کی مناجات مین تنہا اور خلوت نشین ہو تو اس رات
کے انوار اُسکے دن کے اجزا پر پھیل جاتے ہین اور دن اُسکا اپنی رات کی حمایت مین
آجاتا ہو اور یہ حالت اُسکے قلب کے نورانی ہونے سے ہوتی ہو درین صورت اُسکے
حرکات اور اُسکے کاروبار جو ان مین ہوتے ہین اُس چشمۂ انوار سے صادر ہوتے ہین
جو رات سے اُسمین جمع ہوتے ہین اور اُسکا قالب ایک قید مین قیاب حق سے
ہوتا ہو اُسکے سب حرکات راست اور درست ہوتے ہین اُسکے سکنات مہذب ہوتے ہین
اور یہ جو حدیث مین وارد ہوا ہو کہ جسنے رات کو نماز پڑھی اُسکا منہ دن کو چمکین
ہو گیا ہو اور واضح ہو کہ یہ بات دو وجہ سے ہوتی ہو ایک یہ کہ ان دونون مین سے
یہ ہو کہ قندیل روشن چراغ سے ہوتی ہو تو صورت چراغ یقین روشن عمل شب
کی کثرت سے چمک دار روشن ہوتا ہو تو چراغ کی روشنی زیادہ ہوتی ہو اور قالب
قندیل نور وضیا حاصل کرتا ہو [illegible] کہا اُسکے علم یقین آنسو

جو اس قدر روشنی ہو اور عمل روشن ہو [illegible] فرمایا ہو [illegible]
[illegible]
[illegible]

نور کی مانند اُس طاق کے ہی کہ اُسمین چراغ ہی۔ پس نور یقین نور الٰہی سے قلب کے شیشہ مین روشنی کو روغن حمل سے زیادہ کرتا ہی تو دل کا شیشہ چمکدار ستارہ کے مثال باقی رہ جاتا ہی اور شیشہ کے انوار قالب کے طاق پر منعکس ہوجاتے ہین اور یہ بھی ہی کہ قالب نور کی آتش سے نرم ہوجاتا ہی اور اسکی نرمی قالب مین سرایت کرتی ہی پس نرمی قلب سے قالب نرم ہوجاتا ہی پس یہ دونون قلب اور قالب مشابہ اُس نرمی کے وجود سے ہوجاتے ہین جو اُن دونون مین عام ہی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہی۔ تلین جلودہم وقلوبہم الی ذکر اللہ یعنی پھر جلدین انکی اور دل اُنکے طرف ذکر اللہ کی نرم ہوتے ہین۔ جلدون کو اللہ تعالیٰ نے نرمی کے ساتھ تعریف کی جیسا کہ قلوب کا وصف نرمی سے کیا پس جب کہ قلب نور سے بھر گیا اور قالب اُس چیز سے جو اسمین انس و سرور سے اثر کرتی ہی نرم ہوگیا تو اُسوقت زبان اور مکان نور قلب مین مندرج ہوجاتا ہی اور اسمین کلام اور آیات اور سورتین در آتی ہین اور زمین قالب کی اپنے رب کے نور سے روشن ہوگی اسواسطے کہ قلب آسمان ہوجائے گا اور قالب زمین ہوگا اور تلاوت کلام اللہ کی لذت مناجات کے محل مین وجود کائنات کو چھپا لیتی ہی اور کلام مجید اُسکے سبب صفائے شہود کی مزاحمت مین سائر وجود سے غائب ہوجاتا ہی تو اُسوقت نفس کے لیے کوئی حدیث نہین باقی رہتی ہی اور کسی وسوسہ نفسانی کی کوئی سنسناہٹ نہین سنائی دیتی اور ایسی حالت مین قرآن کی تلاوت بلا وسوسہ اور حدیث نفس کے اول سے آخر تک متصور ہوتی ہی اور یہ فضل عظیم ہی۔ دوسری وجہ قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ یہ ہی کہ جس شخص نے رات مین نماز پڑھی اُسکی صورت دن مین حسین ہوگئی اُسکے یہ معنی ہین

کہ اُسکے کاموں کی صورتیں کہ اُنکی طرف متوجہ ہوتی ہی حسن دار ہو جاتی ہیں اور خداے کریم کی معونت اُسکے سب کاروبار میں پہونچتی ہی اور وہ مدد یافتہ اُسکے مصدر اور مورد میں ہوتا ہی اسواسطے صورت اُسکے مقاصد اور افعال کی دلربا ہو جاتی ہی اور اُسکے اقوال سلک راستی اور درستی میں منتظم ہو جاتے ہیں اسواسطے اقوال قلب کی استقامت سے مستقیم ہوتے ہیں

چھیالیسواں باب اُن اسباب کے ذکر میں ہی جو قیام شب کے اور آداب خواب کے مددگار ہیں

ازانجملہ ایک یہ ہی کہ بندہ غروب آفتاب سے وقت تجدید وضو سے پیشوائی رات کی کرتا ہی اور قبلہ رو بیٹھے اور نماز مغرب کا منتظر بیٹھا رہے اور انواع اقسام کے ذکر اس جلسہ میں کرتا رہے اور اذکار میں سے اولی تسبیح و استغفار ہی اسد تعالی نے اپنے نبی کیلیے فرمایا ہی واستغفر لذنبک وسبح بحمد ربک بالعشی والابکار یعنی اپنے گناہ کی بخشش مانگ اور ساتھ تعریف اپنے رب کے شام اور صبح تسبیح پڑھ اور ازانجملہ یہ ہی کہ عشائین میں صلوۃ و تلاوت یا ذکر کے ساتھ ہوئے اور ملاپ کرے اور یہ عمل اُنہیں سے نماز ہو اسواسطے کہ جب بندہ اپنے مغرب کو عشا سے ملا دیا تو اُسکے باطن سے آثار اس کدورت دن کے اوقات میں لوگوں کے دیکھنے اور ملاقات اور اُنکے کلام سننے سے پیدا ہوتے ہیں سب دُھل جاتے ہیں اسواسطے کہ یہ سب ایسی چیزیں ہیں جسکا اثر و غبار اسکے دلوں میں ہوتی ہی کہ اُنکی طرف دیکھنا کدورت قلب میں اپنے پیچھے چھوڑ جاتا ہی جسکو وہ شخص ادراک کر لیتا ہی جسکو صفائی قلب نصیب ہوتی ہی پس نظر کا اثر جو خلق کی طرف ہو چشم دل کے لیے اس تنکے کی مثال

ہے جو چشم ظاہری میں ہوتا ہے اور عشائین کے ملانے سے اس اثر کے جاتے
رہنے کی امید کی جاتی ہے۔ اور از انجملہ ایک یہ ہے کہ عشا کے بعد بات کا کرنا
چھوڑ دے اسواسطے کہ اُسوقت میں بات کرنی طراوت اس نور کی دور کر دیتی ہے
جو قلب میں عشائین کے ملانے سے پیدا ہوتی ہے اور قیام شب کا روکتی ہے خصوصاً
جبکہ وہ بیداری دل سے معرا ہو بعد از ان عشا کے بعد تازہ وضو کرنا بھی قیام
شب پر معین و مددگار ہوتا ہے بعض فقرا نے اپنے شیخ کا جو خراسان میں تھا مجھ سے
ذکر کیا کہ وہ رات کو تین بار غسل کرتا تھا ایک بار عشا کے بعد اور ایکبار رات کے
درمیان جبکہ سونے سے جاگے اور ایک بار صبح کے قبل پس وضو اور غسل کے لیے
عشا کے بعد قیام شب کی سہولت میں اثر ظاہر ہے اور اسکے منجملہ یہ ہے کہ ذکر اور نماز
میں کھڑے ہونے کی عادت کرے یہان تک کہ نیند غالب ہو اسواسطے کہ اُسکا عادی
ہونا جلد بیدار ہونے کا معین و مددگار ہے الا اس صورت میں کہ اپنی نفس اور عادت
پر اُسے اعتماد ہو تو نیند کو بلائے اور اپنی طرف کھینچے تاکہ اپنے وقت معہود میں اُٹھ کھڑا ہو
دگر غلبہ کی نیند وہی ہے جو مریدوں اور طالبوں کے لائق ہے اور اسی کے ساتھ صوفیوں
کی توصیف کی گئی ہے کہتے ہیں کہ نیند اُنکی ڈوبے ہوؤں کی نیند ہے اور کھانا اُنکا
بیماروں کا کھانا ہے اور کلام اُنکا ضرورتا ہے سو جو کوئی سو رہا نیند کے غلبہ سے
کہ خاطر جمع قیام شب میں دل لگا ہوا ہے تو وہ قیام شب کی توفیق دیا گیا ہے اور جب
نفس لیٹا پایا اور نیند پیش چھا گئی ڈالی تو اسمیں وہ پانون پھیلاتا ہے اور جسوقت
کہ صدق عزیمت سے اُسنے جنبش کی اور وہ استقرار میں نہیں پانون پھیلاتا اور جنبش
نفس میں جو صدق عزیمت سے ہوتی ہے دی نجات سے اور جدائی اور یا صوفی

از غروب ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے تتجافی جنوبہم عن المضاجع یعنی وہ اپنی پسلیوں کو بچھونے سے الگ کرتے ہیں اسواسطے کہ ارادہ قیام شب کا اور صدق عزیمت پسلی اور بچھونے کے درمیان دوری اور علیحدگی کر دیتی ہے اور بعض کہا گیا ہے کہ نفس کے لیے دو نظر ہیں ایک نظر اسکے نیچے کی طرف ہے تاکہ اقسام بدنی کو برائے دور ایک نظر اسکے اوپر کی طرف ہے تاکہ اقسام علوی روحانی کو تمام و کمال حاصل کرے تو اہل عزیمت اپنی پسلیوں کو خوابگاہوں سے علیحدہ اور دور کرتے ہیں اس سبب سے کہ انکی نظر اوپر کی طرف اقسام علوی روحانی کے لیے ہے تو نفوس کو نیند سے اسکا حق اور حصہ دیا ہے اور اسکو منع اسکے حظ سے کیا ہے پس اس چیز کے سبب جو آئین مٹی اور پتھروں سے مرکوز ہیں نیچے کو بیٹھا جاتا ہے اور گدے سے بچھونے بچھایا چاہتا ہے اور نیند سے فرہ لینے کا ارادہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ہو الذی خلقکم من تراب یعنی وہ ایسا ہے کہ جسنے تم کو مٹی سے پیدا کیا ہے اور آدمی کے لیے ہر ایک اصل میں اپنی اصول خلقت سے ایک طبیعت ہے جو اسکو لازم ہے اور نیچے بیٹھنا مٹی کی صفت ہے اور سستی و خشناک رہنا اور سونا اسکے سبب سے انسان میں ایک طبیعت ہے سوا ارباب ہمت وہ علما ہیں جنکے لیے اللہ تعالیٰ نے علم کے ساتھ حکم کیا ہے اپنے اس قول میں امن ہو قانت آناء اللیل ساجدا وقائما اس آیت تک قل ہل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون ان لوگوں کے لیے جو رات کو قیام کرتے ہیں علم کے ساتھ حکم کیا ہے تو وہ اپنے علم کے مقام ہونے سے ایسے ہیں کہ نفوس کو تھوڑی جنبش انکی قرار گاہ طبیعت سے دی ہے اور لذات روحانی کی طرف نظر کرنے سے انکو ترقی انکی صفت کی بلندیوں تک دی ہے اسواسطے ان لوگوں نے اپنی پسلیوں کو

خوابگاہون سے علیحدہ کیا اور غافل سونے کھانے والے کی صنعت سے باہر نکل آئے اور اُسی کے منجملہ ایک عادت کا بدلنا سو اگر تکیہ لگانے کی عادت ہو تو تکیہ کو ترک کرے اور اگر بچھونے کی عادت ہو تو بچھونے کو چھوڑ دے اور بعض صوفیہ کا قول ہی کہ اگر مین گھر مین شیطان کو دیکھون تو وہ زیادہ مجھے محبوب اس سے ہی کہ مین تکیہ دیکھون اسواسطے کہ وہ مجھے سونے کی طرف بلاتا ہی اور عادت کے برخلاف ترک تکیہ اور لحاف اور بچھونے مین ایک تاثیر آسان ہی اور جسنے انمین سے کوئی چھوڑی ہی اور اللہ عالم اُسکی نیت اور عزیمت کا ہی اسکا ثواب اسکو سہولت مقصود کا دیتا ہی اور اُسی کے منجملہ معدہ کا کھانے سے سبک رکھنا ہی پھر جو کھانا کھاتا ہی وہ کھانے جب کہ ذکر الٰہی اور بیداری باطنی سے نزدیک ہو تو قیام شب پر وہ کھانا مددگار ہوگا اسواسطے کہ ذکر سے اُسکا دُکھ دور ہوتا ہی سو اگر کھانے کا ثقل معدہ مین پایا جاوے تو ضرور ہی جاننا اُسکا کہ اُسکی گرانی قلب پر زیادہ تر ہی تو چاہیے تاسف ذکر اور تلاوت اور استغفار سے کھانے کو گلا دے نہ سووے بعض صوفیہ نے کہا ہی کہ اگر مین اپنی غذا شب سے ایک لقمہ کم کرون تو مجھے بہت مرغوب ہی اس سے کہ مین رات بھر قیام کرون اور اچھا ہی کہ سونے سے پہلے وتر پڑھ لے اسواسطے کہ وہ نہین جانتا کہ کیا حادثہ آگے آوے اور پانی وضو کے لیے اور مسواک اپنے پاس موجود رکھے اور اُسی حالت مین سووے کہ باوضو ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی بندہ جب سووے اور وضو سے ہو تو اسکی روح عرش پر عروج کرتی ہی اور اُسکے خواب صادق ہوتے ہین اور جو بلا وضو سووے تو اُسکے پہونچنے سے قاصر ہے اور خواب پریشان احلام اور خیال ہوتے ہین کہ وہ صادق نہین ہوتے اور اگر [illegible]

بچھونے زوجہ کے ساتھ سونے اور اُسکا وضو لمس سے ٹوٹ جانے اور اس سے باوضو
سونے کا فائدہ نہ جاتا رہیگا جب تک کہ وہ لذت نفس کی لمس سے حاصل نہ کرے
اور بیداردلی کو معدوم نہ کرے پھر جسوقت کہ لذت حاصل کرتے ہین روان ہوا ور
غافل ہوجائے تو روح بھی صاحب جماع ہو جاتی ہی اسواسطے کہ اُسکے بے بہرہ ہونیکا
موقع ہوتا ہی اور طہارت جو تتمہ صدق خواب ہی وہ طہارت خراش ہوس اور کدورت
محبت دنیا سے اور نجاست بغض اور حسد وکینہ سے پاک صاف ہوتا ہی اور پھر اسمین
حدیث مین وارد ہی کہ جو شخص اپنے بچھونے مین رہے کہ اُسوقت کسی پر ظلم کی
نیت ہو اور نہ کسی سے بغض ہو اُسکے جتنے گناہ ہین بخشے جاینگے اور جب زوائل
سے نفس پاک ہوا تو دل کا آئینہ روشن ہوجاتا ہی اور نیند مین لوح محفوظ کے
مقابل ہوتا ہی اور اسمین غیب کے عجائبات اور اخبار غرائب اُسمین منقش ہوتے ہین
اور صدیقین مین بعضے وہ ہوتے ہین جنکو خواب مین بات چیت اور مکالمہ ومحادثہ
ہوتا ہی یعنی اللہ تعالی اُسکو امر کرتا ہی اور نہی کرتا ہی اور اُسکو خواب مین سمجھاتا ہی
اور اُسے بچاتا ہی اور وضع و مودت ان چیزون کا جو اُسکے لیے خواب مین امر
ونہی سے منتج ہوتا ہی ایسا ہی ہی جیسا امر ونہی ظاہر کا حضرت تعالی کا
گنہگار ہوتا ہی جو اس امر ونہی مین خلل ہین ڈالے بلکہ اوراد و احکام وقت
مین زیادہ تاکید کے رو غظمت کے ہین اسواسطے کہ مخالفات ظاہری کو توبہ محو
نفی کردیتی ہی اور گناہ سے توبہ کرنے والا ایسا ہی ہوجاتا ہی جیسے کہ اُسکا کوئی
گناہ نہین اور یہ دو امر خاص ہین اور تعلق اس حال سے رکھتے ہین جو اُسکے اور
اللہ تعالی کے درمیان ہین تو جب اُسمین خلل ڈالے تو ان بات نے ڈرے

اُسکا طریق ارادت منقطع ہوجانے اور یہ اللہ کی جانب سے رجوع اور رغبۃ الفقری ہے اور قیمتی اور وسعت کے مقام کا اپنے اوپر واجب کرنا ہی۔ پھر اگر بندہ بعض اوقات اور سستی اور فتور عزیمت مین مبتلا ہوجائے جو سونے وقت بعد حدث تازہ وضو کرنے سے باز رکھے تو اپنے اعضا کو پانی سے مسح کرلے تاکہ اسقدر سے وہ زمرۂ غافلین سے باہر ہوجائے جسوقت کہ بیدار رہوشیار لوگون کے فعل سے باز رہے اور اگر اسی طرح جاگنے کے بعد قیام سے الکسائے تو اُسمین کوشش کرے اور مسواک کرے اور اپنے اعضا کو پانی سے مسح کرے تاکہ وہ اُلٹ پلٹ اور بیداریون مین غافلین کے گروہ سے خارج ہوجائے سو اسمین اُس شخص کے لیے بہت فضیلت ہی جسے نیند زیادہ آتی ہی اور قیام اُسکا تھوڑا مشہور روایت ہی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر ایک شب کئی مرتبہ مسواک کیا کرتے جب کبھی آپ سوتے اور جب کبھی جاگتے اور سونے مین قبلہ رو ہوتے اور دو قسم ہی یا تو داہنے پہلو اور کروٹ پر رہے جسطرح کہ قبر مین میت رکھی جاتی ہی یا پیٹھ پر کہ منھ قبلہ کی جانب ہو جیسے میت کہ وہ مسحی اور ڈھکا ہوا ہوتا ہی اور کہے باسمک اللہ

اللہم وضعت جنبی وبک ارفعہ اللہم ان امسکت نفسی فاغفر لہا وارحمہا وان ارسلتہا فاحفظہا بما تحفظ بہ عبادک الصالحین اللہم انی اسلمت نفسی الیک و وجہت وجہی الیک وفوضت امری الیک والجات ظہری الیک رہبۃ منہ ورغبۃ الیک لا ملجا ولا منجی منک الا الیک آمنت بکتابک الذی انزلت وبنبیک الذی ارسلت اللہم قنی عذابک یوم تبعث عبادک الحمد للہ الذی حکم فقہر الحمد للہ الذی بطن فخبر الحمد للہ الذی ملک فقدر الحمد للہ الذی

هو یحیی الموتی وهو علی کل شیء قدیر اللهم انی اعوذ بک من غضبک وسوء عقابک ومن شر
عبادک ومن شر الشیطان وشرکہ۔ اور پانچ آیتیں سورۂ بقرہ کی چار اول اور پانچویں
ان فی خلق السموات والارض اور آیۃ الکرسی اور آمن الرسول اور ان ربکم اللہ اور
قل ادعوا اللہ اور اول سورۂ الحدید اور آخر سورۂ الحشر اور قل یا ایہا الکافرون
اور قل ہو اللہ احد اور معوذتین اور انکو اپنے دونوں ہاتھ پر دم کرے جن سے
وہ اپنے منہ اور بدن کو ملے اور اسپر اضافہ کرے جو پہلے ہو چکا ہے دس آیت اول
سورۂ والکہف کی اور دس اسکے آخر کی تو وہ بہتر ہے اور کہے اللہم ایقظنی فی
احب الساعات الیک واستعملنی باحب الاعمال الیک التی تقربنی الیک زلفی
وتبعدنی من سخطک بعدا اسالک فتعطینی واستغفرک فتغفرلی وادعوک فتستجیب
لی اللہم لا تؤمنی مکرک ولا تولنی غیرک ولا تنزع عنی سترک ولا تنسنی ذکرک ولا تجعلنی
من الغافلین۔ حدیث میں آیا ہے کہ جس شخص نے یہ کلمات کہے تو اللہ تعالیٰ اسکے
پاس تین فرشتے بھیجتا ہے کہ وہ نماز کے واسطے اسے جگاتے ہیں پھر اگر اسنے نماز
پڑھی تو اسکی دعا پر آمین کہتے ہیں اور اگر وہ نہیں اٹھا تو فرشتے ہوا میں عبادت
کرتے ہیں اور انکی عبادت کا ثواب اس شخص کے نام لکھا جاتا ہے اور تسبیح
تحمید وتکبیر کے بیان میں سے ہر ایک میں پس بار [illegible] سو کو پورا اسی سے کرے

لا الہ الا اللہ واللہ اکبر ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم

سینتالیسواں باب نیند سے جاگنے اور رات کو عمل کرنے کے بیان میں

جبکہ مؤذن مغرب کی اذان سے فارغ ہو تو دو رکعتیں اذان اور اقامت کے

درمیان پڑھے اور علما یہ دو رکعت گھر مین پڑھا کرتے ہین اسمین عجلت کرتے ہین قبل اسکے کہ جماعت کے لیے گھر سے باہر نکلین تاکہ وہ لوگ گمان نہ کرین کہ وہ دو رکعت سنت موکدہ ہین اور انکی اقتدا اس گمان سے کرنے لگین کہ وہ سنت ہین اور جبکہ مغرب کی نماز پڑھے تو بعد مغرب سنت کی دو رکعت پڑھے انمین جلدی کرے کہ وہ دو سنت فرض کے ساتھ بلند ہوتی ہین انمین قل یا ایہا الکافرون اور قل ہو اللہ احد پڑھے پھر ملا یک شب اور کرام کاتبین پر سلام کرے اور کہے مرحبا بملائکۃ اللیل مرحبا بالملکین الکریمین الکاتبین اکتبا فی صحیفتی انی اشہد ان لا الہ الا اللہ و اشہد ان محمدا رسول اللہ و اشہد ان الجنۃ حق و النار حق و الحوض حق و الشفاعۃ حق و الصراط و المیزان حق و اشہد ان الساعۃ اتیۃ لاریب فیہا و ان اللہ یبعث من فی القبور اللہم اودعک ہذہ الشہادۃ لیوم حاجتی الیہا اللہم احفظ بہا وزری و اغفر بہا ذنبی و ثقل بہا میزانی و اوجب لی بہا امانی و تجاوز عنی یا ارحم الراحمین۔ پھر اگر دونوں عشا یعنی مغرب اور عشا مین مہلت اپنی مسجد جماعت کے اندر کرے تو یہ جامع اعتکاف اور مہلت عشائین مین ہو اور اگر بعد اسکے ہو کر گھر واپس جائے اور عشائین مین مہلت اپنے گھر مین کرے اسکے دین کے لیے اسلم ہو اور اخلاص کے قریب تر ہو اور ارادہ کے لیے جامع تر ہو تو ایسا ہی کرے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ اس آیت کے معنی کیا ہین تتجافی جنوبہم عن المضاجع تو آپ نے فرمایا کہ وہ نماز عشائین کے درمیان کی ہین اور حضرت علیہ السلام نے فرمایا ہو کہ اپنے ذمہ کر دو تو نماز عشائین کے درمیان کی کہ وہ دن بھر کے لغویات کو دور کرتی ہین اور اسکے آخر کو سنوارتی ہین اور

عشائین کے درمیان دو رکعتیں سورۂ بروج اور طارق سے پڑھے پھر ان دو رکعت کے بعد دو رکعت اور پڑھے جسکی پہلی رکعت میں دس آیت اول سورۃ البقر کی اور دو آیت والٰھکم الٰہ واحد آخر آیتوں تک اور پندرہ مرتبہ قل ہو اللہ احد اور دوسری رکعت میں آیۃ الکرسی اور آمن الرسول اور پندرہ مرتبہ قل ہو اللہ احد پڑھے اور پچھلی دو رکعتوں میں سورۃ الزمر و واقعہ پڑھے اور اسکے بعد جو نماز چاہے وہ پڑھے پھر اگر چاہے تو اسوقت نماز میں اپنے حزب سے کچھ پڑھے اور چاہے تو بیس خفیف رکعت پڑھے سورۂ اخلاص اور فاتحہ سے پڑھے اور جو عشائین میں موصلت دو رکعت سے کرے جنکو وہ طول دے تو اچھا ہی اور ان دو رکعتوں میں قیام کو قرآن سے طول دے کہ قرآن پڑھنے کے بعد اپنا حزب پڑھے یا مکرر ایسی آیت کو پڑھے جسمیں دعا ہو اور تلاوت جیسے کہ مکرر پڑھے ربنا علیک توکلنا والیک انبنا والیک المصیر یا کوئی اور آیت ہو جو اسکے معنی میں ہو تو یہ تلاوت اور نماز اور دعا کو جامع ہوگی کہ اسمیں جمعیت قصد اور ظفر بالفضل ہی پھر بعد از ان چار رکعت عشا کے قبل پڑھے اور بعد اسکے دو رکعتیں اپنے گھر پلٹ آوے یا اپنے کسی خلوت کے مکان میں اور چار رکعت اور پڑھے اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چار رکعت اپنے گھر میں جا کر بیٹھنے سے پہلے پڑھا کرتے تھے اور ان چار رکعت میں سورۂ لقمان اور یٰس اور حم دخان اور تبارک الذی پڑھے اور چاہے تو تخفیف اسمیں کرے تو اسمیں پڑھے آیۃ الکرسی اور آمن الرسول اور اول سورۂ حدید اور آخر سورۂ حشر اور چار رکعت کے بعد گیارہ رکعت نماز پڑھے جنمیں تین سو آیت قرآن شریف کی از ابتدا والسماء والطارق آخر قرآن تک پڑھے کہ اسمیں تین سو آیت ہیں۔ اسی طرح شیخ ابو طالب رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہی

اور چاہے تو اسقدر اس سے تھوڑی رکعتوں مین پڑھے اور جو سورۃ الملک سے آخر قرآن تک پڑھے اور وہ ہزار آیت ہین تو بڑی خیر کثیر ہی اور جو قرآن حفظ نہو تو ہر ایک رکعت مین پانچ مرتبہ قل ہو اللہ احد دس مرتبہ تک یا زیادہ اُس سے پڑھے اور تہجد کے آخر تک وتر کی تاخیر کرے الا اُسوقت کہ اپنے نفس پر اعتماد رکھتا ہو کہ اُسکی عادت تہجد کے لیے جاگنے کی ہی اور اس صورت مین وتر کی تاخیر آخر تہجد تک افضل ہی ۔ اور بعض آئمہ علما ایسے تھے کہ جب سونے سے پہلے وتر پڑھتے پھر تہجد پڑھنے کو کھڑے ہوتے تو ایک رکعت پڑھتے اور اپنے وتر کو ساتھ اُس رکعت کے شفع کر لیتے تھے پھر جسقدر چاہتے نفل پڑھتے اور اُسکے آخر مین وتر پڑھتے اور اگر وتر اول شب پڑھے تو بعد وتر کے دو رکعت مین بیٹھکر اذا زلزلت و الہٰکم التکاثر پڑھے اور کہا گیا ہی کہ دو رکعت کا بیٹھکر پڑھنا بمنزلہ ایک رکعت کے ہی جو کھڑے ہو کر پڑھے جیسے وتر کا شفع ہوتا ہی حتی کہ جب تہجد کا ارادہ کرے تو اُسے ادا کرے اور آخر تہجد مین وتر پڑھے اور ان دو رکعتوں کی نیت نفل کی ہی نیت ہی اور نہ دوسری اور بعضے آدمیوں کو مین نے دیکھا ہی کہ وہ اُنکی نیت کی کھوٹی مین گفتگو کیا کرتے ہین اور جو ہر شب مسبحات یعنی پانچ سورتین۔ سورۂ حدید۔ سورۂ حشر۔ سورۂ صف۔ سورۂ جمعہ۔ سورۂ تغابن پڑھے اور اُنکے ساتھ سورۂ اعلی کو ملائے تو چھ سورتین ہوجائینگی کہ ہر آئمہ علما ان سورتون کو پڑھا کرتے تھے اور اُنکے برکات کی امید رکھتے تھے سو جب کہ سونے سے اٹھے تو حسن ادب جاگنے کے وقت یہ ہی کہ اپنے باطن کو اللہ کی طرف لیجائے اور اپنی فکر امر اللہ کی طرف پھیرے قبل اسکے کہ فکر کو کسی شی مین ماسوی اللہ کے لگائے اور زبان ذکر مین مشغول ہو اسواسطے کہ صادق ایک بچہ کی

نشان ہی جو ایک شی کا حریص اور شیفتہ ہی جب وہ سوتا ہی تو اُسی شی کی محبت پر سوتا ہی اور جب وہ جاگیگا تو اُسی چیز کو مانگتا ہی جسکا دیوانہ ہی اور اسی حرص اور حل پر موت اور قیام حشر تک ہوگا تو چاہیے کہ انسان نظر کرے اور غور سے دیکھے جب وہ نیند سے اٹھے کہ اُسکا ارادہ کیا ہی اسواسطے کہ اسی طرح قبر سے اُٹھنے کے وقت ہوگا اگر اُسکا ارادہ اللہ ہی تو اُسکا وہی ارادہ ہی وگرنہ ارادہ اُسکا غیر اللہ ہی اور بندہ جب نیند سے جاگیگا تو اُسکا باطن طہارت فطرت کی طرف راجع اور عائد ہی تو چاہیے کہ باطن کو نہ چھوڑے کہ غیر ذکر اللہ کے متغیر ہو جب تک کہ اُسکا نور فطرت جسپر وہ جاگا ہی نہ جاتا رہے اور وہ اپنے پروردگار کی طرف اپنے باطن کے ساتھ فرار کرے اس خوف سے کہ مبادا ذکر اغیار رہو اور جسقدر روش معتاد کے ساتھ باطن وفا کرے اُسی قدر برق انوار اور وہ گند نفحات الٰہی کے صاف اور برگزیدہ ہونگے پس ضرور ہی کہ اُنکی طرف رات کے حصوں میں مائل اور متوجہ ہو اور جناب قربت اسکی امیدگاہ اور مرجع ہو جائے اور زبان سے کہے الحمد للہ الذی احیانا بعد ما اماتنا والیہ النشور اور سورۂ آل عمران کے آخر کی دس آیتیں پڑھے اسکے بعد پاک پانی کا قصد کرے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہی وینزل علیکم من السماء ماء لیطہرکم بہ اور آسمان سے اوپر تمہارے پانی نازل کرتا ہی تاکہ تم کو ساتھ اُس پانی کے پاک کرے اور حق عز وجل نے فرمایا ہی انزل من السماء ماء فسالت اودیۃ بقدرہا یعنی اللہ تعالیٰ نے آسمان سے پانی نازل کیا ساتھ اندازہ اپنے کے جنگل جاری ہوگئے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ پانی قرآن ہی اور جنگل قلوب ہیں سو وہ اپنے اندازہ سے جاری ہوگئے اور اُٹھا لیا اُس پانی میں سے

جسقدر انکی وسعت اور سمائی ہوتی اور پانی مطہر ہی اور قرآن مطہر ہی اور قرآن پاک
کرنے کے لائق تر ہی پانی تو اسکے قائم مقام دوسری چیز ہو جاتی ہی اور قرآن اور علم کے
قائم مقام دوسری کوئی چیز نہین ہوتی اور انکے نائب مناب کوئی چیز نہین اور پاک
پانی ظاہر کو پاک کرتا ہی اور علم و قرآن دونون باطن کو پاک کرتے ہین اور شیطان کی
نجاست کو دور کرتے ہین سو نیند غفلت ہی اور وہ آثار طبع سے ہی اور ضرور ہی یہ بات
کہ وہ پلیدی شیطان سے ہو اسوجہ سے کہ اسمین غفلت اللہ تعالی کی طرف سے ہی
اور یہ اسواسطے کہ اللہ تعالی نے حکم دیا کہ روے زمین سے ایک مٹھی بھر مٹی لائی
جاتے پس وہ مٹی زمین کی جلد تھی اور جلد کا ظاہر بشرہ ہی اور باطن اسکا آدمیت
ہی اللہ تعالی نے فرمایا ہی کہ مین ایک بشر مٹی سے پیدا کرنے والا ہون پس بشر اور بشیر
اسکے ظاہر اور صورت سے عبارت ہی اور آدمیت اسکے باطن اور آدمیت سے
عبارت ہی اور آدمیت اخلاق حمیدہ کا منبع ہی اور مٹی اسمین سکے قدم تلے کی زمین کی
ہوئی تھی اور اسی سبب سے ظلمت اور تاریکی حاصل کی اور یہ ظلمت آدمی کی طینت
مین خمیر اور معجون ہو گئی اور اسی سے صفات مذمومہ اور اخلاق ردیہ پیدا ہوئے اور
اسی سے غفلت اور سہو ہے پس جب وہ کہ پانی کو استعمال کیا اور قرآن کو پڑھا تو اسکے
دو مطہر اور پاک کرنیوالی چیزون کو لایا اور ان سے پلیدی شیطان دور ہوئی ہی
اور اثر اسکے روندنے کا جاتا ہی اور اسکے لیے طہارت ساتھ اور احاطہ جہل سے نکلنے کا
حکم کرتا ہی پس طہور پاکیزہ کا استعمال ہی للا امر ضروری ہی کہ اسمین قلب کے روشن
کرنے کی تاثیر ہی اور نیند کے مقابل ہی جو ایسا ظلمت ہی کہ اسکی تاثیر قلب کو
گدلا اور گندلا کرتی ہی اسواسطے اسکا اور اسکی ظلمت کو دور کرتا ہی اور اسی واسطے

بعضے علما نے آگ کی گرم کی ہوئی چیز سے وضو کو جائز رکھا ہے اور ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے نماز
مین قہقہہ لگانے سے وضو کرنے کا حکم دیا ہے اسوجہ سے کہ اسکو حکم طبعی قرار دیا جو گناہ
کو کھینچتا ہے اور گناہ شیطان کی ناپاکی ہے اور پانی شیطان کی ناپاکی کو دور کرتا ہے
یہانتک کہ بعضے علما غیبت اور جھوٹ کی وجہ سے وضو کرتے تھے اور غصہ کے وقت
اس سبب سے کہ نفس غلبہ اور ظہور کرتا ہے اور شیطان ایسے موقعون مین تصرف
کرتا ہے اور اگر محافظ پاسبان مراقب محاسب جب کبھی نفس کسی مباح چیزون مین خواہ
وہ کلام ہو یا ملاقات لوگون کی یا اسکے سوا دوسری چیزون کی طرف جائے منجملہ ان
چیزون کے جو عقد عزیمت کے کھو لینے کے باعث ہوجاتے ہیں کہ ان باتون مین غور کرنا جسکا کچھ حاصل
نہین ہے فعل مین ہو یا قول مین اور اسکے پیچھے تازہ وضو کرلے تو قلب اپنی طہارت اور
نزاہت پر ثابت و قائم ہو جائیگا اور البتہ وضو صفائی چشم باطن ہے اس بات کی
شناسائی مین جائیگا جو ہمیشہ اپنی ہلکی ہلکی حرکت سے بینائی کو روشن کرتی ہے اور اسکو نہین
جانتے مگر وہی لوگ جو عالم ہین لیکن فکر ان چیزون مین جنمین نے آگہی کی ہے تو اسکی
برکت اور اثر حاصل کریگا اور اگر وہ غسل کرڈالے اسوقت مین کہ جسم ماذونات
اور عوارض پیش آوین اور نیند سے جاگے تو وہ غسل زیادہ تر قلب کی تنویر مین موثر
ہوگا اور جو اثر ضرور زیادہ ہوگا کہ بندہ ہر ایک نماز فریضہ کے لیے غسل کرے اس
حالت مین کہ وہ اپنے مسائل کو اسمین صرف کرنے والا ہو کہ مناجات الٰہی اور سرگوشی
مین مستعد اور سرگرم ہو اور توبہ اور صدق انابت سے غسل باطن کو تازہ اور تجدید کرے
اور جو اثر اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے منیبین الیہ واتقوہ واقیموا الصلوۃ انابت اور
رجوع کو مقدم کیا ہے اسلیے کہ وہ نماز مین داخل ہو کر اللہ تعالیٰ کی حکمت

اور حکم حنیفہ نے جو آسان اور سہل ہی یہ بات ہی کہ حرج اور تنگی کو دور کر دیا اور وضو سے غسل کا معاوضہ کر دیا اور بفروضات کو ایک وضو سے ادا کرنا جائز کر دیا تاکہ گروہ امت سے حرج دور ہو۔ اور جو لوگ کہ خواص اور اہل عزیمت ہیں انکے لیے انکے باطنوں سے بہت مجبور ساتے ہین کہ انبیاء اولی کے ساتھ عمل کرتے ہین اور انکو طریق اعلیٰ کے جانے پر مضطرب کرتے ہین۔ پھر جسوقت کہ نماز مین کھڑا ہوا ور تہجد کو شروع کرنا چاہے تو کہے اللہ اکبر کبیرا والحمد للہ کثیرا وسبحان اللہ بکرۃ واصیلا اور کہے سبحان اللہ والحمد للہ الکلمات دس مرتبہ اور کہے اللہ اکبر ذو الملک والملکوت والجبروت والکبریاء والعظمۃ والجلال والقدرۃ اللہم لک الحمد انت نور السموات والارض ولک الحمد انت بہاء السموات والارض ولک الحمد انت قیوم السموات والارض ولک الحمد انت رب السموات والارض ومن فیہن ومن علیہن انت الحق ومنک الحق ولقاءک حق والجنۃ حق والنار حق والنبیون حق ومحمد علیہ السلام حق اللہم لک اسلمت وبک آمنت وعلیک توکلت وبک خاصمت والیک حاکمت فاغفر لی ما قدمت وما اخرت وما اسررت وما اعلنت انت المقدم وانت المؤخر لا الہ الا انت اللہم آت نفوسنا تقواہا وزکہا انت خیر من زکاہا انت ولیہا ومولاہا اللہم اہدنی لاحسن الاخلاق لا یہدی لاحسنہا الا انت واصرف عنی سیئہا لا یصرف عنی سیئہا الا انت اسالک مسئلۃ البائس المسکین وادعوک دعاء الفقیر الذلیل فلا تجعلنی بدعائک رب شقیا وکن لی رؤفا رحیما یا خیر المسئولین ویا اکرم المعطین۔ پھر دو رکعت نماز تحیۃ الوضو کی پڑھے پہلی رکعت مین سورۂ فاتحہ کے بعد آیت ولو انہم اذ ظلموا انفسہم اور دوسری رکعت مین ومن یعمل

سوء او یظلم نفسہ ثم یستغفر اللہ یجد اللہ غفوراً رحیماً اور دو رکعت کے بعد استغفار چند مرتبہ پڑھے بعد ازان نماز دو ہلکی رکعتون سے شروع کرے چاہے تو ان دونون مین آیۃ الکرسی اور آمن الرسول پڑھے اور چاہے سوا اسکے اور کچھ پڑھے بعد اسکے دو رکعت دراز نماز کی ادا کرے اسی طرح حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی گئی کہ آپ اس طرح نماز تہجد پڑھا کرتے پھر دو رکعت دراز نماز کی جو پہلے سے چھوٹی ہون پڑھے اور اسی طرح درجہ بدرجہ اترتا چلا آئے یہانتک کہ بارہ یا آٹھ رکعت نماز پڑھے یا اسپر بڑھائے اسواسطے کہ اسمین بہت فضیلت ہے اور اللہ تعالے دانا تر ہے

اڑتالیسوان باب قیام شب کی تقسیم مین ہے

اللہ تعالی نے فرمایا ہے والذین یبیتون لربہم سجداً وقیاماً یعنی اور وہ لوگ کہ گذارتے ہین رات کو واسطے رب اپنے کے سجدہ کرتے ہوے اور کھڑے اور بعضے علما نے فلا تعلم نفس ما اخفی لہم من قرۃ اعین جزاء بما کانوا یعملون کی تفسیر مین کہا ہے کہ عمل انکا قیام شب تھا اور بعضے علما نے آیت استعینوا بالصبر والصلوۃ کی تفسیر مین کہا ہے کہ صلوۃ سے مراد صلوۃ لیل ہے جو مجاہدہ نفس اور مصابرت دشمن پر ہے اور حدیث مین آیا ہے علیکم بقیام اللیل فانہ مرضاۃ لربکم یعنی اپنے اوپر قیام شب کو لازم کرو اسواسطے کہ وہ تمہارے رب کو پسندیدہ ہے اور وہ آداب اور قاعدہ ہے صالحین کا جو تم سے پہلے تھے اور گناہون سے باز رکھنے کا آلہ ہے اور معاصی کا تباہ کرنے والا ہے اور مکر شیطانی کا دفع کرنے والا اور بدن سے دکھ کا

نکالنے والا ہے - اور صالحین کی ایک جماعت ایسی تھی کہ وہ ساری رات قیام کرتی تھی یہاں تک کہ چالیس تابعین سے نقل کی گئی ہے کہ وہ صبح کی نماز عشا کے وضو سے پڑھا کرتے تھے انھیں میں سے سعید بن مسیب اور فضیل بن عیاض اور وہیب بن الورد اور ابو سلیمان دارانی اور علی بن بکار اور حبیب عجمی اور کہمس بن المنہال اور ابو حازم اور محمد بن المنکدر اور ابو حنیفہ رحمہم اللہ اور انکے سوا ہیں جنکو شیخ ابو طالب مکی نے اپنی کتاب قوت القلوب میں شمار کیا اور انکے نام اور انکے نسب لکھے ہیں - پھر جو شخص اس سے عاجز ہو تو اسکو دو ثلث یا ایک ثلث شب مستحب اور مستحباب سے اقل مرتبہ رات کا ایک چھٹا حصہ ہے اور یا یہ ہے کہ پہلے تہائی رات میں سوئے اور آدھی رات قیام کرے اور پچھلا چھٹا حصہ رات کا رہتا ہے اس میں سوئے یا کہ اول نصف شب سو رہے اور شب کی ایک تہائی میں قیام کرے اور ایک چھٹا حصہ رات کا جو رہے اسمیں سو رہے - اور روایت ہے کہ داؤد علیہ السلام نے کہا اے میرے پروردگار میں چاہتا ہوں کہ تیری عبادت کروں سو میں کس وقت قیام کروں تو اللہ تعالی نے اسکو وحی بھیجی کہ اے داؤد نہ رات کے اول میں قیام کر اور نہ اسکے آخر میں اسواسطے کہ جس شخص نے اسکے اول میں قیام کیا تو اسکے آخر میں سو رہا اور جو آخر میں کھڑا ہوا وہ اول میں رہ گیا ولیکن رات کے وسط میں قیام کر تاکہ تو مجھ سے خلوت رکھے اور میں تیرے ساتھ خلوت رکھوں اور میرے سامنے اپنی حاجتیں پیش کر اور دو نیندوں کے درمیان قیام ہو کہ نہ اول شب نفس غلبہ کرے گا اور نوافل پڑھے پھر جب نیند غالب ہو تو سو رہے پھر جب جاگے تو وضو کرے اور اسکے لیے دو قیام ہونگے اور دو نیند ہونگی اور یہ امر اسکے

اس فعل سے جو کر رہا ہی افضل ہوگا اور نماز اُسوقت نہ پڑھے کہ اُسے نیند آرہی ہو
جو نماز اور تلاوت سے اُسکو فارغ اور بے فکر کردے اُسوقت کہ وہ سمجھے جو وہ
کہتا ہی۔ اور ہمارے نزدیک حدیث مین وارد ہوا ہی کہ سختی مین تمام رات آپ کو نہ ڈالو۔ اور جناب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی گئی کہ فلانی عورت رات کو نماز پڑھتی ہی پھر
جب اُسپر نیند غلبہ کرتی ہی تو وہ ایک رسی مین لٹک جاتی ہی سو جناب رسول اللہ
نے اس فعل سے باز رکھا اور فرمایا کہ چاہیے کہ رات کو تم مین سے جو کوئی نماز پڑھے
تو جسقدر کہ آسان اور سہل ہو اور جب اُسپر نیند غالب ہو تو چاہیے کہ سو رہے۔ اور حضرت
علیہ السلام نے فرمایا کہ اس دین مین بہت شدت اور سختی نہ کھینچو اسواسطے کہ وہ
مضبوط ہی اور جو کوئی اسمین سختی کھینچتا ہی تو اُسپر غالب آتا ہی اور اللہ کی عبادت کو
مبغوض اپنے نفس کا نہ کرو اور طالب کے لائق یہ بات نہین ہی اور نہین ضرور ہی کہ
طلوع فجر ہو اور وہ پڑا سوتا ہو مگر یہ کہ ہمارے نزدیک رات مین اُسکے قیام مین طول ہوا تو
اسمین وہ معذور ہوتا ہی اسکے علاوہ کہ جب وہ فجر سے پہلے ایک ساعت جاگے ساتھ
اسکے کہ تھوڑا قیام اسکا رات مین ہوا تو یہ افضل اس سے ہی کہ قیام طویل کیا اور
فجر نکلنے کے بعد تک سوتا رہا پس اگر فجر سے جاگا استغفار اور تسبیح کثرت سے
پڑھے اور اس ساعت کو غنیمت سمجھے اور جب کبھی رات مین نماز پڑھے تو ہر دو رکعت
بعد تھوڑا بیٹھے اور تسبیح اور استغفار کرے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود
بھیجے کیونکہ اس سے وہ قیام پر راحت اور قوت پائیگا۔ اور ہمارے نزدیک بعض بھائیون
کہا کرتے کہ یہ پہلی نیند ہی سو اگر مین جاگون بعد ازان دوسری نیند سوؤن تو
اللہ تعالے میری آنکھ کو نہ سلائے۔ اور مجھسے بعض فقرا نے اپنے شیخ کی حکایت

کی کہ وہ اپنے یارون کو رات مین ایک نیند لینے کا اور رات دن مین ایک دفعہ
کھانا کھانے کا امر کیا کرتا۔ اور ہر آئنہ حدیث مین وارد ہوا ہی کہ رات کو اٹھو اگرچہ
اسی قدر ہو کہ جتنے مین بکری کا دودھ دوہے اور بعضون نے کہا ہی کہ یہ مقدار
چار رکعت اور دو رکعت کے برابر ہی۔ اور بعضون نے اس آیت کی تفسیر مین تؤتی
الملک من تشاء وتنزع الملک ممن تشاء کہا کہ مراد ملک سے قیام لیل ہی اور
اور جو شخص کسل اور فتور عزیمت کے سبب یا استحقار کے باعث قیام شب
سے محروم رہا سو اسواسطے کہ اسکو شمار اور اعتداد مین کم رکھا یا اپنے حال پر فریفتہ
اور مفتون ہوا تو سزاوار ہی کہ اسپر گریہ کی جائے اسواسطے کہ حقیقت مین خیر و برکت کا
ایک بڑا راستہ اس سے قطع کیا گیا اور کبھی ارباب احوال سے ایسے بھی ہوتے ہین
کہ مقام قرب اسکا مادے ہو اور ایسی چیز پاتا ہی فراخی عیش سے کہ داعیہ شوق
مین موجب فتور ہی اور وہ دیکھتا ہی کہ قیام شب ایک وقوف مقام شوق مین ہی
اور اسمین بہت لوگ مدعیون مین سے مغالطہ مین پڑتے ہین اور ہلاک ہوتے ہین
اور جسکے لیے یہ امر ہو تو اسکو چاہیے کہ اس بات کو جانے کہ ہمیشہ کے لیے
اس حالت شوق کا رہنا متعذر ہی اور آدمی کو قصور اور پس ماندگی اور نشیبہ پیش
آتا ہی اور حال آنکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حال سے بڑھکر کوئی
حالت نہین ہی کہ آپ نے قیام شب سے کبھی بے پروائی نہین کی اور آپ
کھڑے رہے یہانتک کہ آپکے دونون پانون ورم کرآئے اور اس مسئلہ مین
بعضے بحث کرنے والے کہتے ہین کہ ہر آئنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
یہ فعل بحکم تشریع کیا ہی یعنی جس طرح مویشی کو پانی کے گھاٹ پر لانے

اور بلاتے ہین اسی طرح آپ بھی نفس کو عبادت کے بعد واپس لاتے تھے تو ہم کہتے ہین
کہ ہمین کیا ہوا ہے اور ہمارا کیا حال ہے جو ہم اسکی تشریح اور سنت کا اتباع
اور تقلید نہ کرین اور یہ ایک بہت باریک بات ہے پس اسکے معلوم ہوگا کہ ترک
قیام مین فضیلت کا دیکھنا اور حضرت قرب مین جگہ پانے کا دعویٰ کرنا اور
سونے اور جاگنے کو اپنے اوپر برابر کر دینا امتلا اور ابتلاے حال سے ہے اور
بندہ کا مقید ہونا حال سے ہے اور بندہ مین حال کے واسطے نفس کا حاکم کر دینا
اور حال کی طرف سے حکم کا لے جانا اور اصحاب قوت مین حال حکم نہین کرتا
اور حال کو اعمال کی صورتون مین گھما لاتے ہین اس صورت مین وہ لوگ
حال مین تصرف کرنے والے ہین نہ یہ کہ حال انہین تصرف کرنے والا ہوا اور بندہ
کو یہ امر جان لینا چاہیے - اسواسطے کہ ہم نے صحیح لوگون سے جو کہ کم عبادت
رکھتے تھے بعض کو دیکھا ہے جو اسمین رہے ہین بعد ازان ہم کو بتائید الٰہی
منکشف ہوا کہ یہ امر وقوف اور قصور ہے - ایک شخص نے حسن رضی اللہ عنہ سے
کہا کہ اے ابا سعید مین تندرست رات بسر کرتا ہون اور قیام شب کو دوست رکھتا ہون
اور وضو کے لیے پانی کو اپنے پاس رکھتا ہون پھر کیا حال ہے کہ مین قیام شب
نہین کرتا آپ نے فرمایا کہ تیرے گناہون نے تجھے قید کر رکھا ہے تو چاہیے کہ بندہ
اپنے دن مین ان گناہون سے بچے جو رات کو قید کرتے ہین - اور
ثوری رحمہ اللہ نے کہا کہ مین سات مہینے ایک گناہ کے سبب جو مین نے
کیا تھا قیام شب سے محروم رہا انسے سوال کیا گیا کہ وہ کیا گناہ تھا کہا مین نے ۱۹۰
ایک شخص کو روتا ہوا دیکھا تو اپنے دل مین کہا کہ یہ شخص ریاکار ہے - اور

بعضے صوفیہ نے کہا ہی کہ مین کہ زین دبرہ پر گذرا اور وہ اُسوقت رو رہا تھا مین نے کہا
کہ تیرا کیا حال ہی آیا تیرے کسی شخص کے کتبے قبیلے سے خبر وفات آئی ہی تو اُسنے کہا کہ اُس سے
بھی سخت تر پھر مین نے کہا کوئی درد ہی جو الم پہونچاتا ہی کہا کہ اس سے بھی سخت تر پھر پوچھا
مین نے کہ وہ کیا ہی کہا کہ میرا دروازہ بند ہی اور پردہ میرا لٹکا ہوا ہی اور مین نے اپنا
ایک رات کا وظیفہ نہین پڑھا اور یہ نہین ہی مگر کسی ایک گناہ کے سبب سے جسکو
مین نے کیا ہی - اور علماے بعضون نے کہا ہی کہ احتلام ایک عذاب گناہ کا ہی اور
یہ صحیح ہی اسواسطے کہ مرد بیدار کم غفلت اپنے حسن تحفظ سے اور اپنے حال کے علم سے اسکی
قدرت اور اختیار رکھتا ہی کہ احتلام کا سدباب کرے اور احتلام نہین راہ پاتا مگر اُس
شخص کی طرف جو اپنے حال سے ناواقف اور جاہل ہو یا اپنے علم وقت اور ادب حال کو
اُسنے مہمل چھوڑا ہوا اور جسکا حسن تحفظ اور رعایت اور ادب حال کا قیام کامل ہوا ہو
تو کبھی اُسکے گناہ سے جو موجب احتلام ہو تکیہ پر سر رکھتا ہی جب کہ وہ تکیہ چھوڑنے مین
صاحب عزیمہ ہو - اور جو شخص کہ یہ گناہ اُسکا نہو اور اُسکے لیے یہ نیت ہو کہ قیام پر اُسکو
مدد پہونچے وہ کبھی سونے کے لیے تیاری کرتا ہی اور تکیہ پر سر رکھتا ہی - اور یہ کبھی بعض
آدمیون کی نسبت گناہ ہوتا ہی پس ہر گاہ کہ یہ مقدار صلاحیت اسکی رکھتی ہی کہ وہ
ایک گناہ ہی جو احتلام کی کشش کرتا ہی تو اسپر قیاس احوال گناہون کا کر کہ وہ مخصوص
اُنکے ارباب سے ہین اور اُنکو اصحاب اُنکے پہچانتے ہین - اور جب کہ وہ عالم صاحب
نیت ہو جو مداخل اور مخارج کو جانتا اور پہچانتا ہی تو وہ انواع واقسام کے رفق و
مدارات کے ساتھ مثل بستر مجامعت اور تکیہ زنی کے رعایت کیا جاتا ہی اور احتلام
وغیرہ اپنے فعل پر مواخذہ او معذب نہین کیا جاتا - اور بہت سے سونے والے ہین

جو قیام شب کرنے والے پر سبقت لیجاتے ہیں اس سبب سے کہ انکو علم وافر اور نیت اُسکی نیک ہے- اور حدیث میں وارد ہے کہ جب بندہ سوتا ہے تو شیطان اسکے سر پر تین گرہ لگا دیتا ہے پس اگر وہ اُٹھ بیٹھا اور اللہ تعالی کا ذکر کیا تو اسکی ایک گرہ کھل جاتی ہے اور اگر اُسنے وضو کیا تو دوسری گرہ کھل جاتی ہے اور اگر دو رکعت نماز پڑھی تو سب گرہیں کھل جاتی ہیں اور وہ صبح کو خوش دل پاک نفس اُٹھتا ہے ورنہ کاہل اور آلودہ نفس صبح کرتا ہے اور دوسری حدیث میں ہے کہ اگر کوئی شخص سوتا رہے تو شیطان اُسکے کان میں بول کرتا ہے اور جو چیزیں کہ قیام شب کی مخل ہوتی ہیں وہ کثرت اہتمام امور دنیا اور کثرت اشتغال دنیوی اور اعضا و جوارح کا ماندہ ہونا اور کھانے سے امتلا اور بہت اور بیہودہ کلام اور شور و غل کی کثرت اور خواب چاشت کا چھوڑ دینا ہے- اور صاحب توفیق وہ شخص ہے کہ اپنے وقت کو غنیمت سمجھے اور اپنا درد اور اپنی دوا کو جانے اور فروگذاشت نہ کرے کہ وہ خود مخل ہو جائے

انچاسواں باب دن کے استقبال اور آئین ادب و عمل کے بیان میں ہے

اللہ تعالی نے پیغمبر علیہ السلام کو حکم دیا کہ نماز کو دن کے دونوں طرف میں قائم رکھو مفسرین نے اسپر اجماع اور اتفاق کیا ہے کہ اللہ تعالی کے طرفین سے فجر مراد ہے اور نماز فجر کا حکم دیا ہے اور دوسری طرف میں انھوں نے اختلاف کیا ہے ایک قوم نے کہا کہ مراد اس سے مغرب ہے اور دوسری قوم نے کہا نماز عشا ہے اور ایک قوم کا قول ہے کہ نماز فجر و ظہر ایک طرف ہے اور نماز عصر و مغرب ایک طرف ہے اور زلفا من اللیل نماز عشا ہے بعد ازاں اللہ تعالی نے نماز کی بڑی برکت اور اسکے فائدہ و ثمرہ سے خبر دی ہے اور فرمایا کہ نیکیاں

پھر انہوں کو بیچاتی اور دور کرتی ہیں یعنی پانچوں وقت کی نمازیں گناہوں کو دور کرتی ہیں
اور روایت ہے کہ ابو البشر کعب بن عمرو انصاری کھجوریں بیچا کرتے تھے سو ایک عورت
آئی جو کھجوریں خریدا چاہتی تھی سو اُس سے کہا کہ یہ کھجوریں اچھی نہیں ہیں اور اس سے
اچھی میرے گھر میں ہیں کیا تجھے اُنکی خواہش ہے عورت نے کہا کہ ہاں سو وہ اُسے اپنے
گھر لے گئے اور اُس سے لپٹ گئے اور اُسکی چوما چاٹ کی عورت نے اُنسے کہا کہ خدا
سے ڈر تو اُسے چھوڑ دیا اور پشیمان ہوئے اُسکے بعد وہ نبی علیہ السلام کے پاس آئے اور
کہا یا رسول اللہ کیا آپ فرماتے ہیں اس شخص کے حق میں جسنے غیر عورت سے بُری
خواہش کی اور جو کچھ کہ عورتوں کے ساتھ مرد کرتے ہیں اُنمیں سے کوئی بات باقی نہ رکھی
بلکہ اُسکا ارتکاب کیا بجز اسکے کہ اُس سے مجامعت نہیں کی عمر بن الخطاب نے کہا
ہر آئنہ اللہ تعالی نے تیرے اوپر پردہ کیا اگر تو نے اپنے نفس پر پردہ کیا اور حضرت رسول
صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے کچھ جواب نہ دیا اور فرمایا میرے پروردگار کے حکم کا منتظر
رہو اور عصر کی نماز کا وقت آگیا اور حضرت نبی علیہ السلام والسلام نے عصر کی نماز پڑھی
پھر جبکہ آپ فارغ ہوئے تو جبرئیل علیہ السلام یہ آیت لائے وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ طَرَفَیِ النَّہَارِ وَ
زُلَفًا مِّنَ الَّیْلِ اِنَّ الْحَسَنٰتِ یُذْہِبْنَ السَّیِّاٰتِ حضرت نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ کہاں ہے
ابو البشر انہوں نے کہا میں حاضر ہوں یا رسول اللہ آپ نے فرمایا کہ تو ہمارے ساتھ اس نماز
میں موجود تھا عرض کی ہاں حاضر تھا آپ نے فرمایا جاؤ کہ یہ نماز کفارہ اس عمل کی ہے جو
تو نے کیا تھا حضرت عمر نے کہا یہ خاص حکم اُسکے لیے ہے یا ہمارے لیے عام حکم ہے تو آپ نے
فرمایا بلکہ عام سب کے لیے ہے سو بندہ فجر کی نماز کے واسطے پوری طہارت کرکے صبح نکلنے
سے پہلے تیار ہووے اور فجر کا تہجد یا شہادت سے استقبال کرے جیسا کہ ہم نے

اور احسن یہ ہے جیسا کہ ذکر کیا ہے کہ مؤذن اذان دے اگر مؤذن کی اجابت نہ کی ہو تو اسکے بعد دو رکعت فجر کی ادا کرے پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد قل یا ایہا الکافرون اور دوسری رکعت میں قل ہو اللہ احد پڑھے اور جو چاہے تو پہلی میں قولوا آمنا باللہ وما انزل الآیۃ سورہ بقرکی اور دوسری میں ربنا آمنا بما انزلت واتبعنا الرسول پڑھے بعد از استغفار اور تسبیح پڑھے جسقدر تعداد میں آسکے آسان معلوم ہو اور اگر صرف کلمہ استغفر اللہ الذی سبحان اللہ وبحمدہ پر اقتصار کرے تو اسکا مقصود تسبیح اور استغفار کا حاصل ہو گیا اسکے بعد کہے اللھم صل علی محمد وعلی آل محمد اللھم اسالک رحمۃ من عندک تھدی بھا قلبی وتجمع بھا شملی وتلم بھا شعثی وترد بھا الفتی وتصلح بھا دینی وتحفظ بھا غائبی وترفع بھا شاھدی وتزکی بھا عملی وتبیض بھا وجھی وتلھمنی بھا رشدی وتعصمنی بھا من کل سوء اللھم اعطنی ایمانا صادقا ویقینا لیس بعدہ کفر ورحمۃ انال بھا شرف کرامتک فی الدنیا والآخرۃ اللھم انی اسالک الفوز عند القضاء ومنازل الشھداء وعیش السعداء والنصر علی الاعداء ومرافقۃ الانبیاء اللھم انی انزل بک حاجتی وان قصر رایی وضعف عملی وافتقرت الی رحمتک واسالک یا قاضی الامور ویا شافی الصدور کما تجیر بین البحور ان تجیرنی من عذاب السعیر ومن دعوۃ الثبور ومن فتنۃ القبور اللھم ما قصر عنہ رایی وضعف فیہ عملی ولم تبلغہ نیتی وامنیتی من خیر وعدتہ احدا من عبادک او خیر انت معطیہ احدا من خلقک فانا نرغب الیک فیہ ونسالک یا رب العالمین اللھم اجعلنا ھادین مھتدین غیر ضالین ولا مضلین حربا لاعدائک وسلما لاولیائک نحب بحبک الناس ونعادی بعداوتک من خالفک من خلقک اللھم ھذا الدعاء ومنک الاجابۃ وھذا الجھد وعلیک التکلان انا للہ وانا الیہ راجعون ولا حول

ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم ذی الحبل الشدید والامر الرشید اسألک الامن یوم الوعید
والجنۃ یوم الخلود مع المقربین الشہود والرکع السجود والموفین بالعہود انک رحیم ودود
وانک تفعل ما ترید سبحان من تعطف العز وقال بہ سبحان من لبس المجد وتکرم بہ سبحان الذی
لا ینبغی التسبیح الا لہ سبحان ذی الفضل والنعم سبحان ذی المجد والکرم سبحان الذی
احصی کل شیء بعلمہ اللہم اجعل لی نوراً فی قلبی ونوراً فی قبری ونوراً فی سمعی ونوراً فی بصری
ونوراً فی شعری ونوراً فی بشری ونوراً فی لحمی ونوراً فی دمی ونوراً فی عظامی ونوراً من بین
یدی ونوراً من خلفی ونوراً عن یمینی ونوراً عن شمالی ونوراً من فوقی ونوراً من تحتی
اللہم زدنی نوراً واعطنی نوراً واجعل لی نوراً۔ اور اس دعا میں بڑا اثر ہے اور میں نے
کسی کو نہیں دیکھا جسکا یہ وظیفہ ہو مگر یہ کہ اسکے پاس خیر ظاہر اور برکت ہے اور وہ وصیت
صادقین سے ہے جو بعض نے بعض کو اسکے حفظ اور محافظت کے لیے کی جناب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے کہ آپ اسے نماز فجر کے فرض و سنت کے درمیان پڑھا کرتے
پھر مسجد میں جماعت کی نماز کا قصد فرماتے اور گھر سے باہر نکلنے کے وقت کہتے وقل رب
ادخلنی مدخل صدق واخرجنی مخرج صدق واجعل لی من لدنک سلطاناً نصیراً اور راستہ
میں کہتے اللہم انی اسألک بحق السائلین علیک وبحق ممشای ہذا الیک لم اخرج اشراً
ولا بطراً ولا ریاءً ولا سمعۃ خرجت اتقاء سخطک وابتغاء مرضاتک اسألک ان تنقذنی من
النار وان تغفر لی ذنوبی انہ لا یغفر الذنوب الا انت۔ ابو سعید خدری نے روایت کی ہے کہ
جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص اسکو پڑھے جبکہ وہ نماز کے
لیے باہر نکلے اللہ ستر ہزار فرشتے اسپر تعینات کرتا ہے کہ وہ اسکے لیے استغفار کرتے
ہیں اور اللہ تعالیٰ اپنے وجہ کریم کے ساتھ اسکا اقبال کرتا ہے یہاں تک کہ وہ نماز کو

اور جب مسجد میں داخل ہو یا نماز کے لیے سجادہ پر آوے تو کہے بسم اللہ والحمد للہ والصلوٰۃ
والسلام علی رسول اللہ اللہم اغفرلی ذنوبی وافتح لی ابواب رحمتک اور داہنا پاؤں
دخول کے وقت اور بایاں پاؤں مسجد یا سجادہ سے باہر نکلتے وقت رکھے کہ صوفی کا
سجادہ بمنزلہ گھر اور مسجد کے ہے پھر صبح کی نماز جماعت سے پڑھے اور جب سلام
پھیرے تو کہے لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد یحیی ویمیت وھو حی لا یموت
بیدہ الخیر وھو علی کل شیء قدیر لا الہ الا اللہ وحدہ صدق وعدہ ونصر عبدہ واعز جندہ
وھزم الاحزاب وحدہ لا الہ الا اللہ اہل النعمۃ والفضل والثناء الحسن لا الہ الا اللہ ولا نعبد
الا ایاہ مخلصین لہ الدین ولو کرہ الکافرون۔ اور یہ پڑھے ھو اللہ الذی لا الہ
الا ھو الرحمن الرحیم ہنا تو سے ہیم آخر تک پھر جب اس سے فارغ ہو تو کہے اللہم
صل علی محمد عبدک ونبیک ورسولک النبی الامی وعلی آل محمد صلوٰۃ تکون لک رضاء
ولحقہ اداء واعطہ الوسیلۃ والمقام المحمود الذی وعدتہ واجزہ عنا ما ھو اھلہ واجزہ
عنا افضل ما جازیت نبیا عن امتہ وصل علی جمیع اخوانہ من النبیین والصدیقین والشہداء
والصالحین اللہم صل علی محمد فی الاولین وصل علی محمد فی الآخرین وصل علی محمد الی یوم
الدین اللہم صل علی روح محمد فی الارواح وصل علی جسد محمد فی الاجساد واجعل شرائف
صلواتک ونوامی برکاتک ورأفتک ورحمتک وتحیاتک ورضوانک علی محمد عبدک ونبیک
ورسولک اللہم انت السلام ومنک السلام والیک یعود السلام فحینا ربنا بالسلام و
ادخلنا دار السلام تبارکت یا ذا الجلال والاکرام اللہم انی اصبحت لا استطیع دفع ما اکرہ
ولا املک نفع ما ارجو واصبح الامر بید غیری واصبحت مرتہنا بعملی فلا فقیر افقر منی اللہم
لا تشمت بی عدوی ولا تسؤ بی صدیقی ولا تجعل مصیبتی فی دینی ولا تجعل الدنیا

اکبر ہمی ولا تسلط علی من لا یرحمنی اللہم ہذا خلق جدید فافتحہ علی بطاعتک واختمہ لی
بمغفرتک ورضوانک وارزقنی فیہ حسنۃ تقبلہا منی وزکہا وضعفہا وما عملت فیہ من سیئۃ
فاغفر لی انک غفور رحیم ودود رضیت باللہ ربا وبالاسلام دینا وبمحمد صلی اللہ علیہ وسلم
نبینا اللہم اسالک خیر ہذا الیوم وخیر ما فیہ واعوذ بک من شرہ وشر ما فیہ واعوذ بک
من شر طوارق اللیل والنہار ومن بغتات الامور وفجاءات الاقدار ومن شر
کل طارق یطرق الا طارقا یطرق منک بخیر یا رحمن الدنیا والاخرۃ ورحیمہما
واعوذ بک ان اذل او اذل او اضل او اضل او اظلم او اظلم او اجہل او یجہل
علی عز جارک وجل ثناءک وتقدست اسماءک وعظمت نعماءک اعوذ بک
من شر ما یلج فی الارض وما یخرج منہا وما نزل من السماء وما یعرج فیہا اعوذ بک
من عدوۃ الحرص وشدۃ الطمع وسورۃ الغضب وسنۃ الغفلۃ وتعاطی الکلفۃ
اللہم انی اعوذ بک من مباہاۃ المکثرین والازراء علی المقلین وان انصر
ظالما واخذل مظلوما وان اقول فی العلم بغیر علم او اعمل فی الدین بغیر
یقین اعوذ بک ان اشرک بک وانا اعلم واستغفرک لما لا اعلم اعوذ بعفوک
من عقابک واعوذ برضاک من سخطک واعوذ بک منک لا احصی ثناء
علیک انت کما اثنیت علی نفسک اللہم انت ربی لا الہ الا انت خلقتنی
وانا عبدک وانا علی عہدک ووعدک ما استطعت اعوذ بک من شر ما
صنعت ابوء لک بنعمتک علی وابوء بذنبی فاغفر لی فانہ لا یغفر الذنوب
الا انت اللہم اجعل اول یومنا ہذا صلاحا واخرہ نجاحا واوسطہ فلاحا اللہم
اجعل اولہ رحمۃ واوسطہ نعمۃ واخرہ تکرمۃ اصبحنا واصبح الملک للہ والعظمۃ

والکبریاء لله والجبروت والسلطان لله والليل والنهار وما سكن فيهما
لله الواحد القهار اصبحنا على فطرة الاسلام وكلمة الاخلاص وعلى دين
نبينا محمد صلى الله عليه وسلم وملة ابينا ابراهيم حنيفا مسلما وما كان من المشركين
اللهم انا نسألك بان لك الحمد لا اله الا انت الحنان المنان بديع السموات
والارض ذو الجلال والاكرام انت الاحد الصمد الذي لم يلد ولم يولد و
لم يكن له كفوا احد يا حي يا قيوم يا حي حين يا حي في ديمومة ملكه وبقائه يا حي محيي الموتى
يا حي مميت الاحياء ووارث الارض والسماء اللهم اني اسألك باسمك
بسم الله الرحمن الرحيم وباسمائك الله لا اله الا هو الحي القيوم
لا تاخذه سنة ولا نوم اللهم اني اسألك باسمك الاعظم الاجل الاعز الاكرم
الذي اذا دعيت به اجبت واذا سئلت به اعطيت يا نور النور يا مدبر
الامور يا عالم ما في الصدور يا سميع يا قريب يا مجيب الدعاء يا لطيفا لما
يشاء يا رؤف يا رحيم يا كبير يا عظيم يا الله يا رحمن يا ذو الجلال والاكرام
الم الله لا اله الا هو الحي القيوم وعنت الوجوه للحي القيوم ويا اسمي واله
كل شيء الها واحدا لا اله الا انت اللهم اني اسألك باسمك يا الله الله
الله الله الله الذي لا اله الا هو رب العرش العظيم فتعالى الله الملك
الحق لا اله الا هو رب العرش الكريم انت الاول والآخر والظاهر
والباطن وسعت كل شيء رحمة وعلما كهيعص حم عسق الم الر ن يا واحد
يا قهار يا عزيز يا جبار يا احد يا صمد يا ودود يا غفور هو الله الذي لا اله
الا هو عالم الغيب والشهادة هو الرحمن الرحيم لا اله الا انت سبحانك

انی کنت من الظالمین اللھم اعوذ بک باسمک المکنون المخزون المعتزل
السلام المطہر الطاہر القدوس المقدس یا دہر یا دہور یا دیہار یا ابد یا ازل
یا من لم یزل ولا یزال ہو یا ہو لا الہ الا ہو یا من لا ہو الا ہو یا من لا یعلم ما ہو الا
ہو یا کان یا کینان یا روح یا کائن قبل کل کون یا کائن بعد کل کون یا مکونا
لکل کون اہیا شراہیا ادونای اصباؤت یا مجلی عظائم الامور فان تولوا
فقل حسبی اللہ لا الہ الا ہو علیہ توکلت وہو رب العرش العظیم لیس کمثلہ شئ
وہو السمیع البصیر اللھم صل علی محمد وعلی آل محمد کما صلیت علی ابراہیم وعلی آل
ابراہیم وبارک علی محمد وعلی آل محمد کما بارکت علی ابراہیم وآل ابراہیم انک حمید
مجید اللھم انی اعوذ بک من علم لا ینفع وقلب لا یخشع ودعاء لا یسمع اللھم انی اعوذ بک
من فتنة الدجال وعذاب القبر ومن فتنة المحیا والممات اللھم انی اعوذ بک
من شر ما علمت وشر ما لا اعلم واعوذ بک من شر سمعی وبصری ولسانی وقلبی اللھم
انی اعوذ بک من القسوة والغفلة والذل والمسکنة واعوذ بک من الفقر
والکفر والفسوق والشقاق والنفاق وسوء الاخلاق وضیق الارزاق والسمعة
والریاء واعوذ بک من الصمم والبکم والجنون والجذام والبرص وسائر الاسقام
اللھم اعوذ بک من زوال نعمتک ومن تحول عافیتک ومن فجأة نقمتک
ومن جمیع سخطک اللھم انی اسألک الصلوٰة علی محمد وعلی آلہ واسألک
من الخیر کلہ عاجلہ وآجلہ ما علمت منہ وما لم اعلم واسألک الجنة وما قرب الیہا
من قول وعمل واعوذ بک من النار وما قرب الیہا من قول وعمل واسألک
ما سألک عبدک ونبیک محمد صلی اللہ علیہ وسلم واستعیذک مما استعاذک

منه عبدك ونبيك محمد صلى الله عليه وسلم وأسألك ما قضيت لي من أمر أن تجعل
عاقبته رشدا برحمتك يا أرحم الراحمين يا حي يا قيوم برحمتك أستغيث لا تكلني
إلى نفسي طرفة عين وأصلح لي شأني كله يا نور السموات والأرض يا جمال السموات
والأرض يا عماد السموات والأرض يا بديع السموات والأرض يا ذا الجلال والإكرام
يا صريخ المستصرخين يا غوث المستغيثين يا منتهى رغبة الراغبين يا مفرج عن المكروبين ويا مروح
عن المغمومين ومجيب دعوة المضطرين وكاشف السوء وأرحم الراحمين وإله العالمين
منزول بك كل حاجة يا أرحم الراحمين اللهم استر عوراتي وآمن روعاتي وأقلني عثرتي
اللهم احفظني من بين يدي ومن خلفي وعن يميني وعن شمالي ومن فوقي وأعوذ بك
أن أغتال من تحتي اللهم ضعف في رضاك ضعفي وخذ إلى الخير بناصيتي واجعل
الإسلام منتهى رضاي اللهم إني ضعيف فقوني اللهم إني ذليل فأعزني اللهم إني فقير
فأغنني برحمتك يا أرحم الراحمين اللهم أنت تعلم سري وعلانيتي فاقبل معذرتي وتعلم
حاجتي فأعطني سؤلي وتعلم ما في نفسي فاغفر لي ذنوبي اللهم إني أسألك إيمانا يباشر
قلبي ويقينا صادقا حتى أعلم أنه لن يصيبني إلا ما كتبت لي والرضا بما قسمت لي يا ذا الجلال
والإكرام يا هادي المضلين ويا راحم المذنبين ومقيل عثرة العاثرين ارحم عبدك
ذا الخطر العظيم والمسلمين كلهم أجمعين واجعلنا من الأحياء المرزوقين الذين أنعمت
عليهم من النبيين والصديقين والشهداء والصالحين آمين يا رب العالمين اللهم
عالم الخفيات رفيع الدرجات ذي العرش تلقي الروح من أمره على من تشاء من عبادك غافر
الذنب وقابل التوب شديد العقاب ذي الطول لا إله إلا أنت وإليك المصير يا من
لا يشغله شأن عن شأن ولا يشغله سمع عن سمع ولا تشتبه عليه الأصوات ويا من لا

تغلطه المسائل ولا تختلف علیه اللغات ویا من لا یبرم بالحاح الملحین اذقنی برد عفوک
وحلاوة رحمتک اللهم انی اسألک قلبا سلیما ولسانا صادقا وعملا متقبلا اسألک
من خیر ما تعلم واعوذ بک من شر ما تعلم واستغفرک لما تعلم ولا اعلم وانت علام الغیوب
اللهم انی اسألک ایمانا لا یرتد ونعیما لا ینفد وقرة عین الابد ومرافقة نبیک محمد واسألک
حبک وحب من احبک وحب عمل یقرب الی حبک اللهم بعلمک الغیب وقدرتک علی
خلقک احینی ما کانت الحیوة خیرا لی وتوفنی ما کانت الوفاة خیرا لی اسألک خشیتک
فی الغیب والشهادة وکلمة العدل فی الرضا والغضب والقصد فی الغنی والفقر
لذة النظر الی وجهک والشوق الی لقائک واعوذ بک من ضراء مضرة وفتنة مضلة
اللهم اقسم من خشیتک ما تحول به بینی وبین معصیتک ومن طاعتک ما یدخلنی جنتک
ومن الیقین ما تهون به علینا مصائب الدنیا اللهم ارزقنا خوف الوعید وسرور
رجاء الموعود حتی نجد لذة ما نطلب وخوف ما منه نهرب اللهم البس وجوهنا منک
الحیاء واملأ قلوبنا بک فرحا واسکن فی نفوسنا من عظمتک ما تذلل به جوارحنا
لخدمتک واجعلک احب الینا مما سواک واجعلنا اخشی لک من سواک نسألک
تمام النعمة بتمام التوبة ودوام العافیة بدوام العصمة واداء الشکر بحسن العبادة
اللهم انی اسألک برکة الحیوة وخیر الحیوة واعوذ بک من شر الحیوة وشر الوفاة واسألک
خیر ما بینهما احینی حیوة السعداء حیاة من تحب بقاءه وتوفنی وفاة الشهداء وفاة
من تحب لقاءه یا خیر الرازقین واحسن التوابین واحکم الحاکمین وارحم الراحمین و
رب العالمین اللهم صل علی محمد وآل محمد وارحم ما خلقت واغفر
ما قدرت وطیب ما رزقت وتمم ما انعمت وتقبل ما استعملت واحفظ ما استحفظت

ولا انتهاک ما شرعت فانه لا اله الا انت استغفرک من کل لذة بغیر ذکرک ومن کل راحة
بغیر خدمتک ومن کل سرور بغیر قربک ومن کل فرح بغیر مجالستک ومن کل شغل
بغیر معاملتک اللهم انی استغفرک من کل ذنب تبت الیک منه ثم عدت فیه اللهم انی
استغفرک من کل عقد عقدته ثم لم اف به اللهم انی استغفرک من کل نعمة انعمت بها علی فقویت
بها علی معصیتک اللهم انی استغفرک من کل عمل عملته لک فخالطه ما لیس لک اللهم انی
اسالک ان تصلی علی محمد وعلی آل محمد واسالک جوامع الخیر وفواتحه وخواتمه واعوذ بک
من جوامع الشر وفواتحه وخواتمه اللهم احفظ فیما اقرضنا واحفظنا عما ابتلیتنا واحفظ لنا ما اعطیتنا
یا حافظ الحافظین ویا ذاکر الذاکرین ویا شاکر الشاکرین بذکرک ذکروا وبفضلک شکروا
ویا غیاث ویا مغیث یا مستغاث یا غیاث المستغیثین لا تکلنی الی نفسی طرفة عین
فاهلک ولا الی احد من خلقک فاضیع اکلانی کلاءة الولید ولا تخل عنی وتولنی بما تتولی
به عبادک الصالحین انا عبدک وابن عبدک ناصیتی بیدک جار فی حکمک عدل فی
قضائک نافذ فی مشیئتک ان تعذب فاهل ذلک انا وان ترحم فاهل ذلک انت
فافعل اللهم یا مولای یا سیدا یا ربا یا انت اهله ولا تفعل اللهم یا رب یا سیدا انا اهله
انک اهل التقوی واهل المغفرة یا من لا تضره الذنوب ولا تنقصه المغفرة هب لی
ما لا یضرک واعطنی ما لا ینقصک ربنا افرغ علینا صبرا وتوفنا مسلمین توفنی مسلما
والحقنی بالصالحین انت ولینا فاغفر لنا وارحمنا وانت خیر الغافرین ربنا علیک
توکلنا والیک انبنا والیک المصیر ربنا اغفر لنا ذنوبنا واسرافنا فی امرنا وثبت
اقدامنا وانصرنا علی القوم الکافرین ربنا آتنا من لدنک رحمة وهیئ لنا من امرنا
رشدا ربنا آتنا فی الدنیا حسنة وفی الآخرة حسنة وقنا عذاب النار اللهم صل علی محمد

وعلی آل محمد وارزقنا العون علی الطاعة والعصمة من المعصية والفرغ الصبر فی الشدة والشکر فی النعمة واسألک حسن الخاتمة واسألک الیقین وحسن المعرفة بک واسألک المحبة وحسن التوکل علیک واسألک الرضا وحسن الثقة بک واسألک حسن المنقلب الیک اللھم صل علی محمد وعلی آل محمد واصلح امة محمد اللھم ارحم امة محمد اللھم فرج عن امة محمد فرجا عاجلا ربنا اغفر لنا ولاخواننا الذین سبقونا بالایمان ولا تجعل فی قلوبنا غلا للذین آمنوا ربنا انک رؤف رحیم اللھم اغفر لی ولوالدی ولمن توالدا وارحمھما کما ربیانی صغیرا واغفر لاعمامنا وعماتنا واخوالنا وخالاتنا وازواجنا وذریاتنا ولجمیع المؤمنین والمؤمنات والمسلمین والمسلمات الاحیاء منھم والاموات یا ارحم الراحمین ویا خیر الغافرین ۔ اور ہرچندکہ دعا مغز عبادت ہے تو بھی ہمکو ایسا معلوم ہوا کہ انھیں سے بہتر یہ پورا لکھدیں کہ جسکی برکت کی ہمیں امید ہے اور یہ وہ دعا ہیں جنکو شیخ ابوطالب مکی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب قلوب میں چھاپا تھا اور انکا لکھا ہوا ہے اور انکی نقل پر پورا اعتماد ہے اور انمیں برکت ہے تو چاہیے کہ ان دعاؤں کے ساتھ دعا مانگے اکیلا ہو یا جماعت میں امام ہو یا مقتدی اور انمیں سے جسقدر چاہے مختصر کرے

پچپاسواں باب عمل کے ذکر میں جو تمام دن میں اور تقسیم وقتوں میں ہے

ازانجملہ یہ ہے کہ کسی جگہ اپنے اوپر لازم کرے سامنے قبلہ رو ہوکر نماز پڑھے الا یہ کہ استقبال انبیا اسکے گوشہ کی طرف دین اپنے کے لیے اسلم اور محفوظ تر دیکھے تاکہ بات کرنے اور کسی شئی کی طرف متوجہ ہونے کا محتاج نہو اسواسطے کہ خاموشی اسوقت میں اور ترک کلام کا ایک فرض ہے کہ اہل معاملہ اور ارباب قلوب اسکو جانتے ہیں

اور پیغمبر علیہ السلام خلق کو اپنے عمل کی طرف بلاتے تھے پھر سورۂ فاتحہ اور اول
سورۃ البقرہ المفلحون تک اور دو آیتیں والٰہکم الٰہ واحد اور آیۃ الکرسی اور دو آیتیں اسکے
بعد کی اور آمن الرسول اور آیت اس سے پہلے کی اور شہد اللہ اور قل اللّٰھم مالک الملک
اور ان ربکم اللہ الذی خلق السموٰت والارض کو المحسنین تک اور لقد جاءکم رسول
آخر تک اور قل ادعوا اللہ دو آیت اور آخر سورۃ الکہف کو ان الذین آمنوا اور
ذوالنون اذ ذہب مغاضباً سے تا خیر الوارثین اور دو آیت فسبحان اللہ حین
تمسون وحین تصبحون اور سبحان ربک رب العزت تا آخر سورۃ والصافات اور
لقد صدق اللہ اور اول سورۃ الحدید تا بذات الصدور اور آخر سورۃ الحشر لو انزلنا
کو پڑھے بعد ازاں تینتیس بار سبحان اللہ اور تینتیس بار الحمد للہ اور چونتیس بار اللہ اکبر
اور اسی سیکڑہ کو پورا لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ سے کرے جب اس سے فارغ
ہو قرآن کی تلاوت حفظ یا کلام اللہ سے کرے یا اوراد و اذکار سے اشتغال کرے اور برابر
اسی طرح بلا فتور اور قصور اور غنودگی کے کیا کرے اسواسطے کہ سونا اسوقت
قطعاً مکروہ ہے پس اگر نیند غالب ہو تو چاہیے کہ مصلی پر قیام قبلہ رو کرے اور
قیام سے نیند نہ جائے تو چند قدم قبلہ کی طرف چلے اور اسی طرح الٹے قدموں کے
پیچھے ہٹے اور پشت قبلہ کی طرف نہ کرے اسواسطے کہ دوام استقبال قبلہ و ترک
کلام و خواب اور دوام ذکر بیچ اسوقت کے بڑا اثر اور برکت بڑی ہے جسکو ہم نے
بحمد للہ کہ پایا ہے ہم اسی وصیت طالبین کو کرتے ہیں اور اسکا اثر اس شخص کے
حق میں ہے جو اذکار کے درمیان قلب و زبان کے جمع کرتا ہے اکثر اور ظاہر ہے اور یہ
وقت اول نہار ہے اور دن رات کا مقام ہے جبکہ اسکا دل اس رعایت سے

مستحکم ہو جائیگا تو اسکی جڑ بنیاد مضبوط ہوگی اور تمام دن کے اوقات اُن بنیاد پر مبنی ہونگے پھر جبکہ طلوع آفتاب قریب ہو تو مسبعات عشر پڑھنا شروع کرے اور وہ خضر علیہ السلام کی تعلیم ہے جو ابراہیم تیمی کو انھوں نے سکھلایا تھا اور ذکر کیا کہ انھوں نے یہ مسبعات عشر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سیکھا تھا جب اس پر مداومت کرے تو تمام اذکار اور دعوات متفرقہ کو جمع کر لیا کرے اور مسبعات عشر دس چیزیں ہیں سات بار ہیں سورۂ فاتحہ اور معوذتین اور قل ہو اللہ احد اور قل یا ایہا الکافرون اور آیۃ الکرسی اور سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر اور درود حضرت نبی اور آل نبی پر اور استغفار کرے اپنے نفس و والدین و مومنین اور مومنات کے لیے اور سات دفعہ کہے اللھم افعل بی وبہم عاجلا وآجلا فی الدین والدنیا والآخرۃ ما انت لہ اہل ولا تفعل بنا یا مولانا ما نحن لہ اہل انک غفور حلیم جواد کریم رؤف رحیم۔ اور روایت ہے کہ جب ابراہیم تیمی نے اسکو پڑھا بعد ازاں کہ خضر نے اسکو سکھایا تو خواب میں دیکھا کہ وہ بہشت میں داخل ہوا اور فرشتوں اور انبیا علیہم السلام کو دیکھا اور بہشت کے طعام سے کھایا اور منقول ہے کہ وہ چار مہینے بغیر کھائے رہا اور بعض نے کہا ہے کہ چھ مہینہ اسواسطے تھا کہ اُسنے جنت کا کھانا کھایا تھا پھر جب کہ مسبعات سے فارغ ہو تو تسبیح و استغفار و تلاوت کی طرف توجہ کرے یہاں تک کہ ایک نیزہ کے برابر آفتاب بلند ہو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا ہے کہ پس اگر میں ایک مجلس میں بیٹھوں جسمیں فجر کی نماز سے طلوع آفتاب تک ذکر اللہ کروں تو وہ محبوب تر اس سے ہے کہ چار غلام آزاد کروں بعد ازاں دو رکعت نماز ادا قبل اسکے کہ اپنی نشست گاہ سے

پڑھے اسواسطے کہ ہر آئینہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہی کہ آپ
دو رکعت نماز پڑھا کرتے تھے اور ان دو رکعت سے فائدہ اسوقت کی رعایت کا ظاہر
ہوتا ہی اور سبب دو رکعتین ارادہ کرے جمع اور فہم کو حاضر و جو پڑھتا ہی اسکو سوچ سمجھ کر
پڑھے تو اپنے باطن میں اثر اور نور اور روح و انس پاتا ہی جبکہ وہ صادق ہی
اور جو شخص کہ مجھکو برکت سے تو اب نوری اپنے اس عمل کے تو واجب ہی کہ
ان دو رکعتوں میں سے پہلی رکعت میں آیۃ الکرسی اور دوسری میں آمن الرسول
اور للہ ما فی السموات و الارض آخر سورۃ تک پڑھے اور ان دو رکعت میں نیت
اسکی شکر الٰہی اور اسکی نعمتوں پر جو ہو اسکے دن اور رات میں چہ رکعتیں پھر دو
رکعت اور پڑھے جنمیں معوذتین ایک ایک رکعت میں ایک سورۃ پڑھے اور
یہ نماز اسکی اس سبب ہی تاکہ وہ اپنے دن اور رات کی شر سے پناہ اللہ تعالی سے
مانگے اور ان دو رکعتوں کے بعد کلمات استعاذہ و پناہ مانگنے کا ذکر ہے
اور کہے اعوذ بسمعک و کلماتک التامات من شر السامۃ و الہامۃ و اعوذ بسمعک و کلماتک
التامات من شر عذابک و من شر عبادک و اعوذ بسمعک و کلماتک التامات من شر ما یجری
بہ اللیل و النہار ان ربی اللہ لا الہ الا ہو علیہ توکلت و ہو رب العرش اور پہلی دو رکعت
کے بعد اللہم انی اصبحت لا استطیع دفع ما اکرہ و لا املک نفع ما ارجو و اصبحت مرتہنا
بعملی و اصبح الامر بید غیری فلا فقیر افقر منی اللہم لا تشمت بی عدوی و لا تسوء بی صدیقی
و لا تجعل مصیبتی فی دینی و لا تجعل الدنیا اکبر ہمی و لا مبلغ علمی و لا تسلط علی من لا یرحمنی
اللہم اعوذ بک من الذنوب التی تزیل النعم و اعوذ بک من الذنوب التی توجب النقم ۔
بعد اذان دو رکعت اور پڑھے اس نیت سے کہ ہر ایک عمل جو وہ اپنے دن اور رات میں

کرے اُسکے واسطے استخارہ ہو اور یہ استخارہ مطلق دعا کے معنی مین ہوتا ہی دوسرا استخارہ
جسکے باب احادیث وارد ہوئی ہین وہ ہی جسکو ہر ایک امر کے پہلے جو وہ پڑھتا ہی
اور ان دو رکعتون مین پڑھے قل یا ایہا الکافرون اور قل ہو اللہ احد اور دعاء استخارہ
پڑھے جیسے کہ اُسکا ذکر اس باب کے سوا دوسری جگہ گذرا ہی اور اُسمین کہے کہ ہر قول
اور عمل جسکو مین آج چاہتا ہون اُسمین خیر عطا کر پھر دو رکعت اور پڑھے پہلی رکعت مین
سورۃ الواقعہ اور دوسری رکعت مین سورۃ الاعلی اُسکے بعد کہے اللھم صل علی محمد و علی
آل محمد واجعل حبک احب الاشیاء الی وخشیتک اخوف الاشیاء عندی واقطع عنی
حاجات الدنیا بالشوق الی لقائک واذا اقررت اعین اہل الدنیا بدنیاہم فاقرر عینی
بعبادتک واجعل طاعتک فی کل شئی منی یا ارحم الراحمین پھر دو رکعت اور پڑھے جنمین
اپنے وظیفہ سے کچھ پڑھے جو قرآن سے ہو پھر اسکے بعد اگر خالی ہو کہ اُسے دنیا کا کوئی
شغل نہو تو اُسے چاہیے کہ نفل انواع عمل سے اندر نماز اور تلاوت اور ذکر و دیگر کے
ادا کرے اور اگر ان لوگون سے ہو جسے دنیا کا شغل ہو خواہ اپنے نفس کیلیے یا اپنے
عیال کیلیے تو چاہیے کہ اپنی حاجت و مہمات کا قصد کرے بعد اسکے کہ دو رکعت
نماز گھر سے باہر نکلنے کیلیے پڑھے اور اسی طرح ہمیشہ کرنا چاہیے کہ گھر کی طرف سے باہر
نکلے مگر بعد اسکے کہ دو رکعت نماز پڑھ لے تاکہ اللہ تعالی اُسکو باہر جانے کی برائی سے
بچائے اور گھر مین نہ آوے الا جبکہ دو رکعت نماز ادا کرلے تاکہ اللہ تعالی اُسکو اندر آنے
کی برائی سے حفاظت کرے بعد ازان کہ گھر والون کو زوجہ وغیرہ سے سلام کرے
اور جو گھر مین کوئی نہو تب بھی سلام کرے اور کہے السلام علی عباد اللہ الصالحین المومنین
اور اگر خالی ہو تو بہتر ہی کہ وہ اُسوقت تک نماز چاشت پڑھے اور اگر اُسپر تقاضا

پھر تو ایک یا دو دن کی یا زیادہ کی نماز پڑھے وگرنہ رکعتیں لانبی پڑھے اور
قرآن اسمیں پڑھے اسواسطے کہ پھر آخر بعض صالحین سے وہ تھے جو نماز میں قرآن
ایک دن رات میں ختم کرتے تھے وگرنہ چند رکعات خفیفہ سورۂ فاتحہ اور قل
ھو اللہ احد کے ساتھ اور دوسری آیات قرآن کے ساتھ پڑھے جنمیں دعا ہو جیسے
یہ آیت ربنا علیک توکلنا والیک انبنا والیک المصیر وغیرہ مثل اس آیت کے
ہر ایک رکعت میں پڑھے خواہ ایک مرتبہ پڑھے خواہ زیادہ تو پھر اسے جسقدر کہ چاہے
اور طالب کے حق میں یہ اندازہ کیا جاتا ہے کہ اس نماز کیطرح کا ہے جو کہ بعد طلوع آفتاب
کیا ہے اور نماز چاشت کے درمیان سو رکعت خفیفہ پڑھے اور صالحین سے بعضے وہ تھے
جنکا ورد رات دن میں سو رکعت اور دو سو رکعت اور پانسو رکعت اور ہزار رکعت تک
تھا اور جسکو دنیا کا کوئی شغل نہو اور اسنے دنیا کو الٹ پلٹ چھوڑ دیا تو اسکی کیا [illegible]
اور کیا شان ہو کہ بیفائدہ وقت گذارے اور اللہ تعالی کی خدمت اور عبادت میں
مشغول نہو سہل بن عبداللہ تستری نے کہا ہے کہ اس بندہ کا دل اللہ تعالی کے
ساتھ پورا مشغول نہیں ہوتا اور جاہل اسکو دنیا میں حاجت ہو یہ جب کہ آفتاب
بلند ہو اور صبح کی نماز سے ظہر تک وقت رہ جاوے جسطرح کہ عصر اور مغرب کے
درمیان وقت تنگ رہتا ہے تو نماز پڑھے کہ نماز چاشت کے لیے یہ وقت افضل
اور ثابت ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ نماز چاشت کا وہ وقت ہے
کہ بچے شتر آفتاب کی گرمی سے ماں کے سایہ میں سوتے اور بعض نے کہا کہ چاشت کی
اسوقت ہو کیونکہ آفتاب کی گرمی سے پاؤن کو پسینا آجاتے اور نماز چاشت کی
کم سے کم دو رکعتیں اور زیادہ سے زیادہ بارہ رکعتیں ہیں اور ہر دو رکعت کے پیچھے ۲۰

اپنے نفس کے لیے دعا کرے اور تسبیح اور استغفار پڑھے پھر اسکے بعد اگر یہان پر کوئی حق ہو جو مستحب ہے اسکو ادا کرے جیسے زیارت یا بیمار پرسی وہان جاوے ورنہ علی الدوام اللہ تعالی کے لیے کام کرے بدون اسکے ظاہر و باطن اور قلب و قالب مین سستی آوے ورنہ باطن مین خلل کرے اور اسکی ترتیب یہ ہے کہ وہ نماز پڑھے جبتک کہ انشراح خاطر ہوا ور نفس اسکا اجابت کرے پھر اگر تھک جائے تو نماز سے تلاوت کی طرف تنزل کرے اسواسطے کہ صرف تلاوت نفس پر نماز سے سبک تر ہے پھر اگر تلاوت سے بھی تھک جائے ذکر اللہ تعالی بالقلب و باللسان کرے اسواسطے کہ وہ قرأت سے سبکتر ہے پھر اگر ذکر سے بھی تھک جائے تو ذکر لسان چھوڑ دے اور اپنے قلب پر مراقبہ کو لازم کرے اور مراقبہ قلب کا علم اللہ تعالی کی طرف دیکھنے سے ہے سو جبتک یہ علم اسکے قلب کے ساتھ ہے تو وہ مراقبہ ہے اور مراقبہ عین ذکر ہے اور اس سے افضل ہے پھر اگر اس سے بھی عاجز ہو اور اسکے وسوسے اگلے پچھلے اور حدیث نفس اسکے باطن مین ہجوم کرین تو چاہیے کہ سو رہے اسواسطے کہ نیند مین سلامتی ہے ورنہ کثرت حدیث نفس کی قلب کو سخت کر دیتی ہے جسطرح کہ کثرت کلام کی دل کو سخت کرے اسواسطے کہ وہ کلام بغیر زبان کے ہے سو اس سے پرہیز کرے سہل بن عبداللہ نے کہا بدترین گناہ حدیث نفس ہے اور طالب اپنے باطن کا اعتبار اسی قدر چاہتا ہے جسقدر کہ ظاہر کا اہتما جاتا ہے اسواسطے کہ وہ نفس کی حدیث اور ان چیزون کے سبب سے جو اسکے تخیل ہوتی ہین ان چیزون کے یاد کرنے سے جو گذر گئین اور دیکھین اور سنین مثل ایک دوسرے شخص کے اپنے باطن مین ہے پس مراقبہ و رعایت سے باطن کو ویسے ہی مقید کرے جسطرح کہ ظاہر کو عمل اور درود و ذکر سے مقید کرتا ہے اور جاگتا ہو

اس طالب کے لیے جو یہ چاہے کہ نماز چاشت کی استواے روز تک سو رکعتیں اور
پڑھے اور اسکی کم سے کم بیس رکعت ہیں جنکو خفیفہ پڑھے یا کہ ہر دو رکعت میں ایک
حصہ قرآن کا یا زیادہ یا کم اور بعد از فراغ نماز چاشت اور بعد از فراغ دوسری رکعات
کے سونا بہتر ہے سفیان نے کہا ہے کہ اس قوم کو اپنے کی بات معلوم ہوتی تھی جبکہ
وہ فارغ ہوتے تو وہ سو جاتے اس غرض سے کہ طلب سلامت کریں اور اس سونے
میں بہت سے فوائد ہیں از انجملہ ایک یہ ہے کہ وہ قیام شب کا معین اور مددگار ہے اور
ایک یہ کہ نفس آرام پاتا ہے اور قالب باقی دن اور اسکے عمل کے لیے مصفا ہوتا ہے اگر
نفس جب آرام پا چکتا ہے تو وہ پھر تازہ دم کام میں ہوتا ہے سو دن کی نیند سے جاگنے کے
بعد نفس باطن میں ایسی فرحت اور شوق کو پیدا کرتا ہے جیسا کہ صبح کے وقت نہانا
پس صادق کے لیے دن میں دو دن ہوتے ہیں جنکو اللہ تعالی کی خدمت اور عمل
میں کوشش کرنے کے لیے غنیمت جانتا ہے اور بہتر وہ ہے کہ قیلولہ سے ایک ساعت
پہلے زوال سے جاگے تاکہ وضو و طہارت سے قبل از استوا و زوال تیار ہو رہے
اس طرح کہ وقت استوا وہ قبلہ رو ذکر کرتا ہوا یا تسبیح یا تلاوت کرتا ہوا ہو قال اللہ
تعالی واقم الصلوۃ طرفی النہار وقال فسبح بحمد ربک قبل طلوع الشمس وقبل غروبہا
یعنی اللہ تعالی نے فرمایا ہے اور نماز کو دن کے دونوں طرف میں قائم کر اور فرمایا کہ پس
اپنے رب کی حمد کی تسبیح کر پیشتر اس سے کہ آفتاب طلوع کرے اور قبل اسکے کہ
آفتاب غروب ہو بعضے مفسرین کا قول ہے کہ قبل طلوع شمس نماز صبح ہے اور قبل از
غروب آفتاب نماز عصر ہے اور من آناء اللیل فسبح سے مراد نماز عشا کے آخر ہے اور
واطراف النہار سے مراد ظہر و مغرب ہے اس لیے کہ ظہر دن کی طرف اول کے آخر میں

تمام ہو اور دوسری طرف کا آخر غروب آفتاب ہی اور درمیان نماز مغرب ہی تو نصف
طرف اول کے اول ہوگی اور مغرب طرف آخر کے آخر میں طرف آخر کا استقبال
بیداری اور ذکر سے کرے جسطرح کہ طرف اول کا استقبال کیا اور پھر اگتہ خواب روز
اور قیلولہ کی طرف از سر نو عود کیا جیسے کہ خواب شب کی طرف کیا تھا اور اول زوال
مین سنت اور فرض سے پہلے چار رکعت ایک سلام سے پڑھے اور جناب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم پڑھا کرتے تھے اور یہ نماز زوال ہی جسکا وقت قبل از ظہر اسکے
اول اوقات مین ہی اور بندہ کو حاجت اسکی ہی کہ اول وقت کی اس نماز سے
رعایت کرے جیسا کہ کراہت استواء آفتاب کا وقت گذر گیا ہو قبل از موذن
وقت کو جان لے تب نماز زوال پڑھنا شروع کرے اور اذان اس حال مین سنے
کہ اس نماز کو ادا کر چکا ہو بعدہ نماز ظہر کے لیے مستعد ہو پھر اگر اپنے باطن مین کچھ کدورت
معلوم ہو اس ملاقات و صحبت سے جسکا اتفاق پڑا ہو تو اللہ تعالی سے استغفار
کرے اور اسکی طرف تضرع اور زاری کرے اور ظہر کی نماز شروع نہ کرے مگر
اسوقت کہ باطن کو پھر اپنے حال پر صفائی سے نہ پاوے اسواسطے کہ جو لوگ عادت
مناجات کا ذوق پاتے ہین انکے لیے ضرور ہی کہ نماز مین صفائی انس
حاصل کرین اور تھوڑے مباح مین جانے سے کیا ہو جاتے ہین اور اس سے
انکے باطنوں پر ایک بستگی اور کدورت آجاتی ہی اور کبھی یہ بات صرف اختلاط
و صحبت اہل و اولاد سے ہو جاتی ہی باوجودیکہ اس مخالفت و مجالست
کو عبادت ٹھہرایا ہی ولیکن حسنات ابرار کے سیئات مقربین ہین تو نماز مین کھڑا ہونا
جب کہ یہ بستگی اور کدورت زائل ہو اور اس بستگی کا دفع ہونا اس طرح سے ہی

کہ انابت اور استغفار اور تضرع الی اللہ تعالیٰ صدق سے کرے اور یہ جو کدورت کہ اہل دنیا و اولاد کی مجالست سے پیدا ہوتی ہے اسکی دوا یہ ہے کہ جب اُنکے ساتھ بیٹھے تو اُنکی میل ان تمام ترک کرے اور قلب اسمیں چوری کی نظر سے اللہ تعالیٰ کی طرف ناظر رہے سو ظلمات اس مجالست کے کنارہ ہو جاتی ہیں مگر جبکہ قوی الحال ہو کہ اُسکو خلق محجوب حق سے نکرے اور نہیں صورت میں بستگی اسکے باطن میں آئے گی پس جب وہ داخل ہوا نماز میں مع پایا اُسکو اور پایا باطن اور قلب اپنے کو اسواسطے کہ خوش ہوا نفس اسکا طرف مجالست کے خوش ہوگا نفس اُسکا پھرنے والا طرف روح قلب کے اسواسطے کہ مجالست و مخالطت کرتا تھا اور اُنکو ظاہری دیکھتی ہے خلق کو اور اُنکو قلب کی دیکھتی ہے حضرت الٰہی کو پس اس صورت میں بستگی اسکے باطن میں آئے گی۔ اور نماز زوال جسکا ہم ذکر کیا بستگی کو کھول دیتی ہے اور باطن کو ظہر کی نماز کے لیے آمادہ کرتی ہے پس نماز زوال میں بقدر سورہ و بقر کے قرآن پڑھے دونوں میں پڑھے اور چھوٹے دونوں میں جو اس سے قلیل ہو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وعشیا وحین تظہرون اور وہی اظہار ہے پھر اگر سنت کے بعد فرض کے لیے جماعت کے انتظار کا انتظار کرے اور وہ دعا جو نماز فجر کے فرض و سنت کے درمیان کی ہے پڑھے تو اچھا ہے اور اسی طرح وہ ہے جو وارد ہوا کہ رسول اللہ صلعم نے اُنکے ساتھ ظہر کی نماز میں دعا کی پھر جب کہ ظہر کی نماز سے فارغ ہو تو سورہ فاتحہ و آیۃ الکرسی پڑھے اور سبحان اللہ والحمد للہ واللہ اکبر تینتیس تینتیس بار پڑھے جیسا کہ ہم نے اسکا وصف پہلے کیا ہے اور اگر ان تمام آیات پڑھنا فجر کی نماز کے بعد ہم نے ذکر کیا ہے اور دعاؤں پر بھی اندراج کیا جائے تو خیر کثیر اور فضل عظیم ہوگا اور جسکو ہمت بلند و غریب عادات ہو کسی چیز کو اللہ تعالیٰ کے لیے زیادہ نہیں سمجھتا بعد ازاں ظہر و عصر کے

درمیان کے وقت کو زندہ اور آباد کرے جسطرح کہ عشائین کے بعد اُس ترتیب کے موافق جسکا ہم نے ذکر نماز اور تلاوت اور ذکر اور مراقبہ سے کیا ہو اور جو ہمیشہ شب بیدار ہو تو وہ بڑے دنون مین ظہر اور عصر کے درمیان تھوڑا سو رہے اور جو ظہر عصر کے درمیان کے وقت کو دو رکعت سے زندہ کرے جنمین ایک چوتھائی قرآن پڑھے یا کہ اُسکو چار رکعت مین پڑھے تو وہ بہت ہی اچھا ہو اور جو ارادہ اُسکا کرے کہ اُسوقت کو بڑے دنون مین سو رکعتون سے زندہ کرے تو یہ ممکن ہو یا بیس رکعتون سے جنمین قل ہو اللہ احد بیزار مرتبہ پڑھے کہ ہر ایک رکعت مین پچاس ہو جائین اور زوال سے پہلے مسواک کرے جب کہ وہ روزہ دار ہو اور روزہ نہو تو جسوقت منھ کے مزہ مین فرق آوے اور حدیث مین ہو کہ مسواک منھ کی پاک کرنے والی ہو پروردگار کی پسندیدہ ہو اور فرضون کے ادا کرنے کے وقت مستحب ہو۔ بعض علما کا قول ہو کہ نماز جو مسواک کرنے کے ساتھ ہو اُسکو بغیر مسواک کی ہوئی نماز پر ستر درجہ فضیلت ہو اور بعض کا قول ہو کہ یہ خبر وارد ہو اور جو چاہے کہ ظہر عصر کے درمیان اپنی نماز مین بیس رکعت مین ہر ایک رکعت کے اندر ایک آیت یا بعض آیت تو پہلی رکعت مین پڑھے ربنا آتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الآخرۃ حسنۃ وقنا عذاب النار بعد ازان دوسری رکعت مین ربنا افرغ علینا صبرا وثبت اقدامنا وانصرنا علی القوم الکافرین بعد ازان ربنا لاتؤاخذنا آخر سورہ تک بعد ازان ربنا لاتزغ قلوبنا الآیۃ بعد ازان ربنا اننا سمعنا منادیا ینادی للایمان الآیۃ بعد ازان ربنا ظلمنا انفسنا بعد ازان انت ولینا فاغفر لنا بعد ازان فاطر السموات والارض انت

یتی بعد ازاں ربنا انک تعلم ما نخفی وما نعلن الآیۃ بعد ازاں وقل رب
زدنی علما بعد ازاں لا الہ الا انت سبحانک بعد ازاں رب لا تذرنی فردا
بعد ازاں وقل رب اغفر وارحم وانت خیر الراحمین بعد ازاں ربنا ہب لنا
من ازواجنا بعد ازاں رب اوزعنی ان اشکر نعمتک التی انعمت علی وعلی
والدی وان اعمل صالحا ترضاہ وادخلنی برحمتک فی عبادک الصالحین بعد ازاں
ربنا [illegible] ولا [illegible] بعد ازاں رب اوزعنی ان اشکر نعمتک
التی انعمت علی الآیہ سورۃ الاحقاف سے بعد ازاں ربنا علیک توکلنا بعد ازاں
رب اغفر لی ولوالدی ولمن دخل بیتی مومنا وللمومنین والمومنات ولا تزد
الظالمین الا تبارا جب کوئی نماز پڑھے تو چاہیے ان آیات سے پڑھے
دعا [illegible] ان آیات کی اس اوقات سے جو دل وزبان کی موافقت سے
پڑھی ہوں کہ بندہ مقام احسان تک پہونچ جائے اور اگر کسی ایک آیت کو
ان آیات میں سے غور یا تصور میں دوہرا دے تو وہ تمام وقت اپنے مولا سے
راز کی کہنے والا ہوگا اور دعا مانگنے والا اور تلاوت کرنے والا اور نماز پڑھنے والا
ہوگا اور تمام ان کو خوشی اور دل کے اجزاء میں پوری لذت وحلاوت کا حاصل
ہونے کی نسبت [illegible] ہوگا اگر اس بندہ کے سینہ کا دل کمال تقوی اور کمال
زہد فی الدنیا سے پاک اور صاف ہو اور اس سے ہوی کی متابعت سے الگ ہو اور
اگر کسی ایک شخص میں تقوی اور زہد ہو اور ہوی کا بقیہ موجود ہو تب تک عمل
کی فرحت دائمی نہ ہوگی بلکہ ایک وقت خوش ہوگا اور ایک وقت غمناک ہوگا
جس میں نشاط اور کسل ہوگی اس واسطے کہ کسی قدر ہوی کی متابعت سے

باقی ہی کیونکہ اُسکا تقوی ناقص ہی یا محبت دنیا کی اُسے ہی اور جبکہ نیت اور تقوی
بہین صحیح اور پختہ ہوگیا تو جوارح کا عمل ترک بھی ہوگیا تو وہ عمل قلب سے قصور مین نہ پڑیگا پس
جو شخص چاہے کہ ہمیشہ اُسے رخصت ملے اور عمل اسکو کوشش ذرہ دار معلوم ہو تو اسپر
واجب ہی کہ مادہ ہوی کو گداختہ کرے اور ہوی در اصل نفس بھی زائل نہین ہوتی مگر
اُسکی متابعت دور ہوجاتی ہی اور نبی علیہ السلام نے وجود ہوی سے پناہ نہین مانگی
بلکہ اُسکی طاعت و متابعت سے پناہ مانگی ہی اور فرمایا اعوذ بک من ہوی متبع اور
پناہ مانگی وجود شح سے اسواسطے کہ وہ طبیعت نفس کی ہی مگر اُسکی طاعت سے پناہ
مانگی اور فرمایا وشح مطاع اور متابعت ہوی کے دقیقے اور باریکیان اُسی قدر ظاہر
ہوتی ہین جسقدر کہ قلب مین صفائی اور حال مین علو اور بلندی ہی اسواسطے کہ بندہ کبھی
ہوی کا تابع ہوتا ہی اسطرح جیسے کہ خلق کی صحبت اور اُنکی بات چیت شیرین اور اچھی
معلوم ہوتی ہی یا کہ اُنکی طرف دیکھنا بھلا معلوم ہوتا ہی اور کبھی ہوی کا تابع اسطرح
ہوتا ہی کہ وہ سونے اور کھانے پینے مین اعتدال سے تجاوز کرتا ہی اور اسکے سوا اور
چیزون مین جو اقسام ہوی سے ہین جسکی تمیز کیجاتی ہی اور جو شخص کوئی شغل کا ہی جسکے
لیے دنیا کے سوا اور کوئی شغل نہین ہی بعد اذان عصر کے قبل چار رکعتین پڑھے پھر اگر
اُسکو تازہ وضو کرنا ہو ایسے وقت کے واسطے ممکن ہی تو یہ اتم و اکمل ہی اور اگر غسل کیا
کرے تو وہ بھی افضل ہی کیونکہ یہ سب باتین ایسی ہین کہ باطن کی نورانی اور نماز کی
تکمیل کرنے مین اُنکا اثر ظاہر ہی اور عصر کے پہلے چار رکعتون مین اذا زلزلت اور
والعادیات اور القارعۃ اور الھکم التکاثر پڑھے اور عصر کی نماز ادا کرے اور بعض ایام
مین اُسکے بعد والسماء ذات البروج کو داخل قراءت کرے اور مین نے سنا ہی

کہ سورۃ البروج کا عصر کی نماز میں پڑھنا زلزلوں سے محفوظ رہنے کا موجب ہے اور ظہر
کی نماز کے بعد پڑھے جو جو ہم نے آیات اور دعا اور دوسری چیزیں کہ جو اس سے آسان
معلوم ہو پڑھے اور جب عصر کی نماز پڑھ چکا تو اب نوافل کا وقت گیا ذکر کرنے کا اور
تلاوت کا وقت باقی ہے اور اس سے افضل اس شخص کی مجالست اور صحبت ہے
جو اس کو دنیا سے بے رغبت کرے اور اس کا کلام تقویٰ و شکستگی کو درست اور زیادہ کرے
یعنی وہ علما جو دنیا سے بے رغبت ہیں اور ان باتوں کے ساتھ کلام کرنے والے یعنی
جو مریدان کی عزیمت اور ہمت کو تقویٰ کرتے ہیں پھر جبکہ کہنے والے اور سننے والے
کی نیت صحیح ہوئی تو صحبت اور نشست بہتر ہے افضل ہے کہ آدمی تنہا رہے اور ذکر و دعا
کی مداومت کرے اور اگر صحبت موجود نہو یا متعذر ہو تو بہتر چاہیے کہ انواع اقسام
کے اذکار کا ورد اختیار کرے اور اگر اس وقت اپنے حوائج اور امور معاش کے لیے اس کا
باہر جانا ہو تو یہ اولیٰ اور افضل اس سے ہے کہ وہ صبح کے وقت باہر جائے اور جب
باہر نکلے مگر یہ کہ باوضو ہو اور علما کی ایک جماعت نماز عصر کے بعد تحیۃ الوضو
کی نماز کو مکروہ کہا ہے اور مشائخین و صالحین نے اس کی اجازت دی اور جب بھی
اپنے گھر سے نکلے تو کہے بسم اللہ ما شاء اللہ حسبی اللہ لا قوۃ الا باللہ اللھم الیک خرجت
و انت اخرجتنی اور چاہیے کہ سورۃ فاتحہ اور معوذتین پڑھے اور جو کچھ میسر ہو
صدقہ دینا ترک نہ کرے اگرچہ ایک چھوارا ہو یا ایک لقمہ ہو تاکہ محفوظ حسن نیت
کے ساتھ بیت ہو اور روایت ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے سائل کو ایک انگور فقط
دیا اور فرمایا کہ بہت سے ذروں کا وزن ہے اور حدیث میں آیا ہے کہ ہر ایک
شخص قیامت کے دن اپنے صدقہ کے سایہ میں ہوگا یہاں تک کہ لوگوں میں فیصلہ ہو

سو مرتبہ پڑھے لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وہو علی کل شیء قدیر اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے کہ جس شخص نے ہر روز سو مرتبہ اسکو کہا تو اسکے لیے دس بندہ کے آزاد کرنے کا ثواب ہوگا اور اسکے لیے سو نیکیاں لکھی جائینگی اور اس سے سو برائیاں مٹائی جائینگی اور اسکو شیطان سے حفظ اُس دن میں ہوگا تا آنکہ وہ شام کرے اور کوئی اس سے افضل عمل نہ کریگا مگر وہ کوئی کہ اس سے زیادہ پڑھیگا اور دو سو مرتبہ لا الہ الا اللہ الملک الحق المبین اسواسطے کہ حضرت سے وارد ہوا ہے کہ جس شخص نے اپنے دن بھر میں دو سو مرتبہ کہا لا الہ الا اللہ الملک الحق المبین تو کسی نے اپنے دن میں عمل نہیں کیا کہ افضل اسکے عمل سے ہو اور سو مرتبہ کہے سبحان اللہ والحمد للہ آخر تک اور سو مرتبہ سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم وبحمدہ استغفر اللہ اور سو مرتبہ لا الہ الا اللہ الملک الحق المبین اور سو مرتبہ اللہم صل علی محمد وعلی آل محمد اور سو مرتبہ استغفر اللہ العظیم الذی لا الہ الا ہو الحی القیوم واسألہ التوبۃ اور سو مرتبہ ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ اور مغرب کے بعضے فقرا کو میں نے دیکھا ہے کہ اسکے پاس تسبیح تھی جس میں ہزار دانے تھے اور ایک تھیلی میں رکھتا تھا مذکور ہوا کہ اسکا وظیفہ تھا کہ ہر روز اسکو بارہ مرتبہ انواع ذکر کے ساتھ پھیرتا تھا۔ اور بعضے صحابہ سے منقول ہے کہ یہ ورد وظیفہ رسول اللہ علیہ السلام کا ایک رات دن کے اندر تھا اور بعضے تابعین سے منقول ہے کہ آپ کا ورد تسبیح سے تیس ہزار ایک دن رات میں تھا اور چاہیے کہ سو بار ایک دن رات میں اس تسبیح کو پڑھے سبحان اللہ العلی الدیان سبحان اللہ الشدید الارکان سبحان من یذہب باللیل ویاتی بالنہار سبحان من لا یشغلہ شان عن شان سبحان الحنان المنان سبحان المسبح فی کل مکان۔ روایت ہے کہ بعضے

ابدال سمندر کے کنارے سے دور ہے تو اس تسبیح کو اُسنے رات کو سوتے ہوے سُنا کہا کہ وہ
ہی جسکی آواز مین سنتا ہون اور اُسکے شخص کو نہین دیکھتا سو اُسنے کہا کہ مین فرشتون
مین سے ایک فرشتہ ہون جو اس دریا پر موکل ہون اللہ تعالی کی تقدیس اس تسبیح
کے ساتھ کرتا ہون جب سے کہ مین پیدا ہوا ہون مین نے کہا کہ تیرا نام کیا ہی تو کہا ھیلہیائیل
ہی پھر مین نے کہا اس تسبیح کا ثواب کیا ہی جواب دیا کہ جس نے اسے سو بار کہا تو
وہ نہین مریگا یہان تک کہ وہ اپنی نشستگاہ جنت سے دیکھے یا کہ اُسکو دکھلائی جائے
روایت ہی کہ عثمان رضی اللہ عنہ نے اس آیت کی تفسیر حضرت رسول اللہ علیہ السلام سے
دریافت کی کہ لہ مقالید السموات والارض آپ نے فرمایا کہ تم نے مجھ سے ایسی بڑی چیز
کی نسبت سوال کیا جسکو تمہارے سوا کسی دوسرے نے نہین پوچھا اور وہ یہ ہی لا الہ
الا اللہ واللہ اکبر وسبحان اللہ والحمد للہ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ عز وجل واستغفر اللہ
والاول والآخر والظاہر والباطن لہ الملک ولہ الحمد بیدہ الخیر وہو علی کل شی قدیر
جو شخص اسکو صبح کے وقت اور شام کے وقت کہا اُسے چھ خصلتین عطا کیجاتی ہین
پہلی خصلت یہ ہی کہ وہ شیطان اور اُسکے لشکر سے محفوظ و مصئون رہتا ہی
اور دوسری یہ ہی کہ اُسے اجر کا ایک خزانہ دیا جاتا ہی تیسری یہ کہ اُسکا درجہ
بہشت مین بلند کیا جاتا ہی چوتھے یہ کہ اللہ تعالی اسکو حوران کشادہ چشم سے
تزویج کرتا ہی پانچوین یہ کہ بارہ فرشتے اُسکے لیے طلب امرزش کرتے ہین چھٹے
یہ کہ اُسکے لیے اجر اتنا ہوتا ہی جیسے کسی نے حج اور عمرہ کیا اور اُسوقت یہ بھی
کہے اور صبح کے وقت اللھم انت خلقتنی وانت تہدینی وانت تطعمنی وانت
تسقینی وانت تمیتنی وانت تحیینی انت ربی لا رب لی سواک ولا الہ الا انت

وحدک لا شریک لک اور کہے ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ ماشاء اللہ وکل نعمۃ من اللہ
ماشاء اللہ الخیر کلہ بید اللہ ماشاء اللہ لا یصرف السوء الا اللہ اور کہے حسبی اللہ لا الہ الا
ہو علیہ توکلت وہو رب العرش العظیم بعد اذان وضو اور طہارت کے شب کا استقبال
کرنے کو تیار ہو اور تسبیحات غروب سے پہلے پڑھے اور ایسا ہی تسبیح اور استغفار میں ہو
اور غروب کے وقت بھی پڑھے سورہ والشمس واللیل اور معوذتین اور استقبال شب
مثل استقبال روز کے کرے اللہ تعالی نے فرمایا ہے وہو الذی جعل اللیل والنہار
خلفۃ لمن اراد ان یذکر او اراد شکورا سوچے کہ شب پیچھے دن کے آتی ہے اور دن کے
پیچھے رات تو یہ سفر اور راہ ہے ذکر اور شکر سے ایک کو دوسرے کے پیچھے لادے کہ ان کے
درمیان کوئی چیز نہ ہو جس طرح کہ دن اور رات کے درمیان کوئی شی حائل نہیں ہوتی ہے
ذکر کل اعمال قلب ہیں اور شکر اعمال جوارح ہیں اللہ تعالی نے فرمایا ہے اعملوا آل داود
شکرا یعنی اے آل داود شکر کرو اور اللہ تعالی توفیق دینے والا اور مدد کرنے والا ہے

اکیانواں باب شیخ کے ساتھ آداب مرید کے بیان میں ہے

مریدوں کا ادب شیخوں کے ساتھ ایسا ہے جیسے کہ خود آپ حضرت کی ادب
سے ہے اور تعلیم قوم کو تمام ادب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ
علیہم الرضوان کی ہے اور یہ امر کہ اللہ تعالی نے فرمایا ہے یا ایہا الذین آمنوا لا تقدموا
بین یدی اللہ ورسولہ واتقوا اللہ ان اللہ سمیع علیم یعنی اے ایمان والو پیشقدمی
مت کرو روبرو اللہ اور اس کے رسول کے اور اللہ سے ڈرتے رہو تحقیق اللہ
سننے والا جاننے والا ہے عبد اللہ بن زبیر سے روایت ہے کہ کہا ایک گروہ نے قوم بنی

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا ابوبکرؓ نے کہا کہ قعقاع بن معبد کو امیر کر
اور عمرؓ نے کہا بلکہ اقرع بن حابس کو امیر اس گروہ کا کر ابوبکرؓ نے کہا تم نے نہیں ارادہ
کیا مگر میرے خلاف کا اور عمرؓ نے کہا کہ میں نے تیرے خلاف کا ارادہ نہیں کیا سو
وہ باہم جھگڑنے لگے حتی کہ اُن دونوں کی آوازیں بلند ہوئیں تب اللہ تعالی نے نازل
فرمائی آیت یا ایہا الذین آمنوا الآیۃ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ لاتقدموا
کے معنی ہیں لاتتکلموا بین یدی کلامہ یعنی آپ کے کلام کے سامنے مت کلام
کرو جابرؓ نے کہا کہ لوگ قربانی قبل حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کر لیا
کرتے تھے سو وہ تقدیم قربانی سے اوپر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منع کیے
گئے اور بعضوں نے کہا ایک قوم کے لوگ تھے جو کہا کرتے کہ اس امر و اس امر میں
یہ نازل کیا جاتا سو اللہ تعالی نے انکو مکروہ جانا اور عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا
کہ اپنے نبی کے روزہ رکھنے سے پہلے روزہ مت رکھو اور کلبی نے کہا کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم پر قول اور فعل سے سبقت کرو تاکہ وہ فرمان دہ تمہارا ہو وے اور
اسی طرح مرید کا ادب شیخ کے ساتھ یہ ہے کہ وہ مسلوب الاختیار رہے کہ نہ وہ اپنے
نفس میں تصرف کرتا ہے اور نہ اپنے مال میں مگر شیخ کی طرف رجوع اور اسکے امر کے
ساتھ کرے اور تحقیق اس بات کو ہم نے باب صحبت میں پورا لکھا ہے اور بعض نے کہا
لاتقدموا لاتمشوا بین یدی رسول اللہ یعنی آگے قدم اور سبقت مت کرو اپنے رسول کے
کے سامنے اور مت آگے چلو اور ابو الدرداء سے روایت کی کہا میں ابی بکر کے
آگے چلتا تھا تب مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو اس شخص سے آگے
چلتا ہے جو تجھ سے دنیا اور آخرت میں بہتر ہے اور بعض نے کہا یہ آیت اُن قوم کے

حق مین نازل ہوئی ہی جو مجلس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین حاضر ہوتے پھر جب
کہ رسول علیہ السلام سے سوال کیا جاتا وہ لوگ اسمین غور کرتے اور قول و فتوی
کے ساتھ سبقت کرتے تو وہ لوگ اس سے نہی کیے گئے اور اسی طرح مرید کا ادب
شیخ کی مجلس مین ہی ضرور اور یہ ہی کہ خاموشی کو لازم پکڑے اور اسکے حضور مین کچھ
کلام حسن سے نہ کہے الا جب کہ شیخ سے حکم چاہے اور شیخ سے اس باب مین اسکے
لیے گنجائش پائے اور مرید کی شان مین شیخ کے سامنے اس شخص کی مثال ہی کہ
جو دریا کے کنارے بیٹھا ہوا انتظار رزق کا کر رہا ہی جو اسکی طرف بھیجا جائے اور
استماع کی طرف تاک رکھین اور جو کلام شیخ کے طریق سے نصیب ہو وہ اسکی ارادت
اور طلب کو متحقق کرتا ہی اور فضل الٰہی سے جو اس سے مزید ہو اور قول کی طرف
نظر کرنا اسکو مقام طلب اور افزون خواہی سے اس مقام کی طرف رد کرتا اور
پھیرتا ہی جسمین ایک شی کا اثبات اپنے نفس کے واسطے ہو اور یہ مرید کا گناہ ہی
اور ضرور اور یہ ہی کہ اسکی نگہداشت ہمیشہ اپنے حال کی طرف ہو جسکا استکشاف و
استفسار شیخ سے سوال کے ساتھ ہو باوجودیکہ مرید صادق شیخ کی حضوری مین زبانی
سوال کا محتاج نہو بلکہ شیخ اسکو جو چاہیے وہ بتلادیگے اسواسطے کہ شیخ
چاہتا ہی کہ جو کہے وہ حق کے ساتھ کہے اور صادقین کی موجودگی مین اپنے قلب
کو اللہ تعالی کی طرف بلند کرتا ہی اور انکے لیے باران رحمت طلب کرتا اور انکو بلانا
چاہتا ہی سو اسکی زبان اور اسکا دل دونون ان طالبون کے احوال سے جو
محتاج اسکے ہین کہ جنکے ساتھ اسپر کشود ہو ضرورت وقت کی طرف ماخوذ اور
مخبر ہین اسواسطے کہ شیخ طالب کی نگاہ اور نگہداشت اپنے قول کی طرف

چاہتا ہی اور اپنے قول کو طالب کی طرف سے شمار مین لانا اور اعتبار اسکا کرنا سمجھتا ہی
اور قول تخم کی مثال ہی جو زمین مین پڑتا ہی سو جبکہ تخم خراب ہوتا ہی تو وہ نہین جمتا اور
کلمہ کی خرابی اور فساد اس سبب سے ہوتا ہی کہ اسمین ہوی کو دخل ہوتا ہی پس شیخ
کلام کے تخم کو ہوی کے شائبہ سے پاک صاف کرتا ہی اور اسے اللہ تعالی کے سپرد
کرتا ہی اور اللہ تعالی سے مدد اور درستی مانگتا ہی اسکے بعد بات کہتا ہی لہذا کلام
اسکا حق کے ساتھ حق کے واسطے ہوتا ہی اسی واسطے شیخ مریدون کے لیے
دین الہام ہی جسطرح سے کہ جبریل امین وحی ہی سو جسطرح کہ جبریل وحی مین خیانت
نہین کرتا ہی شیخ الہام مین نہین خیانت نہین کرتا اور جسطرح کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم ہوی سے نطق نہین کرتے شیخ جو کہ ظاہر اور باطن سے مقتدی رسول اللہ
کا ہی ہوا ے نفس سے کلام نہین کرتا اور ہوا ے نفس قول مین دو قسم کے ساتھ ہی
ان دونون سے ایک خواہش جلب قلوب کی اور منھون کو اپنی طرف پھیر لیتا ہی
اور منھون کے شان سے نہین ہی اور دوم نفس کا ظہور کرنا کلام کی شیرینی اور
حسن کے ساتھ ہی اور محققین کے نزدیک یہ ایک خیانت ہی اور شیخ کی ان
باتون مین جو اسکی زبان پر جاری ہوتی ہین حصہ نفس ہی کہ ساتھ اللہ کی نعمتون کا
اسمین مشغول ہوکر گفتگو کرتا ہی حفظ کلمہ کہ وہ ظہور نفس کے قریب ہی جو شیرین بیانی
اور حسن کے ساتھ ہوتا ہی پس جو کچھ کہ حق سبحانہ و تعالی اسکے ساتھ شیخ
پر جاری کرتا ہی اسکے لیے شیخ مستمع ایسی ہوتا ہی گویا کہ اجنبی مستمعان
ایک وہ بھی ہوتا ہی اور شیخ ابو السعود رحمۃ اللہ کا یہ حال تھا کہ وہ یارون
سے کلام ان چیزون سے جو اسکی طرف القا من اللہ ہوتی تھین اور وہ

کہا کرتے کہ مین اس کلام مین مستمع ایسا ہی ہون جیسا کہ ایک تم مین سے مستمع ہی سو
اس قول نے بعضے حاضرین کو مشکل مین ڈالا اور کہا ہرگاہ کہ وہ قائل ہی تو وہ جانتا ہی
جو کچھ کہ وہ کہتا ہی وہ کیونکر مستمع کی مثال ہو سکتا ہی جو نہین جانتا یہان تک بات
کہ وہ اُس سے سنتے پھر اپنے گھر پر واپس آیا اُسی رات خواب مین اُسنے دیکھا ایک
کہنے والے کو جو کہتا تھا اُس سے کیا غوطہ خور موتیون کی طلب مین دریا کے اندر
غوطہ نہین لگاتا اور سیپیون کو اپنے توبرہ مین جمع کرتا ہی اور موتی کو اُسکے ساتھ
حاصل کیا مگر وہ نہین دیکھتا الا اسوقت کہ وہ دریا سے باہر نکلتا ہی اور موتیون کے
دیکھنے مین اُسکے شریک وہ لوگ ہوتے ہین جو کہ دریا کے کنارے پر ہین سو
خواب مین اس معاملہ مین شیخ کا اشارہ سمجھ گیا تو مرید کا ادب احسن خاموشی اور
سجھنا اور افسردگی ہی یہان تک کہ شیخ اس کلام مین ابتدا کرے جسمین اسکی
قولاً و فعلاً ہو اور یہ بھی کہا گیا ہی اس قول الٰہی لا تقدموا بین یدی اللہ
و رسولہ کوئی منزلت انکی منزلت کے درست طلب کرو اور یہ آداب کے
محاسن اور اعتزازات سے ہی اور مرید کے سزاوار یہ ہی کہ اپنے نفس کو منزلت
شیخ کے اوپر منزلت طلب کرنے کے ساتھ سخن ران نکرے بلکہ ہر ایک منزلت
عالی اپنے شیخ کے لیے چاہے اور عطیات بزرگ اور مواہب عزیزہ کی تمنا شیخ
کے لیے تمنا کرے اور اُس سے مرید کا جوہر حسن ارادت مین ظاہر ہوتا ہی اور جدا
مریدون مین اور یہ بات دو حبیب الوجود و نادر ہوتی ہی پس اُسکی ارادت جو شیخ کے لیے
اُس سے زیادہ عطا کیے تجھکو اپنے نفس کے واسطے تمنا کرتا ہی اور ادب ارادت
کے ساتھ قائم رہتا ہی سری رحمہ اللہ نے کہا ہی کہ حسن ادب ترجمان عقل ہی

اور ابو بکر بن خلیفہ نے کہا ہی کہ مجھے ادہم نے کہا کہ ای فرزند علم کو اپنے نمک بنا
اور ادب کو اپنے آٹا بنا - اور بعض نے کہا ہی کہ تصوف کل ادب ہی ہر ایک وقت
کا ادب ہی اور ہر ایک حال کا ادب ہی اور ہر ایک مقام کا ایک ادب ہی سو جو
شخص ادب کو اپنے اوپر لازم کرتا ہی تو وہ مردوں کے مرتبہ کو پہونچتا ہی اور جو کوئی
ادب سے محروم رہا تو وہ بعید ہی اُس جگہ سے کہ قرب کا ظن کرتا ہی اور اُس جگہ
سے کہ قبولیت کی امید رکھتا ہی مردود و مطرود ہی اور یہ آیت اللہ تعالی کی تادیب
سے نسبت اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہی کہ لا ترفعوا اصواتکم فوق
صوت النبی - یعنی اپنی آوازوں کو اوپر آواز نبی کے بلند مت کرو - ثابت بن
قیس بن شماس کے کان میں گرانی تھی اور بڑی آواز اُسکی تھی سو جب وہ کسی
آدمی سے بات کرتا تو بلند آواز سے کہتا اور اکثر اوقات حضرت نبی صلی اللہ
علیہ وسلم سے باتیں کیا کرتا تو اُسکی آواز سے آپ کو اذیت پہونچا کرتی تو اللہ تعالی
نے یہ آیت نازل فرمائی تاکہ اُسکو اور دوسروں کو تادیب کرے - حدیث میں ہی
عبد اللہ بن زبیر سے کہ اقرع بن حابس حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا
ابو بکر نے کہا کہ اُسے اپنی قوم پر سردار بنائیے تو عمر نے کہا کہ اُسے سردار نہ بنائیے
یا رسول اللہ سو دونوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے
باہم مکالمہ کیا یہاں تک کہ اُن دونوں کی آوازیں بلند ہوئیں تو ابو بکر نے عمر سے
کہا کہ تو نے ارادہ نہیں کیا مگر میرے خلاف کا اور عمر نے کہا کہ تو نے ارادہ نہیں
کیا مگر میرے خلاف کا تو اللہ تعالی نے یہ آیت نازل کی اُسکے بعد عمر جب
کبھی حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بات کرتے تو اُنکا کلام سنائی نہ دیتا

یہان تک کہ اُنسے پوچھا جاتا اور بعضون نے کہا ہی کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو
ابوبکر نے قسم کھائی کہ وہ نبی علیہ السلام کے آگے کلام نہ کرینگے مگر اُس شخص کی
طرح جو صاحب سِر آہستہ کہتا ہی پس اسی طرح سزاوار ہی کہ مرید شیخ کے ساتھ ہو
آواز کی بلندی سے اور کثرت کلام اور ہنسی سے گستاخی نہ کرے ہان مگر جب کہ
شیخ اُسکو گستاخ کرے پس آواز کا بلند کرنا وقار کے پردے اُٹھاتا ہی اور جب
وقار دل مین قرار پاتا ہی تو زبان کہنے سے بند ہو جاتی ہی اور بعضے اوقات
بعضے مریدون کا باطن شیخ کی حرمت اور وقار سے اس درجہ اُتر جاتا ہی کہ مرید کو
یہ طاقت نہین ہوتی کہ شیخ کی طرف نظر بھر دیکھے اور کبھی مجھے تپ آتی اور
میرے دیکھنے کو میرے چچا اور میرے شیخ ابوالنجیب سہروردی رحمہ اللہ
آتے تھے تو میرے بدن سے حرمت کے سبب پسینا ٹپکا کرتا اور مین چاہتا تھا
کہ پسینا آوے تاکہ بخار کم ہو جاوے سو مین جب کہ شیخ رحمہ اللہ تعالے آتے
تو یہ حالت اپنی پاتا اور آپکے قدوم مین برکت اور شفا ہوتی تھی اور مین ایک
دن خالی گھر مین تھا اور یہان ایک مندیل تھی جو شیخ نے مجھے عطا فرمائی تھی اور
شیخ اُس سے عمامہ باندھتے تھے سو ناگاہ میرا پانون اُس پر پڑ گیا اس سے میرا
باطن رنجیدہ ہوا اور اُس سے مجھے خوف پیدا ہوا کہ شیخ کی مندیل پہ پانون
پڑ گیا اور میرے باطن سے وہ احترام پیدا ہوا کہ اُسکی برکت کی مجھے امید ہی
ابن عطاء نے اس آیت کے معنی مین لاترفعوا صوتکم کہا ہی کہ یہ ایک
زجر اور جھڑکی ادنی خطا پر ہی تاکہ اس سے زیادہ ترک حرمت کی طرف قدم نہ
بڑھائے اور سہل کا یہ قول ہی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خطاب

مت پست کرو الا اس طور پر کہ تم استفہام اور استفسار کرتے ہو - اور ابوبکر بن طاہر نے کہا ہے
کہ رسول علیہ السلام سے ابتدا بخطاب نہ کرو اور انکو جواب مت دو مگر حد حرمت
پر ولا تجہروا لہ بالقول کجہر بعضکم لبعض یعنی خطاب میں آپ کے ساتھ درشتی نہ
کرو اور آپ کو آپ کے نام سے نہ پکارو کہ یا محمد یا احمد جیسے تم میں سے ایک دوسرے
کو پکارتا ہے بلکہ انکی بزرگی اور حرمت کرو اور آپ سے کہو یا نبی اللہ یا رسول اللہ
اور اسی قبیل سے شیخ کے لیے مرید کا خطاب ہے اور جب کہ وقار دل میں ساکن
ہوا تو وہ زبان کو کیفیت سے سکھلا دیتا ہے اور ہر گاہ کہ نفوس اولاد و ازواج
کی محبت کا شیفتہ ہو جائے اور نفوس و طبائع کی خواہشیں متمکن ہو جائیں تو
زبان سے عجیب عبارتیں نکلتی ہیں اس حال میں کہ وہ نفوس اپنے وقت کی محبت
اور جمعیت میں ہوں تو نفس کی شیفتگی اور دلبستگی ہو ان عبارات کو بناتی ہے سو جبکہ
قلب حرمت اور وقار سے بھرا ہوتا ہے تو وہ زبان کو عبارت سکھلاتا ہے - اور
روایت ہے کہ جس وقت یہ آیت نازل ہوئی ثابت بن قیس راستہ میں بیٹھا رو رہا تھا
سو عاصم بن عدی ادھر گذرا اور کہا اے ثابت کس چیز کے گریہ ہوا کہا اس
آیت نے رلایا مجھے ڈر ہے کہ میرے حق میں نازل ہوئی ان تحبط اعمالکم وانتم لا تشعرون
یعنی یہ کہ تمہارے اعمال مٹ جائیں اور تم کو معلوم نہ ہووے - اور حال یہ ہے کہ
میری آواز نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بلند ہے میں ڈرتا ہوں کہ میرے عمل مٹ
جائیں اور میں دوزخیوں سے ہوں سو عاصم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
پاس گئے اور ثابت پر زیادہ بکا غالب ہوا کہ اس اثنا میں اسکی بی بی
جمیلہ بیٹی عبد اللہ بن ابی بن سلول کی آئی ثابت نے کہا جب میں اپنے

اصطبل مین جاؤن تو دروازہ بند کرکے قفل لگا دے تو اُسنے قفل لگا دیا حتی کہ
جب وہ وہان سے نکلی تو اُسکے حال پر اُسکو ترس آیا اور ثابت نے کہا کہ مین نہین
نکلونگا یہان تک کہ مجھے اللہ تعالی موت دے یا یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
مجھ سے راضی ہون پھر جبکہ عاصم نبی علیہ السلام کے پاس آئے اور اُسکے حال سے
خبر دی آپ نے فرمایا کہ جاؤ اور اُسکو بلا لاؤ تو عاصم اس جگہ آئے جہان اُسے دیکھا تھا
اور اُسے نہ پایا پھر اُسکی بی بی کے پاس آئے سو گھوڑے کے اصطبل مین پایا تب
اُس سے کہا کہ رسول اللہ تجھے بلاتے ہین تو کہا قفل توڑ دون بعد ازان دونون
رسول اللہ کے پاس آئے پس جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے
ثابت تجھے کس چیز نے رُلایا اُسنے کہا مین چلّانیوالا ہون اور مجھے ڈر ہے کہ یہ آیت
میرے حق مین نازل ہوئی ہے تو جناب رسول اللہ نے فرمایا کیا تو راضی نہین ہے کہ
تو خوش زندگی کرے اور شہید ہوکر مرے اور بہشت مین داخل ہو کہا اللہ تعالے
اور اُسکے رسول کی بشارت پر راضی ہون اور مین کبھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے سامنے اپنی آواز کو بلند نہ کرونگا تب اللہ تعالی نے یہ آیت اُتاری
ان الذین یغضون اصواتہم عند رسول اللہ یعنی وہ لوگ کہ بات کرنے مین
آواز پست اور آہستہ پیغمبر علیہ السلام کے سامنے تعظیم اور حرمت کے سبب
رکھتے ہین۔ اُس نے کہا کہ ہم ایک شخص کو اہل جنت سے دیکھتے تھے کہ وہ ہمارے
سامنے چلتا تھا پھر جبکہ مسیلمہ کی لڑائی مین مقام یمامہ کا دن تھا تو ثابت نے
مسلمانون مین سے بعض شکستگی دیکھی یعنی ایک گروہ بھاگ گیا تو کہا افسوس ہے
ہے ان لوگون پر اور یہ کیا کرتے ہین پھر ثابت نے سالم بن حذیفہ سے

کہا کہ کیا ہم دشمنان خدا سے مثل اسکے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نہیں لڑتے تھے پھر وہ دونون پانؤن گاڑکر کھڑے ہو گئے اور برابر دونون لڑتے رہے یہان تک کہ دونون قتل ہوے اور ثابت شہید ہوے جیسا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنسے وعدہ کیا تھا اور اسوقت ایک زرہ اُنکے بدن مین تھی پھر ایک شخص نے صحابہ سے اُنکو مرنے کے بعد خواب مین دیکھا اور اُس سے کہا کہ سنو فلان شخص مسلمان نے میری زرہ اُتاری اور لشکر کے گوشہ مین اُسے لے گیا اور اُسکے پاس گھوڑا کودنے والا اور لات چلانے والا ہے اور میری زرہ پر ایک سنگین رکھی ہے تو خالد بن ولید کے پاس جا اور اُسکو خبر دے تا کہ وہ واپس لے لے میری زرہ اور ابابکر خلیفۂ رسول اللہ علیہ السلام کے پاس جا اور اُس سے کہہ کہ میرے اوپر قرضہ ہے تا کہ وہ میری طرف سے قرض ادا کرے اور فلان شخص میرے غلامون سے آزاد ہے پس اُس شخص نے خالد کو اطلاع دی تو اُسنے زرہ اور گھوڑے کو اُسی وصف کا پایا تو اُس سے زرہ پھیر لی اور خالد نے اس خواب کی خبر دی ابوبکر نے اُسکی وصیت جاری کی۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہما نے کہا مین ایسی وصیت نہین جانتا ہون جو وصیت کرنے والے کی موت کے بعد جاری کی گئی ہو مگر یہ وصیت پس یہ کرامت ہے جو ثابت کے لیے ظاہر ہوئی اس سبب سے کہ تقوی اُسکا اچھا تھا اور ادب اُسکا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خوب تھا تو مرید صادق کو چاہیے کہ اس سے عبرت پکڑے اور جانے کہ شیخ اُسکے پاس اللہ اور اُسکے رسول کی طرف سے یادگار ہے اور وہ شخص جسنے شیخ پختہ اختیار کیا وہ جانے کہ شیخ ایک عوض اُس شخص کا ہے کہ اگر وہ زمانہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین ہوتا اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر رکھتا درکھتا اور قوم کو وہ جب ادب پر قائم کیا اللہ تعالی نے اُنکے حال سے خبر دی اور اُنکی تعریف کی اولئک الذین امتحن اللہ قلوبہم للتقوی یعنی اللہ تعالی نے اُنکے دلون کو آزمایا ہی اور اُنکو خالص اور بہتر کیا ہی جسطرح کہ سونا آگ سے آزمایا جاتا ہی اور خالص اُسمین کا نکلتا ہی اور جسطرح کہ زبان ترجمان دل کی ہی اور قلب کے مودب ہونے سے لفظ مہذب ہوتے ہین اسی طرح سزاوار ہی کہ مرید شیخ کے ساتھ ہو — ابوعثمان کا قول ہی کہ ادب بزرگون کے سامنے اور اولیا سے بزرگی کی صحبت مین صاحب ادب کو درجات بلند تک اور دنیا و عقبی کی خیر و برکت کو پہونچاتا ہی کیا تو نہین دیکھتا اللہ تعالی کے قول کی طرف ولو انہم صبروا حتی تخرج الیہم لکان خیرا لہم یعنی اگر وہ صبر کرتے یہان تک کہ تو اُنکی طرف نکلتا تو البتہ اُنکے لیے بہتر ہوتا - اور اُن باتون سے جو اُنکو اللہ تعالی نے سکھلائین قول حق سبحانہ وتعالی کا ہی ان الذین ینادونک من وراء الحجرات اکثرہم لایعقلون یعنے ہر آئینہ وہ لوگ جو تجھے پردے کے پیچھے سے پکارتے ہین انمین سے اکثر کم عقل ہین اور یہ حال بنی تمیم کے گروہ کا تھا کہ وہ آئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور اُنھون نے پکارا اے محمد ہماری طرف آ اسواسطے کہ ہماری مدح زینت ہی اور مذمت ہماری عیب ہی کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سنا اور آپ اُنکی طرف نکلے اور یہ اُسوقت فرماتے تھے انما ذلکم اللہ الذی ذمہ شین ومدحہ زین یعنی کہ بات یون ہی کہ یہ شان اللہ کی ہی کہ بُرائی اسکی عیب ہی اور تعریف اسکی زینت ہی یہ قصہ طویل ہی اور وہ لوگ اپنے شعرا اور خطیبون کو

ساتھ آئے تھے تب اپنے حسان بن ثابت اور نوجوانان مہاجر و انصار خطبا کے
ساتھ عالیہ آئے اور اس قصہ میں مرید کے لیے ادب ہی جب کہ وہ شیخ کے
پاس آئے اور اُسکے سامنے ہو وہ جلدی کو ترک کرے اور مرید ٹھہرا رہے یہاں تک
کہ شیخ اپنی خلوت کی جگہ سے باہر آئے میں نے سنا ہی کہ شیخ عبد القادر
رحمہ اللہ کے پاس جب کوئی فقیر اُترآتا اور اُس فقیر کی خبر دیجاتی تو آپ
باہر آتے اور دروازہ کا ایک پٹ کھولتے اور فقیر سے مصافحہ کرتے اور اُسکو
سلام کرتے اور اُسکے ساتھ بیٹھتے اور اپنی خلوت گاہ کی طرف رجوع کرتے
اور جب کوئی اُن لوگوں میں سے آتا جو کہ وہ فقرا سے نہوتا تو آپ باہر آتے اور
اُسکے پاس بیٹھتے اور اپنی خلوت گاہ کو پلٹ جاتے تو بعضے فقرا کے دل میں اسکا
خطور ہوا اس سبب سے کہ فقیر کے لیے آپ باہر نہیں آتے اور غیر فقیر کے لیے
باہر آتے ہیں سو جو بات کہ اس فقیر کے دل میں مخطور ہوئی تھی شیخ تک اُسکی خبر
پہونچی تو آپ نے فرمایا کہ فقیر ہمارا رابطہ ہی یعنی ایسی چیز جسکے ساتھ بندش ہو
اُسکے ساتھ پیوستگی اور ربط قلبی ہی اور وہ اہل ہی اور اُس اجنبیت اور بیگانگی
نہیں ہی اسواسطے کہ ہم اسکے ساتھ موافقت قلوب پر اکتفا کرتے ہیں اور ظاہر
کی ملاقات پر اس سے اسقدر پر قانع ہیں ولیکن جو شخص فقرا کے غیر جنس ہی
تو وہ عادت اور ظاہر پر وقوف اور قیام کیے ہوئے ہی سو جب کہ اس سے
وفا سے حق ظاہر نہیں کیا جاتا تو وہ متوحش ہوتا ہی پس مرید کا حق ہی کہ شیخ کے
ساتھ ادب ظاہر و باطن کو ادا کرے ابی منصور مغربی سے لوگوں نے
سوال کیا کہ کسقدر ابا عثمان کی صحبت میں آپ رہے کہا میں اُسکی خدمت میں

رہا ہوں نہ اسکی صحبت میں اسواسطے کہ صحبت بھائیوں اور برابر کے آدمیوں سے
ہوتی ہی اور مشائخ کے ساتھ خدمت ہوتی ہی — اور مرید کو سزاوار ہی کہ جب کبھی
اُسکو شیخ کے حال سے مشکل پیش آوے تو وہ موسیٰ علیہ السلام کا قصہ جو حضرت
خضر علیہ السلام کے ساتھ ہوا یاد کرے کہ خضر کیونکر کام کرتے تھے جنکو موسیٰ انکار
کرتے تھے اور جب اُسے خضر نے خبر دی جو اسمیں سر تھا تو موسیٰ اُسکے انکار سے رجوع
کرتے تھے تو مرید اُسکا انکار کرے اسواسطے کہ شیخ سے جو کچھ دیکھتا اور پاتا ہی اُسکی حقیقت
کا علم اُسکو کم ہی اور شیخ کے لیے ہر ایک چیز میں عذر ہی علم اور حکمت کی زبان سے جو اسکو
حاصل ہی — اصحاب جنید نے ایک مسئلہ جنید سے پوچھا اور اسکا جنید نے جواب دیا
اسمیں معارضہ کیا جنید نے کہا کہ اگر میرا ایمان اور ایقان نہیں ہی تو مجھ سے علیحدگی اختیار
کرو اور بعضے مشائخ نے کہا ہی کہ جس نے حرمت اُس شخص کی جس سے ادب پایا قدر اور
عظمت نہیں کی وہ اس ادب کی برکت سے محروم رہا اور بعض کا مقولہ ہی کہ جس شخص
نے کہ اپنے اُستاد سے کہا کہ نہیں وہ کبھی فلاح اور نجات نہ پاوے گا — حضرت
ابی ہریرہ سے روایت ہی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب میں
بات کہنا ترک کروں تو تم بھی ترک کرو اور جب میں تم سے بات کروں تو وہ مجھ سے
حاصل کرو اسلیے کہ جو لوگ تم سے پہلے تھے وہ اسی وجہ سے ہلاک اور تباہ ہوئے کہ
سوالات بہت کیا کرتے اور اپنے رسولوں سے اختلاف کرتے تھے جنید علیہ الرحمۃ
نے کہا ابی حفص نیشاپوری کے ساتھ میں نے ایک آدمی دیکھا جو بہت خاموش
رہا کرتا اور بات نہ کرتا تو میں نے اُنکے یاروں سے کہا کہ یہ کون شخص ہی تو مجھ سے
کہا گیا کہ یہ ایک انسان ہی جو ابی حفص کے ساتھ رہا کرتا ہی اور ہماری خدمت

کیا کہ تاہم اسکے پاس ہزار درم تھے اسپر خرچ کیے اور ہزار درم اور قرض لیے
وہ بھی اسپر خرچ کیے ابو حفص نے روا نہ رکھا کہا کہ ایک کلمہ سے ہی اسکے ساتھ
بات ہی - اور ابو یزید بسطامی نے کہا کہ مین ابا علی سندی کی صحبت مین رہا ہو
مین اسکو وہ چیزین تلقین کرتا تھا جنکے ساتھ وہ اپنے فرض کو قائم کرے اور وہ مجھے
صرف توحید اور حقائق تعلیم کرتا تھا - اور ابو عثمان نے کہا کہ مین ابو حفص کی صحبت
مین رہا جبکہ مین نوجوان تھا سو مجھے اپنے پاس سے نکال دیا اور کہا میرے پاس مت
بیٹھ لیکن اسکے کلام کی مکافات یہ نہین کہ مین اسکی طرف پیٹھ پھیرون اور پھرا
پیچھے کی طرف چلتا ہوا اور میرا منھ اسکے سامنے تھا یہان تک کہ مین اس سے غائب
ہوگیا اور مین نے اپنے دل مین یہ ٹھان لیا کہ اسکے دروازہ پر مین اپنے لیے ایک
کنوان کھود دون اور اسمین اتر دون اور بیٹھ رہون اور اسکے اندر سے مین باہر نکلون
مگر اسکی اجازت سے پھر جبکہ مجھ سے یہ امر دیکھا تو مجھے قربت دی اور مجھے قبول کیا
اور اپنے خاص یارون سے گردانا یہان تک کہ آپ کا وصال ہوگیا اللہ اسپر
رحم کرے اور صوفیہ کے آداب ظاہری سے یہ ہی کہ مرید شیخ کے ہوتے ہوئے اپنا
سجادہ نہ بچھائے مگر جبکہ نماز کا وقت ہو اسواسطے کہ مرید کی شان سے یہ ہی کہ قصد
کے لیے وہ باتون سے انقطاع کرے اور سجادہ کے بچھانے مین آسایش اور
عزت کا ایک اشارہ ہی اور سماع مین شیخ کے ہوتے ہوئے جنبش نہ کرے الا
اسوقت کہ وہ حد تمیز سے خارج ہوجائے اور شیخ کی ہیبت مرید کو سماع کی کھل
کھیلنے سے باز رکھتی ہی اور اسکو اپنے بس مین رکھتی ہی اور مرید کا استغراق شیخ
کی طرف نظر کرنے اور جو فضل حق اسپر وارد ہوتا ہی اسکے دیکھنے مین سماع سے

سننے سے زیادہ گوارا ہی اور ادب سے یہ بات ہی کہ شیخ سے کوئی چیز اپنے حال سے نہ چھپاوے اور نہ وہ چیز کہ عطیۂ حق اُسکو ملے اور جو کرامت اور اجابت اسکے لیے ظاہر ہو اُسے پوشیدہ نہ کرے اور شیخ سے اپنے حال کو جو اللہ تعالی اُسکی طرف سے جانتا ہی ظاہر کر دے اور جو بات کہ اُسکے ظاہر کرنے مین شرماتا ہو اُسکا ذکر ایما اور اشارہ سے کرے اسواسطے کہ مرید کا ضمیر جب کسی چیز مین پیچیدہ ہو جاتا ہی تب شیخ پر صراحتہً یا اشارۃً ظاہر نہ کرے تو اُس سے مرید کے باطن مین ایک گرہ رہتہ کے اندر پڑ جاتی ہی اور شیخ سے کہدینے مین وہ گرہ کھل جاتی ہی اور دور ہو جاتی اور ادب سے یہ ہی کہ شیخ کی صحبت مین نہ جاوے مگر اُسوقت کہ اُسے معلوم ہو جائے کہ شیخ اُسکی تادیب اور تہذیب کے لیے مستعد ہی اور شیخ زیادہ دوسرون سے اُسکی تادیب مین راست اور درست تر ہی اور جب مرید کی نگاہ دوسرے شیخ کی طرف جاتی ہے تو اُسکی صحبت مصفا نہین ہوتی اور قول شیخ کا اُسمین نفوذ نہین کرتا اور اُسکا باطن حال شیخ کی سرایت کے لیے قابلیت نہین رکھتا اسواسطے کہ مرید نے جب شیخ کو مشیخت مین یکتا یقین کیا تو اُسکے فضل اور اولویت کو جانا اور اُسکی محبت زیادہ ہو گئی اور محبت اور الفت مرید اور شیخ کے درمیان واسطہ ہی اور قدر محبت کے اندازہ کے موافق حال کی سرایت ہوتی ہی اسواسطے کہ محبت علامت تعارف کی ہی اور تعارف علامت جنسیت کی ہی اور جنسیت مرید کے لیے حال بعض حال شیخ کی کھینچنے والی ہی - ابو امامہ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم سے روایت کی ہی کہ آپ نے فرمایا ہی کہ جسنے ایک آیت کلام مجید کی کسی بندہ کو سکھلائی تو وہ اُسکا مولا ہی سزاوار ہی کہ اُسکو شرمندہ نہ کرے اور نہ اُسپر فوقیت

اور جسنے یہ کام کیا ہے اسنے اسلام کے دستوں میں سے ایک دستہ کو توڑ ڈالا - اور منجملہ ادب کے یہ ہے کہ جزئیات و کلیات میں شیخ کے خطرات کی رعایت کرے اور شیخ کی کراہت کو حقیر نہ جانے تاکہ حرکات اسکے شیخ کے حسن خلق اور اسکے کمال حلم اور مدارات کے اعتماد پر جاری رہیں - ابراہیم بن شیبان نے کہا کہ ہم ابا عبد اللہ مغربی کی صحبت میں رہتے تھے اور ہم اسوقت جوان تھے اور ہمارے ساتھ وہ جنگل اور بیابانوں میں سفر کرتا تھا اور اسکے ساتھ ایک شیخ حسن نام تھا اور ستر برس اسکی صحبت میں رہا سو جب کبھی ہم میں سے کوئی خطا کرتا اور اسپر شیخ کا حال متغیر اور ناخوش ہوتا تو ہم اسی ضعیف حسن کے ساتھ شفاعت کرتے یہاں تک کہ شیخ کا التفات مثل سابق ہو جاتا اور شیخ کے ساتھ مرید کا یہی ادب ہے کہ اپنے وقائع اور کشف پر بدون رجوع شیخ کے استقلال اور اعتماد نہ کرے اسواسطے کہ شیخ کا علم وسیع تر ہے اور اسکا باب مفتوح الی اللہ بزرگتر ہے پس اگر واقعہ مرید کا اللہ تعالی کی طرف سے ہوگا تو شیخ اسکے موافق ہوگا اور اسکا امضا اور اجرا مرید کیلیے کریگا اور جو بات من عند اللہ ہوگی اس سے اختلاف نہ کریگا اور اگر اسمیں کچھ شبہہ ہو تو شبہہ واقعہ کا شیخ کے طریق سے زائل ہو جائیگا اور مرید کو واقعات اور کشفوں کی صحت کا علم حاصل ہوگا اسواسطے کہ مرید کے واقعہ میں شائبہ ارادہ کی آمیزش ہے جو اسکے نفس میں ہے اور واقعہ کیساتھ ارادہ نفس کا مل جائے خواب میں ہو یا بیداری میں ہو اور اسمیں ایک شعبہ ہے اور مرید نفس کی سر پوشیدہ کے شیخ کے یہاں قائم نہیں ہوتا اور جبکہ اسنے شیخ کے سامنے اسکو بیان کردیا تو ارادہ نفس کا مرید کے اندر مخفی ہے بہ نسبت شیخ کے حق میں اسکا اخفا متصور ہے یعنی وہ عیاں ہے پھر اگر اسجانب حق ہے

تو وہ طریق شیخ سے مبرہن ہو جائے گا اور اگر اسکا وقعہ ہوا ہے نفس کی اخفا کی
طرف منجر ہی تو وہ زائل ہو جائے گا اور صحن خاطر مرید پاک اور صاف ہو جائے گا
اور اسکا بار شیخ اٹھا لیتا ہی اسواسطے کہ اسکے حال میں قوت ہی اور جناب الٰہی
میں اسکی باریابی کی صحت اور اسکی معرفت کمال پر ہی - اور ادب شیخ سے یہ بھی ہے کہ
جب مرید شیخ کے ساتھ کلام کرے خواہ وہ دین کا کام ہو یا دنیا کا تو چاہیے کہ اسکا
شیخ پر سبقت کرنے میں عجلت نہ کرے اور نہ اسپر ناگواری کے ساتھ غلبہ کرے یہاں
تک کہ اسکو معلوم ہو جائے کہ شیخ کا حال کیا ہی آیا وہ اسکے لیے آمادہ اور اسکے
کلام کی سماعت کے لیے فارغ ہی یا نہیں جسطرح کہ دعا کے لیے اوقات اور آداب
اور شرائط ہوتے ہیں اسواسطے کہ دعا ایک مخاطبت اللہ تعالیٰ کے لیے ہوتی ہے
اسی طرح شیخ کے ساتھ کلام کرنے کے بھی آداب اور شرطیں ہیں اور وجہ یہ ہی کہ
وہ بھی اللہ تعالیٰ سے ہی اور اللہ تعالیٰ سے قبل اسکے کہ شیخ سے کلام کرے
توفیق اسکی مانگے جو ادب سے اسکے محبوب و مرغوب ہی اور اسمیں خاص نہیں
کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے اسپر متنبہ کر دیا ہی جہاں کہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ
کو حکم دیا ہی کہ آپ کے ساتھ اس طریق سے خطاب اور کلام کرو اور فرمایا ہی کہ

کہ یا ایہا الذین آمنوا اذا ناجیتم الرسول فقدموا بین یدی نجوٰکم صدقۃ
یعنی اے ایمان والو جس وقت بھید کی بات کہو رسول سے تو پہلے اپنے بھید
کی بات کہنے سے خیرات - عبد اللہ بن عباس نے اس آیت کی شان نزول میں
کہا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے لوگوں نے سوال کرنا اور مانگنا
شروع کیا اور کثرت سے حتیٰ کہ آپ پر دشوار کر دیا اور بہت الحاح سے

مانگتے تھے تو اللہ تعالی نے انکو ادب سکھایا اور اس امر سے انکو علیحدہ کیا اور
حکم انکو دیا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سرگوشی اور بات چیت نہ
کرین جب تک کہ پہلے خیرات اور صدقہ نہ دیدین اور بعضون نے کہا ہی کہ دولتمند
لوگ نبی علیہ السلام کے پاس آیا کرتے اور مجلس مین فقرا پر غلبہ کرتے یہان تک
کہ انکا طول حدیث اور سرگوشی آپ کو مکروہ معلوم ہوئی تو اللہ تعالی نے حکم
صدقہ کا کلام کرنے کے وقت نازل کیا جب دولتمندون نے یہ دیکھا تو آپ
کی بات چیت سے باز رہے اسواسطے کہ جو لوگ مفلس تھے انکے پاس کچھ مال
نہ تھا کہ خیرات کرتے اور جو لوگ کہ ذی مقدور تھے تو انھون نے بخل کیا اور
باز رہے تب یہ امر اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر دشوار معلوم ہوا
اور آیت رخصت نازل ہوئی اور فرمایا کہ أأشفقتم ان تقدموا بین یدی نجویکم
صدقات یعنی کیا تم ڈر گئے کہ دو پہلے بھید کی بات کہنے سے خیرات۔ اور
بعضون نے کہا ہی کہ ہرگاہ صدقہ کا حکم اللہ تعالی نے دیا تو رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سے کسی نے بجز علی بن ابی طالب کے سرگوشی نہین کی سو دینار
پیش کیے پھر اسے صدقہ مین دیا تو علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کتاب
اللہ مین ایک آیت ہی جسپر عمل کسی نے مجھ سے پہلے نہین کیا اور نہ میرے
پیچھے کوئی اسپر عمل کریگا اور روایت ہی کہ جب یہ آیت نازل ہوئی
تو آپ نے حضرت علی کو بلایا اور فرمایا کہ صدقہ مین تیری کیا راے ہی
جس قدر دینا ہو علی نے کہا اسکی طاقت لوگون کو نہوگی فرمایا کہ پھر
کس قدر علی نے کہا کہ ایک دانہ جو یا ایک جو ہو اسپر جناب رسول اللہ صلی اللہ

علیہ

علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر آئینہ تو بڑا زاہد و اندک خوار ہی بعد ازان آیت رخصت اُتری اور
وہ آیت منسوخ ہوئی اور جو خبر کہ اُسپر اللہ تعالی نے حکم صدقہ کا دیا اور جو کچھ کہ حسن
ادب اور مفید لفظ اور احترام سے تھا وہ منسوخ نہین ہوا اور فائدہ باقی ہی عبادہ
بن صامت سے روایت ہی کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مین نے
سنا ہی کہ آپ فرماتے تھے کہ ہم مین سے وہ شخص نہین ہی جو ہمارے بڑے کی بزرگی نہ
کرے اور ہمارے چھوٹے پر رحم نہ کرے اور ہمارے عالم کے حق کو نہ پہچانے پس
علما کا احترام توفیق اور ہدایت ہی اور اُسکا ترک کرنا خسارت اور سرکشی ہی

باونوان باب شیخ کے آداب اور اس چیز کے بیان مین جسکا وہ برتاو یارون وشاگردون کے ساتھ کرے

آداب ضروری سے یہ ہی کہ شیخ صادق قوی بھائیون پر فوقیت رکھنے کے ساتھ
پیش نہ آوے اور یہ اسواسطے کہ اُنکے باطنون کو اس چاہت سے کہ میری تبعیت
کرین میٹھی باتون اور لطف مدارات اپنی طرف کھینچے بلکہ جب وہ خیال کرے کہ
اللہ تعالی اُسکے پاس مریدون اور ہدایت خواہون کو بھیجتا ہی جو حسن ظن اور صدق
ارادت اُسکے ساتھ رکھتے ہین تو اُس سے ڈرنا چاہیے کہ ایسا نہو کہ یہ اللہ کی طرف سے
امتحان اور آزمایش ہو اور حال یہ ہی کہ نفس کی سرشت مین داخل ہی کہ وہ چاہتا ہی کہ
خلق مین اُسکی قبولیت اور اُسکی شہرت ہو اور اصل یہ ہی کہ خمول اور گوشہ نشینی مین
سلامت اور امن ہی پس ہر گاہ کہ مقدار نے وقت پر پہونچا اور بندہ اپنے حال پر تمکین و قرار گرفت
ہوا اور اُسنے اللہ تعالی کے اُسکے جتانے سے جان لیا کہ وہ مریدون کی تعلیم اور ارشاد
کے لیے مقصود اور مراد ہی تو اُسوقت اُن لوگون سے کلام ناصحانہ مستغنیانہ کرے

جیسا کہ باپ بیٹے سے کرتا ہی جو اُسکے دین اور دنیا کے لیے نافع ہو اور جو مرید ادب طلب
کرے اللہ تعالی اُسکی طرف بھیجے اللہ تعالی اُسکے معنی مین رجوع کرتا ہی اور نہایت اسکو آرزو
کرتا ہی کہ توفیق اسکی اس معاملہ مین کرے اور اُسکے ساتھ بات چیت کرے اور شیخ کو
چاہیے کہ مرید سے ایک کلمہ بھی نہ کہے مگر جبکہ اُسکا دل اللہ تعالی کی طرف ناظر اور
اُسکے ساتھ باری طلب قول صواب کا ہدایت مین ہو۔ مین نے اپنے شیخ ابو النجیب
سہروردی رحمہ اللہ سے اپنے بعض یارون کو وصیت کرتے ہوئے سُنا ہی کہ وہ
کہتے تھے کہ فقرا مین سے کسی کے ساتھ بات مت کر الا اُسوقت جبکہ صافی تر ہو وقت
تیرا یہ ایک وصیت نافع ہی اسواسطے کہ کلمہ پہنچے مرید کے کان مین ایسا ہی واقع ہوتا ہی
کہ جیسے تخم زمین مین گرتا ہی اور ہم ذکر کر چکے ہین کہ خراب تخم ضایع اور تباہ ہوتا ہی اور
کلام کا تخم ہوی سے خراب ہو جاتا ہی اور ہوی کا ایک قطرہ علم کے ایک دریا کو گندلا
کر دیتا ہی سو جب کہ اہل صدق وارادت سے کلام کرے تو چاہیے کہ قلب اللہ تعالی
سے اسی طرح مدد مانگے جیسے کہ زبان قلب سے مدد مانگتی ہی اور جس طرح کہ
زبان ترجمان قلب دل ہی دل اُسکا ترجمان حق بندہ کے پاس ہو تب وہ ناظر
الی اللہ ہوگا اس طور پر کہ اُس سے سُنے اور جو کچھ وارد ہو اسکو تلقی اور قبول کرے
اور جسمین امانت کو ادا کرے اُسکے بعض شیخ کو ضرور ہی کہ مرید کے احوال کا اعتبار
کرے اور غور سے اُسکو دیکھے اور نور ایمان اور قوت علم اور معرفت سے جو اُسمین
اُن چیزون کو دریافت کرے جو اُسکی صلاحیت اور استعداد سے ہو اسواسطے کہ
بعض مرید ایسے ہوتے ہین جو صلاحیت اسکی رکھتے ہین کہ فقط عبادت اور جسمانی
اعمال کرین اور ابرار کا طریق طلب کرین اور بعضے مرید ایسے ہوتے ہین جنمین صلاحیت

قرب کی ہوتی ہی اور اس قابل ہوتے ہین کہ مقربان کی راہ چلین جو معاملۂ قلوب اور
معاملات سینہ کے سبب درجہ مراد کے منظور نظر ہین اور ہر ایک گروہ کے لیے برابر اور
مقربین سے مرتبین اور نہایتین ہین شیخ باطنون کا ہی دیکھنے والا ہی وہ ہر ایک شخص کو
جانتا ہی اور اسکو بتاتا ہی جسکی اسے استعداد ہی اور یہ تعجب کی بات ہی کہ جنگلی
گنوار آدمی جانتا ہی کہ زمین کیسی ہی اور درخت کسطرح لگاتے ہین اور ہر ایک پودا
زمین کو پہچانتا ہی اور ہر ایک پیشہ ور اپنے پیشہ کے فائدہ و نقصان کو سمجھتا ہی
جیسے کہ ایک عورت روئی پہچاننا اور اسکا کاتنا اور بٹنا و باریک سب باتین
جانتی ہی اور شیخ مرید کے حال کو نہ جانے اور نہ اس چیز کو جسکے قابل وہ ہی اور حضرت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ حال تھا کہ آپ لوگون سے انکی عقل کے موافق بات
چیت کرتے تھے اور ہر ایک شخص کو اس کام کا حکم دیتے تھے جسکے قابل وہ ہوتا تھا
تو بعضے انمین سے وہ تھے جنکو خرچ اور انفاق کا امر فرماتے اور بعضے وہ تھے جنکو بخل
اور کم خرچ کرنے کا حکم دیتے اور بعضے وہ تھے جنکو کسب و پیدا کرنے کا اور بعضون کو ترک
کسب کا حکم دیتے جیسے اصحاب صفہ تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگون کے
اوضاع و اطوار جانتے تھے اور یہ خبر تھی کہ انکے قابل کیا ہین البتہ درجہ دعوت مین آپ
سب کی دعوت فرماتے سو یہ تھے کہ آپ اسی واسطے پیدا ہوے اور بھیجے گئے تھے
کہ حجت کو ثابت کرین اور دلیل کو واضح کرین عام دعوت کرتے اور دعوت مخصوص
اسیکو کرتے جسمین ہدایت کا تفرس کرتے اور وہ شخص جسمین یہ نکرتے ایسا
شخص کا ادب یہ ہی کہ اسکے واسطے خلوت خاص ہو اور وقت خاص ہو جسمین اسکا باطن
خلق کی مزاحمت کی نہو تاکہ جلوت مین فائدہ خلوت کا دیکھے اور

نفس میں دعوی قوت کا نہ کرے جسپر یہ گمان ہو کہ ہمیشہ خلق سے ملنا جلنا اور
انسے بات چیت کرنا مجھے نقصان نہ کریگا اور اس سے امید نہیں کرتا اور وہ خلوت کا
محتاج نہیں ہے اسواسطے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باوجودیکہ کمال آپکو حال میں
تھا راتون کو قیام فرماتے تھے اور نماز میں پڑھا کرتے اور بشیر کو وصیت فرمایا
کرتے تھے اور بہت اوقات تھے جنمین آپ خلوت رکھتے تھے وجہ یہ ہے کہ انسان
کی طبیعت سیاست سے مستغنی نہیں ہے قلیل ہو یا کثیر لطیف ہو یا کثیف اور بہت
مغرور اور فریفتہ لوگوں نے قناعت تھوڑی خوشدلی پر کرلی اسکو سرمایا اپنا گردانا
اور اپنے قلب کی طیبت پر دھوکا کھا گئے اور میل جول اور ملاقات صحبت میں پاؤن
اپنے پھیلا دیے اپنے نفس کو بیہودہ لوگوں کا ٹھکانا بنا دیا ایک لقمہ کے سبب جو
انکے پاس کھاتے ہیں اور اس مہربانی کے باعث جو اس سے پاتے ہیں سو اسکا
قصد وہ شخص کرے جسکا قصد دین ہو اور نہ اسکی آرزو ہو کہ پرہیزگار متقیوں کی
راہ چلے پس وہ خود بھی فتنہ میں پڑتا ہے اور لوگوں کو بھی فتنہ میں ڈالتا ہے سو وہ
فتنہ کے موقعوں میں رہا اور فتنے کے دائرہ میں گر پڑا اگر شیخ اللہ تعالی کی مدد
چاہے اور اسکے سامنے دل سے تضرع و زاری کرنے سے مستغنی نہیں ہوتا اگر وہ
اپنے قالب و قلب کے ساتھ مستغنی نہیں ہے تو اسکے لیے ہر کلمہ میں رجوع الی اللہ
ہوگی اور ہر ایک جنبش میں اللہ تعالی کے سامنے خضوع ہوگی اور یہ جو فتنہ مغروروں کے
سر پر آتا ہے جو مدعی قوت کے ہیں اور بات چیت اور میل جول میں پاؤن پھیلاتے
ہیں انکی مرشد وجہ یہی ہے کہ صفات نفس کی معرفت انکو کم ہے اور تھوڑی سی
بخشش پر وہ لوگ فریفتہ ہو گئے۔ اور شیخون سے ادب کم پایا ہے جنید

علیہ الرحمہ اپنے یاروں سے کہا کرتے تھے کہ اگر میں یہ جانتا کہ دو رکعت نماز نفل تمہارے ساتھ
صحبت رکھنے سے افضل ہے تو میں تمہارے پاس نہ بیٹھتا پھر اگر فضیلت خلوت میں دیکھے
تو خلوت میں بیٹھے اور اگر صحبت میں فضل دیکھے تو یاروں کے ساتھ بیٹھے تب صحبت
اسکی خلوت کی حمایت میں ہوگی اور صحبت اسکی خلوت سے اسکے بڑھکر ہوگی اور اسمیں
سر اور بھید ہے اور یہ اسواسطے ہے کہ آدمی کے اندر ترکیب مختلف ہے کہ اسمیں تضاد ہے
اور تضاد ہے اسوجہ سے کہ پہلے ہم بیان کر چکے ہیں کہ وہ سفلی اور علوی کے درمیان
اندر رفت رکھنے والا ہے اور اس تضاد کے سبب جو اسمیں ہے ایک حصہ سستی کا
ضرور ہے جو مصروفیت حق پر ہو اور اسی واسطے ہر ایک عامل کے لیے ایک سستی
ہوتی ہے اور یہ سستی کبھی صورت عمل میں اور کبھی عمل میں فرہ ملنے سے ہوتی ہے اور
اگر صورت عمل میں ہو تو سستی کے وقت میں مریدوں اور سالکوں کے لیے تضییع اوقات
اور نفس کی رخصت اور بیکاری اور تعطل کی طرف میلان ہوتا ہے اور جو شخص کہ شیخت کے
مرتبہ کو پہونچ گیا ہے تو حصہ اسکی سستی کا خلق کی طرف راجع ہوا تو خلق اسکی کاہلی
کے حصہ سے فلاح پاتی ہے اور اسکی کاہلی کا حصہ ایسا ضائع نہیں ہوتا ہے جیسا کہ مریدوں
کا حصہ کاہلی کا ضائع ہوتا ہے سو مرید کاہلی سے قوت شدت اور حدت طلب سے بہ تقاضا
کی طرف متوجہ ہونے کی طرف عود کرتا ہے اور شیخ اپنی کاہلی کے حصہ کے ساتھ نفع خلق سے
فضیلت حاصل کرتا ہے اور اپنے وطان خلوت اور خاص حال کی طرف عود کرتا ہے اپنے
نفس متنبہ سے بیشتر اسلئے کہ فقیر اپنی تیزی ارادت کے سبب اپنی کاہلی سے عود کرے
اور اسوقت شیخ خلق سے خلوت کی طرف کاہلی سے پھرتا ہے فارغ البال اپنے قلب
کے ساتھ جو خستہ اور پرنور ہے اور ایسی روح کے ساتھ جو غبار کی دیمک سے

آزاد ہی اور اپنے شغف کی مدت سے دار القرار کی طرف آنے والی ہے۔ اور شیخ کے فرائض
سے یہ ہے کہ اہل ارادت و طلب کے ساتھ نیک خلق ہو اور انہی اُن باتوں سے جو کہ
مشائخ کے لیے تعظیم و تبجیل اور استعمال تواضع واجب ہے نیچے اتر آئے۔ رقی نے حکایت
کی ہے کہ مصر میں تنیس والی مسجد میں فقرا کی ایک جماعت بیٹھی ہوئی تھی کہ اس اثنا میں
رقاق آیا اور ایک ستون کے پاس کھڑا ہو کر نماز پڑھنے لگا سو ہم نے کہا کہ اُدھر
شیخ نماز سے فارغ ہو اور ادھر ہم اٹھیں اور اُسکو سلام کریں سو جب وہ فارغ ہوا تو
ہماری طرف آیا اور ہمیں سلام کیا اسپر ہم نے کہا کہ ہم اُسکے لیے شیخ سے زیادہ اولی تھے
تو شیخ نے کہا کہ اللہ نے میرے قلب کو اسکے ساتھ کبھی عذاب میں نہیں ڈالا یعنی میں کبھی
اسکا مقید نہیں ہوا کہ میرا احترام ہو اور نہ اسکا کوئی قصد کرے اور مشائخ کے آداب سے
یہ ہے کہ مریدوں کے حال کی طرف اُنکے ساتھ ملاطفت اور خوش طبعی سے نزول کرے۔
بعض صوفیہ نے کہا ہے کہ جب تم کسی فقیر کو دیکھو تو نرمی کے ساتھ ملاقات کرو اور علم کے
ساتھ مت ملاقات کرو اسواسطے کہ نرمی اُسکو مانوس کرتی ہے اور علم و بحث اُسکو وحشت
دلاتی ہے تو جب شیخ پیر نرمی سے کریگا تو مرید رفتہ رفتہ اُسکی برکت سے علم کے نفع
کو پہنچے اور ترقی کریگا تب صرف علم کے ساتھ تقابل کرے۔ اور شیخ کے ادب سے
یہ ہے کہ یاروں پر مہربان رہے اور صحت و مرض میں اُنکی حاجت روائی کرے اور اُنکے
حقوق کا ترک اس اعتماد پر نہ کرے کہ وہ صاحب ارادت و صدق ہیں۔ بعضوں نے کہا کہ
کہ اپنے بھائی کا حق جو وہ تیرے اور اسکے درمیان میں ہے ضائع مت کرو اور جریری
رحمۃ نے کہا ہے میں جب مکہ سے آیا پھر تو جنید سے میں نے ابتدا کی اور
اسے سلام کیا اور باتیں کیں تاکہ وہ ملاقات کے لیے تکلیف نہ کریں پھر

مین اپنے گھر آیا سو جب مین صبح کی نماز پڑھ چکا اور الٹا پھرا تو کیا دیکھتا ہون کہ جنید
میرے پیچھے ہی ہین سو مین نے کہا کہ یا سیدی مین نے اسی واسطے آپ سے اول ملاقات
کی اور سلام کیا تاکہ آپ یہان تک آنے کی تکلیف نہ اٹھائین آپ نے فرمایا کہ یا ابا محمد
یہ تیرا حق ہی اور یہ تیرا فضل ہی - اور مشائخ کے آداب سے یہ ہو کہ جب کسی طالب
مسترشد نے مخالفت اور قہر نفس مین اور صدق عزیمت کے اعتماد مین ضعف پایا کہ
اسکے ساتھ ملایمت کرین اور حد رخصت پر اسے ٹھہرا دین کہ اسمین بہت خیر ہو اگر
جبتک بندہ رخصت کی چار دیواری سے در نہ گذرے تو وہ ازدہام بعد ازان قائم ہوا
اور فقیرون سے ملا اور لزوم رخصت مین مشتاق ہو گیا تو نرمی کے ساتھ عزیمت کے
مقامات تک چڑھایا جائے - ابو سعید ابن الاعرابی نے کہا کہ ایک جوان تھا جو ابراہیم
صائغ سے مشہور تھا اور اسکا باپ دولتمند تھا سو وہ صوفیہ کی طرف پلٹ آیا اور ابو محمد
قلانسی کے ساتھ ہم صحبت ہوا پھر اکثر اوقات کچھ روپیہ پیسہ ابو محمد کے ہاتھ لگ جاتا
تو وہ اسکے لیے تلی چپاتیان اور بھنا ہوا گوشت اور حلوا خرید کرتا اور اسکو دے دیتا
اور کہتا کہ یہ خارج دنیا سے ہوا ہی اور ہمراہ نعمت سے پھر جو کیا تو وہ جب ترک
ہم اسکے ساتھ نرمی کرین اور اسکو دوسرون پر ترجیح دین - اور مشائخ کے
آداب سے یہ ہو کہ مال مرید اور اسکی خدمت اور مراعات سے بوجہ من الوجوہ
پرہیز رہو اور پرہیز رہے اسواسطے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے واسطے آیا ہی تو اسکا نفع اور اسکا
بھی خاص اللہ تعالیٰ ہی پھر کیا مرید کے لیے رفق صدقات سے ہاتھ بڑھا سکے
اور ہمراہ اسمہ حدیث مین وارد ہی کہ کسی صدقہ دینے والے نے کوئی صدقہ افضل
علم سے نہین دیا جسکو وہ لوگون مین پھیلاتا ہو اور بیشک اللہ تعالیٰ کے نے

فرمایا ہی تنبیہ کے لیے کہ جو اللہ تعالی کے واسطے ہو خالص ہو اور آمیزش سے بچانے
کے لیے اِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللّٰهِ لَا نُرِيْدُ مِنْكُمْ جَزَآءً وَّلَا شُكُوْرًا یعنی ہم کھانا تم کو واسطے اللہ تعالے
کے کھلاتے ہین اور تم سے بدلا اور شکر کا ارادہ نہین رکھتے ہین پس شیخ کے لائق نہین ہی
کہ اُسکے صدقہ پر کوئی جزا طلب کرے مگر اُس صورت مین کہ شیخ کو کسی چیز مین اس کے
علم اللہ تعالی کی طرف سے اسپر وارد ہو کہ مرید سے رفق اور تبدل کرے یا کوئی
مصلاح ہو جو شیخ کے لیے مرید کے حق مین اُس سے اللہ تعالی دکھلائے پس ایسی
حالت مین مرید کے مال سے متمتع ہونا اور اُسکی خدمت سے نفع لینا ایک مصلحت کی
وجہ سے ہوگا جو مرید شیخ کی جانب سے بلا شائبہ عود کرے اللہ تعالی نے فرمایا ہی
وَيُؤْتِكُمْ أُجُوْرَكُمْ وَلَا يَسْأَلْكُمْ أَمْوَالَكُمْ إِنْ يَسْأَلْكُمُوْهَا فَيُحْفِكُمْ تَبْخَلُوْا وَيُخْرِجْ أَضْغَانَكُمْ یعنی دے گا
تم کو ثواب تمھارے اور نہ مانگے گا تم سے مال تمھارے یعنی تمام مال نہ مانگے گا اگر
تمام مال تم سے مانگے اور اسمین مبالغہ کرے تو تم بخیلی کرو اور تمکو تمھارے دل کی خفگیون
سے باہر نکالے۔ قتادہ نے کہا کہ اللہ تعالی نے جان لیا ہی کہ مال کے نکلنے مین
کینون کا نکلنا ہی اور یہ تادیب منجانب اللہ کریم ہی اور یہ ادب وہی ادب اللہ کا ہی
جعفر خلدی نے کہا ایک شخص جنید کے پاس آیا اور اُسنے ارادہ کیا کہ اپنا کل مال
خارج کردے اور فقر پر اُنکے ساتھ بیٹھے تو جنید نے اُس سے کہا کل مال اپنا مت
نکال اور بقدر کفایت اُسمین سے اپنے پاس رکھ چھوڑ اور فاضل مال نکال ڈال
اور بچے ہوئے مال سے اپنی قوت کر اور حلال کی طلب مین کوشش کر جو تیرے
پاس ہی وہ سب مت خارج کر اسواسطے کہ تو ویسا نہین اور یا مین اس سے نہین ہی
کہ تجھسے تیرا نفس مطالبہ کریگا۔ اور حضرت نبی علیہ السلام جب ارادہ کرتے کہ کوئی

کام کریں تو آپ ثابت اور قائم ہو جاتے تھے اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہی کہ شیخ کو مرید
کا حال معلوم ہو جاتا ہی کہ جب وہ کسی شی سے علیحدہ ہو جائے تو اُسکو حال سے وہ
حاصل ہوتا ہی جسکے سبب وہ مال کی طرف نہیں جھانکتا اور اُسوقت اُسکو جائز ہی
کہ مرید کو مال سے علیحدہ ہونے کے لیے رخصت دے جیسا کہ جناب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر کو رخصت دی اور اُنسے اُنکا تمام مال قبول فرما لیا۔
اور شیخ کے آداب سے یہ ہی کہ جب مرید سے کوئی امر مکروہ دیکھے یا اُسکے حال سے
کسی طرح کی کجروی معلوم ہو گی یا اُس سے کوئی دعوی دیکھا یا دیکھا کہ اسمیں عجب
اور پندار آگیا ہی تو چاہیے کہ مکروہ کی اُس سے تصریح نہ کرے بلکہ اور یاروں سے
کلام کرے اور اس مکروہ کی طرف اشارہ کرے جو جانتا ہی اور مجملاً برائی کی وجہ کو
ظاہر کر دے تو اس سے فائدہ سب کو حاصل ہوگا کیونکہ یہ مدارات سے قریب تر ہی
اور تالیف قلوب کے اثر میں زیادہ تر ہی اور جبکہ مریدوں سے خدمت میں کوتاہی
دیکھے جو اُسپر لازم تھی تو اُسکی تقصیر کو برداشت اور اُسے معاف کرے اور خدمت پر
اُسے ملامت اور رفق سے برانگیختہ کرے اور اسی کی طرف جناب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث میں استحباب کیا جو عبد اللہ بن عمر سے روایت
ہی کہ ایک شخص حضرت نبی علیہ السلام کے پاس آیا اور کہا یا رسول اللہ کسقدر
خادم سے عفو کروں آپ نے فرمایا ہر روز ستر مرتبہ۔ اور اخلاق مشائخ جسقدر
جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مہذب اور آراستہ ہیں اُسیقدر حضرت
سب لوگوں سے زیادہ تر حق دار ہیں کہ اُنکی نسبت کا اعتبار کریں خواہ کوئی
امر مستحب ہو یا انکار کیا ہو یا واجب کیا ہو۔ اور تمام ضروری آداب سے

یہ ہی کہ مریدون کے اسرار کی حفاظت اُن چیزون مین کرین جنکو مرید شیخ پر ظاہر کرتے ہین
اور وہ بخششین طرح طرح کی جو انکو عطا ہوتی ہین اسواسطے کہ سرِ مرید اُسکے رب
اور شیخ سے آگے نہین بڑھتا بعد ازان شیخ نفس مریدین اُن چیزون کو حقیر
گردانے جو اپنی خلوت مین پاتا ہی خواہ وہ کشف ہو یا کوئی خطاب کا سماع
ہو یا کوئی چیز خوارق عادت سے ہو اور اُسکو جتلا دے کہ اِن چیزون مین سے
کسی چیز پر ٹھہر جانا اُسے باز رکھتا ہی اور باب ترقی کو بند کر دیتا ہی بلکہ اُسکو
سمجھا دے کہ یہ ایک نعمت ہی اسکا تو شکر ہی اور اسکے اور بہت نعمتین ہین
جو شمار مین نہین آتین اور مرید کو یہ بھی جتلا دے کہ شان مرید طلب مستقیم ہی نہ کہ طلب
نعمت ہی تاکہ اُسکا مقصود اُس کے نفس اور اُس کے شیخ کے نزدیک صحیح
اور سر اسکا فنا نہو اسواسطے کہ فنا سر کا تنگی سینہ سے ہی اور تنگی سینہ
افشاے سر کی موجب ہی کیونکہ اُسکے ساتھ عورتین اور مردان ضعیف العقل متصف
ہین اور افشاے سر کا سبب یہ ہی کہ انسان کے لیے دو قوتین ہین ایک آخذہ
یعنی لینے والی اور ایک معطیہ یعنی دینے والی اور یہ دونون قوتین اپنے اپنے فعل
کی شایق ہوتی ہین اور اگر اللہ تعالی قوت معطیہ کو موکل اور شین اُسکے
لیے نہ کرتا کہ جو کچھ اُسکے پاس ہی تو ظاہر کر دے تو اسرار ظاہر نہ ہوتے پس عقل کا
اسکا یہ کام ہی کہ جب کبھی قوت ایک فعل کو چاہتی ہی اُسکو مقید اور بند کرتا ہی
اور اسکو عقل کے ساتھ موزون کرتا ہی تاکہ اُسکو اُسکے محل اور موقع پر رکھے
تو مشائخ کا کمال اُس سے بخیل ہونا ہی کہ اسرار کو فنا کرین اسواسطے کہ عقول
انکی متین اور رزین ہین اور مرید کو سزاوار ہی کہ اپنے راز کو افشا سے محفوظ

رہے اسواسطے کہ اُسکی صحبت اور سلامت اُسمین ہی اور حق سبحانہ تعالی کی تائید جو اُسکے
لیے ہی سچے مریدون کا اُنکی آمد رفت کے مقامون مین تدارک اور خبر گیری کرتی ہی

باب پچاسوان صحبت کی حقیقت اور اُسکے بیان مین جو کچھ خیر اور شر سے اُسمین ہی

صحبت کا اقتضا کرنے والا وجود جنسیت ہی اور کبھی اوصاف عام تر کبھی اسکے داعی ہوتے ہین اور کبھی اوصاف خاص تر سو اوصاف اعم کا اقتضا ایسا ہی جیسا کہ جنس بشر سے ایک شخص دوسرے شخص کی طرف میل کرتا ہی اور اوصاف اخص کا اقتضا جیسا کہ اہل جنسیت سے ایک دوسرے کا مائل ہوتا ہی پس جب کہ یہ قاعدہ کلیہ معلوم ہو چکا اور یہ تحقیق ہی کہ صحبت کی طرف کھینچنے والا وجود جنسیت ہی کبھی اوصاف اعم سے اور کبھی اوصاف اخص سے تو انسان کو اپنے نفس کو ٹٹولنا چاہیے جبکہ وہ کسی شخص کی صحبت کی طرف مائل ہو اور اُس بات کو دیکھے جسکے سبب وہ اُس شخص کی طرف راغب ہوتا ہی اور جس شخص کی طرف کہ نفس مائل ہوتا ہی اُسکے احوال کا شرع کی ترازو مین وزن کرے اور اُنکو تولے پھر اگر اُسکے احوال کو راست اور درست دیکھے تو چاہیے کہ حسن حال کی وجہ سے اُسکی مباشرت اور مبادرت کرے اسواسطے کہ اللہ تعالی نے اُسکا آئینہ روشن اُسکے بھائی کے آئینہ مین بنا دیا ہی کہ حسن حال کا جمال اُسکے لیے جلوہ کرے اور اگر اُسکے افعال کو راست اور درست نہین دیکھتا تو چاہیے کہ ملامت اور اہتمام کے ساتھ اپنے نفس کی طرف رجوع کرے اسواسطے کہ اُسکے بھائی کے آئینہ مین اُسکے حال کا بھونڈا پن اُسکو کھل گیا اس صورت مین لائق ہی کہ اُس سے ایسا بھاگے جیسا کہ وہ شیر سے بھاگتا ہی اسواسطے کہ وہ دونون

جب آپس میں مل بیٹھینگے تو اور زیادہ اریکی اور یکجدی ہوگی بعد ازاں ذہنی مصاحبت
سے بھائی کی طرف اسکو میل ہو حسن حال دیکھے اور اپنے نفس کیلیے حسن حال کا حکم کرے
تو اسکو اپنے بھائی کے آئینہ میں نظارہ کرے پھر جاننا چاہیے کہ وصف آدم کا میل انکی
سرشت میں مرکوز ہے اور میل اسکے طریق کے ساتھ واقع ہے اور اسکے لیے انکی رو
سے احکام میں اور نفس کے لیے اسکے سبب سے سکون و میلان ہے تو جو میل کہ وصف
آدم کی وجہ سے ہے اسکو وصف خاص کے میل کا فائدہ دور اور مسلوب کر دیتا ہے اور
دونوں ہمنشینوں کی باہم ایسی طبعی خوشی و راحت اور دل کی لذتیں اور مزے ہوتے
ہیں کہ انمیں اور خالص محبت للہ میں کوئی فرق نہیں بتلا سکتا مگر وہ علماء کہ زاہد ہیں
اور کبھی مرید صادق اہل صلاح میں اس سے زیادہ بگڑ جاتا ہے جسقدر کہ اہل فساد میں
بگڑتا ہے اور اسکی وجہ یہ ہے کہ اہل فساد کا جو طریق ہے اسکا فساد سمجھ پڑتا ہے اور
اس سے پرہیز کیا جاتا ہے اور جو اہل صلاح ہیں انکی صلاح سے دھوکا ہو جاتا ہے
تو انکی طرف صلاحیت کی حیثیت سے مائل ہوتا ہے بعد ازاں انکے درمیان لذت
اور راحات طبعی اور جبلی حاصل ہوتے ہیں جو انکے اور حقیقت صحبت للہ کے
حاجب اور حائل ہوتے ہیں تو انکے طریق سے طلب میں فتور اور حصول مقصود
سے مخالفت پیدا ہوتی ہے اور چاہیے کہ مرد صادق اس دقیقہ اور باریک نکتہ
سے آگاہ ہووے اور صحبت سے جو قسم کہ صاف پاک تر ہو اختیار کرے اور جو کہ اسمیں
سد راہ مقصود ہو اسے چھوڑ دے اور بعض صوفیہ نے کہا ہے کہ نہیں تونے کوئی
شر دیکھا مگر اس شخص سے جسکو تو جانتا پہچانتا ہے اور اسی قول کے باعث ایک
گروہ نے اہل سلف سے صحبت کا انکار کیا ہے اور وحدت و تنہائی

اور گوشہ نشینی میں فضیلت سمجھتے تھے مثل ابراہیم ادہم اور داؤد طائی اور فضیل
بن سلیمان الخواص کے اور سلیمان الخواص سے حکایت کی ہو کہ لوگوں نے اُس سے
کہا کہ ابراہیم بن ادہم آیا ہو کیا تو اُس سے ملاقات نہ کریگا اُس نے جواب دیا کہ
اگر میں ایک درندہ نقصان پہونچانیوالے سے ملوں تو یہ مجھے اس سے زیادہ
مرغوب ہو کہ ابراہیم بن ادہم سے ملوں کہا یہ اسواسطے ہو کہ میں جب اُسے دیکھوں
تو اُسکے لیے اپنے کلام کو آراستہ کرونگا اور اپنے نفس کو اُسکے احسن احوال کے
ظاہر کرنے سے ظاہر اور غالب کرونگا اور اسمیں فتنہ ہو اور یہ ایک عالم اپنے
نفس اور اخلاق نفس کا کلام ہو اور یہ امر دو مصاحبوں کے درمیان ضرور
ہونے والا ہو مگر وہ شخص جسکو اللہ تعالے محفوظ اور معصوم رکھے - ابوسعید
خدری سے روایت ہو کہ کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہو قریب ہو
یہ کہ بہترین مال مسلم بکریاں کہ اُنکے ساتھ وہ پہاڑ کی گھاٹیوں میں لگا پھرتا ہو اور
اُن مقامات میں جہاں پانی گرتا ہو بھاگتا ہو اپنے دین کے ساتھ فتنوں
سے پھرتا ہو - اللہ تعالیٰ نے اپنے خلیل ابراہیم سے خبر دینے کے لیے فرمایا ہو
واعتزلکم وما تدعون من دون اللہ وادعو ربی یعنی تم سے کونا پکڑتا ہوں اور اُنسے
کہ جنکو تم پکارتے ہو اور میں تو اپنے رب کو پکارتا ہوں حضرت خلیل اللہ نے
عزلت سے اپنی قوم پر قوت اور تشفی طلب کی ہو - بعضوں کا یہ قول ہو کہ عزلت
دو نوع ہو فریضہ ہو اور فضیلت ہو سو فریضہ تو عزلت شر اور اہل شر سے ہو
اور فضیلت عزلت فضول اور اہل فضول سے ہو اور جائز ہو کہ کہا جائے کہ
خلوت غیر عزلت ہو پس خلوت اغیار سے ہو اور عزلت نفس سے ہو

اور ان چیزوں سے جسکی طرف نفس بلاتا ہی اور جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے باز
رکھے پس خلوت کثیر الوجود ہی اور عزلت قلیل الوجود ہی ابوبکر وراق نے
کہا ہی کہ فتنہ نہیں پیدا ہوا ہی الا خلطا اور میل جول سے شروع آدم علیہ السلام سے
آج کے دن تک اور سلامت وہی شخص رہا جسنے خلطہ سے گوشہ گیری کی اور بعضوں نے کہا ہی
کہ سلامت کے دس جزو ہیں نو جزو خاموشی میں ہیں اور ایک جزو عزلت
میں ہی اور بعضوں نے کہا ہی کہ خلوت اصل ہی اور خلطہ و صحبت عارض تو
چاہیے کہ اصل کو لازم پکڑے اور مخالطت نہ کرے مگر بقدر حاجت کے
اور جب مخالطت کرے تو نہ مخالطت کرے مگر خیر کے ساتھ اور جب مخاطبت
کرے تو خاموشی اختیار کرے اسواسطے کہ وہ اصل ہی اور کلام عارضی ہی اور
تکلم نہ کرے مگر بہتر کے ساتھ اسواسطے کہ صحبت کا خطرہ بہت ہی اور اسمین بندہ
زیادہ علم کا محتاج ہی اور اخبار و آثار خلطہ اور صحبت سے پرہیز کرنے کے باب
بہت ہیں اور کتابین اس سے معلوم و مشحون ہیں اور اسمین جو اخبار ہیں انکو ایک
حدیث نے جمع کیا ہی جو عبداللہ بن مسعود نے روایت کی ہی کہا کہ جناب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی لیاتین علی الناس زمان لا یسلم لذی دین دینہ الا
من فر بدینہ من قریۃ الی قریۃ ومن شاہق الی شاہق ومن حجر الی حجر کالثعلب
الذی یروغ قالوا ومتی ذلک یا رسول اللہ قال اذا لم تنل المعیشۃ الا بالمعاصی
فاذا کان ذلک الزمان حلت العزوبۃ قالوا وکیف ذلک یا رسول اللہ وقد امرتنا
بالتزویج قال اذا کان ذلک الزمان کان ہلاک الرجل علی یدی ابویہ فان لم یکن
ابواہ فعلی یدی زوجتہ وولدہ فان لم یکن لہ زوجۃ ولا ولد فعلی یدی قرابتہ قالوا

وکیف ذلک یا رسول اللہ قال یعیرونہ بضیق المعیشۃ فیتکلف ما لا یطیق حتی یوردہ
من موارد الھلکۃ یعنی البتہ آدمیوں پر ایک زمانہ آوے گا کہ نہیں سلامت رہے گا
کسی دین والے کا دین مگر وہ شخص کہ بسبب دین رکھنے کے ایک گانوں سے
دوسرے گانوں کی طرف بھاگے گا اور ایک بلندی سے دوسری بلندی کی طرف
اور ایک سوراخ سے دوسرے سوراخ کی طرف مانند لومڑی کے کہ وہ بھاگتی ہے کہا
لوگوں نے کہ یا رسول اللہ یہ کب ہوگا فرمایا کہ جسوقت نہ پہنچے روزی مگر ساتھ گناہ
اللہ تعالی کے پس جسوقت یہ زمانہ ہووے تو عزوبت یعنی بے نکاح رہنا حلال ہوگا
بولے کہ کیونکر ہووے یہ بات یا رسول اللہ حالانکہ آپ نے ساتھ نکاح کرنے کے
ہمکو حکم کیا ہے فرمایا کہ جسوقت یہ زمانہ ہوگا موت مرد کی اوپر ہاتھ ماں باپ کے ہوگی اور
اگر اسکے ماں باپ نہونگے تو اوپر ہاتھ زوجہ اور اولاد کے ہوگی اور اگر اسکی زوجہ اور
اولاد نہوگی تو اوپر ہاتھ قرابت اسکے کے ہوگی بولے کس طرح یہ یا رسول اللہ فرمایا
ساتھ تنگی روزی کے شرم دلاوینگے تو وہ جس چیز کی طاقت نہیں رکھتا ہے اسکی تکلیف
اٹھاوے گا یہانتک کہ وہ اسکو محل ہلاکت میں ڈال دینگے اور اہل سلف سے بعضوں
نے صحبت و برادری فی اللہ کے اندر رغبت کی ہے اور اسکی یہ راست ہے کہ اللہ تعالی
نے اہل ایمان پر اس بات پر احسان رکھا ہے اس حیثیت سے کہ انکو بھائی ٹھہرایا ہے

اللہ سبحانہ وتعالی نے فرمایا واذکروا نعمۃ اللہ علیکم اذ کنتم اعداء فالف بین قلوبکم
فاصبحتم بنعمتہ اخوانا یعنی اور اوپر اپنے اللہ کی نعمت کو یاد کرو جسوقت کہ تم دشمن
تھے پھر ملا دے دلوں میں الفت پس صبح کی تم نے ساتھ نعمت اسکی کے
بھائی ہوگئے اور بھی اللہ تعالی نے فرمایا ہے ھو الذی ایدک بنصرہ وبالمؤمنین

اور ان چیزون سے جسکی طرف نفس بلاتا ہی اور جو اللہ تعالی کی طرف سے باز
رکھے پس خلوت کثیر الوجود ہی اور عزلت قلیل الوجود ہی ابو بکر وراق نے
کہا ہی کہ فتنہ نہین پیدا ہوا ہی الا خلاط اور میل جول سے شروع آدم علیہ السلام سے
آج کے دن تک اور سلامت وہی شخص رہا جسنے خلاط سے گوشہ گیری کی اور بعضون نے کہا ہی
کہ سلامت کے دس اجزا ہین نو جز خاموشی مین ہین اور ایک جز عزلت
مین ہی اور بعضون نے کہا ہی کہ خلوت اصل ہی اور خلطہ وصحبت عارض تو
چاہیے کہ اصل کو لازم پکڑے اور مخالطت نہ کرے مگر بقدر حاجت کے
اور جب مخالطت کرے تو مخالطت کرے مگر خیر کے ساتھ اور جب مخالطہ
کرے تو خاموشی اختیار کرے اسواسطے کہ وہ اصل ہی اور کلام عارضی ہی اور
تکلم نہ کرے مگر خیر کے ساتھ اسواسطے کہ صحبت کا خطرہ بہت ہی اور انسان بندہ
زیادہ علم کا محتاج ہی اور اخبار و آثار خلطہ او صحبت سے پرہیز کرنے کے باب
مین بہت ہین اور کتابین اس سے مملو و مشحون ہین اور ہمین جو اخبار ہین انکو ایک
حدیث نے جمع کیا ہی جو عبد اللہ بن مسعود نے روایت کی ہی کہا کہ جناب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی یاتین علی الناس زمان لا یسلم لذی دین دینہ الا
من فر بدینہ من قریۃ الی قریۃ ومن شاہق الی شاہق ومن حجر الی حجر کالثعلب
الذی یروغ قالوا ومتی ذلک یا رسول اللہ قال اذا لم تنل المعیشۃ الا بمعاصی اللہ
فاذا کان ذلک الزمان حلت العزوبۃ قالوا وکیف ذلک یا رسول اللہ وقد امرتنا
بالتزویج قال انہ اذا کان ذلک الزمان کان ہلاک الرجل علی یدی ابویہ فان لم یکن
لہ ابوان فعلی یدی زوجتہ وولدہ فان لم یکن لہ زوجۃ ولا ولد فعلی یدی قرابتہ قالوا

وکیف ذلک یا رسول اللہ قال یعیرونہ بضیق المعیشۃ فیتکلف ما لا یطیق حتی یوردہ موارد الہلکۃ یعنی البتہ آوے گا لوگوں پر ایک زمانہ کہ نہیں سلامت رہیگا کسی دین والے کا دین مگر وہ شخص کہ بسبب دین اپنے کے ایک گانوں سے دوسرے گانوں کی طرف بھاگے گا اور ایک بلندی سے دوسری بلندی کی طرف اور ایک سوراخ سے دوسرے سوراخ کی طرف مانند لومڑی کے کہ وہ بھاگتی ہے کہا لوگوں نے کہ یا رسول اللہ یہ کب ہوگا فرمایا کہ جسوقت نہ پہونچے روزی مگر ساتھ گناہ اللہ تعالیٰ کے پس جسوقت یہ زمانہ ہووے تو عزوبت یعنی بے نکاح رہنا حلال ہو گیا بولے کہ کیونکر ہووے یہ بات یا رسول اللہ حالانکہ آپنے ساتھ نکاح کرنے کے ہمکو حکم کیا ہے فرمایا کہ جسوقت یہ زمانہ ہوگا موت مرد کی ہاتھ ماں باپ کے ہوگی اور اگر اسکے ماں باپ نہونگے تو اوپر ہاتھ زوجہ اور اولاد کے ہوگی اور اگر اسکی زوجہ اور اولاد نہوگی تو اوپر ہاتھ قرابت اسکے کے ہوگی بولے کس طرح ہے یا رسول اللہ فرمایا ساتھ تنگی روزی کے شرم دلاوینگے تو وہ جس چیز کی طاقت نہیں رکھتا ہے اسکی تکلیف اٹھانے گا یہانتک کہ وہ اسکو محل ہلاکت میں ڈال دیگے اور اہل سلف سے بعضوں نے صحبت و برادری فی اللہ کے اندر رغبت کی ہے اور اُنکی رائے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان پر اس بات پر احسان رکھا ہے اس حیثیت سے کہ انکو بھائی ٹھہرایا ہو

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا واذکروا نعمۃ اللہ علیکم اذ کنتم اعداء فالف بین قلوبکم فاصبحتم بنعمتہ اخوانا یعنی اور یاد کرو اپنے اللہ کی نعمت کو یاد کرو اسوقت کہ تم دشمن تھے پھر ملا دے دلوں میں الفت وہی پس صبح کو تم ساتھ نعمت اسکی کے بھائی ہوگئے اور بھی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ہو الذی ایدک بنصرہ وبالمؤمنین

وألف بين قلوبهم لو انفقت ما في الارض ما الفت بين قلوبهم ولكن الله الف
بينهم یعنی اللہ وہ ہی کہ جسنے ساتھ نصرت اپنی کے اور مومنوں کے تیری مدد
کی اور اُنکے دلوں میں الفت ڈالی اگر تو خرچ کرتا تمام جو کچھ زمین میں ہی تو الفت
اُنکے دلوں میں ڈالتا لیکن اللہ تعالی نے اُنکے درمیان الفت پیدا کردی —
اور سعید بن مسیب اور عبد اللہ بن مبارک وغیرہما نے صحبت اور اخوت فی اللہ
کو پسند اور اختیار کیا ہو اور فائدہ صحبت کا یہ ہی کہ وہ باطن کے مسام کھولتی ہی
اور انسان اس سے عوارف اور عوارض کا علم حاصل کرتا ہی بعضے کہتے ہیں کہ
آفات کا جاننے والا وہ ہی جو اُن سے زیادہ تر آفات میں پڑا ہو اور علم
محکم سے باطن محفوظ اور مستحکم ہو جاتا ہی اور آفات کی راہ کو چلنے کے باعث
سے صدق متمکن ہو جاتا ہی پھر اس سے خلاص پاتا ایمان کی مدد ملتی ہی اور
صحبت و اخوت کے طریق سے ایک دوسرے کی مدد اور معاونت باہم ہوتی ہی
اور لشکر دل قوی ہو جاتا ہی اور واردات آپس کی خوشبو لینے کے سبب آرام
پاتے ہیں اور خوش ہوتے ہیں اور رفیق اعلی کی طرف توجہ کرتے ہیں متفق
ہو جاتے ہیں اور ظاہر میں اسکی مثال آوازوں کی ہی کہ جب وہ جمع ہو جاتیں تو
اجرام سماوی کو پھاڑ ڈالتے ہیں اور جب آواز تنہا ہو تو مقام مقصود تک نہیں
پہونچتی — حدیث میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وارد ہی کہ مومن
اپنے بھائی کے ساتھ کثیر ہی اور اللہ تعالی نے خبر دی ہے اس شخص سے
جسکا کوئی دوست نہیں فرمایا ہی فما لنا من شافعين ولا صديق حميم یعنی پس
کوئی نہیں ہمارے شفاعت کرنے والا اور نہ کوئی دوست محبت رکھنے والا او

حمیم اصل ہمیم ہو مگر چہ کہ ہاے ہوز ہاے حطی کے ساتھ بدل لی ہی اسواسطے کہ اُن دونون کا مخرج قریب ہی اسواسطے کہ وہ دونون حروف حلق سے ہین اور ہمیم اہتمام سے ماخوذ ہی یعنی اپنے بھائی کے کام کا اہتمام کرنا ہی اسواسطے کہ دوست کی مہم مین اہتمام اور کوشش کرنی حقیقت صداقت ہی اور عمرؓ نے کہا ہی کہ جسوقت تم مین سے کوئی اپنے بھائی سے دوستی اور محبت دیکھے تو چاہیے کہ اُسکے ساتھ اہتمام کرے اسواسطے کہ یہ بات کمتر ہوتی ہی اور کہنے والے نے کہا ہی ؎

وإذا صفا لک من زمانک واحد ☆ فہو المراد واین ذاک الواحد ☆ یعنی سے یار صادق جب زمانہ مین تجھے مل جائے ایک ☆ ہی وہی مقصود لیکن ہی کہان وہ ایک ☆ اور اللہ تعالی نے داؤد علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی فرمایا ہی داؤد کیا حال ہی کہ مین تجھے تنہا گوشہ گزین دیکھتا ہون داؤد نے کہا الٰہی خلق کو تیرے سبب سے مین نے دشمن کیا پھر حق تعالی نے وحی بھیجی کہ اے داؤد بیدار اور ہوشیار اپنے نفس کے لیے طلبگار بھائیون کا ہو اور جو کوئی دوست کہ تجھسے موافقت میری خوشی پر نہ کرے اُسکی صحبت دوست رکھ اسواسطے کہ وہ دشمن ہی تیرے قلب کو سخت اور تیرے تئین مجھسے دور کردے گا اور حدیث شریف مین وارد ہی کہ دوست زیادہ تم مین سے طرف اللہ کے وہ لوگ ہین جو الفت کرتے ہین اور الفت کیے جاتے ہین پس مومن آلف اور مالوف یعنی الفت کرنے والا اور الفت کیا گیا ہی اور اسمین ایک نکتہ ہی اور وہ یہ ہی کہ یہ بات نہین ہی کہ جو شخص عزلت کو اختیار کرے اور وحدت کو اسکے واسطے تو اس سے یہ وصف زائل ہو جاتا ہو تو وہ آلف اور مالوف نہین ہوتا اسواسطے کہ یہ اشارہ جانب رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم خلق جبلی کی طرف ہے اور یہ خلق ہر ایک اس شخص میں جو معرفت
میں اور یقین میں اکمل اور عقل میں گرانمایہ اور اہلیت و استعداد میں اتم ہو کمال کو
پہونچتا ہے اور اس وصف سے زیادہ بہرہ ور آدمیوں سے انبیا تھے انکے بعد اولیا
اور سب سے اکمل اور اتم انمیں ہمارے نبی صلوات اللہ علیہ ہیں اور ہر ایک شخص
جو انبیا سے تھا الفت میں جو زیادہ تھا اسی کے توابع زیادہ تھے اور ہمارے
نبی صلی اللہ علیہ وسلم انمیں سب سے زیادہ الفت کی تھی اور ان سب سے زیادہ
انکے توابع ہیں اور آپ نے ارشاد فرمایا ہے کہ نکاح باہم کرو اور بہت کثرت
سے تم ہو جاؤ اسواسطے کہ میں تمہارے ساتھ قیامت کے دن امتوں کا مباہی
ہوں اور پھر اللہ تعالے نے اس وصف پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سے آگاہ فرمایا ہے اور کہا کہ اگر تو ہوتا سخت خو سخت دل کا تیرے پاس سے
البتہ لوگ بھاگ جاتے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے باوجود اس
وصف کے عزلت اور وحدت کو طلب کیا اور ہر ایک شخص جسمیں یہ وصف
زیادہ قوی اور اکمل ہو تو اسمیں عزلت کی طلب ابتدا میں اکثر ہوتی ہے اور
اسی وجہ سے جناب رسول اللہ کو شروع شروع میں خلوت مرغوب تھی اور
غار حرا میں آپ خلوت رکھتے تھے اور سب راتوں کو اسمیں عبادت
کیا کرتے اور عزلت کی طلب آپکے اس وصف کو زائل نہیں کرتی کہ آپ
آلف اور مالوف تھے اور ایک قوم نے اسمیں غلطی کی جنکا یہ گمان ہے کہ عزلت
اس وصف کو سلب کرتی ہے اور عزلت کو اس فضیلت کے حاصل کرنے
کے واسطے ترک کر دیا اور یہ خطا ہے اور طلب عزلت کا سر اس شخص کے لیے

جسمین یہ وصف ہو انبیا اور اولیاے امم واکمل ہی جسکو ہم نے باب کے آغاز مین
بیان کیا ہی کہ ہر آئینہ انسان مین وصف امم کے سبب میل اپنی جنس کی طرف ہی
پھر جب کہ زیرک استادان کار نے اسکو دریافت کر لیا تو اللہ تعالی نے خلوت
اور عزلت انکو الہام کی اس لیے کہ نفس کا تصفیہ اس بیان سے ہوجاے جو وصف
امم کے سبب ہی تاکہ بلند ہمتین میل طبعی سے تالف روحانی پر ترقی کرین جب
جب کہ حق تصفیہ ادا ہوا تو ارواح نے اعلی الفت اولی کے ساتھ اپنی جنس کی
طرف بلند پروازی کی اور اللہ تعالی نے انکو خلق اور اسکی صحبت کی طرف پاک
اور صاف الٹا پھیرا اور نفوس طاہر انوار ارواح سے روشن ہوگئے اور صفت جبلی
جو الفت کمل تھی آلفت اور یاریت ظاہر ہوئی اس سبب سے عزلت اہم امور کی
اس شخص کے نزدیک ہوگئی جو الفت کرے اور الفت کیا جائے اور سب اولیاء کی
سے یہی دلیل اسپر کہ ہر آئینہ جس شخص نے عزلت اور گوشہ نشینی کی آلفت اور
مالوف ہی تاکہ غلطی اس شخص سے جسنے اسمین غلطی کی اور عزلت کی مطلق ہیئت
نہیت کی بغیر اس بات کے جانے کہ صحبت اور عزلت کی حقیقت کیا ہی اور
عزلت اپنے وقت مین اور صحبت اپنے وقت مین ہوجاے یہ ہی جو محمد بن
حنفیہ علیہ الرحمۃ نے کہا ہی لیس بحکیم من لم یعاشر بالمعروف من لا یجد من معاشرتہ
بدا حتی یجعل اللہ لہ فرجا یعنی نہین ہی حکیم عقلمند وہ شخص کہ ساتھ امر معروف
کے زندگی بسر نکرے اوس شخص سے کہ جسکی صحبت سے چارہ نہووے
یہانتک کہ اللہ تعالی اسکے لیے اس سے کشادگی دیوے اور بشر
بن حارث کہا کرتے تھے کہ جب بندہ طاعت الہی مین قایم ہو تو اللہ تعالی

دور کر دیتا ہی اُس شخص کو جو اُس سے مانوس ہوتا ہی تو معلوم ہوا کہ اللہ تعالے
جہان رفیقون کے لیے انیس مہیا کر دیتا ہی از روے مہربانی کے جو منجانب اللہ تعالے
کے ہی اور بندہ کو ثواب دینے کے لیے جو فورًا اس دنیا مین آسے حاصل ہو۔ اور
انیس کبھی تو مفید ہوتا ہی جیسے مشائخ اور کبھی وہ مستفید ہوتا ہی جیسے مرید
پس جو شخص کہ عزلت اور خلوت مین صحیح ہی وہ بغیر انیس کے نہین چھوڑا جاتا
پھر اگر وہ قاصر ہی تو اللہ تعالے اُسکو مانوس ایسے شخص سے کر دیتا ہی جس کے
ساتھ وہ اپنے حال کی تکمیل کرے اور اگر وہ غیر قاصر ہی تو اُسکے لیے اللہ تعالی
ایسا شخص پہونچا دیتا ہی مریدون سے جو اُسکے ساتھ انس کرے اور یہ انس
وہ ہی جسمین وہ میل نہین ہی جو وصف انس کے ساتھ ہوتا ہی بلکہ وہ اللہ کے
ساتھ اور اللہ کی طرف سے اور اللہ مین ہوتا ہی۔ عبد اللہ بن مسعود نے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہی کہ آپ نے فرمایا ہی محبت
کرنے والے آپس مین اللہ کے واسطے اوپر سرخ یاقوت کے ستونون
کے ہین ستونون کے سرون مین ستر ہزار بالاخانہ ہین وہ اوپر جنتیون کے
جھانکتے ہونگے انکا حسن اور جمال جنتیون کو روشن کرے گا جیسا کہ سورج
دنیا والون کو روشن کرتا ہی کہینگے جنتی یعنی فرشتون کو کہ ہمین پاس دوستی
کرنے والون کے کہ اللہ تعالی کے واسطے کرتے ہین لے چلو تا کہ ہم اُنکو دیکھین پس
جس وقت وہ جنتیون پر نظر کرینگے حسن و جمال انکا جنتیون کو روشن کر دے گا
جیسا کہ سورج دنیا والون کو روشن کر دیتا ہی اُنکا لباس سندس سبز سے ہی اُنکی
پیشانی پر لکھا ہوا ہی کہ یہ لوگ اللہ کے واسطے محبت رکھنے والے ہین

اور ابوادریس خولانی نے معاذ سے کہا کہ میں تجھے محبوب فی اللہ رکھتا ہوں تو اُس سے
کہا بشارت تجھے ہو بشارت تجھے ہو کہ ہر آئنہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سے سُنا ہے کہ آپ نے فرمایا ہے آدمیوں سے ایک گروہ کے لیے قیامت کے دن
عرش کے ارد گرد کرسیاں بچھائی جائینگی جنکے مُنہ ایسے ہونگے جیسے چودھویں رات کو
چاند ہوتا ہے لوگ گھبرائینگے اور وہ نہ گھبرائینگے اور لوگ ڈرینگے اور وہ نہ ڈرینگے
اور یہ لوگ وہ اولیاء اللہ ہونگے کہ نہ اُنکو خوف ہوگا اور نہ وہ محزون ہونگے سو
آپ سے سوال کیا لوگوں نے کہ وہ کون ہیں یا رسول اللہ تب آپ نے فرمایا کہ
باہم محبت اللہ عز وجل میں کرنے والے ہیں۔ عبادہ بن صامت نے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے فرمایا کہ اللہ عز وجل نے فرمایا ہے کہ میری
محبت اُن لوگوں کے لیے ثابت اور متحقق ہوئی ہے جو باہم میرے واسطے محبت
کرتے ہیں اور باہم ملاقات میرے لیے کرتے ہیں اور باہم بذل اور صدقت
میرے لیے کرتے ہیں۔ سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ آگاہ ہو میں خبر دیتا ہوں اُس خیر سے جو نماز اور صدقہ
سے بھی بڑھکر ہے لوگوں نے کہا کہ وہ کیا ہے فرمایا اصلاح ذات البین یعنی دو شخصوں
کے درمیان باہم صلح کرانی اور بچو تم بغض سے کسواسطے کہ وہ حالقہ ہے یعنی محبت
کو دور کرنے والا ہے۔ اور ابو مسلم نے کہا کہ میں نے ابو ہریرہ کو کہتے سُنا ہے ایک
حدیث کو اور حدیث میں تحذیر اور تخویف بغض سے ہے اور وہ یہ ہے کہ لوگوں سے
علیحدہ ہو کر کنارہ کشی اُنکی دشمنی اور بدگمانی کے سبب کرے اور یہ خطا ہے اور
جو شخص کہ ارادہ اس بات کا کرے کہ وہ لوگوں سے علیحدہ و تنہا رہے کہ

وہ اپنے نفس کو دشمن رکھتا ہی اور اُن باتوں کو جان کر جو اُسکے نفس کی آفات ہیں
اور اپنے نفس پر خوف رکھتا ہو اپنے نفس سے اور خلق پر بلکہ اپنی خیر سے اُن پر
آن پڑے کہ جو شخص کہ اُسکی خلوت اس وصف سے ہو تو اس وعید کے تحت
میں داخل نہیں ہی اور حالقہ کے ساتھ اشارہ یہ ہی کہ بغض دین کے لیے دشمن
ہی اسواسطے کہ وہ مومنین اور مسلمین کی طرف دشمنی کی نظر سے دیکھتا ہی۔
خالد بن معدان سے روایت ہی کہ اللہ تعالی کے واسطے ایک فرشتہ ہی کہ
آدھا آگ سے اور آدھا برف سے بنا ہوا ہی اور اُسکی یہ دعا ہی اللھم فکما
الفت بین ہذا الثلج وہذہ النار فلا الثلج یطفی النار ولا النار تذیب
الثلج الفت بین قلوب عبادک الصالحین اور کیونکہ قلوب صالحین مالوف
باہم ہوتے ہیں اور حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے وقت
عروج میں قاب قوسین پر ایسے وقت میں جسکے اندر گنجایش کسی شی کی نہ تھی
اس وجہ سے کہ صالحین کا حال یہ صفت ہی انکو ایسے مقام بزرگ پر نہیں
پایا اور کہا السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین کہ وہ مجتمع ہیں ہر چند
کہ وہ متفرق ہوں اور صحبت انکی دائم ہی اور شرکت انکی دنیا و آخرت
میں تو اصل اور باہمی آمیزش میں جازم اور قطعی ہی۔ اور عمر بن خطاب
رضی اللہ عنہ سے منقول ہی کہ اگر ایک آدمی دن کو روزہ رکھتا اور رات کو
نماز میں کھڑا رہتا ہو اور صدقہ دیتا ہو اور جہاد کرتا ہو اور حب فی اللہ اُسکو
حاصل نہو اور نہ بغض فی اللہ ہو تو یہ سب کچھ اُسے نفع نہیں دے گا۔ ابو بکر
کتانی نے کہا ہی کہ صحبت رکھو اللہ تعالے کے ساتھ پھر اگر تمہیں اسکی

طاقت ہو جو شخص کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ صحبت رکھتا ہی اُسکے ساتھ صحبت رکھو تاکہ اُنکی صحبت کی برکت تمکو اللہ تعالیٰ کی صحبت تک پہونچائے علی بن سہل کا قول ہی کہ انس باللہ تعالیٰ یہ ہی کہ خلق سے متوحش ہو مگر اُس شخص سے کہ وہ اولیاء اللہ سے ہو اسواسطے کہ اہل ولایت اللہ سے انس کرنا بعینہٖ انس باللہ ہی اور بعض کہنے والے نے نظم مین آگاہ کر دیا اس حقیقت پر جو معانی صحبت اور خلوت اور اُنکے فائدون کو جامع ہی اور اُس بات کو جس سے پرہیز کرنا چاہیے اور یہ اُسکا قول ہی ابیات

وحدة الانسان خير	من جليس السوء عنده
وجليس الخير خير	من قعود المرء وحده

ترجمہ

بہتر انسان کی ہی تنہائی	ہمنشین سے جو برا ہووے اسکے پاس
اور بہتر ہی ہمنشین بہتر	نہ کہ بیٹھا رہے اکیلا آدمی

باب چونوان صحبت و اخوت فی اللہ کے حقوق ادا کرنے کے بیان مین ہی

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہی وتعاونوا على البر والتقوى یعنی اور آپس مین مدد کرو تم اوپر نیکی اور پرہیزگاری کے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہی وتواصوا بالحق وتواصوا بالمرحمة یعنی اور تقید کرتے ہین سچا رہنے کا اور تقید کرتے ہین رحم کہانے کا اور اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف مین اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہی اشداء على الكفار رحماء بينهم یعنی زور آور ہین کافرون پر نرم دل آپس مین

اور نکلی یہ آیتیں منجانب اللہ تعالی بندون کے لیے آداب حقوق صحبت پر موجب
تنبیہ اور آگاہی ہین پس جو شخص کہ اسنے صحبت اور اخوت اختیار کی تو اول
ادب اسکا یہ ہی کہ وہ اپنے نفس اور اپنے یار کو اللہ تعالی کے سپرد سوال اور دعا
اور تضرع سے کردے اور صحبت ہین برکت مانگے سو واسطے کہ وہ شخص اس سے
اپنے نفس پر یا تو ایک دروازہ جنت کا کھولتا ہی یا ایک دروازہ دوزخ کا پس
اگر اللہ تعالی ان دونون ہین خیر کا دروازہ کھولے تو وہ ایک دروازہ جنت کا ہی
اللہ تعالی نے فرمایا ہی جتنے دوست ہین اسدن دشمن ہونگے مگر جو ہین ڈرنے والے
اور بعضون نے کہا ہی کہ ایک کو ان دو ہین سے جو اخوت فی اللہ رکھتے ہون
کہا جائیگا کہ جنت ہین داخل ہو تو وہ اپنے بھائی کے مکان سے سوال کریگا
سو اگر وہ مکان اسکے مکان سے کم درجہ کا ہوگا تو وہ جنت ہین نہین داخل
ہوگا جب تک کہ اسکے بھائی کو مکان اسکے مکان کے مثال عطا نہوگا پھر
اگر اس سے کہا جائیگا کہ تیرے عمل برابر اسکے عمل کے نہ تھے تو وہ کہیگا کہ ہین
اپنے لیے اور اسکے لیے عمل کرتا تھا تو وہ اپنے بھائی کے لیے جسقدر مانگا جائیگا
وہ دیگا اور اسکا بھائی اسکے درجہ تک بلند کیا جائیگا اور اللہ تعالے
ان دونون پر صحبت سے شر کا دروازہ کھولے تو ایک دروازہ دوزخ کا ہوگا
اللہ تعالے نے فرمایا ہی ویوم یعض الظالم علی یدیہ یقول یا لیتنی اتخذت مع
الرسول سبیلا یا ویلتی لیتنی لم اتخذ فلانا خلیلا یعنی اور جس دن کاٹ کھا
جائیگا گنہگار اپنے ہاتھ کہیگا کسی طرح ہین نے پکڑی ہوتی رسول اللہ
کے ساتھ راہ ای خرابی میری کہین نہ پکڑی ہوتی ہین نے فلانے کے ساتھ

دوستی۔ اگرچہ یہ آیت قصہ مشہورہ مین نازل ہوئی ہی مگر اللہ تعالی نے اُسکے ساتھ اپنے بندون کو آگاہ کردیا ہی پرہیز کرنے پر ایک دوست سے جو اللہ سے قطع کرائے اور اسمین بلا نیت اختیار صحبت اور اخوت سے جو حسب اتفاق ہو اور اتحاد اسے کام مین شان اُن لوگون کی جو غافل اور جاہل ہین نیات اور مقاصد او رنفع اور نقصانون سے ثابت ہوجاتی ہی آور عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے اپنے ایک کلام مین کہا ہی اور انسانون کو نہین بگاڑتے ہین بلکہ انسان پس صحبت سے فساد کی بھی امید ہی اور صحبت کی بھی امید ہی اور یہ استکار استہ نہین ہی کس طرح اُسکے شروع مین نہ ڈالے اور اس معاملہ مین کام استوار اس طرح ہوتا ہی کہ اللہ تعالی کی طرف کثرت سے التجا کرے اور صدق اختیار اور سوال برکت اور خیر کا اسمین کرے اور نماز استخارہ کی پڑھے بعد ازان یہ ہی کہ صحبت اور اخوت کا اختیار کرنا بھی ایک عمل ہی اور ہر ایک عمل نیت اور حسن خاتمہ کا محتاج ہی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی ایک حدیث طولانی کہ سات آدمی ہین جنکو اللہ تعالے سایہ عنایت فرمائے گا سوا انمین سے دو وہ شخص ہین جنھون نے اللہ تعالے کے لیے محبت باہم کی اور اسی پر انھون نے اپنی زندگی بسر کی اور اسی پر مرے اشارہ اس بات کی طرف ہی کہ اخوت اور صحبت کی شرط حسن خاتمہ ہی تاکہ اُنکے لیے موافات کا ثواب لکھا جائے اور جب کہ موافات فاسد ہوگئی اس طرح پر کہ جو حقوق اسمین ہین اُنکو ضایع کردیا تو عمل سرے سے فاسد ہوگیا بعضون نے کہا ہی کہ شیطان نے حسد کسی دو معاونون کا نیکی پر نہین کیا جتنا کہ حسد

آپنے دو شخصوں پر کیا جو فی اللہ تعالیٰ بھائی بن گئے اور دونوں نے آپس میں عہد کر
محبت کی اسواسطے کہ شیطان بالذات کوشش کرتا ہی اور اپنی ذریات کو فساد
اُنکے درمیان ڈالنے پر برانگیختہ کرتا ہی - اور فضیل کہا کرتا جب کبھی غیبت واقع
ہوتی تو اُٹھ گئی برادری اور برادری فی اللہ تعالیٰ مواجہہ ہی اللہ تعالیٰ نے
فرمایا ہی اخوانا علی سرر متقابلین یعنی بھائی ہیں اور تختوں کے سامنے بیٹھے
ہوئے ہیں اور جب ایک نے دوسرے کیلیے بُرائی دل میں ٹھانی یا کوئی
چیز اس سے مکروہ دیکھی اور آپسے مطلع اسپر نہیں کیا تاکہ یہ اسکو زائل کرے یا اُس
سے دور کرنے کے لیے سبب پیدا کرے تو وہ مواجہہ اور مقابل اسکے
نہیں ہوا بلکہ پیٹھ پھیر لی - جنید علیہ الرحمہ نے کہا جو دو شخص کہ باہم فی اللہ
اخوت اُنھوں نے کی اور ایک اُنمیں کا دوسرے سے متوحش ہوا تو یہ بات
نہیں ہی مگر کسی علت سے جو اُن دونوں میں کسی ایک میں ہوگی پس مواخاة
فی اللہ صاف تر آب زلال سے ہی اور جو اللہ کے واسطے ہی تو اللہ اس میں
صفائی کا مطالبہ کرنے والا ہی اور جو چیز صاف ہی تو برابر رہیگی اور اصل
اسکی دوام صفا میں عدم مخالفت ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا ہی
کہ اپنے بھائی سے لڑائی جھگڑا مت کر اور اس سے خوش طبعی نہ کر اور نہ ایسا
وعدہ کر جسکے تو خلاف کرے - ابو سعید خراز نے کہا میں صوفیوں کے ساتھ پچاس
برس رہا کبھی میرے اور اُنکے درمیان خلاف نہیں ہوا سو اس سے سوال
کیا گیا کہ یہ کیونکر ہوا کہا اسواسطے کہ میں اُنکے ساتھ اپنے نفس پر غالب
رہتا تھا - ابو عمر دمشقی راوی نے کہا کہ میں نے ابو عبد اللہ ابن الجلا کو کہتے

سنتا ہو اور اسوقت کسی شخص نے اُس سے سوال کیا تھا کہ خلق سے مین کس شرط
پر صحبت رکھون تو جواب دیا کہ اگر تو اُنسے نیکی نہ کرے تو اُنکو ایذا بھی مت دے
اور اگر تو انھین خوش نہ کرے تو اُنسے بُرائی نہ کر۔ اور اُسی عبد اللہ نے استاد
مذکور کے ساتھ کہا ہو کہ اپنے بھائی کا حق تلف نہ کر جو تیرے اور اُسکے
درمیان مودت اور صداقت سے ہو اسواسطے کہ حق تعالے نے ہر ایک مومن
کے لیے حقوق مقرر کیے ہین جنکو ضایع بجز اُسکے کوئی نہین کرتا جو رعایت
اُن حقوق الٰہی کی نہین کرتا کہ اسپر ہین اور حقوق صحبت سے یہ ہو کہ جب
فرقت اور جدائی واقع ہو جائے تو اپنے بھائی کا ذکر نہ کرے مگر خیر کے
ساتھ حکایت ہو کہ ایک صوفی کی بی بی تھی اور اُسکی ایک بات مکروہ
اُسے معلوم تھی سو اُس صوفی سے بی بی کا حال پوچھنے کیلیے کہا جاتا تو وہ
کہتا کہ مرد کے لائق یہ نہین کہ اپنے اہل کے حق مین خیر کے سوا کچھ کہے پھر اُس سے
الگ ہو گیا اور اُسکو طلاق دے دی پھر اُس سے اُس ماجرا کی خبر چاہی تو
کہا ایک عورت تھی جو مجھ سے علیحدہ ہو گئی اور مجھ سے وہ کسی چیز مین نہین ہی
مین کیونکر اُسکا ذکر کرون اور یہ تخلق باخلاق اللہ تعالیٰ سے ہو کہ وہ سبحانہ
ہر ایک بھلی بات کو ظاہر اور بری بات کو پوشیدہ کرتا ہو۔ اور جب ایک
بھائی سے ایسی بات معلوم ہو جو موجب قطع ہو تو آیا اُس سے بغض کرے
یا نہین اسمین قول مختلف ہی ابوذر کا قول ہو کہ جب اُس حالت سے پھر وہ
تھا بدل گیا تو اُس سے بغض کرے جیسے کہ اُس سے محبت کی تھی اور دوسرے
کا قول ہو کہ بھائی سے صحبت کے بعد بغض نہ کرے مگر اُسکے قرب سے

بغض رکھے۔ اللہ تعالی نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا ہی کہ پس اگر تیری
نافرمانی کرین تو کہدے کہ مین بری اس عمل سے ہون جو تم کرتے ہو اور یہ نہین کہا
کہ مین تم سے بری ہون۔ اور منقول ہی کہ ایک جوان ہمیشہ ابی درداء کی مجلس مین
آیا کرتا اور ابو درداء اُسکو اورون پر ممتاز رکھتا تھا پھر وہ جوان ایک گناہ کبیرہ
مین مبتلا ہو گیا اور ابو درداء تک وہ بات پہونچی تھی اُس سے کہا گیا کاش تو
اس سے بُعد رکھتا اور اس سے ہجر کہا سبحان اللہ یار کسی چیز کے سبب جو
اُس سے ہو جائے ترک نہین کیا جاتا بعضون نے کہا ہی کہ مودّت ایک
لحمہ یعنی قرابت ہی جیسے نسب کی قرابت ہوتی ہی اور ایک بار ایک حکیم سے
سوال کیا گیا کہ تیرے نزدیک محبوب تر تیرا بھائی ہی یا تیرا دوست ہی تو اُسنے
جواب دیا کہ مین اپنے بھائی کو محبوب اُسوقت رکھتا ہون جب کہ وہ میرا
دوست ہو اور بخلاف مفارقت ظاہری اور باطنی مین ہی ولیکن ملازمت
باطنی جب کہ ظاہری مفارقت ہو تو وہ مختلف اشخاص کے اختلاف سے
ہوتی ہی اور اسمین قول بالاطلاق نہین کیا جاتا بغیر اسکے کہ اسمین تفصیل ہو
اسواسطے کہ آدمیون سے بغض وہ شخص ہوتا ہی جسکا تغیر اللہ سے پھر جاتا کہ
اور سابقہ کی برائی کا حکم ظاہر ہوتا ہی تو اُسکا بغض واجب ہی اور اسمین
موافقت حق کی ہی اور آدمیون مین بعض ایسا ہی کہ اُسکا تغیر و تبدیل جاتا
ایک لغزش سے ہی جو پیدا ہو گئی اور ایک بھلائی ہی جو آن پڑی جسکے عود اور
رجوع کی امید ہی تو منتظر رہو اور یہ نہین ہی کہ اُس سے بغض ہو مگر اُسکے کام کا حالت
حاضرہ مین بغض رکھے اور دوستی کی آنکھ سے دیکھے ایسی حالت سے

کہ وہ منتظر رہے کہ اُسے کشادگی نصیب ہو اور صلح کی جگہ پھر وہ معاودت کرے اسواسطے کہ حدیث مین وارد ہوا ہی کہ نبی علیہ السلام نے جب کہ قوم نے ایک شخص کو جسنے فعل فاحشہ کیا گالیان دین فرمایا کہ ٹھہرو اور اپنے اس قول سے انکو زجر کیا اور اپنے بھائی پر تم مددگار شیطان کے مت ہو۔ اور ابراہیم نخعی نے کہا کہ اپنے بھائی سے قطع نکرو اور نہ اُس سے ہجر کرو اُسکے گناہ کے سبب جو وہ گناہ کرے اسواسطے کہ وہ آج کے دن ارتکاب اُسکا کرتا ہی اور کل صبح اُسکو چھوڑ دیتا ہی۔ اور حدیث مین ہی کہ ڈرو تم عالم کی لغزش اور گناہ سے اور اُس سے قطع نکرو اور اُسکی بازگشت کا انتظار کرو۔ اور روایت ہی کہ عمر رضی اللہ عنہ نے سوال اپنے بھائی سے کیا کہ اُس سے مواخات کی تھی اور شام کی طرف گیا تھا تو اُسکا حال اُس شخص سے استفسار کیا جو اُسکے پاس آیا تھا سو فرمایا کہ میرے بھائی نے کیا کیا اُسنے آپ سے کہا کہ تیرا بھائی شیطان ہی آپ نے فرمایا کہ اُسے ایسا مت کہہ اُسنے کہا کہ وہ کبائر مین آلودہ ہوگیا ہی یہان تک کہ شراب خواری مین پڑگیا پھر آپ نے کہا کہ جب تو شام کو جانے کا ارادہ کرے تو مجھے خبر دینا راوی نے کہا کہ پھر آپ نے اُسکو لکھا حٰم تنزیل الکتاب من اللہ العزیز العلیم غافر الذنب وقابل التوب شدید العقاب پھر اُسکے پیچھے عتاب ذکر کیا اور ڈر سے معذول کیا سو جب اُسنے خط پڑھا تو رو دیا اور کہا سچا ہی اللہ تعالے اور عمر نے نصیحت اور خیرخواہی کی پھر اُسنے توبہ کی اور کبیرہ سے رجوع اور بازگشت کی۔ اور روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن عمر کو دیکھا کہ وہ ہنستے اور باتین کرتے دیکھتا تھا تو آپ نے پوچھا اُس سے نے کہا

یا رسول اللہ ایک مدت سے میں نے مواخات کی ہے سو میں اسکی تلاش کرتا ہوں اور اسے
نہیں دیکھتا تب آپ نے فرمایا یا عبد اللہ جب تو کسی سے مواخات کرے تو اُسکا نام
پوچھ لے اور اُسکے باپ کا نام دریافت کرلے اور اُسکا گھر پوچھ لے اگر وہ بیمار پڑے تو
اُسکی عیادت کر اور اگر وہ کسی کام میں مشغول ہو تو اُسکی اعانت کر۔ اور ابن عباس
کہا کرتے کہ کسی مرد نے میری مجلس تک تین بار بغیر کسی حاجت کے جو اُسکو ہو آمد و رفت
نہیں کی کہ میں نے دنیا میں اُسکی مکافات جان لی ہو۔ اور سعید بن العاص اُسے مجلسی
کہا کرتے کہ تین باتیں میرے ذمہ واجب ہیں۔ جب کوئی میرے پاس آوے تو
اُسکو مرحبا کہتا ہوں اور جب وہ بات کرے تو میں اُسکی طرف متوجہ ہوتا ہوں اور
جب وہ بیٹھے تو اُسکے لیے وسعت جگہ میں دیتا ہوں اور خلوص محبت اللہ تعالیٰ
کی علامت یہ ہے کہ اس محبت میں شاید کوئی فائدہ دنیا کا نہ ہو اور انسان
سے خوش ہو اسلئے کہ جو محبت معلول ہو اور کسی سبب سے ہوئی ہو تو وہ سبب کے
زوال سے زائل ہو جاتی ہے اور جو شخص اُسکی دوستی میں سچا ہو اور وجہ کسی علت
کی نہ ہو تو وہ ہمیشہ ملت کے ساتھ مستحکم ہوتی ہے اور حب فی اللہ کی شروط سے
یہ ہے کہ بھائی پر خرچ کرے اپنے مقدور جو دین و دنیا سے اُسکے مقدور میں ہو اللہ
تعالیٰ نے فرمایا ہے یحبون من هاجر الیهم ولا یجدون فی صدورهم حاجة مما اوتوا
ویؤثرون علی انفسهم ولو کان بهم خصاصة یعنی محبت رکھتے ہیں اُس سے
جو وطن چھوڑ کے اُنکے پاس اور نہیں پاتے اپنے دل میں غرض اُس چیز
سے جو اُنکو ملا اور مقدم رکھتے ہیں اُنکو اپنی جان سے اور اگرچہ ہو اُسے
احتیاج بھوک پس قول اللہ تعالیٰ کا کہ لا یجدون فی صدورهم حاجة مما اوتوا

یعنی دو خصلتین کہ جنہون نے اپنے بھائیون سے انکے مال پر اور یہ دو وصف صفتین
ساتھ ان دونون کے صفائی محبت کی تحلیل کر دیتے ہین ایک یہ ہے کہ حسد کا دور
ہونا کسی شی پر جو امر دین و دنیا سے ہو اور دوسرا مقدور بھر خرچ کر ڈالنا۔ اور
حدیث مین وارد ہے کہ جناب سید البشر علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ
المرء علے دین خلیلہ یعنی آدمی اپنے دوست کے دین پر ہے اور تیرے سے بھلائی
صحبت مین اس شخص کی نہین ہے جو تیرے واسطے مثل اسکے نہین دیکھتا جو
اپنے واسطے دیکھتا ہے۔ اور ابو معاویہ اسود کہا کرتا میرے بھائی سب مجھ سے
اچھے ہین لوگون نے کہا کہ کس طرح اسنے کہا وہ سب میرے لیے اپنے اوپر
فضل دیکھتے ہین اور جس شخص نے مجھے اپنے نفس پر فضیلت دی تو وہ مجھ سے
بہتر ہے اور بعض صوفیہ نے اسے نظم کیا ہے نظم

منازل من الاخوان لست لہ	یری ذاک للفضل لا للخطیر
وجانب صداقة من لم یزل	علی الاخوان [illegible] یفضل لہ

ترجمہ

تو اوس دوست کے لیے جو فاکہ پا تو اسکا ہو [illegible]	اسکو تفضل کے یا [illegible] کی [illegible]
اور والے ان [illegible] کر سے [illegible] بجو دونا	اور دوست [illegible] اپنا [illegible] نفس [illegible]

پچپنوان باب صحبت اور اخوت کے آداب کے بیان مین ہے

اور بعض ہستون نے سوال کیا کہ ادب صحبت [illegible] کیا چیز ہے
[illegible] کو دوست [illegible] کا حفظ اور دیکھنا بھائیون کے ساتھ حسن [illegible]

اور چھوٹون کو نصیحت کرنا اور اُن لوگون کی صحبت کا ترک کرنا جو اُنکے مرتبہ مین نہین ہین
اور ایثار اور خرچ کو لازم اپنے اوپر رکھنا اور ذخیرہ جمع کرنے سے کنارہ کشی اور
دین و دنیا کے کام مین مدد دینی اور اُنکے ادب سے بھائیون کی لغزش سے
انجان ہونا اور جسمین نصیحت در جب ہو اسمین نصیحت کا کرنا اور اپنے یار
کی عیب پوشی اور اُس عیب کی اُسے اطلاع دینی جو اُسمین پاتا ہو۔ عمر
بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے کہا ہو کہ اللہ رحم اُس شخص پر کرے جس نے
مجھے میرے عیب پر رہبری کی اور یہ ایک ایسا امر ہو کہ اسمین نیکی اور مصاحبت
کلی ایک شخص کے لیے اُس شخص سے ہو جو اُسکو متنبہ اُسکے عیبون پر
کرتا ہو۔ جعفر بن برقان نے کہا کہ مجھ سے میمون بن مہران نے کہا کہ جو
مین مکروہ جانتا ہون وہ مجھ سے میرے منھ پر کہو اسواسطے کہ آدمی اپنے
بھائی کو نصیحت نہین کرتا یہانتک کہ اُس سے منھ در منھ وہ بات کہے جسکو
وہ مکروہ جانتا ہو اسواسطے کہ مرد صادق اُس شخص کو دوست رکھتا ہو جو
اُس سے سچ کہے اور جھوٹا آدمی ناصح کو دوست نہین رکھتا اللہ تعالے
نے فرمایا ہو ولیکن تم نصیحت کرنے والون کو دوست نہین رکھتے ہو اور
نصیحت وہ ہی ہو کہ پوشیدگی مین ہو۔ اور ادب مروت یہ ہو کہ بھائیون
کی خدمت مین کھڑا ہو اور جو اذیت اُسے پہونچے اُسکو سہے کہ اُس سے تغیر کا
جوہر کھلتا اور ظاہر ہوتا ہو۔ روایت ہو کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے
حکم دیا کہ پرنالہ جو عباس بن عبد المطلب کے گھر مین اُس رستہ کی طرف تھا
جو صفا اور مروہ کے درمیان ہو تو عباس رضی نے اُس سے کہا اُکھاڑ ڈالا

تو نے جسکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے رکھا تھا تو کہا کہ اب
اسکو اسی جگہ تیرے ہاتھ کے سوا دوسرا نہ رکھیگا اور تیرے لیے سیڑھی عمر کے کاٹنے
کے سوا نہوگی پھر اسکو اپنے کاندھے پر کھڑا کیا اور اُسنے اُسے اُسکی جگہ پر رکھدیا اور
اُنکے ادب سے یہ ہے کہ وہ لوگ اپنے نفس کے لیے کوئی ملک نہیں سمجھتے تھے کہ
جسکے ساتھ اُنکو خصوصیت ہو۔ ابراہیم بن شیبان رض نے کہا کہ ہم کسی ایسے شخص
کے ساتھ ہی نہیں رہے جو یہ بات کہے کہ میری جوتی۔ اور احمد بن قلانسی نے
بیان کیا کہ میں ایک دن بصرہ میں فقرا کی ایک قوم کے پاس پہونچا تو انھوں
نے میرا اکرام کیا اور میری تعظیم کی سو میں نے ایک روز انمیں سے کسی کو
کہا کہ میرا پاجامہ کہاں ہے؟ اور انکی آنکھوں سے میں گر گیا اور ابراہیم بن
ادہم کا یہ حال تھا کہ جب کوئی شخص اُسکی صحبت میں آتا تو وہ تین چیزوں
کی شرط کر لیتے یہ کہ خدمت اور اذان اُسکے لیے ہو اور یہ کہ تصرف اُسکا
ان تمام چیزوں میں جو اللہ انپر مفتوح کرے اُسکے تصرف کی مثال ہو سو
ایک شخص نے اُسکے یاروں سے کہا میں اسپر نہیں قدرت رکھتا تو ابراہیم
نے کہا کہ تیرے صدق نے مجھے تعجب میں ڈالا۔ اور ابراہیم ابن ادہم باغوں
کی حفاظت کیا کرتا اور کھیت کاٹا کرتا اور اپنے یاروں پر خرچ کرتا۔ اور اہل
سلف کے اخلاق سے تھا کہ جو کوئی اپنے بھائی کے مال سے کسی چیز کی
احتیاج رکھتا تو بغیر مشورہ اُسکو استعمال میں لاتا اللہ تعالی نے فرمایا ہے و
امرہم شوریٰ بینہم یعنی متاع و مشترک ہے کہ وہ سب اسمیں برابر ہیں اور انکے
ادب سے یہ ہے کہ جب انکو کوئی بار گران معلوم ہو تو وہ اپنے نفوس کو

متہم اور قصوروار ٹھہراتے تھے اور انکی دوا کرتے ہیں اپنے باطن سے سبب پیدا
کرتے تھے اسواسطے کہ اس قسم کی بات پیروں کا بیٹ جانا یار کے لیے ایک
غیر دخیل کا رہبر ہے۔ ابوبکر کتانی نے کہا کہ میرے ساتھ ایک شخص ہوا اور میرے دل
پر وہ گران تھا سو میں نے اسے ایک چیز اس نیت سے دی کہ اسکا ثقل میرے
قلب سے دور ہو اور دور نہوا پھر میں نے اس سے ایک دن خلوت کی اور
اس سے کہا کہ تو اپنا پاؤں میرے رخسارے پر رکھ اُسنے انکار کیا تو میں نے
اس سے کہا کہ اس سے چارہ نہیں ہے تو اسنے یہ کام کیا اسوقت وہ بات میرے
باطن سے جاتی رہی جو اپنے باطن میں پاتا تھا۔ رقی نے کہا کہ شام سے میں نے
حجاز کا ارادہ کیا تاکہ اس حکایت کو کتانی سے دریافت کروں۔ اور انکے ادب
سے ہے کہ جسکے فضل کو جانتے ہوں اسکو مقدم کریں اور مجلس میں اسکے لیے وسعت
دیں اور جگہ اسکو دیں مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ایک صفہ میں بیٹھے ہوئے تھے کہ انمیں ایک گروہ اہل بدر کا آیا
اور کوئی جگہ انھوں نے نہ پائی جہاں وہ بیٹھیں تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے ان لوگوں کو اٹھایا جو اہل بدر سے نہ تھے پھر انکی جگہ بدری بیٹھے تو یہ امر ان کو
بُرا معلوم ہوا تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی و اذا قیل انشزوا
فانشزوا الآیۃ یعنی جب کہا جاوے کہ اٹھو تو اٹھ کھڑے ہو تم۔ اور حکایت
ہے کہ علی بن بندار صوفی ابی عبد اللہ بن خفیف کے پاس زیارت کے لیے
آیا سو وہ دونوں چلے پھر ابی عبد اللہ نے کہا کہ آگے بڑھیے تو کہا کس عذر
سے کہا اس وجہ سے کہ تم جنید سے ملے ہو اور میں نہیں ملا۔ اور انکے ادب

سے ترک صحبت اُس شخص کا ہے جسکے ارادہ مین کوئی شے دنیا کی فضولیات سے

ہو اللہ تعالی نے فرمایا فاعرض عمن تولی عن ذکرنا ولم یرد الا الحیوۃ الدنیا
یعنی پس اے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُس شخص سے منھ پھیر لے جس نے
ہمارے ذکر سے منھ پھیر دیا اور نہین ارادہ کیا مگر زندگی دنیا کا - اور اُنکے
ادب سے ہی بھائیون کا انصاف دینا اور انصاف کے مطالبہ کا چھوڑ دینا -
ابو عثمان حیری کا قول ہے کہ حق صحبت یہ ہے کہ اپنے مال سے تو اپنے بھائی کو صاحب
وسعت و مقدور کر اور اُسکے مال مین طمع نہ کر اور اُسکا انصاف اپنے نفس سے کر اور
ان سے انصاف مت طلب کر اور اُسکا پیرو ہو اور اُسکی طمع نہ کر کہ وہ میرا پیرو ہو
اور جو تجھے اُس سے پہونچے اُسے بہت سمجھ جان اور جو تجھ سے اُسکو پہونچے اُسکو تھوڑا
سمجھ اور اُنکے ادب سے یہ ہے کہ صحبت مین نرمی جانب کی ہو اور نفس کا دور ہونا صعوبت
کے ساتھ ترک کرے - ابو علی رودباری نے کہا ہے کہ صعوبت اور حملہ اُس شخص پر
جو تجھ سے اونچا ہے شوخی اور بے حیائی ہے اور اپنے برابر والے پر بے ادبی ہے
اور اپنے سے نیچے پر عجز ہے - اور اُنکے ادب سے یہ ہے کہ اُنکے کلام مین ایسا نہ
کہے کہ اگر ایسا ہو تو ایسا ہوگا اور کاشکے ایسا ہوتا اور قریب ہے کہ ایسا ہو
اسواسطے کہ فقرا لوگ ان تقدیرات کو اُسپر عیب و اعتراض خیال کرتے ہین - اور
اُنکے ادب سے صحبت مین مفارقت سے پرہیز اور ملازمت پر حرص کرنا ہے ذکر
ہے کہ ایک شخص ایک شخص کا یار رہا پھر جدائی کا ارادہ کیا اور اپنے یار سے
اذن چاہا اُسنے جواب دیا کہ اس شرط سے کہ تو یار کسی کا نہو الا جبکہ وہ
ہم سے زیادہ ہو اور اگر کوئی ہم سے زیادہ نہو تو اسکا یار بھی مت ہو اسواسطے

کہ تو روزہ دار رہا پھر ابراہیم نے کہا کہ میرے دل سے بعد اسکی ہیبت جاتی رہی
اور انکے ادب سے چھوٹوں پر مہربانی ہو نقل ہے کہ ابراہیم بن ادہم کھیت
کاٹنے کا کام کرتا تھا اور یاروں کو کھلایا کرتا اور وہ سب رات کو آپ کے
پاس جمع ہوا کرتے اور وہ سب روزہ دار ہوتے اور بسا اوقات ایسا ہوتا کہ
بعضے روز کام میں پھنس جاتا تو ایک رات یاروں نے کہا آؤ ہم افطاری
کھا لیں اسکی افطاری رکھ چھوڑیں تاکہ بعد ازیں وہ جلد آجایا کرے پھر ان
لوگوں نے روزہ کھولا اور کھانا کھایا اور سب سو رہے پھر ابراہیم پلٹ کر آیا
اور انکو سوتا پایا تو کہا غریب مسکین ہیں شاید انکے لیے کھانا کچھ نہ تھا پس
تھوڑا آٹا اسنے گوندھا اور اسے پکایا تب وہ لوگ جاگے اور وہ اسوقت
آگ پھونک رہا تھا اس حالت سے کہ ڈاڑھی اسکی مٹی پر لگی ہوئی تھی سو ان
لوگوں نے اس سے کہا یہ کیا بات ہے یہ حال تھا تو ابراہیم نے کہا کہ میں نے کہا
شاید تمہیں افطاری کا کھانا نہیں ملا تو تم سو رہے اسپر سب نے کہا دیکھو ہم نے
کس طرح اسکے ساتھ معاملہ کیا اور وہ ہم سے کیسا معاملہ کرتا ہے۔ دوستوں کے ادب
سے ہو کہ پکارنے کے وقت یہ نہ کہیں کہ کہاں تک اور کس واسطے اور کس سبب
بعضے علماء نے کہا ہے کہ جب کوئی بھائی پکارے کہ ہمارے ساتھ چلو تو وہ جو کہے
کہاں تک تو انکے ساتھ مت جاؤ۔ اور ایک دوسرے عالم نے کہا کہ جس نے
بھائی سے کہا اپنے مال سے مجھے دے اور اسنے کہا کس قدر تو چاہتا ہے تو وہ حق
برادری پر نہیں قائم رہا اور ایک شاعر نے خوب کہا ہے شعر

لا یسئلون اخاهم حین یندبهم	للنائبات علی ما قال برهانا

ترجمة في الشعر

اُنکے ہرگز نہین برہان اسکے قول پر | جبکہ کوئی اُنکا بھائی بھی کچھ ہو آفت کہے

اور اُنکا ادب ہے کہ بھائیون کے لیے تکلیف نہین کرتے ۔ روایت ہے کہ جب ابو حفص
عراق مین آئے اور جنید نے اُنکے لیے طرح طرح کا تکلیف کھانے کی چیزون مین کیا تو
اُسکو ابو حفص نے بُرا جانا اور کہا میرے لوگ یار مخنثون کے مثل بنائے گئے کہ اُنکے
لیے رنگارنگ مرتب و پیش کیے جاتے ہین اور ہمارے نزدیک فتوت ترک تکلف
ہے اور ما حضر کا پیش کرنا ہے اسواسطے کہ تکلف سے اکثر اوقات مہمان کی جدائی
اختیار کی جاتی ہے اور ترک تکلف مین مہمان کا رہنا اور جانا برابر ہے اور اُنکا ادب
صحبت مین مدارات اور ترک نفاق اور کذب کا ہے اور مدارات مشتبہ بمداہنت
و نفاق ہے اور دونون مین فرق یہ ہے کہ مدارات وہ چیز ہے کہ جس سے تو اپنے بھائی کی
صلاح چاہے اس امید سے کہ اُسکی بہتری ہو اور تو اُسے برداشت کرے اُسکی
جو تجھے مکروہ معلوم ہو اور مداہنت وہ ہے کہ جس سے تیرا ارادہ کسی شی کا ہو اُس سے
خواہ کسی مزہ کے لینے کے لیے ہو یا کسی جاہ کے قائم کرنے کے لیے ہو
اور اُنکے ادب سے صحبت مین رعایت اعتدال کی قبض اور بسط کے درمیان ہے
شافعی علیہ الرحمۃ سے منقول ہے کہ آپ نے کہا انقباض لوگون سے اُنکی عداوت کو
حاصل کرتی ہے اور اُنکے ساتھ انبساط کرنا بدہمنشینون کو کھینچتی ہے تو منقبض اور
منبسط کے بیچ مین رہو ۔ اور اُنکے ادب سے بھائیون کا ستر عورت کرنا ہے عیسی
علیہ السلام نے فرمایا اپنے یارون سے کہ تم کیا کرتے ہو جب تم اپنے کسی بھائی کو
سوتا ہوا پاؤ کہ اُسکا کپڑا ہوا نے کھول دیا ہو تو اُن لوگون نے جواب دیا کہ

ہم اسے چھپاتے اور ڈھانک دیتے ہیں آپ نے فرمایا کہ تم اسکا کشف عورت
کرتے ہو ان لوگوں نے کہا سبحان اللہ یہ کون کرتا ہے فرمایا ایک تم میں سے
ایک کلمہ اپنے بھائی کے حق میں سنتا ہے پھر اسپر بڑھا دیتا ہے اور اسکے
بڑھا کر اسکو شایع اور مشتہر کرتا ہے اور انکے ادب سے ہے بھائی کے لیے غائبانہ
اسکی بخشش کا طلب کرنا اور انکے لیے اللہ تعالیٰ کے ساتھ جد و جہد کرنا تاکہ مکروہات
ان سے دور ہوں۔ حکایت ہے کہ دو بھائی سے ایک ہوی میں مبتلا ہوا
سو اپنے بھائی پر اظہار اسکا کیا کہ میں ہوی میں مبتلا ہو گیا سو اگر تو چاہے کہ
میرے ساتھ عقد محبت نہ باندھے تو پورا کر اسنے جواب دیا کہ میں تو ایسا
نہیں ہوں کہ تیری خطا کے سبب برادری کی گانٹھ کو کھول دوں اور اپنے
اللہ کے درمیان عہد و پیمان کر لیا کہ وہ نہ کھائے اور نہ پئے یہانتک
اسکو اللہ [illegible] اسکی ہوی سے بری اور تندرست کر دے اور چالیس
دن کچھ نہ کھایا جب کبھی اسکا اسکی ہوی سے سوال کرتا تو وہ کہتا کہ نہیں
زائل ہوئے ایک چلے کے بعد اس نے اسے خبر دی کہ وہ ہوا دور ہو گئی
پھر اس نے کھانا کھایا اور پانی پیا۔ اور انکے ادب سے یہ ہے کہ وہ اپنے
یاروں کو مدارات کی طرف حاجتمند نہیں کرتے اور نہ وہ عذرخواہی کے
ملتجی کرتے ہیں اور نہ یار کے لیے تکلیف کرتے ہیں جو اسپر دشوار ہو بلکہ
وہ یار کے لیے اس طرح ہوتے ہیں کہ وہ یار کی مراد کو اپنی مراد پہ اختیار
کرتے ہیں۔ علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ سب دوستوں سے
بدتر وہ ہے کہ جو تجھے مدارات کا حاجتمند کرے یا عذرخواہی کا تجھے ملتجی

کرے یا اسکے لیے تو تکلف کرے۔ جعفر صادق کا قول ہی کہ میرے اوپر زیادہ بھاری بھائیون مین سے وہ ہی جو میرے لیے تکلف کرے اور اُن سے مین تحفظ او بچاو کرتا ہون اور انمین سب سے ہلکا میرے قلب پر وہ ہی کہ مین اُسکے ساتھ ایسا رہون جیسا کہ اکیلا رہتا ہون پس آداب صحبت اور حقوق اخوت بہت کچھ ہین اور اُسمین جو کچھ کہ ثابت ہین اُنکا نقل کرنا طول ہی اور ہمارے شیخ ابو طالب مکی علیہ الرحمہ کی کتاب مین اس بارہ مین بہت کچھ حکایتین دیکھی ہین کہ بیشک اُسنے اپنی کتاب مین ہر ایک بات اُسمین سے ایسی لکھی ہی جو عمدہ ہی اور سب کا حاصل یہ ہی کہ بندہ کے لیے یہ بات سزاوار ہی کہ وہ اپنے مولا کا ہو رہے اور جو چاہے وہ اپنے مولے کے واسطے چاہے نہ اپنے نفس کے لیے چاہے اور جب کسی شخص کا ساتھی ہو تو اُسکی صحبت اُسکے ساتھ اللہ تعالے کے واسطے ہو اور اُسکی صحبت اللہ تعالے کے لیے اختیار کرے تو ہر ایک چیز مین اُسکے لیے کوشش کرے کہ عند اللہ اُسکا قرب زیادہ ہو اور جو شخص حقوق اللہ تعالے پر قائم ہو تو اللہ تعالے اُسکو علم معرفت نفس و اسکے عیوب کا روزی فرمائے گا اور اُسکو محاسن اخلاق اور محاسن آداب بتلائے گا اور اُسکی توفیق دیگا کہ ادائے حقوق بصیرت کے ساتھ کرے اُسمین کل اُسکو تقصیر پائے کہ اُس سے کوئی چھوٹ نہ جائے جس جس کی طرف اُسکو حاجت ہو خواہ اُنمین جو حقوق حق کی طرف رجوع کرے خواہ اُنمین جو حقوق خلق کی طرف عائد ہون سو جتنی تقصیرین ہین وہ خبث نفس اور اُسکے عدم تزکیہ اور بقا صفات نفس سے پائی جاتی ہین لیکن

اگر نفس تیرے ساتھ رہا تو وہ کبھی افراط اور کبھی تفریط سے ظلم کرے گا اور واجب سے تجاوز کر جائے گا اُن باتون مین جو حق و خلق کی طرف رجوع کرتی ہین اور حکایات اور نصائح اور آداب اور انکا سننا زیادہ تاثیر نفس مین نہین کرتا اور وہ ایک سنگ کنوین کے مثال ہو جائے گا جسمین اوپر سے پانی اُلٹا جائے اور اسمین نہ ٹھیرے اور نہ اُس سے انتفاع حاصل ہو اور جب تو زہد دنیا اور تقویٰ کو پکڑے تو اسمین چشمے آب حیات اوپر کو اُٹھے گا اور فقیہ و عالم ہو جائے گا اور حقوق کو ادا کرے گا اور واجب آداب پر قائم ہوگا اللہ کی توفیق سے جو پاک اور بلند ہے

باب چھپنوان معرفت نفس اور اُس سے جو مکاشفات صوفیہ ہوتے ہین اُن کے بیان مین ہے

عبد اللہ ابن مسعود کے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور وہ صادق اور مصدوق تھے کہ ہر آئینہ تم مین سے ایک کی پیدائش اُسکی مان کے پیٹ مین نطفہ چالیس دن جمع کرتی ہے پھر اسی طرح علقہ پھر اسی طرح وہ مضغہ ہوتا ہے بعد ازان اللہ تعالیٰ اُسکی طرف چار کلمے کے ساتھ بھیجتا ہے تب اُسکا عمل اور اجل اور رزق اور شقی یا سعید لکھا جاتا ہے اُسکے بعد اسمین روح پھونکی جاتی ہے۔ اور ہر آئینہ ایک شخص دوزخیون کے عمل کرتا ہے حتے کہ اُسکے اور دوزخ کے درمیان تفاوت نہین رہتا الا بقدر ایک گز کے پھر سبقت کرتا ہے یعنے نوشتہ تقدیر سبقت کرتی ہے تو وہ اہل بہشت کے عمل کرنے لگتا ہے اور بہشت مین داخل ہوتا ہے اور ایک شخص اہل جنت کے عمل کرتا ہے یہان تک کہ اُسکے

اور بہشت کے درمیان تفاوت نہیں رہتا الا بقدر ایک گز کے پھر اسپیر
کتاب یعنی نوشتۂ تقدیر سبقت کرتا ہی اور وہ دوزخیوں کے کام کرنے
لگتا ہی اور دوزخ میں داخل ہوتا ہی اور اللہ تعالے نے فرمایا ہی ولقد خلقنا
الانسان من سلالۃ من طین ثم جعلناہ نطفۃ فی قرار مکین یعنی ہم نے پیدا کیا
آدمیوں کو کھنچی ہوئی یعنی بچی مٹی سے پھر رکھا اسکو ایک جگہ ٹھہراو میں
یعنی مضبوط جگہ میں واسطے ٹھہرنے اسکے کے اسمیں یہاں تک کہ وہ اپنی
حد پایان کو پہونچ جائے بعد ازان اسکے انقلابات اور الٹ پلٹ کا ذکر کردیا
فرمایا ثم انشأناہ خلقا آخر یعنی پھر بنایا ہم نے اسکو پیدایش دوسری
بعضوں نے کہا ہی کہ یہ انشا یعنی بنانا روح کا اسمیں پھونکنا ہی - اور تو
جان لے کہ روح میں کلام کرنا سخت اور مشکل مطلب ہی اور اس سے چپ
رہنا اہل عقل کی راہ ہی اور تحقیق اللہ تعالے نے شان روح کو بہت بڑا
بنایا ہی اور خلق پر قلت علم کا فرمان لکھ دیا جیسے کہ فرمایا وما اوتیتم من العلم
الا قلیلا یعنی اور نہیں دیئے گئے ہو تم علم سے مگر تھوڑا اور پھر اسکو اللہ تعالے
نے اپنے کلام میں خبر بنی آدم کے اکرام سے دی ہی اور فرمایا ولقد کرمنا
بنی آدم یعنی البتہ ہم نے بزرگ کیا اولاد آدم کو - اور روایت ہی کہ جبر اتنیسم
جب اللہ تعالے نے بنی آدم اور اسکی اولاد کو پیدا کیا تو فرشتوں نے
کہا اے پروردگار تو نے انکو پیدا کیا جو کھائینگے اور پئینگے اور نکاح کرینگے
تو انکے لیے دنیا کر اور ہمارے لیے آخرت - تو اللہ تعالے فرمایا مجھے اپنی
عزت اور جلال کی قسم ہی کہ میں نہیں کرونگا اس شخص کی اولاد کو جسے

میں نے اپنے ہاتھ سے پیدا کیا اُس شخص کے مانند کہ جسکو میں نے کہا کہ ہو جا سو وہ ہوگیا سو باوجود اس کرامت اور اس برگزیدگی کے جو اللہ تعالی نے آدمکو فرشتوں پر دی جب روح سے خبر دی تو علم کے تھوڑے ہونے سے خبر دی اور فرمایا ویسئلونک عن الروح قل الروح من امر ربی الآیہ یعنی تجھسے حال روح کا سے لوگ پوچھتے ہیں تو کہدے کہ روح میرے رب کے حکم سے ہے اور تم نہیں دیے گئے علم سے مگر قلیل۔ ابن عباسؓ نے کہا ہے کہ یہود نے نبی علیہ السلام سے کہا کہ ہمیں خبر دے کہ روح کیا چیز ہے اور روح کیونکر عذاب دیجائے گی جو بدن کے اندر ہے اور اسکے سوا نہیں کہ روح امر الٰہی ہے اور حال یہ تھا کہ اسکے حق میں آپکی طرف کچھ علم نازل نہیں ہوا سو آپ نے انکو جواب نہیں دیا پھر جبرئیل آپ کے پاس یہ آیت لائے جہاں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم علم الٰہی اور اسکی وحی سے روح اور اسکی ماہیت کے بتلانے سے خاموش رہے اور حال آنکہ جناب علیہ الصلوٰۃ والسلام معدن علم اور چشمہ حکمت تھے تو کیونکر غیر کی خوض اسمیں چلے اور کس طرح اسکی طرف اشارہ کرے تاہم ار جبکہ نفوس انسانیہ نے جو فضول کی طرف جھانکنے والے اور معقول کی طرف مشتاق اور اپنی وضع سے ان تمام چیزوں کی طرف متحرک ہیں جمیں سوالوں کا انکو علم دیا گیا اور اپنی حرص سے ہر ایک تحقیق اور نمایش کی طرف بڑھنے چڑھنے والے ہیں تقاضا کیا اور فکر کے سبزہ زار چراگاہ میں نظر کی عنان چھوڑ دی اور معرفت ماہیت روح کی گہرے پانی میں گھس گئی تو وہ آوارہ تیہ وحشت ہوگئی اور انکی مدائیں اور خیالات اسمیں انواع و اقسام کی ہوگئیں اور کوئی

اختلاف ارباب نقل و عقل کا کسی چیز مین ایسا نہین پایا گیا جیسا کہ انکو اختلاف روح کی ماہیت مین ہی اور جو نفوس اپنے عجز کے معترف ہوتے ہوے اپنی حد پر ٹھیرے ہوے ہین تو یہ بات اُسکے لیے بہتر اور اولی ہوتی ۔ رہے قول اُن لوگون کے جو شرع کے ساتھ مستقیم نہین تو کلام مجید اُنکے ذکر سے خالی اور منزہ ہی اسواسطے کہ وہ ایسے اقوال ہین جنکو عقول نے ظاہر کیا کہ وہ سیدھی راہ سے بھٹک گئے ہین اور فساد پر مخلوق ہین اور اُنکو راہ پانے کا نور متابعت انبیا کی برکت سے نہین پہونچا سو وہ ایسے ہی ہین کہ اللہ تعالے نے فرمایا ہی کانت اعینہم فی غطاء عن ذکری وکانوا لا یستطیعون سمعاً وقالوا قلوبنا فی اکنة مما تدعونا الیه وفی اذاننا وقر ومن بیننا وبینک حجاب۔ یعنی تھین انکی آنکھین پردہ مین میرے ذکر سے اور وہ سننے کی طاقت نہین رکھتے تھے ۔ اور کہا اُنھون نے کہ دل ہمارے غلاف مین ہین اُس چیز سے کہ تم ہمین اُسکی طرف بلاتے ہو اور کانون مین ہمارے بوجھ ہی اور درمیان ہمارے اور درمیان تیرے پردہ ہی ۔ پھر ہرگاہ دنیا سے محجوب رہے تو نہین سُنا اور جب نہین سُنا تو سیدھی راہ نہ پائی تو پھر جہالتون پر وہ مصر ہوے اور عقلون کے ساتھ مراد سے محجوب اور محروم رہے ۔ اور عقل ایک حجت اللہ تعالے کی ہی کہ اُس سے کسی قوم کو اللہ ہدایت دیتا ہی اور کسی دوسری قوم کو اُس سے گمراہ کردیتا ہی تو ہم اُنکے اقوال روح کی بابت نقل نہین کرتے اور نہ وہ اختلاف اُنکا جو ان لوگون نے بسین کیا ہی ہان جن لوگون نے کہ شریعت سے استنا د اور اعتصام کیا اور روح کے بابت کلام کیا تو ایک گروہ اُن مین سے وہ ہی جنھون نے

استدلال و بحث سے کیا اور ایک وہ گروہ ہے جنھون نے ذوق اور وجد سے کیا ہے
کہ استعمال نا ہے حتی کہ اسمین مشائخ صوفیہ نے بھی کلام کیا ہے اور اس سے
خاموشی اولی ہے اور ادب نبی علیہ السلام کے ساتھ مودب ہونا ہے۔ اور جنید نے
کہا ہے کہ روح ایک شے ہے کہ اسکو اللہ تعالی نے اپنے علم سے برگزیدہ اور اختیار
کیا ہے اور تعبیر اس سے جائز نہین ہے جو موجود سے زیادہ ہو کریم صادقین کے
اقوال اور افعال کا محمل بناتے ہین اور یہ وارد ہے کہ ایسے کلام انکا بمنزلہ تاویل کے
کلام اللہ تعالی کیواسطے ہو اور ان آیات منزلہ کے موافق کہ اسکی تفسیر حرام اور تاویل
اسکی جائز ہے سو واسطے تفسیر مین قول کی وسعت نہین ہے مگر اسطرح کہ منقول ہو اور تاویل
سو اسکی طرف عقول نے ہاتھ بڑھا کر کانون مین ڈالے ہین اور وہ بیان ان باتون کا ہے
جنکا احتمال معنی آیت غیر قطعی رکھتی ہے اور جب حال ایسا ہے تو اسمین قول کیلیے
ایک وجہ اور محمل ہے۔ اور عبد اللہ بناحی نے کہا ہے کہ روح ایک جسم ہے جو لطیف تر
جسم سے اور بزرگتر اس سے ہے اور موجود سے زیادہ کے ساتھ اس سے تعبیر نہین ہوتی
اور وہ اگرچہ عبارت اور تعبیر سے ممنوع ہے مگر تعبیر کیا ہے کہ وہ جسم ہے تو گویا اس سے
تعبیر اسنے کیا اور ابن عطا نے کہا کہ اللہ نے روحون کو جسم سے پہلے پیدا کیا ہے اس
قول الہی کے مطابق ولقد خلقناکم یعنی اور بتحقیق پیدا کیا ہم نے تمکو یعنی ارواح
کو ثم صورناکم یعنی پھر تمکو صورت دی یعنی اجساد اور بعض علما نے کہا ہے کہ روح
لطیف قائم کثیف مین ہے جیسے بصر کہ وہ لطیف قائم کثیف مین ہے اور اس
قول مین بحث ہے اور بعضے علما نے کہا ہے کہ روح ایک عبارت ہے اور قائم
اشیا کے ساتھ وہی حق ہے اور اسمین بھی بحث ہے مگر یہ کہ احیا کے معنی پر

محمول ہو اسواسطے کہ بعضے علماء نے کہا ہی کہ جلانا صفت جلانے والے کی ہی جیسے پیدا
کرنا پیدا کرنے والے کی صفت ہی اور اللہ تعالی نے فرمایا ہی کہ قل الروح من امر ربی
یعنی کہو روح میرے رب کا امر ہی اور امر اسکا کلام اسکا ہی اور کلام اسکا مخلوق
نہیں ہی یعنی زندہ اسکے قول سے زندہ ہو گیا کہ زندہ ہو اور اس معنی سے روح معنی
جسد میں شامل ہوتی ہی پس بعضے قول وہ ہیں جو اسپر دلالت کرتے ہیں کہ قائل اسکا
قدم روح کا اعتقاد رکھتا ہی اور بعضے قول ایسے جو اسکی دلیل ہیں کہ وہ حدوث روح کا
معتقد ہی بعد اسکے لوگوں نے اس روح میں اختلاف کیا ہی جسکا سوال جناب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا گیا تھا سو ایک قوم نے کہ وہ جبرئیل ہی اور حضرت
امیر المومنین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے منقول ہی کہ آپ نے فرمایا کہ وہ
فرشتوں میں سے ایک فرشتہ ہی جسکے ستر ہزار منہ ہیں اور اسکے ہر ایک منہ میں ستر
ہزار زبان ہیں اور اسکی ہر ایک زبان میں ستر ہزار لغت ہیں کہ ان سب لغات سے
وہ اللہ تعالی کی تسبیح کرتا ہی اور ہر ایک تسبیح سے ایک فرشتہ پیدا ہوتا ہی جو
روز قیامت تک فرشتوں کے ساتھ اڑتا ہی اور عبد اللہ بن عباس رضی اللہ
عنہما سے روایت ہی کہ روح ایک جماعت ہی اللہ تعالی کی پیدا کی ہوئی کہ انکی
صورتیں اولاد آدم کی صورت پر ہیں اور آسمان سے کوئی فرشتہ نہیں اترتا
مگر یہ کہ اسکے ساتھ ایک روح ہوتی ہی۔ اور ابو صالح کا قول ہی کہ روح انسان
کی صورت کے مانند ہی اور انسان نہیں ہیں اور مجاہد نے کہا کہ روح بنی آدم
کی صورت پر ہیں انکے ہاتھ اور پاؤں ہیں اور سر ہی کہ کھانا کھاتے ہیں اور وہ
ملائک نہیں ہیں۔ اور سعید بن جبیر نے کہا ہی کہ اللہ تعالی نے عرش کے سوا

کوئی پیدایش روح سے بزرگتر نہین پیدا کی اور اگر وہ روح چاہے کہ ساتون آسمانون
اور زمینون کو ایک لقمہ مین نگل جائے تو وہ ایسا کر جائیگی اُسکی پیدایش کی صورت
ملائکہ کی صورت پر ہی اور اُسکے مُنھ کی صورت آدمیون کی صورت پر ہی کہ قیامت
کے دن عرش کے داہنی طرف کھڑی ہوگی اور اُسکے ساتھ ملایک ایک صف
مین ہونگے اور وہ بائین سے ہوگی جو اہل توحید کے لیے شفاعت کرینگے اور
اگر اُسکے اور فرشتون کے درمیان نور کا پردہ نہوتا تو اہل آسمان اُسکے نور سے
جل جاتے سو یہ اقوال نہین ہین مگر نقلًا اور سماعًا کہ اُن کہنے والون کو جناب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ پہونچے ہین اور جبکہ روح جسکا سوال
کیا گیا تھا اس منقول سے ہو تو وہ اُس روح کے سوا ہی جو بدن مین ہی اور اس
اعتبار سے گفتگو اس روح مین جاری ہوگی اور بہ رستہ بین کلام ممنوع نہین ہی اور بعضون
نے کہا ہی کہ روح ایک لطیفہ ہی جو اسکی طرف سے مرتب اماکن موجود کرتا ہی کہ
اس سے زیادہ اُسکی تعبیر نہین کیجاتی کہ وہ موجود دوسرے کے ایجاد سے ہی اور
بعضے علما کا قول ہی کہ روح کن سے نہین نکلی ہی اسواسطے کہ اگر وہ کن سے نکلتی تو
اُسکی ذلت ہوتی تو سوال کیا گیا کہ پھر کس چیز سے نکلی ہی اُسکا جواب دیا کہ حق
سبحانہ کے جمال اور جلال کے درمیان ملاحظہ اشارہ کے ساتھ نکلی ہی اللہ تعالی نے
سلام کے ساتھ اُسکو خاص کیا اور اپنے کلام سے اُسکو حیات دی پس وہ ذلت کن
سے آزاد و پاک ہی - اور ابوسعید خراز سے لوگون نے سوال کیا کہ آیا روح مخلوق ہی کہا
ہان اور اگر یہ نہوتا تو ربوبیت کا اقرار نہ کرتی جیسے کہ اُس نے کہا بلیٰ اور یہ روح
وہ ہی جسکے ساتھ بدن قائم ہی اور اسی کے سبب وہ اسم حیات کا مستحق

ہوا اور روح کے ساتھ عقل ثابت ہوئی اور روح سے محبت قائم ہوئی اور روح
نہوتی تو عقل معطل ہوتی کہ اسپر محبت ہوتی اور نہ اسکے لیے محبت ہوتی - اور بعضون
نے کہا ہی کہ وہ جوہر مخلوق ہی مگر وہ سب مخلوقات سے لطیف تر اور سب جواہر سے
انور اور صافی تر ہی اور اسکے ساتھ غائب چیزین دکھلائی دیتی ہین اور اسی کے
باعث اہل حقائق کو کشف ہوتا ہی اور جب روح مراعات سے پرے محجوب ہوتی ہی
تو جوارح بے ادبی کرتے ہین اور اسی واسطے روح تجلی اور استتار اور قابض اور
نازع کے درمیان مین ہی - اور بعضون نے کہا ہی کہ دنیا اور آخرت ارواح کے
نزدیک برابر ہین - اور بعضون نے کہا ہی کہ ارواح کے بہت اقسام ہین ایک وہ
ارواح ہین کہ برزخ مین گشت اور جولان کرتے ہین اور وہ دنیا اور ملائکہ کے احوال کو
دیکھتے ہین اور جن باتون کا آسمان مین احوال آدمیون سے ذکر ہوتا ہی اسکو سنتے ہین
اور ایک وہ ارواح ہین جو عرش کے نیچے ہین اور ایک وہ ارواح ہین جو بہشت
تک اڑتے ہین اور جہان تک وہ چاہین جسقدر کہ ایام حیات مین اُن کے
چلنے پھرنے کی تعداد ہی - اور سعید بن مسیب نے سلمان سے روایت کی ہی کہ کہا
مومنین کے ارواح زمین کے برزخ مین آسمان اور زمین کے درمیان جہان
چاہین وہان جاتے ہین یہان تک کہ وہ اپنے بدن مین پھیری جائین - اور
بعضون نے کہا ہی کہ جسوقت ارواح پر دوستون مین سے کوئی میت وارد ہوتو
وہ ملاقات کرتے ہین اور باہم بات چیت اور ایک دوسرے سے سوال کرتے ہین
اور اللہ تعالی نے ملائکہ اُنکے ساتھ تعینات کیے ہین کہ اُنپر اعمال زندہ لوگون
کے عرض کرتے ہین یہان تک مردون پر وہ چیزین ظاہر کی جاتی ہین جس کے

ساتھ زندہ لوگوں کو دنیا میں گناہوں کے سبب عذاب کیا جاتا ہے تو کہتے ہیں کہ ہم اللہ کی طرف اسکی مدد کرنے کو معذرت کرینگے اسواسطے کہ کوئی نہیں جو اللہ تعالیٰ سے محبوب تر عذر اسکے سامنے ہو۔ اور حدیث میں نبی علیہ السلام سے وارد ہوا ہے کہ دوشنبہ اور پنجشنبہ کو اللہ تعالیٰ کے سامنے اعمال پیش کیے جاتے ہیں اور انبیا اور ماں باپ کے سامنے جمعہ کے روز تو وہ اُنکے حسنات سے خوش ہوتے ہیں اور اُنکے چہرہ میں سپیدی اور روشنی بڑھ جاتی ہے پس اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور اپنے مردوں کو اذیت نہ دو اور دوسری حدیث میں ہے کہ تمھارے اعمال تمھارے کنبہ والوں اور اقارب کے سامنے پیش کیے جاتے ہیں جو مر گئے ہیں پھر اگر وہ عمل حسنہ ہیں تو وہ خوش ہوتے ہیں اور اگر اسکے سوا اور کچھ ہو تو کہتے ہیں الٰہی مت اُنکو موت دے جب تک کہ تو اُنکو ہدایت کرے جیسے کہ تو نے ہم کو ہدایت کی ہے اور یہ اخبار اور آثار اس بات پر دال ہیں کہ ارواح اعیان ہیں جسد میں اور وہ معانی اور اعراض نہیں ہیں۔ واسطی سے سوال کیا لوگوں نے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کس وجہ سے تمام خلق میں حلیم تر تھے کہا اسواسطے کہ آپ کی روح اول پیدا کی گئی اور پھر اسکے لیے تمکین و استقرار کی صحبت اور معیت واقع ہوئی کیا تم نہیں دیکھتے کہ آپ فرمایا کرتے کہ میں نبی تھا اور اسوقت آدم روح اور جسد کے درمیان تھے یعنی نہ روح تھی اور نہ بدن تھا۔ اور بعضوں نے کہا ہے کہ روح نور عزت سے پیدا کی گئی ہے اور ابلیس آتش عزت سے اور اسی واسطے اُسنے کہا تھا کہ تو نے مجھے آگ سے اور آدم کو مٹی سے پیدا کیا ہے اور اُسنے یہ سمجھا کہ

کہ نور بہتر آگ سے ہی پھر بعضون نے علماے کہا ہی کہ اللہ تعالی نے علم کو روح کے
ساتھ مقرون کیا سو وہ اپنی لطافت کے سبب علم کے ساتھ نمو پاتی ہی جیسے کہ غذا
کے ساتھ بدن نمو پاتا اور بڑھتا ہی اور یہ علم الہی مین ہی اسواسطے کہ خلق کا علم قلیل ہی
کہ اسکو نہین پہونچتا اور متکلمین اسلام کے نزدیک مذہب مختار یہ ہی کہ انسانیہ
اور حیوانیہ دونون عرض ہین جو انسان مین پیدا ہوے ہین اور اُن دونون کو موت
معدوم کر دیتی ہی اور روح بعینہٖ حیات ہی کہ بدن اُسکے وجود سے زندہ ہوا اور
قیامت مین اُسکے دوبارہ جسم مین آنے سے زندہ ہوگا اور بعضے متکلمین اسلام
اس طرف گئے ہین کہ وہ جسم لطیف ہین کہ اجسام کثیفہ کے ساتھ باہم ایسے
گھل مل گئے ہین جیسے پانی سبز شاخ مین گھل مل جاتا ہی اور یہ مذہب مختار
ابو المعالی جوینی کا ہی اور بہت سے اُنہین سے اس طرف مائل ہوے ہین کہ وہ
عرض ہی الا اُنکو ان اخبار نے اس طرف سے پھیر دیا جو دلالت اسپر کرتے ہین
کہ وہ جسم ہی سو یہ ہے کہ اُسکے حق مین چڑھنے اور اترنے اور برزخ مین چلنے
پھرنے کے وارد ہوا ہی پس اسطرح وصف اُسکا کیا گیا کہ وہ دلیل اُسکے
جسم ہونے کی ہین اسواسطے کہ عرض اوصاف کے ساتھ موصوف نہین ہوتا
کیونکہ وصف ایک معنی ہی اور معنی قائم معنی کے ساتھ نہین ہوتا - اور بعضے
علما نے یہ اختیار کیا ہی کہ وہ عرض ہی - ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سوال
کیا گیا اُنسے پوچھا کہ روحین کہان جاتی ہین جب کہ بدن سے علیحدہ ہوتی ہین
آپ نے فرمایا کہ چراغ کی روشنی کہان جاتی ہی جب کہ تیل ہو چکتا ہی پھر
اُن سے سوال کیا گیا کہ جسم کہان چلے جاتے ہین جب کہ وہ پڑ انے

ہو جاتے ہیں کہا اُنکا گوشت کہاں جاتا ہی جبکہ وہ بیمار پڑتا ہی۔ اور جو لوگ
علوم مردودہ مذمومہ کے ساتھ متہم اور اسلام سے منسوب ہیں اُنمیں سے بعضوں کا
قول ہی کہ روح بدن سے جدا ہوکر جسم لطیف میں جاتی ہی اور اُنمیں بعضوں نے کہا
کہ جب وہ بدن سے مفارقت کرتی ہی تو اُسکے ساتھ قوت وہمیہ قوت نطقیہ
کے توسط سے حلول کرتی ہی تو اُسوقت وہ معانی اور محسوسات کے دیکھنے والی
ہوتی ہی اسواسطے کہ مفارقت کے وقت بدن کی ہیئت سے اُسکا تجرد غیر ممکن ہی
اور وہ موت کے وقت سے واقف ہی اور موت کے بعد نفس اُسکا خالی قبر میں مدفون
ہی اور جن چیزوں کا حیات میں اُسکو اعتقاد تھا اُنکو تصور کرتی ہی اور قبر میں اُنکا
ثواب اور عقاب معلوم ہوتا ہی۔ اور بعض علما نے کہا ہی کہ سب منقولات میں سے
اسلم اور محفوظ یہ ہی کہ کہا جائے کہ روح ایک شی مخلوق ہی کہ عادت الٰہی اسپر جاری
ہی کہ وہ بدن کو زندہ رکھتی ہی جب تک کہ اُس سے متصل ہی اور وہ بدن سے
اشرف ہی بدن کی مفارقت سے موت کا ذائقہ پاتی ہی جسطرح کہ بدن اُسکی مفارقت
سے موت کا مزہ پاتا ہی اور حال یہ ہی کہ کیفیت و ماہیت میں عقل ایسی ہی
اندھی اور چندھیائی ہو جاتی ہی جیسے کہ نظر آفتاب کی شعاع میں خیرہ ہو جاتی ہی
اور جب کہ متکلمین نے دیکھا کہ اُنسے کہا جاتا ہی کہ موجودات کا اسمیں انحصار ہی
یعنی قدیم اور جسم و جوہر اور عرض پھر روح انہیں سے کیا ہی تو ایک گروہ نے
اختیار کیا کہ وہ عرض ہی اور ایک گروہ نے کہ وہ جسم لطیف ہی جیسا کہ ہم نے
ذکر کیا اور ایک گروہ کا مختار یہ ہی کہ وہ قدیم ہی اسواسطے کہ وہ امر ہی اور امر
کلام ہی اور کلام قدیم ہی پس اس باب میں حق یہی سبیل ہی کہنے سے خاموشی

کیا ہی اچھی بات ہی - اور شیخ ابو طالب مکی کا قول جو اُسکی کتاب مین ہی اس بات پر دال ہی کہ وہ شیخ اسکی طرف مائل ہی کہ ارواح اعیان جسمانی ہین اور اسی طرح نفوس کا حال ہی اسطرح کہ شیخ بیان کرتا ہی کہ روح خیر کی حرکت کرتی ہی اور اُسکی حرکت سے قلب مین ایک نور ظاہر ہوتا ہی جسکو فرشتہ دیکھتا ہی تو وہ خیر کا اسوقت الہام کرتا ہی اور شر کے واسطے حرکت کرتی ہی اور اُسکی حرکت سے قلب مین ایک تاریکی ظاہر ہوتی ہی تو اُس تاریکی کو شیطان دیکھتا ہی اور اُس وقت وہ اغوا اور بہکانے کی طرف متوجہ ہوتا ہی اور جہان کہین مین نے مشائخ کے اقوال کو پایا وہ اشارہ روح کی طرف کرتے ہین مین اُس بات کو بیان اس باب مین کرتا ہون اس بنا پر جو مین نے تادیل سے ذکر کی ہی نہ یہ کہ مین اسکو قطعی حکم کرتا ہون اسواسطے کہ اس مسئلہ مین مجھے سکوت اور امساک کی طرف میلان ہی تو مین کہتا ہون اور اللہ بہتر جانتا ہی کہ روح انسانی علوی آسمانی عالم امر سے ہی اور روح حیوانی کہ بشری ہی عالم خلق سے ہی اور روح حیوانی بشری روح علوی کی محل اور مورد ہی اور روح حیوانی جسمانی لطیف ہی جو قوت حس و حرکت کے حامل ہی اور قلب سے اٹھتی ہی اور میان قلب سے مراد وہ پارہ گوشت ہی جسکی شکل مشہور اور بدن کے بائین طرف رکھا ہوا ہی اور وہ ضرب کرنے والی رگون سے سوراخون مین پھیلتی ہی اور یہ روح سب حیوانات کو حاصل ہی اور اسی سے حواس کی قوتین اُبلتی اور بہتی ہین اور یہ وہ ہی کہ قوام اسکا غالباً سنت الٰہی کی اجراء سے غذا کے ساتھ ہوتا ہی اور اسمین علم طب کے ساتھ اعتدال مزاج اخلاط سے تصرف کیا جاتا ہی اور روح انسانی علوی کی

جو اس روح پر وارد ہوتی ہے تو یہ روح روح حیوانی کے ہمجنس اور روح حیوانات سے
جدا ہو گئی اور ایک صفت دوسری اسمین پیدا ہو گئی کہ وہ نفس محل نطق والہام
کی بنگئی اللہ تعالی نے فرمایا ہے ونفس وما سواہا فالہمہا فجورہا وتقواہا یعنی قسم نفس
کی اور جسنے اسکو برابر کیا پھر اسکو الہام کیا بدکاری اسکی کا اور پرہیزگاری اسکی کا
پس اسکا تسویہ اسطرح کیا کہ اسپر روح انسانی کو وارد کیا اور ارواح حیوانات
کی جنس سے اسکو علیحدہ کر دیا پس روح علوی کے نفس اللہ تعالی کی تکوین سے
پیدا ہوا اور نفس چونکہ روح حیوانی آدمی کی ہے اسکا پیدا ہونا روح سے عالم امر مین
ایسا ہی ہے جیسا کہ عالم خلق مین حوا کا آدم سے پیدا ہونا اور ان دونون مین
عشق اور محبت ایسا ہی ہو گیا جیسا کہ آدم اور حوا مین ہو گیا تھا اور ان دونو
مین سے ہر ایک کا یہ حال ہو گیا کہ اپنے ساتھی کی مفارقت سے مرجاتا ہے اللہ تعالی
نے فرمایا ہے وجعل منہا زوجہا لیسکن الیہا یعنی بنائی اس سے زوجہ اسکی تاکہ وہ
طرف اسکے آرام پاوے سو آدم نے حوا سے سکون اور آرام پایا اور روح انسانی
علوی نے روح حیوانی سے سکون حاصل کیا اور اسکو نفس بنا دیا اور روح نے
جب نفس کے ساتھ سکون کیا تو قلب پیدا ہو گیا اور اس قلب سے مراد وہ لطیفہ ہے
جسکا محل پارۂ گوشت ہے اور یہ پارۂ گوشت عالم خلق سے ہے اور یہ لطیفہ عالم
امر سے ہے اور قلب کا روح و نفس سے عالم امر مین پیدا ہونا ایسا ہے کہ اولاد کا
آدم و حوا سے عالم خلق مین پیدا ہونا اور اگر مساکنت اور موانست ان دونون
روح مین ہوتی جنمین سے ایک نفس ہے تو قلب کی پیدایش ہوتی سو قلوب مین
سے ایک قلب باپ کی طرف جو روح علوی ہے تاک جھانک کرنے والا

اور شدت سے اُسکی طرف مائل ہے اور پھر وہ قلب مؤید ہے جسکا ذکر جناب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث مین کیا ہے کہ اُسکو حذیفہ نے روایت کیا فرمایا کہ قلوب
صفت مین چار ہین ایک قلب وہ ہے کہ مثل زمین کے پاک ہو جسمین کوئی نبات
اور سبزہ نہو بجز اسکے کہ اسمین ایک چراغ روشن ہے تو یہ قلب مومن کا ہے اور ایک
قلب سیاہ اُلٹا ہے اور یہ قلب کافر کا ہے اور ایک قلب لپٹا ہوا اپنے غلاف مین ہے
سو یہ قلب منافق کا ہے اور ایک قلب مصفح دو پہلو دار ہے جسمین ایمان اور نفاق
ہے پس ایمان کی مثل اُسمین مثل ساگ کی ہے جسمین پاک پانی جمع ہو اور مثل نفاق
کی اُسمین مثل گھاو کی ہے جسمین پیپ اور زرد آب جمع ہو سو جو مادہ اُن دونون مین
سے غالب ہوا اُسی کے ساتھ حکم پھر کیا جائیگا اور قلب منکوس اپنی مان کی
طرف جو نفس امارہ ہے جھکتا ہے اور قلوب مین سے ایک قلب ہے جو اُسکی طرف
میل کرنے مین متردد ہے اور میل قلب کے موافق اُسکا حکم سعادت اور شقاوت
سے ہوتا ہے اور عقل روح علوی کا جوہر اور اُسکی زبان ہے اور وہ روح علوی کی
پر رہنما ہے اور اُسکی تدبیر قلب مؤید اور نفس زکی مطمئنہ کے لیے مثل اُس
تدبیر کے ہے جو باپ کہ نیک اولاد کے لیے اور شوہر نیک بخت صالحہ کے لیے کرتا ہے
اور اُسکی تدبیر قلب واژون اور نفس امارہ کے لیے مثل اُس تدبیر کے ہے جو
باپ بد اولاد سرکش کے لیے اور شوہر بری بدوضع کے لیے کرتا ہے پس قلب
ایک وجہ سے انکار رکھتا ہے اور اُس سے منہ پھیرتا ہے اور دوسری وجہ سے
اُن دونون کی تدبیر کی طرف منجذب اور کشیدہ ہوتا ہے اسواسطے کہ اُسکو اُن
دونون سے کوئی چارہ اُسکو نہین ہے۔ اور قول قائلین کا دونون کا اتفاق

محل عقل کا دماغ ہی اور بعض کے نزدیک محل اسکا قلب ہی یہ کلام انکا ہی جو
اسکی حقیقت کے ادراک سے قاصر ہین اور انکا اختلاف اس باب مین
اس سبب سے ہی کہ ایک طرح پر استقرار عقل نہین ہی کبھی وہ منجذب
نیکی کی طرف اور کبھی سرکشی کی طرف ہی اور قلب اور دماغ کے لیے نسبت
نیک اور سرکشی کی طرف ہی پھر جس وقت تدبیر سرکشی مین دیکھی گئی تو کہدیا کہ
مسکن اسکا دماغ ہی اور جب تدبیر نیک مین دیکھی گئی تو کہدیا کہ مسکن اسکا
قلب ہی اور روح علوی اس قصد اور کوشش مین رہتی ہی کہ اپنے مولا کی
طرف آرزومندی اور مہربانی اور انکو ان سے ایک ہوکر ترقی کرے اور انکو اعلیٰ ور
موجودات مین قلب بھی ہی اور نفس بھی ہی پس جب کہ روح ترقی کرتی ہی تو
قلب اسکی طرف آرزومندی کرتا ہی اس قسم کی جو ایک پسر نیک مہربان کو اپنے
باپ کی طرف ہوتی ہی اور نفس مشتاق قلب کا جو اسکا بیٹا ہی اسطرح ہوتا ہی
جیسے کہ والدہ اپنے بیٹے کی مشتاق ہوتی ہی اور جبکہ نفس مشتاق ہوتا ہی تو وہ
زمین سے اونچا ہوتا ہی اور اسکی رگین عالم سفلی مین کوندنے والی پاک سو
اور الگ ہوجاتی ہین اور اسکی ہوا کا انبساط لپیٹا جاتا ہی اور مادہ اسکا قطع
ہوتا ہی اور رغبت دنیا سے خالی رہتی ہی اور دھوکے کی جگہ سے دور ہوجاتا ہی اور
عالم جاودانی کی طرف رجوع ہوتا ہی اور کبھی نفس جو کہ والدہ ہی اپنی وضع جبلی سے
زمین کی طرف رجوع کرتا ہی اسواسطے کہ وہ روح حیوانی مجانس سے پیدا ہوا ہی اور
طبائع یعنی ارکان عالم سفلی کی طرف اسکے میلان کی نسبت اور استنادہی
اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہی ولو شئنا لرفعناہ بہا ولکنہ اخلد الی الارض واتبع

ہوا ہ یعنی اور اگر ہم چاہتے تو ہم اُسکو اُٹھا لیتے ساتھ اُسکے لیکن وہ طرف زمین کے
ٹھہرا اور اپنی خواہش کی تابعداری کی پھر جسوقت کہ نفس زمین کی طرف ٹھہر گیا
جو ماد ہے تو اُسکی طرف قلب معکوس ایسا منجذب ہوا جیسا کہ لڑکا جو بہت مائل
والدہ بگڑ و ناقص کی طرف ہو جو والد کامل مستقیم کی طرف نہ جھکے اور روح بیٹے
کی طرف جو قلب ہے منجذب ہوتی ہے اُس خلقی سیرت کے سبب جو والد کو اپنے
بیٹے کی طرف انجذاب ہوتا ہے پھر اُسوقت وہ تخلف اُس حقیقت قیام حق ہونے
سے کرتی ہے اور اُن دونوں انجذاب میں حکم سعادت و شقاوت کا ظاہر ہوتا ہے
یہ تقدیر اللہ تعالیٰ عزیز علیم کی ہے۔ اور داؤد علیہ السلام کے اخبار میں وارد
ہوا ہے کہ اُسنے اپنے بیٹے سلیمان علیہ السلام سے پوچھا کہ موضع عقل تجھسے
کہاں ہے کہا قلب اسواسطے کہ وہ قالب روح ہے اور روح قالب حیات ہے
اور ابو سعید قرشی کا قول ہے کہ روح دو روحین ہین روح حیات اور روح
ممات تو جب وہ دونون جمع ہو جائین تو جسم عقل ہوتا ہے اور روح ممات وہ ہے
کہ جب وہ جسد سے نکل جائے تو زندہ مردہ ہو جاتا ہے اور روح حیات
وہ ہے جس سے مجاری انفاس اور قوت اکل و شرب وغیرہا ہین اور بعضے
علما نے کہا ہے کہ روح ایک نسیم طیب ہے کہ اُس سے حیات ہے اور نفس گرم
ہوا ہے کہ اُس سے حرکات مذموم اور شہوات ہوتے ہین اور محاورہ مین کہا جاتا ہے
کہ فلان گرم سر ہے اور جس تفصیل کو ہم نے بیان کیا اُنہین ماہیت نفس سے آگاہی
ہوتی ہے اور اشارہ مشائخ ماہیت نفس مین اُن چیزون کی طرف جو اُسکے
آثار سے ظاہر ہوتے ہین یعنی افعال قبیحہ اور اخلاق مذمومہ اور وہ ایسے

ہین جنکا علاج اُنکے ازالہ اور تبدیل کا حسن ریاضت سے کیا جاتا ہی اور افعال
ردی رذائل اور اخلاق ردی مبدل ہو جاتے ہین سعید ابن ابی ہلال سے روایت
ہی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کبھی یہ آیت پڑھتے قد افلح من زکہا
تو آپ ٹھہرتے اور کہتے اللھم ات نفسی تقوٰھا انت ولیہا ومولاہا وزکہا انت
خیر من زکہا یعنی ای پروردگار میرے نفس کو اسکا تقوی کہ تو اسکا ولی ہی
اور مولا اسکا اور اسکو پاک کر کہ تو بہتر ہی اس سے کہ جو اسکو پاک کرے - اور بعضون
نے کہا ہی کہ نفس لطیفہ ہی جو قالب مین رکھا گیا ہی اسی سے اخلاق اور صفات
مذمومہ ہین جیسا کہ روح ایک لطیفہ ہی جو قالب مین رکھا گیا ہی اسی سے اخلاق
اور صفات محمودہ ہین جسطرح کہ آنکھ دیکھنے کی جگہ اور کان سننے کی جگہ اور ناک
سونگھنے کی جگہ اور منہ چکھنے کی جگہ ہی اسیطرح نفس اوصاف مذمومہ کی جگہ اور
روح اوصاف محمودہ کی جگہ ہی اور نفس کے تمام اخلاق اور صفات دو اصل
سے ہین ایک طیش اور دوسرے شرہ اور طیش یعنی سبکساری اسکی اسکے جہل سے
ہی اور شرہ اسکا اسکے حرص سے اور نفس کی تشبیہ طیش مین ایک گول گرہ کے ساتھ
دی گئی ہی جو ایک مکان صاف ہموار ہو کہ اپنی جبلت اور وضع کے سبب
ہمیشہ متحرک رہتا ہی اور نفس اپنے حرص مین پروانہ سے تشبیہ دیا گیا ہی جو اپنے
تئین چراغ کی روشنی پر ڈالتا ہی اور تھوڑی روشنی پر قناعت نہین کرتا ہی
بغیر اسکے کہ روشنی کے حجم پر جسمین اسکی موت ہی ٹوٹ کر گر پڑے سو طیش سے
جلدی اور کم صبری موجود ہوتی ہی اور صبر جوہر عقل ہی اور طیش صفت نفس کی ہی
اور اسکے ہوی اور وحشت کے وہ نہین غالب آتا مگر صبر اسواسطے کہ

بخل ہوی کی بیخ کنی کرتی ہی اور شرہ سے طمع اور حرص ظاہر ہوتی ہی اور یہ دونوں وہ صفتیں ہیں جو آدم میں ظاہر ہوئیں جب کہ اُنسے خلود میں طمع کی اور درخت کے کھانے پر حرص کی اور صفات نفس کے لیے اصول اُسکی پیدائش کے اصل سے ہیں اسواسطے کہ وہ مٹی سے مخلوق ہی اور اُسکے لیے اُسکے موافق وصف ہی اور بعضوں نے کہا ہی کہ ضعف کا وصف آدمی میں تراب یعنی خاک سے ہی اور بخل کا وصف اُسمیں طین یعنی گل سے ہی اور شہوت کا وصف اُسمیں حماء مسنون یعنی سڑی ہوئی چکنی مٹی سے ہی اور جہل کا وصف اُسمیں صلصال یعنی کھنکھناتی مٹی سے ہی اور بعضوں نے کہا ہی کہ قول الٰہی جو کالفخار ہی سو یہ وصف اُسمیں کچھ شیطنت سے ہی اسواسطے کہ آگ فخار یعنی سفال میں ہوتی ہی سو اس سے مکر و حیلہ اور حسد ہی پس جس شخص نے نفس کے اصول اور اُسکی شرطیں پہچان لیں تو وہ سمجھ گیا کہ اُسکو ان چیزوں پر کوئی قدرت نہیں ہی مگر وہ مدد اُسکے بنانے والے اور پیدا کرنے والے سے طلب کرے سو پیدا انسانیہ کے ساتھ متحقق نہیں ہوتا مگر بعد ازان کہ حیوانیت جو اُسمیں ہی اُسکے عیوب اور خواہشوں کا علاج علم اور عدل سے کرے اور وہ رعایت دونوں طرف افراط اور تفریط کی ہی اُسکے بعد انسانیت اور معنی انسانیت اُسکی اُسکے ساتھ قوی ہوتی ہی اور صفات شیطنت کو جو اُسمیں ہیں اور اخلاق مذمومہ کو ادراک کرے اور کمال انسانیت کو جانے اور علم و عدل اُسکے مقتضی ہوں کہ اپنے نفس کے لیے اُسپر راضی ہو اور ان بعد اُسکو وہ اخلاق منکشف ہوتے ہیں جنکے ساتھ تنازع ربوبیت کا کبر و غرور اور خودبینی اور عجب وغیرہ سے کرتا ہی اور پھر وہ دیکھتا ہی کہ بندگی خالص

اسمین یہ ہی کہ ربوبیت کی منازعت کو ترک کرے اور اللہ تعالی نے اپنے کلام قدیم مین
نفس کا ذکر تین اوصاف سے کیا ہی طمانینت کے ساتھ فرمایا یا ایتہا النفس المطمئنۃ
اور اسکا لوامہ نام رکھا فرمایا ولا اقسم بالنفس اللوامۃ اور امارہ سے موسوم کیا فرمایا
ان النفس لامارۃ بالسوء اور حالانکہ وہ ایک ہی نفس ہی اور اسکے صفات متغایرہ و
جداگانہ ہین پسجوقت کہ قلب سکینہ یعنی آرام اور آہستگی سے مملو ہوا تو نفس کو خلعت
طمانینت کا دیا گیا اسواسطے کہ سکینہ مین مزید ایمان ہی اور اسمین قلب کی ترقی
مقام روح تک ہی اسوجہ سے کہ حظ یقین اسکو عطا کیا گیا اور جب قلب محل
روح کی طرف متوجہ ہوا تو نفس محل قلب کی طرف متوجہ ہوا اور اسمین اسکی طمانینت ہی
اور جب وہ اپنی جبلی قرارگاہ اور اپنی طبعی خواہشون سے آکر مقر طمانینت کو دیکھتا ہوا
چلا تو لوامہ ہی اسواسطے کہ وہ اپنے نفس پر ملامت کے ساتھ رجوع ہوا کیونکہ
طمانینت کے محل کا اسے معائنہ اور اسکا علم ہوگیا اور نیز اپنی کشش کو دیکھا اور
جانا اپنے اس محل کی طرف جسمین وہ امارہ بالسوء یعنی برائی کا حکم دینے والا تھا
اور جب وہ اپنے محل پر ٹھہرا تو نور علم و معرفت اسکو نہین ڈھانکتا تو پھر اپنی ظلمت
سے بدی کا فرمان دہ ہوتا ہی پس نفس اور روح کا باہم مقابلہ ہوتا ہی سو کبھی قلب
کی مالک وہ کبھی روح ہوتی ہی اور کبھی مقتضیات نفس اسکے قابض ہو جاتے ہین
اور لطیفہ سر کا سو اسکی طرف قوم صوفیہ نے اشارہ کیا ہی اور قوم کے کلام مین لکھا ہی کہ
بعض نے انمین سے سر کو قلب کے بعد اور روح کے قبل رکھا ہی اور بعض نے
اسکو روح کے بعد اور اس سے اعلی اور لطیف گردانا ہی اور وہ اسکے قائل
ہین جو کہتے ہین کہ سر محل مشاہدہ ہی اور روح محل محبت ہی اور قلب محل

موقوف ہے اور شئ جسکی طرف قوم نے اشارہ کیا کلام میں ہے جسکا ذکر نہیں ہے اور کلام اللہ میں جسکا ذکر ہے وہ روح ہے اور نفس اور انواع اسکے صفات کے ہیں اور فواد ہے اور عقل ہے اور ہم نے کہیں کلام اللہ تعالیٰ میں ذکر سر کا اس معنی کے ساتھ نہیں پایا جسکی طرف اشارہ کیا گیا ہے اور جو قول انمیں اسکے اندر ہم نے اختلاف دیکھا اور ایک قوم نے جسکا اشارہ کیا ہے کہ سر کم درجہ روح سے ہے اور ایک قوم نے کہ وہ روح سے لطیف تر ہے سو ہم کہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ دانا تر ہے کہ وہ چیز جسکا نام سر رکھا کوئی شئ مستقل بنفسہ نہیں ہے جسکا وجود اور ذات روح و نفس کی مثال ہو اور اسی قدر ہے کہ جب نفس صافی اور پاک ہوا تو روح ظلمت نفس کی قید سے آزاد ہو گئی اور مقامات قرب کی طرف اسنے عروج شروع کیا اور اسوقت قلب روح کی طرف جھانکتا تاکتا ہوا اپنی جگہ اور قرارگاہ سے اکھڑا اور ایک وصف زائد اپنے وصف پر حاصل کیا اور اس وصف کے پانے والوں پر قلب کے لیے ایک طرہ اور ہوا اسواسطے کہ اسکو قلب سے صافی تر دیکھا اور اسکا نام سر رکھا اور ہر گاہ قلب کے لیے ایک وصف بالاتر اسکے وصف پر حاصل ہوا اس سبب سے کہ روح کی طرف اسکی نگاہ لگی ہوئی ہے تو روح نے ایک وصف اتم اپنے عروج میں حاصل کیا اور اسکے پانے والوں کی روح پر ایک طرہ اور ہوا تو اسکا نام سر رکھا اور جسکو قوم نے یہ گمان کیا کہ لطیف تر روح سے ہے وہ روح ہے ایک ایسے وصف کے ساتھ متصف ہے جو خاص تر اس سے ہے جو انھوں نے مقرر اور معہود کی ہے اور جس چیز کو سر قبل الروح کے ساتھ موسوم کیا وہ قلب ہے کہ وصف غیر معہود کے ساتھ موصوف ہو گیا اور ویسی ایسی ترقی میں روح اور قلب سے نفس کو ترقی محل قلب تک ہوتی ہے اور اپنے وصف کی کنچلی ڈال دیتا ہے پھر وہ نفس مطمئنہ

ہوجاتا ہی کہ پیشتر سے زیادہ مرادات قلب چاہتا ہی اسواسطے کہ قلب ایسا ہوگیا کہ ارادہ اُس چیز کا کرتا ہی جسکو اُسکا مولا ارادہ کرتا ہی اور حال یہ ہی کہ وہ حول اور قوت اور ارادہ اور اختیار سے بیزار ہوگیا اور اُسوقت خالص عبودیت کا مزہ چکھیگا اسواسطے کہ وہ اپنی ارادت اور اختیارات سے آزاد ہوگیا۔ اور عقل زبان روح کی اور ترجمان بصیرت کی ہی اور بصیرت روح کے لیے قلب کے مثال اور عقل زبان کے موافق ہی اور تحقیق حدیث میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وارد ہوا ہی کہ آپ نے فرمایا اول سب چیزوں سے جو اللہ تعالیٰ نے پیدا کین عقل ہی پھر اُسسے کہا کہ آگے آ تو وہ آگے آئی پھر اُسسے فرمایا کہ اُلٹی پھر جا تو وہ اُلٹی پھر گئی بعد ازان فرمایا اُسے کہ بیٹھ جا وہ بیٹھ گئی ازان بعد اُسسے کہا کہ بول تو وہ بول اُٹھی بعد ازان فرمایا کہ چپ ہو تو وہ چپ ہو گئی اُسپر فرمایا کہ مجھے اپنی عزت اور جلال اور عظمت اور کبریا اور سلطان وجبروت کی قسم ہو کہ مین نے کوئی خلق نہین پیدا کی جو تجھسے زیادہ مجھے محبوب ہوا ور نہ تجھسے بڑھ کر کوئی میرے نزدیک مکرم ہی تجھسے ہی مین پہچانا جاؤنگا اور تیرے ساتھ مین حمد کیا جاؤنگا اور تیرے ساتھ اطاعت کیا جاؤنگا اور تیرے ساتھ لونگا اور تیرے ساتھ عطا کرونگا اور تجھ ہی پر عتاب اور تیرے لیے ثواب اور تیرے ہی اوپر عذاب کرونگا اور مین نے کسی چیز کے ساتھ جو میرے نزدیک افضل ہو اکرام تیرا نہین کیا۔ وحضرت نبی علیہ السلام نے فرمایا ہی کسی ایک شخص کا اسلام تم کو خوش نہ کرے یہانتک کہ تم جانو اُس چیز کو کہ جسے اُسکی عقل نے گرہ بند کیا ہی اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ مین سے نے کیا کیا اور

آدمی اچھے اعمال کی جزا نہ پاینگے تو فرمایا ہی مالگتہ نہین عمل طاعت الہی ہین مگر وہ
شخص کہ ہر آئینہ وہ صاحب عقل ہو پس اپنی عقلون کے موافق آدمی عمل کرتے ہین اور
اپنے اعمال کے مقدار پر انکو جزا ملتی ہی اور حضرت علیہ السلام نے فرمایا کہ بیشک ایک
شخص مسجد کو جاتا ہی اور نماز پڑھتا ہی اور اسکی نماز مچھر کے پر کے برابر نہین ہوتی
اور ایک شخص مسجد مین آتا ہی اور نماز پڑھتا ہی اور اسکی نماز کوہ احد کے برابر ہوتی کہ
جبکہ وہ عقلا دونون مین احسن ہو۔ لوگون نے پوچھا کہ عقلا کیونکر دونون مین احسن ہو
فرمایا کہ پارساتر محارم الہی سے اور حریص تر اسباب خیر پر دونون مین ہو اور
اگرچہ عمل اور نوافل مین کمتر ہو۔ اور حضرت علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ ہر آئینہ
اللہ تعالی نے عقل کو اپنے بندون مین تقسیم پیدا کیا اسواسطے کہ دو آدمی
کے عمل اور نیکی اور روزہ و نماز برابر ہوتے ہین مگر وہ دونون عقل مین متفاوت
ہین جسقدر ایک ذرہ کوہ احد کے مقابل ہو۔ اور وہب مین منبہ سے روایت ہی
کہ کہا مین ستر کتابین پاتا ہون کہ تمام جسقدر کہ سب آدمیون کو شروع دنیا سے آخر
تک عقل دی گئی ہی وہ مقابل عقل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایسی ہی جیسی کہ صورت
ایک ذرہ ریگ کی جو دنیا کے تمام ریگ کے درمیان ہو۔ اور لوگون نے عقل کی
ماہیت مین اختلاف کیا ہی اور اسمین کلام بڑھتا ہی اور ہم اقوال کا نقل کرنا
نہین اختیار کرتے اور یہ ہماری غرض نہین ہی پس قوم نے کہا ہی کہ عقل علوم سے ہی
اسواسطے کہ تمام علوم سے جو خالی ہو عقل کے ساتھ موصوف نہین ہوتا اور عقل تمام
علوم نہین ہی اسواسطے کہ بہت علوم سے جو خالی ہو وہ عقل سے موصوف ہوتا ہی
اور بعضون نے کہا ہی کہ وہ علوم نظریہ سے نہین ہی اسواسطے کہ ابتدا [illegible]

فطر کی شرطوں سے کمال عقل مقدم ہے تو وہ اسوقت علوم ضروری بدیہی سے ہوا اور
نہ وہ تمام ضروری ہے اسواسطے کہ مختل الحواس عاقل ہے اور حال آنکہ علوم ضروریہ
بعض مدارک اسمین نہین ہین۔ اور بعض علما نے کہا ہے کہ عقل اقسام علوم سے
نہین ہے اسواسطے کہ اگر انہین سے ہوتی تو یہ حکم واجب ہوتا کہ جو شخص ذکر استحالہ
اور جواز سے غافل ہے حالانکہ ہم دیکھتے ہین عاقل کو کہ اکثر اوقات غافل
ہوتا ہے اور علما نے کہا ہے کہ یہ عقل ایک صفت ہے جسکے ساتھ دریافت علوم
کے لیے مہیا ہوتا ہے۔ اور حارث بن اسد محاسبی سے جو ایک شیخ اجل ہے منقول ہے
کہ عقل سرشت اور طبیعت ہے جس سے دریافت علوم کے لیے آدمی مہیا ہوتا ہے
اور اس بنا پر وہ بات ثابت ہوتی ہے جسکو اول ذکر عقل ہے ذکر کیا ہے کہ وہ
زبان روح ہے اسواسطے کہ روح امر اللہ ہے اور وہ محل اُس امانت کی ہے جس کے
اٹھانے سے آسمانون اور زمینون نے انکار کیا ہے اور اسی سے نور عقل ابتدا اور نہایت
اور نور عقل بین علوم متشکل اور متصور ہوتے ہین پس عقل علوم کے لیے بمنزلہ لوح
مکتوب کے ہے اور وہ اپنی صفت سے کبھی منکوس اور سرنگون ہے کہ نفس کی طرف
جھانکتی ہے اور کبھی راست قائم ہے سو جو شخص کہ اسمین عقل الٹی سرنگون نفس کی طرف
ہے تو اسکو اجزا سے کون مین پراگندہ کر دیتی ہے اور حسن اعتدال اسکے سبب
معدوم کرتا ہے اور راہ راست نہین پاتا اور جو شخص جسمین عقل قائم اور مستقیم ہوئی
تو عقل تائید اُس بصیرت سے کرتی ہے جو روح کے لیے مثل قلب کے ہے
اور سکون آفریدگار کی طرف سیدھا رستہ پاتا ہے ساتھ ازان خالق سے مخلوق کو
پہچانتا ہے اس کیفیت سے کہ اقسام معرفت کو کون اور کون سے پورا

کرتا ہے تو یہ عقل عقل ہدایت ہے پھر جسطرح کہ اللہ تعالیٰ نے اسکا اقبال کسی ایک امر میں چاہا اسی طرح اسکو راہنما ہوئی کہ اقبال اسکے سامنے کرے اور جس چیز کو کہ اللہ تعالیٰ نے مکروہ کیا تو اس سے پیٹھ پھیرنے پر راہنما ہوئی پھر وہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی چاہی ہوئی باتوں کا اتباع کرے گا اور اسکے غضب کی باتوں سے پرہیز کریگا اور جب تک عقل مستقیم ہوگی اور بصیرت کے ساتھ تائید کریگی راہنمائی اسکی رشد اور سیدھی راہ پر ہوگی اور گمراہی سے اسکو باز رکھیگی۔ بعضے علما نے کہا ہے کہ عقل دو قسم ہے ایک قسم وہ ہے کہ اس سے اپنے دنیا کے امر کو دیکھتا ہے اور ایک قسم وہ ہے کہ اس سے اپنے امر آخرت کو دیکھتا ہے اور بعضوں کا یہ ہے کہ عقل اول نور روح سے ہے اور عقل ثانی نور ہدایت سے سو عقل اول تمام اولاد آدم میں موجود ہے اور عقل ثانی موحدین میں موجود ہے اور مشرکین سے مفقود ہے اور کہتے ہیں کہ عقل کو عقل اس واسطے کہتے ہیں کہ جہل ظلمت اور تاریکی ہے سو جب نور اس ظلمت میں اسکی بینائی پر غالب ہوگا ظلمت جاتی رہیگی پھر وہ دیکھیگا اور جہل کے لیے اشکل ہو جائیگا۔ اور بعضوں نے کہا ہے کہ عقل بیان جوہر ہے اسکا مسکن قلب میں ہے اور محل اسکے عمل کا سینہ میں دل کے دونوں آنکھوں کے بیچ میں ہے اور جسے جسکو ذکر کیا ہے کہ عقل زبان روح ہے اور وہ عقل واحد ہے دو قسم کی نہیں ہے لیکن جب کہ وہ قائم اور سیدھی ہو تو بصیرت کے ساتھ تائید پاتی ہے اور عقل راہنمائی ہے اور اشیا کو انکے مواضع پر رکھتی ہے اور یہ عقل وہی عقل ہے جو نور شرع سے روشنی لینے والی ہے اسواسطے کہ اسکے قیام اور اعتدال نے اسی نور شرع سے روشنی لینے کی ہدایت کی ہے اسواسطے کہ شرع حضرت نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی زبان پر وارد ہوئی ہے اور یہ اسواسطے ہے کہ آپ کی روح کا

حضرت الالہیت سے قرب ہی اور مکاشفہ اُسکی بصیرت کا جو رخ کو ہی قدرت الٰہی اور
اُسکے آیات سے بمنزلہ قلب کے ہی اور اُسکی عقل کی استقامت تائید بصیرت کے
ساتھ ہی پس بصیرت اُس علوم کی محیط ہی جنکو عقل بالاستیعاب حاصل کرتی ہی اور اُن
علوم کے اُسکے استیعاب سے عقل کا پیکا تنگ ہی اسواسطے کہ بصیرت استمداد
اُن کلمات تامہ سے کرتی ہی کہ اُنکے تمام ہونے سے پہلے دریا تمام ہو جاتے
ہین اور عقل ترجمان دل ہی کہ بصیرت کا ایک حصہ اُسکی طرف پہونچاتی ہی جسطرح کہ قلب
بعضی چیزین ایسے ہین کہ زبان تک پہونچاتا ہی اور اُنہین سے بعضی چیزین زبان کے
سوا کو اپنے واسطے اختیار اور پسند کرلیتا ہو اور اسی بات کے سبب جو شخص کہ
صرف عقل پر مغرور ہو کر تھم گیا بغیر اسکے کہ نور شرع سے اُسنے روشنی حاصل کی ہو تو علوم
کائنات ملک سے بہرہ مند ہوا اور ملک ظاہر کائنات ہی اور جس کسی نے نور شرع
سے اپنی عقل کو روشن کیا تو وہ بصیرت سے موید ہوا اور ملکوت پر مطلع ہوا اور ملکوت
باطن کائنات ہی جسکے مکاشفے ارباب بصائر و عقول مختص ہین نہ وہ لوگ
جو بصیرت بغیر محض عقول پر تھمے ہوئے ہین اور اسیواسطے بعض علما نے کہا ہی کہ عقل
دو ہین ایک عقل ہدایت کی کہ قلب مین اسکا مسکن ہی اور یہ اہل ایمان صاحب
یقین کے حصہ مین ہی اور سینہ مین دل کے دونوں آنکھوں کے بیچ مین اسکا مقام
عمل ہی اور دوسری عقل کا دماغ مین مسکن ہی اور اسکا مقام عمل سینہ مین دل کے
دونون آنکھوں کے بیچ مین ہی تو پہلی عقل سے امر آخرت کی تدبیر کرتا ہی اور دوسری
عقل سے امر دنیا کی تدبیر کرتا ہی اور جسکو ہم نے بیان کیا ہی کہ وہ عقل واحد ہی جب
وہ بصیرتون سے تائید یافتہ ہوتی ہی تو دونون امر کی تدبیر کرتی ہی اور جب وہ

تنہا ہوتی بات امر کی تعبیر کرتی ہی اور وہ واضح تر اور روشن تر ہی اور ہمنے شروع باب مین اُسکی تقریر سے جو نفس مطمئنہ اور امارہ کے لیے ہی وہ بات ذکر کر دی ہی جسکے باعث انسان اس امر سے آگاہ ہو جاتا ہی کہ وہ عقل واحد ہے کبھی بصیرت کے ساتھ مؤید ہی اور کبھی اپنے وصف کے ساتھ متفرد ہی اور اللہ تعالی صواب کا عالم ہی

باب ستاونواں خطرونکی شناخت اور انکی تفصیل و تمیز مین ہے

عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ بنی آدم مین کچھ شیطان کا اور کچھ قدر فرشتہ کا حصہ ہی سو شیطان کا حصہ یہ ہی کہ وہ شر کا وعدہ کرتا ہی اور حق کو جھٹلاتا ہی اور فرشتہ کا یہ حصہ ہی کہ وہ خیر کا وعدہ اور حق کی تصدیق کرتا ہی سو جس شخص نے اسکو پایا تو اسکو جاننا چاہیے کہ یہ جانب اللہ ہی پھر اُسکو شکر الہی ادا کرنا چاہیے اور جسنے دوسرے حصہ کو پایا تو چاہیے کہ اللہ کے ساتھ شیطان سے پناہ مانگے از ان بعد آپ نے یہ آیت پڑھی الشیطان یعدکم الفقر ویامرکم بالفحشاء یعنی شیطان تم سے فقر اور محتاجی کا وعدہ کرتا ہی اور تمکو برے کاموں کی حکم کرتا ہی اور ان دونوں حصوں کی شناخت اور تمیز خواطر کی طرف وہی شخص جھانک تاک رکھتا ہی جو طالب مرید ہو اُسکی طرف ایسا آرزومند ہوتا ہی جیسا کہ پیاسا پانی کی طرف گردن اونچی کرکے دیکھتا ہی وجہ اسکی یہ ہی کہ وہ اسکی بڑائی اور خطر اور فلاح اور صلاح و فساد سے واقف ہی اور یہ شخص ایک ایسا بندہ ہوتا ہی کہ صفائی یقین اور عطیۂ اہل یقین کی بہرہ مندی سے مقصود و مراد ہی اور زیادہ اسکا نظارہ مقربین کے لیے ہی اور جن لوگون نے مقربین کی راہ چلنی شروع کی ہی اور جو کہ ابرار کی راہ چلنے لگے ہین

کبھی کبھی اسکی طرف کسی قدر دیکھتے ہین اسواسطے کہ تشوق اور آنکھ اٹھا اٹھا کر اسکی طرف دیکھنا اُسی قدر ہوتا ہی جسقدر ہمت اور طلب اور ارادہ اور رضا منجانب اللہ الکریم ہوتا ہی اور جو کوئی عام مؤمنین اور مسلمین کے مقام پر ہو اور وہ شناخت لمتین کی نہین جانتا اور نہ وہ خطرات کی تمیز کا اہتمام کرتا ہی - اور خواطر سے بعضے وہ ہین جو اللہ تعالی کے قاصد بندہ کی طرف ہین جیسے کہ بعض مومنین نے کہا ہی کہ میرے واسطے ایک قلب ہی اگر مین اسکی نافرمانی کر دون تو اللہ کی نافرمانی کر دون اور یہ حال اُس بندہ کا ہی جسکا قلب مستقیم ہو گیا ہی اور قلب کی استقامت نفس کی طمانینت کے سبب ہی اور نفس کی طمانینت مین شیطان کی یاس ہی اسواسطے کہ نفس جب کبھی جنبش کرتا ہی تو قلب کی صفائی مین کدورت آجاتی ہی اور جب قلب مکدر ہو تو شیطان کو طمع ہوئی اور اُس سے قریب ہو گیا اسواسطے کہ قلب کی صفائی تذکرہ اور رعایت سے محصور ہی اور ذکر کے لیے ایک نور ہی کہ اُس سے شیطان پرہیز ایسا ہی کرتا ہی کہ جیسے ہم مین سے کوئی دوزخ سے بچتا ہے - اور حدیث مین وارد ہی کہ بیشک شیطان بنی آدم کے قلب پر سینہ رکھے ہوئے ہے پھر جبکہ اللہ تعالے کا ذکر ہوتا ہے تو وہ منھ پھیر لیتا ہے اور پیچھے کو ہٹتا ہے اور جسوقت وہ غافل ہوتا ہے اسکے قلب کو لقمہ بنا لیتا ہے پھر اُس سے باتین کرتا اور آرزو مند بناتا ہی اور اللہ تعالی نے فرمایا ہی ومن یعش عن ذکر الرحمن نقیض لہ شیطانا فہو لہ قرین یعنے جو کوئی خداوند رحمن سے منھ پھیر لے ہم اسپر شیطان مقرر کرین اور وہ واسطے اُس کے ہمنشین ہے اور اللہ تعالے نے فرمایا ہے ان الذین اتقوا اذا مسہم طائف من الشیطان تذکروا فاذا ہم مبصرون یعنی تحقیق وہ لوگ کہ ڈرتے ہین جسوقت [illegible]

چھوٹے پھیری والا شیطان سے تو وہ ذکر کرتے ہین پس ناگہان وہ دیکھنے والے ہوجاتے
ہین - تو تقوی اور پرہیزگاری کے ساتھ خاص ذکر کا وجود ہی اور اسی سے ذکر کا دروازہ
کھلتا ہی اور ہمیشہ بندہ پرہیز کرتا ہی تاکہ مکروہات سے اعضا اور جوارح بچے رہین بعد
ازان فضول اور غیر مقصود باتون سے انکو محفوظ رکھتا ہی پھر اسکے اقوال اور افعال
ضرورۃ ہونگے بعد ازان اسکا تقوی باطن کی طرف منتقل ہوتا ہی اور باطن پاک
ہوجاتا ہی اور مکروہات سے نگاہ رکھتا ہی بعد ازان فضولیات سے حتی کہ حدیث
نفس سے مشغول رہتا ہی - سہل بن عبد اللہ نے کہا ہی گناہون مین سب سے
بڑھ کر حدیث نفس ہی اور حدیث نفس کی ساعت کو گناہ سمجھتا ہی اور اس سے پرہیز
کرتا ہی اور جب ذکر سے یہ التقا ہوگا تو قلب اسوقت روشن اسطرح ہوگا کہ آسمان
کے بیچ مین ستارے چمکتے ہین اور قلب ایک آسمان محفوظ ہوجائیگا جو ذکر کے ستارون
سے مزین ہوگا اور جب ایسا ہوگا تو شیطان کو دوری ہوگی اور ایسے بندہ کے حق مین
خواطر شیطانی اور اسکے نوازل اور واردات کمتر ہونگے اور خطرات نفسانی اسکے
لیے البتہ پہنچینگے اور اسے احتیاج اسکی ہوگی کہ اسے پرہیز اور انکو علم سے تمیز کرے
وسوسے کہ بعضے انمین مضر ہین جنکا اجر نقصان نہین پہونچاتا جیسے کہ نفس
کے تقاضے اپنی حاجات کے لیے ہوتے ہین اور انکی حاجتین حقوق اور حظوظ کے
اندر تقسیم ہوتی ہین اور اسوقت تمیز مشتبہ ہوتی ہی اور نفس پر اتمام مطالبۂ
حظوظ سے ہوتا ہی اللہ تعالی نے فرمایا ہی ای ایمان والو اگر دوے تمہارے پاس
فاسق خبر لاوے تو تم تحقیق کرو یعنی ثابت ہو اور اس آیت کے نزول کا سبب
ولید بن عقبہ ہی جسکو آپ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی مصطلق

کے پاس بھیجا تھا سو انہیں جھوٹ طوفان لگایا اور انکو کفر و عصیان سے منسوب کیا
یہاں تک کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انکی چڑھائی کا ارادہ کر لیا
اور ان بعد خالد کو انکے پاس بھیجا تو وقت مغرب اور عشا کی اذان سنی اور وہ باتیں
دیکھیں جو دلیل حقیقت کے جھوٹ طوفان پر دلالت کرتی تھیں تو اللہ تعالے نے
اس بارہ میں یہ آیت نازل فرمائی پس ظاہر آیت اور سبب اسکے نزول کا ظاہر ہو
اور یہ ماجرا اصحاب رسول اللہ کے بندوں کو تنبیہ کا باعث ہو گیا کہ ثبات و قرار ہو
پکڑیں۔ اس آیت میں سہل نے کہا ہے کہ فاسق کے معنی جھوٹا اور جھوٹ نفس
کی صفت ہے اسواسطے کہ بے چین پاوے لگتا اور اضطراب کرتا ہے جو اپنے
معانی پر بھی ہوتی ہیں سو انکے حظوظ ہونے اور انکے لقا کے وقت ثبات و استقرار
نہیں ہو جاتا ہے سو یہ حظ نفس کو ایک خبر گردان لیتا ہے جو موجب ثبات و
استقرار کے ہوتے ہیں اور طبیعت اسکی تحریک نفس سے جن میں خواہش اور نہ ہو کی
اسمیں عجلت کرتی ہے۔ اور یہ آیت بعض علماے صوفیہ نے کہا ہے کہ ادنیٰ ادب
ہے کہ جہل کے وقت توقف ہو اور آخر ادب یہ ہے کہ شبہ کے وقت ٹھیرے
اور شہوت کے وقت ادب سے یہ ہے کہ فاقہ کو محرک نفس اور قوت بیکار اور بیماری اور
بیماری کے وقت اسکا صاف آتا ہے اور فقر و فاقہ کا اظہار اسکے سامنے اور
کہا اضطراب اور ضرورت اور شہوت کی طلب اسی سے کرے اسواسطے کہ جب
وہ بسبب ادب کے کام میں لاوے گا تو اسکی فریاد سنی جاوے گی اور اسکی مدد کیجاوے
اور ساری ہی باتیں قبول کی جاوینگی کہ آیا یہ خطرہ طالب حظ نفس کے لیے ہے یا طلب
حق کے لیے پھر اگر حق کے لیے ہے تو اسکو روان کرے اور جو حظ کے لیے ہے

تو اُسکو دور کرے اور یہ توقف اُسوقت ہی کہ اُسکو ظاہر علم سے نہ نکلے اسواسطے کہ باطن
علم کی احتیاج اُسی وقت ہوتی ہی جب کہ ظاہر علم مین دلیل یا تجربہ آڑے اور ان بلبد
بعضے آدمی ایسے ہوتے ہین کہ اُسکی صحبت مین وسعت اُسکے سوا نہین ہوتی مگر یہ
کہ حق پر بغیر خطرہ کے ٹھہرے اور جو خاطر خطرہ کا امضا اور اجرا کرے تو یہ اُسکے حال کا
گناہ ہی اور اُس سے استغفار کرتا ہی جس طرح کہ گناہون سے وہ مغفرت چاہتا ہی
اور بعضے آدمی ایسے ہوتے ہین جو خطرہ اُٹھانے مین داخل ہوتے ہین اور اُسکے
خطرہ کو جاری اس سبب سے کرتے ہین کہ بجانب اللہ اُنکو مزید علم ہوتا ہی اور
وہ علم وسعت ایسے بندہ کے لیے حاصل ہوتا ہی جسکو وسعت مین فون ہوتا ہی اور
اذن کا عالم ہی سو وہ خطرہ خطا کو امضا کرتا ہی اور شخص مراد اُسکے ساتھ پہنچا اپنے
امر کا ہی جسکے ساتھ اُسکو تجلی کرتا ہی اور اُسکے لائق وہ ہی جو عالم اُسکی زیادتی
اور نقصان کا عالم اپنے حال کا اور علم حال اور علم قیام کا پکا مضبوط ہو کہ اُسکے
حال پر دوسرے کو قیاس نہ کیا جائیگا اور نہ اُسمین کوئی تقلید سے داخل ہوتا ہی
اسواسطے کہ وہ ایک امر خاص ہی اور جب اس بندہ کی یہ شان ہو کہ خطرات
نفسانی کی تمیز اس مقام مین کرے جہان نزول شیطانی سے زیادہ ہو تو خود طرق
اور خود طلبی اُسکے پاس کثرت سے ہوتے ہین اور چار خطرات اُسکے حق مین تین
ہو جاتے ہین اور خطرہ شیطانی ساقط ہو جاتا ہی مگر شاذ و نادر اسواسطے کہ
نفس سے اُسکا مکان تنگ ہی اسواسطے کہ اتباع نفس کے طریق سے شیطان
داخل ہوتا ہی اور نفس کا اتباع اس سبب سے ہوتا ہی کہ ہوی کا اتباع کرے
اور نفس مین [illegible]

کی تو نفس اُسکا تنگ ہوگا اور شیطان کا محل ساقط اور دور ہو جانیگا مگر شاذ و
نادر اسواسطے کہ آزمایش اُسکے اوپر داخل ہوتی ہی اسکے بعد جو لوگ کہ مرادین اور
مقام مقربین کے متعلقین ہین اُنمین سے بعضے وہ ہین کہ جب اُنکا قلب آسمان
قرین بزینت النجم ذکر ہو گیا تو اُسکا قلب آسمانی ہو جاتا ہی کہ اپنے باطن اور معنی
حقیقت کے ساتھ ترقی اور عروج طبقات آسمانی مین کرتا چلا جاتا ہی اور جسقدر
قلب ترقی کرے نفس مطمئنہ زار و نزار ہو اور اُسکے خطرات دور ہون حتی کہ اپنے
عروج باطن سے آسمانوں سے تجاوز کر جاتا ہی جس طرح کہ یہ مرتبہ جناب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے ظاہر اور قالب سے حاصل تھا اور جب کہ عروج کمال
کو پہونچا تو اُس سے خطرات نفس منقطع ہو جاتے ہین اسواسطے کہ وہ انوار
قرب مین مستور ہوتا ہی اور نفس اُس سے دور ہو جاتا ہی اور اُسوقت خواطر
حق بھی اُس سے منقطع ہو جاتے ہین اسواسطے کہ خاطر رسول ہین اور رسالت دور
کے نیے ہوتی ہی اور یہ قریب ہی اور جس حالت کا ہم نے وصف کیا ہی خود بخود ہی
تنزل کرتا جاتا ہی اور دوام اُسکو نہین ہوتا بلکہ وہ اپنے ہبوط اور تنزل مین مطالبۂ
نفس اور اُسکے درجے تک پلٹ جاتا ہی اور پھر خواطر حق اور خواطر ملکی اُسکی طرف
رجوع کرتے ہین اور یہ اسواسطے ہی کہ خواطر وجود کو چاہتے ہین اور جو حالت کہ اُسکی
طرف ہم نے اشارہ کیا تھا کا حال ہی اور اُسمین کوئی خاطر نہین ہی اور خاطر حق
شیطان قرب کی وجہ سے دور ہو گئی اور خاطر نفس اسواسطے دور ہو گیا کہ نفس جدا
ہو گیا اور خاطر حق اُس سے پھر جاتی ہی جیسے کہ جبرئیل شب معراج مین جناب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پھر گئے چنانچہ کہا اگر تنا انگلی بھر نزدیک

ہون تو مین مل جاؤن۔ محمد بن علی ترمذی نے کہا ہو کہ محدث اور متکلم دونون جب کہ
اپنے اپنے درجہ مین ثابت اور متحقق ہوجاتے ہین تو حدیث نفس سے نہین ڈرتے
سو جس طرح سے کہ نبوت القاے شیطان سے محفوظ ہو اسی طرح مکالمہ و محادثہ کا محل
القاے نفس اور اُسکے فتنہ سے محفوظ اور حق و سکینہ کے ساتھ قرین ہو اسواسطے
کہ سکینہ متکلم اور محدث کا اُسکے نفس کے ساتھ حجاب ہو۔ اور شیخ ابو محمد بن عبداللہ
بصری سے بصرہ کے مقام مین مین نے سُنا ہو کہ وہ کہتے تھے کہ خاطر چار ہین ایک خاطر
من النفس اور ایک خاطر من الحق اور ایک خاطر من الشیطان اور ایک خاطر من الملک
سو جو کہ خاطر من النفس ہو وہ زمین یعنی تحت قلوب سے محسوس ہوتی ہو اور جو من الحق
ہو وہ فوق قلب سے ہو اور جو خاطر من الملک ہو تو وہ قلب کے دست راست
سے ہو اور جو کہ من الشیطان ہو وہ قلب کے دست چپ سے ہو اور جو بات اُسنے
بیان کی ہو اُس بندہ کے لیے صحیح ہو جسنے اپنے نفس کو تقوی اور زہد سے گلا دیا ہو
اور وجود اُسکا صافی اور ظاہر و باطن اُسکا مستقیم ہو تو اُسکا دل ایک جلا دیے
آئینہ کے مثال ہو کہ اُسکے کسی طرف سے شیطان نہین آتا مگر یہ کہ وہ اُسے دیکھ
لیتا ہو اور جب کہ قلب سیاہ ہوگیا اور زنگ اُسپر چڑھ گیا تو وہ شیطان کو نہین
دیکھتا۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت
کی ہو کہ بندہ جب گناہ کرتا ہو تو ایک سیاہ نشان اُسکے قلب مین کرتا ہو پھر
اگر اُسکو کھینچ لے اور توبہ و استغفار کرے تو اُسکا دل صاف اور صیقل ہوجاتا ہے
اور اگر پھر گناہ کرے تو نشان زیادہ ہوتی ہو حتی کہ اُسکے دل پر وہ نقطہ سیاہ گھیر لیتا ہو
اللہ تعالے نے فرمایا ہو کلا بل ران علی قلوبھم ما کانوا یکسبون یعنی یون نہین

بلکہ جڑ ہوگیا اُنکے دلون پر اُس چیز سے کہ وہ تھے کہا نے بعضے عارفین سے مین نے
سُنا ہی کہ وہ ایک باریک کہتا تھا جو اُسے کشف ہوئی تھی اور کہا کہ جو حدیث
انسان کے باطن مین ہی اور جو خیال کہ اُسمین عارض ہو وہ دل اور صفائی ذکر
مین مقام کرے وہ دل سے ہی نہ نفس سے اور یہ خلاف اُسکے ہی جو کہ مقرر ہوچکی ہی
سو مین نے اُسکا سوال اُس سے کیا پس اُسنے بیان کیا کہ قلب اور نفس کے
درمیان قریب کی رسم باتین ہین اور بات چیت اور تالف و تودد ہی اور جب کبھی
نفس کسی چیز مین اپنے ہوس کے سبب قولی و فعلی سے کہتا ہی تو قلب پر اُسکا اثر
اُس سے پڑتا ہی اور وہ مکدر ہوتا ہی اور جب کہ بندہ مطالبات نفس کے موقع سے
پلٹتا اور [illegible] ذکر تا ہی اور اللہ کے واسطے اپنے ذکر اور محل مناجات و خدمت کی طرف
متوجہ ہوتا ہی تو قلب نفس سے عتاب اور خطاب کے ساتھ پیش آتا ہی اور نفس سے
کچھ اُسکے فعل اور قول کا تذکرہ کرتا ہی جیسے کہ نفس پر کوئی ملامت کرے اور
[illegible] عتاب [illegible] سو ہرگاہ کہ خاطر اول فعل اور اُسکا آغاز ہی تو اُسکی معرفت
بندہ کا ضروری کام ہی اسواسطے کہ افعال جتنے ہین سب خواطر سے پیدا ہوتے ہین
یہانتک کہ بعضے علما اس طرف گئے ہین کہ علم مفروض اُسکی طلب ہی
[illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی طلب کرنا علم کا
[illegible] ہی کہ وہ دل [illegible]
اور [illegible] فساد فعل ہی اور وہ [illegible] اپنی زندگی کی قسم ہی کہ یہ قول توجہ
کے قابل نہین ہی اسواسطے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسکو سب
مسلمانون پر واجب کردیا ہی اور سب مسلمان ایسے صاحب طبیعت اور

معرفت نہین ہین کہ علم کے سبب خواطر کو پہچانین مگر طالب جانتا ہی کہ خواطر تخمون کے
مثال ہین سو انہین سے بعض وہ ہین جو تخم سعادت ہین اور بعضے وہ ہین جو شقاوت
کے تخم ہین - اور خواطر کی اشتباہ سبب چار چیزون مین سے ایک ہوگا کہ اسکا
پانچوان نہین ہی یا تو ضعف یقین ہی یا علم کی قلت نفس کے صفات اور اخلاق
کی معرفت مین ہی یا کہ ہوی کی متابعت تقوی کے قواعد فورانی سے ہی یا کہ دنیا
کی محبت اسکے جاہ و مال کی اور رفعت و منزلت کی خواہش خلق اللہ کے نزدیک
ہی سو جو کوئی ان چار چیزون سے بچا رہا تو وہ فرشتہ اور شیطان کے نوازلہ اور
لغزش مین تمیز کریگا اور جو انہین مبتلا ہو گیا نہ اسکو جانیگا اور نہ اسکو طلب کریگا
اور بعضے خواطر کا ظاہر ہونا اور بعضے کا نہ ظاہر ہونا اسوجہ سے ہی کہ ان چارون اسباب
سے بعضے موجود ہوتے ہین اور بعضے نہین ہوتے اور تمیز خواطر مین جو زیادہ تر راست
اور درست اور اسکی معرفت مشکل سے حاصل ہوتی ہی اور اسکا اکثر انکا نزدیک نہین ہی
الا بعد اسکے کہ زہد و تقوی مین درجہ غایت کو پہونچا ہو - اور مشایخ کا اسپر اتفاق ہی
کہ جسکا لقمہ حرام کا ہو وہ الہام اور وسوسہ مین فرق نہین کر سکتا - اور ابو علی دقاق
کا قول ہی کہ جسکی قوت معلوم و معین ہو وہ الہام اور وسوسہ مین فرق نہین کر سکتا
اور یہ قول علی الاطلاق صحیح نہین ہی مگر ایک قید کے ساتھ اور وہ ہی کہ بعض معلوم
سے وہ ہی کہ حق سبحانہ و تعالی نے ایک بندہ کے لیے مقسوم کیا کہ اذن سے اسکے
حاصل کرلینے مین سبقت کرتا ہی اور اسکو کھاتا پیتا ہی اور بسیار رزق معلوم تمیز خواطر
کا حجاب نہین ہوتا اور یہ اسکے حق مین کہا جاتا ہی جو رزق معلوم مین اسکے اختیار
وانتیار سے ڈرتا ہی اسواسطے کہ اپنے اختیار کے موضع سے محتجب ہوتا ہی

اور جسکی طرف ہم نے اشارہ کیا ہے اُسکے ارادہ سے شخص علیحدہ ہے اسواسطیکہ معلوم
اُسکا حجاب نہین ہوتا اور بعضون نے نفسانی اور وسوسہ شیطانی کے درمیان فرق کیا ہے
اور کہا ہے کہ نفس خواہش اور الحاح کرتا ہے اور وہ برابر رہتا ہے یہان تک کہ اپنی مراد کو
پہونچ جائے اور شیطان جب ایک گناہ کی طرف بلاتا ہے اور اُسکی اجابت نہوئی تو وہ
دوسرا وسوسہ دیتا ہے اسواسطیکہ اُسکی غرض کسی تخصیص مین نہین ہے اِلّا یہ اُسکی مراد فقط
اغوا ہے خواہ کسی طرح ممکن ہو اور مشائخ مین دو خاطر مین کلام کیا ہے جب کہ وہ
دونون مین حق ہون کہ ان دونون مین سے کسی کا اتباع کیا جائے جنید کا قول ہے
کہ خاطر اول کا اسواسطے کہ جب وہ باقی رہا تو اہل خاطر تامل کی طرف رجوع ہوگا اور یہ
شرط علم ہے۔ اور ابن عطا کا قول ہے کہ دوسرا خاطر زیادہ قوی ہے اسواسطیکہ وہ قوت
مین اول سے زیادہ ہے۔ اور ابو عبد اللہ بن خفیف نے کہا ہے کہ وہ دونون برابر ہین
اسواسطیکہ وہ دونون خاطر حق ہین پس انمین سے کسی ایک کو دوسرے پر
ترجیح نہین ہے۔ صوفیہ نے کہا ہے کہ واردات خواطر سے عام تر ہے اسواسطے کہ خواطر
مختص ایک قسم کے خطاب یا مطالبہ سے ہین اور واردات کبھی خواطر ہوتے ہین اور
کبھی وارد سرور اور وارد حزن اور وارد قبض اور وارد بسط ہوتے ہین۔ اور بعضون
نے کہا ہے کہ خاطر حق کا اتباع نور توحید سے کیا جاتا ہے اور خاطر ملک کا نور معرفت
سے اور نور ایمان سے نفس باز رکھا جاتا ہے اور نور اسلام سے اور دشمن یعنی ابلیس
کی خاطر رد کی جاتی ہے اور جو شخص نشانات نہ سمجھے اور اوصاف سے قاصر رہے اور خواطر
کی تمییز کرنے کی طرف تامل نہ لگائے تو پہلے خاطر کا وزن شرع کی ترازو مین کرے سو جو
چیز اسمین سے نفل یا فرض ہو اسکا امضا اور اجرا کرے اور جو اسمین سے حرام

یا مکروہ ہو اسکی نفی کرے پھر اگر دو خاطر نظر علم میں برابر پڑے ہوں تو جو انمیں سے
مخالفت ہوی نفس کے قریب تر ہو اسکا نفاذ کرے اسواسطے کہ نفس کی ہوی اُن
دونوں میں سے ایک میں کبھی مخفی ہوتی ہے اور غالب شان نفس سے پھر وہی اور ادنی کی
طرف میلان ہوتا ہے اور کبھو خاطر نشاط نفس سے نازل ہوتی ہے اور بندہ کا یہ گمان ہوتا ہے
کہ وہ منجملہ عمل سے ہے اور کبھی قلب سے نفس کے ساتھ سکون کرنے سے نفاق
پیدا ہوتا ہے کہ بعضے انمیں سے کہتے ہیں تیس برس کا عرصہ ہوا کہ ایک ساعت
پھر قلب نفس کے ساتھ سکون پذیر نہیں ہوا اسو نفس کے ساتھ سکون قلب
سے ایسے خواطر ظاہر ہوتے ہیں جو مشتبہ بخواطر حق ضعیف العلم پر ہوتے ہیں اسی
واسطے نفاق قلب کو اور اُن خواطر کو جو اُس سے پیدا ہوتے ہیں نہیں پاتے
اور نہیں جانتے ہیں الا وہی علما جو راسخ فی العلم ہیں اور اکثر جو دقیقے کہ اہل
دل پر اور اُن لوگوں پر جو یقین اور بیداری اور حال سے بہرہ مند ہیں نازل ہوتی ہیں
اس قبیل سے ہیں اور سبب اسکا یہ ہے کہ انکو نفس اور قلب کا علم کم ہے اور ہوی کا
ایک حصہ انمیں باقی ہے اور بندہ کو ضرور ہے کہ اس بات کو قطعی جانے کہ جبتک
اُسمیں ہوی کا باقی ہے اگرچہ وہ باریک اور قلیل ہو پھر بھی بقیہ اشتباہ خواطر کا اُسکے
موافق باقی رہتا ہے اور ان بعضے کبھی تمیز خواطر میں وہ شخص جو کم علم ہو غلطی
کرتا ہے اور اُسکا مواخذہ اُسپر نہیں ہوتا جب اس کو شرع سے اُسپر مطالبہ نہو
اور کبھی اُسکے ساتھ یعنی غلطی کرنے والے سے مسامحت اور درگذر نہیں کیجاتی
اسوجہ سے کہ اسنے خفا سے باریک کا تمیز میں تکلف ہوا اور باوجود علم کے اُن
لوگوں نے ہمیز استعمال اور قلت [illegible] کی - اور بعضے علما نے ذکر کیا ہے کہ بعد طالب

اور حصۂ شیطان نفس اور روح کی حرکت سے پائے گئے ہین اور پھر آئندہ جب نفس
جنبش کرتا ہی تو اُسکے جوہر سے ایک ظلمت گر پڑتی ہی جو قلب مین بُرے ارادہ
کا نقطہ اور نشان پیدا کرتا ہی سو شیطان قلب کو دیکھتا ہی اور اغوا و وسوسہ کے
اقبال کرتا ہی اور مذکور ہو کہ نفس کی حرکت یا تو ہوی ہوتی ہی اور وہ حظ نفس
دنیاوی ہی یا امنیہ یعنی آرزو و مراد ہی اور وہ جہل غریزی اور جبلی سے یا حرکت
اور سکون کا دعوی اور وہ آفت عقل اور محنت قلب ہی اور یہ تین وارد نہین ہوتے
مگر تین سے یعنی جہل سے یا غفلت سے یا طلب فضول سے یہ ان تینون مین سے وہ
چیز نہین ہی جسکی نفی واجب ہی جو خلاف امر یا مطابق نہی کے ہو اور انھین مین
سے وہ بھی ہی کہ نفی اُسکی فضیلت ہی جب کہ وہ مباحات کے ساتھ وارد ہو اور
بعضون نے ذکر کیا ہی کہ جب روح حرکت کرتی ہی تو اُسکے جوہر سے ایک نور ساطع
گرتا ہی جس سے ایک ہمت عالیہ قلب مین ظاہر ہوتی ہی جو تین معانی سے ایک
وہ ہوتی ہی یا تو ایک فرض جسکے ساتھ وہ مامور ہو یا ایک فضل جسکی طرف مدعو
ہو یا مباح جسکی طرف اُسکی اصلاح راجح ہو۔ اور یہ کلام اسپر دال ہی کہ روح
اور نفس کی دو حرکتین موجب دونون لمہ اور نازل کے ہین۔ اور میرے نزدیک
آئندہ خدا تعالی دانا تر ہی کہ دونون نوازل روح و نفس کی حرکت پر متقدم
ہین سو روح کی حرکت لمہ ملک سے ہی اور ہمت عالیہ حرکت روح سے اور یہ
حرکت جو روح کی ہی وہ لمہ ملک کی برکت سے ہی اور نفس کی حرکت لمہ شیطان
سے اور نفس کی حرکت سے ہمیشہ دنی ہی اور وہ لمہ شیطان کی شامت سے
ہی تو جب دو لمہ وارد ہوتے ہین تو دو حرکت ظاہر ہوتی ہین اور اُس سے

سر عطا اور ابتلا کا بخشندہ کریم اور آزمانیندہ حکیم سے ظاہر ہوتا ہی اور کبھی یہ دونوں
لمہ متدارک علی سبیل البدل ہوتے ہین اور ان مین سے ایک کا اثر دوسرے سے
مٹ جاتا ہی اور جو شخص کہ بیدار صاحب فطانت ہی اسپر باب انس فی ذاتہ ان
آثار کے وجود کے دیکھنے سے مفتوح ہوتا ہی اور ہمیشہ اپنے حال کا ملاحظی اور دونوں
لمہ کا ناظر رہتا ہی۔ اور بعضون نے ذکر کیا ہی کہ پانچوان خاطر عقل ہی اور وہ خاطر عقل
ہی جو چارون خواطر کے درمیان متوسط ہی از نفس اور دشمن یعنی شیطان کے
رہتا ہی تاکہ تمیز موجود رہے اور بندہ پر حجت کا اثبات ہو تاکہ بندہ وجود عقل کے
ساتھ کسی شی مین داخل ہو اسواسطے کہ اگر عقل جاتی رہے تو عقاب اور عتاب
ساقط ہوجائے اور وہ کبھی ملک اور روح کے ساتھ بھی ہوتی ہی تاکہ فعل آزادانہ
واقع اور ثواب کا مستوجب ہو۔ اور چھٹی خاطر بھی مذکور ہی اور وہ خاطر یقین ہی
اور وہ روح ایمان اور مزید علم ہی اور بعید نہین ہی کہ یہ کہا جائے کہ چھٹی خاطر جو خاطر
یقین ہی اسکا حاصل اسی کی طرف راجع ہی جو خاطر حق سے وارد ہوتی ہی اور
خاطر عقل کی اصل کبھی خاطر ملک سے ہوتی ہی اور کبھی خاطر نفس سے اور عقل سے کوئی
خاطر مستقل نہین ہی اسواسطے کہ عقل جیسا کہ ہم نے ذکر کیا شرف ہی جسکے ساتھ
ادراک علوم کے لیے آمادہ ہوتا ہی اور اسی کے ساتھ کبھی دواعی نفس اور کبھی
دواعی ملک اور کبھی دواعی روح اور کبھی دواعی شیطان کی طرف کھینچنے کو آمادہ
ہوتا ہی سو اس بنا پر خاطرین چار سے زیادہ نہین ہوتین اور جناب رسول الله
صلی الله علیه وسلم نے دو لمہ کے سوا نہین ذکر کیا اور یہ دو لمہ ہی اصل ہین اور
دوسرے دو خاطر انپر متفرع ہوتی ہین اسواسطے کہ لمہ ملک جب روح کو

حرکت ہوتا ہی اور روح ہمت صالحہ سے جنبش میں آتی ہی تو وہ اپنے اہتزاز سے
کہ ہمت صالحہ کے ساتھ ہوتا ہی خطائر قرب کے نزدیک ہوتی ہی اور اسوقت
خواطر حق بھی اسپر وارد ہوتے ہین اور قرب کے ساتھ متحقق ہوا تو فنا کے ساتھ
متحقق ہوگا اور جب خواطر ربانیہ کے ساتھ قیام و ثبوت اسکو ہوگا جیسا کہ پہلے
ہم نے اسکے موضع قرب کے لیے بیان کیا ہی سو خواطر حق کی اصل لمہ ملک ہی اور لمہ
شیطان ہی جب نفس کو حرکت دیتا ہی تو اپنے مرکز کی طرف سرشت اور طبع سے میل
کرتا ہی اور اس میں سے اس حرکت کے سبب ایسے خواطر ظاہر ہوتے ہین جو اسکی سرشت
اور طبیعت اور ہوا کے لیے مناسب اور موافق ہوں تو خواطر نفس نتیجہ لمہ
شیطان ہوئے پس انکی اصل دو لمہ ہین اور دوسرے دو لمہ اُس سے پیدا
ہوتے ہین اور خاطر یقین اور عقل ان دونوں مین مندرج ہین واللہ اعلم

باب اٹھاونواں حال اور مقام اور ان دونوں کے فرق کے بیان مین ہی

حال اور مقام کے اندر اشتباہ کثرت سے ہی اور مشائخ کے اشارات اسمین مختلف
ہین اور اشتباہ اسوجہ سے ہی کہ فی نفسہا ان دونوں مین بہت تشابہ اور تداخل ہی
سو ایک شی بعضوں کی راے مین حال ہی اور دوسرے کے نزدیک وہ مقام ہی
اور دونوں روایت صحیح ہین اسواسطے کہ ایک کا تداخل دوسرے مین موجود ہی
اور ضرور ہی کہ ایک ضابطہ اور قاعدہ بیان کیا جائے جس سے دونوں مین فرق ہو جاے
علاوہ اسکے کہ لفظ اور تعبیر انکے فرق کو بتلاتی ہی سو حال کی وجہ تسمیہ یہ ہی
کہ اسکو تحول اور گردش ہی اور مقام کی وجہ تسمیہ یہ ہی کہ وہ ثابت اور

مستقر ہی - اور کبھی ایک شی بعینہ حال ہوتی ہی اور پھر وہی مقام ہو جاتی ہی جیسے کہ بندہ کے باطن سے داعیہ محاسبہ پیدا ہوا پھر وہ داعیہ غلبہ صفات نفس سے زائل ہو جاتا ہی اور پھر وہ عود کرتا اور پھر وہ زائل ہو جاتا ہی اور اسطرح برابر محاسبہ کا حال بندہ کے لیے متعاہد حال کا ہوتا ہی پھر صفات نفس کے ظہور سے وہ حال بدل جاتا ہی یہانتک کہ خداے کریم کی مدد اسکا تدارک کرتی ہی اور حال محاسبہ غالب آتا ہی اور نفس مقہور ہو جاتا ہی اور محاسبہ اسکا انضباط اور تملک کر لیتا ہی پھر محاسبہ اس بندہ کا وطن اور مستقر اور مقام ہوتا ہی اور وہ مقام محاسبہ مین رہتا ہی بعد اسکے کہ اسکا حال محاسبہ تھا - بعد ازان حال مراقبہ اسپر نازل ہوتا ہی سو جو شخص کہ محاسبہ اسکا مقام ہو تو مراقبہ اسکے لیے حال ہوتا ہی - بعد ازان مراقبہ کا حال بدلتا رہتا ہی اس سبب سے کہ بندہ کے باطن مین سہو اور غفلت نوبت بنوبت آتے ہین حتی کہ سہو اور غفلت کا ہلکا بادل پراگندہ اور دور ہو اور اللہ تعالی اپنے بندہ کا تدارک مددگاری سے فرمائے تب مراقبہ مقام ہو جاتا ہی بعد ازان کہ وہ حال تھا اور محاسبہ کے مقام مین قرار نہین پکڑتا مگر اسوقت کہ حال مراقبہ کا نازل نہو اور نہ وہ مراقبہ کے مقام مین قرار لیتا ہی الا جب کہ حال مشاہدہ نازل ہو سو جب کہ بندہ حال مشاہدہ کے نزول سے مشرف ہوتا ہی تو مراقبہ اسکا قرار حاصل کرتا ہی اور اسکا مقام ہو جاتا ہی اور نازل مشاہدہ سے بھی حال ہوتا ہی جو استتار سے بدلتا ہی اور تجلی سے ظاہر ہوتا ہی بعد ازان وہ مقام ہو جاتا ہی اور آفتاب اسکا استتار کے گہن سے چھوٹ جاتا ہی پھر مشاہدہ کے مقام مین بہت کچھ احوال اور زیادت و ترقیات ہین

جو ایک حال سے دوسرے حال تک ہوتے ہیں کہ اُس سے اعلیٰ درجہ کا ہے جیسے کہ
فنا کے ساتھ متحقق ہونا اور بقا کی طرف پہونچنا اور عین الیقین سے حق الیقین کو
ترقی کرنا اور حق الیقین ایک نازل ہے جو قلب کے پردوں کو پھاڑ ڈالتا ہے
اور یہ مشاہدہ کی فرع اعلیٰ درجہ کی ہے- اور یہ ہے جسکے جناب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا ہے اللھم انی اسئلک ایمانا یباشر قلبی ای بار خدایا میں
تجھ سے سوال کرتا ہوں ایمان کہ دل میرے میں عمل کرے سہل بن عبداللہ
نے کہا ہے کہ قلب میں دو جوف ہیں انمیں سے ایک باطن ہے اور اسمیں
سمع اور بصر ہے اور وہ قلب کا قلب اور سویدا ہے اور دوسرا جوف ظاہر قلب
ہے اور اُسمیں عقل ہے اور عقل کی مثل قلب میں جیسے آنکھ میں نظر ہو اور وہ ایک
موضع خاص اُسکی صیقل ہے جس طرح کی صیقل کہ آنکھ کی سیاہی میں ہوتی ہے اور
اُسی میں سے شعاعیں نکلتی ہیں جو مرئیات کو گھیر لیتی ہیں سو اسی طرح عقل کی
نظر سے علوم کی شعاعیں نکلتی ہیں جو معلومات کو محیط ہوتی ہیں اور یہ حالت جو پردہ
قلب کو پھاڑ ڈالتی ہے اور اُسکے سویدا تک پہونچتی ہے اور وہ حق الیقین ہے تمام
علیات سے اعلیٰ اور کل احوال سے گران بہا اور اشرف ہے اور اُس حال کی نسبت
مشاہدہ سے ایسی ہے جیسے کہ اینٹ کی نسبت خاک سے ہے اسلیئے کہ وہ پہلے
خاک ہی تھی بعد اُسکے گل ہو گئی بعدازاں کچی اینٹ بعدازاں پکی اینٹ پس
مشاہدہ بجاے اول اور اصل ہے کہ اُس سے فنا ہوتی ہے بعدازاں بقا جیسے کچی
اینٹ بعدازاں یہ حالت اور وہ سب فروع سے آخر ہے اور ہرگاہ یہ حالت سب احوال
کی اصل تھی اور وہ اشرف احوال ہے اور وہ محض موہبت ہے کہ اُسکا اکتساب اور اتصال

نہین ہوتا تو جسقدر مواہب بندہ کے نوازل سے ہین وہ احوال سے موسوم ہوے
اسواسطے کہ وہ بندہ کے مقدور کسب سے باہر ہین تو اس قول کا اطلاق ہوا اور
مشایخ کی زبانون پر مشہور ہوا کہ مقامات مکاسب ہین اور احوال مواہب ہین
اور جس ترتیب پر کہ ہم نے اُسپر رفع کیا سب مواہب ہین اسواسطے کہ مکاسب مواہب
سے ڈھکے ہوے ہین تو احوال مواجید ہین اور مقامات رستے مواجید کے ہین
مگر کسب مقامات مین ظاہر ہوا اور مواہب مبطون اور مخفی ہوگئے اور احوال مین
کسب چھپ گیا اور مواہب ظاہر ہوگئے تو احوال مواہب سماوی علویہ ہین اور
مقامات اُنکے رستے ہین اور حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا یہ قول ہے کہ
مجھ سے آسمانون کے رستے پوچھو اسواسطے کہ اُنکا شناسا تر زمین کے رستون سے
ہون اشارہ مقامات اور احوال کی طرف ہے پس آسمانون کے رستے تو یہ ہین اور
زہد وغیرہ جو مقامات ہین اسواسطے کہ جو شخص ان رستون کا سالک ہے اُسکا
دل آسمانی ہو جاتا ہے اور وہ رستے آسمانون اور برکات کے نزول گاہ ہین اور اُن
احوال کے ساتھ وہی متحقق ہوتا ہے جسکا قلب آسمانی ہو بعض صوفیہ نے کہا ہے
کہ حال ذکر خفی ہے اور یہ اشارہ اسی کی طرف ہے جسکا ہم نے ذکر کیا ہے۔ اور عراقی
مشایخ سے مین نے سنا ہے کہ وہ کہتے ہین حال وہ چیز ہے جو من اللہ ہے تو چیزین کہ اعما
اور اعمال کی راہ سے ہون تو وہ کہتے ہین کہ یہ بندہ کی طرف سے ہے پس جب کہ مرید
کو مواہب اور مواجید سے کوئی شے ظاہر ہوئی تو کہنے لگے کہ یہ من اللہ ہے اور اُسکا
حال نام رکھا یہ اشارہ اُنکی طرف سے ہے کہ حال موہبت اور عطیہ ہے اور بعض مشایخ
خراسان نے کہا ہے کہ احوال مواریث اعمال ہین۔ اور بعضون نے کہا ہے کہ

کہ احوال بجلیون کے مثال ہین پھر اگر ٹھہرا اور باقی رہا تو حدیث النفس ہی اور یہ قول بے
استقامت علی الاطلاق نہین ہی ہان بعضے احوال ہین یہ ہوتا ہی اسواسطےکہ وہ راہ
پاتے ہین بعد ازان نفس اُنکو آملتا ہی ولیکن علی الاطلاق سو ایسا نہین ہی اور
احوال نفس سے امتزاج اور اختلاط نہین کرتے جسطرح تیل پانی سے نہین ملتا اور
بعضے اس طرف گئے ہین کہ احوال نہین ہوتے الا اُسوقت کہ دائم اور قائم رہین اور
اگر دائم و قائم نہ رہین تو وہ لوایح اور طوالع اور بوادر ہین اور یہ سب مقدمات احوال
ہین احوال نہین ہین۔ اور مشایخ نے اسمین اختلاف کیا ہی کہ آیا بندہ کیلیے جائز ہی کہ وہ
کسی ایک مقام کی طرف انتقال ہی غیر اپنے مقام کے جسمین وہ ہی قبل اسکے کہ اپنے
مقام کے حکم کو مستحکم کرے بعضون نے کہا کہ یہ جائز نہین ہی کہ قبل اسکے کہ وہ اپنے
مقام کے حکم کو مستحکم کرے انتقال اس مقام سے کرے جسمین وہ ہی اور بعضون نے
کہا ہی کہ وہ مقام جسمین وہ ہی کامل نہین ہوتا الا بعد اسکے کہ وہ اس مقام پر ترقی
کرے جو اس سے بالاتر ہی سو وہ اپنے مقام عالی سے ادنی مقام کی طرف نظر کرتا ہی
پھر اپنے مقام کے امر کو مستحکم کرتا ہی اور اسدلال یہ ہے آیندہ خداے تعالی ادنا تر ہی
کہ ایک شخص کو اپنے مقام مین ایک حال عطا کیا جائے اسکے مقام اعلی سے
جسمین قریب ہی وہ ترقی کرے گا تو اس حال کے وجدان سے اپنے اُس مقام کے
امر کو مستقیم کرتا ہی جسمین وہ ہی اور اسمین حق اسی طرح تصرف کرتا ہی اور کوئی چیز
بندہ کی طرف نہین جھکائی جاتی کہ وہ ترقی کرتا ہی یا نہین ترقی کرتا ہی اسواسطے
کہ بندہ احوال کے ساتھ مقامات پر ترقی کرتا ہی اور احوال مین مواہب ہین جو
ترقی اُن مقامات پر کرتے ہین جسمین کسب مشہور سے ملا ہوا ہی اور بندہ پر نہین ظاہر

ہوتا کوئی حال اس مقام سے جو اعلیٰ اس مقام سے ہو جسمین یہ ہی مگر یہ ہو کہ ہمیشہ اُسکی ترقی
اُسکی طرف نزدیک ہو جاتی ہی پس ہمیشہ بندہ مقامات پر ترقی زائد احوال سے
کرتا ہی سوا اس بنیاد کے جسکا ہم نے ذکر کیا ہی تداخل مقامات اور احوال کا تو یہ ایک
واضح ہوتا ہی اور کوئی تفصیلات نہین معلوم ہوتی مگر یہ کہ اُسمین ایک حال اور ایک
مقام ہی اور زہد مین حال ہی اور ایک مقام ہی اور توکل مین ایک حال ہی اور ایک
مقام ہی اور رضا مین ایک حال ہی اور ایک مقام ہی۔ ابو عثمان حیری کا قول ہی
کہ چالیس برس سے اللہ تعالےٰ نے مجھے کسی حال مین نہین قائم کیا
کہ اُس سے مجھے کراہت ہوئی ہو اسمین اشارہ رضا کی طرف کیا ہی اور اُس سے
حال روشن ہوتا ہی پھر مقام ہو جاتا ہی اور محبت مین حال ہی اور مقام ہی اور
ہمیشہ بندہ حال توبہ کی راہ پانے سے رجوع کرتا ہی یہانتک کہ وہ توبہ کرے اور
حال توبہ کا راہ پانا اور انزجار اور آزردہ ہونے سے ہی۔ بعضے صوفیہ کا قول ہی
کہ زجر ایک جوش دل مین ہی جسکو ساکن نہین کرتا الا انتباہ جو غفلت سے ہو اور
اُسکو بیداری کی طرف پھیرتا ہی اور جب وہ جاگتا ہی صواب کو خطا سے دیکھتا ہی
اور بعضون نے کہا ہی کہ زجر ایک روشنی قلب مین ہی جس سے وہ اپنے قصد کی
خطا کو دیکھتا ہی اور مقدمہ توبہ مین زجر تین وجہ سے ہی ایک زجر طریق العلم سے ہی
اور ایک زجر طریق عقل سے ہی اور ایک زجر طریق ایمان سے ہی اور تائب پر
حال زجر نازل ہوتا ہی اور وہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے ایک عطیہ ہی کہ اُسکو توبہ
کی طرف کھینچتا ہی اور ہمیشہ بندہ مین ہوا ے نفس کا ظہور ہوتا ہی کہ اُسکو حال
توبہ و زجر کے آثار مٹاتے ہین تا آنکہ وہ حال مستقر اور مقام ہو جاتا ہی

اور اسی طرح زہد مین کہ بندہ ہمیشہ نازل حال کے ساتھ زہد کرتا ہی یہان تک کہ
لذت ترک اشتغال دنیا اُسکو دکھلاتا ہی اور اُسے دنیا کی طرف متوجہ ہونے کو قبیح
کرتا ہی بعد ازان اُسکے حال کا اثر حرص و شرہ نفس کی دلالت سے جو دنیا کی طرف
ہی اور دنیا کے موجودہ اشیا کے دیکھنے سے محو کر دیتا ہی تا آنکہ خدا اُسکے کرم کی امداد
اُسکا تدارک کرے تب وہ زہد کرتا ہی اور زہد اُسکا مستقر ہو جاتا ہی اور زہد
اُسکا مقام ہوا اور حال توکل کا نازل ہمیشہ اُسکے دل کے دروازہ کو کھٹکھٹاتا ہی
حتی کہ وہ متوکل ہو جاتا ہی اور ایسا ہی حال رضا کا ہی یہان تک کہ رضا پر بندہ
مطمئن اور یہ اُسکا مقام ہو جاتا ہی - اور یہان ایک لطیفہ ہی وہ یہ کہ مقام رضا
و توکل ثابت ہوتا اور حکم اُسکے بقا کا کیا جاتا ہی حالانکہ داعیہ طبع موجود ہی اور حال
رضا کی بقا کا حکم داعیہ طبع کے ساتھ نہین کیا جاتا ہی اور مثل ایک کراہت کی ہی
جسکو طبیعت کے علم سے رضی پاتا ہی مگر علم اُسکا رضا کے مقام مین حکم طبیعت کو
چھپا لیتا ہی اور طبیعت کے حکم کا ظہور کراہیت کے وجود مین جو علم کے ساتھ
پوشیدہ ہی اُسکو رضا کے مقام سے خارج نہین کرتا لیکن حال رضا حکم کرتا ہی
اسواسطے کہ حال جب مجرد موہبت ہو گیا تو داعیہ طبع کو اُسنے جلا دیا سو کہا جاتا ہی
کہ وہ کیونکر رضا مین صاحب مقام ہوگا اور اُسمین صاحب حال نہین ہی اور
حال مقدمہ مقام کا ہی اور مقام ثابت اور قائم رہتا ہی ہم کہتے ہین کہ جب مقام
کسب بندہ سے آلودہ ہو گیا تو وجود طبع کا اُسمین احتمال ہی اور جبکہ حال موہبت
من اللہ ہی تو وہ طبیعت کی آمیزش سے پاک ہی تو حال رضا سخت تر ہی اور
مقام رضا قوی تر متمکن ہی اور مقامات کے لیے ضرور ہی کہ احوال زائد ہون

پس کوئی مقام نہیں ہے الا بعد سابقہ حال کے اور نہ مقامات کے لیے تفرد اور
یگانگی بدون سابقہ احوال کے ہے- اور بہت احوال سوا انکا یہ حال ہے کہ بعضے
اُنہیں سے وہ ہیں جو مقام ہو جاتے ہیں اور بعضے ایسے ہیں جو مقام نہیں ہوتے
اور سِر اسمیں یہ ہے جو ہم نے ذکر کیا ہے کہ کسب مقام میں ظاہر ہے اور موہبت اُسمیں
پوشیدہ اور حال میں موہبت ظاہر اور کسب باطن ہے اور جہانکہ احوال میں موہبت
غالب ہے تو وہ مقید نہیں اور احوال اس درجہ کو پہونچتا ہے کہ اُسکے لیے انتہا
نہیں ہے اور احوال سینہ کا لطف یہ ہے کہ وہ مقام ہو جائے اور مقدورات
حق غیر متناہی اور اُسکے مواہب غیر متناہی ہیں اور اسی واسطے بعض حضرات
نے کہا ہے کہ اگر میں روحانیت عیسیٰ اور مکالمہ موسیٰ اور خلت ابراہیم علیہم السلام
عطا کیا جاتا تو میں اسکے سوا اور کچھ مانگتا اسواسطے کہ عطیات الٰہی بے شمار
ہیں اور یہ انبیا کے احوال ہیں اور اولیا کو عطا نہیں ہوتے مگر یہ ایک اشارہ
کہنے والے کی طرف سے ہمیشہ کی تاکنا اور طلبگاری اور عدم قناعت
کی طرف ہے اُس مرتبہ کے ساتھ جسمیں وہ حق تعالیٰ کے طرف سے ہے اس واسطے
کہ سرور پیغمبران صلوات اللہ علیہ وسلامہ نے بے قناعتی پر آگاہ کر دیا اور طلب
اور خواہش نزول برکت مزید کا دروازہ اپنے اس قول سے کھول دیا ہے جس کسی
دن کہ میں اُسمیں ترقی علم نہ کروں تو میرے لیے اُس دن کی صبح میں برکت نہیں
دی گئی اور اب اس دعا میں صلی اللہ علیہ وسلم اللھم انی اسئلک ایمانا و صحت فیہ
علما و علما تبلغنی الیک و اغننی من خیر ما عندک احدا من عبادک و خیرات تعطیہ احدا
من خلقک فانا راغب الیک و سائلک ایاہ - تو جان لینا چاہیے کہ مواہب

الٰہی بے شمار ہیں اور احوال مواہب ہیں اور وہ ملے ہوئے ہیں اُن مکاسب سے جو بہت ہیں خوبی سمندر کو انکے تمام ہونے سے پہلے تمام کر دے اور ایک بابیجی اعداد اُسکے شمار سے پہلے تمام ہوں اور اللہ تعالیٰ نعمت دینے والا اور عطا کرنے والا ہے

باب چھپنوان مقامات کی طرف بطور اختصار و بیان کے اشارات میں ہے

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کہا نبی علیہ السلام کے پاس ایک شخص آیا اور کہا یا رسول اللہ میں ایک شخص دراز لسان ہوں اور اکثر اپنی اہل خانہ پر زبان درازی کرتا ہوں تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو استغفار سے کہاں ہے اسواسطے کہ میں اللہ سے ایک دن رات میں سو بار استغفار کرتا ہوں۔ اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے دوسری حدیث میں روایت ہے کہ میں اللہ سے استغفار اور اسکی طرف توبہ ہر روز سو دفعہ کرتا ہوں۔ اور اغر سے روایت ہے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تحقیق میرے قلب پر بادل چھایا جاتا ہے سو میں اللہ سے دن بھر میں استغفار کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وتوبوا الی اللہ جمیعا ایہا المؤمنون لعلکم تفلحون۔ یعنی رجوع کرو تم طرف اللہ تعالیٰ کے سب اے مومنو شاید کہ تم فائدہ کو پہنچو۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ان اللہ یحب التوابین یعنی البتہ اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے یا ایہا الذین آمنوا توبوا الی اللہ توبۃ نصوحا یعنی اے ایمان والو توبہ کرو تم طرف اللہ تعالیٰ کے توبہ خالص۔ توبہ پہلا مقام ہے اور توبہ ہر مقام و نیز ہر حال کی جڑ ہے اور وہ اول سب مقامات سے ہے

اور وہ زمین کی مثال دیوار کے لیے ہی سو جسکے پاس زمین نہین ہی تو اُسکے پاس
دیوار نہین ہو اور جسکے پاس توبہ نہین ہی اُسکو نہ کوئی حال ہی اور نہ کوئی مقام ہی
اور مین نے بقدر اپنے علم اور مقدار وسعت اور جہد کے تمام مقامات اور احوال
اور اُنکے ثمرات کو غور سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ تین چیزین اُنکو جامع ہین بعد ازان
کہ ایمان اور اُسکے عقود و شروط کی صحت ہو سو وہ ایمان سمیت چار ہین پھر اُنکو
ولادت معنوی حقیقی کے زیادہ مین اُن چار طبائع کے مطابق پایا جنکو اللہ تعالی
نے اپنی سنت جاری کے ساتھ ولادت طبعی کے لیے مقید بنایا اور جو کوئی
ان چارون کے حقائق سے متحقق ہوگا وہ آسمانون کے مقام ملکوت مین داخل
ہو اور مکاشفہ بقدر درجات کا اُسے حاصل ہو اور اُسکو ایک ذوق اور فہم کلمات
الٰہی کا ہوگا جو نازل ہوئے ہین اور تمام احوال اور مقامات سے بہرہ ور ہوگا
سو وہ سب تمام و کمال انھین چارون سے ظاہر اور انھین سے موجود ہوکر
ہوئے ہین سو ایمان کے بعد اُن تینون مین سے ایک تو توبہ نصوح ہی اور دوم
زہد دنیا اور سوم مقام عبودیت کی تحقیق و دوام عمل کے ساتھ اللہ کے واسطے ظاہر
مین اور باطن مین اُن اعمال سے جو دلی اور جسمانی ہون بدون اسکے کہ کسی طرح
کا فتور و قصور ہو بعد اسکے ان چارون کی تکمیل کے لیے استعانت دوسری
چار چیزون سے کیجائے جن سے اُنکی تمامی اور قوام ہی اور وہ یہ ہین قلت کلام
و قلت طعام و قلت منام و لوگون سے علیحدہ رہنا اور علماے زاہد اور
مشائخ نے پھر اتفاق کیا ہی کہ ان چارون سے مقامات مستقر اور احوال مستقیم
ہوتے ہین اور انھین کے ذریعے سے تائید الٰہی اور اُسکے حسن توفیق سے ابدال

ہوگئے اور بیان واضح کے ساتھ ہم کہتے ہین کہ تمام مقامات محققین کی صحت
کے اندر مندرج ہین اور جو اُن سے کامیاب ہوا وہ سب مقامات مین کامیاب
ہوا انہین سے اول بعد ایمان کے توبہ ہی اور وہ اپنی صحت کی ابتدا مین احوال
کی محتاج ہی اور جب وہ صحیح ہوگئی تو مقامات اور احوال پر مشتمل ہوگی اور اُسکے
آغاز مین زاجر کا ہونا ضرور ہی اور وجدان زاجر کا ایک حال ہی اسواسطے کہ وہ
ایک بخشش اللہ تعالی کی طرف سے اس بنا پر کہ یہ بات ثابت ہی کہ احوال مواہب
اور عطیات ہین اور حال زجر توبہ کی کنجی اور اسکا مبدا ہی۔ ایک شخص نے بشر
حافی سے کہا کیا ہی کہ مین تجھے اندوہگین دیکھتا ہون کہا سبب یہ ہی کہ مین
گمراہ مطلوب ہون رستہ مین نے مفقود اور گم کر دیا اور مین اسکا مطلوب ہون
اور جو یہ ظاہر ہو تا کہ مقصد کی طرف رستہ کہان ہی تو مین طلب کرتا لیکن غفلت
کی غنودگی نے آن لیا ہی اور مجھے اس سے رہائی نہین ہی کہ مین زجر کیا جاؤن اور
مجھ پر زجر کا اثر پڑے۔ اور اصمعی نے کہا مین نے ایک اعرابی کو بصرہ مین دیکھا
کہ وہ آنکھون کی بیماری کا شاکی تھا اور پانی آنکھ سے بہتا تھا سو مین نے
اس سے کہا کیون اپنی آنکھین نہین پونچھتا تو کہا اسواسطے کہ طبیب نے
مجھے زجر کیا ہی اور خیر اس شخص مین نہین ہی جو مشہور ہو پس باطن مین زاجر
حال ہی کہ اللہ تعالی عطا کرتا ہی اور تائب کو اسکی موجودگی سے چارہ نہین ہی
پھر ازجار کے بعد بندہ انتباہ کا حال پاتا ہی۔ بعضے علما نے کہا ہی کہ جس نے
حوادث کے مطالعہ کو اپنے ذمہ لازم کر لیا تو وہ آگاہ ہوا۔ ابو یزید بسطامی رحمہ اللہ نے
کہا ہی کہ علامت انتباہ کی پانچ ہین جب وہ اپنے نفس کو یاد کرے تو محتاجی اور درویشی

کرے اور جب وہ اپنے گناہوں کو یاد کرے تو استغفار کرے اور جب دنیا یاد آوے
تو عبرت حاصل کرے اور جب آخرت کو یاد کرے تو خوش ہو اور جب مولی یاد آوے
تو افتخار کرے۔ اور بعض علما نے کہا ہی کہ انتباہ اور بیداری ولا انتہائے خیر کا آغاز ہی
جبکہ بندہ اپنے خواب غفلت سے چونکے تو یہ چونکا ہٹ اسکو بیداری تک پہونچاتی ہی
اور جب وہ بیدار ہوا تو اسکو بیداری طلب سیدہے طریق پر لازم کرتی ہی پھر وہ طلب
کرتا ہی اور جبکہ اُسنے طلب کی جا نا جاتا ہی کہ پھر سبیل حق پر ہی پھر وہ حق کو طلب کرتا ہی
اور در توبہ کی جانب پھرتا ہی بعد ازان اُسکے انتباہ سے حال بیداری عطا ہوتا ہی
فارس کا قول ہی کہ سب احوال ادنی اور اصل بیداری اور اعتبار ہی۔ اور بعضون نے
کہا ہی کہ بیداری خطرات کا بعد مشاہدہ سبیل نجات کے ظاہر ہوتا ہی۔ اور بعض نے
کہا جب بیداری پوری اور صحیح ہو گئی تو بیدار آدمی طریق توبہ کی ابتدا مین ہو گا۔ اور
بعضون کا قول ہی کہ بیداری مولی کی طرف سے ڈرنے والون کے قلوب کے لیے
ایک قصد ہی جو انکو توبہ کی طلب پر راہ دکھلاتا ہی پھر جب کہ اُنکی بیداری کامل ہوتی
تو اُسکے ذریعے سے وہ مقام توبہ کو پہونچتا ہی سو یہ تین احوال ہین کہ مقدم توبہ ہین
بعد ازان توبہ اپنی استقامت مین محاسبہ کی محتاج ہی اور توبہ مستقیم بغیر محاسبہ کے
نہین ہوتی۔ امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ سے منقول ہی کہ آپنے فرمایا ہی اپنے
نفوس کا محاسبہ کرو قبل اسکے کہ تم سے حساب لیا جائے اور اُنکا وزن کرو قبل اسکے
کہ تم وزن کیے جاؤ اور اللہ تعالی کے سامنے بڑے جائزہ کے لیے آراستہ رہو جس
دن کہ تم عرض کیے جاؤ گے کوئی پوشیدہ بات تم سے چھپی نہ رہے گی پس محاسبہ حفظ
انفاس و ضبط حواس اور رعایت اوقات اور ایثار مہمات کے ذریعہ سے ہوتا ہی

اور بندہ جانتا ہی کہ اللہ تعالی نے ہمپر رات دن مین پانچ نمازین اپنی رحمت سے
واجب کی ہین اسوجہ سے کہ حق سبحانہ وتعالی اپنے بندہ کو جانتا ہی اور بندہ پر
غفلت غالب ہی تاکہ ہوی اسکو اپنا غلام نہ بنالے اور دنیا اسکو بردہ اپنا نہ
کرے پس پانچون وقت کی نماز ایک زنجیر ہی کہ نفوس کو حق عبودیت کے ادا کے
لیے مقامات عبودیت کی طرف کھینچتی ہی اور بندہ حسن محاسبہ سے کہ ہمت اپنے
نفس کی ایک نماز سے دوسری نماز تک کرتا ہی اور شیطان کے رستون کو حسن
محاسبہ اور رعایت سے بند کرتا ہی اور نمازین بھی داخل ہوگی جب کہ حسن توبہ
اور استغفار کے ساتھ دل سے گرہ کو نہ کھولے اس واسطے کہ ہر ایک کلمہ اور
ہر ایک حرکت جو خلاف شرع ہو ایک ناشستہ سیاہی کا قلب مین پیدا کرتا ہی
اور ہر ایک گرہ لگتی ہی اور مثلا اتنی محاسب باطن کو نماز کے لیے آمادہ ضبط
اعضا وجوارح سے رکھتا ہی اور مقام محاسبہ کی تحقیق کرتا ہی پس جو شخص وقت اسکی
نماز مین توبہ ہوگا جو اسکے وقت جماد پر دوسری نماز تک چلتا رہے گا پھر شب
اسکی نماز خوب روشن اسکے وقت کے نور سے رہتی ہی اور اسکا وقت منور
معمور اسکی نماز کے نور سے رہتا ہی اور ایک محاسبہ کرنے والا نمازون کو ایک
کاغذ مین لکھا کرتا اور ہر ایک دو وقت نماز کے درمیان سفید جگہ چھوڑ دیتا اور جب
کبھی کوئی خطا کلمہ غیبت کی دوسرے امر سے سرزد ہوتی تو ایک خط کھینچ دیا
کرتا اور جب کبھی کوئی کلام یا حرکت بے معنی کا ارتکاب کرتا تو اسمین ایک نقطہ
سفید جگہ مین لگا دیتا تاکہ اپنے گناہ اور بے حرکات لا یعنی سے عبرت حاصل
کرے اور حسن محاسبہ کے ذریعہ سے گمراہی شیطان اور اپنے نفس امارہ سے

بوجہ مقام صدق ہو اسے حسن اعتقاد ہیں اور رعایت حرص کے جو اسے مقام
عباد کی تحقیق پر مجھے تنگ کرتا تھا اور یہ مقام محاسبہ اور نگہداشت کا ہے کہ ضرورت
صحت توبہ سے واجب ہوتا ہے۔ جنید کا قول ہے کہ جس شخص کی نگہداشت اچھی
ہوگی اسکی ولایت ہمیشہ کو رہیگی۔ اور واسطی سے پوچھا کہ اعمال سے کونسا عمل
افضل ہے کہا صبر اور محاسبہ کی نگہداشت ظاہر میں اور مراقبہ کی باطن میں
اور ایک دوسرے کمال کو پہونچاتا ہے اور ان دونوں سے توبہ تمام ہوتی ہے
اور مراقبہ اور نگہداشت دو حال شریف ہیں اور وہ دونوں مقام شریف
ہو جاتے ہیں کہ وہ صحیح مقام توبہ کی صحت سے ہوتے ہیں اور توبہ تمام حال
انکے ذریعہ سے ہو جاتی ہے پس محاسبہ اور مراقبہ اور رعایت مقام توبہ کی ضرورت
سے ہے۔ حسن قادسی نے کہا کہ میں نے جریری کو سنا ہے کہ کہتا تھا ہمارا یہ امر
دو فصل پر ہے ایک اور وہ یہ ہے کہ تو اللہ تعالیٰ کے واسطے اپنے نفس پر مراقبہ کو
لازم پکڑے اور علم تیرے ظاہر پر قائم ہو۔ اور بعض نے کہا ہے کہ مراقبہ مراعات اور
نگہداشت سر کی ملاحظہ غیب کے لیے ہر ایک نظر اور لفظ میں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے
فرمایا ہے افمن ہو قائم علی کل نفس بما کسبت یعنی کیا اچھا وہ شخص کہ جو قائم ہو
اور نفس کے ساتھ اس چیز کے کہ اسنے کمایا اور یہی علم قیام ہے اور اسی سے
علم حال اور معرفت زیادت و نقصان پورا ہوتا ہے اور وہ یہ ہے کہ بندہ معیار
اپنے حال کی جانے جو اسکے اور اللہ کے درمیان ہے اور یہ سب کچھ صحت
توبہ کے لازم ہے اور صحت توبہ انکی لازم ہے اسواسطے کہ خواطر عزائم اور
قصدوں کے مقدمات ہیں اور عزائم اعمال کے مقدمات ہیں اسواسطے

لہ خواطر ہوت اور تحقیق ارادہ قلب ہی اور قلب اعضا کا حاکم ہی اور اعضا
جنبش نہیں کرتے مگر اسوقت کہ قلب ارادہ کے ساتھ جنبش کرے اور مراقبہ
سے خاطر ردی کے مادے منقطع ہوتے ہیں تو مراقبہ کی تکمیل سے توبہ کی تکمیل
ہوگئی اسواسطے کہ جسنے خواطر کو روکا تو وہ اعضا و جوارح کے احتیاج کو کافی ہی
اسواسطے کہ مراقبہ نے مکروہات کے ارادہ کی رگیں قلب سے جڑ سمیت اکھڑ
جاتی ہیں اور محاسبہ سے تدارک اسکا ہوتا ہی جو مراقبہ سے اچٹ کر گرتا ہی
ابو عثمان سے منقول ہی کہ وہ کہتا تھا جو چیزیں انسان کو اس طریق میں لازم
ہیں انہیں افضل محاسبہ ہی اور مراقبہ اور عمل کی سیاست علم سے ہی اور جب کہ
توبہ صحیح ہوگی تو انابت یعنی رجوع الی اللہ صحیح ہوگی - ابراہیم ابن ادہم نے
کہا ہی جب کہ بندہ اپنی توبہ میں سچا ہوتا ہی تو وہ منیب ہو جاتا ہی اسواسطے
کہ انابت دوسرا درجہ توبہ کا ہی - اور ابو سعید قرشی نے کہا ہی کہ منیب وہ
شخص ہی کہ جو بازگشت کرنے والا اللہ کی طرف ہر ایک شے سے ہو کر اسکو
اللہ تعالی سے غافل کرے اور بعض علما نے کہا ہی کہ انابت رجوع اور بازگشت
اس سے اسی کی طرف ہی نہ کسی دوسری شے سے جو اسکے غیر ہی پس جس شخص
نے اسکے غیر سے اسکی طرف رجوع کی تو اسنے انابت کے طرفین سے ایک
طرف کو تباہ اور ضائع کیا اور فی الحقیقت منیب وہ شخص ہی جسکا مرجع اسکے
سوا نہو پس اسکی طرف اسکی رجوع سے پھرتا ہی بعد ازاں اسکی رجوع کی رجوع سے
رجوع کرتا ہی سو ایک پیکر باقی رہ جاتا ہی جسکا کوئی وصف اللہ تعالی کے ساتھ
قائم نہیں عین محو میں مستغرق ہی اور نفس کی مخالفت اور عجب

افعال کی دید اور مجاہدہ بسبب رعایت اور مراقبہ کی تحقیق سے متحقق ہوئے ہیں
ابو سلیمان نے کہا ہے کہ میں نے اپنے نفس سے کوئی نہیں اچھا جانا کہ اس سے
امید ثواب رکھوں - اور ابو عبد اللہ سنجری نے کہا جسنے کوئی چیز اپنے احوال
سے حال ارادت میں اچھی جانی اسپر ارادت اسکی فاسد اور تباہ ہو گئی مگر یہ
کہ وہ رجوع اسکی ابتدا کی طرف کرے اور اپنے نفس کو دوبارہ ریاضت او مجاہدہ
میں ڈالے اور جس شخص نے اپنے نفس کو ان باتوں میں جو اسکے نفع و نقصان
کی ہوں میزان صدق میں نہیں تولا تو وہ مردوں کے درجہ کو نہیں پہونچا
اور افعال کے عیبوں کو دیکھنا صحت انابت کی ضرورت سے ہے اس حال میں
کہ وہ مقام توبہ کی تحقیق میں ہے اور توبہ کی استقامت بغیر صدق مجاہدہ کے
نہیں اور نہ مجاہدہ میں بندہ صادق ہے مگر جب کہ اسکو صبر حاصل ہو - اور
فضالہ ابن عبید نے روایت کی ہے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
سلم کو سنا کہ فرماتے تھے مجاہد وہ ہے جس نے جہاد اپنے نفس پر کیا اور
نہیں پورا ہوتا مگر صبر سے اور افضل سب صبروں میں صبر علی اللہ ہے کہ ہمت اور
ارادہ کو اسپر روکے اور دل سے اسکے لیے صدق مراقبہ کرے اور خطرات کے
مادوں کو بیخ و بن سے اکھیڑ ڈالے اور صبر منقسم فرض اور فضل میں ہے سو فرض
شامل اسکے کہ صبر اداے مفترضات پہ اور صبر محرمات سے ہو اور جو صبر کہ فضل
ہے ازان جملہ صبر علی الفقر ہے اور صبر جو وقت صدمہ دل اور اخفا سے
مصائب اور ترک شکوے کے ہو اور صبر اخفاے فقر پہ اور صبر اخفاے
عطا و کرامات اور مشاہدہ قدر اور آیات پر ہے اور وجوہ صبر فنا اور فنا

بہت ہیں اور خلق اللہ سے بہت لوگ ایسے ہیں جو اُن اقسام کے صبر کے ساتھ قائم رہتے ہیں اور صبر علی اللہ سے صحت مراقبہ اور نگہداشت اور نفی خواطر کے لزوم کے ساتھ تنگ آتے ہیں تو اب حقیقت صبر کی توبہ میں ایسی ہی موجود ہے جیسے توبہ میں مراقبہ حاصل ہے اور صبر اہل یقین کے بزرگ ترین مقامات سے ہے اور حقیقت توبہ میں داخل ہے۔ بعضے علما نے کہا ہے کہ کون شے افضل صبر سے ہے اور بہتر اُس سے اُسکا ذکر اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں کچھ اوپر نوّے جگہ فرمایا ہے اور کسی شے کا ذکر اس عدد کے ساتھ نہیں کیا اور صحت توبہ حاوی مقام صبر کو ساتھ اُسکے شرف کے ہے اور صبر میں سے ایک صبر نعمت پر ہے اور وہ یہ ہے کہ نعمت کو معصیت الٰہی میں صرف نہ کرے اور یہ بھی صحت توبہ میں داخل ہے۔ اور سہل بن عبد اللہ کہا کرتے کہ صبر عافیت صبر علی البلا سے سخت تر ہے۔ اور بعضے صحابہ سے مروی ہے کہ ہم سختی اور گزند میں آزمائے گئے تو ہم نے صبر کیا اور ہم نفع کے ساتھ امتحان کیے گئے اور ہم نے صبر نہ کیا اور صبر کے اندر وہ نگہداشت رہتی ہے اسکی جو رضا و غضب میں ہو اور صبر لوگوں کی توہین اور صبر گمنامی پر اور تواضع اور ذلت زہد میں داخل ہیں اگرچہ توبہ میں داخل ہوں۔ اور صبر کی حقیقت نفس کی طمانینت سے ظاہر ہوتی ہے اور طمانینت اُسکی اُسکے تزکیہ سے ہے اور تزکیہ اُسکا توبہ سے ہے سو جب نفس توبہ نصوح سے پاک ہوا تو اُسکی طبعی بدخوئی زائل ہو گئی اور بے صبری اور انکار و سرکشی کی طلب نفس کی بدخوئی سے ہے اور توبہ نصوح نفس کو ملائم کرتی ہے اور اُسکو لطف اور بدخلقی سے نرمی کی طرف نکال لاتی ہے اسواسطے کہ محاسبہ اور

مراقبہ سے نفس صفائی پاتا ہے اور اُسکی آتش جو متابعت نفس سے بھڑکتی ہے بجھ جاتی ہے اور نفس اپنی طمانینت کے ساتھ محل رضا اور مقام رضا کو پہونچتا ہے اور قضا و قدر کے مقام جریان میں تسلی اور اطمینان پاتا ہے - ابو عبد اللہ بناجی نے کہا ہے کہ اللہ کے بندے ایسے بہت ہیں جو صبر کرنے سے شرماتے ہیں اور مقدرات الٰہی کے مواقع کو چھپ رہے لیتے ہیں - اور عمر بن عبد العزیز کہا کرتے کہ صبح مجھے ہوئی اور مجھے کوئی خوشی بجز مواقع قضا کے نہیں ہے - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا ابن عباس سے جب کہ آپ وصیت کرتے تھے کہ اللہ کے واسطے یقین کے ساتھ رضا میں عمل کر پھر اگر یہ نہو تو صبر میں بڑی خیریت اور بھلائی ہے - اور حدیث میں وارد ہی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ بہترین بخشش جو آدمی کو عطا کی گئی وہ رضامندی اُسپر ہے جو اللہ تعالی نے اسکی قسمت میں رکھا ہے سو فضیلت رضا میں اخبار اور آثار اور حکایات اسقدر ہیں کہ شمار میں نہیں آتے اور رضا توبہ خالص کا ثمرہ ہے اور کوئی بندہ رضا سے نہیں پھرتا الا جبکہ توبۂ نصوح سے پھر جائے تو اب توبۂ نصوح میں حال صبر اور مقام صبر اور حال رضا و مقام رضا سب جمع ہیں اور خوف اور رجا دو مقام مقامات اہل یقین سے شریف ہیں اور وہ دونوں توبۂ نصوح کی پشت میں ہیں اس واسطے کہ اُسکے خوف نے توبہ پر اُسے برانگیختہ کیا ہے اور اگر اسکا خوف نہوتا تو وہ توبہ نہ کرتا اور اگر اُسکی رجا نہوتی تو وہ خوف نہ کرتا پس رجا اور خوف قلب مومن میں ایک دوسرے کو لازم ہیں اور تائب مستقیم کے لیے خوف و رجا توبہ میں معتدل ہوجاتے ہیں - جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

ایک شخص کے پاس گئے اور وہ حالت نزع مین تھا آپ نے فرمایا تو اپنے تئین
کیسا پاتا ہی کہا کہ مین اپنے تئین پاتا ہون کہ اپنے گناہون سے ڈرتا ہون اور
اپنے پروردگار کی رحمت کی امید رکھتا ہون تو آپ نے فرمایا کہ اس موقع پر
کسی بندہ کے قلب مین یہ دونون خوف ورجا نہین جمع ہوتے مگر یہ کہ اللہ تعالی
نے اُسے عطا کیا جسکی امید اُسنے کی اور اُسکو پناہ اُس سے دی اُن چیزون
سے کہ جن سے وہ ڈرتا ہی اور اس قول اللہ تعالی کی تفسیر مین آیا ہی ولا تلقوا
بایدیکم الی التہلکۃ کہ وہ بندہ ہی جو گناہ کبیرہ کا ارتکاب کرے بعد ازان کہے کہ
مین ہلاک ہو گیا کوئی عمل مجھے فائدہ نہین کرتا پس تائب نے خوف کیا پھر توبہ کی
اور مغفرت اور بخشش کی رجا اور امید کی اور تائب تائب نہین ہوتا مگر اُس
وقت کہ وہ ڈرتا اور امید کرتا ہو اور اسکے بعد تائب نے جبکہ اعضا وجوارح کو
مکروہات سے روکا اور اللہ کی نعمتون سے طاعت الٰہی پر مدد مانگی تو حقیقت مین
اُسنے نعمت الٰہی کا شکر ادا کیا اسواسطے کہ ہر ایک عضو اعضا سے ایک نعمت ہی اور
شکر اُسکا معصیت سے اُسکا روکنا اور طاعت مین اُسکا استعمال کرنا ہی اور نعمت
کا شکر گذار کرن ہی جو تائب مستقیم کے بعد کہ ہو سو جب کہ مقام توبہ مین یہ سب
مقامات جمع ہو گئے تو مقام توبہ مین حال زجر اور حال انتباہ اور حال تیقظ اور
مخالفت نفس اور تقوے اور مجاہدہ اور عیوب افعال کی دید و انابت و
صبر و رضا و محاسبہ و مراقبہ اور رعایت و شکر و خوف و رجا سب فراہم آ گئے
اور جب کہ توبہ نصوح صحیح ہو گئی اور نفس پاکیزہ ہو گیا تو آئینۂ دل روشن
ہوا اور دنیا کی جدائی اسمین کھل گئی تو زہد حاصل ہوگا اور زہد مین توکل

متحقق ہوگا اسواسطے کہ موجود میں بے رغبتی اُسی وقت ہوتی ہے جب کہ اُسے
اعتماد رشئ مفقودہ پر ہو اور اللہ تعالیٰ کے وعدہ کے ساتھ قرار پاوے اور
یہ عین توکل ہے اور جسقدر کہ بندہ میں بقیہ کل مقامات کے متحقق بعد تو یہ رہ گیا تو دنیا
کے زہد سے اُسکا تدارک ہو جاتا ہے اور وہ چار چیزوں میں کی تیسری چیز ہے عبد اللہ
بن بریدہ سے روایت ہے کہا آئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک سفر سے
سو زیارت شروع فاطمہ رضی اللہ عنہا سے کی سو دیکھا اُسے کہ گھر میں ایک
پردہ لٹکا یا تھا اور کنگن ہاتھوں میں تھے جب آپ نے یہ دیکھا تو اُلٹے پھر
آئے اور گھر کے اندر نہ گئے پھر آپ بیٹھے او منبر میں کر بیٹھنے لگے اور فرماتے تھے
مجھے دنیا سے کیا کام ہے مجھے دنیا سے کیا کام ہے سو فاطمہؓ نے دیکھا کہ آپ
اُٹھے پردہ کے سبب واپس چلے گئے تب وہ پردہ اور کنگن لے کر بلال کے ہاتھوں
بھیجا اور اُس سے کہا لے جا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور آپ سے
عرض کر کہ میں نے اُسے صدقہ کیا اور جہاں آپ چاہیں وہاں رکھیں سو بلال
حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر آئے اور عرض کی کہ فاطمہ نے
کہا ہے میں نے اسے صدقہ کیا جہاں آپ چاہیں اُسے رکھیں اُسپر حضرت نبی
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بابی وامی قد فعلت بابی وامی قد فعلت اذہب
فبعہ یعنی مجھے ماں باپ کی قسم ہے کہ بیشک اُسنے خیرات کی ہے جا اور اسے بیچ ڈال
اور بعضوں نے کہا ہے اس آیت کی تفسیر میں انا جعلنا ما علی الارض زینۃ لہا لنبلوہم
ایہم احسن عملا یعنی البتہ ہم نے کیا جو کچھ کہ او پر زمین کے ہے وہ زمین کے واسطے
زینت ہے البتہ ہم اُنکو آزماتے ہیں کہ کون اُنمیں کا اچھے عمل کا ہے مراد

اس سے دنیا مین زہد یعنے بے رغبتی ہی - امیر المومنین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے لوگون نے سوال کیا کہ زہد کیا چیز ہی آپ نے فرمایا کہ وہ یہ ہی کہ تو پروا اسکی نہ کرے کہ دنیا کو جسنے کہا یا وہ مومن تھا یا کافر تھا - اور شبلی رح سے زہد کا سوال کیا تو کہا افسوس پریشہ کی کیا مقدار ہی جسمین کوئی زہد کرے - اور ابو بکر واسطی نے کہا کب تک گھوڑے کے چھوڑنے کے ساتھ تو حملہ کرے گا اور کب تک روگردانی کا ارادہ ان چیزون سے کرے گا جنکا وزن اللہ تعالیٰ کے نزدیک پریشہ کے برابر نہین ہی پس جب کہ بندہ کا زہد صحیح ہوا توکل بھی اسکا صحیح ہوگیا اسواسطے کہ اسکے صدق توکل نے اسے قادر کر دیا ہی اسپر کہ موجود اشیا مین وہ رغبت کم کرے پس جو شخص کہ توبہ مین مستقیم ہوا اور دنیا مین اسنے بے رغبتی کی اور ان دونون مقامات کو ثابت اور متحقق کیا تو اسنے تمام مقامات کو پورا حاصل کیا اور تینون مین متمکن اور انکے ساتھ متحقق ہوا اور توبہ کے مراقبہ کے ساتھ ترتیب اور ایک کا دوسرے کے ساتھ ارتباط یہ ہی کہ بندہ توبہ کرے پھر توبہ مین مستقیم ہو جائے یہان تک کہ اسکے ذمہ بائین طرف کا فرشتہ کچھ نہ لکھے بعد ازان جب کہ معصیت سے جوارح کو پاک کر چکے تو اس سے ترقی اسپر کرے کہ جوارح کو لا یعنی باتون سے پاک کرے اور اسوقت نہ کوئی کلمہ فضول کہے اور نہ کوئی فضول کرے وزان بعد رعایت اور محاسبہ کے لیے ظاہر سے باطن کی طرف جاوے اور مراقبہ باطن پر غالب آوے اور وہ یہ ہے کہ اپنے باطن سے گناہ کے خطرے اسکے بعد خطرات فضول کے دور کرنے کے علم قیام کے ساتھ متحقق ہوتا ہی - پھر جب کہ رعایت خطرات پر متمکن ہوا تو ارکان وجود سے

کی مخالفت سے محفوظ رہنا اور توبہ اسکی مستقیم ہوتی۔ خدائے تعالی نے اپنے
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا ہے کہ فاستقم کما امرت یعنی تو مستقیم ہو جیسا کہ تو
حکم کیا گیا ہے اور جسنے ساتھ تیرے توبہ کی اللہ تعالی نے نبی علیہ السلام کو توبہ میں
استقامت کا حکم دیا انکے لیے اور انکے پیرووں اور انکی امت کے لیے حکم دیا
اور بعضوں نے کہا ہے کہ مرید مرید نہیں ہوتا تا آنکہ بائیں طرف کا فرشتہ بیس
سال اسکے ذمہ کوئی چیز نہ لکھے اور اس سے وجود عصمت لازم نہیں آتی بلکہ سچا
توبہ کرنے والا شاذ و نادر جب کسی گناہ میں مبتلا ہو جائے تو اسکے باطن سے
گناہ کا نشان تھوڑی دیر میں مٹ جاتا ہے اسواسطے کہ آتش ندامت انکے باطن
میں موجود ہے اور ندامت توبہ ہے تو بائیں طرف کا فرشتہ کوئی چیز اسکے ذمہ
نہیں لکھتا اور جب کہ توبہ نصوح کی اور پھر دنیا کی طرف اسنے بے رغبتی کی یہاں
تک کہ صبح کو رات کے لیے کچھ اہتمام نہیں کرتا اور نہ رات کے وقت صبح کی فکر
کرتا ہے اور نہ اسکی رائے ہے کہ کچھ ذخیرہ جمع کرے اور نہ کسی ارادہ کا تعلق اسے
دوسرے دن کے لیے ہے تو بیشک اسنے اس زہد اور فقر کا اجتماع کر دیا اور
زہد فقر سے افضل ہے اور وہ فقر ہے اور بیشی ہے اسواسطے کہ فقیر مجبوراً کوئی شی
نہیں رکھتا اور زاہد مختارانہ تارک ہر شی کا ہے اور زہد اسکا توکل کو اسکے
ثابت کرتا ہے اور توکل اسکا اسکی رضا ثابت کرتا ہے اور رضا اسکے صبر کو اور
صبر اسکا حبس نفس اور صدق مجاہدہ کو ثابت کرتا ہے اور اللہ کے لیے
حبس نفس اسکے خوف کو اور خوف اسکا اسکی رجا کو متحقق کرتا ہے اور زہد و
توبہ سے کل مقامات جمع ہو جاتے ہیں اور جب کہ زہد و توبہ ایمان کی صحت

اور جبکہ عقود و شروط کے ساتھ یکجا ہو گی تو یہ تینوں حاجت مند چوتھی چیز کے
ہوں جسکے ساتھ ان سب کی تکمیل ہے اور وہ دوام عمل ہے سو اسلئے کہ احوال
عالیہ سے بعض ان میں سے منکشف ہوتے ہیں اور بعض احوال کا ظہور آنا
چوتھی کے وجود پر جو دوام عمل ہے منحصر ہے اور بہت سے زاہد جو زہد کے ساتھ
متحقق اور توبہ میں مستقیم ہیں اکثر احوال عالیہ سے بیٹھ گئے ہیں اس سبب
سے کہ وہ اس چوتھی سے بیٹھ گئے اور دنیا میں زہد سے کوئی مقصود اسکے
سوا نہیں ہے کہ نہایت فراغ حاصل ہو جس سے مدد دوام عمل قلب کی طلب
کی جاتی ہے اور عمل اسلئے ہے کہ بندہ ہمیشہ ذکر کرے یا تلاوت کرے یا نماز یا
مراقبہ کرتا ہے کہ اس سے کوئی شی چیز اجنبی بشری علیحدہ نہ کرے یا کوئی
ضرورت ایسی بشری جس سے چارہ نہیں پھر جب کہ عمل قلبی قلب پر استیلا
پاوے اس شغل کے ساتھ کہ اسکی طرف علم بشری پہونچا دیا ہے تو باطن
اسکا عمل سے پراگندہ نہ ہوگا پھر جبکہ زہد و تقوی کے ساتھ مشغول دوام عمل کے
ہوگا تو بہ راستہ فضل اور بہ پیچ وقت میں مقرون بعبدیت کامل ہو گئی - ابو بکر
وراق نے کہا ہے کہ جو شخص عبودیت کے احاطہ سے نکل جاوے اسکے ساتھ معاملہ
دنیا والے جو غلام کو پیش آتے ہیں - اور سہل بن عبد اللہ تستری سے سوال کیا گیا
کہ وہ کونسی منزلت ہے کہ بندہ اسکے ساتھ قیام کرے تو عبودیت کے مقام
میں کھڑا ہو گیا جب کہ تدبیر اور اختیار کو چھوڑ دے جب کہ بندہ توبہ اور زہد اور
دوام عمل اللہ کے ساتھ متحقق ہو تو اسکا وقت موجود وقت بندہ سے مستغنی کر دیتا ہے
اور وہ اس مقام کو پہونچتا ہے جسمیں تدبیر اور اختیار کا ترک ہے بعد ازاں اسمیں

کو پہونچتا ہی کہ وہ اختیار کا مالک ہو اور اختیار اُسکا اختیار اللہ تعالی سے
ہوجاتا ہی کہ ہویٰ اُسکی زائل ہو گئی اور مادۂ جہل اُسکے باطن سے دور اور علم اُسکو نوع
ہو گیا یحییٰ بن معاذ رازی نے کہا ہی جبتک کہ بندہ تعرف اور عرفان مین متکلف
ہوتا ہی اُسے کہا جاتا ہی کہ با اختیار نہو یہانتک کہ وہ عارف ہوجائے اور جب
اُسے معرفت کا حصول اور وہ خود عارف ہو گیا تو اُسے کہا جاتا ہی کہ چاہے تو صاحب
اختیار ہو اور چاہے بے اختیار ہو اسواسطے کہ تو اگر صاحب اختیار ہوگا تو ہمارے
اختیار سے مختار ہوا اور جو ترک اختیار کیا تو ہمارے اختیار سے تونے ترک اختیار
کیا پس درحقیقت تو اختیار اور ترک اختیار مین ہمارے ساتھ ہی اور بندہ اس
مقام عالی اور بیس نادر الوجود حال کے ساتھ جو غایت اور نہایت ہی اور وہ یہ ہی کہ
ترک تدبیر اور اختیار سے نکل جانے کے بعد مالک اختیار ہوجائے متحقق نہین ہوتا مگر
اُس حالت مین کہ ان چارون کو جنکا ہم نے بیان کیا ہی خوب مضبوط اور مستحکم
نہ کرے اسواسطے کہ ترک تدبیر فنا ہی اور تدبیر اختیار کا مالک ہونا اللہ تعالی کی
طرف سے اپنے بندہ کے لیے ہی اور اُسکو اختیار کی طرف پھیرنا تصرف بالحق ہی اور
وہی مقام بقا ہی اور وہ نکل آنا اس وجود سے ہی جو بندہ کے ساتھ تھا اور اُس وجود
کی طرف چلے آنا جو حق کے ساتھ ہوجاتا ہی اور یہ وہ بندہ ہی جسمین ایک ذرہ بھی
کج روی سے باقی نہ رہا اور عبودیت مین اُسکا ظاہر اور باطن مستقیم ہو گیا اور علم و عمل
نے اُسکے ظاہر اور باطن کو آباد کر دیا اور بارگاہ قرب الہی مین اللہ عزوجل کے سامنے
بالذات متوطن ہو گیا اور حالت اُسکی یہ کہ عجز و نقصان مین ہمیشہ مارے ہوئے ہی
اور اس قول رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ متحقق ہی لا تکلنی الی نفسی کہ

طرفة عين فاهلك ولا الى احد من خلقك فاضيع اكلأنى كلاءة الوليد فلا تخلنى يعنى
مت سونپ تو مجھے طرف نفس میرے کے ایک پلک مارنے تک تو مین ہلاک ہو جاؤن
اور نہ طرف کسی کے خلق اپنے سے پس مین ضائع ہون نگاہ رکھ مجھے جسطرح بچے کو
نگاہ رکھتے ہین اور نہ مجھے اکیلا مت چھوڑ

ساٹھوان باب اشارات مشائخ کے بیان مین جو ترتیب وار مقامات مین ہی

حضرات صوفیہ کا قول توبہ مین

رویم نے کہا ہی کہ توبہ کے معنی یہ ہین کہ توبہ سے توبہ کرے بعضون نے کہا ہی کہ
معنی اسکے قول رابعہ ہی استغفر اللہ العظیم من قلة صدقی فی قولی استغفر اللہ یعنی مین
بخشش مانگتا ہون اللہ بزرگ سے کمی صدق اپنے سے قول اپنے مین بخشش
مانگتا ہون حسن مغازلی سے سوال توبہ سے کیا گیا تو کہا کہ تم مجھ سے سوال توبہ
انابت کی بابت کرتے ہو یا توبہ استجابت سے اسپر سائل نے کہا کہ توبہ انابت کیا
چیز ہی تو کہا یہ ہی کہ اللہ عزوجل سے تو ڈرے اسوجہ سے کہ تیرے اوپر اسکو بسبب
قدرت ہی کہا پھر توبہ استجابت کیا ہی کہا وہ ہی کہ تو اللہ تعالی سے شرمائے اسوجہ
سے کہ اسکو تجھ سے قرب ہی اور یہ توبہ استجابت جسکا ذکر اسنے کیا جب کہ بندہ
اسکے ساتھ متحقق ہو تو وہ بسا اوقات اپنی نماز مین ہر ایک خطرہ سے جو اللہ تعالی
کے سوا نازل ہوتا ہی اس سے توبہ اور استغفار اللہ تعالی کے ساتھ کرتا ہی
اور یہ توبہ استجابت اہل قرب کی باطنون کیلیے لازم ہی جیسا کہ کہا گیا ہی مصرع
وجودک ذنب لا یقاس بہ ذنب

ترجمہ

ہستی تری گناہ ہی ایسا کہ اُسکے ساتھ	ہوتا نہین قیاس کسی بیگناہ کا

ذوالنون نے کہا ہی کہ عوام کی توبہ گناہون سے ہی اور خواص کی غفلت سے اور انبیا کی توبہ اس سے کہ وہ اپنے تئین اورون کے مراتب پر پہونچنے کے عجز سے جسکو وہ پہونچتے ہین۔ ابو محمد سہل سے سوال کیا گیا کہ ایسے شخص کے حق مین آپ کیا کہتے ہین جسنے ایک چیز سے توبہ کی اور اُسکو چھوڑ دیا بعد ازان وہ شی اُسکے دل مین مخطور ہوئی یا وہ اُسکو دیکھتا ہی یا اُسکو سنتا ہی اور حلاوت اُسکی پاتا ہی فرمایا کہ حلاوت طبیعت بشری ہی اور طبیعت سے چارہ نہین ہی اور اُسکے لیے کوئی حیلہ اسکے سوا نہین ہی کہ وہ اپنے قلب کو اپنے مالک کی طرف گلہ کے ساتھ رجوع کرے اور اُسکو اپنے قلب کے ساتھ انکار کرے اور اپنے نفس پر انکار لازم کرے اور اُس سے علیحدہ ہو اور اللہ تعالی سے دعا مانگے کہ اُسکو بھلا دے دوسری چیز اُسکے ذکر اور طاعت سے جو ہی کہا اور اگر ایک لمحہ انکار سے غافل ہوا تو مجھے ڈر ہی کہ وہ محفوظ نہ رہے اور حلاوت کا عمل اُسکے قلب مین ہو لیکن حلاوت پانے پر وہ قلب پر انکار لازم کرے اور غمگین ہو تو یہ اُس شخص کو ضرر نہ پہونچائے گا۔ اور یہ جو سہل نے کہا ہی ایک طالب صادق کے لیے جو اپنی توبہ کی صحت چاہتا ہو کافی اور وافی ہی۔ اور جو عارف کہ قوی حال ہی وہ اپنے باطن سے حلاوت کے دور کرنے پر متمکن ہی اور یہ اسپر آسان ہی اور اُسکی سہولت کے اسباب عارفون کے لیے انواع و اقسام کے ہین وہ حال یہ ہی کہ جسکے قلب مین خاص اللہ کی محبت کی حلاوت بیٹھ گئی جو صفائی منشا ہو وہ اور یقین خاص سے ہو

تو پھر کونسی حلاوت ہی جو اُسکے قلب میں باقی رہیگی اور یہ ہوئی کفارہ اسی پر کہ جب اُسی کا کفارہ نہیں ہی اور توبہ کی بابت سوال ہوا تو کہا کہ توبہ بازگشت ہر ایک شی سے ہی جسکو علم نے برا کہا اُس شی کی طرف جسکے علم نے تعریف کی اور یہ ایک وصف ہی جو ظاہر اور باطن کو شامل ہی اُس شخص کے لیے جو علم صریح سے کشف دیا گیا اسواسطے کہ علم کے ساتھ جہل کو بقا نہیں جسطرح کہ آفتاب نکلنے پر رات کو بقا نہیں ہی اگرچہ تعریف جمیع اقسام توبہ کو وصف خاص وعام کے ساتھ حاوی ہی اور یہ علم ظاہر و باطن کا ہی اسواسطے کہ ظاہر اور باطن توبہ کے اوصاف خاص وعام سے پاک اور منزہ ہوجاتا ہی۔ اور ابو الحسن نوری نے کہا ہی کہ توبہ یہ ہی کہ ہر ایک شی ماسوی اللہ سے توبہ اور بازگشت کرے

قول انکا ورع میں

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ اصل تمھارے دین کی ورع اور پرہیزگاری ہی۔ ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہر پر وضو کیا اور جبکہ آپ وضو سے فارغ ہوے تو بقیہ پانی نہر میں ڈال دیا اور فرمایا اللہ عزوجل یہ اُس قوم کو پہونچائے جو اُنکو نفع دے۔ عمر بن الخطاب نے کہا ہی کہ جسنے تقوی اختیار کیا اور ورع و پرہیزگاری تو اندوہ میں ورا نہ کیا جائے اُسکے شر اور شین ہی کہ صاحب دنیا کے لیے ذلت اُٹھائے معروف کرخی نے کہا ہی کہ تو اپنی زبان کو مدح سے محفوظ رکھ جسطرح کہ ذمّت سے بچاے رکھتا ہی

حرث بن اسد محاسبی سے منقول ہی کہ ہر آئنہ اُسکے درمیان کی اُنگلی کے کنارہ پر ایک رگ تھی کہ جب وہ ایسے کھانے کی طرف اپنا ہاتھ بڑھاتے جسمیں شبہہ ہو تو یہ رگ اُسکی پھڑکتی ہی۔ شبلی سے سوال ہوا کہ ورع کیا ہی تو کہا کہ ورع یہ ہی کہ تو اُس سے پرہیز کرے کہ تیرا دل ایک لمحہ کے لیے اللہ کی طرف متفرق اور جدا ہو۔ ابو سلیمان دارانی نے کہا ہی کہ ورع اول زہد ہی جیسا کہ قناعت ایک سر رضا کا ہی۔ اور یحییٰ بن معاذ نے کہا ہی کہ ورع یہ ہی کہ بلا تاویل علم کی حد پر متوقف اور ٹھہرا رہے۔ خواص سے پوچھا ورع کیا ہی کہا یہ ہی کہ بندہ کچھ نہ کہے بغیر حق کے خواہ راضی ہو یا غصہ میں ہو اور اُسکا اہتمام اسکے ساتھ ہو جس سے اللہ تعالیٰ راضی ہو اور ابن الجلا کہتے تھے کہ میں اُس شخص کو جانتا ہوں جو تیس برس مکہ میں رہا اور زمزم کے پانی سے نہیں پیا مگر وہی پانی جسے اپنے ڈول رسّی سے بھرا اور نہ اُس کھانے سے کھایا جو مصر سے لایا گیا۔ اور خواص کا قول ہی کہ ورع خوف کی دلیل ہی اور خوف معرفت کی دلیل ہی اور معرفت دلیل قربت ہی

قول انکا زہد میں

جنید نے کہا زہد یہ ہی کہ ہاتھ املاک سے اور دل تلاش سے خالی ہو۔ اور شبلی سے زہد کا سوال کیا گیا کہ وہ کیا ہی کہا زہد حقیقت میں کوئی شی نہیں ہی اسواسطے کہ یا تو زہد اُس چیز میں کرے گا جو اُسکے پاس نہیں ہی سو یہ زہد خود نہیں ہی یا اُسمیں زہد کرے جو اُسکے پاس ہی سو وہ کسطرح اُسمیں زہد کرے حالانکہ وہ شی اُسکے ساتھ ہی اور اُسکے پاس ہی پس زہد نہیں ہی مگر منع نفس اور بذل مواسات کہ اُن اقسام کی طرف

اشارہ کرتا ہے جو پیغمبر علیہ السلام نے سبقت کی ہے اور یہ قول اگر جاری ہوتا تو اجتہاد و کسب کے
قاعدہ کو ڈھا دیتا ہے لیکن اس سے مقصود شبلی کا یہ ہے کہ زہد کا استحقار اُن لوگوں کی
آنکھوں میں کرے جو زہد کو بڑی معتد بہ چیز جانتے ہیں تاکہ اسپر مغرور و مفتون نہ ہو جائیں
جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب تم ایک شخص کو دیکھو جسکو
دنیا میں زہد اور گویائی عطا فرمائی ہے تو اس سے قربت کرو اسواسطے کہ وہ
حکمت کو پہونچتا ہے اور حقیقت میں زاہدوں کو اللہ عز و جل نے قصہ قارون
میں علما فرمایا ہے اور کہا اللہ تعالی نے وقال الذین اوتوا العلم ویلکم ثواب اللہ خیر
یعنی اور کہا علم والوں نے افسوس ہے تم پر کہ ثواب اللہ تعالی کا بہتر ہے - اسمیں بعضوں
نے کہا ہے کہ وہ لوگ زاہد ہیں - اور سہل بن عبد اللہ نے کہا ہے کہ عقل کے لیے
ہزار اسم ہیں اور ہر ایک اسم کے لیے انمیں سے ہزار اسم ہیں اور ہر ایک اسم کا
انمیں سے اول ترک دنیا ہے - اور اس آیت کی تفسیر میں ہے وجعلنا منہم ائمۃ یہدون
بامرنا لما صبروا یعنی اور کر دیا ہم نے انکو امام ہدایت کرتے ہیں ساتھ حکم ہمارے
کے جب انھوں نے صبر کیا - کہا ہے کہ دنیا سے - اور حدیث میں آیا ہے کہ علما
پیغمبروں کے امانت دار ہیں جب کہ وہ دنیا میں در نہ آئیں پھر اگر دنیا میں داخل
ہوئے تو انسے اپنے دین پر حذر کرو - اور حدیث میں ہے کہ ہمیشہ لا الہ الا اللہ
بندوں سے خشم الہی کو دور کرتا ہے جبتک کہ وہ پروا اس چیز کی نہیں کرتے جو دنیا سے
انکو نقصان ہوا ہے اور جسوقت وہ دنیا کریں اور لا الہ الا اللہ کہیں تو
اللہ تعالے فرماتا ہے کہ تم جھوٹے ہو اسکے ساتھ تم سچے نہیں ہو - اور سہل
نے کہا ہے کہ اعمال حسنہ کل زہاد کے پلہ اور موازین میں ہیں اور زہد کا ثواب

آنکے لیے فاضلات مین ہی اور بعضون نے کہا ہی کہ جو شخص زاہد دنیا کے اسم سے موسوم ہوا تو وہ ہر آئینہ زاہد اسم محمود سے موسوم ہوا اور جو راغب دنیا کے نام سے موسوم ہوا تو زاہد اسم مذموم سے موسوم ہوا - اور زہری نے کہا ہی کہ زہد حظوظ نفسانی کا ترک دنیا و ما فیہا سب چیزون سے ہی اور اسمین سب شامل ہین جو حظوظ مالی اور جاہی ہین اور جیسے منزلت جو لوگون کے نزدیک ہی اور تعریف اور ثنا کا چاہنا ہی اسمین داخل ہی اور شبلی سے پوچھا کہ زہد کیا ہی کہا کہ زہد غفلت ہی اسواسطے کہ دنیا کوئی شی نہین ہی اور لاشی مین زہد ایک غفلت ہی - اور بعضے علما نے کہا ہی کہ جب صوفیہ نے دنیا کی حقارت دیکھی تو زہد دنیا کے اندر زہد ان لوگون نے کیا اسواسطے کہ انکے نزدیک دنیا ایک ذلیل چیز ہی - اور میرے نزدیک دنیا مین زہد اسکے سوا اور چیز ہی اور وہ زہد در زہد اسکے سوا نہین ہی کہ آدمی اختیار سے زہد مین نکل جاوے اسواسطے کہ زاہد نے زہد کو اختیار کیا اور اسکا ارادہ کیا اور اسکا منسوب کرنا انکے علم کی طرف ہی اور علم اسکا قاصر ہی پس جب کہ وہ بزرگ ارادت کے مقام مین قائم ہوا اور اپنے اختیار سے نکل آیا تو اللہ تعالی اسکو اسکا شغل اپنی مراد کا عطا فرماتا ہی پھر وہ دنیا کو مراد حق کے ساتھ ترک کر دیتا ہی نہ اپنے نفس کی مراد سے سو موافقت اللہ تعالی کے ساتھ اسکا زہد ہوگا یا وہ جانتا ہی کہ اللہ کی مراد اس سے یہ ہی کہ کسی شی کے ساتھ دنیا سے متلبس ہو تو وہ ہو سو جس شی مین اللہ تعالی کے ساتھ وہ در آئے اس سے زہد اسکا شکست نہین ہوتا سو اسکا دخول کسی چیز مین دنیا سے اللہ کے ساتھ اور اسکے حکم سے زہد در زہد ہی اور زاہد جو ہی انکے نزدیک وجود و عدم دنیا برابر ہی اگر ترک اسے کیا تو اسکو اللہ کے ساتھ ترک کیا

اور جو اُسنے اختیار کیا تو اللہ تعالی کے ساتھ اختیار کیا اور وہ زہد در زہد ہی اور ہم نے بعضے عارفون کو دیکھا ایسے شخص کو جو اس مقام مین قائم ہین۔ اور زہد مین اس مقام سے بلند ایک اور مقام ہی اور وہ ایسے شخص کیلیے ہی کہ حق تعالی اختیار اُسکا اُسے واپس دیتا ہی اسوجہ سے کہ مقام بقا مین علم اُسکا وسیع ہی اور نفس مین اُسکے طہارت ہی سو وہ زہد ثالث کرتا ہی اور دنیا کو چھوڑتا ہی بعد ازان کہ دنیا کی خوبی اپنے قبضہ مین لاتا ہی اور اعادہ موہوب اسپر ہوتا ہی اور اس مقام مین دنیا کا ترک اُسکے اختیار سے ہی اور اختیار اُسکا اختیار حق سے ہی پھر ہر آئینہ وہ کبھی ایک وقت ترک اختیار کرتا ہی اس نظر سے کہ انبیا و صالحین کی تقلید اور پیروی کرے اور اُسکی یہ راے ہوتی ہی کہ اختیار دنیا مقام زہد در زہد مین نزول درجہ استا ہی جو اُسکے سینہ و دل حال اسواسطے ہوتی ہی کہ وہ ضعفا کے موقع پر اقویا کے قدم سے جو انبیا اور صدیقین ہین اور وہ ترک مواسات و اتفاق حق سے حق کے ساتھ واسطے حق کے کرتا ہی اور کبھی اُسکو اپنے اختیار سے تناول و تناول ہوجاتا ہی اس غرض سے کہ نفس کے ساتھ ملایمت ایک تدبیر جیسے کرے جسمین علم صحیح اُسکی سیاست کرے۔ اور یہ مقام تصرف کا اُن قوی عارفون کیلیے ہی جنھون نے اللہ کے ساتھ بغیر زہد کیا ہی جیسا کہ دوسرے زہد کے ساتھ کیا تھا کہ اول اُنھون نے اللہ کے ساتھ زہد کیا

قول اُنکا صبر مین

سہل نے کہا ہی کہ صبر انتظار کشود منجانب اللہ ہی اور وہ اعلی اور افضل خدمت ہی اور بعضے صوفیہ نے کہا ہی کہ صبر کے یہ معنی ہین کہ صبر مین تو صبر کرے یعنی کشود کا

اسمین مطالعہ اور انتظار توبہ کرے۔ اللہ تعالی نے فرمایا ہی والصابرین فی البأساء والضراء وحین البأس اولئک الذین صدقوا واولئک ہم المتقون۔ یعنی اور صبر کرنے والے خوف اور نقصان مین اور وقت لڑائی کے یہ وہ لوگ ہین کہ سچے ہین اور یہی لوگ پرہیزگار ہین۔ اور بعضے کہتے ہین کہ ہر ایک شی کا ایک جوہر ہی اور انسان کا جوہر عقل ہی اور عقل کا جوہر صبر ہی اور صبر نفس کی گوشمال ہی اور گوشمال سے وہ ملائم ہوتا ہی اور صبر صابر کے اندر بجاے انفاس کے جاری ہی اسواسطے کہ وہ صبر کا محتاج ہی ہر ایک چیز سے جو ممنوع اور مکروہ ہو اور مذموم ظاہر مین ہو یا باطن مین ہو اور علم رہنمائی کرتا ہی اور صبر بقبول پیش آتا ہی اور علم کی دلالت بلا قبول صبر فائدہ نہین دیتی اور جس شخص کا محافظ ظاہر اور باطن مین علم ہو تو یہ درجہ کمال کو نہین پہونچتا مگر اسوقت کہ صبر اسکا قرارگاہ اور مسکن ہو۔ اور علم اور صبر دونون ایک دوسرے کو لازم ہین جیسے روح اور بدن کہ انمین سے ایک کو دوسرے بغیر استقلال نہین ہی اور ان دونون کا مصدر حضرت عقلی ہی اور وہ دونون باہم قریب ہمدگر ہین کہ دونون کا مصدر متحد ہی اور صبر کے ساتھ نفس مشقت لیتا ہی اور علم سے روح کو ترقی ہوتی ہی اور وہ دونون برزخ اور فارق روح اور نفس کے درمیان ہین تاکہ ہر واحد انمین سے اپنی اپنی قرارگاہ مین قرار پاوے اور اسمین عدل صریح اور اعتدال صحیح ہی اور ایک دوسرے کے علیحدہ ہونے یعنی علم اور صبر سے میل اور جول ایک کا دوسرے پہ یعنی روح اور نفس کا ہی اور اسکا بیان دقیق اور باریک ہی اور شرف صبر کے اندر قول اللہ تعالے کا تجھکو کافی ہی انما الصابرون اجرہم بغیر حساب۔ یعنی البتہ اللہ تعالی دیگا

صبر کرنے والون کو اجر اُنکا بغیر حساب کہ جو حساب مین نہ آسکے ہر ایک فرد دوری کی از دوری
حساب سے ہی اور صبر کرنے والون کا اجر بغیر حساب کے ہی - اور اللہ تعالی نے اپنے
نبی علیہ السلام کو فرمایا ہی واصبر وما صبرک الا باللہ یعنی اور صبر کر اور نہین ہی
صبر تیرا مگر اللہ کے ساتھ - صبر کو اپنے نفس کے ساتھ منسوب کیا اسواسطے کہ بہتر نسبت
اسکی شریف ہی اور نعمت کی تکمیل اُسکے ساتھ ہی - کہتے ہین کہ ایک شخص شبلی کے
پاس آکر کھڑا ہوا اور کہا وہ کونسا صبر ہی جو صابرین پر سخت تر ہی آپ نے کہا
صبر فی اللہ اُسنے کہا کہ نہین کہا صبر للہ تو کہا نہین پھر آپ نے کہا کہ صبر مع اللہ
اُسنے کہا کہ نہین تو شبلی غصہ ہوا اور کہا تعجب ہی وہ کون شی ہی اُس شخص نے
کہا کہ صبر عن اللہ ہی تو وہ کہتا ہی کہ شبلی نے ایک چیخ ماری اور قریب تھا کہ روح
اسکی تلف ہو جاتی - اور میرے نزدیک صبر عن اللہ کے معنی مین وجہ ہی اور
اُسکے لیے کہ وہ صابرین پر سخت تر صبر ہی ایک وجہ ہی اور وہ یہ ہی کہ صبر عن اللہ
خاص مجالس مقامات مشاہدہ مین ہوتا ہی کہ وہان بندہ اپنے مولی سے بوجہ حیا
اور جلالت کے بازگشت کرتا ہی اور اُسکی بصیرت خجالت اور گداز نفس مین بند
اور پوشیدہ ہو جاتی ہی اور فروتنی و زاری و خضا کے بیان مین غائب ہو جاتی ہی کہ
اسواسطے کہ تجلی کا امر عظیم اُسے محسوس و مدرک ہوتا ہی اور بہت سخت تر یہی صبر ہی
اسواسطے کہ وہ اس حال کا دوام و استمرار حق جلال کے ادا کرنے کے لیے چاہتا اور
دوست رکھتا ہی اور روح اس امر کو دوست رکھتی ہی کہ اپنی بصیرت کو نور جلال کی
روشنی و لمعان سے سرنگین کرے اور جس طرح کہ نفس ہم حال صبر کے لیے نزع
کرتا ہی تو روح اس صبر مین نزاع کرتی ہی اس لیے صبر عن اللہ تعالے

سخت تر ہو گیا - اور ابو الحسن بن سالم نے کہا ہی کہ صابر تین ہیں متصبر اور صابر اور صبار سو متصبر وہ ہی جسنے فی اللہ صبر کیا اور ایکبار صبر کرتا ہی اور ایکبار ناشکیبائی کرتا ہی اور صابر وہ ہی جو فی اللہ اور للہ صبر کرے اور ناشکیبائی نہ کرے مگر اس سے متوقع شکوہ کی اس سے ہوتی ہی اور کبھی ناشکیبائی ممکن ہی اور صبار وہ ہی جو فی اللہ اور للہ صبر کرے اور یہ وہ ہی کہ اگر تمام بلایات اسپر ڈالی جائیں تو ناشکیبائی نہ کرے اور وجود و حقیقت کی جہت سے متغیر نہو اور نہ رسم اور خلقت کی جہت سے متغیر ہو اور یہیں انتہا ہی اسکا ظہور حکم علم کا اسمیں ہی باوجودیکہ صفت علم کا بھی ظہور ہی اور شبلی علیہ الرحمہ ان دو بیتوں کے ساتھ مثل کہتا تھا شعر

ان صوت المحب من الم الشوق	وخوف الفراق یورث ضرا
صابر الصبر فاستغاث به الصبر	فصاح المحب للصبر صبرا

ترجمہ

آواز دوست ہرچہ ز بیم فراق بود	با اشتیاق مید ہد از آن زبان چو دود
صبرے کہ می بکرد مدد ہم ز صبر خواست	نعرہ کہ زد بصبر دلش سوخت ہمچو عود

جعفر صادق رحمہ اللہ نے فرمایا ہی کہ اللہ تعالیٰ نے انبیا کو صبر کا حکم دیا اور بڑا حصہ اسکا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے خاص کیا اسواسطے کہ اُسکا صبر باللہ گردانا جسنے فرمایا واصبر وما صبرک الا باللہ یعنی اور نہیں ہی صبر تیرا مگر اللہ کے ساتھ اور شبلی سے پوچھا گیا کہ صبر کیا ہی سو اُسنے بیان اور کلام اسمیں کا شروع کیا کہ اس اثنا میں ایک بچھو اُسکے پاؤں پر چلا اور اپنا ڈنک اُسکے مارتا تھا تو اس سے کہا گیا کہ اُسے کسواسطے نہیں دور کرتا کہا میں اللہ تعالیٰ سے

ڈرتا ہون کہ ایک حال مین کلام کرون اور پھر اسکے خلاف کرون جو مجھکو زیبا نہین
قرعانی سے روایت ہے کہ وہ کہتا تھا مین نے جنید رحمہ اللہ سے سنا ہے کہ وہ کہتا تھا
[illegible] اللہ تعالی نے مومنون کا اکرام ایمان سے اور ایمان کا اکرام عقل سے اور عقل کا
اکرام صبر سے کیا ہے پس ایمان زینت مومن کی ہے اور عقل زینت ایمان کی اور صبر
زینت عقل کی ہے اور ابراہیم خواص رحمہ اللہ کی یہ ابیات پڑھین نظم

صبرت علی بعض الاذی خوف کلہ ... ودافعت عن نفسی لنفسی فعزت
وجرعتہا المکروہ حتی تدربت ... ولو لم اجرعہا اذا لاشمازت
الا رب ذل ساق للنفس عزۃ ... ویا رب نفس بالتذلل عزت
ساصبر جہدی ان فی الصبر عزۃ ... وارضی بدنیای وان ہی قلت

ترجمہ از مترجم فارسی

رہی صبری کہ بر بعضے ز خوف کل من کردم ... ز رنجی کان بنفس خود ز خود پیوستہ سیر کردم
قدح کش تلخ بود از آن تجرع تا بیار آمد ... خود او بس اگر او را نخوردن دور میشدم
بسے عزت ز نا کس کان بیار نفس آخر آرے ... بسے خواری ز نا اہلان کز آن عزت ہمی دیدم
گفتم گر دست خود خوار آید او بہ خود مرا خوار ... شود خشک ہمان دیدم ز آنکہ آن ہست [illegible]
شکیبائی کنم من زانکہ اندر صبر عزت دانم ... ز اندک کار از دنیا شدم چیر دریانم

عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ نے کہا ہے جو نعمت کہ اللہ نے اپنے بندہ کو عطا کی
پھر بعد اس سے سلب کی اور معاوضہ اس نعمت کا جو سلب کر لی صبر دیا مگر
یہ کہ جو چیز عوض مین دی بہتر اس سے ہے کہ جو چیز اس سے سلب کر لی اور
سمنون کی ابیات پڑھین نظم

تجرعت من حالیہ نعمے و ابوسا	زمانا اذا اجرے غرالیہ احتسا
فکم غمرة قد جرعتنے کوسہا	فجرعتہا من نحب صبری اکوسا
تدرعت صبری و تجنبت صرفہ	وقلت لنفسی الصبر او فاہلکی اسا
خطوب لوان الشم فاحمن خطبہا	لساخت ولم تدرک لہا الکف ملمسا

ترجمہ از مترجم فارسی

کاسی کہ از دو حال بخوردم زنیک و بد	از روزگار ناخوش کاسیب کہ دہد
دہا کند سیاہ و منم مے خورم از ان	چون از بحار صبر دادم ہمی رسد
شد پیرہن ز صبر و حجبت شدہ سحاف	راضی شدی بصبر دبا مرگ اے حسد
آسیب ہاے دہر بکوہ ار رسد از ان	این دست ہیچ جای نشاید نہان شود

قول انکا فقر مین

ابن الجلا نے کہا کہ فقر یہ ہی کہ تیرے واسطے کچھ نہو پھر جب کہ تیرے واسطے کچھ ہو تو تیرے واسطے نہو یہان تک کہ تو دوسرے کو دیدے - اور کتانی نے کہا ہی کہ جب افتقار اللہ تعالی کی طرف صحیح ہو تو غنا باللہ بھی صحیح ہوا اسواسطے کہ یہ دونون حال ہین کہ ایک دوسرے بغیر پورا نہین ہوتا - اور نوری نے کہا ہی فقرا کی صفت یہہ ہی کہ عدم کے وقت سکون ہو اور وجود کے وقت بذل و ایثار ہو اور دوسرے نے کہا ہی کہ اضطراب موجود کے وقت ہو اور دراج نے کہا ہی کہ مین نے اپنے استاد کی تھیلی ٹٹولی کہ سرمہ دانی چاہتا تھا اور اسمین ایک چاندی کا ٹکڑا پایا مین حیران ہوا جب وہ آیا تو مین نے اس سے کہا کہ مین نے آپ کی تھیلی مین یہہ چاندی کا ٹکڑا پایا ہی تو وہ کہتا ہی کہ میری ارادہ یہ ہوئی کہ اسے واپس کر دون بعد ازان اسنے کہا کہ آپ سے لے

اور کوئی چیز خریدے پھر مین نے کہا کہ تجھے اپنے معبود کی قسم ہے کہ بتلا اس چاندی
کے ٹکڑے کا معاملہ کیا ہے تو اُسنے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے دنیا سے اِسکے سوا چاندی
سونا کچھ نہین دیا تو مین نے چاہا کہ مین وصیت کر جاؤن کہ وہ میرے کفن مین
باندھ دیا جائے کہ اُسے مین اللہ تعالیٰ کو اُلٹا پھیر دون - ابراہیم خواص نے کہا کہ
فقر شرف کی ردا ہے اور مرسلین کا لباس اور صالحین کی چادر ہے - اور سہل بن عبد اللہ سے
پوچھا گیا کہ فقیر صادق کون ہے تو کہا کہ نہ وہ سوال کرے اور نہ رد کرے اور نہ روکے
اور ابو علی رودباری رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ مجھ سے زقاق نے پوچھا اور کہا اے ابا علی فقرا
نے کسواسطے حاجت کے وقت بلغہ اور کفاف کو ترک کر دیا کہا مین نے یہ جواب دیا
کہ اسواسطے کہ یہ لوگ بخشنے والے کے ساتھ بخشش سے مستغنی ہین کہا ہان مگر میرے
دل مین اور بات آئی ہے مین نے کہا اُس کو لاؤ مجھے اس سے فائدہ پہونچا جو تیری
سمجھ مین آئی ہے کہا اسواسطے کہ وہ ایک ایسی قوم ہے کہ موجود کی انکو نافع نہین ہے
جبکہ اللہ انکا فاقہ ہے اور فاقہ انکو مضر نہین ہے جبکہ اللہ انکا موجود ہے - اور بعضے
صوفیہ نے کہا ہے کہ فقر خاصیت کا ٹھیرنا اور حاجت کا مٹانا ماسوی اللہ سے ہے اور
سوسی نے کہا ہے کہ فقیر وہ ہے کہ نعمتین اُسکو غنی نکر دین اور نعمتین اُسکو محتاج
نکرین - اور یحییٰ بن معاذ نے کہا ہے کہ فقر کی حقیقت یہ ہے کہ وہ مستغنی نہو مگر اللہ کے
ساتھ اور اُسکا نشان یہ ہے کہ اسباب کل معدوم ہون - اور ابو بکر مصری نے کہا ہے کہ
بہت مدت مین پھرا کیا اس سوال ان معنی کا جو جسکو ہمارے اصحاب نے اس فقر کے
واسطے سب سے اختیار کیا ہے تو کسی نے مجھے ایسا جواب نہ دیا کہ جو مجھے قانع کر دے
یہانتک کہ نصیر حمامی سے مین نے سوال کیا تو اُسنے مجھ سے کہا کہ یہ اسواسطے ہے

کہ وہ پہلی منزل منازل توحید سے ہے سو میں نے اسپر قناعت کی۔ اور ابن جلاء سے فقر کی بابت سوال کیا گیا تو خاموش رہا یہانتک کہ اسنے نماز پڑھی اور پھر واپس آیا بعد ازان کہا کہ میں خاموش نہیں ہوا مگر ایک درہم کے سبب جو میرے پاس تھا سو میں گیا اور اسے میں نے خرچ کر ڈالا اور اللہ تعالیٰ سے شرمایا کہ فقر میں کلام کروں اور حال آنکہ میرے پاس یہ موجود تھی پھر بیٹھا اور کلام کیا۔ ابو بکر ابن طاہر نے کہا کہ حکم فقیر سے یہ ہے کہ اُسے کوئی رغبت نہو پھر اگر ہو اور کوئی چارہ نہیں ہے تو اُسکی رغبت اُسکی کفایت سے متجاوز نہو۔ فارس نے کہا کہ میں نے ایک فقیر سے ایکبار کہا جبکہ میں نے اسپر نشان بھوک اور تکلیف کا دیکھا کہ کسواسطے تو سوال نہیں کرتا تا لوگ تجھے کھانا کھلائیں تو کہا مجھے خوف ہے کہ اُنسے سوال کروں اور وہ مجھے نہ دیں تو اُنکو فلاح نہوگی اور بعضے صوفیہ کی یہ ابیات پڑھیں

قالوا غدا العید ماذا انت لابسه	فقلت خلعة ساق عبده الجرعا
فقر وصبر هما ثوبان تحتهما	قلب یری ربه الاعیاد والجمعا
احری الملابس ان تلقی الحبیب به	یوم التزاور فی الثوب الذی خلعا
الدهر لی مأتم ان غبت یا املی	والعید ما کنت لی مرأی ومستمعا

ترجمہ

کہا کل عید کا دن ہے تری پوشاک کیا ہوگی	کہا میں نے کہ وہ خلعت جو اپنے بندہ کو بخشا
وہ دو جامے ہیں فقر و صبر کے اور انکے نیچے ہے	دل ایسا ہے جو اپنے رب کو دیکھے عید و جمعا
لباس عمدہ وہ ہی محبوب سے ملتے جسے ہو	بروز وصل وہ جامہ ہے جو خلعت مجھے بخشا
زمانہ مجھکو ماتم ہے اگر تو مجھ سے غائب ہو	مجھے عید اس گھڑی ہے جب تم سنا تم سے تجھے دیکھا

قول انکا شکر میں

بعضے صوفیہ نے کہا ہی کہ شکر یہ ہی کہ منعم کے دیکھنے کے سبب نعمت سے غائب ہو اور یحییٰ بن معاذ رازی نے کہا کہ تو شاکر نہیں ہی جبتک کہ تو شاکر ہے اور تمہارے شکر میں تقصیر ہی اور یہ اسواسطے کہا کہ ایک شکر ایک نعمت ہی جانب اللہ کی کہ اسپر شکر واجب ہی اور داؤد علیہ السلام کے اخبار میں وارد ہی کہ الٰہی میں تیرا شکر کسطرح ادا کروں اور مجھے تیرے شکر کی طاقت نہیں ہی مگر ایک دوسری نعمت کے ساتھ جو تیری نعمتوں سے ہی پس اللہ نے اسکو وحی بھیجی کہ جب تو نے یہ جان لیا تو میرا شکر تو نے کیا اور شکر کے معنی لغت میں کشف اور اظہار ہی اور محاورہ میں کہا جاتا ہی شکر کشر جبکہ دانتوں کو کھولا اور اسے ظاہر کیا پس نعمتوں کا پھیلانا اور اسکا ذکر کرنا اور زبان سے انکا گننا شکر ہی اور شکر کا باطن یہ ہی کہ تو نعمتوں سے طاعت پر مدد طلب کرے اور معصیت پر ان سے استعانت نہ کرے تو یہ شکر نعمت ہی اور میں نے اپنے شیخ رحمہ اللہ تعالیٰ سے سنا ہی کہ بعض صوفیہ سے یہ ابیات پڑھتے تھے

ولی نعم ابوح بشکرہا	وحققت کل الامور باسرہا
فلا شکرتک ما بقیت ودانت	فلم تشکرک الا عظمی فی قبرہا

ترجمہ

عطا کیں نعمتیں تو نے میں کرتا شکر ہوں انکا	اور بیشمار جتنے ہیں ان سے تو مجھکو بہرہ کرتا
میں بندہ جبتک [illegible] شکر کرتا ہوں جو ہوا دن	تو میری ہڈیاں قبر میں شکر نہ کریں تیرا

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی پہلے پہل بہشت میں قیامت کے روز وہ بلائے جاینگے جو اللہ تعالیٰ کی حمد صفت ہر رنج اور راحت میں

کرتے ہیں اور یہ بھی فرمایا ہے جو بلا میں پھنسا اور اسنے صبر کیا اور جو نعمتیں دیا گیا اور
شکر کیا اور مظلوم ہوا و بخشا معاف کیا اور ظلم کیا تو مغفرت مانگی تو لوگوں نے سوال کیا
کہ آخر اسکا انجام کیا ہوگا آپ نے فرمایا ان لوگوں کو امن وامان ملیگا اور وہ ہدایت یافتہ
ہیں۔ جنید نے کہا کہ شاکر کا فرض یہ ہے کہ اسکا اقرار نعمتوں کے ساتھ دل اور زبان
سے کرے۔ اور حدیث میں بہترین ذکر لا اله الا الله اور افضل دعا الحمد لله ہے اور
بعضوں نے اس آیت کی تفسیر میں کہا ہے و اسبغ علیکم نعمه ظاهرة و باطنة کہا ظاہر
کی نعمتیں عافیتیں اور دولت مندی ہے اور باطنی امتحانات اور مفلسی ہے کیونکہ آخرت کی
نعمتیں ہیں اسواسطے کہ اس سے جزا نیک کا مستوجب ہوتا ہے اور حقیقت شکر
یہ ہے کہ جو اسکے لیے مقدر کیا گیا اسکو نعمت تصور کرے بغیر اسکے کہ دنیا میں اسکے
مفید ہو اسواسطے کہ اللہ تعالی بندہ کے لیے نہیں مقدر کرتا مگر یہ کہ وہ ایک نعمت
اسکے حق میں ہوتی ہے یا وہ عاجلہ ہے جسکو جانتا ہے یا آجلہ ہے [illegible]
کی وجہ سے جو اسکے لیے مکروہات سے مقدر ہوئیں [illegible] ایک درجہ [illegible] اسکے لیے
ہوگا یا اسکے گناہوں کا کفارہ ہوگا اور جبکہ یہ معلوم ہوا کہ [illegible] مالک اسکے
لیے زیادہ تر نصیحت کرنے والا اور اسکی مصلحتوں کا جاننے والا زیادہ تر اسکے نفس
سے ہے اور جو اسکی طرف سے ہے نعمتیں ہیں تو ضرور اسنے شکر ادا کیا

قول انکا خوف میں

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اصل حکمت خوف الہی ہے اور
آپ سے یہ بھی روایت ہے کہ فرمایا داؤد علیہ السلام کی عیادت بیمار سمجھکر کرتے تھے

حالانکہ مرض اُسکو کوئی نہ تھا مگر اللہ تعالیٰ کا خوف اور اس سے شرم و حیا تھی۔ ابو عمرو
الدمشقی نے کہا ہے کہ خائف وہ شخص ہے جو اپنے نفس سے خائف تر شیطان سے ہو
اور بعض صوفیہ نے کہا ہے کہ خائف وہ نہیں جو روئے اور اپنی آنکھوں سے آنسو پونچھے
مگر خائف وہ ہے جو ان چیزوں سے ڈرے کہ اُنکے سبب عذاب اُسپر ہوگا۔ بعضے
حضرات نے کہا ہے کہ خائف وہ ہے جو غیر اللہ سے نہ ڈرے اُسکے معنی کہے گئے ہیں کہ
وہ اپنے نفس کے لیے خوف نہ کرے اسکے سوا خوف کی وجہ نہیں کہ اُسکی بزرگی اور
جلال کا ہے اور اپنے نفس کے لیے خوف عقوبت کا ہے۔ اور سہل نے کہا ہے کہ خوف نر ہے
اور رجا مادہ ہے یعنی اُن سے حقائق ایمان پیدا ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ولقد
وصینا الذین اوتوا الکتاب من قبلکم وایاکم ان اتقوا اللہ یعنی اور ہم نے وصیت
کی تھی اہل کتاب کو تم سے پہلے اور خاص تمکو کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔ اور بعضے
کہتے ہیں کہ یہ آیت قطب قرآن کی ہے اسواسطے کہ ہر ایک کا مدار اسی پر ہے اور
اور بعضے کہتے ہیں کہ خائفین کے لیے وہ سب چیزیں جمع کر دی ہیں جو سب مومنین
کے لیے جدا جدا متفرق کی ہیں اور وہ ہدی و رحمت و علم و رضوان ہے۔ اللہ تعالیٰ
نے فرمایا ہے ہدی ورحمۃ للذین ہم لربہم یرہبون یعنی ہدایت اور رحمت واسطے
اُن لوگوں کے ہے جو اپنے رب سے ڈرتے ہیں اور فرمایا انما یخشی اللہ من عبادہ
العلماء یعنی البتہ اللہ تعالیٰ سے بندوں میں اُسکے یہی عالم ڈرتے ہیں اور فرمایا
رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ ذلک لمن خشی ربہ یعنی راضی ہے اللہ اُن سے اور وہ راضی
ہیں اللہ سے یہ اُنکے لیے ہے جو ڈرتے ہیں اپنے پروردگار سے۔ سہل کا قول ہے
کہ ایمان کا کمال علم سے ہے اور علم کا کمال خوف سے ہے اور یہ بھی کہا کہ علم ایمان

حاصل کیا اور خوف نے معرفت حاصل کی - اور ذوالنون نے کہا ہے کہ محبت کا ستر
محبت نہیں پیتا مگر بعد ازاں کہ خوف اسکے دل کو بحث دیر کردے - اور فضیل
ابن عیاض نے کہا ہے جب تجھ سے کہا جائے کہ اللہ سے ڈرو تو خاموش ہو اس لیے
کہ تو اگر کہے کہ نہیں تو کفر تو نے کیا اور جو کہا کہ ہاں تو جھوٹ تو بولا سو تیرا دل اُس
شخص کا سا نہیں جو اللہ تعالی سے ڈرتا ہے

قول اُنکا رجا میں

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالی عزوجل فرماتا ہے کہ
دوزخ سے اُن لوگوں کو نکالو جنکے دلوں میں ایک جو برابر بھی ایمان ہو
بعد ازاں فرمائے گا کہ مجھے اپنی عزت اور جلال کی قسم ہے کہ میں اُس شخص کو جو
مجھے ایک گھڑی رات یا دن میں ایمان لایا ہو ویسا نہ کرونگا جو بالکل میرے
اوپر ایمان نہیں لایا - اور روایت ہے کہ ایک اعرابی جناب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا حساب خلق کا مالک و مختار کون ہے آپ نے جواب
دیا کہ اللہ تبارک وتعالی کہا وہ بذاتہ آپ نے کہا ہاں تو اعرابی مسکرایا پس جناب
نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے کہا اے اعرابی کس سبب سے تو ہنسا تو اُس نے کہا
کہ ہر اُنہ کریم شخص نے جب قدرت پائی تو معاف کردیا اور جب اُسنے حساب
کیا تو مسامحت اور درگذر کی - اور شاہ کرمانی نے کہا ہے علامت رجا کی حسن طاعت
ہے - اور بعضوں نے کہا ہے کہ رجا دیدار جلال کا بچشم جمال ہے - اور بعضوں نے کہا ہے
کہ قرب دل لطف رب سے ہے - ابو علی رودباری نے کہا کہ خوف اور رجا ایک

ایک پرند کے دو بازوؤں کے مثال ہیں جب یہ دونوں بازو درست اور ٹھیک ہوں تو پرند درست اور مستوی ہوتا ہے اور اپنی پرواز میں پورا ہوتا ہے ابو عبد اللہ حنیف نے کہا ہے کہ رجا راحت قلوب اس لیے ہے کہ کرم متوقع کو دیکھے مطرف نے کہا کہ اگر مومن کا خوف اور رجا وزن کیا جائے تو وہ دونوں برابر اور معتدل ہونگے اور خوف و رجا ایمان کے دو بازوؤں کے مثال ہیں اور کوئی خائف نہیں مگر وہ ضرور امیدوار ہے اور کوئی امیدوار نہیں الا یہ کہ وہ خائف ہوگا کیونکہ سبب خوف ایمان ہے اور ایمان سے رجا ہے اور جیسے رجا ایمان ہے اور ایمان سے خوف ہے اور اسی واسطے لقمان نے کہا ہے کہ اپنے بیٹے سے کہا اللہ تعالیٰ سے ڈر ایسا ڈرنا کہ تجھکو امن نہ ہو کہ اس سے [illegible] سے خوف سے رجا کہ بجز اس طرح اسکی طاقت نہ ہو مگر یہ کہ ایک قلب ہی کیا تجھے نہیں معلوم ہوا کہ مومن کے دو قلب ہوتے ہیں ایک سے ڈرتا اور دوسرے سے امید کرتا ہے اور یہ اسواسطے کہ وہ دونوں علم ایمان کے ہیں

قول انکا توکل میں

سری نے کہا کہ توکل حول اور قوت سے باہر آنا ہے اور جنید نے کہا کہ توکل یہ ہے کہ تو اللہ کے واسطے ہو جیسا کہ تو نہیں تھا تو اللہ تیرے واسطے ہوگا جیسا کہ وہ ہمیشہ تھا اور سہل کا مقولہ ہے کہ کل مقامات کے لیے رو اور پشت ہے مگر توکل کے کہ وہ رو ہے بے پشت ہے بعضوں نے کہا ہے کہ توکل عنایات کا ارادہ کرے نہ توکل کفایت کا اور اللہ تعالیٰ توکل کو مقرون با ایمان فرماتا ہے اور کہا اللہ پر

توکل کرو اگر تم ایمان والے ہو اور فرمایا اللہ ہی پر چاہیے کہ ایمان والے توکل کرین اور اپنے نبی علیہ السلام کو فرمایا اور توکل زندہ پر کر جو نہین مرتا اور ذوالنون نے کہا کہ توکل نام ہی ترک تدبیر نفس کا اور حول و قوت سے علیحدہ ہونا - اور ابوبکر زقاق نے کہا توکل عیش کا لوٹا دینا ہی ایک دن تک اور صبح کے ارادہ کا دور کرنا ہی - اور ابوبکر واسطی کا قول ہی اصل توکل فاقہ اور بیدستی کا صدق ہی اور توکل یہ ہی کہ آمانی و آمال سے علیحدہ ہو اور اپنے دل کے ساتھ اپنے توکل کی طرف عمر بھر مین ایک لحظہ التفات کرے - اور بعض صوفیہ نے کہا جس نے ارادہ کیا اسکا کہ وہ حق توکل کے ساتھ اٹھے تو چاہیے کہ اپنے نفس کے لیے ایک قبر کھودے جسمین اسکو دفن کرے اور دنیا اور اہل دنیا سب کو بھول جائے اسواسطے کہ حقیقت توکل وہ ہی کہ کوئی خلق سے اسکے کمال پر قائم نہین ہوتا اور سہل نے کہا ہی کہ اول مقامات توکل یہ ہی کہ بندہ اللہ تعالی کے سامنے رہے جیسے میت غسال کے سامنے کہ اسکو الٹتا ہی جیسا کہ وہ چاہتا ہی اور اسمین کوئی حرکت اور تدبیر نہین ہوتی - اور حمدون قصار نے کہا ہی کہ توکل یہ ہی کہ اللہ تعالی کے ساتھ اعتصام کرے - اور سہل نے بھی کہا ہی کہ علم سب ایک باب تعبد کا ہی اور تعبد سب ایک باب ورع ہی اور ورع سب ایک باب زہد کا ہی اور زہد سب ایک باب توکل سے ہی - اور کہا تقوی و یقین ایک ترازو کے دو پلون کی مثال ہین اور توکل اس ترازو کی زبان ہی کہ اسی سے زیادتی اور نقصان پہچانی جاتی ہی - اور میرے دل مین یہ آتا ہی کہ توکل بقدر اسکے ہی کہ اُسے علم و کمال ہو سو جو شخص معرفت مین کامل تر ہو اُسی قدر وہ توکل مین تام و اتم

ہوگا اور جو شخص کہ اسکا توکل کامل ہو وہ رویت وکیل میں رویت توکل سے
غائب اور غافل ہو جائیگا بعد ازان قوت معرفت کو مفید یہ امر ہی کہ علم کا
صرف برابر حصہ بانٹا ہیں ہوا اور سب حصص بعد ان وزن کی رو سے مقسوم ہیں
کے مقابلہ میں مقرر ہوئے ہیں اس واسطے کہ نظر الی غیر اللہ اس سبب سے ہی کہ اشتغال
نفس میں جہل ہی اور جب کبھی کوئی چیز معلوم کرنے سے توکل میں رخنے خلعت لاتی
اُسکو جو شبہ وسوسہ سے ہوتا ہی تو توکل کا نقصان اُس سے قوت سے ظاہر ہوتا ہی اگر
کمال اسکا نفس کی شہوات سے ایسا ہوتا ہی یا ہوتا کہ ایسے بیشمار ادنیٰ
توکل کی تصحیح میں نہیں ہی ہاں اسکا یہ قول ہی وہ قلب کی قوت نفس کو
غائب کرنے میں ہی جب کہ نفس غائب ہوگیا مادہ جہل بھی منقطع ہوگیا پس توکل
صحیح ہوا اور بندہ اسکی طرف نظر نہیں ڈالتا اور جب کبھی نفس سے یقین متحرک ہوا تو
اُسکے ضمیر پر اس قول الٰہی کا اسرار ان بعضہم لبعض عدو میں دو دشمن کی تفتیش قدر وقیمت
جاتا ہی اس چیز کو کہ سوا اسکے وہ پکارتے ہیں دوسری چیز کو وہ ڈھونڈتا ہی پس
وجود حق اعیان و اکوان پر غلبہ کرتا ہی اور کون و خلق کو بندہ کے ساتھ بلا استقلال
فی نفسہ کے دیکھتا ہی اور اس وقت توکل اضطراری ہو جاتا ہی اور اسباب و وسائط
کے ہونے سے ایسے متوکل کے توکل میں کوئی جرح قدح نہیں ہوتی جیسے کہ ان
لوگوں کے قول میں جو ضعیف فی التوکل ہیں اسواسطے کہ وہ اسباب کو مردہ جانتا ہی
جنکی زندگی بغیر توکل کے نہیں ہی اور یہ توکل خاص اہل معرفت کا ہی

قول اشکال رضا میں

حضرت نے کہا کہ رضا سکون قلب حکم کے جریان کے نیچے ہی - اور ذو النون نے کہا کہ ٤٠

رضا سرور دل اور مرد پر قضا ہی - اور سفیان نے رابعہ کے سامنے کہا اللھم ارض عنا
یعنی یا رب تو ہم سے راضی ہو تو رابعہ نے کہا کیا تو شرماتا نہیں اس بات سے کہ
رضا اور خوشنودی اُسکی تو چاہتا ہی جب سے تو راضی اور خوشنود نہیں ہی سو بعض
حاضر باشوں نے اُنسے سوال کیا کہ بندہ کب راضی اللہ تعالی سے ہوتا ہی تو جواب
دیا کہ جب اُسکی خوشی مصیبت میں ایسی ہو کہ نعمت میں اُسکو خوشی ہوتی ہی - اور سہل
نے کہا ہی کہ جب رضا رضوان سے مل جائے تو طمانینت حاصل ہو جائے پس مژدہ
اُنکو ہو اور نیک بازگشت ہو - اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ
ایمان کا مزہ اُسی شخص نے چکھا جو اللہ سے راضی رب جان کر ہوا اور حضرت علیہ السلام
نے فرمایا کہ بیشک اللہ تعالی نے راحت اور خوشی کو اپنی حکمت سے رضا اور یقین
میں اور رنج و غم کو شک اور غصہ میں گردانا ہی - اور جنید نے کہا کہ رضا صحت اُس
علم کی ہی جو قلب تک واصل ہو اور جب قلب نے حقیقت علم سے مباشرت کی
اُسکو رضا تک پہونچا دیا اور رضا و محبت خوف و رجا کے مثال نہیں ہیں اسواسطے
کہ وہ دونوں حال ہیں جو بندہ سے دنیا و آخرت میں چھوٹتے کیونکہ وہ جنت میں رضا
و محبت سے مستغنی نہیں ہیں - اور ابن عطا نے کہا ہی کہ رضا بندہ کے قلب کا سکون
اللہ کے اختیار قدیم سے ہی سو واسطے کہ اسنے افضل بات اُسکے لیے پسند کی تو
چاہیے کہ اُس سے راضی ہو اور سچی رضا ترک تسخط ہی - اور ابو تراب نے کہا ہی وہ
جسکے دل میں کچھ بھی دنیا کی قدر ہی رضائے الٰہی کو نہیں پہونچ سکتا - اور
کہا اخلاق مقربین پانچ ہیں اللہ سے راضی ہونا اُس چیز میں جسکو نفس
رکھے اور مکروہ جانے اور اللہ کے لیے محبت ہونا اُس وقت

جانب سے ہو اور اللہ سے شرم اور اُس سے مانوس ہونا اور ماسوی اللہ سے توحش اور
دور ہونا - اور فضیل نے کہا راضی اپنی منزلت سے کسی چیز کی تمنا اور آرزو نہین کرتا
اور ابن شمعون نے کہا ہی کہ رضا حق کے ساتھ ہی اور رضا حق کے لیے ہی اور
رضا حق سے ہی سو رضا حق کے ساتھ اُسکی تدبیر اور اختیار سے ہی اور رضا حق
کی اُسکی تقسیم وعطا کے روسے ہی اور رضا حق کے لیے اُسکی خدائی اور پروردگاری
سے ہی - ابو سعید سے سوال کیا گیا کہ آیا جائز ہی یہ بات کہ بندہ راضی خشمگین ہو
کہا کہ ہان جائز ہی کہ بندہ راضی اپنے رب سے ہو اور خشمگین اپنے نفس پر اور
ہر ایک قاطع پر جو اُسکو اللہ سے قطع کرے - اور حسن بن ابی طالب رضی اللہ
عنہما سے لوگون نے کہا کہ ابا ذر کہتا ہی کہ فقیری مجھے زیادہ محبوب غنا سے اور
بیماری محبوب تر صحت سے ہی - آپ نے فرمایا اللہ ابا ذر پر رحم کرے مگر مین یہ کہتا ہون
کہ جسنے توکل اللہ کے حسن اختیار پر کیا جو اُسکے لیے ہی تو وہ تمنا دوسری حالت
کی نہین کرتا ہی بجز اُس حالت کے جو اُسکے لیے اللہ نے اختیار کی - اور علی رضی اللہ
عنہ نے فرمایا کہ جو کوئی رضا کے بساط پر بیٹھا تو ہمیشہ کبھی اللہ کی طرف سے
اُسکو کوئی امر مکروہ نہ پہونچیگا اور جو کوئی سوال کے فرش پر بیٹھا تو وہ اللہ کے
کسی حال مین راضی نہو - اور یحییٰ کا یہ مقولہ ہی کل امر ان دو قاعدے کلیہ کی
بابت راجع ہوتے ہین ایک فعل اُسکی طرف سے تیرے ساتھ ہی اور ایک فعل تیرا
طرف اُسکے لیے ہو تو چاہیے کہ راضی اُس کام مین ہو جو اُسنے کیا اور خالص
اس عمل مین جو تو کرے - اور بعضون نے کہا ہی کہ راضی وہ ہی جو کہ دنیا کی
فوت شدہ چیزون پر نادم نہو اور نہ اُسکا افسوس کرے - اور شیخ ابن

معاذ سے سوال کیا گیا کہ بندہ رضا کے مقام تک کب پہونچتا ہی کہا جبکہ اُسنے اپنے نفس کو چار اصول پر اُن چیزون مین قائم کرلیا ہو جنمین اُسکی معاملت کیجاتی ہے وہ یہ ہین کہ اگر تو عطا کرے تو مین اُسکو قبول کرتا ہون اور اگر تو روکے تو راضی ہون اور اگر تو مجھے چھوڑدے مین تیری بندگی کرون اور جو تو مجھے بلائے تو مین اُسکی اجابت کرون - اور شبلی رحمہ اللہ نے کہا جنید کے سامنے لاحول ولا قوۃ الا باللہ تو جنید نے کہا یہ تو تنگی سینہ سے ہی شبلی نے کہا کہ آپ نے صحیح کہا - کہا تنگی سینہ رضا بالقضا کے ترک سے ہو اور اسی واسطے جنید رحمہ اللہ نے اس سے کہا تا کہ اُسے اصل رضا پر آگاہی ہو اور یہ اسواسطے کہ رضا قلب کے انشراح اور کشادگی سے حاصل ہوتی ہو اور قلب کا انشراح نور یقین سے ہوتا ہو اللہ تعالی نے فرمایا ہو افمن شرح اللہ صدرہ للاسلام فہو علی نور من ربہ یعنی بھلا وہ شخص کہ کھولا اللہ تعالی نے سینہ اُسکا واسطے اسلام کے پس وہ اوپر نور کے رب اپنے کے ہو - پھر جب کہ باطن مین نور متمکن اور جاگرفتہ ہو گیا تو سینہ کشادہ ہوا اور چشم دل کی کھل گئی اور حسن تدبیر اللہ تعالی کو معاینہ کیا تو خشم اور تنگدلی کو دور کرتا ہو اسواسطے کہ سینہ کی کشادگی حلاوت دوستی کو متضمن ہو اور فعل محبوب محبت صادق کے نزدیک موقع رضا پر ہی کیونکہ محبت کی راے ہو کہ فعل محبوب کا مراد و اختیار اُسکا ہو سو وہ اختیار محبوب کی رویت کی لذت مین اپنے نفس کے اختیار سے فانی ہوجاتا ہو جیسا کہ کہا گیا ہو مصرع

ہر ایک فعل محبوب محبوب ہو

اکسٹھواں باب احوال اور شرح احوال کے بیان میں ہے

انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے حضرت نبی علیہ السلام سے روایت کی ہے فرمایا تین
چیزیں ہیں جسمیں وہ چیزیں ہوں تو اسنے ایمان کی حلاوت پائی ایک وہ شخص کہ
اللہ اور رسول اللہ کا اسکو محبوب تر انکے ماسوائے ہو اور دوسرا وہ شخص جسنے
ایک بندہ کو دوست رکھا اور یہ دوستداری نہیں ہے مگر اللہ کے واسطے اور
تیسرا وہ شخص جو مکروہ اس بات کو جانے کہ کفر کی طرف عود کرے بعد اسکے
کہ اسکو اللہ نے خلاص اس سے کر دیا جیسے کہ وہ مکروہ اس بات کو جانتا ہے
کہ وہ آتش دوزخ میں ڈالا جائے۔ عرباض بن ساریہ سے روایت ہے کہا جناب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا مانگا کرتے تھے اللهم اجعل حبك احب الی
من نفسی وسمعی وبصری واهلی ومالی ومن الماء البارد یعنی بارخدایا تو کر محبت
اپنی دوست زیادہ طرف میرے میرے نفس و میرے کان اور میری آنکھوں
اور میرے اہل اور میرے مال سے اور پانی ٹھنڈے سے پس گویا حضرت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے محبت خاص کی طلب کی اور محبت خاص یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ
کو قلب میں دوست رکھے اور یہ اس لئے کہ بندہ کبھی ایک حال میں قائم ہوتا ہے
حال کے ساتھ بحکم علم ہوتا ہے اور محبت اسکو مقتضی صبر علم کے ساتھ ہے
مثلاً وہ راضی ہوتا ہے [illegible] سخت اسکو مکروہ جانے اور علم کے ساتھ نظر انتہا کی
[illegible] محبت [illegible] فرمانبرداری کی طرف ہوئیں اللہ تعالیٰ اور اسکے
رسول کو علم ایمان سے دوست رکھتا ہو اور بہشتی کو حکم طبیعت سے

دوست رکھتا ہے اور محبت کے لیے وجوہ ہیں اور انسان میں محبت کے اسباب انواع اقسام کے ہیں سو اُنہیں سے ایک محبت روح کی ہے اور محبت قلب کی اور محبت نفس کی اور محبت عقل کی ہے تو حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس میں اہل اور مال اور ماں باپ کا ذکر ہے اُسکے معنی محبت الٰہی سے اور محبتوں کی بیخ کنی ضروری ہے تاکہ اللہ تعالیٰ کی محبت غالب ہو اور اللہ تعالیٰ کو اپنے دل اور روح اور کلیت سے دوست رکھے یہاں تک کہ حب الٰہی طبیعت میں بھی غالب ہو اور بشریت میں محبوب تر آب سرد سے ہو اور یہ حب صافی خواص کے لیے ہوتی ہے جسکے سبب اور جسکے نور سے طبیعت اور بشریت کی آگ فرو ہو جاتی ہے اور یہ حب ذات مشاہدہ سے ہوتی ہے جو روح کی عزلت اور خلوص سے مقامات قرب کی طرف ہوتی ہے۔ واسطی نے اس آیت میں یحبہم ویحبونہ کہا ہے کہ جیسے وہ بندوں کو دوست رکھتا ہے اسی طرح وہ ذات کو اُسکی دوست رکھتے ہیں سو یہاں ضمیر راجع ذات کی طرف ہے نہ کہ نعوت و صفات کی جانب ہے۔ اور بعضوں نے کہا ہے کہ محب کی شرط یہ ہے کہ اُسے محبت کے سکرات لاحق ہوں پس اگر ایسا نہ ہو تو اُسکی محبت حقیقی نہیں ہے اور محبت دو قسم ٹھہری ایک محبت عام اور ایک محبت خاص تو محبت عام کی تفسیر امتثال امر سے ہوتی ہے اور بسا اوقات حب سے علم سے اور رحمت سے ہوتی ہے اور اس محبت کا مخرج صفات سے ہے اور مشائخ کی ایک جماعت نے حب کو مقامات میں بیان کیا ہے تو نظر اس حب عام کی طرف ہوگی جس میں بندہ کے کسب کو دخل ہے اور حب خاص حب ذات مطالعہ روح سے ہے اور یہ وہ حب ہے جس میں سکرات ہوتی ہے اور وہ اللہ کریم کی طرف ایک احسان اپنے بندہ کے لیے ہے اور اللہ کا انعام ہے جو کہ [illegible]

یہ حب احوال سے ہے اسواسطے کہ وہ محض موہبت ہے جسمیں کسب کو دخل نہیں ہے اور وہ قول نبی علیہ السلام سے سمجھی گئی ہے کہ فرمایا محبوب تر مجھے ٹھنڈے پانی سے ہے کیونکہ وہ ایک کلام ہے وجدان روح سے جو حب ذات سے لذت پاتی ہے۔ اور یہ حب روح ہے اور جو حب کہ مطالعہ صفات سے ظاہر ہوتی ہے اور ایمان کے مطالعہ سے نکلتی ہے قالب اس روح کی ہے اور جہاں کہیں انکی یہ محبت صحیح ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے انکی خبر اپنے قول سے دی اذلۃ علی المومنین یعنی وہ لوگ مومنوں کے واسطے عاجز ہیں اسواسطے کہ محب اپنے اور اپنے محبوب کے واسطے عاجزی کرتا ہے

اور یہ پڑھتا ہے شعر

لبیبی تقدست ربی وسقیم	وذلیکم المحب للحبیب المکرم

ترجمہ

قدر ایک کے ہوں ہزار اور سچا ہٹ	ہمیرا ایک پیارے کے خاطر مکرم

اور یہی حب خاص اصل احوال سینہ اور اسکے موجب ہے اور وہ احوال کے بیان ایسی ہے کہ تو مقامات میں ہے سو جسکی تو صحیح کامل ہوئی وہ تمام مقامات کے ساتھ زہد و رضا و توکل سے متحقق ہوا جنکا بیان ہم پہلے لکھ چکے ہیں۔ اور جو شخص کہ اسکی محبت صحیح ہوئی وہ تمام احوال فنا اور بقا اور صحو و محو وغیر ذالک کے ساتھ متحقق ہوا اور توبہ اس حب کے لیے بدن کے مثال ہے اسواسطے کہ وہ اس حب عام پر مشتمل ہے جو اس حب کے لیے بدن کے مانند ہے اور جب محبوبوں کی راہ کی اور دو طریق محبت سے طریق خاص ہے اسکا تکملہ اسی میں ہوجاتا ہے اور اسکے لیے حب خاص کی روح حب عام کے قالب کے ساتھ ایک جا جمع ہوجاتی ہے جیسے ترجمہ صحیح

مستقل ہی اور اسوقت اطوار مقامات مین تقلب وگردش نہین کرتا اسواسطیکہ اطوار
مقامات مین بدلتے رہنا اور نہین سے ایک حالت سے دوسری حالت مین ترقی کرنا

طریقہ محبین کا ہی اور جسنے طریق مجاہدہ اس آیت سے اختیار کیا والذین جاہدوا
فینا لنہدینہم سبلنا یعنی اور جن لوگون نے کوشش کی ہمارے رستہ مین البتہ ہم انکو
اپنا رستہ دکھاوینگے اور اس قول اللہ تعالی سے ویہدی الیہ من ینیب یعنی اور ہدایت
کرتا ہی طرف اسکے جو رجوع ہووے۔ تو اسنے ثابت کر دیا ہی کہ انابت اور
بازگشت کا کسب حق محبین مین ہدایت کا سبب ہی اور محبوب کے حال مین حضرت
اجتبا اور برگزیدگی کی فرمائی جو کسب کا معلوم نہین ہی اور پھر اللہ تعالی نے فرمایا
اللہ یجتبی الیہ من یشاء یعنی اللہ تعالی قبول کرتا ہی طرف اپنے جسکو چاہتا ہی سو
جسنے محبوبین کے رستہ کو قبول کیا اطوار مقامات کے بساط کو طی کیا اور اسکی صفائی
اور خلوص اطوار مقامات کے اپنے پورے وقت کیساتھ مندرج ہوتا ہی اور مقامات
اسکو مقید کرتا ہی نہ محبوس کرتا ہی اور وہ ان کو مقید اور محبوس کرتا ہی اسواسطے
سے کہ وہ انسے ترقی کرتا ہی اور انکی صفائی اور خلوص کرتا ہی نکال لیتا ہی اسواسطے
کہ جب حب خالص کے انوار اسپر چمکنے لگے صفات ونعوت نفس کے تلوینات
کو اتار ڈالا اور مقامات جتنے ہین سب نعوت اور صفات نفس کے صاف
کرنے والے ہین پس زہد اسکی صفائی رغبت سے کرتی ہی اور توکل اسکی صفائی
کم اعتمادی سے کرتی ہی جو نفس کے جہل سے پیدا ہوتی ہی اور رضا اسکی صفائی
ترک منازعت کے جھگڑے سے کرتی ہی اور یہ منازعت اسواسطے ہی کہ نفس مین
جمود اور افسردگی باقی رہے جب تک کہ محبت خاص کے آفتاب اسپر چمکین

ظلمت اور افسردگی اسکی باقی رہے پس جسکو حب خالص کے ساتھ تحقق ہوا اسکا نفس
ملائم اور نرم ہوجاتا ہی اور اسکی افسردگی جاتی رہتی ہی سو کیا زاہد اس سے رغبت کو ادا
کریگا درحالیکہ رغبت حب نے اسکی رغبت کو جلا دیا اور توکل اس سے کیا صفائی
کریگی درحالیکہ دیدار وکیل اسکی چشم دل میں چھپا ہوا ہی اور رضا انہیں عروق منازعت
کو کیا سکون دے گی درحالیکہ منازعت اسکی طرف سے ہو جسکی کلیت مسلم نہیں رودباری
نے کہا ہی کہ جبتک تو اپنی کلیت سے خارج نہوگا محبت کی حد میں داخل نہوگا اور ابو یزید
نے کہا ہی کہ جس شخص کو اسکی محبت نے قتل کیا ہو تو اسکا خون بہا یہ ہی کہ وہ اسکو
دیکھے اور جس شخص کو اسکے حبیب نے قتل کیا ہو تو اسکا خونبہا یہ ہی کہ اسکو اپنا
ندیم بنائے اسکی خبر مجھے دی ابو زرعہ ابن خلف نے ابی عبدالرحمن سے کہا کہ
میں نے احمد بن علی بن جعفر سے سنا ہی کہ وہ کہتا ہی میں نے حسین بن علویہ سے سنا کہ وہ کہتا تھا
کہ ابو یزید نے مجھکو کہا ہی قرب اطوار مقامات میں الٹنا پلٹنا عام محبون کیلیے ہی اور بساط
اطوار کا طی کرنا خاص محبون کے لیے ہی اور وہ محبوب ہیں جنکے ارادوں اور ہمتوں سے مقامات
مٹ گئے ہیں اور اکثر مقامات طبقات انسانی کے مدارج پر ہوتے ہیں اور وہ مواطن
انس کسی کے ہیں جو اپنے بقا کے وطنوں میں انکو کرتے ہیں ابراہیم خواص سے
بعض بزرگوں نے کہا کہ تصوف نے آپکو کہاں تک پہونچا دیا ہی تو کہا توکل تک
پھر کہا تو اپنے باطن کی آبادی میں سعی کرتا ہی مجھے فنا توکل میں معاینہ وکیل سے
کہاں ہی سو نفس جب اپنی صفت کے ساتھ جنبش کرتا ہی کہ دائرہ زہد سے
باہر پھاند جاوے تو زاہد اسے دائرہ کی طرف اپنے زہد سے پھیرلاتا ہی اور
متوکل جب کہ اسکا نفس جنبش کرے وہ اپنے توکل سے پھیرلاتا ہی اور صاحب

رضا یعنی رضا کے ذریعہ سے اسکو پھیرا ہی اور نفس سے یہ حرکات بقایا سے وجود میں جو
سیاست علمی کے محتاج ہیں اور ساہیں وہ قرب کے ہوا سے قرب کا لینا ہی اور وہ حق عبودیت
کا علم کے اندازہ ادا کرتا اور اسکے موافق اجتہاد و کسب کرتا ہی اور جسنے طریق خاص کو
اختیار کیا بقایا سے رہائی پانے کا طریق انوار فضل حق میں کھنچنے کے ساتھ پہچان لیا
اور جسنے قرب کے جلوے میں نسیم رحمت کے ساتھ زینت حق کے جو ہمیشہ قائم جسکے
زوال ہی اور گردش اور تغیر و تبدیل سے محفوظ ہی اسکو نہ کوئی طلب مقدار اور نہ کچھ
کوشش ہی اور نہ کوئی اسکو دہشت میں ڈالتی ہی پس زہد اور توکل و رضا انہیں موجود
اور وہ انہیں نہیں ہی اسی معنی کے اعتبار سے کہ خواہ وہ کسی طرح مستقلب ہو وہ
زاہد ہی اگر چہ صاحب ہو اور واسطے کہ وہ حق کے ساتھ ہی نہ اپنے نفس کے ساتھ
اور اگر التفات اسکے اسباب کی طرف دیکھا جائے وہ متوکل ہی اور اگر اس سے
کراہت پائی جائے تو وہ راضی ہی اسواسطے کہ کراہت انکی اسکے نفس کے لیے ہی
اور نفس اسکا حق کے لیے ہی اور وہ حق کے ساتھ ہی کہ کراہت اور اسکا نفس اسکو ادا
پھیر دیا گیا کہ وہ راضی اور صفات نفس کے ساتھ اور پاک اور بخشیدہ و فرستادہ لطف
اسکے ساتھ کیا ہوا ہی انکی عین دوا اور امراض و علل اسکے عین شفا
ہو گئے اور طلب الٰہی اسکے لیے قائم مقام ہر طالب کے زہد و توکل و رضا سے ہو گئی
یا ہو گیا مطلوب من اللہ اسکا بجائے ہر مطلوب کے جو زہد اور توکل اور رضا ہی
رابعہ نے کہا کہ جو اللہ کا محب اور دوست ہی اسکی کہیں قرار نہیں ٹھہرتی تا آنکہ وہ
اپنے محبوب کے ساتھ سکون نہ پاوے اور رابعہ الندوی نے کہا ہی کہ حقیقت
محبت کی یہ ہی کہ تو اپنے محبوب کو سب کچھ اپنا بخشنے اور تجھ سے تیرے واسطے کوئی

شی باقی نہ رہے ۔ اور ابو الحسین وراق نے کہا ہی سرور اللہ کے ساتھ شدت محبت کے
سبب سے اسکے لیے ہی اور محبت دل مین آگ ہی جو ہر ایک شی کو جلا دیتی ہی اور
یحییٰ بن معاذ نے کہا محبون کا صبر زاہدون کے صبر سے سخت تر ہی تعجب ہے اُسکے
کی بات ہی انسان اپنے حبیب سے کیونکر صبر کرے اور بعضون نے کہا کہ جسنے اللہ کی
محبت کا دعوی کیا بدون اسکے کہ وہ محرمات اور شبہات سے پرہیز کرے جو نہ بچے
تو وہ بڑا جھوٹا ہی اور جسنے جنت کی محبت کا دعوی کیا بدون اسکے کہ اپنے مال کو
خرچ نہ کر ڈالا ہو تو بڑا جھوٹا ہی اور جسنے حب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دعوی
بلا حب فقر کیا ہو وہ بڑا جھوٹا ہی اور رابعہ یہ ابیات پڑھا کرتی تھین نظم

تعصی الاله وانت تظهر حبه | هذا لعمري في الفعال بديع
لو كان حبك صادقا لاطعته | ان المحب لمن يحب مطيع

ترجمہ

معصیت اللہ کی ہو تو تو اُسکے حب کا دم بھرے | یہ قسم اپنی عجب افعال مین ہی نادرات
گر محبت ہوتی سچی تیری اُسکو مانتا | دوست تابعدار ہی محبوب کا دن اور رات

اور ہر گاہ محبت احوال کے لیے توبہ کے مثل مقامات کے لیے ہی پس جو حال کا دعوی
کرے اُسکی محبت معتبر ہی اور جو دعوی محبت کا کرے اُسکی توبہ معتبر ہی اسواسطے کہ توبہ
رجوع حب کی طالبہ ہی اور محبت رجوع ہی اسکا قیام اُس طالب کے ساتھ ہی اور احوال
اعراض مین جسکا قوام جوہر ہی سے ہی ۔ اور بعضون نے کہا ہی کہ اللہ کے دوست
لے گئے شرف دنیا و آخرت کو اسواسطے کہ حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ
المرء مع من احب یعنی آدمی اُس شی کے ساتھ ہی جسکو وہ چاہتا ہی تو وہ اللہ تعالی کے

ساتھ ہیں۔ اور ابو یعقوب سوسی نے کہا ہے کہ محبت صحیح نہیں ہے تا آنکہ تو دید محبت سے دید محبت کو فنا سے علم محبت سے نکلے اسطرح کہ اُسکا محبوب غائب ہو اور یہ شخص محبت کے ساتھ ہو سو جب کہ محب اس نسبت کی طرف خارج ہو تو وہ محب بغیر محبت ہو جنید سے سوال ہوا کہ محبت کیا ہے فرمایا صفات محبوب کا بدل کے طور پر صفات محب سے آجانا۔ بعضوں نے کہا ہے کہ یہ اس بنیاد پر ہے قول اللہ تعالی کے فاذا احببتہ کنت لہ سمعا و بصرا یعنی جسوقت میں اُسے محبوب رکھتا ہوں تو میں اُسکا سمع بن جاتا ہوں اور اُسکی بصر بنجاتا ہوں۔ اور یہ اسواسطے ہے کہ پھر آئنہ جب محبت صافی اور کامل ہو گئی تو وہ ہمیشہ اپنے وصف کو اپنے محبوب کی طرف جذب کرتی ہے اور جب وہ اپنی نہایت حد کو پہونچ گئی تو وہ توقف کرتی ہے اور رابطہ بیدار ہو کر ہو جاتا ہے اور وصف محبت کا کمال محب سے ازالہ موانع کر دیتا ہے اور صفات محبوب وصف محبت کے کمال سے اُن عوائق کو جو صدق حب میں خارج ہیں محب مخلص پر مہربانی اور اُسکے قائم رہنے پر نظر شفقت بعد ازان کہ اُسکی سعی انتہا کو پہونچ گئی کر کے کھینچ لیتی ہے پس محب محبوب سے کسب صفات کے فائدے لیکر پلٹتا ہے اور جسوقت یہ کہتا ہے کہ

میں محبوب ہوں اور محبوب میں — دو روح اک بدن میں ہم آئے ہیں یہاں
وہ دیکھے مجھے تو میں دیکھوں اُسے — جو میں اُسکو دیکھوں تو وہ مجکو وہاں

اور یہ جو ہم نے بیان کیا حقیقت ہے قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تخلقوا باخلاق اللہ اسواسطے کہ وہ اپنی نزاہت نفس و کمال تزکیہ سے محبت کے لیے قابل اور مستعد ہوتا ہے اور محبت ایک عطیہ ہے جو تزکیہ کے ساتھ معلل نہیں ہے مگر سنت الہی اسپر جاری ہے کہ وہ اپنے احباب کے نفوس کو اپنی حسن توفیق اور تائید سے پاک و صاف کر لیتا ہے

اور جب نفس کی نزاہت اور طہارت بخشی گئی بعد از ان روح اُسکی نے جاذبۂ محبت
کے ساتھ کھینچا تو اُسکو صفات و اخلاق کے خلعتون سے مخلع اور محلی کیا جاتا ہی اور
یہ اُسکے نزدیک ایک مرتبہ وصول مین ہوتا ہی سو کبھی اُسکے باطن سے شوق اُن اشیا
کی طرف اُٹھتا ہی جو اُسکے علاوہ ہین اسواسطے کہ عطایاے الٰہی غیر متناہی ہین اور
کبھی اُنھین عطیات سے پہلے اور مطمئن ہوجاتا ہی تو یہ وصول اُسکا ایسا ہوتا ہی جو اُسکے
آتش شوق کو ساکن کرتا ہی اور یہی شوق کا باعث ہی کہ صفات وہبی محققہ محب کے
نزدیک رتبہ وصول پر استقرار پاتے ہین اور اگر شوق باعث نہوتا اُلٹے قدمون واپس
آتا اور نفس کے صفات ظاہر ہوتے جو کہ انسان اور اُسکے قلب کے درمیان حائل
ہین اور جسنے کہ وصول سے اُن چیزون کے سوا گمان کیا جو ہمنے بیان کین یا اسقدر کے
علاوہ اُسکے خیال مین آیا تو وہ مذہب نصاریٰ کا لاہوت و ناسوت مین معترض ہی اور
مشائخ کے اشارات استغراق اور فنا مین سبکے سب مقام محبت کی تحقیق کی طرف
راجع ہین جو انوار یقین کی استیلا اور خلاصہ ذکر قلب اور تحقیق حق یقین بزوال بقایا
اور لوث وجودی اور فناے صفات نفس سے ہین اور جب محبت ٹھیک اور صحیح ہوگئی
تو اسپر احوال اور توابع اُسکے مترتب ہونگے شبلی سے پوچھا کہ محبت کیا ہی تو جواب
دیا کہ ایک شراب ہی جسمین سوزش ہی اگر حواس مین ٹھہر گئی اور نفوس قرار پکڑ گئے
تو اُسکو نیست اور لاشی کر دیتی ہی اور بعضون نے کہا ہی کہ محبت کا ایک ظاہر
اور ایک باطن ہی ظاہر اُسکا رضاے محبوب کی پیروی ہی اور اُسکا باطن یہ ہی
کہ سب چیزون سے محبوب کا دلدادہ ہو اور اُسمین کسی چیز کا بقیہ غیر محبوب یا
نفس سے نہ رہے

بعض احوال سنیہ سے محبت مین شوق ہی

اور کوئی محب نہین جو ہمیشہ مشتاق نہو اسواسطے کہ امر حق کی نہایت نہین ہی سو کوئی حال نہین ہی جسکو محب پہونچا اگرچہ کہ وہ جانتا ہی کہ اُسکے ماورا اور حال زیادہ اوفی و اتم ہی

شعر حزنی لحسنک لا الذا امد	ینتہی الیہ ولا لحسنک امد

ترجمہ

حزن میرا حسن تیرا دونون ہین ایک ناپ کے	انتہا اسکی نہین تو انتہا اسکی نہین

بعد ازان یہ شوق جو اُسے پیدا ہوا اُسکا حاصل کیا نہین ہی اور اسلئے سودا یہ کہ وہ ایک عطیہ ہی کہ اُسکے ساتھ اللہ تعالی نے محبون کو مخصوص کیا ہی - احمد ابن ابی الحواری نے بیان کیا کہ مین ابی سلیمان دارانی کے پاس گیا اور اُسے مین نے دیکھا کہ وہ رو رہا ہی مین نے کہا کیون تو روتا ہی اللہ تیرے اوپر رحم کرے تو کہا وہ اے احمد جب یہ رات اندھیرا چھاتی ہی تو اہل محبت کے قدم بچھ جاتے ہین اور اُنکے آنسو رخسارون پر ڈھلکتے ہین اور خداے جلیل جل جلالہ اُنکے نزدیک ہوتا ہی یہ کہتا ہوا کہ مجھے اپنی آنکھون کی قسم ہی جسنے میری باتون سے لذت پائی اور میری مناجات سے راحت حاصل کی اور مین اُنکے خلوتون مین واقف ہون اُنکے نالہ و زاری سنتا ہون اور اُنکی گریہ کو دیکھتا ہون اے جبرئیل اُن لوگون مین منادی کر دے یہ کیا رونا ہی جو مین تمھارے اندر دیکھتا ہون آیا کسی مخبر نے تمھین خبر دی کہ ایک محبوب اپنے دوستون کو آگ مین جلا دے کیونکر مجھے بھلا معلوم ہو کہ مین ایسی قوم کو عذاب مین ڈالون کہ رات اندھیرا ہی چھائے تو وہ میری خوشامد کرتے ہین

سو مین اپنی قسم کھاتا ہون کہ جب وہ قیامت کے دن میرے پاس آئینگے تو انکے
لیے روشنی اپنی صورت سے کرونگا اور انکے لیے اپنا باغ قدس مباح کرونگا - اور جو
ایک قوم کا حال محبین سے ہی جو شوق کے مقام مین پڑاؤ ڈالے ہوے ہین اور
شوق محبت سے ہی جیسے کہ زہد توبہ سے ہی جب توبہ نے قرار پکڑا تو زہد کا ظہور ہوا
اور جب محبت قائم ہوئی تو شوق پیدا ہوا - واسطی نے اس قول الٰہی مین لکھا ہی
وعجلت الیک رب لترضی یعنی اور مین جلدی آیا تیری طرف اے رب کہ تو راضی
ہو - کہا اپنے شوق اور پیچھے آنے والون کے استغفار سے کہا وہ لوگ میرے پیچھے
ہین اسکے شوق سے جو اللہ تعالیٰ سے بات چیت کرتے ہین اور توریت کی لوحون کو
پھینک دیا اسوجہ سے کہ جو وقت اسکا تھا وہ ہو چکا تھا - اور ابو عثمان نے کہا ہی کہ
شوق ثمرہ محبت کا ہی سو جو کوئی اللہ تعالیٰ کو چاہتا ہی وہ مشتاق اسکی لقا کا ہوتا ہی
اور اسی کا بیان قول اللہ تعالیٰ مین ہی فان اجل اللہ لآت مشتاقون کے قرب
کے لیے - اسکے معنی یہ ہین کہ مین جانتا ہون کہ ہر آئینہ تمھارا شوق میری طرف
غالب ہی اور مین نے تمھاری ملاقات کے لیے ایک مدت خاص مقرر کی ہی اور
عنقریب تمھارا وصول اسکے لیے ہوگا جسکے مشتاق تم ہو - ذوالنون نے کہا ہی
کہ شوق درجات مین سب سے اعلیٰ اور مقامات مین سب سے بالا ہی اور جب انسان
اسکو پہونچتا ہی تو موت کو تاخیر مین شمار کرتا ہی اسواسطے کہ اسے شوق اپنے
رب کا ہی اور امید اسکی ہی کہ اسے دیکھے اور ملاقات کرے - اور میرے نزدیک
یہ ہی کہ شوق جو محبون مین آن قرب کا ہی جسکی امید وہ دنیا مین رکھتے ہین
اس شوق کے علاوہ ہی جسکے ساتھ وہ مرنے کے بعد توقع رکھتے ہین اور

اللہ تعالیٰ اپنے اہل مودت کو مکاشفہ اُن علمیات کا کر دیتا ہے جنکو وہ علم سے پاتے ہیں اور انکو جب ذوق سے طلب کرتے ہیں تو اُسی طرح اُنکا شوق ہوتا ہے کہ علم ذوق ہو جائے اور مقام شوق کی ضرورت سے نہیں ہے کہ موت کی تاخیر سمجھتے ہیں اور اکثر صحیح لوگ محبین سے لذت حیات کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے واسطے حاصل کرتے ہیں جیسا کہ حق تعالیٰ نے اپنے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام سے فرمایا قل ان صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العلمین یعنی کہہ اے رسول کہ میری نماز اور میرے مناسک اور میری زندگی اور میری موت اللہ کے لیے ہے جو پروردگار عالمین ہے سو جسکی زندگی اللہ کے واسطے ہو اُسے حق تعالیٰ لذت مناجات اور محبت کی بخشتا ہے پس اُسکی آنکھ تعد نسے سیر ہو جاتی ہے بعد ازان دنیا ہی میں علمیات سے وہ کشف کرا دیتا ہے جو مقام شوق میں متحقق ہوتے ہیں اُس شوق کے علاوہ جو بعد الموت ہوتا ہے - اور بعض حضرات صوفیہ نے مقام شوق کا انکار کیا ہے اور کہا ہے کہ شوق تو غائب کے واسطے کے لیے ہوتا ہے اور حبیب حبیب سے کب غائب ہوتا ہے تاکہ وہ مشتاق ہو اور ابن عطا انطاکی سے سوال کیا گیا کہ شوق کیا ہے تو اُسنے جواب دیا کہ اشتیاق غائب ہی کے لیے ہوتا ہے اور میں غائب اُس سے نہیں ہوں جب سے میں نے اُسے پایا ہے - اور شوق کا انکار علی الاطلاق سو میں اسکی وجہ نہیں دیکھتا اسواسطے کہ عطیات و بخشائشیں الٰہی کے مراتب جو نشانات قرب سے ہیں جسوقت غیر متناہی ہوں تو کیونکر سبب شوق کا انکار ہو سکتا ہے اسواسطے کہ جو مرتبہ اُسنے قرب کا پایا ہے اُسکی نسبت غیر غائب اور غیر مشتاق ہے مگر وہ مشتاق ان مراتب کا ہے جنکو نشانات قرب سے نہیں پایا تو کیونکر شوق کا ماننا ممنوع ہو اور حقیقت حال ایسی ہے - اور دوسری وجہ یہ کہ انسان

کے لیے ایسے امور سے چارہ نہین ہی۔ جنکو علم حال اُنکی بشریت اور طبیعت اور اُسکے قائم نہ رہنے کی جگہ اُس حد علم پر جسکو مقتضی علم حال ہو ٹھیرائے اور اُن امور کی موجودگی آتش شوق کو مشتعل کرتی ہی اور ہم شوق سے مقصود نہین رکھتے مگر ایک مطالبہ جو باطن سے ادنی اور اعلی کی جانب نشانات قرب سے اُٹھتا ہی اور یہ مطالبہ اور یہ مانگ سب محبون مین ہی۔ بس اب شوق موجود ہی اُسکے انکار کی کوئی وجہ نہین ہی۔ اور ہمراُسنہ ایک قوم نے کہا ہی کہ شوق مشاہدہ اور ملاقات کا سخت تر شوق بعد اور مفارقت سے ہی تو جدائی کی حالت مین مشتاق ملاقات ہوگا اور ملاقات اور مشاہدہ کی حالت مین وہ مشتاق فضل اور احسانات کا محبوب سے ہوگا اور یہی میری رائے اور یہی میرا مختار ہی۔ اور فارس نے کہا ہی کہ مشتاقون کے دل نور اللہ سے منور ہین پھر جبکہ وہ دل اشتیاق کے سبب حرکت مین آتے ہین تو وہ نور مشرق اور مغرب کی سطح دنیا کو روشن کر دیتا ہی تب اللہ تعالی اُنکو فرشتون پر ظاہر اور پیش کرتا ہی اور فرماتا ہی یہ لوگ ہین جو میری طرف اُنکو اشتیاق رہتا ہی مین تمھین گواہ کرتا ہون کہ ہمر اُنہ مجھے اُنکا شوق ہی۔ اور ابو یزید نے کہا ہی کہ اگر اللہ اہل جنت کو اپنی رویت سے محجوب کرے تو وہ جنت سے استغاثہ ایسا ہی کرینگے جسطرح اہل دوزخ دوزخ سے کرینگے۔ ابن عطا سے پوچھا کہ شوق کیا ہی کہا شوق جگر کا جلانا اور دلون کا شعلہ زن کرنا اور قرب کے بعد کلیجون کا کاٹنا ہی۔ بعضے حضرات صوفیہ سے لوگون نے پوچھا کہ آیا شوق اعلی اور بالاتر ہی یا کہ محبت۔ جواب دیا کہ محبت اسواسطے کہ شوق اُس سے پیدا ہوتا ہی اور کوئی صاحب شوق نہین الا وہی جسپر محبت نے غلبہ کیا ہو پس محبت اصل ہی اور شوق فرع ہی۔ اور نصیر آبادی نے کہا ہی تمام خلق کے لیئے مقام

مقام

شوق کا ہی نہ مقام اشتیاق کا اور جو کوئی اشتیاق کے حال مین داخل ہوا تو وہ اسمین حیران رہا حتی کہ اُسکا نہ کوئی نشان دیکھ پڑتا ہی اور نہ قرار پایا جاتا ہی اور اُسی سے اُنس ہی - اور جنید سے سوال ہوا تھا کہ اُنس کیا چیز ہی اُسکا جواب آپنے دیا کہ باوجود ہیبت کے حشمت کا اُٹھنا اور دور ہونا ہی - اور ذوالنون سے پوچھا کہ اُنس کیا ہی تو کہا وہ محب کا انبساط اور گھل کھیلنا محبوب کے ساتھ ہی - بعضون نے کہا اُسکے معنی قول حضرت ابراہیم خلیل اللہ کا ہی ارنی کیف تحیی الموتی یعنی دکھا مجھے کس طرح تو مردہ کو زندہ کرتا ہی اور قول موسیٰ ارنی انظر الیک یعنی دکھا مجھے اپنے تئین کہ تیری طرف دیکھون اور رویم نے ابیات پڑھے شعر

شغلت قلبی بما لدیک فلا	ینفک طول الحیوۃ عن فکر
آنستنی منک بالوداد فقد	اوحشتنی من جمیع ذا البشر
وذکرک لی مونس یعارضنی	یوعدنی عنک منک بالظفر
وحیثما کنت یا مدی ہممی	فانت منی بموضع النظر

ترجمہ از مترجم فارسی

دلم زہر شغل کردی بدانچہ ای دوست توداری	دا دہرگز نگردد زان بفکرت خود زہشیاری
انیس خود مراکردی زراہ دوستی وانگہ	رہائی از ہمہ عالم زہی راہی بہ شواری
شدہ مونس مرا ذکرت ہمہ عرصہ دہد از من	کند وعدہ بہ پیروزی ہم از تو دہد یاری
ہنر جانب نگاہی تو ولیکن چون ہمی بینم	بجائے دیدہ از من تو باشی در نکوکاری

اور روایت ہی کہ مطرف بن شخیر کو عمر بن عبد العزیز نے لکھا کہ تمہارا ورد اور تمہارا اُنس اللہ کے ساتھ اور انقطاع تمہارا اُسکے ساتھ ہو اسواسطے کہ اللہ کے بعض بندہ ایسے

کہ اُنھوں نے اللہ تعالی کے ساتھ اُنس حاصل کیا ہی اور وہ اپنی تنہائی اور عزلت میں بہت زیادہ مانوس لوگوں سے تھے جنکو کثرت میں اُنکے اُنس تھا اور اُن چیزوں سے بہت متوحش تھے جن سے اور لوگ بہت مانوس ہیں اور اُن باتوں سے نہایت درجہ وہ مانوس تھے جن سے اور لوگ متوحش تھے۔ واسطی نے کہا محل انس پر کو نہیں پہونچتا وہ شخص جو تمام موجودات سے متوحش نہو گیا ہو۔ اور ابو الحسین بن ابی نے کہا ہی اللہ کے ساتھ اُنس نہیں ہوتا الا جب کہ اُسکے ساتھ تعظیم ہو اسواسطے کہ ہر ایک جسکے ساتھ تو مانوس ہوگا اُسکی تعظیم تیرے قلب سے ساقط ہو جائیگی مگر اللہ تعالے جل شانہ کی تعظیم اسواسطے کہ تو اُس سے اُنس زیادہ نہیں کرے گا مگر یہ کہ تجھے زیادہ ہیبت اور تعظیم ہوگی۔ رابعہ نے کہا ہر مطیع مستانس ہی اور پڑھا نظم

ولقد جعلتک فی الفواد محدثی	وابحت جسمی من اراد جلوسی
فالجسم منی للجلیس موانس	وحبیب قلبی فی الفواد انیسی

ترجمہ از مترجم فارسی

سخن گوئیدہ اندر دل ہمیشہ من ترا دارم	وار اہل مجالس خود را ہمین نفسے بپیش ارم
البتہ جسم من باشد کہ وی را ہمنشین گردد	ولیکن دوست دل خود را انیس خاطر پندارم

اور مالک بن دینار نے کہا ہی کہ جو شخص اللہ کے ساتھ مخلوق کی بات چیت سے مانوس نہیں ہوا تو اسکا علم تھوڑا اور قلب اسکا اندھا ہی اور عمر اپنی ضائع کی بعضے صوفیہ سے پوچھا گیا کہ گھر میں تیرے پاس کون ہی کہا اللہ تعالی میرے پاس ہی اور جو اللہ کے مانوس ہوا وہ متوحش نہیں ہوا۔ اور خراز نے کہا ہی کہ انس یہ ہی کہ ارواح اپنے محبوب کے ساتھ قرب کی مجالس میں گفتگو کریں۔ اور بعضے عارفوں نے محبان و اصل

کی صفت اس طرح کی ہے کہ اکہ محبت انکے لیے ہر لحظہ دوام اتصال کے ساتھ تازہ ہو گئی اور
اور انکو حقائق سکون سے جو اسکے ساتھ تھی اپنی پناہ مین لے لیا یہان تک کہ انکے دل
نالان ہو گئے اور انکی روحین شوق کے مارے آرزومند ہو گئین اور محبت اور شوق
انکا ایک اشارہ حق سے انکی طرف حقیقت توحید سے تھا کہ وہ وجود باللہ سے موجود
باللہ کے سبب انکی سب آرزوئین جاتی رہین اور امیدین انکی سب منقطع ہو گئین انکے
شوقون کے سبب جو اسکی طرف سے انکے لیے ظاہر ہوئین اور اگر حق تعالی تمام
انبیا کو حکم دیتا کہ انکے لیے سوال کرین تو وہ بعضی چیزین انکین سے مانگتے جو انکے
لیے اللہ تعالی نے وحدانیت قدیمہ اور دوام ازلیہ اور علم سابقہ مین زیادہ دی دنیا
کی ہین اور انکی معرفت اور انکی فرط ہمت اور فروانی خواہشون کی آتین مقدر
انکے تھے تو اسکے بندگان عام پر حسد کرتے اگر انکے قلوب سے تمام ہموم دور ہو
اور اسکے معنی مین یہ ابیات ہین شعر

كانت لنفسي اهواء مفرقة	فاستجمعت مذ رأتك العين اهوائي
فصار يحسدني من كنت احسده	وصرت مولى الورى مذ صرت مولائي
تركت للناس دنياهم ودينهم	شغلا بذكرك يا ديني ودنيائي

ترجمہ فارسی

در دلم اہوا بود ہر سوی منتشر	چون ترا دیدم فراہم گشت جملہ اندر دلم
پس شدہ حاسد مرا آنکس کہ بردم رشک	چون ترا مولا شدم عالم مرا شد بندہ وار
دین و دنیا را بمردم وا گذاشت	شغل من ذکرت ای دین و دنیای من

اور یہی شرح ہے جو تاکہ اس پہ واقف ہوا اور اسکے ذکر اور اسکے کلام کی لذت کا

اور مقام الیہ اپنا ہو قربات کے ہیں۔ اور استقدر انس سے ایک نعمت اللہ تعالی کی طرف سے
ہو مگر یہ وہ حال انس نہیں ہے جو مجنون کے لیے ہوتا ہے اور انس ایک حال شریف ہے جو
بصدق وبہ صفائی اور طہارت باطن سے اور کمال تقوی و قطع اسباب و علائق اور
سلب خطرات اور ہوا جس سے ہوتا ہے اور اسکی حقیقت میرے نزدیک وجود کی
صفائی اور رقت اور سیاہی ظلمت کی بجا ری روشنی سے ہے اور روح کا پھیلنا فتوح
کے میدانوں میں ہے اور اسکے لیے نفس استقلال ہے جو قلب پر مشتمل ہے پس انس دل کو
استقلال کے ساتھ ہیبت سے جمع کرتا ہے اور ہیبت میں روح کا جمع ہونا اور پھیلنا
محل نفس میں ہے اور یہ جیسا ہم نے بیان اور وصف کیا انس ذات سے ہے اور ہیبت
ذات لقا کے مقام پر صورت ہوتی ہے اگر کہ راہ فنا سے عبور کر جاتے اور وہ دونوں
انس اور ہیبت کے سوا ہیں جو وجود فنا سے جاتے رہتے ہیں اسواسطے کہ ہیبت اور
انس جو قبل از فنا ہیں وہ صفات جلال وجمال کے مطالعہ سے ظاہر ہوتے ہیں
اور یہ مقام تلوین کا ہے اور جو ہم نے ذکر کیا ہے کہ بعد فنا کے ہے وہ مقام تمکین و بقا
میں مطالعہ ذات سے ہے اور انس نفس مطمئنہ کا خضوع اور ہیبت اسکا خشوع ہے
اور خضوع و خشوع دونوں قریب ہیں اور ایک فرق لطیف کے ساتھ جو بالطف روح
مدرک ہوتا ہے دونوں جدا جدا ہوتے ہیں۔ اور بعض احوال سے قرب ہے اللہ تعالے
نے اپنے نبی علیہ الصلوۃ والسلام کے لیے فرمایا ہے واسجد واقترب یعنی اور تو سجدہ
کر اور تو نزدیک ہو اور تحقیق حدیث میں آیا ہے کہ سب سے زیادہ قریب بندہ اپنے
رب سے سجدہ میں ہوتا ہے اسواسطے کہ سجدہ کرنے والا جبکہ اسے سجدہ کا مزہ
چکھایا جاتا ہے قربت حاصل کرتا ہے کیونکہ وہ سجدہ کرتا ہے اور اپنے سجدے سے

بساط کون و مکان کو طی اور نورد دیدہ کرتا ہی خواہ وہ پیدا ہو گیا ہو یا آیندہ پیدا ہووے
اور ردائے عظمت کے کنارہ پہ سجدہ کرتا ہی اور وہ قریب ہوتا ہی۔ بعض صوفیہ نے
کہا ہی کہ ہر آینہ مین حضوری پاتا ہون سو مین کہتا ہون یا اللہ خواہ یا رب پھر اُسے
مین اپنے اوپر گران تر پہاڑون سے پاتا ہون سوال کیا گیا کہ یہ کس سبب سے جواب
دیا کہ سبب یہ ہی کہ ندا اور پکار پردہ کے پیچھے سے ہوتی ہی اور دیا تم نے کسی ہمنشین کو
دیکھا ہی کہ وہ اپنے ہمنشین کو پکارے اور یہ بجز اشارات اور ملاحظات اور سرگوشی اور
ملاطفات کے نہین اور یہ مرتبہ جسکا قائل نے وصف کیا ہی مقام غریب ہی جسمین قرب
متحقق ہی مگر یہ کہ وہ مشعر محویت اور مشیر سکر ہی جو اس شخص کے لیے ہوتا ہی جسکا نفس
غائب ہو اُسکی روح کے نور مین ہو جاتا ہی اسواسطے کہ سکر اُسکا غالب اور محویت اُسکی
قوی ہی پھر جب کہ ہوش مین آیا تو روح نفس سے اور نفس روح سے خلاص
پاتا ہی اور بندہ سے ہر ایک اپنے محل و مقام کی طرف عود کرتا ہی پھر نفس سطوتنہ کی
زبان سے جو اپنے مقام حاجت اور محل عبودیت کی طرف راجع ہی یا اللہ و یا رب
کہتا ہی اور روح اپنے فتوح و کشود اور کمال حال کے ساتھ ندا قول سے مستقل
ہوتی ہی اور یہ کامل اور قریب تر ادل سے ہی اسواسطے کہ حق قرب اُس نے
استقلال روح بالفتوح سے ادا کیا اور رسم عبودیت کو قائم کیا اس طرح کہ ظلم نفس
محل احتیاج کو پھر آیا اور ہمیشہ قرب کا حصہ نصیب روح کو اس سبب سے بڑھتا ہی
کہ رسم عبودیت نفس کی طرف سے قائم ہوتی ہی۔ اور جنید نے کہا کہ ہر آینہ حق تعالی
اپنے بندون کے قلوب سے نزدیک اُسی قدر ہوتا ہی جسقدر کہ بندون کے قلوب
کو اپنے قریب دیکھتا ہی پس دیکھو کسقدر قریب تیرے قلب سے ہوتا ہی

اور ابو یعقوب سوسی نے کہا ہے کہ جب تک بندہ قرب کے ساتھ ہوگا وہ قریب نہ ہوگا یہاں تک کہ وہ قرب کے دیکھنے سے غائب ہو جائے جب کہ وہ وجد قرب سے قرب کے سبب جاتا رہے تو وہ قریب ہے اور ایک نے موزوں میں سے یہ ابیات کہیں

قد تحققتک فی السر فناجاک لسانی ۔۔۔ فاجتمعنا لمعان وافترقنا لمعان

ان یکن غیبک التعظیم عن لحظ عیانی ۔۔۔ فلقد صیرک الوجد من الاحشاء دانی

ترجمہ

من ترا در سر خود کردم درست آنگہ زبان

با تو ہم راز آمدہ است زان شد مرا در دل نشان

گہ پریشان گاہ جمع و ہر دو را معنی است بس

گر جلال و عظمت پوشیدہ دارد از عیان

وجد کردند ترا بر من زرگ جانم قریب

زان تفرق زین سبب ہم این معانی را بدان

ذوالنون نے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے کوئی زیادہ قربت میں نہیں بڑھا مگر یہ کہ ہیبت اسکی زیادہ ہوئی۔ اور سہل نے کہا کہ مقامات قرب سے ادنی مقام حیا ہے اور نصیر آبادی نے کہا ہے کہ اتباع سنت سے معرفت کو پہونچیگا اور ادائے فرائض سے قرب حاصل کریگا اور نوافل کے دوام سے محبت کو اور بعضے احوال سے حیا ہے اور حیا صفت عام ہے اور صفت خاص ہے اس میں سے صفت عام سو وہ ہے کہ جسکا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان صحابیوں کو حکم دیا ہے استحیوا من اللہ حق الحیاء یعنی اللہ تعالیٰ سے شرماؤ جیسا حق شرم کرنے کا ہو حاضرین نے

کہا ہم شرماتے ہیں یا رسول اللہ آپ نے فرمایا یہ نہیں ہے مگر جو شخص اللہ سے حیا کرے تو چاہیے کہ سر کو نگاہ رکھے اور جو کچھ فراہم کرے اور شکم کو نگاہ رکھے اور جو کچھ جمع کرے اور موت اور بوسیدگی کو یاد کرے اور جو آخرت کا ارادہ کرے تو دنیا کی زینت کو چھوڑ دے سو جس کسی نے یہ عمل کیا تو اُس نے اللہ سے حیا کی جو اُسکا حق ہے اور یہ حیا مقامات میں سے ہے اور حیاے خاص احوال سے ہے اور یہ وہ ہے جو عثمان رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہا میں اندھیرے گھر میں غسل کرتا ہوں اور اللہ سے حیا کے سبب لپٹا جاتا ہوں - ابو العباس مودب نے کہا کہ مجھ سے سری ؒ نے کہا کہ میں جو تجھ سے کہتا ہوں اُسے یاد رکھ کہ حیا اور اُنس قلب کے آس پاس گھومتے ہیں سو اگر اُسمیں زہد اور ورع دیکھتے ہیں تو اُترتے ہیں نہیں تو چل دیتے ہیں اور حیا روح کا سر جھکانا ہے بزرگی جلال کی بزرگداشت کے لیے اور اُنس روح کا لذت حاصل کرنا کمال جمال کے ساتھ ہے پھر جب وہ دونوں جمع ہو گئے تو وہ نہایت آرزو ہے اور انتہا کی عطا ہے اور شیخ الاسلام نے یہ اشعار پڑھے

اشتاقه فاذا بدی اطرقت من اجلاله	لا خیفة بل هیبة وصیانة لجماله
الموت فی ادباره والعیش فی اقباله	والصد عنه اذا بدا واروم طیف خیاله

ترجمہ

مشتاق میں تھا وہ کھلا عظمت سے اُسکا جھکگیا	ڈر کچھ نہ تھا ہیبت مگر اور حفظ میں اُسکا جمال
جانے میں اُسکے موت ہے آنے میں اُسکے زندگی	منہ پھیر لوں جب وہ کھلے تب کروں اُسکا خیال

بعضے علما نے کہا ہے کہ جسنے حیا میں کلام کیا اور اللہ سے وہ حیا نہیں کرتا اُن باتوں میں جنکے اندر گفتگو کرتا ہے تو وہ مستدرج ہے اور قریب عذاب کے ہے ۔ اور

ذوالنون نے کہا ہے کہ حیا قلب میں ہیبت کا موجود ہونا ہے اس شے کی عظمت کے ساتھ جو پہلے تیری طرف سے تیرے پروردگار کی طرف سبقت کر گئی ہے۔ اور ابن عطا نے کہا ہے علم اکبر ہیبت اور حیا ہے سو جب اس سے ہیبت اور حیا جاتی رہی تو اسمیں خیر نہیں۔ اور ابو سلیمان کا قول ہے کہ بندوں نے چار درجوں پر عمل کیا ہے خوف پر اور رجا پر اور تعظیم پر اور حیا پر اور درجہ میں شریف تر سب سے وہ ہے جس نے حیا پر عمل کیا اس بنا پر کہ اسکو یقین ہے کہ ہر آئینہ اللہ تعالیٰ ہر حال میں اسکو دیکھتا ہے شرماتے ہوئے زیادہ اس سے کہ گنہگار لوگ اپنے گناہوں سے شرماتے ہوں۔ اور بعض صوفیہ نے کہا ہے کہ شرمانے والوں کے دلوں پر غالب ہمیشہ اجلال اور تعظیم ہے جبکہ اللہ تعالیٰ انکی طرف دیکھتا ہے

اور بعضے احوال سے اتصال ہے

نوری نے کہا کہ اتصال مکاشفات قلوب اور مشاہدات اسرار ہے اور بعض صوفیہ نے کہا ہے کہ اتصال وصول ہر مقام ذہول تک ہے اور بعضوں نے کہا اتصال یہ ہے کہ بندہ کو بجز خالق اسکے کوئی حاضر نہو اور اسکے سر کو صانع کے سوا دوسری خاطر متصل نہو۔ اور سہل بن عبداللہ نے کہا کہ بلا کے سبب حرکت دی گئی سو وہ متحرک ہوا اور اگر سکون کیا تو وہ متصل ہو گئی۔ اور یحییٰ بن معاذ رازی نے کہا عمل کرنے والے چار ہیں تائب زاہد مشتاق واصل پس تائب اپنی توبہ سے محجوب ہے اور زاہد اپنے زہد سے اور مشتاق اپنے حال سے محجوب ہے اور جو واصل ہے اسکو حق سے کوئی حاجب نہیں ہے اور ابو سعید قرشی نے کہا ہے واصل وہ ہے۔

جیسے اللہ والے پھر اسے قطع کا ہمیشہ خوف نہیں اور منفصل وہ ہے جو اپنی جہد سے متصل ہوا اور جب کبھی سستی جہد میں ہوا منقطع ہو گیا اور یہ جسکا ذکر کیا حال مرید اور مراد کا ہے اسواسطے کہ ایک ان دونوں میں سے کشفوں سے ہدایت کیا گیا اور دوسرا اجتہاد کی طرف پھیر گیا۔ اور ابو یزید نے فرمایا ہے کہ واصلین تین قسم کے ہیں قصد انکا اللہ ہو اور متصل اشتغال انکا اللہ سے ہو اور رجوع انکی اللہ کی طرف ہو۔ اور سیاری کا قول ہے کہ وصول مقام جلیل ہے اور یہ اسواسطے کہ اللہ تعالی نے جب ایک بندہ کو دوست رکھا کہ اپنے ساتھ وصل کرے تو پھر اسکو مختصر کر دی راہ بعید اسکے قریب ہو گیا۔ اور شیخ کا قول ہے کہ وصل وہ وصل اپنے حبیب کے پاس ہے۔ اور رویم نے کہا اہل وصول کو اللہ تعالی نے قلوب سے انکے اور سے مخصوص کیا التقوی اور منع کیا خلق سے انکو اور نوری نے کہا کوئی نہیں پہنچا جو کوئی پہنچا مگر قرب سے اور کوئی اسکو نہیں پہنچا کہ اس سے رجوع ہوا ہو اور جاننا چاہیے کہ اتصال اور وصلت کی طرف مشائخ نے اشارہ کیا ہے اور جو کوئی یقین صافی کو ذوق اور وجد کے طریق سے پہونچا تو وہ وصول کے ایک رتبہ میں ہے پھر انمیں بھی تفاوت کرتے ہیں سو بعضے ان میں سے جو شخص اللہ کو بطریق افعال پاتا ہے اور وہ رتبہ تجلی میں ہے تو اسکا اور غیر کا فعل فانی ہو جاتا ہے اسواسطے کہ وہ فعل اللہ کے ساتھ قائم ہے اور اس حالت میں تدبیر اور اختیار سے خارج ہو جاتا ہے اور یہ ایک رتبہ وصول میں ہے اور بعضے انمیں سے وہ ہیں جو مقام ہیبت اور انس میں توقف کرتے ہیں ان باتوں کے سبب کہ جسکے ساتھ کشف قلب آشنا ہوتا ہے یعنی جلال اور جمال سے اور یہ تجلی بطریق صفات ہے اور وہ ایک رتبہ وصول میں ہے اور انمیں سے بعضے وہ ہیں جو مقام

فنا کو ترقی کرتے ہین اس حالت سے کہ انوار یقین و مشاہدہ اُسکے باطن کو شامل ہین
اور وہ اپنے وجود مین اُسکے شہود مین غائب ہی اور یہ ایک قسم کی تجلی ذات ہی اُن
لوگون کیلیے جو خاص مقربین سے ہین اور یہ مقام ایک مرتبہ وصول مین ہی دوسرا اُسکے
اور حق الیقین ہی اور دنیا مین اُس سے خواص کیلیے ایک چشم زدن ہی اور وہ
نور مشاہدہ کا سریان کلیہ جسد مین ہی یہان تک کہ اُس سے روح قلب اور نفس
حتی کہ قالب اُسکا بہرہ مند ہوتا ہی اور یہ اعلی مرتبہ وصول کا ہی اور جب کہ حقائق
متحقق ہوئے تو نمودار ان احوال شریفہ کے ساتھ جاتا ہی کہ وہ پہلی منزل مین [illegible]
ہوا ہی پھر وصول کہان افسوس کہ طریق وصول کی منزلین عمر آخرت ابدی مین بھی
قطع نہین ہوسکتین پھر کس طرح دنیا کی چھوٹی عمر مین قطع ہوون

اور ان احوال سے قبض و بسط ہین

اور وہ دونون احوال شریفہ ہین اللہ تعالی نے فرمایا ہی واللہ یقبض و یبسط اور
ان دونون احوال مین مشائخ نے کلام کیا ہی اور اشارات کے ساتھ بتلایا ہی جو علامات
قبض و بسط کے ہین اور انکی حقیقتون سے بہن کشف نہین پاتا۔ اس سبب سے کہ اکثرون
نے اشارہ پر اکتفا کی ہی اور اشارہ ایک نوع کا قانع کرتا ہی اور مین چاہتا ہون کہ اُن مین
پورا کلام کرون شاید کہ طالب اُسکی طرف مشتاق ہو اور تفصیل قول کی اسمین
پاتا ہو اور یہ بہتر ہوتا ہی۔ اور جاننا چاہیے کہ قبض اور بسط کیلیے ایک
موسم خاص اور وقت لازمی ہی کہ نہ اسکے پہلے وہ ہوتے ہین اور نہ اسکے بعد
ہوتے ہین اور ان دونون کا وقت اور موسم محبت خاص کے اوائل حال مین

ہوتا ہو اور نہ اُسکی نہایت ہین اور نہ حال محبت خاص سے پہلے ہوتا ہی سو جو کوئی محبت عامہ کے مقام مین ہو جو بحکم ایمان ثابت ہی اُسکے لیے قبض ہی نہ بسط صرف خوف اور رجا ہوتا ہی اور کبھی حال قبض اور حال بسط کے مشابہ پاتا ہی اور اُسکو قبض و بسط خیال کرتا ہی حالانکہ یہ وہ نہین ہی اور یہ اُسکے سوا نہین کہ وہ ایک ہم و رنج ہی جو اُسکو عارض ہو جاتا ہی سو اُسکو قبض تصور کرتا ہی اور ایک جنبش نفسانی اور نشاط طبعی ہی جسکو وہ بسط گمان کرتا ہی اور ہم و نشاط دونون محل نفس سے صادر ہوتے ہین اور اُسکے جوہر سے اسواسطے کہ صفات نفس کے باقی ہین اور جبتک صفت امارہ کی جو اُسمین ہی نفس مین باقی ہی اُس سے اہتزاز اور نشاط پیدا ہوتا ہی اور ہم سورش اُس نفس کی اور نشاط ایک بلندی موج نفس کی ہی جب کہ دریاے طبیعت متلاطم ہو اور جبکہ محبت عامہ کے حال سے محبت خاص کے اوائل کو ترقی کرے تو وہ صاحب حال اور صاحب قلب اور صاحب نفس لوامہ ہو جاے گا اور اُسوقت نوبت بنوبت اُسمین قبض و بسط آنے لگیگا اسواسطے کہ وہ رتبۂ ایمان سے رتبۂ ایقان و حال محبت خاص کو ترقی کر لیا سو کبھی حق اُسکو قبض کرتا ہی اور کبھی بسط کرتا ہی۔ واسطی نے کہا ہی کہ وہ قبض کرتا ہی چیز سے تجھی ہی جو تیرے واسطے ہی اور بسط کرتا ہی اُس چیز مین دیتا ہی جو اُسکے لیے ہی اور نوری نے کہا قبض تجکو میرے ساتھ کرتا ہی اور بسط تیرا اپنے واسطے کرتا ہی اور جاننا چاہیے کہ وجود قبض صفت نفس کے ظہور اور غلبہ سے ہی اور ظہور بسط ظہور صفت اور غلبۂ قلب سے ہی اور نفس جبتک لوامہ ہی تب تک وہ کبھی مغلوب ہی اور کبھی غالب ہی اور قبض و بسط اُسکے اعتبار سے اُس سے ہوتا ہی

اور صاحب قلب حجاب نورانی کے نیچے ہی اسواسطے کہ قلب اُسکا موجود ہی جسطرح
صاحب نفس حجاب ظلمانی کے نیچے اپنے نفس کے وجود سے ہی پھر جب کہ وہ قلب
سے ترقی کرے اور اسکے حجاب سے نکلے تو اسکو حال نہ مقید کرتا ہی اور نہ اُسمین
تصرف کرتا ہی سو وہ اب قبض وبسط کے تصرف سے باہر ہوجاتا ہی سو نہ قبض
مین ہوتا ہی اور نہ بسط مین جب تک کہ وہ وجود نورانی سے کہ وہ قلب ہی آزاد
اور قریب کے ساتھ متحقق بلا حجاب نفس وقلب ہی پھر جبکہ فنا وبقا سے وجود کی
طرف پلٹے تو وہ وجود نورانی کی طرف جو قلب ہی پلٹے گا سو اُسوقت قبض وبسط بھی
عود کرے گا اور جبتک فنا اور بقا کے ساتھ رہا ہو تو نہ قبض ہی اور نہ بسط ہی فارس
نے کہا اول قبض ہی بعد اسکے نہ قبض ہی اور نہ بسط ہی اسواسطے کہ قبض وبسط
وجود مین واقع ہوتا ہی مگر فنا اور بقا کے ساتھ سو نہین ہی پھر قبض کبھی عقوبت
اور بسط کے لیے ہوتی ہی اور یہ اسواسطے کہ وارد منجانب اللہ قلب پر وارد
ہوتا ہی تو قلب رحمت اور فرحت اور بشارت سے مملو ہوجاتا ہی سو اس حالت
مین نفس استراق سمع کرتا یعنی چوری سے کان لگا کر سنتا ہی اور اپنا حصہ لیتا ہی
اور جب وارد غیبی کا اثر نفس کو پہونچتا ہی تو وہ بالطبع طغیان اور بسط مین
افراط کرتا ہی یہان تک کہ بسط نشاط کے ہم شکل ہوجاتا ہی اور اگر نفس کی
تادیب اور تعدیل کیجائے اور کبھی طغیان سے اور کبھی عصیان سے نفس جاری
ہو تو صاحب قلب کو قبض ہو اور ریحانہ روح اور اُنس اُسکو حاصل رہے اور
اعتدال جو قبض کا سد باب کرتا ہی اس قول الٰہی سے اخذ کیا گیا ہی لکیلا تاسوا
علی ما فاتکم ولا تفرحوا بما آتاکم یعنی تاکہ نا امید نہو تم اوپر اس چیز کے کہ جو ہاتھ نہ آئے

اور تاکہ خوش نہو تم ساتھ اُس چیز کے کہ تمکو اُسنے دی سو وارد فرح کا جبتک کہ روح
اور قلب پر موقوف ہی وہ کثافت اور تیرگی نہین قبول کرتا اور نہ صاحب فرح قبض
کا مستوجب ہی علی الخصوص جب کہ فرح مین لطافت اُس وارد سے آجائے جو داعی
اور ہیبت الی اللہ ہی اور جب اللہ تعالیٰ کو ملجا و ماوا کرنے کی التجا نہ کی تو نفس تاک
لگاتا ہی اور اپنا حصہ فرح سے پاتا ہی اور وہ فرح اُس چیز کے باعث ہی جس سے
بغیر ممانعت اور نہی آئی ہی تو بعض اوقات قبض اُسکے سبب ہوتا ہی اور یہ گناہ
بلیغ ہی جو موجب قبض ہی اور نفس مین اُسکے حرکات اور صفات سے بہت
کو دیہا ندہین جو باعث قبض ہین زان بعد خوف و رجا کو نہ صاحب قبض و بسط
اور نہ صاحب اُنس و ہیبت ثبت و نابود کرتا ہی اسواسطے کہ وہ دونون فرودست
ایمان سے ہین اس لیے وہ معدوم نہین ہوتے اور قبض و بسط صاحب
ایمان کے سامنے معدوم ہوجاتے ہین اس سبب سے کہ خطر قلب سے اُٹھن کر
اور صاحب فنا و بقا اور قرب کے سامنے معدوم اسواسطے ہوتے ہین کہ
وہ قلب سے خلاص ہین اور کبھی ایسا ہوتا ہی کہ باطن پر قبض اور بسط وارد
ہوتا ہی اور سبب اُسکا معلوم نہین ہوتا اور قبض و بسط کا سبب مخفی نہین
رہتا مگر ایسے شخص پر جو کم بہرہ اُس علم سے ہو کہ علم حال اور علم مقام سے مخفی ہو
اور جسنے علم حال و مقام کو مضبوط و مستحکم کر لیا ہی اُسپر قبض و بسط کا سبب
پوشیدہ نہین اور بسا اوقات قبض و بسط کا سبب اُسپر مشتبہ ہوجاتا ہی یعنی
کہ ہم قبض سے اور نشاط بسط سے مشتبہ ہو اور اُسکا علی الخصوص اُسی کے لیے
ہی جسکا قلب مستقیم ہو اور جسنے قبض و بسط کو معدوم کر دیا اور اُس سے [illegible]

ترقی کر گیا تو اُسکا نفس مطمئنہ ہی کہ اُسکے جوہر سے وہ آگ نہین نکلتی جو موجب
قبض ہو اور نہ اُسکا دریاے طبیعت بادہوی سے متلاطم ہوتا ہی تا آنکہ بسط اُس سے ظاہر ہو
اور بسا اوقات ایسے شخص کے لیے قبض و بسط فی نفسہ ہوتا ہی نہ من نفسہ سو اُسکا نفس
مطمئنہ قلب کی طبیعت رکھتا ہی سو قبض و بسط اُسکے نفس مطمئنہ مین جاری رہتا ہی
اور حالانکہ اُسکے قلب کو نہ قبض ہی اور نہ بسط ہی اسواسطے کہ قلب کا حال یہہ ہی کہ نور
روح کی شعاعون سے متحصن ہی اور قرب کی آرامگاہ مین قرار گرفتہ ہی سو اُسکو قبض ہی نہ بسط ہی

اور بعض احوال سے فنا و بقا ہی

ہر چند علماے صوفیہ نے کہا ہی کہ فنا یہہ ہی کہ اُس سے حظوظ فنا ہو جائین پس کسی چیز مین
اُسکو حظ نہو بلکہ تمام اشیاء سے وہ فنا ہو جاتا ہی اُس چیز کے شغل کے سبب جسمین
وہ فنا ہو گیا ہی۔ اور عامر بن عبد اللہ نے کہا ہی کہ مین نہین پروا کرتا ہون عورت
کو مین نے دیکھا یا کہ دیوار کو دیکھا اور اُس چیزون مین محفوظ ہی جسپر وہ اللہ کے واسطے
قائم ہی اور تمام مخالفتون سے منہ پھیرے ہوے ہی اور بقا اُسکے پیچھے ہی
اور وہ یہہ ہی کہ وہ اُس چیز سے فنا ہو جائے جو اُسکے واسطے ہی اور اُس چیز کے
لیے باقی رہے جو اللہ تعالی کے واسطے ہی۔ اور بعضون نے کہا ہی کہ باقی وہ ہی
کہ تحول اشیا اُسکے لیے شی واحد ہو جائے سو اُسکے تمام حرکات موافقت حق کے
رہین بغیر مخالفت اُسکے ہون اور وہ مخالفات سے فانی اور موافقات سے باقی
ہو۔ اور میرے نزدیک یہہ جسکا ذکر اس قائل نے کیا ہی وہ توبۂ نصوح کی صحت
کا مقام ہی اور فنا و بقا سے کسی بات مین نہین ہی اور اشارہ بقا سے

وہ ہی جو عبد اللہ بن عمر سے روایت ہی کہ اُسکو کسی شخص نے طواف کی حالت
مین سلام کیا اور اُسنے جواب سلام نہ دیا تو بعض اصحاب سے اُسکی شکایت کی
تو آپ نے جواب دیا کہ ہم اُس مکان مین اللہ تعالی کو دیکھتے تھے۔ اور بعضون نے کہا ہی
کہ فنا اشیاسے غائب ہونا ہی جیسے کہ فنا موسی کی تھی جب کہ اُسکے پروردگار نے
پہاڑ پر تجلی فرمائی۔ اور خراز نے کہا ہی کہ فنا حق کے ساتھ معدوم اور مستلاشی ہونا ہی
اور بقا حضور مع الحق ہی۔ اور جنید نے کہا ہی کہ فنا عاجز ہونا کل کا تیرے اوصاف
سے اور سب کا استغنا تجھ سے بالکلیہ ہی۔ اور ابراہیم ابن شیبان نے کہا ہی
کہ علم فنا اور بقا اخلاص وحدنیت اور صحت عبودیت پر دور اور گردش کرتا ہی
اور جو چیز اسکے سوا ہی وہ مغالطون اور الحاد کے قبیل سے ہی۔ اور خراز سے
پوچھا گیا کہ فانی کی علامت کیا ہی جواب دیا کہ جو فنا کا دعوی کرے
اُسکی علامت یہ ہی کہ اُسکا حظ بجز اللہ تعالی کے دنیا اور آخرت سے جاتا
رہے۔ اور ابو سعید خراز نے کہا ہی کہ اہل فنا جو ہین اُنکی صحت فنا مین یہ ہی کہ
علم بقا اُنکے ساتھ ہو اور اہل بقا کی پہچان صحت یہ ہی کہ علم فنا اُنکے ساتھ ہو
اور جاننا چاہیے کہ مشائخ کے اقوال فنا اور بقا مین بہت ہین سو اُنمین سے
بعض اشارت فنا مخالفات اور بقا موافقات کے جانب ہین اور یہ
وہ ہی کہ جسکو توبۂ نصوح مقتضی ہی اور وہ ثابت وصف توبہ کے ساتھ ہی اور
اُنمین سے بعضے اس طرف اشارہ کرتے ہین کہ رغبت اور حرص اور اہل زُہد و تنگی ہو
اور یہ وہ ہی جسکو زہد مقتضی ہی اور اُنمین سے اشارہ اس طرف کرتے ہین کہ اوصاف
مذمومہ فانی ہو جائین اور اوصاف محمودہ باقی رہین اور یہ وہ ہی جسکو

تزکیہ النفس مقتضی ہی اور بعضے اُنمین سے ایسے ہین کہ وہ فناے مطلق کی حقیقت
کی طرف اشارہ ہی اور پھر جسقدر اشارات ہین اُنمین سے ہر ایک مین معنی فنا من وجہ
لیے گئے ہین فناے مطلق وہ ہی کہ جو امر حق سبحانہ و تعالیٰ سے بندہ پر مستولی ہو جائے
سو حق سبحانہ و تعالیٰ کا ہونا بندہ کے ہونے پر غالب آ جائے اور وہ فناے ظاہر و
فناے باطن پر منقسم ہی اور ان جملہ فناے ظاہر یہ ہی کہ حق سبحانہ و تعالیٰ تجلی بطریق
افعال کرے اور بندہ سے اُسکے اختیار و ارادہ کو سلب کرلے اور اُسوقت
اپنے نفس نہ آپ سے غیر کیلیے کوئی فعل نہ دیکھے مگر حق کے ساتھ پھر اُسکو معاملہ
مین اللہ تعالیٰ کے ساتھ اُسکے موافق پکڑے حتیٰ کہ مین نے سُنا ہی کہ بعضے وہ
لوگ جو اس مقام مین فناے قائم ہین بہت روز اسطرح گذر جاتے تھے کہ وہ
نہ کھانا کھاتے تھے اور نہ پانی پیتے تھے یہانتک کہ اُسکے لیے فعل حق آسمین
مشارہ جائے اور اُسکے لیے اللہ تعالیٰ اُس شخص کو پہونچاتا ہی جو اُسکو کھلائے
اور پلائے جسطرح چاہے اور پسند کرے اور یہ شخص اپنی جان کی قسم فنا ہی اسواسطے
کہ وہ اپنے نفس سے فنا ہو چکا ہی اور غیر سے بھی کہ اُسکی نظر اللہ تعالیٰ کے فعل
کی طرف ہی اسوجہ سے کہ غیر اللہ کا فعل فانی ہی۔ اور فناے باطن یہ ہی کہ
کبھی مکاشفۂ صفات کا اور کبھی مشاہدۂ آثار عظمت ذات کا ہو سو اُسکے
باطن پر امر حق مستولی ہو جائے یہانتک کہ اُسکے لیے کوئی خطرۂ نفسانی اور
وسوسۂ شیطانی باقی نہ رہے اور فنا کی ضرورت سے نہین ہی کہ اُسکا احساس
جاتا رہے اور کبھی بعض اشخاص کیلیے غیبت احساس کا بھی اتفاق ہو جاتا ہی
اور یہ ضرورت فناے علی الاطلاق نہین ہی۔ اور مین نے شیخ ابو محمد بن عبد اللہ

سنا ہی

بصری سے سوال کیا اور کہا اُس سے آیا تقاضے خیالات سر میں اور وجود وسواس کا
شرک خفی سے ہی - اور میرے نزدیک یہ بات تھی کہ یہ شرک خفی سے ہی سو اُسنے
کہا یہ مقام فنا مین ہوتا ہی اور اُسنے یہ بیان نہین کیا کہ وہ شرک خفی سے ہی یا نہین
یہ ایک حکایت مسلم بن یسار کی بیان کی کہ وہ نماز مین تھے اور اُس وقت
جامع مسجد کا ایک ستون گر پڑا اور اُسکے شدت صدمہ سے اہل بازار گھبرائے
اور مسجد مین داخل ہوے تو آپ کو نماز کے اندر دیکھا اور ستون اور اُس کے گرجانے
سے اُسکو حس نہین ہوئی سو یہ استغراق اور فنائے باطن ہی بعد ازان اُسکا
ظرف وسیع ہوجاتا ہی یہان تک کہ شاید وہ فنا کے ساتھ متحقق ہوجاتا ہی اور
اُسکے معنی یہ ہین کہ وجدا اور قلبا اور جو قول اور فعل سے اُسپر جاری ہو اُس سے
وہ غائب نہین ہوتا - اور اقسام فنا سے یہ ہی کہ وہ ہر ایک قول اور فعل مین
مرجع اُسکا اللہ کی طرف ہو اور حکم کا منتظر اپنے کلیات امور مین ہوتا ہی تا کہ
وہ سب اشیا مین باللہ نہ بنفسہ سو اختیار کا ترک کرنے والا فعل حق کا منتظر فانی
ہی اور حکم حق کا صاحب انتظار اپنے کلیات امور مین راجع الی اللہ اپنے باطن
سے حرکات مین فانی ہی اور جو شخص کہ اُسکے اختیار کا مالک اُسکو اللہ تعالیٰ نے
کیا ہو اور اُسکو تصرف مین آزاد اور مطلق کر دیا ہو اختیار کرے جسطرح چاہے
اور ارادہ کرے نہ وہ منتظر فعل کا ہو اور نہ وہ منتظر اذن حکم کا ہو وہ باقی ہی
اور باقی اُس مقام مین ہی کہ نہ حق حاجب اُسکا خلق سے ہی اور نہ خلق اُسے
حاجب حق سے ہی اور فانی حق کے ساتھ محجوب خلق سے ہی اور فنائے ظاہر
ارباب قلوب اور احوال کے لیے ہی اور فنائے باطن اُسکے لیے ہی جو احوال کی

قید اور بیڑی سے رہا اور بالتدریج ہوگیا نہ بالاحوال اور قلب سے خارج ہوگیا اور وہ
اپنے مقلب کے ساتھ ہوگیا نہ یہ کہ اپنے قلب کے ساتھ ہوا

باسٹھواں باب اُن کلمات کی شرح میں ہے جو اصطلاح صوفیہ سے بعض احوال کے مشیر ہیں

جابرؓ نے حضرت نبی علیہ السلام سے روایت کی فرمایا کہ معاون تقویٰ سے علم کا جمع حاصل کرنا ہے یہاں تک کہ تو جان لے علم اُن چیزوں کا جنکو تو نہیں جانتا اور جو جان چکا ہے اُسمیں نقص قلت زیادت کی ہے - اور یہی بات ہے کہ آدمی نامعلوم چیزوں کے جاننے میں زاہد اور علم رغبتی پر کرتا ہے کہ جو علم حاصل کیا اُس سے انتفاع کم حاصل کرتا ہے - ہمارے مشائخ صوفیہ نے بنیاد تقویٰ کو مضبوط اور مستحکم کیا اور علم کو اللہ تعالیٰ کے لیے سیکھا اور اپنے تقویٰ کے موقع کے لیے عمل اُن چیزوں پر کیا جنکو اُنھوں نے علم جانا پس اللہ تعالیٰ نے وہ چیزیں اُنکو تعلیم کیں غرائب علوم اور اشارات دقیق سے جو وہ نہیں جانتے تھے اور اللہ تعالیٰ کے کلام سے غرائب علوم اور عجائب اسرار استنباط کیے اور اُنکے قدم کو علم میں راسخ کر دیا - ابو سعید خراز نے کہا ہے کہ کلام اللہ کا اول فہم یہ ہے کہ اُس کلام پر عمل کرے اسواسطے کہ علم اور فہم اور استنباط اُسی میں ہے اور ابتدا فہم کا یہ ہے کہ کان اُسپر رکھے اور اُسکے اس قول پاک بلند کو سنا ہو کہ ان فی ذلک لذکری لمن کان لہ قلب او القی السمع و ہو شہید یعنی البتہ اس مقدمہ میں نصیحت ہے واسطے اُس شخص کے کہ دل رکھتا ہو یا کان رکھے متوجہ ہوکر - اور ابو بکر واسطی نے کہا ہے کہ علمائے راسخ علم میں وہ لوگ ہیں جو اپنی ارواح کے ساتھ غیب الغیب در سر السر میں ثابت قدم

اور استوار ہو گئے ہین پھر انکو واقف کر دیا اُن علوم سے جن سے انھین واقف کر دیا اور اُنسے ارادہ اُن مقتضائے آیات کا کیا جو انکے غیر سے نہین کیا اور وہ لوگ دریاے علم مین فہم کے ساتھ گھس گئے تاکہ ترقی حاصل کرین اُسوقت فہم سے انھین وہ ذخیرے خزائن کے جو ہر ایک حرف اور آیت کی تہ مین تھے اور عجائب نص مکشوف ہوے تب اُنھون نے در وجواہر نکالے اور حکمت کے ساتھ اُنھون نے کلام کیا اور اسمین حدیث مین وارد ہو جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بروایت ابی ہریرہ کہ آپ نے فرمایا ہو کہ ہر آئینہ بعضے ایسے علم ہین جیسے ڈھکنون کہ اُسکو کوئی بجز علماے باللہ کے دوسرا نہین جانتا پھر جب کہ اسکے ساتھ کلام کیا تو اُسکا انکار نہین کرتا مگر وہ شخص جو مغرور باللہ ہو۔ قشیری سے مسموع ہو کہ وہ کہتا تھا کہ وہ علم اسرار اللہ تعالی کے ہین کہ اللہ تعالی نے انبیا اور اولیا اور سادات کبریٰ کو عنایت فرمائے ہین بدون اسکے کہ وہ کسی سے سُنین اور یا کسی سے پڑھین اور یہ ان اسرار مین سے ہین کہ جنپر بجز خواص کے اور کوئی مطلع نہین ہوا۔ اور ابو سعید خراز کا قول ہو کہ عارفین باللہ کے لیے بہت خزانے ہین جنمین امانت بہت علوم غریبہ اور اخبار عجیبہ رکھے ہین کہ انھین لسان ابدیت سے تکلم کرتے ہین اور اُنسے بعبارت ازلیت خبر دیتے ہین اور وہ علم مجہول سے ہی سو اُسکا یہ قول کہ بزبان ابدیہ اور بعبارت ازلیہ اشارہ اسکی طرف ہو کہ وہ لوگ اللہ کے ساتھ نطق اور کلام کرتے ہین اور ہر آئینہ اللہ تعالی نے آپ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے فرمایا ہو کی نطق اور وہ علم لدنی ہو کہ اللہ تعالی نے اسکی نسبت خضر کے حق مین فرمایا ہو آتیناہ رحمۃ من عندنا وعلمناہ من لدنا علما۔ یعنی ہم نے

اُسکو اپنے پاس سے رحمت دی اور ہم نے اُسکو اپنے پاس سے علم سکھایا۔ سو بعض
اُنھین نے جسکو اُنکی زبانون نے کلمات سے مستعمل کیا تاکہ ایک دوسرے کو سمجھا دے
اور اُنکی طرف سے ایک اشارہ اُن احوال کی طرف ہی جنکو وہ پاتے ہین اور اپنے
معاملات دلی مین جنکو وہ جانتے ہین اُنکا قول ہی۔ جمع و تفرقہ بعضون کا قول ہی کہ
جمع اور تفرقہ کی اصل اللہ تعالی کا یہ قول ہی شہد اللہ انہ لا الٰہ الا ہو سو یہ جمع ہی
بعد ازان تفریق کی اور فرمایا والملائکۃ واولوا العلم اور قول اللہ تعالی کا آمنا باللہ
جمع ہی اور یہ تفریق ہی اس قول سے وما انزل الینا اور جمع اصل ہی اور تفرقہ فرع ہی
پس جتنے جمع بلا تفرقہ ہین وہ زندقہ اور الحاد ہین اور جسقدر تفرقہ بلا جمع ہین وہ تعطیل ہی
اور جنید نے کہا ہی کہ قرب بالوجد جمع ہی اور غیبت اُنکی بشریت مین تفرقہ ہی اور
بعضے کہتے ہین کہ جمع اُنکی معرفت مین اور فرق اُسکا احوال مین ہی اور جمع وہ اتصال ہی
کہ صاحب جمع اُسکو نہین مشاہدہ کرتا مگر حق سے جب کہ اُسکے غیر کو دیکھا تو جمع نہین
اور تفرقہ شہود اُسکا ہی جو ماسوا سے جاتا اور عبارات صوفیہ اُسمین بہت ہین۔
اور مقصود یہ ہی کہ ان حضرات نے جمع کے ساتھ اشارہ بتجرید توحید کی طرف کیا ہی
اور تفرقہ کے ساتھ اشارہ اکتساب کی طرف کیا ہی بنا بران کوئی جمع نہین مگر تفرقہ
کے ساتھ اور کہتے ہین فلان عین جمع مین ہی کہ اس سے عنوان اُسکا کرتے ہین
کہ استیلا مراقبہ حق کا اُسکے باطن پر ہی جب کہ اُسنے اپنے اعمال سے کسی
چیز کی طرف رجوع کی تو تفرقہ کی طرف رجوع کی پس جمع کی صحت تفرقہ کے
ساتھ ہی اور تفرقہ کی صحت جمع کے ساتھ ہی سو یہ جو ہوا اُسکا حاصل اسکی
طرف راجع ہی کہ جمع علم باللہ ہے اور تفرقہ علم بامر اللہ سے ہی اور ان دونون سے

چارہ نہیں ہی سفرین نے کہا ہی کہ جمع عین فنا باللہ ہی اور تفرقہ عبودیت ہی کہ
اُسکا بعض متصل ببعض ہی اور ہر آئینہ قوم نے غلطی کی اور اُنھون نے دعوی کیا
کہ وہ عین جمع مین ہین اور صرف توحید کی طرف اشارہ کیا اور اکتساب کو معطل
کر دیا اور وہ لوگ زندیق ہوگئے اور جمع بھی حکم روح ہی اور تفرقہ حکم قالب ہی اور
جب تک کہ یہ ترکیب باقی ہی تو جمع اور تفرقہ سے گریز نہین ہی اور واسطی نے کہا ہی
کہ جب تو اپنے نفس کی طرف نظر کرے تفرقہ مین تو پڑ گیا اور جب اپنے رب کی
ذات دیکھے جمع مین تو ہی اور جب تو اپنے غیر سے قائم ہی تو فانی ہی بلا جمع اور بلا تفرقہ
کے - اور بعضون نے کہا ہی جمع اُنکی بذاتہ ہی اور تفرقہ اُسکا فی صفاتہ ہی اور کبھی وہ
جمع اور تفرقہ سے یہ مراد لیتے ہین کہ جب اُسنے اپنے نفس کے لیے کسب ثابت
کیا اور اپنے اعمال کی طرف نظر کی تو وہ تفرقہ مین ہی اور جب کہ اشیا کو حق کے
ساتھ ثابت کیا تو جمع مین ہی اور تمامی اشارات اس بات کی خبر دیتے ہین کہ
کون تفرقہ ڈالتا ہی اور کون جمع کرتا ہی سو جسنے کون کو یکتا کر لیا تو اُسنے
جمع کی اور جسنے کون کی طرف نظر کی تو وہ تفرقہ مین پڑا تو تفرقہ عبودیت ہی اور
جمع توحید ہی پھر جب کہ اپنی طاعت کو ثابت کسب کیا تو صاحب تفرقہ ہو گیا
اور جو اثبات اُسکا باللہ کیا تو ثابت جمع ہوا اور جب فنا کے ساتھ متحقق ہوا
تو وہ جمع الجمع ہی اور ممکن ہی یہ کہا جاسکے کہ افعال کا دیکھنا تفرقہ ہی اور صفات
کا دیکھنا جمع ہی اور ذات کا جمع الجمع ہی۔ بعض صوفیہ سے لوگون نے حال موسی
علیہ السلام کا پوچھا جب کہ وقت کلام تھا تو کہا موسی موسی سے فنا ہوگیا
سو موسی کو موسی سے کچھ خبر نہ تھی پھر کلام اور کلام کرنے والا اور کلام

جس سے کیا وہ تھا اور کیونکر موسی کو طاقت اسکی تھی کہ بار خطاب کو اٹھاتا اور جواب دیتا اگر وہ اسکی سماعت کرتا اور اسکے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالی نے اسکو ایک قوت بخشی تھی اس قوت سے اسنے سنا اور جو یہ قوت نہوتی تو سماعت پر قادر نہوتا اور قائل نے مثال دیکر یہ ابیات پڑھے نظم

وبدا له من بعد ما اندمل الهوى	برق تألق موهنا لمعانه
يبدو كحاشية الرداء ودونه	صعب الذرى متمنع أركانه
فبدا لينظر كيف لاح فلم يطق	نظرا إليه ورده أشجانه
فالنار ما اشتملت عليه ضلوعه	والماء ما سمحت به أجفانه

ترجمہ از مترجم فارسی

برق جست یک آن که آن ماه روی بود	از چشم رفت خود بین آن همچنان که بود
یا گوشه ردیف کرد آن دلربای من	در آن نشست بر بلند شود شاخ ها می بود
پیدا شده است دامن ناز قوم برو	بیک نیاز عشق شده است در میان چه بود
وجه آنکه هر دو پهلو پیوسته شود بهم	آب آنکه نوک مژگان دهم بدین جدود

اور بعض انکا قول تجلی اور استتار میں

جنید نے کہا کہ وہ تادیب اور تہذیب اور تقرب ہے سو تادیب موقع استتار کا ہے اور وہ عوام کے لیے ہے اور تہذیب خواص کے لیے ہے اور وہ تجلی ہے اور قربت یعنی گزار اولیا کے لیے ہے اور جو مشاہدہ ہے اور استتار و تجلی میں حاصل اشارات کا صفات نفس کے ظہور کی طرف راجع ہے اور اسی میں سے استتار ہے اور

وہ صفات نفس کی غیبت کی طرف اشارہ کمال قوت صفات قلب کے ساتھ ہی اور اسی میں سے تجلی ہی پھر تجلی کبھی بطریق افعال ہوتی ہی اور کبھی بطریق صفات اور کبھی بطریق ذات ہوتی ہی اور حق تعالیٰ نے رحمت کے سبب موضع استتار کا خواص اور غیر خواص پر باقی رکھا ہی پس خواص کے لیے تو اسوجہ سے کہ وہ لوگ اسکے ساتھ مصالح نفوس کی طرف رجوع کرتے ہیں اور غیر خواص کے لیے اسوجہ سے کہ اگر وہ موضع استتار نہوتے تو اُنسے اور لوگ انتفاع حاصل نہ کرتے اسواسطے کہ اُنکو جمع الجمع میں استغراق اور اُنکا ہر فرد اللہ واحد قہار کے لیے ہوتا ہی۔ بعض صوفیہ نے کہا ہی کہ تجلی حق کی علامت اسرار کے لیے یہ ہی کہ شہود اسطرح نہو کہ اُسکی تعبیر کا سلسلہ ہو اور اُسکی فہم عادی ہو جائے سو جسنے تعبیر کیا یا کہ فہم کیا تو وہ صاحب استدلال ہی نہ کہ ناظر اجلال۔ اور بعض صوفیہ نے کہا ہی کہ تجلی پردہ ہائے بشریت کا اٹھنا ہی نہ یہ کہ ذات حق عز وجل کے ساتھ متلون ہو اور استتار یہ ہی کہ بشریت تیرے اور شہود غیب کے درمیان حائل ہو

اور بعض انہین سے تجرید اور تفرید ہی

ایک اشارہ انہین سے تجرید اور تفرید میں ہی اور وہ یہ ہی کہ بندہ اغراض سے مجرد اور خالی ہو جائے ان باتوں میں جنکو وہ کرتا ہی نہیں کرتا اسکو جیسے وہ کرتا ہی کہ دنیا و آخرت کے اغراض پر اُسے نظر ہو بلکہ جو کچھ اُسے حق عظمت سے مکشوف ہوا اسکو بروے عبودیت اور انقیاد کے ادا کوشش کیسے ہوتی ادا کرتا ہی اور تفرید یہ ہی کہ اپنے نفس کو ان کاموں کے اندر نہ دیکھے

جو وہ کرتا ہی بلکہ وہ احسان الٰہی اپنے اوپر دیکھتا ہی پس تجرید اختیار کی نفی سے ہی اور تجرید اپنے نفس کی نفی سے اور استغراق نفس ہی جو نعمت الٰہی کے اندر مرتبہ ہوتا ہی اور کسب سے غیبت ہوتی ہی

اور بعضے بیان سے وجد اور تواجد اور وجود کے

سو وجد وہ ہی جو باطن اللہ کی طرف سے وارد ہو کہ اُسے کسب کرے خوشی سے یا رنج سے اور اُسکو متغیر صورت میں کر دیتا ہی اور وہ اللہ تعالیٰ کی طرف تاک لگاتا ہی اور وہ ایک فرحت ہی کہ اُس سے مغلوب بصفات نفس ہو جاتا ہی اور اُس سے اللہ تعالیٰ کی طرف دیکھتا ہی - اور تواجد وجد کا ذکر اور فکر کے ساتھ کشش کرتا ہی اور وجود وجد سے سو رنج کا وسیع ہونا اس سبب سے ہی کہ وجد ان کی فضا میں نکل جاتا ہی تو وجد وجدان کے ساتھ نہیں ہی اور عیان کے ساتھ خبر نہیں ہی تو وجد عرضۂ زوال کے ساتھ ہی اور وجود ثابت مثل ثبوت جبال ہی اور البتہ کہا گیا ہی نظم

قد كان يطربني وجدي فاقعدني	عن رؤية الوجد من في الوجد موجود
والوجد يطرب من في الوجد راحته	والوجد عند حضور الحق مفقود

ترجمہ از مترجم فارسی

خوشحالی کہ در وجدت لیکن باز داشت مرا	خلاص این نفس آنکو ز بہر وجدان موجود
دہد وجد طرب و راکہ وجد روح در وجد	فاما در حضور حق شود آن وجد مفقود

اور بعضے شرح ان کلمات سے غلبہ ہے

غلبہ وجد متلاحق ہے پس وجد بجلی کی مثال ظاہر ہوتا ہے اور غلبہ مثل اسکے
ہے کہ تجلی متواتر لاحق ہوا اور تواتر اسکا تمیز نہ ہوسکے سو وجد جلد منقطع ہوجاتا ہے
اور غلبہ اسرار کے لیے حصن حصین ہوکر باقی رہتا ہے

اور بعضے انہین سے مسامرہ ہے

اور وہ ارواح کا تفرد ہے جب کہ وہ سرگوشی چھپ کر کرتی ہے اور سر اسرار مین اسکی
نرم نرم باتین ہین اپنے لطیف ادراک سے جو قلب کے لیے ہے اسوجہ سے کہ روح
اسکے ساتھ متفرد ہے سو روح اس سے بغیر قلب کے لذت یاب ہوتی ہے

اور بعضے ان اشارات سے سکر اور صحو ہے

سکر سلطان حال کا استیلا ہے اور صحو ترتیب افعال اور تہذیب اقوال کی طرف
رجوع کرنا ہے۔ محمد بن حنیف کا قول ہے کہ سکر جوشش قلب کا ہے جب کہ ذکر محبوب
کے معارضات ہون۔ اور واسطی نے کہا ہے کہ وجد کے مقامات چار ہین ذہول
پھر حیرت پھر سکر پھر صحو جیسے کسی ایک شخص نے دریا کو سنا پھر اسکے قریب
ہوا پھر اسکے اندر گھسا پھر اسکو لہرون نے اپنے اندر لے لیا سو بنابر اسکے
جس شخص پر کہ سرایت حال کا اثر باقی ہے تو اسپر اثر سکر کا ہے اور جو شخص کہ اسکی
ہر ایک شیء اپنی قرارگاہ پر آگئی تو وہ صاحی ہے پس سکر اہل قلوب کے لیے ہے

اور محو اُنکے لیے جنکو غیب کے حقائق منکشف ہوتے ہیں

اور بعضے اُنمیں سے محو اور اثبات ہے

محو اوصاف نفوس کے دور ہونے سے ہے اور اثبات اس چیز کے باعث ہے جو آثار حب سے پیدا ہو دل میں لائے جاتے ہیں۔ یا محو رسوم اعمال کا محو ہونا اس نظر فنا سے ہے جو اپنے نفس اور افعال نفس پر ہے اور اثبات اعمال کا ثابت کرنا اسی چیز کے ساتھ ہے کہ حق نے اُنکے لیے موجود پیدا کیا تو وہ باقی ہے منقول اور حق اُسکو ثابت اور منور کر دیتا ہے بعد اس کے کہ اُنکو اوصاف اُنکے سے محو کر دیا اور مٹا دیا ہے۔ ابن عطا نے کہا ہے کہ اُنکے اوصاف فنا کرتا ہے اور اُنکے اسرار ثابت کرتا ہے

اور بعضے اُنمیں سے علم الیقین اور عین الیقین اور حق الیقین ہے

سو علم الیقین وہ ہے جو نظر اور استدلال کے طریق سے ہو اور عین الیقین وہ ہے جو بطریق کشف و نوال کے ہو اور حق الیقین وہ ہے کہ عالم وصال کے ورود سے منفصل ریب و شک کی آلودگی سے بالتحقیق ہو گیا۔ فارس کا قول ہے کہ علم الیقین وہ ہے جس میں مضطرب ہو اور عین الیقین وہ علم ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے اسرار کو ودیعت رکھا ہو اور علم جب صفت یقین سے علیحدہ ہو تو وہ علم بالشبہ ہوگا اور جب اسکے ساتھ یقین منضم ہو گیا تو وہ علم بلا شبہ ہے اور حق الیقین حقیقت اُسکی ہے کہ اسکا اشارہ علم الیقین اور عین الیقین نے کیا ہے۔ اور جنید نے کہا حق الیقین وہ ہے کہ بندہ اُسکے ساتھ متحقق ہو اور وہ یہ ہے کہ مشاہدۂ غیوب ایسی ہو

کرے کہ مرئیات کا مشاہدہ عیان کرتا ہی اور غیب پر علم کرتا ہی اور اُسے سچی خبر دیتا ہی جیسا کہ صدیق رضؓ نے خبر دی جبکہ جواب اُسنے دیا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کا کہ تو نے اپنے عیال کے لیے کیا باقی رکھا تو کہا اللہ کو اور اُسکے رسول کو - اور بعضے صوفیہ نے کہا ہی کہ علم الیقین حال تفرقہ ہی اور عین الیقین حال جمع اور حق الیقین جمع الجمع بزبان توحید ہی - اور بعضوں کا مقولہ ہی کہ یقین کے لیے اسم ہی اور رسم ہی اور علم ہی اور عین ہی اور حق ہی سو اسم اور رسم عوام کے لیے ہی اور علم الیقین اولیا کے لیے اور عین الیقین خواص اولیا کے لیے اور حق الیقین انبیا علیہم السلام کے لیے اور حقیقت حق الیقین کے ساتھ مختص ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں

اور بعض اُن اشارات سے وقت ہی

اور وقت سے مراد وہ چیز ہی جو بندہ پر غالب ہو اور غلب اُسمین کا جو بندہ پر ہو وقت ہی اسواسطے کہ وہ تلوار کی مثال ہی کہ وہ روان اُسکے حکم سے ہوتا ہی اور قطع کرتا ہی اور کبھی وقت سے مراد وہ چیز ہی جو بندہ پر ہجوم لاتی ہی اور اُسکے سر پر ناگاہ آتی ہی اُسکے کسب سے نہین ہوتی اور اُسمین تصرف کرتی ہی سو وہ اپنے حکم کے ساتھ ہوتی ہی محاورہ مین ہی کہ فلان شخص حکم وقت مین ہی یعنی وہ اُن چیزون سے لیا گیا ہی جو اُس سے ہی اُس چیز کے ساتھ جو حق کے لیے ہی

اور اُنھین سے غیبت اور شہود ہی

پس شہود حضور ہی کبھی صفت مراقبہ اور کبھی وصف مشاہدہ سے ہوتا ہی

سو جب تک بندہ شہود اور رعایت کے ساتھ موصوف رہے وہ حاضر ہی اور جب اُس سے حال مشاہدہ اور مراقبہ کا جاتا رہا تو دائرہ حضور سے خارج ہوگیا اور وہ غائب ہی اور کبھی غیبت کے ساتھ وہ بھی معتبر ہوتی ہی جو غیبت کہ اشیا سے باحق ہوتی ہی اور اس معنے سے حاصل اُسکا راجع فنا کی طرف ہی

اور اُنھین سے ذوق و شرب اور ری ہی

پس ذوق ایمان ہی اور شرب علم ہی اور ری حال ہی سو ذوق ارباب بدایت کے لیے ہی اور شرب اہل طوالع اور لوایح اور لوامع کے لیے اور ری ارباب احوال کے لیے ہی اور یہ اسواسطے کہ احوال وہ ہین جو ٹھہرتے ہین جبکہ وہ نہ ٹھہرین تو وہ حال نہین ہی اور وہ لوامع اور طوالع ہین اور بعضون نے کہا حال نہین ٹھہرتا اسواسطے کہ وہ گذرتا رہتا ہی اور اگر ٹھہر گیا تو وہ مقام ہی

اور اُنھین سے محاضرہ مکاشفہ مشاہدہ ہی

محاضرہ ارباب تلوین کے لیے ہی اور مشاہدہ ارباب تمکین کے لیے اور مکاشفہ اُن دونون کے درمیان ہی یہان تک کہ وہ مستقر ہو پس مشاہدہ اور محاضرہ اہل علم کے لیے اور مکاشفہ اہل عین کے لیے اور مشاہدہ اہل حق کے لیے یعنی حق الیقین

اور بعض اُنھین سے طوارق اور بوادی اور بادہ اور مواقع اور قوادح اور طوالع اور لوامع اور لوایح ہی

اور یہ تمام الفاظ قریب المعنی ہین اور ممکن ہی کہ اُنھین قول شرح اور بسط سے کیا جائے

اور اسکا حاصل معنی واحد کی طرف رجع اور عبارت مین کثیر ہے سو انمین کچھ خسارہ نہوا اور مراد یہ ہے کہ یہ سب اشیا مبادی احوال اور اسکے مقدمات مین اور جب حال صحیح ہوا تو وہ سب اسرار اور ان کے معانی کا استیعاب کرے گا

اور انمین سے تلوین اور تلوین ہے

سو تلوین اہل قلوب کے لیے ہے اسواسطے کہ وہ پردہاے قلوب کے نیچے ہین اور قلوب کے لیے صفات کی طرف رسیدگی ہے اور صفات کے لیے تعدد و تقدیر تعدد اپنے درجات کے لیے تو دریافت ہوا کہ ارباب قلوب کے لیے تقدیر تعدد صفات کے تلوینات ہین اور قلوب اور ارباب قلوب کے لیے تجاوز عالم صفات سے نہین ہے و لیکن ارباب تمکین سو وہ احوال کے لیے زہرافون سے باہر نکل گئے اور پردہاے قلوب کو چاک کر دیا اور انکی روحون نے نور ذات کے سطوح سے مباشرت کی تو تلوین انسے جب سے اٹھ گئی کہ ذات مین تغیر نہین ہے کیونکہ ذات اسکے حلول حوادث اور تغیرات سے بزرگ و برتر ہے پس ہر گاہ مواطن قرب کی طرف تجلی ذات کے نشانات سے گئی تو انسے تلوین مرتفع ہو گیا اور اسوقت تلوین انکے نفوس مین ہے اسواسطے کہ وہ نفوس محل قلوب مین انکی طہارت اور قدس کے موضع کے سبب مین اور تلوین جو نفوس مین وقع ہوتی ہے تو اسکا صاحب تلوین حال تمکین سے خارج نہین ہوتا اسواسطے کہ تلوین کا نفس مین جاری رہنا اسواسطے ہے کہ رسم انسانیت باقی رہے اور ثبوت قدم تمکین مین حق الحقیقت کھلتے ہین اور تمکین سے غرض یہ نہین ہے کہ بندہ کے لیے تغیر نہو اسی واسطے

کہ وہ بشر ہی بلکہ ہمارا مقصود تمکین سے یہ ہی کہ جو کچھ اُسکے ساتھ حقیقت سے مکشوف ہوا تو وہ پوشیدہ اُس سے کبھی کبھی رہتا اور نہ وہ کم ہوتا ہی بلکہ زیادہ ہوتا ہی اور صاحب تلوین کے حق میں نقصان درجات کا ہوتا ہی جب کہ اُسکے صفات نفس ظاہر ہوتے ہیں درحقیقت اُس سے بعض احوال میں غائب ہوجاتی ہی اور اُسکا ثبوت قرارگاہ ایمان پر ہوتا ہی اور تلوین اُسکے احوال زیادہ میں ہوتی ہی اور منجملہ اُنکے نفس ہی اور کہتے ہیں کہ نفس منتہی کے لیے ہی اور وقت مبتدی کے لیے ہی اور حال متوسط کے لیے ہی تو گویا یہ اشارہ اُنکی طرف سے اس بات کا ہی کہ مبتدی کو ایک طارق منجانب اللہ تعالی آتا ہی کہ اُسکو استقرار نہیں ہی اور متوسط صاحب حال ہی کہ اُسپر حال غالب ہی اور منتہی صاحب نفس متمکن حال سے ہی کہ اُسپر حال نوبت بنوبت غلبہ اور حضور سے نہیں آتی بلکہ موجود اور احوال مقرون اُسکے انفاس سے ہوتے ہیں حتی کہ نوبت بنوبت نہیں آتے اور یہ سب احوال ارباب احوال کے لیے ہیں اور اُنکے واسطے ذوق و شرب ہی اور اللہ اُنکی برکت سے نفع دے آمین

ترسٹھواں باب کیفیت بدایات و نہایات و اُنکی صحت کے بیان میں ہی

عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہی کہ آپ منبر پر کہتے تھے کہ میں نے سُنا ہی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے انما الاعمال بالنیات و انما لکل امرئ ما نوی فمن کانت ہجرتہ الی اللہ و رسولہ فہجرتہ الی اللہ و رسولہ و من کانت ہجرتہ الی دنیا یصیبہا او الی امرأۃ ینکحہا فہجرتہ الی ما ہاجر الیہ یعنی البتہ عمل ساتھ نیتوں کے ہیں اور البتہ واسطے ہر آدمی کے وہ ہی کہ جو نیت کرے پس جو شخص کہ

ہجرت اُسکی طرف اللہ اور اُسکے رسول کے ہووے پس ہجرت اسکی طرف اللہ اور اُسکے رسول کیطرف ہی اور جو کوئی کہ ہجرت اسکی طرف دنیا کے ہی اُسکو پہونچ رہے گا یا طرف عورت کے کہ اس سے نکاح کرے پس ہجرت اُسکی طرف اُس چیز کے ہی کہ جسکی طرف اُسنے ہجرت کی نیت اول عمل ہی اور اُسی کے موافق عمل ہوتا ہی اور مرید کے لیے سب سے زیادہ ضرور ابتداے امر میں طریق قوم کے اندر یہ ہی کہ وہ طریق صوفیہ میں داخل ہوا اور اُنکے لباس سے محلی ہوا اور اُنکے ہی گروہ میں اللہ تعالی کے واسطے نشست کرے اسواسطے کہ دخول اسکا اُنکے طریق میں ہجرت اُسکے حال اور وقت کی ہی - اور البتہ حدیث شریف میں آیا ہی کہ مہاجر وہ ہی جسنے ہجرت اُس چیز سے کی جس سے اللہ نے اُسکو باز رکھا - اور بہر آئینہ اللہ تعالی نے فرمایا ہی ومن یخرج من بیتہ مہاجرا الی اللہ ورسولہ ثم یدرکہ الموت فقد وقع اجرہ علی اللہ یعنی اور جو شخص نکلتا ہی اپنے گھر سے طرف اللہ اور اُسکے رسول کے ہجرت کرتا ہوا پھر اُسکو پالیوے موت تو البتہ ثواب اُسکا اوپر اللہ تعالی کے واقع ہی - پس مرید کو ضرور ہی کہ وہ طریق قوم کی طرف اللہ تعالی کے واسطے نکلے اسواسطے کہ اگر وہ درجۂ نہایات قوم تک پہونچ گیا تو قوم میں شامل اور لاحق ہوگیا اور اگر اُسکو موت آپہونچی قبل اسکے کہ نہایات قوم کو پہونچے تو اُسکا اجر اللہ پر ہی اور جس شخص کی ابتدا مستحکم ہوئی تو اُسکی نہایت بھی اتم واکمل ہوگی - جنید رحمۃ سے منقول ہی کہ وہ کہتا تھا کہ اکثر عوائق اور حوائل اور موانع فساد ابتدا سے ہوتے ہیں پس مرید اس طریق کے سلوک کے شروع میں اسکا محتاج ہی نیت اور احکام نیت کا کہ اُنکو دواعی ہوائی سے پاک اور منزہ کرے اور ہر چیز

کہ جسمین نفس کے لیے حظ عاجل ہو حتی کہ اسکا خروج خالص اللہ تعالی کے واسطے ہو۔ اور سالم بن عبد اللہ نے عمرو بن عبد العزیز کو لکھا کہ جان اے عمر کہ اللہ کی مدد بندہ کے لیے بقدر نیت کے ہی سو جسکی نیت تمام ہوئی اللہ کی مدد اسکے لیے کامل ہوئی اور جس سے اسکی نیت قاصر ہوئی تو اس سے مدد الٰہی اسکے موافق قاصر ہوئی۔ اور بعض صالحین نے اپنے بھائی کو لکھا ہی کہ نیت کو اپنے اعمال مین خالص کر تھوڑا عمل بھی تجھے کافی ہوگا اور جو نیت کی طرف بندہ سید ہی راہ نہ چلا اسکے ساتھ وہ شخص ہو جو اسے حسن نیت تعلیم کرے سہل بن عبد اللہ تستری نے کہا ہی کہ اول اُن امور سے جنکا امر مبتدی مرید کو دیا جاتا ہی وہ یہ ہی کہ حرکات مذمومہ سے بیزار اور پاک ہو بعد ازان حرکات محمودہ کی طرف نقل کرتا ہی بعد ازان نفوذ علم اللہ تعالی کے لیے ہی بعد ازان فوقت رشاد مین پھر ثبات ہی پھر بیان پھر تقرب پھر مناجات پھر موالات ہی اور رضا و تسلیم اسکی مراد ہوتی ہی اور تفویض و توکل اسکا حال بعد ازان اللہ تعالی اُسے معرفت عطا کرتا ہی اور اسکا مقام اللہ کے نزدیک ہوتا ہی مقام اُن لوگون کا جو کہ حول اور قوت سے بری اور بیزار ہین اور یہ مقام عرش اُٹھانے والون کا ہی اور بعد اسکے کوئی مقام نہین ہی یہ کلام سہل کا ہی جسمین اُسنے سب باتین جمع کردین جو اول اور آخر مین ہوتی ہین اور جب بندہ نے صدق اخلاص سے اپنا تمسک کیا تو وہ مردون کے درجہ کو پہونچ گیا اور اسکے صدق اور اخلاص کو کوئی چیز ثابت اور متحقق نہین کرتی جیسے کہ متابعت امر شرع کی کرتی ہی اور قطع نظر اسکے جو خلق سے ہو اس لیے کہ جتنی آفتین کہ اہل ہدایت کے سر پر آئی ہین وہ اس وجہ سے کہ نظر اُنکی خلق کی طرف ہوتی ہی اور ہمکو خبا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہونچا ہی کہ آپ نے فرمایا آدمی کا ایمان کامل
نہین ہوتا حتی کہ آدمی اُسکے نزدیک مثل اباعر یعنی بکری کی مینگنی کے ہو جائین پھر
وہ اپنے نفس کی طرف رجوع کرے اور وہ اُسکو کمترین کمترینان دیکھے - یہ اشارہ
خلق سے قطع نظر کی طرف اور اُنسے خارج ہونے کی طرف ہی اور یہ کہ اُنکی عادتون کا
مقید ہونا ترک کرے - احمد بن خضرویہ کا مقولہ ہی کہ جو شخص چاہے کہ اللہ اُسکے
ساتھ ہر ایک حال مین رہے تو چاہیے کہ صدق کو لازم پکڑے اسواسطے کہ اللہ تعالی
صادقین کے ساتھ ہی - اور حدیث مین جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول
وارد ہی کہ صدق نکوئی کی طرف ہدایت کرتا ہی اور ضرور ہی مرید کے لیے کہ وہ مال
اور جاہ سے باہر ہو اور خلق سے خارج ہو اس طرح کہ اُنسے قطع نظر کرے یہانتک
کہ اُسکی بنیاد مضبوط ہو جائے پھر وہ ہوی کی باریکیون سے واقف ہوگا اور نفس کے
شہوات سے جو مخفی ہین اور سب سے نافع تر مرید کے لیے معرفت نفس ہی اور
وہ شخص واجب حق معرفت نفس پر قائم نہین ہوسکتا جبکہ دنیا مین حاجت
فضول اور زیادات کے طلب کی ہی یا کہ اسپر ہوی کا بقیہ ہی - زید بن اسلم نے
کہا ہی - دو خصلت ہین جو تیرے کام کو پورا کریگی ایک یہ کہ صبح کو اُٹھے تو اللہ
کی معصیت کا قصد نکر اور جب تجھے شام ہو تو اللہ کی معصیت کا ارادہ نہ کر پس جبکہ
زہد اور تقوی محکم اور استوار ہوگیا تو اُسکے لیے نفس منکشف ہو جائیگا اور اُسکے
حجابون سے نکل جائیگا اور اُسکے طریق حرکت اور اُسکے شہوات پوشیدہ اور مکر
حیلے سے اُسکے واقف ہو جائیگا اور جسنے صدق سے تمسک کیا تو اُسنے عروۃ الوثقی
سے تمسک کیا - ذوالنون نے کہا ہی کہ اللہ تعالی کے لیے اُسکی زمین مین اللہ ایک

تلوار ہی کہ کسی شی پر نہین رکھا کہ اُسنے قطع کر ڈالا اور وہ صادق ہی زور صدق کے معنی
مین منقول ہی کہ ایک عابد بنی اسرائیل سے تھا کہ جسکو ایک ملکہ نے اپنے پیچھے چاہا تھا
تو اُسنے کہا کہ علیحدہ مجھے پانی کی طرف سے چلو تاکہ مین غسل کرکے پاک صاف ہو جاؤن
بعد ازان محل مین ایک موضع پر اُسے چڑھا لے گئی تو اُسنے اپنے تئین وہان سے
گرا دیا اُسوقت اللہ تعالیٰ نے فرشتہ ہوا کو وحی بھیجی کہ میرے بندہ کو لینا ارہوی
کہتا ہی کہ اُسنے تھام لیا اور زمین پر آہستہ اُسنے رکھدیا سو ابلیس سے کہا گیا کہ تو
اُسنے اغوا کر سکتا ہی اُسنے کہا کہ میرے لیے غلبہ اُس شخص پر نہین ہی جسنے ہوے
اپنے کی مخالفت کی اور اپنے نفس کو اللہ کے واسطے بدل کر دیا۔ اور مرید کے لیے سزاوار ہی
کہ اُسکو ہر شی مین نیت اللہ کے واسطے ہو یہان تک کہ اُسکے کھانے اور پینے مین
اور لباس پہننے مین اور یہ نہین مگر اللہ کے واسطے اور نہ کھائے مگر اللہ کے لیے
اور نہ پیے مگر اللہ کے لیے اور نہ سوئے مگر اللہ کے لیے اسواسطے کہ یہ سب باتین
علامتین کی ہین جنکو نفس پر داخل کیا ہی سو جب وہ اللہ کے واسطے ہو ئین تو نفس
منفعت کی طلب نہ کرے گا اور ان باتون کی اجابت کرے گا جو اُس سے بخلہ معاملات
اور اخلاص اللہ کے واسطے چاہا جائے گا اور جب کہ کسی شی مین رفق نفس سے
داخل ہو مگر نہ اللہ کے واسطے بلا نیت صالحہ تو یہ اُسپر وبال ہوگا۔ اور حدیث مین
وارد ہی کہ جو شخص اللہ کے واسطے خوشبو لگائے تو وہ قیامت کے دن آئے گا
اور اُسکی خوشبو معطر زیادہ مشک خالص سے ہوگی اور جسنے خوشبو غیر اللہ عزوجل
کے لیے لگائی وہ قیامت کے دن ایسا آئے گا کہ اُسکی بو مردار سے بدتر ہوتی
ہوگی۔ اور کہا گیا ہی کہ انس کہا کرتے تھے خوشبو لگاؤ کہ وہ مشک سے کفایت

کرتا ہی اس لیے کہ ثابت مجھے مصافحہ کرنا اور میرے ہاتھون کو بوسہ دینا اور وہ لوگ مستحب
کہے لیے اچھا لباس پہنتے تھے کہ اُسکے ساتھ تقرب الی اللہ اپنی نیت کے ساتھ
کرتے تھے پس مرید کو سزاوار ہی کہ اپنے تمام احوال اور اعمال اور اقوال کا تفقد اور
تجسس کرے اور اپنے نفس سے مسامحت اسکی نہ کرے کہ ایک حرکت سے متحرک
ہو یا ایک کلمہ سے متکلم ہو مگر اللہ تعالی کے واسطے۔ اور ہم نے اپنے شیخ کے آگے
سے اُن لوگون کو دیکھا ہی جو ہر ایک لقمہ کے وقت نیت کرتے تھے اور اپنی زبان
سے بھی کھانے والا کہتا تھا کہ یہ لقمہ اللہ تعالی کے واسطے ہی اور قول سے نفع نہین
پاتا جبتک کہ نیت قلب مین نہو اسواسطے کہ نیت عمل قلب ہی اور زبان فقط
ترجمان ہی سو جبتک اُسکو عزیمت قلب اللہ تعالی کے لیے مشتمل نہوگی نیت
نہوگی۔ اور ایک مرد نے اپنی عورت کو پکارا اور وہ اپنے بالون کو سنوارتا تھا
اور کہا بدری لاؤ اور بدری ایک چوب ہی سرمہ کی سلائی کے مثال کہ سر کے
بال اُس سے درست کرتے ہین عورت نے کہا کہ کیا بدری اور آئینہ لاؤن تو مرد
خاموش رہا بعد ازان اُسنے کہا کہ ہان پھر اُس سے سامع نے کہا کہ تو خاموش
ہو رہا اور آئینہ سے توقف کیا ازان بعد تو نے کہا ہان تو اس مرد نے کہا کہ مین نے
اس عورت سے یہ نیت کہا تھا کہ بدری لاؤ سو جب اُسنے کہا اور آئینہ تو مجھے
آئینہ کے لیے نیت نہ تھی سو مین ٹھہر گیا یہان تک کہ اللہ تعالی نے میرے لیے
نیت کو مہیا کیا تو مین نے کہدیا کہ ہان۔ اور پھر ایک مبتدی جو اپنی بدایت کی
اساس کو پا رکھتا اور دوستون کی جدائی سے مضبوط نہین کرتا اور وحدت سے ساتھ
تمسک نہین کرتا اُسکی بدایت بستقرار اور قیام نہین پاتی۔ اور پھر آئینہ کہا گیا ہی کہ

کہ قلت صدق سے ہمنشینون کی کثرت ہی اور سب سے زیادہ نافع خاموشی ہی اور
یہ کہ کان اُسکے لوگون کے کلام کو راہ نہ دین اسواسطے کہ اقوال مختلفہ سے باطن اسکا
متغیر رو متاثر ہوتا ہی اور جو شخص کہ اپنا کمال زہد دنیا مین ور اپنا تمسک حقائق
تقویٰ کے ساتھ نہین جانتا تو کبھی اُسکو معرفت اُسکی نہوگی اسواسطے کہ عدم معرفت اُسکی
کشود ضمیر اُسپر نہین کرتی اور بشریون کے باطن موم کی مثال ہین کہ ہر ایک نقش کو
قبول کرلیتا ہی اور بسا اوقات مبتدی لوگون کی طرف صرف دیکھنے سے نقصان
اُٹھاتا ہی اور فضول نظر اور فضول شنی سے بھی متضرر ہوتا ہی تو چاہیے کہ سب چیز مین
سے ضرورت پر توقف کرے اور ضرورت کو دیکھے کہ اگر مبتدی رستہ پہ چلے تو وہ
کوشش کرے کہ نظر اُسکی اُس طریق کی طرف ہو جسپر وہ چلتا ہی نہ داہنی طرف
دیکھے اور نہ بائین طرف نظر کرے بعد ازان اپنے تئین اُس جگہ سے بچائے جسکی
طرف لوگون کی نظر پڑتی ہو اور وہ معلوم کرین اُس سے کہ رعایت کیجائے اور
احتراز ہو اسواسطے کہ لوگون کا اُس سے اس بات کا جان لینا اُسکے لیے ضرر اُسکا
فعل سے ہی اور کبھی فضول کو حقیر نہ جانے اسواسطے کہ ہر ایک شی قول اور فعل اور
نظر اور سماع سے جو کچھ ہو اور حد ضرورت سے خارج ہو تو وہ منجر بہ فضول ہوگی
بعد ازان وہ اصول کے تضییع کو پہونچے گی۔ سفیان کا قول ہی کہ وجہ اسکی
کہ تضییع اصول سے لوگ وصول سے محروم رہے ہین یہ ہی کہ جو شخص قول اور فعل
مین ضرورت کا پابند ہو اور وہ اسپر قادر نہین ہی کہ مقدار حاجت پر طعام و شراب
اور خواب سے توقف کرے اور جب کہ آدمی ضرورت سے آگے بڑھا تو اُسکے
طلب کی عزیمتین گر پڑتی ہین اور ایک عزیمت دوسری عزیمت کے بعد تحلیل

ہوجاتی ہی سہل بن عبداللہ نے کہا ہی کہ جس شخص نے اللہ کی عبادت اختیار نہین کی
وہ خلق کی عبادت اضطراراً کرتا ہی اور بندہ پر رخصت اور وسعت کے ابواب
کشادہ ہوجاتے ہین اور دوسرے مرنے والون کے ساتھ خود بھی مرجاتا ہی اور
بندی کو صبر اور نہین ہی کہ ایک کسی کو ارباب دنیا سے جانے پہچانے اسواسطے کہ
انکی جان پہچان اسکے لیے زہر قاتل ہی اور حدیث مین وارد ہی کہ دنیا مبغوض
الٰہی ہی جو جس کسی نے ایک رسی بھی اسکی پکڑی تو وہ دوزخ کی طرف کھینچ
لے جاتی ہی اور کوئی رسی اسکی رسیون سے نہین ہی مگر یہ کہ قتل اسکے اولاد
اور طالبین اور محبین کے سو جس کسی نے انکو جان پہچان لیا تو انکی طرف منجذب
ہوا چاہے یا انکار کرے اور بندی کو چاہیے کہ ان فقیرون کی مجالست سے
بھی احتراز کرے جو قیام لیل اور صیام نہار کے قائل نہین ہین اسواسطے کہ اسقدر
ان لوگون سے وہ چیز پہونچتی ہی جو بدتر اس سے ہی جو کہ اہل دنیا کی مجالست
سے پہونچتی ہی اور اکثر اوقات وہ فقرا اسکی طرف اشارہ کرتے ہین کہ اعمال
متعبدین کا شغل ہی اور ارباب احوال اس سے ترقی کر گئے ہین اور فقیر کو ضرور
ہی کہ فرائض رمضان کے روزون پر کرے فقط اور نہین ضرور ہی اس کام کو
بالکل اپنے کان مین جگہ دے کہ ہم نے امتحان کیا اور آزمایا ہی سب کامون کو
اور ہم فقرا اور صالحین کی صحبت مین بیٹھے ہین اور ہم نے دیکھا ہی کہ جو لوگ
یہ قول کہتے ہین اور فرائض بدون سنن و نوافل کے پڑھتے تھے وہ تعصب
رکھتے ہین حالانکہ وہ اپنے احوال مین صحیح ہین پس بندہ پر ہر ایک فرض اور نفل
کی پابندی واجب ہی اور اسی سے اسکا قدم آغاز مین قائم ہوگا اور خصوصاً روزہ

کی رعایت کرے اور اُسکو اللہ تعالی کے واسطے خالص گردانے کچھ اُسمین اپنے
نفس کے احوال اور آرب سے نہ ملائے او صبح ہی جامع مسجد آفتاب نکلنے سے پہلے
غسل جمعہ کے بعد جاوے اور اگر غسل قریب وقت نماز کے بحالت امکان کرے تو
اور اچھا ہی۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ اے ابوہریرہ جمعہ کے
لیے غسل کر اگرچہ رات کی غذا کے بدلہ تو پانی خریدے اور کوئی شی نہین ہی مگر یہ کہ
ہر ہفتہ مین اللہ تعالی نے حکم دیا ہی کہ وہ جمعہ کے لیے غسل کرے اسواسطے کہ غسل جمعہ
کفارہ اُن گناہون کا ہی جو دو جمعہ کے مابین وقوع مین آئے اور نماز و تضرع اور دعا
اور تلاوت اور اقسام انواع کے ذکرون سے بدون اسکے کہ اُسمین فتور آئے صلوۃ جمعہ
تک مشغول رہے اور جامع مسجد مین منکشف بیٹھے یہان تک کہ فرض عصر کو ادا کرے اور
بقیہ دن کو تسبیح اور استغفار اور درود شریف کے شغل مین گزرانے اسواسطے کہ وہ اسکی
برکت تمام ہفتہ مین دیکھے گا حتی کہ اسکا ثمرہ بروز جمعہ دیکھے گا۔ اور البتہ بعض صادقین
سے ایسے تھے کہ اپنے احوال اور اقوال اور افعال کو ہفتہ بھر منضبط کرتے تھے اسواسطے
کہ روز جمعہ ہر ایک صادق کے لیے روز ترقی ہی اور جو کچھ روز جمعہ کو پاتا ہی وہ
ایک معیار اور بانگی ہوتی ہی جسکے ساتھ تمام ہفتہ گذشتہ کا اعتبار ہوتا ہی اسواسطے
کہ جب ہفتہ سلیم ہو تو روز جمعہ اُسمین زیادہ انوار و برکات کا ہوتا ہی اور جو
روز جمعہ ظلمت اور رمت نفس اور قلب انشراح پاتا ہی سو جب کہ ہفتہ مین
تضییع کی تو اُسکو جانتا اور اعتبار کرتا ہی اور قطعاً پوشاک آدمیون کے لیے پہننے
سے پرہیز کرے جو کپڑون سے بڑھ چڑھ کر ہون یا پوشاک متقشفین کی جو زاہدون
کا سا ہوتا کہ تجسیم زاہد اُسکو دیکھین سو اعلی درجہ کے لباس آدمیون سے کے ۹۴

لیے ہوئی ہی اور نعمت لباس کے پہننے مین رہا ہی سو پوشاک نہ پہنے مگر اللہ تعالی کے
واسطے - ہمین یہ خبر پہونچی ہی کہ سفیان نے ایکبار اُلٹا قمیص پہنا اور اُسے علم اُسکا
نہوا حتی کہ دن چڑھ گیا اور اُسکو بعضون نے آگاہ کیا تو اُسنے چاہا کہ اُسے اُتارے
اور رُخ اُسکا بدلے پھر رُک گیا اور کہا اُسے مین نے بنیت للہ پہنا ہی سو مین اُسے
نہین بدلتا کہ بنیت للناس اُسے پہنون تو چاہیے کہ بندہ اُسکو جانے اور اُس سے
عبرت پکڑے اور بندگی کے لیے ضرور ہی کہ اُسکو تلاوت قرآن سے ایک بہرہ ہو اور
جو حفظ اُسے کرے تو چاہیے کہ قرآن سے یاد کرے ایک سبع یعنے ساتوین حصہ سے
تمامی تک تھوڑا یا بہت جیسے ممکن ہو اور اُس شخص کا قول سماعت نہ کرے جو کہے
کہ ذکر واحد کی ملازمت تلاوت قرآن سے افضل ہی اسواسطے کہ بندہ تلاوت قرآن سے
نماز کے اندر اور باہر وہ تمام چیزین اللہ تعالی کی توفیق سے پاتا ہی جنکی وہ تمنا
رکھتا ہی - اور بعض مشایخ نے جو یہ قاعدہ اختیار کیا ہی کہ مرید ہمیشہ ذکر واحد کو کیا
کرے سو اسواسطے کہ اُسکا ارادہ جمع اُسمین ہو جائے اور جس شخص نے کہ تلاوت
کو خلوت مین لازم اپنے ذمہ کر لیا اور تنہائی کے ساتھ پابندی کی اُسے تلاوت اور
نماز کامل تر اُس سے فائدہ دیگی جو ذکر واحد دیتا ہی پھر جب کہ بعض وقت تھک
جائے تو نفس کو ذکر پر یکبار بند کرے اور ذکر کی طرف تلاوت سے اُتارے اسواسطے
کہ وہ نفس پر سبک تر ہی اور بہتر اور یہی اُسکا جان لینا کہ اعتبار قلب کے ساتھ
ہی پس جتنے عمل تلاوت اور نماز اور ذکر کے ہین کہ اُنمین قلب اور لسان دونون
جمع نہون تو کسی شمار اور تعداد مین نہین ہین اسواسطے کہ وہ عمل ناقص ہی
اور وسواس شیطانی اور حدیث نفس کو حقیر نہ جانے اسواسطے کہ وہ مضر ہی اور

غرض سخت ہی پس چاہیے کہ نفس سے مطالبہ اسکا کرے کہ اسکی تلاوت مین معنی قرآن کو
بجائے حدیث نفس کے اسکے باطن سے گذرانے سو جسطرح کہ تلاوت لسان پر ہو جسکے
ساتھ وہ مشغول ہی اور اُسے دوسرے کلام سے نہین ملاتا اسی طرح معنی قرآن قلب
مین ہو کہ اسکو حدیث نفس سے نہ ملادے اور اگر عجمی ناخواندہ ہو کہ معنی قرآن نہین
جانتا تو مراقبہ جلیہ باطن کا کرے اور باطن اسکا مطالعہ نظر اللہ مین جو اُسکی طرف ہو
مشغول ہو بجائے اسکے کہ حدیث نفس ہو اسواسطے کہ دوام اُسپر کرنے سے وہ
ارباب مشاہدہ سے ہو جائیگا۔ مالک نے کہا ہی کہ صدیقین کے قلوب جب قرآن
کو سنتے ہین تو وہ آخرت کی طرف خوش ہوتے ہین تو چاہیے کہ ان اصول کے ساتھ
مرید تمسک کرے اور ہمیشہ نیازمندی کے ساتھ اللہ کی طرف استعانت کرے کہ
دین مین ثبات اُسکے قدم کا ہو۔ سہل کا قول ہی کہ جسقدر التجا اور افتقار اللہ کی
طرف لازم کریگا اُسی قدر بلا کو پہچانیگا اور جسقدر کہ معرفت بلا اُسکو ہوگی اُسی قدر
نیازمندی اللہ کی طرف ہو گی پس دوام افتقار اللہ تعالی کی طرف اصل ہر
ایک خیر کی ہی اور ہر ایک علم باریک کی کنجی طریق قوم مین ہی اور بدون افتقار کل انفاس
کے ساتھ کسی حرکت کو ہاتھ مین نہ لائے اور نہ کسی کلمہ کے ساتھ متکلم ہو بغیر
اسکے کہ افتقار الی اللہ اسمین ہو اور ہر ایک کلمہ اور حرکت جو خالی اللہ تعالی
کی رجوع اور افتقار سے ہو وہ قطعاً غیر کا نتیجہ ہووےگا اسکو ہم نے جانا ہی
اور اسکو تحقیق کیا ہی۔ اور سہل نے کہا ہی کہ جسنے ایک دم سے دوسرے دم تک
بغیر ذکر کے انتقال کیا تو شک نہین کہ اُسنے حال اپنا ضائع کیا اور جسنے اپنے
حال کو ضائع کیا اقل درجہ اسکا جو اسکے سر پڑے دخول اسکا ان باتون مین ہی

جو مقصود نہیں اور ترک اسکا ان باتوں کے لیے ہی جو کہ مقصود ہیں - اور ہمیں یہ روایت پہونچی ہی کہ حسان بن سنان نے ایک دن کہا تھا کہ یہ کسکا گھر ہی پھر اپنے نفس کی طرف اُسنے رجوع کی اور کہا مجھ سے اور اس سوال سے کیا واسطہ ہی اور یہ نہیں ہی مگر ایک ایسا کلمہ جو میری مراد نہیں ہی مگر اسوجہ سے کہ میرے نفس کو استیلا اور ادب کی قلت ہی اور اپنے نفس کو قسم دلائی کہ ایک سال روزہ کفارہ اس کلمہ کا رکھے سو صدق کے سبب اُن مراتب کو حاصل کیا جن کو حاصل کیا اور عزیمتوں کی قوت سے جو مردوں کی عزیمتیں ہیں پہونچے اُن مدارج کو جنکو وہ پہونچے - جنید سے مروی ہی کہ اگر ایک صادق اقبال علی اللہ ہزار سال کرے اور اُسکے سامنے متوجہ رہے اور بعد ازاں ایک لحظہ اُس سے منہ پھیرے تو جسقدر کہ اُس سے فوت ہوا وہ زیادہ اُس سے ہی کہ جسکو اُسنے حاصل کیا اور مبتدی کو احتیاج ہی اس بات کی کہ وہ اس جملہ کو محکم اور مستحکم کرے اور منتہی جو اسکا عالم ہی اُس جملہ کے حقائق پر عمل کرے کہ مبتدی صادق ہی اور منتہی صدیق ہی - ابو سعید قرشی کا قول ہی کہ صادق وہ شخص ہی جسکا ظاہر مستقیم ہی اور باطن اُسکا احیانا مائل حظ نفس کی طرف ہو اور اُسکی علامت یہ ہی کہ حلاوت بعض طاعت میں پاوے اور بعض میں نہ پاوے اور جب وہ ذکر میں مشغول ہو تو روح نورانی ہو جائے اور جب حظوظ نفس میں مشغول ہو تو ذکر سے محجوب ہو جائے - اور صدیق وہ ہی کہ ظاہر اُسکا مستقیم ہو اور باطن اُسکا عبادت الٰہی کرتا ہو تلوین احوال سے کہ اُسکو اللہ اور ذکر سے نہ کھانا اور نہ سونا اور نہ پینا اور نہ طعام محجوب کرے اور صدیق اپنے نفس کو اللہ کے واسطے چاہتا ہی اور صدیقیت

سب احوال سے قریب تر نبوت کے ہے۔ ابو یزید نے کہا آخر نہایات صدیقین اول درجات انبیا ہے۔ اور جاننا چاہیے کہ جو ارباب مقامات ہیں انکے ظاہر اور باطن اللہ کے واسطے مستقیم ہو گئے ہیں اور انکے ارواح ظلمات نفوس سے رہا ہو گئے ہیں اور بساط قرب پر وہ چلے ہیں اور انکے نفوس با انقیاد و اطاعت اور جوانحہ قلوب جا پہنچے ہیں اور اجابت ہر ایک چیز کی وہ کرنے والے ہیں جسکی اجابت قلوب کی کرتے ہیں انکے ارواح مقام علی سے متعلق ہیں جنمیں آتش ہوی منطفی ہو چکی ہے اور انکے باطنوں میں علم صریح خمیر ہو گیا اور آخرت انپر منکشف ہو گئی جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابی بکر رضی اللہ عنہ کے حق میں فرمایا ہے جو چاہے کہ ایک میت کو دیکھے جو روئے زمین پر چلتا ہو تو چاہیے کہ ابی بکر کو دیکھے یہ اشارہ رسول مقبول علیہ السلام سے اسکی طرف ہے جو مکشوف انسے علم صریح سے ہو چکا علوم موقنین میں پہونچے مگر جب کہ مر جائیں جیسا کہا جاتا ہے کہ افکشفنا عنک غطاءک فبصرک الیوم حدید اور ارباب نہایات کی ہو ممی مر گئیں اور انکی آنکھ دور ہو گئیں۔ اور یحیی بن معاذ نے کہا جب کہ اس سے عارف کی نسبت سوال کیا گیا تھا اسنے کہا کہ ایک آدمی انکے ساتھ ہے اور الگ ہے جدا یعنی قالب میں خلق کے ساتھ اور قلب میں حق کے ساتھ ہے اور ایک بار کہا کہ عبد کان فبان یعنی ایک بندہ تھا سو جدا ہو گیا پس ارباب نہایات جو ہیں وہ اللہ تعالی کے نزدیک تحقیق کیسا قریب ہیں [illegible] اجل مسمی کی توقیت سے ہیں اللہ تعالی نے انکو اپنی خلقت سے اپنے [illegible] ہیں انسے وہ ہدایت کرتا ہے اور انمیں وہ ارشاد فرماتا ہے اور انہیں سے وہ باطل رد [illegible] کرتا ہے کلام انکا دعوی [illegible]

اور نظر انکی وجودی فنا ہو انکا حکم کے ساتھ متحقق ظاہر ہو اور باطن انکا علم سے معمور ہو۔
ذوالنون نے کہا ہی کہ عارف کی علامتیں تین ہیں ایک یہ کہ نور اُنکی معرفت کا اُسکے
نور ورع کو منطفی نہیں کرتا اور باطن میں علم سے اعتقاد کرے جو علم سے ظاہر میں اُسپر
منقوض اور شکست ہو گیا اور کثرت نعمت الٰہی اور کرامت الٰہی اُس عارف کو
محرمات الٰہی کی پردہ دری پر برانگیختہ نہیں کرتی سو ارباب نہایات جسقدر نعمت
میں زیادہ ہونے اُسی قدر عبودیت میں زیادہ ہوے اور جسقدر دنیا میں بڑھے
قرب میں بھی بڑھے اور جس قدر جاہ و نعمت میں ترقی یاب ہوے تواضع اور
فروتنی میں ترقی کی اور وہ ہے اذلۃ علی المومنین اعزۃ علی الکافرین یعنی وہ مومنین
کے ساتھ عاجزی کرنے والے ہیں اور کافروں پر غلبہ کرنے والے ہیں۔ اور جسقدر
کسی خواہش کو نفوس کی خواہشوں سے پہونچے سکر جانی کا اُنسے استخراج کیا
کر وہ کبھی شہوات کو حاصل کرتے ہیں کہ نفوس کے ساتھ نرمی کریں اسواسطے کہ
نفس انکے ساتھ ایک بچے کی مثل ہی کہ ایک شی کے ساتھ لطف کیا جاتا ہی
اور اُسکے لیے ایک تحفہ میں دیکھا لی ہی اسواسطے کہ وہ محبوس زیر سیاست ہی
محروم ہی اور ملفوف ہی اور کبھی وہ شہوت سے نفوس کو باز رکھتے ہیں تاکہ
بیہودی دنیا کی کریں اور شہوات دنیہ سے قلت کو اختیار کریں۔ یحیی
بن معاذ کا قول ہی کہ دنیا ایک عروس ہی کہ مشاطہ اُسکی اُسکو طلب کرتی ہی
اور جو زاہد ہی اُسکا منہ کالا کرتا ہی اور اُسکے بالوں کو اُکھیڑتا ہی
اور اُسکے کپڑوں کو پھاڑتا ہی اور جو عارف باللہ ہی وہ اپنے شغل سے
مشغول ہی اور اُسکی طرف التفات نہیں کرتا۔ اور جاننا چاہیے کہ شوق

با وجود اپنے کمال حال کے بھی وہ سیاست نفس اور منع شہوات اور کثرت صیام
و قیام لیل اور انواع بر کی استکثار سے مستغنی نہیں ہوتا اور ایک خلق
نے اسمیں غلطی کی ہے اور انھوں نے خیال کیا ہے کہ منتہی یا اوراد اور نوافل سے مستغنی ہے
اور کچھ اسکے قلب پر مواخذہ ہے اگر قدرت اور شہوات میں وسعت درازی
کرے اور یہ ایک خطا ہے نہ اس حیثیت سے کہ عارف کو اسکی معرفت سے
محجوب کرتی ہے ولیکن مقام ترقی اور مزید سے ٹھہرا دیتی ہے اور ایک قوم نے جب
دیکھا کہ اشیا انہیں فسادات اثر نہیں کرتی ہے اور نہ وہ موجب حجاب ہیں تو انکی
طرف مائل ہوئی اور انمیں دست درازی کی اور اوراد سے فرائض پر قناعت کی اور
کھانے اور پینے میں وسعت دی اور یہ انبساط انسے ایک بقیہ سکر احوال سے ہے اور بقیہ
بچا نور حال سے اور بالکل خالص ہونا نور حق کی طرف ہے اور جو کوئی نور حال سے رہا ہو
نور حق کو پہونچا اُس سے بقایاے سکر دور ہو جاتے ہیں اور نفس اُسکا مقام عبودیت
پر توقف کرتا ہے جیسے کوئی ایک شخص عام مومنین سے کہ وہ تقرب صلوۃ اور صوم اور
انواع بر سے کرتا ہے یہاں تک کہ بہت سے کنکر پتھر ہٹاتا ہے اور کچھ پسند یا ارادہ اسکا
اُس سے نہیں کرتا کہ عوام مومنوں کی صورتوں میں عود کرے باین وجہ کہ اظہار ارادہ
کیا ہو ایک نیکی اور عملہ کرے اور وہ شہوت کے ساتھ بھی موافقت کرتا ہے تاکہ
نفس مطمئنہ کے ساتھ ملایمت کرے جو نہایت مطیع اور منقاد ہے اسواسطے کہ وہ
اسکا قیدی ہے اور اسکو شہوت سے کبھی منع کرتا ہے اسواسطے کہ اسمیں صلاح ہے اور
اسکو بیچ کے حال کے موافق اختیار کیا ہے کیونکہ اگر وہ حد اعتدال سے تجاوز کرے
عطاے مراد سے ایک وقت اور اسے ایک وقت منع کرے تو اسکی طبیعت بیٹھ جاوے

اور فاسد ہو جاتے اسواسطے کہ جبلت کے قمع سے سیاست علم کے ساتھ ہمت کا گریز ہی اور جب تک جبلت باقی ہی سیاست علم سے اُسکو چارہ نہیں ہی اور یہ باب غامض ہی کہ منتہی پر اُس سے نہایات میں مارج و داخل پہونچتے ہیں اور میل در واقع ہوتا ہی اور اُس سے باب ترقی مسدود ہو جاتا ہی پس منتہی لینے اور چھوڑنے میں باصیہ اختیار کا مالک ہی اور اُسے چارہ نہیں ہی اس سے کہ اعمال اور حظوظ کو لے یا چھوڑ دے سو اعمال میں اخذ و ترک ناگزیر ہی کبھی وہ اعمال کرتا ہی جیسے مداومت سے ایک شخص کرتا ہو اور کبھی وہ اعمال کی سستی کو ترک کرتا ہی تا کہ نفس کے ساتھ نرمی کرے اور کبھی حظوظ اور شہوات نفس کے لیے مدارات حاصل کرتا ہی اور کبھی اُسے چھوڑ دیتا ہی کہ جس سیاست سے نفس کی خبر لیتا ہی سو وہ ان سب باتوں میں مختار ہی پس جو شخص آرمیدہ ہو اُسنے سب حظوظ بالکل چھوڑ دیے اور وہ زاہد ایک تمام ہی جیسے اُسکے لینے میں دست درازی کی تو وہ راغب تمام ہی اور منتہی دونوں طرف کو لیے ہوے ہی اسواسطے کہ وہ نہایت اعتدال پر قائم سیدھی راہ پر افراط و تفریط کے درمیان ہی پس جو شخص کہ اُسکی طرف نہایت میں تو اقسام پھیر گئے اور جسنے زاہد بنکر انھیں زہد میں لے لیا تو وہ ترک اختیار سے مقہور حال ہی اور تارک الاختیار جو فعل الٰہی کے ساتھ قائم ہی حال کے ساتھ مقید ہی اور جسطرح کہ زاہد مقید بالترک تارک اختیار ہی اسی طرح زاہد جو دنیا سے لینے والا ان چیزوں کا جو اُسکی طرف بھیجی گئیں اسوجہ سے کہ فعل الٰہی کو دیکھتا ہی مقید بالاخذ ہو اور جب نہایت کا استقرار ہو گیا تو وہ مقید اخذ کا ہی نہ ترک کا بلکہ وہ ایک وقت ترک کرتا ہی اور اختیار اُسکا اختیار ہست ہی

اور ایک وقت وہ لیتا ہے اور اختیار اسکا اختیار اللہ سے ہے اور اسی طرح اسکے نفل روزے اور نفل نماز ہے کہ ایک وقت انکو ادا کرتا ہے اور ایک وقت نفس کے لیے ٹال دیتا ہے اسواسطے کہ وہ مختار صحیح فی الاختیار دونوں میں ہے اور یہی صحیح ہے اور نہایۃ النہایۃ ہے اور جو حال کہ مستقر اور مستقیم ہے وہ مشابہ حال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور اسی طرح تھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ رات کو کھڑے ہوتے اور رات کو کھڑے بالکل سوتے اور ایک ہمیشہ روزہ رکھتے اور ایک وقت بالکل روزہ نہ رکھتے سوائے رمضان کے اور خواہشوں کو حاصل کرتے تھے اور جبکہ ایک شخص نے کہا کہ میں نے ارادہ کیا ہے کہ میں گوشت نہ کھاؤں تو آپ نے فرمایا میں گوشت کھاتا ہوں اور اسے دوست رکھتا ہوں اور اگر میں اپنے رب سے مانگتا کہ مجھے ہر روز کھلاوے البتہ کھلاتا اور یہ تحقیق دلیل اسپر ہے کہ جو تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں مختار تھے اگر چاہا تو کھایا اور اگر چاہا تو نہ کھایا اور آپ کھانا ترک اختیار کرتے تھے اور جبکہ ایک قوم پر فتنہ آگیا جب کبھی انسے کہا گیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کیا ہے تو تو وہ کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شرع کے جاری کرنے والے تھے اور یہ جہل محض ہے جبکہ وہ قائل اسکے ہوں کہ انکو پیروی اسکی لازم نہیں اسواسطے کہ رخصت اسکے قول کی مدد پہونچاتا ہے اور عزیمت اسکے فعل کی پیروی ہے اور قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارباب رخصت کے لیے اور فعل اسکا ارباب عزائم کے لیے ہے پس مفتی جو ہو اسکا حال حکایت اور نقل حال رسول اللہ علیہ الصلوۃ والسلام کی حق کی طرف خلق کی دعوت اور بلانے میں کرتا ہے پس جو کچھ کہ اسپر رسول

علیہ الصلوۃ والسلام اعتماد کرتے تھے سزاوار ہی کہ اسپر بھی اعتماد کرے اور قیام اللیل
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صیام نفل اس سے خالی نہ تھے کہ یا تو اسکی اقتدا
کرے یا کسی ترقی کے لیے جیسے وہ اس سے حاصل کرتے ہیں پھر اگر وہ اقتدا کے واسطے
تھا تو منتہی بھی جو اسکا مقتدی ہی چاہیے کہ ویسا ہی کرے اور صحیح حق یہ ہی کہ جناب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فقط اقتدا کے لیے نہیں کیا بلکہ اس سے آپ
ترقی پاتے تھے اور یہ وہ ہی جو ہم نے تہذیب جبلت سے بیان کیا اللہ تعالی نے
آپ کی طرف مخاطب ہوکر فرمایا ہی کہ واعبد ربک حتی یاتیک الیقین یعنی اور رب
اپنے کی عبادت کر یہاں تک کہ تجھے موت آوے اسواسطے کہ آپنے اسکے ساتھ
زیادہ مدد حضرت الہیت سے چاہی اور غیبی کے دروازہ کو کھٹکھٹایا اور نبی علیہ الصلوۃ
والسلام محتاج ترقی کے اللہ تعالی کی طرف سے اور غیر مستغنی اس سے ہیں اور بعد
اسمیں ایک سر عجیب ہی اور وہ یہ ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنسیت نفس کے
واسطے خلق کو حق کی طرف بلاتے ہیں اور اگر رابطہ جنسیت نہوتا تو آپ سے
نہ ملتے اور نہ آپ سے فائدہ اٹھاتے اور واسطے نفس پاک اور اتباع کے نفوس میں
ایک رابطہ تالیف کا ہی جب کہ آپ کی روح اور انکے ارواح میں رابطہ
تالیف کا ہی اور رابطہ تالیف یہ ہی کہ نفوس مالوف باہم ایسے ہوگئے جیسے کہ
ارواح پہلے مالوف ہمدیگر ہوگئیں اور پھر ایک روح کے لیے اسکے نفس کے ساتھ
تالیف خاص ہی اور سکون اور تالیف اور امتزاج ارواح و نفوس کے
درمیان واقع ہی اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ عمل کرتے تاکہ اسکے
نفس اور اتباع کے نفوس کا تصفیہ ہو سو جسقدر اسکے نفس کو احتیاج ہوتی تھی وہ

اُس سے لیتے اور جو اس سے زیادہ ہوتا نفوس امت کو پہونچتا اور اسی طرح
منتہی اس بات پر اپنے اصحاب و اتباع کے ساتھ ہی تو زیادات اور نوافل سے تخلف
نہ کرے اور نہ لذات و شہوات میں پاؤں پھیلائے مگر ایک آلات سے جسکو نفس مخصوص
کرے اور انہیں سے اعتدال کا حق پورا نہیں ادا کیا جاتا مگر جبکہ تائید الٰہی و رحمت
ہو اور جو شخص کہ غیر کے لیے صحبت جلوہ کا محتاج ہو تو اسے لابد ہے کہ حق سے خلوت
صحیح رکھے تاکہ اسکی جلوت اسکی خلوت کی حمایت میں ہو۔ اور جو شخص کہ اسکو معلوم ہو
کہ تمام اوقات اسکے خلوت ہیں اور اسے کوئی شی حجاب نہیں اور ہر آئینہ اسکے اوقات
باللہ اور للہ ہیں اور کوئی نقصان نہیں دیکھتا اسواسطے کہ اللہ نے اسکو حقیقت
مزید و ترقی کے لیے فہم و فطنت نہیں دی تو وہ اپنے حال میں صحیح ہے علاوہ اسکے
کہ وہ زیر قصور ہے اسواسطے کہ سیاست جبلت کے لیے آگاہ نہیں کیا گیا اور نہ اسکو
تملیک اختیار کا مزا چکھایا گیا اور نہ وہ وقف بیان سے ہوا اور روشن پاک
یعنی ملت حنیفیہ ہے۔ اور ہر آئینہ مشائخ سے ایسے کلمات بھی نقل کیے گئے ہیں جنمیں
انتباہ کی جگہ ہے کہ انسان اُسے سنتا اور اسپر عمل کرتا ہے اللہ والے یہ ہیں کہ وہ
اللہ تعالیٰ کی طرف نیاز بندگی ہر ایک کلمہ میں کرے جسکو وہ سنے یہاں تک کہ اسکو
اللہ انہیں سے وہ بات سنا دے جو کہ بہتر اور ہموار ہے۔ بعضے صوفیہ سے منقول
ہے کہ اس سے کمال معرفت کا سوال کیا گیا تو اسنے کہا کہ جب متفرقات اور
پراگندگی جمع ہو اور احوال و مقامات مستوی ہوں و نظر تمیز ساقط ہو جائے اور ایسے
قول ہم میں سے کہتے ہیں کہ خلوت اور جلوت میں تمیز باقی نہ رہے اور نہ صدر اعمال
اور اسکے ترک میں اور اس سے یہ نہ سمجھا اللہ اس سے یہ نہیں معلوم ہوتا

کہ قائل نے اس سے معنی خاص کا ارادہ کیا ہے یعنی حظ معرفت کسی ایک حال سے منجملہ
احوال کے متغیر نہین ہوتا اور یہ صحیح ہے اسواسطے کہ حظ معرفت متغیر نہین ہوتا اور نہ وہ
محتاج تمیز کا ہے اور احوال اسمین مستوی رہتے ہین لیکن حظ مزید متغیر اور تمیز کی طرف
محتاج ہوتا ہے اور اس کلام مین اور جواب کے کلام مین ایسی کوئی بات نہین ہے جو
خلاف ہمارے بیان کے ہو۔ محمد بن الفضیل سے سوال کیا گیا کہ عارفون کی حاجت
کس چیز کی طرف ہے کہا انکی حاجت ایسی خصلت کی طرف ہے جس سے سب محاسن
کامل ہوے اور آگاہ و خبردار ہوے کہ وہ استقامت ہے اور جو کوئی کامل المعرفت
ہوگا وہ استقامت مین کامل ہو سو ارباب نہایت کی استقامت تمام و تکمیل پر ہے۔
اور بندہ ابتدا مین اعمال مین پکڑا جاتا ہے جسکے سبب سے وہ احوال سے محجوب ہے اور درجہ
توسط احوال کے ساتھ محفوظ ہے کہ بہ انتہا اعمال سے وہ محجوب ہوتا ہے اور انتہا مین اعمال
اسکو حاجب احوال سے نہین ہوتے اور نہ احوال حاجب اعمال سے ہوتے ہین اور یہ بڑا
فضل عظیم ہے۔ جنید سے پوچھا کہ نہایت کیا ہے کہا وہ رجوع الی البدایۃ ہے اور بہر انتہا
بعض صوفیہ نے قول جنید کی تفسیر کی ہے اور اسکے یہ معنی کہتے ہین کہ وہ بہر انتہا ابتدا سے
ادھر عین جہل کے اندر تھا پھر معرفت کو پہونچا بعد ازان وہ حیرت اور جہل کی طرف پھیرا گیا اور
وہ مثل [illegible] کے ہے کہ جہل ہوتا ہے پھر علم ہوتا ہے پھر جہل ہوتا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے
لکیلا یعلم بعد علم شیئا۔ اور بعض صوفیہ نے کہا ہے اعلیٰ اللہ عارف باللہ زیادہ وہ ہے جو
سب سے زیادہ حیرت مین ہو اور جائز ہے کہ معنی اسکے وہ ہون جو ہم نے بیان کیے کہ
وہ اعمال مین ابتدا کرتا ہے پھر احوال کی طرف ترقی کرتا ہے بعد ازان اعمال و احوال کا
جامع ہوتا ہے اور یہ منتہی کے لیے ہوتا ہے جو مراد اور طریق محبوبین مین ماخوذ ہو

کہ اُنکی روح حضرت اللہ کی طرف منجذب ہوتی ہی اور وہ قلب طالب تبعیت ہوا قلب
نفس سے تبعیت چاہتا ہی وہ نفس قالب سے سو وہ بالکل قائم باللہ اور ساجد ہین
بیدی اللہ تعالیٰ ہی جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی سجد لک سوادی
وخیالی یعنی واسطے تیرے میرے دل اور خیال نے سجدہ کیا اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہی
ولله يسجد من في السموات والارض طوعا وكرها وظلالهم بالغدو والآصال یعنی اور واسطے اللہ تعالیٰ
کے سجدہ کرتا ہی جو آسمانوں اور زمینوں مین ہی خوشی اور ناخوشی اور سایہ اُنکوں کا
صبح وشام سجدہ کرتا ہی اور ظلال قوالب سجدہ مجود ارواح کے ساتھ کرتے ہین اور
اُسوقت روح محبت اُنکے تمام اجزا مین سرایت کر جاتی ہی سو وہ لذت حاصل کرتے ہین
اور ذکر اللہ تعالیٰ سے اور تلاوت کلام اُسکے سے محبۃً تنعم اور خوشی کرتے ہین
پس اللہ تعالیٰ اُنکو محبوب رکھتا ہی اور اُنکو محبوب خلق کر دیتا ہی اپنی نعمت سے
جو بہتر ہی اور اپنے فضل سے بنا بر اسکے کہ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہی
کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ البتہ اللہ تعالیٰ جب کسی
بندہ کو محبوب رکھتا ہی تو جبرئیل منادی کرتے ہین کہ اللہ تعالیٰ نے فلان
دوست رکھا سو مین اُسے دوست رکھتا ہون پھر اُسے جبرئیل دوست رکھتا
بعد ازان جبرئیل آسمان مین منادی کرتے ہین کہ تحقیق اللہ تعالیٰ نے فلان
شخص کو دوست رکھا ہی سو تم بھی اُسکو دوست رکھو پھر اہل آسمان اُسکو
دوست رکھتے ہین اور اُسکے لیے زمین مین قبولیت رکھی جاتی ہی اور اللہ ہی
کے ساتھ مدد ہی اور عصمت اور توفیق ہی

نام کتاب	قیمت
رسالہ شرافت - مولفہ منشی ناصر حسین عزیز گرامی -	۵ر پ
کنز الاسرار - ترجمہ اردو مثنوی شاہ بوعلی قلندر قدس سرہ ہموزن مثنوی از مولوی سید غلام حیدر خان -	۱ر
چشمۂ فیض - نظم ترجمہ اردو پند نامۂ عطار کلام عارف کامل حضرت شیخ فرید الدین قدس سرہ از مولوی عبد الغفور خان بہادر -	۱ر ۱۶
مذاق العارفین - ترجمہ احیاء علوم الدین عربی ہر چہار جلد کامل کاغذ سفید ولایتی -	عـــہ
ایضاً - حسب مراتب مذکورۂ بالا کاغذ معمولی ہر چہار جلد -	عہ پ
گلشن سرور نبی - نظم مابین تہذیب واخلاق کا بیان مولفہ منشی غلام سرور لاہوری -	۳ر
اکسیر ہدایت - ترجمہ اردو بامحاورہ کیمیائے سعادت جامع شریعت وحقیقت مترجمہ مولوی فخر الدین احمد کاغذ سفید گندہ -	سے پ
اکسیر ہدایت - حسب مراتب بالا کاغذ سفید وخاکی معمولی -	عہ پ
ترجمۂ رشحات - مترجمہ مولانا ابو الحسن فرید آبادی کاغذ سفید -	عہ پ
تہذیب احسانی - مولفہ حکیم احسان علی -	۳ر
تحفۃ العاشقین - رموز تصوف از شاہ عبد الصمد -	۱ر
اسرار الحروف ہندی - مولفہ فتح علی شاہ قادری بطور تصوف -	۳ر
مجموعۂ تصوف - تصنیف لطیف حضرت شیخ برہان صاحب -	۲ر
مخزن الانوار - ترجمۂ گنج الاسرار از مولوی محمد یوسف علی شاہ -	۸ر
منہاج السالکین - ترجمہ جوگ بششٹ مترجمہ مولانا ابو الحسن فرید آبادی -	عہر
تنبیہات منظوم - عربی با ترجمہ اردو نثر ونظم از شیخ احمد بن علی -	۶ر
مثنوی سر حق - رموز تصوف از سید شاہ عطا حسین -	۸ر

نام کتاب	قیمت
کتب تصوف فارسی	
انیس الارواح - از حضرت شیخ معین الدین چشتی -	۱ر۳ ۹
کلمۃ الحق - از شاہ عبدالرحمن مع شرح نور مطلق از ملا نور اللہ در بیان وحدت وجود مع دلائل و دفع شکوک	۵ر
مکتوبات جوابی شیخ شرف الدین یحییٰ منیری قدس سرہ -	۲ر۳ ۹
مکتوبات حضرت شرف الدین یحییٰ منیری قدس سرہ -	۱۰ر
مکتوبات امام ربانی - از حضرت مجدد الف ثانی -	[illegible]
مطلع الانوار - نظم از طوطی ہند امیر خسرو دہلوی محشی مولانا ابوالحسن فرید آبادی -	۷ر
حدیقہ حکیم سنائی - معروف بہ الٰہی نامہ محشی جدید کاغذ سفید گندہ	[illegible]
ایضاً - کاغذ خاکی -	عہ
گلشن اسرار - رموز تصوف از مولوی انور علی -	۱ر۳ ۹
کیمیائے سعادت - از حضرت	

نام کتاب	قیمت
امام غزالی معروف متداول -	عہ
ہدایت المومنین - رسالہ در بیان بیعت صالحین از ملا معین الدین	۱ر
مطالب رشیدی - از حضرت شاہ تراب علی قلندر قدس سرہ -	۱۰ر
رسالہ معرفۃ السلوک - از حضرت شاہ محمود خوش زبان -	۴ر
نفحات الانس - مع حواشی مفید از ملا عبدالرحمن جامی -	عہ
مصباح الہدایۃ - ترجمہ عوارف از حضرت شاہ محمود کاشانی -	۱ر۹ ۹
فوائد سعدیہ - از قاضی ارتضیٰ علیخان تصوف میں -	۱۲ر
پندنامہ عطار - از حضرت شیخ فریدالدین -	۱ر
منطق الطیر - از حضرت شیخ فریدالدین قدس سرہ -	۱ر۳ ۹
فوائد الفواد - مصنفہ حضرت محمد نظام الدین اولیا دہلوی رح مطبوعہ ۱۳۰۲ھ -	۸ر